UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226536

UNIVERSAL
LIBRARY

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا

مولوی

ماہوار مذہبی رسالہ

سالانہ ایک روپیہ

فی پرچہ دو آنے

مدیر مسئول عبدالحمید خان

بخاری شریف کے لیے اب منی آڈر نہ بھیجیے اس لیے کہ

اب وہ ختم کے قریب ہے، ہمارے پاس منی آڈر کے روپے نہیں ملتے چک لئے ہیں۔ اگر کوئی منی آرڈر واپس کرنا چاہیں، تو دوبارہ فیس وی پی پر لگے گی جس سے چار آنے کا نقصان ہے۔ اب جس قدر جلدیں رہ گئی ہیں جو نہ بھیں سو ہوگی، وہ اب وی پی کے ذریعہ بھیجی جائیں گی۔ سہولت وی پی صرف پانچ روپے کا بھیجا جائے گا جس میں پانچ دو جلدوں میں جلد چوتھی روانہ ہوگی، جب تیسری جلد چھپ کر کامل ہو جائے گی۔ پھر تیسری جلد تینوں جلدوں کا محصول اکٹھا وصول کرنے کے لئے جبکہ محصول ہوگا وی پی کے ذریعہ وصول کیا جائے گا۔ اس لیے جو بھائی اس کا رخیر میں شریک ہونا چاہیں وہ نقد نفع اور فرض تو اب لوٹ لیں کیونکہ بخاری شریف کے ترجمہ کی قیمت مقررہ دس روپے ہے۔ اور آئندہ ہزار احادیث کا یہ قدسی مجموعہ اب پانچ روپے میں منت ہے جس میں ۳ نو فقط جلد بنوائی ہی جاتے ہیں۔ جلدی کیجئے ختم ہونے پر آپ کے فرمائشی خطوط واپس ہو جائیں گے۔ تو بڑی عجیب نعمت رسول پاک کے مہینے ہی میں حاصل کر لیجئے

عبدالحمید

منیجر رسالہ "مولوی" پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی

30/۱۹۲۷

Checked 1969

ہمالیہ پہاڑ جہاں سونے چاندی لوہے کی کانیں ہوتی ہیں وہاں ان کا ست لے کر عنایت پرودگار سے یہ سلاجیت پیدا ہوتا ہے ہم ایسے دشوار گذار مقامات سے عرصہ ۴۴ سال سے منگا کر طب و ویدک طریقہ سے صاف کرتے ہیں جو کہ ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے جس کے ہزار ھا

سرٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہیں؟

Checked 1965

اکسیر اعظم

اصلی سلاجیت اصلی

Checked 1975

حکیم بیدار نے اپنی تحقیق کر کے ظاہر کر دیا ہے کہ دنیا بھر کی ادویات میں سب سے بہتر سلاجیت کی بابت ہے جو کہ کمزوری کو دفع کر کے طاقت دیتے والی کوئی دوا نہیں ہے جس کے استعمال سے بوڑھے جوان ہو جاتے ہیں روزانہ خراک سے ہی کمزوری جاتی رہتی ہے اور کمزوری کا کبھی نام ہو جاتی ہے کچھ دن استعمال کرنے سے ہی بدن میں طاقت اور خون پیدا ہو کر بدن کا ہر حصہ مضبوط ہو جاتا ہے اور بار بار پیشاب آنے کی شکایت دور ہو جاتی ہے اعضائی کمزوری کو دور کر کے مردانہ طاقت پیدا کرتا ہے جو کہ ہر وقت ہیں ادویات کو طاقت دینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور منی دھات کو طاقت دیتا ہے ساتھ خون پیدا کرتا ہے دل و دماغ کو طاقت دیتا ہے جس میں طاقت چھ ہزار روپیہ اخراجات کر کے ہی تیار کی جاتی ہے ساٹھ دن استعمال کرنے سے ایسے ہی غذائی بادی پیدا کرتا ہے اور کمزوری کو دور کرتا ہے اور پرانی سے پرانی بیماری کا دور ہو جاتی ہے اور ہر زلہ زکام کھانسی اور گھٹنے درد وغیرہ اعضاء کو طاقت دیتا ہے اور سانس کی بیماری کو دور کرنے کی خاص طاقت اور اثر رکھتا ہے۔

اس کے استعمال سے ہی ہر قسم کی بیماری کو دور کرنے کی خاص طاقت اور اثر رکھتا ہے۔

اس کے استعمال سے صدہا طبیب و حکمت کی بڑی بڑی کتابوں میں لکھتے ہیں دنیا میں کوئی بیماری ایسی نہیں ہے جو سلاجیت سے نفع نہ ہو غیر عورتوں کی کمزوری اور بیماری کے لئے زچہ کو دودھ پیدا کرنے کی خاص دوا ہے۔

ہر سال کے استعمال سے خاص طاقت سلاجیت ایک ماہ میں پانچ تولہ کھانا پڑتا ہے ہفتہ کی بیماریوں سے بچ کر مضبوط اور تندرست رہیگا اور عمر بھی زیادہ ہوگی ترکیب استعمال چھپی ہوئی ہے جو کہ آپ بالقیمت لیتی ہوتی ہے اور قیمت بھی بالغرض فائدہ ہر خاص و عام ہے کر سکتا ہے

پانچ تولہ کی قیمت سوا دو روپے چھ دس تولہ کی قیمت سوا چار روپے بیس تولہ کی قیمت آٹھ روپے

محصول ڈاک علاوہ ۔ ۴۰ تولہ آدھ سیر ساڑھے پندرہ روپے اور اسی تولہ کی قیمت نیس روپے علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور

Himalaya Depo
Hardowar (Saharanpur)

تصدیق

ہماری سلاجیت کی صداقت میں کہ دیوبند کے سند یافتہ مفتی حکیم سید دلاور علی صاحب ازہری امام و صدر انجمن طلباء مدارس ہوتے تحریر فرماتے ہیں "آپکی سلاجیت میں نے ذاتی طور پر بھی استعمال کیا اور نیز اکثر مریضوں کو استعمال کرایا بڑی مرتبہ کے ساتھ منیجر ہردوار ڈپو مدار کو بھی بھیجا ہوں کہ آپ کا صاف شدہ سلاجیت فی الواقعہ بہت مفید اور بہتر ہے اجزاء مذکورہ کیا الاذ اور قیمۃ الزنج قوتیہ مائی آدویہ الطبیعیہ کو امراض شانہ کے لئے بہتر ہیں

جس رفتار سے معجز نما متوسط قرآن شریف صدیہ ہو رہا ہے اس سے یہی اندازہ ہوتا ہے، کہ

رمضان شریف سے قبل ہی یہ اڈیشن ختم ہو جائیگا

درحقیقت ایسی رعایت کا وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ مولوی نور محمد صاحب کے معجز نما قرآن شریف کا

(دفتر رسالہ مولوی عبدہ پریس دہلی سے منگائیے)

کبھی بھی نصف صدیہ ہو جائے گا

یہی وجہ ہے کہ مشتاق حضرات کی بھیڑ دن بدن بڑھتی جاتی ہے، اسی وجہ سے گمان غالب ہے کہ رمضان شریف سے قبل ہی یہ اڈیشن ختم ہو جائے گا، کیونکہ تازہ اڈیشن صرف آٹھ ہزار ہی چھپا تھا پھر خیال ہوتا ہے کہ پانچ روپے سے کم میں معجز نما قرآن شریف ہدیہ ہی نہیں ہوا، اور ابتدا سے اب تک ایک لاکھ میں ہزار روپے کا ہدیہ ہوا، اب ڈھائی روپے میں جتنا بھی ہدیہ ہو، تھوڑا ہے،

ڈھائی روپے میں اس وقت کوئی بھی ترجمہ والا قرآن نہیں ملتا چہ جائیکہ دو ترجمہ والا مفسر کامل مجلد چرمی

پر یہ احساس فرض ہے کہ ناظرین کے فائدے کا کوئی موقعہ نہیں جانے دیتا اپس سے متمتع ہونا آپ کا کام ہے غالب قیاس یہ ہے کہ رمضان شریف تک یہ اڈیشن پورا ہو جائے گا، جو بھائی زکوٰۃ کے پیسے سے قرآن شریف خرید کر دینا چاہتے ہیں ان کو اپنی زکوٰۃ اسی مہینے میں نکال لینی چاہئے، بہرحال یہ اور موقعہ ہے اس سے فائدہ اٹھائیے،

اس قرآن شریف کی تمامیت ایک ہزار صفحات میں تقطیع اس رسالہ کی برابر ہے، کاغذ سفید و لایتی نارنجے کا ہے، مناسبہ ارغوانی ہے، جلد پورے چمڑے کی نقرئی کار، جالدار ہے دو ترجمے ہیں، پہلا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا تحت اللفظ لفظی ہے دوسرا ترجمہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا بامحاورہ ہے، حاشیہ پر کامل تفسیر ہے، جو اوفق تفاسیر کا خلاصہ ہے، مثل ابن کثیر، ابن جریر، اور بغوی خازن، ابن کبیر، مدارک، موضح القرآن ضحاک، مسند حاکم، ابن مردویہ ابن ابی حاتم، مسند بزاز، مسند امام احمد، وغیرہ اسباب و شان نزول از جلالین و سیوطی اور تمام کتب احادیث، اور جہیں تمام احکام و بیان و مسائل، قصص، تاریخ، حکایات، ظاہر و باطنی مشکلات، و مشکلہ تفاسیر کی جو بار الاقتدار حضر صیات ہو سکتی ہیں وہ سب اس کے حاشیہ پر موجود ہیں، نیز اس کے شروع میں ایک طویل مقدمہ ہے جس کے پانچ حصے ہیں، اول حضرت آدم سے لے کر تمام پیغمبروں کی سوانح عمریاں اور انکی امتوں کے حال اسلام سے قبل عرب کی تمام قدیم قوموں کی تاریخ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لے کر وفات تک مفصل سوانح عمری اور ان تمام لڑائیوں کی تفصیل جو کفار عرب نے آپ کے خلاف انجام دی تھیں، اور آپ کے وہ تمام خطوط جو تبلیغ و ترویج میں، جو آپ نے اس زمانہ کے کافر بادشاہوں کے نام برائے دعوت اسلام روانہ فرمائے تھے، بعد میں خلفائے راشدین کے کامل حالات میں، حصہ دوم میں فضائل القرآن اور اسرار حصہ سوم میں تمام خاندان کے سینہ بسینہ اعمال قرآنی اور خواص ہدیہ مجلد چرمی کامل نقرئی جالدار صرف ڈھائی روپے محصول ڈاک صرف ایک روپیہ کل ہے

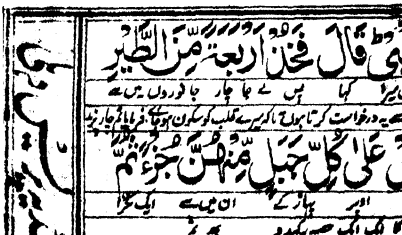
قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ۭ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ

کہا بلکہ ہاں لیکن تو کر آرام پکڑے دل میرا کہا پس لے چار چار جانوروں میں سے

فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰي كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ

پس ان کو پھر پہچان کر اپنی طرف پھر کر لے ان میں سے ایک ایک

ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ۭ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ مَثَلُ

ان کو بلا وہ تیرے پاس دوڑتے ہوئے اور جان لے اللہ غالب ہے حکمت والا ہے مثال

ف، حضرت علیہ السلام بخت نصر ایک بادشاہ بابل کا کافر تھا اسرئیل پر غالب ہوا، تورییت المقدس کو ویران کیا۔ تمام لوگ ہندی میں پکڑ لے گئے تب حضرت عزیر اس شہر میں آئے دیکھا کہ تمام شہر ویران ہو گیا ہے، اسی جگہ انکی روح قبض ہوئی تھی، اور صدہا برس کے بعد زندہ ہوئے، ان کا کھانا اور پینا اس وقت انجیر اور انگور کا گدھا، اس کی ہڈیاں اسی شکل میں تھیں، وہ ان کو مردہ زندہ ہوا اس سو برس میں بنی اسرائیل قید سے خلاص ہوئے، اور پھر وہ شہر آباد ہو گیا، مرنے کے وقت جوان تھے، ایک سو برس کے ایک کو ایک کہہ کر ان کو بتلایا کہ یہ بھی سو برس مرے ہوئے، ایک سو برس کے ایک کو ایک کہہ کر، اور دونوں سر کے ایک ایک بال سفید ہو گئے، ایک ہزار برس کے ایک کو ایک کہہ کر، ان کو بتلایا کہ یہ بھی سو برس مرے ہوئے، ایک سو برس کے ایک پر ایک دہر، اور بیچ میں کہنے ہو کر بلایا، اس کا سر آنہ کہ ہمیں کتنا ہوا، پھر دہر ٹھہرا، پھر پوچھا، وہ دو تہائی ہوا چلا آیا، اکثر طرح چاہ دیں، فائدہ، بیان حضرت اس پر کہ اللہ تعالیٰ آپ بات کرتا ہے جس کو چاہے اور اگر شبہ پیدا کرے ساتھ ہی جواب دیتا ہے، اب تک پھر چھاپا کا۔

ضعیف العمر اور کمزور نگاہ والوں کے لیے چوب قلم

آسان ید قرآن شریف

مترجمہ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی

مجلد چرمی پشتہ للہ

بہت ہی سستا قرآن شریف حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن اور چھپائی خوب روشن بڑے بڑے کام کرنے والے حیران ہیں کہ کسی حساب سے بھی اس قدر جلی قلم اتنی ضخامت کا قرآن شریف چار روپے میں نہیں چھپ سکتا عمدہ کتابت ہے، اعراب برجا اور حروف کشادہ ہیں، قلم کا نمونہ سامنے موجود ہے ترجمہ بھی اتنا ہی جلی ہے، اور پیٹیک حروف کے نیچے ہے جس سے حرفی الفاظ کے معنی بھی بیٹیک طور سے معلوم ہو جاتے ہیں، اس کا کاغذ مصری ہے جو قرآن شریف ہی کے لیے مخصوص ہوتا ہے اس پر سیاہ طباعت بہت نمایاں ہو جاتی ہے اور یہ قرآن شریف چونکہ بہت موٹے حروف اور بہت چکدار چھپائی کا ہے اس لیے وہ گزنگ فاصلہ بڑا ہو سکتا ہے اور تمام **ضعیف العمر بزرگ ہلکی روشنی اور چاندنی میں بے تکان تلاوت کر لیتے ہیں**

اسی وجہ ہے کہ اس قرآن شریف کا نام آسان ید رکھا گیا ہے اس کا کاغذ بھی کافی دبیز ہے گیارہ پیڈ ہے اور مجلد کا وزن پانچ سیر کے قریب ہے یہ ہے کہ اس کے ابتدا میں ایک طویل مقدمہ بھی ہے اور جس قدر قرآن پاک بڑے بڑے سائز میں ہے یہ مقدمہ بھی بہت اہم ہے معلومات سے پُر ہے اس کی خوبیاں اور مضامین گنوائے جائیں تو دفتر کا رہیں، اس لیے مختصر یہ ہے کہ اپنی شان کا نرالا قرآن شریف ہے اور بہت ہی کم ہدیہ کا ہے **ہدیہ مجلد چرمی پشتہ چار روپے** محصول ڈاک دو روپے بھر آنے دو جلدیں ریل کے ذریعہ منگائیے، اس میں فائدہ ہے لیکن ریل کے لیے روپیہ پیشگی آنا چاہیے، روپے اخراجات مقررہ قیمت سے زائد منی آرڈر کرنے

ملنے کا پتہ:- دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی، گوچہ چیلان۔

حیدر آباد و بھوپال کی وظیفہ یاب خوشنویس خاتون کے ہاتھ کا بہترین لکھا ہوا، اور حضرت علامہ مفتی مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ اور تفسیر والا چھوٹی تقطیع کا قرآن شریف جس کے ابتدا میں ایک طویل مقدمہ ہے اور **کاغذ بہت اعلیٰ** ہے خاشدہ ہے، مجلد چرمی کامل ہے

چھوٹی تقطیع کا اعجاز نما قرآن

کتابت ایک مقتدر دہلی کی خاتون نے کی جو اپنی خطاطی کے سارے دکن و بھوپال سے طغرے یاب ہیں، ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب کا نظر ثانی شدہ ہے اور چونکہ متن سے ترجمہ کی سطر بندی ہے اس لیے ترجمہ صاف اور واضح ہے، تفسیر موضح القرآن بیان القرآن تفسیر حسینی اور چند عربی کتابوں سے ماخوذ ہے اور کئی مستند مولویوں کی سند ہے بہت ہی اچھی ہے، ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ ہے جو مولوی عاشق الٰہی صاحب کا لکھا ہوا ہے اس کے مضامین کے چند عنوان یہ ہیں، دیباچہ، آداب تلاوت قرآن شریف میں پھیں، بنیاد کا مراحتا ذکر ہے ان کا نام نہاد حال، رسول کریم کی مبعوثہ تبلیغی جماعت ان تمام فرشتوں کا حال جنکا قرآن میں ذکر ہے، وہ کفار جنکا قرآن میں ذکر ہے، وہ کفار جنکا قرآن میں ذکر ہے، وہ تمام قبائل جنکا قرآن میں ذکر ہے، وہ مقامات جنکا قرآن میں ذکر ہے، آخرت کے مقامات جنکا قرآن میں ذکر ہے، وہ موازنہ قاف قرآن شریف نو فکر اس ہدیہ میں ایسے عمدہ کاغذ ایسے ترجمہ اور تفسیر کا قرآن آج تک نہیں ملا۔ اس کی تقطیع ۸ انچ طویل اور ۵ انچ عریض ہے خاشدہ ہے مجلد چرمی **قلم اتنا جلی ہے** ہدیہ مجلد سوا دو روپے محصول ڈاک ۱۲ ار کل تین روپے، حمیدیہ پریس دہلی

نیا پچبودہ مجلد

تقطیع معمولی پرچہ کے نصف، اس میں بارہ سورتیں ہیں۔ سورہ یاسین، سورہ رحمان، سورہ واقعہ، سورہ ملک سورہ مزمل، سورہ نوح، سورہ جن، سورہ کہف، سورہ اعلیٰ، سورہ فلق، سورہ الناس، بہت ہی مکمل مفصل وضاح بین، دعائے گنج العرش، اشتمالی، اسلئے مقدس ہیں کہ یہ سورتیں ہیں، مترجم ہے، حاشیہ ہے، خاشدہ ہے، مجلد چرمی ہے قلم بھی خوب جلی ہے، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سستا بھی ہے ۲۰۰ صفحات قیمت مجلد چھ آنے محصول ڈاک ۱۲ ار کل ۱۰ ار حمیدیہ پریس دہلی

فی الواقعہ بہت اچھے اور سستے قرآن شریف ہیں، قیمت بھی بہت کم ہے، خوبیوں اور گوناگوں خوبیوں کی وجہ سے ہم ان کی سفارش کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

بے شمار خوبیوں والا قرآن سبحان اللہ کتنا قبول ہوا

کاغذ چکنا سفید اور بہت ہی اعلیٰ ہے، ابتدا میں چالیس صفحہ کا پر اثر معلومات قرآنی بڑا نایاب مقدمہ بھی ہے، یہ قرآن شریف

بعد ایسا خوشنما کتابت کا قرآن شریف دوبارہ نہیں ملیگا، کیونکہ ہندوستان ہی نہیں دنیا بھر کے خوشنویسوں کے سرتاج مولوی منشی محمد قاسم صاحب جنہوں نے یہ قرآن شریف خاص طور سے لکھا تھا اصل چیز ہم گئے اسمیں بے شمار خوبیاں ہیں حروف الگ الگ ہیں ترجمہ واضح ہے، کتابت کی ہتھوڑی شان کا اندازہ تو آپ کو نمونہ زیر ہی سے ہو سکتا ہے واقعیہ ہے کہ جس کے پاس یہ قرآن شریف آگیا، وہ اپنی زیادہ گا رہو گا جس طرح حیرت نما قرآن شریف اب میں روپے میں بھی نہیں ملتا، یہ قرآن شریف بھی نہیں ملیگا، اس کے ترجمہ اور حاشیہ کی کتابت بھی بے مثل ہے، چھپائی تو سبحان اللہ دیکھنے دکھانے کے قابل ہے، کاغذ نہایت نفیس چکنا نمبر اول کا، ترجمہ حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا جو اضافہ ہے اور نہایت سلیس ہے حاشیہ پر شان نزول ہے، مقدمہ میں فضائل و آداب تلاوت اور قواعد تجوید اور سوزاد قاف درج ہیں، اور ایک بڑی فہرست مضامین ایسی درج ہے کہ جو آیت چاہو فوراً نکال لو، ان کے علاوہ مندرجہ ذیل بیانات و حالات و اوعیہ درج ہیں، کلام مجید میں کن کن انبیا کا ذکر ہے، فرشتوں کے حالات جنکا ذکر قرآن میں آیا ہے، قبائل جنکا ذکر قرآن میں آیا ہے، دنیا دی اماکن مقدسہ اور مقامات جنکا ذکر قرآن مجید میں ہے، دینی اماکن و مقامات جنکا ذکر قرآن میں ہے، قرآن مجید کی تعلیم کے فضائل، قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہئے، قرآن مجید کے وہ مقامات جہاں آواز کے فرق سے کفر لازم آتا ہے، سب سے پہلے اور سب سے آخری وحی، قرآن شریف کی مشہور اور ہر شخص کو آسان کرنے والی دعائیں، صورتی ہفت رنگ ہفت خوشنما آرٹ پیپر مفتقہ کہ معطر و مزین منورہ و جامع مسجد جو فوٹو کے طریقہ پر چھاپا گیا ہے، ہر پارہ کے صفحہ سے شروع ہوتا ہے تقسیم مولوی کی ابتدائی سے ایک انچ زائد اور چوڑائی میں برابر کچھ نمونے کے طور پر قرآن شریف دیکھ لیجئے اس نقل میں اصل کی شان تو کیا نہیں ہوتی کاغذ ایسا سفید اور چکنا ہے جیسے مولوی کے ٹائٹل کا، لیکن اتنا موٹا نہیں ہے

ہدیہ مجلد چرمی بلا حنا شدہ ڈھائی روپے محصول ڈاک چودہ آنے چھپائی سیاہ چمکدار، حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان

الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ

نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا

عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ

رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

عالم تھے ذکر کیا

منزل

ور قرنے لتی کر کہا کہ اے محمد تم خوف نہ کرو بلکہ کان لگا کر سنو کہ وہ کیا کہتا ہے اس کے بعد جب آنحضرت صلعم صوا کی جانب تشریف لے گئے اور جب دستور محمد کی آواز کان میں آئی تو آنحضرت صلعم نے لبیک کہا آواز آئی کہ اے محمد میں جبریل خدا کا فرشتہ ہوں اور تم اس امت کے نبی ہو اول کہو اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ الحمد للہ رب العالمین

بچوں کے لئے سب سے بہتر بلا ترجمہ نورانی قرآن مجید

اس سال کا تحفہ

دعوت دہلی

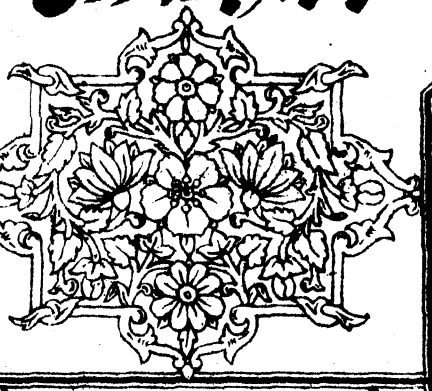

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ
نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

کتابت کے لحاظ سے اس سے بہتر قرآن شریف دنیا بھر میں نہیں ہے، اور نہ آئندہ لکھا جا سکتا ہے

۲۔ اس حجم اور تقطیع پر اس سے زیادہ صاف چھپا ہوا اور کوئی قرآن شریف نہیں ہے

۳۔ عبارت صحیح ہے اور ایک الف زبر کی بھی غلطی نہیں،

۴۔ بچوں کے پڑھنے میں بہت سہل ہے، کیونکہ اعراب بالکل نمایاں ہیں

۵۔ دوسرے قرآنوں کی نسبت اس میں سبق جلدی یاد ہوتا ہے

۶۔ استاد پر پڑھانے کا بار اس کی عبارت کی خوبی کی وجہ سے کم پڑتا ہے

۷۔ ہر پارہ علیحدہ ہو سکتا ہے تاکہ مساجد میں جلدیں ہو کر دیدیں

۸۔ چھپائی اس قدر صاف ہے کہ دہلی کا کوئی اور قرآن شریف اس سے بہتر نہیں ہے

۹۔ جلد صرف جتنے کی ہے کپڑے کی نہیں بڑھائی گئی

۱۰۔ بہت سستا ہے اس سے نصف خرچ میں کا بھی کوئی اور قرآن شریف اس پایہ کا نہیں ہے

ھدیہ

ایک جلد مجلد چرمی سوا روپیہ
۵ جلد " پانچ روپے دس گنے
دس جلد " دس روپے

محصول ڈاک

ایک جلد پر تیرہ آنے
۵ جلد پر دو روپے گیارہ آنے
دس جلدیں ریل کے ذریعہ بھیجنے سے

دفتر رسالہ مولوی حسب پتہ ذیل دہلی

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا

۳۱

مولوی

ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شایع ہوتا ہے

جلد ۱۸ | بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۵۲ھ | نمبر ۲

خطبہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد النبی الامی الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ اما بعد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم شعبان شھری ورمضان شھر اللہ وقال صلی اللہ علیہ وسلم قوموا لیلھا وصوموا نھارھا۔

برادران اسلام! یہ مہینہ شعبان المعظم کا ہے اور اس ماہ معظم کے متعلق رسول آخر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ۔ سرکار دو عالم کے غلاموں کا اس ارشاد نبوی کے بعد فرض ہو جاتا ہے کہ محمد رسول اللہ کے ماہ مبارک کو اسی طرح منائیں جس طرح حضور محبی بناہ کی مرضی ہو اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرتے تھے۔

ماہ شعبان کے متعلق نہایت کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں اور بہ نہایت آسانی کے ساتھ معلوم کر سکتے ہیں کہ سرکار دو عالم اس ماہ شعبان میں کس طرح کی زندگی بسر فرماتے تھے اور اپنے غلاموں کے لئے آپ نے کیا ہدایات دی ہیں اور حضور کی مرضی کیا ہے یعنی کونسا مہینہ کا خیر مقدم کیا جائے۔

قبل اسکے کہ شعبان المعظم کے متعلق احادیث کا ذکر کیا جائے اور اس پر بحث کی جائے یہ معلوم کر لینا چاہیئے کہ اللہ عزوجل کی طاعت وعبادت اسلام کی حقیقی غایت ہے چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے لیکن عبادت کے معنے صرف نماز روزہ ہی کے نہیں ہیں بلکہ اگر دل بیدار دست بکار کے اصول پر خدا کی مرضی اور اسکے حکم کی بجاآوری کی روح ہر وقت کارفرما رہے تو ہمارے تمام کام عبادت میں داخل ہو جائینگے بہر حال مطلب یہ ہے کہ عبادت اسلام کی روح ہے یہی وجہ ہے کہ احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بندوں کا تعلق خدا کے ساتھ دائمہ کر نیکا کوئی موقعہ فوت گذاشت نہیں فرماتے تھے مہینوں کے حالات دیکھئے دنوں کے حالات دیکھئے اسکے علاوہ اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے کھاتے پیتے وقت کے جاگنے میں اسی طرح سفر کرتے وقت سواری پر سوار ہوتے سواری سے اترتے وقت جو اوعیہ مروی ہیں چاند دیکھتے وقت سورج گرہن وغیرہ اگر من کی نمازیں نماز استسقا غرضکہ کوئی کام ایسا نہیں ہے جسکے سلسلہ میں خدا کی یاد اس کا ذکر اس کی فکر اور اس سے دعا و استمداد کی ہدایتیں نہ ملتی ہوں یہ سب عبادت میں داخل ہیں عبادت کے معنی یہ ہیں کہ بندہ اسکی طرف متوجہ ہو اس توجہ کے مختلف طریقے ہیں نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ دعا و ذکر وغیرہ۔

ماہ شعبان المعظم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مہینہ ارشاد فرما کر اسکو اس طرف متوجہ فرمایا ہے کہ اس مہینہ میں اس کو خوب اچھی طرح عبادت الٰہی کر لینا چاہیئے۔

ہر رجب سے پہلے تو اس ماہ مبارک کے فضائل بیان کرتے ہیں جو احادیث میں وارد ہوئے ہیں رجب کے پہلے اور رجب کی فضیلت تو اس کی یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نسبت فرمایا شعبان شھری ورمضان شھر اللہ یعنی شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا یہ حدیث حضرت عائشہ سے مروی ہے دوسری حدیث حضرت انس سے مروی ہے کہ جب رجب کا مہینہ آتا تو آپ فرماتے اللھم بارک لنا فی رجب وشعبان وبلغنا رمضان یعنی اے اللہ رجب اور شعبان کو ہمارے لئے برکت والا کر دے اور ہم کو رمضان میں پہنچا دے۔

برادران اسلام اب آپ یہ دیکھئے کہ اس ماہ مبارک شعبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل کیا ہوتا تھا آپ کیا خاص بات اس مہینہ میں اختیار فرماتے تھے تاکہ اسی اسوۂ حسنہ کے قدم بقدم چلنے کی سعادت ہم بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں کہ اسوۂ رسول کی پیروی ہی میں ہماری نجات ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم حتی نقول لا یفطر ویفطر حتی نقول لا یصوم وما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استکمل صیام شھر قط الا رمضان وما رأیتہ فی شھر اکثر منہ صیاما فی شعبان شعبان یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے چلے جاتے تھے یہانتک کہ ہم کہتے کہ اب آپ افطار نہ فرمائینگے یعنی رمضان تک مسلسل روزے رکھے جائینگے اور کبھی افطار پر افطار کرتے چلے جاتے روزہ نہ رکھتے یہانتک کہ ہم کہتے کہ اب آپ روزہ نہ رکھیں گے اور حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان کے سوا کسی مہینے کے پورے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا نیز آپ یہ بھی فرماتی ہیں کہ رمضان کو چھوڑ کر کسی کے روزے فرض ہیں آنحضرت شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے نہیں رکھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ شعبان کے روزے رکھتے مگر کچھ کم یعنی پورے تیس روزے نہیں رکھتے تھے بلکہ کچھ چھوڑ دیتے تھے۔

ایک اور روایت ہے کان احب الشھور الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یصومہ شعبان ثم یصلہ برمضان یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ رکھنے کے لئے شعبان کا مہینہ محبوب ترین تھا آپ اس مہینہ میں روزہ رکھتے اور اس کو رمضان سے ملا دیتے۔

اسی طرح کی اور بھی بہت سی روایتیں ہیں بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شعبان کے مہینے کے پورے روزے رکھتے تھے بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ پے در پے آپ دو دن چھوڑ کے روزے سوائے شعبان اور رمضان کے اور کسی مہینہ کے نہیں رکھتے تھے۔

برادران ملت! ان سب روایتوں سے جو امر متحقق ہوتا ہے وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ شعبان المعظم میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے اسلئے ہمارے لئے آپکا اسوۂ حسنہ یہ ٹھہرا کہ ہر بھلی مار مبارک میں سی طرح کثرت سے روزے رکھا کریں محبت الٰہی میں سے نماز کے بعد روزہ ہی کا درجہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ عبادت بیحد مرغوب تھی اور آپ ہمیشہ مہینہ روزہ رکھا کرتے تھے خصوصاً ایام بیض کے روزے تو آپ بہت کم ترک فرماتے تھے اور صوم داؤدی کی آپ نے بہت تعریف فرمائی ہے یعنے ایک دن بیچ روزہ رکھنا اور روزہ کے ساتھ حضور کا اس قدر شغف اول تو اس لئے تھا کہ آپ عبادت الٰہی کو بیحد محبوب رکھتے تھے خواہ وہ نماز کی شکل میں ہو یا روزہ کی شکل میں خواہ حج کی شکل میں ہو یا صدقات وخیرات کی صورت میں اور خواہ ذکر و فکر کی صورت میں ہو دوسرے اس لئے کہ روزے کے بارہ میں قرآن حکیم نے یہ اطلاع دی ہے کہ وہ انسان کو متقی اور پرہیزگار بناتا ہے یعنے روزہ کی صفت قرآن نے لعلکم تتقون فرمائی ہے اس لئے کارکردگار عالم نے اس بابرکت ماہ شعبان کو روزہ کے لئے مخصوص فرمایا کہ اس کے بعد رمضان کا مہینہ آتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اور جو روزہ ہی کے لئے مخصوص ہے لہٰذا یہ امر بہت ہی برکت و سعادت کا باعث ہو جائے گا اگر اس رمضان سے پہلے مہینہ یعنی شعبان میں بھی لوگ روزہ رکھا کریں۔

لیکن برادران اسلام! اس کے علاوہ ایک وجہ اور اس ماہ شعبان میں روزہ رکھنے کی احادیث میں مذکور ہے وہ یہ کہ اس مہینہ میں انسانی اعمال رب العالمین کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں اسلئے حضور نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل ایسے وقت میں پیش ہو کہ میں روزہ دار ہوں ھو شھر یرفع فیہ الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم۔

دوسری وجہ صوم شعبان کی یہ مذکور ہے لیس نفس تموت فی سنۃ الا کتب اجلھا فی شعبان فاحب ان یکتب اجلی وانا فی عبادۃ ربی و عمل صالح یعنی تمام سال میں کوئی نفس مرتا نہ یہ کہ اس کی اجل شعبان میں لکھ دی جاتی ہے اسلئے مجھکو یہ پسند ہے کہ میری اجل ایسے حال میں آوے کہ میں اپنے رب کی عبادت اور عمل صالح میں مشغول ہوں۔

یہ دوسری وجہ بھی آپ نے سن لی اور معلوم ہو گیا کہ شعبان میں روزہ رکھنا کس قدر اہمیت رکھتا ہے یہ بالکل حقیقت ہے کہ خواہ کوئی مسلمان کسی قدر گناہوں میں ملوث رہتا ہو اور اس کی زندگی خواہ کسی قدر معصیت کا نمونہ کیوں نہ ہو مگر اس کی یہ دلی خواہش ہو گی کہ اس کی عاقبت محمود اور خاتمہ بالخیر ہو اور جب اس کی اجل لکھی جانے والی ہو تو وہ عمل صالح میں مشغول ہو تاکہ خدا تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے۔

بہرحال جس نقطۂ نظر سے بھی دیکھا جائے شعبان المعظم میں روزہ رکھنا باعث خیر و برکت ہے اور اگر ہم اس ماہ مبارک کی برکتوں میں حصہ دار بننا چاہتے ہیں تو اس کی بس یہی ایک صورت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں اور ماہ شعبان المعظم کے متعلق حضور کا اسوۂ حسنہ ہمیں معلوم ہو گیا کہ آپ اس ماہ مبارک میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔

برادران اسلام! جس ماہ مبارک کو سرکار دو عالم اپنا مہینہ فرمائیں اس کی فضیلت و برتری کسی توضیح و تشریح کی محتاج نہیں ہو اور اس ماہ مبارک کے اول و آخر اور اوسط سب ہی مبارک و مقدس ہیں لیکن اس ماہ مبارک کو رمضان المبارک کی طرح ایک ایک فضیلت حاصل ہو یعنی اس ماہ کی پندرہویں شب کو بعض ایسی خصوصیات حاصل ہیں جو لیلۃ القدر کے سوا کسی دوسری شب کو حاصل نہیں ہیں۔

اس شب کے متعلق آیا ہے کہ سارے سال کا حال اسی شب کو لکھا جاتا ہے یعنی زندوں اور مردوں کا حال اسی شب کو طے کیا جاتا ہے اور سب سے بڑی فضیلت جو اس شب کی وارد ہوئی ہے وہ یہ ہے۔ اذا کان لیلۃ النصف من شعبان ینزل اللہ تعالیٰ الی سماء الدنیا لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لکل نفس الا رجل مشرک او فی قلبہ شحناء یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شعبان کی پندرہویں شب کو حضرت حق عزوجل سارہ دنیا یعنی وہ آسمان جو اس ہماری دنیا سے متصل ہے اس پر نزول فرماتا ہے اور ہر ایک گنہگار کو بخش دیتا ہے سوائے مشرک کے اور اس شخص کے جو اپنے دل میں کینہ اور عداوت رکھتا ہو یہ روایت جو اوپر مذکور ہوئی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی سند سے مروی ہے دوسری روایت حضرت علیؓ کی سند سے یہ دیکھی۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا نھارھا فان اللہ ینزل فیھا بغروب الشمس الی سماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر لہ الا من مسترزق فارزقہ الا من مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے فرمایا آپ نے کہ جب شعبان کی پندرہویں شب آوے تو رات کو عبادت کرو اور دن میں روزہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ غروب آفتاب سے سارہ دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور ہر ندا فرماتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت کا طالب کہ اس کو بخشوں اور ہے کوئی رزق کا طلبگار کہ اس کو رزق دوں اور ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اس کو عافیت عطا کروں اور ہے کوئی ایسا اور ہے کوئی ایسا یعنی ہر قسم کا آرزومند اور حاجتمند یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔

اور ایک حدیث میں مروی ہے کہ سوائے لیلۃ القدر کے کوئی شب شعبان کی پندرہویں شب سے زیادہ افضل نہیں ہے۔

برادران اسلام! ان احادیث سے شعبان کی پندرہویں شب کے فضائل پر اچھی طرح روشنی پڑ چکی ہے اگرچہ اس بارہ میں بہت سی احادیث اس شب مبارک کے متعلق ہیں مگر ہم نے صرف انہی چند حدیثوں پر اکتفا کی ہے ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حق عزوجل اپنے بندوں پر اس شب میں کس قدر عطا بخشش فرماتے ہیں اور کس قدر مہربان اور رحم فرماتے ہیں ہر وہ کس قدر بدنصیب اور بدبخت ہیں جو اس موجود و مبارک موقع سے بھی فائدہ نہ اٹھائیں عطا و بخشش کا ہاتھ دراز ہو اور ہم جھولی نہ پھیلائیں عجب کرم اور فیض و رحمت خداوندی کے خزانے لٹے جائیں اور ہم اپنے دامنوں کو سمیٹے ہوئے بیٹھے رہیں۔

برادران اسلام! اس ساعت سعید و مسعود سے بڑھکر اور کونسی مبارک و مسعود

ساعت پہونچتی ہے جبکہ رب العزت فرمائے کہ آؤ اور مجھ سے اپنی مرادیں اور اپنے مقاصد اور اپنی حاجتیں طلب کرو اور اپنے دامنوں کو پھیلا دو تاکہ میں ان کو اپنے فضل و عطا سے بھر دوں اور اپنی نعمتوں کے گنجینوں کو سامنے لاؤں تاکہ اس کو معبود کریموں کے ہم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو نہ گنہگار ہے کہ اس کو مغفرت الٰہی کی ضرورت ہو اور نہ کسی مصیبت میں مبتلا ہے کہ اس سے طالب نجات ہو اور نہ کسی حاجت کا طلبگار ہے کہ اس کے پورے ہونے کی تمنا ہو اگر ہم سب گنہگار ہیں اور اگر ہماری زندگی لوث معصیت سے پاک نہیں ہے تو شعبان کی پندرہویں شب طلب مغفرت کے لئے ہمارے سامنے ہے اس سے بہتر اور کونسا موقع ہم کو جلد سے جلد اپنی مغفرت بخشش طلب کرنے اور اس میں کامیاب ہونے کے لئے مل سکتا ہے۔

پس اے برادران اسلام! اس ماہ شعبان اور اس کی پندرہویں شب کی قدر کرنا اگر اپنے جیب و دامن کو فضل و عطائے خداوندی سے بھرنا چاہتے ہو تو ماہ معظم شعبان اور اس کی پندرہویں شب کی برکات و فضائل تم کو معلوم ہو چکے ہیں اور سرکار دو عالم کے اسوہ حسنہ کا علم تم کو ہو چکا ہے اس سے مستفید ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ جس قدر ہو سکے اور جس قدر تمہاری طاقت میں ہو اس ماہ مبارک میں روزے رکھو اور پندرہویں شب کو اسم رب العزت کی عبادت میں گذارو اور اس سے مغفرت طلب کرو اس کے حضور میں عجز و نیاز کا سر جھکاؤ اس کے دربار میں اپنی پیشانی رگڑو اور اس کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا مانگو کہ اے سب بادشاہوں کے بادشاہ اور اے سب حاکموں کے حاکم ہم پر اپنے لطف و کرم کی بارش کر ہمارے گناہوں کو معاف کر ہماری خطاؤں سے درگذر فرما اور ہمارے قصوروں سے چشم پوشی فرما ہم کو نیکیوں کی توفیق عطا فرما اور برائیوں اور برائیوں سے بچا اور اپنی طاعت و عبادت کا ذوق مرحمت فرما اور اپنے حبیب پاک محمد رسول اسرے کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کا عشق عطا فرما۔

برادران اسلام! کسی کو نہیں معلوم کہ ہم کب تک اس دنیا میں رہیں گے اور کب ہمارا وقت پورا ہو جائیگا اور کوئی نہیں جانتا کہ آج کے بعد کل اس کو تلافی مافات کی مہلت ملیگی بھی یا نہیں اس لئے جو موقع اور جو وقت ملے اسے غنیمت سمجھنا چاہیئے اور طے درجہ کے درمان اور مرض عصیان کا علاج کرنے میں تاخیر نہ کرنی چاہیئے اور غلب و روح کی آمادگی و مستعدی کے ساتھ بارگاہ کبریائی میں عرضہ گذار ہونا چاہیئے تاکہ اس کی بخشش و عطا ہمارے دکھوں کا علاج اور زخموں کا مرہم بنے

برادران اسلام! شعبان المعظم اور اس ماہ کی پندرہویں شب کے متعلق تفصیلی احکام و ہدایات اور سرکار دو عالم کا اسوہ حسنہ آپکے سامنے آچکا ہے اب ہمیں اپنے متعلق غور کرنا چاہیئے کہ ہمارا کیا فرض ہے اور اپنے دل میں عہد کر لینا چاہیئے کہ رسول اسرے صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پوری پیروی کرینگے اور قوموا لیلہا و صوموا نہارہا یعنی رات بھر کو عبادت الٰہی میں جاگو اور دن کو روزہ رکھو پر عمل پیرا ہوں گے۔

ماہ شعبان اور اس ماہ کی پندرہویں شب کے متعلق اس سے زیادہ جو اوپر گذر چکا اور کوئی احکام و ہدایات نہیں ہیں سوائے اسکے کہ پندرہویں شب کو حضور قبرستان بقیع تشریف لے گئے ہیں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے مگر یہ کس قدر افسوس کی بات ہے اور کس قدر تاسف کا مقام ہے کہ ماہ شعبان اور شب پانزدہم کے متعلق اسرے کے رسول کے جو احکام و ہدایات اور ان کا جو اسوہ حسنہ ہے اس کو تو ہم نے فراموش کر دیا ہے نہ ماہ شعبان میں کثرت سے روزہ رکھتے ہیں اور نہ اس کی پندرہویں شب کو طاعت و عبادت اور زیارت قبور میں گذارتے ہیں بلکہ اس کے عین برعکس اور خلاف اعمال میں مبتلا ہو گئے ہیں یہ کیسی بدبختی اور افسوس طالبعلم مسلمانان ہند کی ہے کہ سرور عالم ایک راہ ہم کو دکھلاتے ہیں ہم نہ صرف یہ کہ اس پر چلتے نہیں بلکہ اس راہ کو چھوڑ کر ایک دوسری راہ اپنی طرف سے نکال لیتے ہیں اور اس پر چلنا شروع کر دیتے ہیں یہ کھلی ہوئی ضلالت و گمراہی ہے بلکہ تمرد و سرکشی اور عدوان و طغیان اسی کو کہتے ہیں ایک صورت تو یہ ہے کہ غفلت و سستی کاہلی اور بے خیالی سے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جو فرائض ہم پر عائد کئے گئے ہیں ان کا انجام نہ دینا یہ بھی بجائے خود بدبختی نہیں ہے مگر حقیقی بدبختی اور گمراہی تو یہ ہے کہ جو فرائض جس شکل اور صورت میں عائد کئے گئے ہیں ان کو ترک کر دیا جائے اور ان کی بجائے اپنی طرف سے نئی قسم کی باتیں گھڑ لی جائیں مثلاً ہر ایک مسلمان جانتا ہے بالغ پر نماز فرض ہے اس کا تارک فاسق ہے لیکن اگر ترک صلوٰۃ کے ساتھ ہم اس کی بجائے اس کے قائم مقام کوئی دوسری صورت پیدا کر لیں تو یہ ایسی شدید گمراہی اور کھلی ہوئی ضلالت ہے جو کفر تک منجر ہو جاتی ہے۔

شعبان المعظم اور اس کی پندرہویں شب کے متعلق حکم تو یہ ہے کہ روزہ رکھو اور عبادت الٰہی میں شب کو جاگو مگر ہمارا طرز عمل کیا ہو گیا ہے کہ ہم میں سے ایک فیصدی بھی اس ماہ مبارک میں روزہ نہیں رکھتا اور پندرہویں شب کو بجائے عبادت الٰہی میں مشغول ہونے کے آتشبازی میں مشغول ہو جاتے ہیں اور دن میں حلوا سازی اور حلوا خوری میں مشغول ہونے کے بجائے مصروف رہتے ہیں یہ دونوں مشاغل رسول اسرے صلی اللہ علیہ وسلم کے جملائے ہوئے مشاغل کے مقابلہ میں کہاں کے نکالے ایجاد ہو گئے اور کس نے ایجاد کئے یہ تو معلوم نہیں مگر یہ نا قعہ ہے کہ ان دونوں مشاغل نے ہمہ گیر صورت اختیار کر لی ہے آتشبازی کی بدعت تو ایسی ہے کہ ہر طبقہ اور خیال کے مسلمان علماء اس کی ہر سال مذمت کرتے ہیں اور اس کے خلاف ہر جگہ وعظ ہوتے ہیں اور ہر ایک مسلمان کے نزدیک یہ چیز ہر ایک نقطۂ نظر سے مذموم اور بری ہے مگر اس کے باوجود مسلمانوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور وہ ہر سال لاکھوں نہیں بلکہ تقریباً دو کروڑ روپیہ آگ اور ہوا میں کی نذر کر دیتے ہیں گویا اتنی بڑی رقم جو اگر مسلمانوں کے کسی ملاح نہ ہو کے کام میں صرف ہو مثلاً تعلیم یا مسلمانوں کی جہالت اور ان کی نکبت و ذلالت کا بہت جلد خاتمہ ہو جاتا اور دو کروڑ کا اندازہ غلط نہیں ہے کیونکہ صرف جرمنی اور جاپان سے جو آتش بازی آتی ہے وہ ایک کروڑ سے زائد کی ہوتی ہے اور خود ہندوستان میں جو بنتی ہے وہ اس کے علاوہ ہے اس کا اندازہ یہی ایک کروڑ سے کم نہیں کیا گیا فاعتبروا یا اولی الابصار پھر کہ یہی ہو تب ہی ہر سال مسلمان جیسی مفلس قوم کی جیب سے اتنی بڑی رقم نکل جاتی اور وہ یہی ایسے لغو اور بیہودہ مشغلہ کے سلسلہ میں جس کا کوئی دینی اور دنیاوی فائدہ نہیں حد سے زیادہ قابل ملامت اور لائق مذمت فعل ہے۔

برادران اسلام! سوچئے اور سمجھئے کہ کہاں تو سرکار دو عالم کا یہ ارشاد کہ قوموا لیلہا و صوموا نہارہا کہ دن کو روزہ رکھو اور رات کو عبادت کرو اور کہاں ہمارا طرز عمل کہ بیکار روپیہ کی آتشبازی پھونک ڈالتے ہیں جس میں نہ کوئی دینی فائدہ ہے اور نہ دنیا کا۔

رہا سال حلوے کا خدا معلوم حلوا سازی ۱۵ فروری کی یہ رسم خاص اس موقعہ پر کیونکر ایجاد ہو گئی اور کس نے یہ بدعت نکال مدعت مسلمانوں کے سر منڈھ دی ہے آتشبازی کے مقابلہ پر اس کی قباحت کچھ بھی نہیں اور اگر لوگ طریقوں کو بھی اس حلوا خوری میں شریک کر لیا کریں اور اس کو کسی قسم کی مذہبی اہمیت نہ دیں اور مذہبی حکم سمجھ کر اس کو اختیار نہ کریں تو شاید اس کی قباحت بہت ہی کم بلکہ بالکل ہی دور

ہو جائے مگر افسوس تو اس امر کا ہے کہ بعض کیا اکثر جاہل مسلمان اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ شب برات میں حلوا بنانا ہی کوئی مذہبی حکم ہے حالانکہ اس حلوا سازی اور حلوا خوری کو خود اسلاہی کوئی تعلق مذہب سے نہیں ہے مگر شب برات میں حلوا سازی کا اہتمام اس التزام اور خاص توجہ کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ گو یا مذہب کا کوئی ضروری اور اہم جز ہی فرض کر لیا گیا ہے کہ اگر اس کی تعمیل نہ کی گئی تو قیامت برپا ہو جائے گی اور جس طرح بھی ممکن ہو خواہ زیور اور برتن گروی رکھکر اور سودی قرض لیکر یہ رسم ادا کرنی پڑے مگر پوری ضرور کی جائے۔

برادران اسلام! اگر خدا نے آپ کو وسعت اور قدرت عطا کی ہے تو شب برات نہیں بلکہ ہر روز حلوا بنائے اور خوب کھائے اور کھلائے مگر خدا کے لئے شب برات کے سلسلہ میں جو حلوا بنتا ہے اگر اس کی مقدرت نہو تو قرض دام لیکر ہرگز اس رسم کو ادا نہ کیجئے اور اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ یہ کوئی مذہبی چیز نہیں ہے اس کا کوئی تعلق مذہبی احکام سے نہیں ہے اگر محض دنیاوی چیز سمجھکر بغیر قرض دام کے آپ یہ رسم ادا کریں تو کچھ زیادہ مضائقہ کی بات نہیں اگرچہ اصلاح عوام کے خیال سے اس کا ترک ہی اولیٰ و احسن ہوگا۔

برادران اسلام! اس سلسلہ میں یہ حقیقت اور بھی زیادہ افسوسناک ہے کہ اس حلوا سازی میں غرباء کا حصہ بہت کم ہوتا ہے ہر گھر میں حلوا انتہا تو مگر وہ آپس میں دوستوں اور رشتہ داروں میں تقسیم ہو جاتا ہے غریب بے استطاعت بیچارہ حلوے کی شکل ہی نہیں دیکھتے نہ اس رسم حلوا میں بھی دیدے ہی محروم رہجاتے ہیں یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے اگر یہ کوئی دینی رسم ہوتی تب بھی محض اس وجہ سے بری بن جاتی کہ اس میں غریبوں کا کوئی حصہ نہیں چہ جائیکہ سرے سے جو رسم غیر صحیح ہو اس میں جو ایک اچھا پہلو پیدا کیا جا سکتا ہو اس سے بھی اسکو محروم کر دیا جائے۔

بہرحال شعبان المعظم اور اس کی پندرہویں شب کے متعلق سب کچھ جو صحیح ہے اور وہ بھی جو غلط ہے آپ کو معلوم ہو گیا اب آپ کو اختیار ہے کہ اس ماہ معظم کو جس کو حضور سرکار دو عالم نے اپنا مہینہ فرمایا ہے جس طرح چاہیں منائیں حضور کے ارشادات اور سرکار کا اسوہ حسنہ آپ کو معلوم ہو گیا اور موجودہ زمانہ کے مراسم سے آپ واقف ہی ہیں اب نور اور ظلمت اور سعادت و ضلالت دونوں طرح کی راہیں آپ کے سامنے کھلی ہوئی ہیں مبارک ہیں وہ لوگ جو صراط مستقیم اختیار کرتے اور اسی پر گامزن ہوتے ہیں

اللھم اعوذ بعفوک من عقابک واعوذ برضاک من سخطک واعوذ بک منک جل وجھک لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر و رؤف رحیم۔

خطبۂ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اما بعد۔ درود و سلام بھیجو اس ذات ستودہ صفات پر جو خلق اللہ کا ہادی اعظم اور واسطہ کارساز مطلق ہے جس نے دنیا کے سامنے اس کی نجات کے لئے صراط مستقیم پیش کی اور ضلالت و گمراہی سے لوگوں کو آگاہ کر دیا اور فضائل ماہ و ایام سے باخبر کر کے ان کی برکات سے مستفید ہونے کا ہمیں موقع عنایت فرمایا۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل و ازواج تا اصحاب اور خلفاء راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولیٰ علی پر جنہوں نے سب ارشاد نبوی فتوحا لیلھا وھو مواخاھا پر عمل کر کے دکھا دیا اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو اپنا دین ایمان سمجھتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت فاطمہ زہرا جو بضعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نور نظر اور لخت جگر تھیں اور پدر عالی قدر کے حکم و ہدایت کے عین مطابق اپنی زندگی گذارتی تھیں اور شعبان المعظم اور اس کی پندرہویں شب کو دن کو روزہ رکھوا رات کو عبادت کرو کے حکم پر عمل پیرا رہتی تھیں۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت کے لاڈلے نواسوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین پر جو جوانان جنت کے سردار ہیں اور جو اپنے نانا جان کے قدم بقدم چلنا اپنی سعادت سمجھتے تھے اور شعبان میں کثرت سے روزے رکھتے تھے اور پندرہویں شب کو عبادت الٰہی میں خصوصیت کے ساتھ بسر فرماتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوت و جلوت کی محرم راز تھیں اور جن سے ہزاروں حکمت و معرفت اور علم و دین کی حدیثیں مروی ہیں اور جو رسول اللہ کے تبلیغ دین کے سلسلہ میں ہمیشہ راستہ پر گامزن رہتی تھیں اور اسوۂ رسول کے خلاف کبھی نہیں قدم اٹھاتی تھیں اور جو شعبان کے مہینہ میں روزہ رکھتی اور اس کی پندرہویں شب کو عبادت الٰہی میں مصروف رہتی تھیں۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان حضرت حمزہ و عباس پر اور جملہ عشرہ مبشرہ اور ائمہ اہل بیت اور علماء و صلحاء اور اولیاء امت پر کہ یہ سب بزرگ سرکار دو عالم کے ارشاد و ہدایت اور اسوۂ حسنہ کے مطابق شعبان المعظم اور اسکی پندرہویں شب کو روزہ اور عبادت میں مصروف و مشغول رہتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت پیران پیر سید شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت خواجہ خواجگان غریب نواز خواجہ معین الدین اجمیری پر جن کی ساعی جمیلہ سے اسلام کو ترقی ہوئی اور معارف و حقائق کی اشاعت ہوئی اور جن کو بلند و علیہ مراتب پر اسی لئے اللہ نے سرفراز فرمایا کہ نہ سرکار دو عالم کے نقش قدم کی پیروی کو ذریعہ نجات سمجھتے تھے اور ارشادات و ہدایات نبوی کی طرف بجز تعمیل کرتے تھے۔

اے اللہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو اپنے لطف و کرم سے نیک کاموں کی توفیق عطا فرما کہ نہ زندگی کے ہر شعبہ میں تیری اور تیرے رسول کی مرضی کے مطابق عمل کریں۔

اور اے خدائے رحمٰن و رحیم غلامان محمد کو توفیق دے کہ وہ فضائل و اخلاق کے حامل ہوں اور رذائل صفات سے اجتناب کریں تاکہ دنیا میں سربلند اور عقبیٰ میں بخشش و مغفرت کے مستحق ہوں۔

اور اے اللہ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ شعبان المعظم میں فرمان رسول پر عمل کریں روزے رکھیں اور شب کو تیری عبادت میں مشغول ہوں اور آتش دوزخ کی خرافات سے محفوظ رہنا قبول سنا لک انت السمیع العلیم ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واکبر۔

ترجمان دہلی

جامعہ ملیہ اسلامیہ کا یوم تاسیس

ہر سال کی طرح امسال بھی جامعہ ملیہ اسلامیہ کا یوم تاسیس بڑی شان سے منایا گیا یوم تاسیس کا پروگرام حسب ذیل تھا۔

۲۸ اکتوبر بروز شنبہ وقت ۱۰ بجے سہ پہر ورزشی مقابلہ مدرسہ تعلیم بالغان

" " " ½ ۷ شام جلسہ تعلیم بالغان اور حفظان صحت کے متعلق متحرک تصاویر۔

۲۹ اکتوبر بروز یکشنبہ ۹ بجے صبح جلسہ یادگار تاسیس

" " ۱۰ بجے صبح افتتاح نمائش۔ شب کو ½ ۸ بجے نرم سخن

۳۰ اکتوبر بروز دوشنبہ ۹ بجے صبح جلسہ اطفال قدیم چار بجے سے ½ ۸ بجے شام تک نمائش عورتوں کے لئے اور ½ ۸ شب کو مولانا احمد سعید صاحب کا وعظ۔

اس وعظ کا موضوع تھا "مسلمانوں کی دنیاوی فلاح و ترقی تدریب کی پابندی پر منحصر ہے"

جامعہ کو قائم ہوئے پورے تیرہ سال ہو چکے اس کو مولانا محمد علی مرحوم و مغفور نے قائم کیا تھا اور اس کا سنگ بنیاد حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن محدث رحمۃ اللہ علیہ نے نصب فرمایا تھا۔

جامعہ کے قیام کی غرض یہ تھی کہ حکومت کے ہر قسم کے اثر سے آزاد رہ کر ملت اسلامیہ کی حقیقی ضروریات و مقتضیات کے مطابق مسلمانوں کے بچوں کو تعلیم دی جائے اور ان کی ایسی تربیت کی جائے کہ ان کا یہ کردار ان کی سیرت ان کا کردار اور ان کی ذہنیت کا دامن ہر قسم کے داغ ہائے غلامی سے پاک ہو اور آزاد تعلیم اور بہترین تربیت مل کر ایک ایسے نوجوان کی تشکیل کر جو اپنے اسلامی اور ملی و ملکی فرائض کا صحیح صحیح احساس اور ان فرائض سے عہدہ برآ ہونے کا عزم ارادہ اور حوصلہ اور ولولہ بھی رکھتا ہو اور اپنے اوپر اسے اعتماد اور بھروسہ ہو وہ اپنے مستقبل کو صرف سرکاری یا نجی ملازمت پر منحصر نہ رکھتا ہو بلکہ وہ اپنے بلند حوصلہ کے سامنے کی نیات کی موت کو ننگ سمجھتا ہو۔

بہر حال جامعہ ملیہ اسلامیہ کے مقاصد دوسری تعلیمی درسگاہوں کے مقاصد سے بالکل مختلف اور ممتاز ہیں اور جس طرح مقاصد مختلف و ممتاز ہیں اسی طرح اس کے حالات بھی تمام اسلامی درسگاہوں سے مختلف اور ممتاز ہیں جامعہ کی سیزدہ سالہ زندگی کا ایک ایک دن اپنے خصوصی امتیازات کا داستان گو ہے۔ جامعہ کی فضا جامعہ کا ماحول اور جامعہ کے درد دیوار اس حقیقت کے مظہر ہیں کہ یہ ادارہ ایثار و قربانی کا گہوارہ ہے اس کے اساتذہ اور طلبا دونوں ہیکر ایثار میں اسا نہ کا یہ حال ہے کہ معمولی کلرکوں کی تنخواہ پر کام کر رہے ہیں وہ اساتذہ جو اگر دوسرے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ملازمت کرتے تو ہزار ہزار ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار تنخواہوں پر ملازم ہو سکتے ہیں مگر وہ زیادہ سے زیادہ پچھتر روپے ماہوار پر زندگیاں وقف کئے ہوئے ہیں اور پھر یہ بھی ماہ بماہ وصول نہیں ہوتی اور اس پر مستزاد یہ کہ جامعہ کے جو معترف ہیں وہ خود اجنبی لوگوں کو جمع کرنے پڑتے ہیں اسی طرح یہاں کے طلبا بھی جسم ایثار ہیں کہ نہایت سادہ اسلامی زندگی بسر کرتے ہیں بہتر قسم کے نرم و خوبصورت کپڑوں کی بجائے کھدر اور صرف کھدر استعمال کرتے ہیں ان کے سامنے سرکاری ملازمتیں اور عہدے نہیں ہیں اور حکومت اور اسکے وسیع نظام کا دروازہ ان پر بند ہے مگر اس کے باوجود وہ جامعہ میں پڑھتے ہیں اور حکومت اور اس کے تمام نظام کی طرف سے آنکھ بند کئے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ تمام ہندوستان میں صرف جامعہ ملیہ اسلامیہ ہی ایک ایسا آزاد اور عظیم ایثار و قربانی کا ادارہ ہے جس پر مسلمانان ہند بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں ہندوستان میں اس قسم کے متعدد ادارے موجود ہیں جس میں تاجر اطالین لوگوں نے نہایت خطیر رقمیں عطیہ پر اپنی زندگیاں وقف کر دی ہیں مثلاً گرلز کالج کانگڑی سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی سرونٹس آف پیپل سوسائٹی، گجرات ودیا پیٹھ کاشی ودیا پیٹھ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن مسلمانوں میں سوائے جامعہ کے کوئی دوسرا نام پیش نہیں کیا جا سکتا تاہم یہ کچھ فخر کی بات نہیں ہے کہ جامعہ کا با عتبار ایثار نمبر ۱ نمبر ۲ کے نمبر اول ہے کیونکہ اول الذکر ادارے اس قوم کے ہیں جو حیات ملی (قومی) کے ہر گوشہ پر نظر رکھتی ہے اور بقدر ضرورت سب کی کفیل ہوتی ہے اور غریب جامعہ جس کی تاسیس اور فرائض و احتیاجات ملی (قومی) سے بے پرواہ قوم کا ادارہ ہے جس کی صورت یہ ہے کہ جو چیز جس قدر زیادہ اہم اور ضروری ہے وہ اس کی طرف سے اسی قدر زیادہ بے پرواہ اور غافل ہے چنانچہ یہی جامعہ صرف ایک درسگاہ ہی نہیں بلکہ ایک تحریک ہے چونکہ سب سے زیادہ ضروری اور سب سے زیادہ اہم ادارہ ہے اس لئے اس کی طرف سے مسلمان سب سے زیادہ بے پرواہ ہیں۔

یوم تاسیس پر شیخ الجامعہ جناب ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب ایم اے پی ایچ ڈی نے سال بھر کی جامعہ کی کارگذاری بیان فرمائی، اگرچہ یہ ایک سالانہ رپورٹ سے زائد کچھ نہ تھی اور عموماً تعلیمی رپورٹیں جس بے توجہی کے ساتھ سنی جاتی ہیں وہ سب کو معلوم ہے مگر شیخ الجامعہ نے جو رپورٹ سنائی وہ مطبوعہ تحریر نہ تھی بلکہ محض زبانی تقریر تھی اور تقریر بھی بالکل سیدھی سادی جس میں فن خطابت سے متعلق کام نہیں لیا گیا تھا مگر اس کے باوجود شیخ الجامعہ کا ایک ایک لفظ دل و جگر میں تیر و نشتر کی طرح پیوست ہوتا جاتا تھا، اس بے پناہ اثر کی وجہ صاف یہی ایثار و قربانی کا پیکر ایک ایسے ادارہ کی روداد بیان کر رہا تھا جس کی تمام فضا جس کا تمام ماحول اور جسکے تمام ارکان و افراد ایثار و قربانی کی زندہ یادگار ہیں!

مگر یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ایسا اہم اور اس قدر مفید اور ضروری ادارہ اور اسلامیان ہند کا یہ عالم ہے کہ سب سے زیادہ اسی ادارہ کی طرف سے غافل ہیں اور سب سے زیادہ اسی کی طرف سے بے توجہ اور بے پرواہی برت رہے ہیں یہ کس قدر ظلم ہے ذرا ایسے مفید اور ضروری ادارہ اس طرح مسلمانان ہند کی غفلت و بے توجہی کا شکار رہنا دیکھ کر۔

ہم ناظرین مولوی سے اپیل کرینگے کہ وہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے ساتھ اپنی دلچسپی قائم کریں اس کے تفصیلی حالات براہ راست معلوم کریں جس کے بعد قدرتاً

ان کو جامعہ سے نہایت گہرا اور مخلصانہ تعلق پیدا ہو جائے گا۔ ہماری یہ بالکل ایثار کے ساتھ رائے ہے کہ ہندوستان میں کسی قسم کا کوئی ادارہ مسلمانان ہند کے مستقبل کے لئے جامعہ ملیہ سے زیادہ مفید اور ضروری نہیں اسلئے قدرتی طور پر ہم مجبور ہیں کہ مسلمانوں کو یہ مشورہ دیں کہ وہ جامعہ کی زیادہ سے زیادہ امداد کریں۔ جامعہ کو کم از کم تین ہزار روپیہ ماہوار تو ماہوار تعلیمی مصارف کے لئے چاہیئے مگر یہ رقم اسی صورت میں ہے کہ موجودہ مصروفیتوں پر قناعت کر لی جائے ورنہ اگر جامعہ کے پیش نظر تعلیم و تربیت کا وسیع پروگرام ہے جو صرف کمی سرمایہ کی وجہ سے عملی شکل نہیں اختیار کر سکتا بہرحال اس وقت جامعہ کو موجودہ مالی مشکلات سے نجات دلانا بھی بہت اہم کام ہے۔

ہم مولوی کے خریداروں اور بڑے بیٹے والوں کی توجہ جامعہ ملیہ کی امداد کی طرف دلاتے ہیں ہمیں معلوم ہے کہ مولوی کے خریدار زیادہ تر غریب ہیں مگر بجا احساس اور با وجود غربت کے ٹیکٹ کاموں میں حصہ لینا ہمیشہ غربا کے حصہ میں چلا آتا ہے اور یہ شرف آج سے نہیں بلکہ تیرہ سو برس سے غربا کے لئے مخصوص ہے اسلام غربا ہی نے پہلے قبول کیا تھا اور غربا ہی سے اسلام کو تقویت اور ترقی حاصل ہوئی تھی اسلئے مولوی کے خریداروں سے با وجودیکہ وہ غربا ہی کی جماعت ہے لیکن ہمیں پوری امید ہے کہ وہ جامعہ کی امداد کی طرف متوجہ ہوں گی ظاہر ہے کہ مولوی کے خریداروں سے بڑی بڑی رقموں کی تو امید کی ہی نہیں جا سکتی لیکن اسی کے ساتھ ان کی کسے کہ رقم کی امداد بھی بڑے بڑے امراء روسا کے گرانقدر عطایا سے زیادہ وسیع ہوگی اگر مولوی کے خریدار صرف ایک ایک روپیہ ہی جامعہ کی امداد میں دیدیں تو ۳ ہزار روپیہ فوراً شیخ الجامعہ صاحب کے پاس جمع ہو سکتے ہیں کیونکہ بفضلہ تعالیٰ مولوی کے خریداروں کی تعداد اس وقت ۲۱ ہزار سے اوپر ہی ہے اور اگر یہ لوگ ہی اس کار خیر میں حصہ لیں اور ضرور حصہ لینا چاہیئے جو مولوی کے خریدار تو نہیں لیکن مولوی ان کی نظر سے گذرتا ہے اور وہ مولوی کو بڑے شوق اور پسند کرتے ہیں تو نہایت ہی آسانی کے ساتھ چند روز میں ایک لاکھ روپیہ فراہم ہو سکتا ہے جس سے جامعہ اپنی عمارتوں کی تعمیر شروع کر سکتی ہے۔

بہرحال ہم پر زور طریقہ پر ناظرین کرام سے اس کار خیر میں فرقت کرنیکی درخواست کرتے ہیں اور ہمیں امید ہے قارئین کرام اپنے فرض کو محسوس کرینگے اور جامعہ کی امداد میں کچھ نہ کچھ رقم ضرور دیں گے۔

روپیہ اس پتہ پر بھیجا جا سکتا ہے "شیخ الجامعہ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ قرول باغ۔ دہلی۔

کنگ نادر خاں کی شہادت

جب تک مولوی کا یہ پرچہ شایع ہوگا اس وقت تک صرف کنگ نادر خاں کی شہادت کی تمام تفصیلات سے قارئین کرام بخوبی روزانہ و ہفتہ وار اخبارات واقف و آگاہ ہو جائینگے بلکہ اس قتل کے اسباب بھی بروئے کار آجائینگے۔

بہرحال کنگ نادر شاہ کی شہادت جو ایک نوجوان افغانی کے ہاتھ سے عمل میں آئی ہے اسلامی دنیا کا ایک قوی حادثہ ہے اور یکساں طور پر آپ کی شہادت پر ہر عام و خواص میں ماتم کیا گیا ہے اور بجا طور پر کیا گیا ہے جنرل نادر خاں جو صرف آج سے چار سال قبل بادشاہ ہوئے تھے بادشاہ بننے اور افغانستان کے تاج و تخت کے مالک ہونے سے قبل ہی شخصیت جنرل نادر خاں کے ایک عظیم شخصیت کے مالک تھے بلکہ صحیح تر تو یہ ہے کہ بادشاہیت کو قبول کر کے انہوں نے اپنی عظمت و جلالت کے دامن کو بہ ظاہر داغدار کر لیا اگر آج ان کی وفات بحیثیت جنرل نادر خاں ہوتی تو اس سے کہیں زیادہ زبانیں وقف فغاں ہوتیں اپنے وطن کے سلسلہ میں نادر خاں کی خدمات نہایت روشن اور تابناک ہیں خصوصاً ان کی یہ آخری خدمت جس کے بعد وہ بادشاہ ہو گئے یعنی غدود لبلبا دت کو فروکرنا اور بچہ سقہ کی ہلاکت آفرینیوں سے اپنے وطن مقدس کو نجات دلانا یہ ان کا ایسا اہم کارنامہ ہے کہ تیغ بے افغانستان کی تاریخ صفحہ عالم پر باقی رہے گی جنرل نادر خاں کا روشن نام ہی جگمگاتا رہے گا اگر مرحوم شہید نادر خاں بادشاہی کو فرو کر لے اور بچہ سقہ کو کیفر کردار تک پہنچا لے کے بعد افغانستان کا تخت و تاج پھر غازی امان اللہ خاں کو پیش کر دیتے تو آن کا ایک اور روشن اور مخلصانہ کارنامہ ہوتا جس کی نظیر تاریخ کے صفحات خالی تو نہیں ہیں مگر ایسی مثالیں کم ہی ہیں۔

کمزوریوں سے پاک تو اب نبی نوع بشر میں کوئی ہو ہی نہیں سکتا بچہ سقہ کو شکست دیکر افغانستان پر پورا قابو پا لینے کے بعد جنرل نادر خاں اس قدر مزید ایثار و قربانی تک سکے اور جنرل نادر خاں کہلانے پر قناعت کرنے کے بجائے نادر شاہ بادشاہ افغانستان کہلانے کی تمنا غالب آئی اور چونکہ کیسل تمنا کے راستہ میں کوئی رکاوٹ نہ تھی بلکہ فضا اور حالات مساعد اور سازگار تھے اس لئے تیک گرد ش چرخ نیلوفری" جنرل نادر خاں نہ چاہتے ہوئے بادشاہ بن گئے اور امان اللہ خاں غریب الوطنی کے دن بسر کرنے لگے۔

چار سال تک مسلسل جنرل نادر خاں بحیثیت بادشاہ افغانستان ملک کے نظم و نسق کو چلاتے رہے اس چار سال کی مدت میں بادشاہ اپنی پوری قوت و ہوشمندی اور احتیاط کے ساتھ ملک کو آگے بڑھانے اور اصلاحی پروگرام کو ترقی دینے میں کوشاں رہے نادر شاہ پر کوئی شخص خائن وطن ہونے کا الزام نہیں لگا سکتا اور نہ اگلی نسبت کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ ان کے دل میں اپنے وطن کو ترقی دینے اور ترقی کے اعلیٰ منازل پر دیکھنے کا جذبہ کسی دوسرے سے کم تھا وہ وطن دوست وطن خواہ اور وطن پرور افغانی تھے اور انہوں نے گزشتہ چار سال میں کل نظم و نسق تعلیم و سوشل اصلاح کے لئے جو کام کئے ان سے یہ نتیجہ ضرور اخذ کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے وطن کو بلند سے بلند مرتبہ پر دیکھنے کی آرزو دل میں رکھتے تھے۔

لیکن اسی کے ساتھ چونکہ افغانستان کا تخت و تاج بالکل غیر متوقع طریقہ پر ان کے قبضہ میں آگیا تھا اور ملک کا صحیح الخیال طبقہ ابتک امان اللہ خاں کا گرویدہ تھا کیونکہ امان اللہ خاں کے خلاف جو شورش برپا کی گئی وہ حقیقتاً اس بنا پر نہ تھی کہ وہ وطن دشمن تھے، یا غافل، یا بدچلن، عیش پرست یا ظالم و جابر بادشاہ تھے یا واقعتہً وہ بدوین اور لامذہب تھے ان میں سے وہ کچھ بھی نہ تھے وہ نہایت محب وطن افغانی تھے، نہایت سستے اور خستہ بلوشاہ تھے ان کے دل میں اپنے ملک اور قوم کو عروج ارتقا کی چوٹی پر دیکھنے کا بے پناہ جذبہ کارفرما تھا اور یہی بے پناہ جذبہ تھا جس نے افغانیوں کی موجودہ بے تعلیمی اور جہالت اور غیر ضروری قبول اصلاحات کی عدم صلاحیت کا اندازہ کرنے کی طرف سے ان کو بے پرواہ بنا دیا وہ یہ نہ سمجھے کہ آہستہ خرامی سے تو اپنے مقصد کو حاصل کر سکتے ہیں تیز

خرابی اور بری رفتاری اس سنگدلی و بیداد گری ملک میں ہرگز کامیاب نہ دیگی بلکہ گھٹنے ٹیکنے پر بٹھا دیگی اور ہمیشہ خرابی کے قابل نہ رہنے دیگی چنانچہ تیمور خرابی ہی کی وجہ سے دمشق کو شدید ش بار بار کرنے کی فرصت اور موقع مل گیا اور قدامت پسند ملاؤں کو بلا کر ان کے خلاف وہ تاریخی بغاوت کرائی گئی جس کا انجام امان اللہ خان کی جلاوطنی اور جنرل نادر خان کی بادشاہت کی شکل میں نکلا۔

بہرحال جو طبقہ امان اللہ خان کا مؤید تھا وہ نادر شاہ کے اس فعل کو ابھی بگاہ سے نہیں دیکھتا تھا کہ انہوں نے بادشاہت کا تاج زیب سر کر لیا اور ایک مسلمہ بادشاہ کے تمام حقوق کو پامال کر ڈالا جس کا سوائے محب وطن ہونے کے اور کوئی قصور نہ تھا۔

اس کے علاوہ نوجوانوں اور حامیان امان اللہ کو جنرل نادر خان پر یہ بھی اعتراض تھا کہ انہوں نے انگریزوں کے ساتھ افغانی مفاد کو قربان کر دیا ہے اور انگریزی اشارہ پر وہ ناچ رہے ہیں چنانچہ جرمنی میں عبدالعزیز خان برادر اکبر نادر شاہ کو جس افغانی طالبعلم نے قتل کیا تھا اس نے یہی بیان دیا تھا کہ چونکہ نادری حکومت نے وطن مقدس کو انگریزوں کے ہاتھوں بیچ ڈالا ہے اس لئے میں نے یہ قتل کیا ہے خواہ یہ واقعہ صحیح نہ ہو اور اس میں بہت زیادہ مبالغہ ہو اور اس خیال کی محض یہ بنیاد ہو کہ چونکہ عام طور پر یہ خیال پھیل گیا تھا کہ افغانستان کی بغاوت میں بیرونی ہاتھ تھا اور نادر خان پیر سے بلائے گئے تھے اور انگریزی امداد سے انکو فتح حاصل ہوئی اس خیال کی بنا پر وہ دوسرا خیال پیدا ہوا ہو لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ افغانستان میں ان دونوں خیالوں کی بنا پر جن کا ذکر اوپر کیا گیا بادشاہ سے اختلاف رکھنے والا ایک گروہ موجود تھا نادر شاہ نے اس گروہ کے ممتاز لوگوں کو نہایت بیرحمی کے ساتھ قتل کرا دیا یہ لوگ اسی درجہ اور مرتبہ کے تھے جس درجہ اور مرتبہ کے جنرل نادر خان تھے مثلاً جنرل غلام نبی خان وغیرہ اس درجہ کے ایک دو نہیں متعدد افغان سردار دل کو نادر شاہ نے بغاوت کی الزام لگا لگا کر قتل کرا دیا حالانکہ ہر ایک افغانی قبائل کی جنسی خصوصیت اس قتل و خونریزی کو برداشت نہیں کر سکتی تھی نادر شاہ نے تو یہ نادر شاہی اس خیال سے کی کہ اپنے دشمنوں کو عدم کو روانہ کر کے سکھ کی حکومت کر دں گا مگر ان کا بھی قتل ان کی بے اطمینانی کا سبب بن گیا اور بالآخر جس طرح آج سے چار سال قبل ایک کرمش شاہ نیلو فری وہ تخت و تاج افغانستان کے والی و وارث بنے تھے اسی طرح ۱۳۵۳ھ کو نادر جہاندار نے نادری۔ کا دوسرا عبرتناک منظر سامنے آگیا اور اس نیلگوں آسمان کے نیچے خدا معلوم ایسے کتنے مناظر گذر چکے ہیں بشکلوں ہزاروں سروں پر تاج حکومت رکھا گیا اور کل زمانہ کی تلوار نے ان کو شانوں سے جدا کر دیا اس لئے تو ہے کہ قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدك الخیر انك علی کل شئ قدیر۔

بہرحال نادر شاہ کی شہادت ایک المناک حادثہ ہے اور اس پر جس قدر ماتم کیا جائے کم ہے اس وقت تک کابل کی صورت حال پر اس بے نادر شاہ کے فرزند ظاہر خان باپ کی جگہ تخت حکومت پر متمکن ہو گئے ہیں اور یہاں کہا جاتا ہے کہ قابل دید شستہ فوج ان میں اور خوش اسلوبی کے ساتھ باپ کے حسن انتظام کو چلا رہے ہیں خدا کرے کہ آئندہ کوئی ناخوشگوار صورت حالات نہ پیدا ہو بیشک افغانستان ایک ایسا ملک ہے جس کی حالت سمندر کی سی ہے جس کے متعلق کوئی کسی قسم کی پیشگوئی نہیں کر سکتا ابھی سطح پر سکون و ہموار ہے اور ابھی آن واحد میں طوفان خیز تلاطم بپا ہو گیا یہی حال افغانستان کا ہے ابھی اس کی سیاسیات کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا فی الحال صرف اسی قدر خیال کیا جا سکتا ہے کہ چونکہ حکومت مستحکم ہے نظام حکومت کی مؤید ہے اس لئے کسی ایسے انقلاب کا اندیشہ کہ نظم آتا ہے جس سے یہ امید ہو سکے کہ غازی امان اللہ خان پھر تخت افغانستان پر جلوہ افروز ہو سکیں گے اگرچہ غازی امان اللہ خان نے نادر شاہ کے قتل کے سلسلہ میں ایک بیان کے دوران میں اپنے اس خیال کا اظہار کر دیا ہے کہ اگر اہل افغانستان مع میرے اصلاحی پروگرام کے مجھکو طلب کر لیں تو میں اپنی پوری طاقت کے ساتھ ان کی خدمت کے لئے تیار ہوں مگر ظاہر ہے کہ موقع کی موجودگی جو اثر رکھتی ہے وہ دوسری چیز ہے اسلئے فی الحال کوئی توقع امان اللہ خان کے دوبارہ سریر آرائے افغانستان ہونے کی نہیں ہے۔

بہرحال ہر اک شخص کی یہ دلی تمنا ہوگی کہ افغانستان ہلاکت انگیز شورش اور تباہی خیز انقلاب سے محفوظ رہے۔

فتنۂ یہود اور خون مسلم

جنگ عظیم سے زیادہ مسلمانوں کا کسی قوم کو اس قدر شدید نقصان نہیں پہنچا جس قدر مسلمانوں کو۔ ترکی حکومت کے حصے بخرے کر کے کچھ اس طرح اس کے اجزا کو منتشر کیا گیا ہے کہ ایک عجیب طرح اختلال پیدا ہو گیا ہے۔ شام فرانس کے حوالہ کر دیا گیا ہے، عراق برائے نام آزاد ہے ورنہ درحقیقت برطانوی حکمت عملی کے اشارہ پر رقص کرتا ہے سب سے زیادہ ظلم جس کو کہا جا سکتا ہے وہ یہ کہ موصل کے تیل کے چشمے انگلستان کے مفاد کیلئے بیچ ڈالے گئے ہیں۔ حجاز بھی آزاد ہے مگر ثمر طبعی یعنی سعودی جنگ کا نتیجہ عجیب و غریب نکلا کہ خالص حجاز کے دعا ہر اعلیٰ مقام امیر علی سے شریف اردن کے حوالہ کرا دیئے گئے اور اس طرح وہ برطانیہ کے قبضہ میں آگئے ان میں سے ایک نہایت اہم بندرگاہ ہے اور دوسرا ہوائی جہازوں کے ستر کا کام دے سکتا ہے۔ اس طرح حجاز کی حکومت سے بھی برطانیہ نے اپنے حصہ مخصوص کرا لیا۔

اب رہ گیا فلسطین دشمنی اس کا حصہ یہاں براہ راست انگریزی اندازِ حکومت قارئین جو نکہ یہاں ایک ہندکاں قائم کر کے تمام عرب پر انگریزی انگشت کا دباؤ رکھنا نیز دیگر سیاسی اغراض کی تکمیل پیش نظر تھی اس لئے اس اسلامی ملک کو جو چہار طرف کے جگر کا کام رکھتا ہے براہ راست اپنے قبضہ میں رکھا اور اس سرزمین مقدس کے لئے ایک گھناؤنا انجمن اسکیم تیار کیا اور فوراً اس پر عملدرآمد شروع کر دیا اس اسکیم کا منشا اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اسلامی ممالک کے جگر میں ایک ایسی زہریلی پچکاری لگا دی جائے جو تمام خون چوس لے اور اس کے بجائے سارے جسم میں زہر بھر دے۔

یہ فلسطین میں یہودیوں کی نوآبادی قائم کرنے کی اسکیم ہے جس کو برطانیہ کے مسلم آنار دماغ نے ایجاد کی ہے اس کا منشا یہ ہے کہ فلسطین کو یہودیوں کی نوآبادی بنا دی جائے جس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلیگا کہ نہ دو عرصہ کے اندر عربوں کی اکثریت گھٹ کر اقلیت بن جائے اور اس طرح وہاں یہودی حکومت قائم ہو جائے گویا اسلامی جسم کا جگر ایسے عنصر کا بنا جائے جو نہ صرف غیر اسلامی ہے بلکہ دشمن

اسلام ہے اس اسکیم کے خلاف شروع سے فلسطین کے عرب غم و غصہ کا اظہار کر رہے ہیں اور آج سے کئی سال پہلے بھی اسی فتنہ کی وجہ سے سرزمین فلسطین عربوں کے خون سے لالہ زار بن چکی ہے اور آجکل پھر وہی خونیں نظارہ نظر آرہا ہے گذشتہ ہفتہ تمام سرزمین فلسطین میں بلوے اور ہنگامے برپا ہوئے اور ہر جگہ بار بار غریب مسلمان ان عربوں پر گولیاں برسائی گئیں اور ان کو خاک و خون میں تڑپایا گیا اور موت و فنا کے گھاٹ اتارا گیا اور ابھی تک وہاں پوری طرح امن قائم نہیں ہوا۔

اس ظالمانہ مسلمان کش اور عرب دشمن اسکیم کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ عربوں کی زمینیں اور جائدادیں یہودیوں کے قبضہ میں چلی جارہی ہیں اور جس رفتار سے یہودیوں کی آبادی بڑھ رہی ہے اور جس تیزی کے ساتھ عربوں کی زمین اور جائداد پر یہودیوں کا قبضہ ہو رہا ہے اگر یہ رفتار اسی طرح جاری رہی تو وہ وقت دور نہیں جبکہ غریب مسلمانوں کو اس سرزمین مقدس کو خیرباد کہنا پڑے گا یہ پالیسی صرف اسی غرض سے اختیار کی گئی ہے تاکہ تمام مسیحی یورپ والے دنیا آبادی کے جسم میں ایک ایسا ناسور ڈال دیا جائے جسکے ذریعہ جس جب جس جزیرہ کو مفلوج کرنا مقصود ہو وہ کیا جاسکے۔

بہرحال یہ مسلمانان فلسطین پر کھلا ہوا ظلم ہے اور یہ ظلم برطانیہ نے اغراض شہنشاہانہ کے لئے روا رکھا گیا ہے فلسطینی عربوں پر گولیوں کا چلانا اور اس سلسلہ میں چند عربوں کے اتلاف کو اس قدر زیادہ اہمیت نہیں ہے بلکہ اصل سوال یہود نوازی کا ہے جسکے ذریعہ ایک آوارہ گرد قوم کو مسلمانوں کے سروں پر مسلط کیا جارہا ہے اور مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا سامان فراہم کیا جارہا ہے۔

ہم یہاں کیا کرسکتے ہیں۔ خالی خولی جلسوں تاروں اور اخبارات میں مضامین لکھنے سے ہم حکومت برطانیہ کو اس یہود نواز پالیسی سے منحرف نہیں کرسکتے جب خلافت ملیشی زیر دست تحریک کے ذریعہ ہم برطانیہ کو اس کی مسلم آزار روش سے باز نہ رکھ سکے اور غازی مصطفےٰ کمال کی تلوار نے مسٹر لائڈ جارج کی نوعیت کے تمام بل بچلے کی طرح نکال کر رکھ دیئے تو فلسطینی مظالم کا سدباب بھی ہماری سعی سے نہیں ہوسکتا ہاں اگرچہ ہوسکتا ہے تو فلسطینی عرب ہی کرسکتے ہیں۔

لیکن ہم ان مسلمانوں سے دریافت کرتے ہیں جو مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس ہیں کہ وہ ذرا اپنی آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ جن کی وہ پیروی کر رہے ہیں اور جن کو وہ مسلمانوں کی نمائندگی کا حق دینا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سارے مسلمان ان کی طرح انگریزی کی پوجا کرنے لگیں ان کا مسلمانان عالم کے ساتھ کس قسم کا طرز عمل ہے اور کس طرح کا سلوک وہ برت رہے ہیں بہرحال یہ مسلم کانفرنس والوں کے سوچنے کی بات ہے جن کے نزدیک برطانیہ مسلمانوں کا سب سے بڑا محسن ہے کیا اس تازہ برطانوی شاہکار کے بعد بھی یہ حضرات مسلمانان ہند کو یہ مشورہ دینے جائینگے کہ مسلمانان ہند پارسٹر انگریزوں کی پوجا کئے چلے جائیں اور اخلاص دلی کی تحریک میں ہر گز شریک نہ ہوں کیونکہ مسلمان کو آزادی و طمانیت سے کام لینا وہ تو صرف انگریزوں کی غلامی کے لئے پیدا ہوا ہے اصل یہ ہے کہ ان تمام مشکلات کا سدباب اس کے سوا

دو مسلم لیگیں

آج سے چند سال پہلے ہی مرحوم سر شفیع نے اپنے پیش نظر مقاصد کے حصول کی غرض سے مسلم لیگ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا اور جب ان کا مقصد حاصل ہو گیا تو چپکے سے پرانی لیگ میں پھر شامل ہو گئے اسی طرح آجکل بھی دو مسلم لیگیں ہوگئی ہیں ایک کے پریسیڈنٹ میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر ایٹ لا ہیں جن کی صدارت میں ابھی حال میں کلکتہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس ہو چکا ہے اور اس اجلاس میں بہت سی تجاویز پاس ہو چکی ہیں۔

دوسری مسلم لیگ کے صدر حافظ ہدایت حسین کان چوری ہیں اس لیگ کا سالانہ اجلاس ۲۰ نومبر کو دہلی میں منعقد ہوگا گو ابھی تک باقاعدہ دو مسلم لیگیں موجود ہیں اور دونوں اصلی ہونے کی مدعی ہیں اور دونوں ایک دوسرے کا نام نہاد کہتی ہیں یعنی ایک کے نزدیک دوسرے کا فرضی اور جعلی ہے یہ ہے مسلمانوں کی اس سب سے بڑی اور سب سے پرانی سیاسی جماعت کا حال جس کا نام مسلم لیگ تھا اور جو کسی زمانہ میں مسلمانوں کی نمائندہ جماعت سمجھی جاتی تھی اور جس کا دائرہ حلقہ بہت وسیع تھا مگر افسوس کہ آج نہ صرف یہ کہ ایک جماعت کے دو حصے ہو گئے بلکہ دونوں میں سے کوئی بھی کسی طرح بھی اس کی اہمیت اپنے اندر نہیں رکھتا دونوں کی بے حقیقتی کا یہ عالم ہے کہ مسلمان دونوں میں سے کسی کی طرف متوجہ نہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اشخاص و افراد نے اس قدر کثرت سے ذاتی اغراض کے لئے اس کو تختۂ مشق بنایا کہ اس کی حیثیت ہی غیر وقیع ہو کر رہ گئی۔ اب کیفیت یہ ہے کہ کوئی پالیسی کا اختلاف نہیں ہے عقیدہ کا اختلاف نہیں ہے طریق عمل کا اختلاف نہیں ہے مگر اس کے باوجود ایک مسلم لیگ کی دو ہوگئی ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ خود غرضیوں نے دونوں لیگوں سے جو افراد وابستہ ہیں ان کو اسلامی مفاد کی طرف سے اندھا کر دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب مسلم لیگ ایک تھی جب بھی اس میں جان نہ تھی کیونکہ جو جماعت قابض تھی یعنی سر محمد یعقوب وغیرہ تو اس کی لاش پر کپڑے ہو کر دوسروں کی مدح خود اور فخر خود کے نعرے بلند کرتی رہتی تھی اور جو جنبی ان کا اپنا مطلب نکل گیا غریب کو بے دار شیمیوں کی طرح چھوڑ کر چلی گئی چنانچہ مولوی یعقوب صاحب سر ہوتے ہی مسلم لیگ پر لعنت بھیج کر علیحدہ ہو گئے اسی طرح اب دو جماعتیں علیحدہ علیحدہ مسلم لیگ کی مردہ لاش کو اٹھائے ہوئے اس کی نمائش کر رہی ہیں کہ اصل مال ہمارے پاس ہے ہمارے پاس آؤ مگر دونوں جماعتیں خود غرض ہیں اور دونوں ہی نے مسلم لیگ کا دیوالہ نکال دیا ہے

اصل یہ ہے کہ مسلمانوں کی قابل بختی سے اس وقت صحیح معنوں میں مسلمانوں کی نمائندہ کوئی جماعت نہیں ہے لوگوں نے خود غرض لیڈروں کے عقیدہ علیحدہ ٹھہرا رکھے ہیں اور اپنی اپنی بولیوں میں سب اپنی اپنی طرف لوگوں کو بطور گاہکوں کے بلا رہے ہیں اور پکار رہے ہیں کہ ہماری دوکان میں سب سے سستا مال

موجود ہے غرض جدھر دیکھو خود غرضی کی دکان آراستہ ہے۔ خدا معلوم عام مسلمان کب ہوش میں آئینگے اور کب ان بے ایمان اور محدود غرض لوگوں کو پہچانیں گے۔

مسٹر پٹیل کی موت

مسٹر ولبھ بھائی پٹیل ان بہادر و غیور اور عجب وطن فرزندان وطن میں سے ایک تھے جو ساری عمر ہندوستان کی آزادی کے لئے فدا کارانہ طور پر حکومت سے لڑتے رہے۔ دو ہفتہ ہوئے موصوف کا وطن سے دور یورپ میں انتقال ہو گیا اگرچہ آپ کی عمر کافی ودیعت کے قریب تھی مگر چونکہ آپ جوانوں کی طرح حصول آزادی کے لئے جدوجہد میں مشغول رہتے تھے اس لئے ہم آپ کی موت کو اپنی تمناؤں کے نقطۂ نظر سے قبل از وقت کہتے ہیں ورنہ موت تو وقت ہی پر آتی ہے اور اس کا جو وقت ہے وہ اس سے ٹل نہیں سکتی۔

مسٹر پٹیل ایک سٹرجیف اور انیار پیشہ لیڈر تھے دو مرتبہ جیل جا چکے تھے اور آزادی وطن سے آپ کو اس قدر عشق تھا کہ مرتے دم تک اسکا وظیفہ در و زبان رہا۔

مسٹر پٹیل اسمبلی کے پہلے منتخب پریسیڈنٹ تھے اور انہوں نے اس شان سے صدارت کے فرائض انجام دیئے کہ سارے ہندوستان میں اسکی دھوم مچ گئی۔ بہرحال مسٹر پٹیل کی موت سے ہندوستان کی ایک بہت بڑی شخصیت اٹھ گئی۔

بغض و عناد کی بدترین مثال

دہلی سے ایک روزانہ اخبار نیچ نکلتا ہے یہ ہندو ملیا کا اخبار ہے اور اب آجکل کانگریسی اور عام ملکی معاملات میں اس کی روش قوم پرور انہ ہے پچھلے دنوں اس اخبار نے سوامی دیانند نمبر نکالا تھا اس میں بعض مسلمان اہل قلم کے مضامین بھی حاصل کر کے شایع کئے گئے تھے مثلاً مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب مولانا احمد سعید صاحب۔ خواجہ حسن نظامی صاحب مولانا عارف ہسوی صاحب وغیرہ۔

یہ تمام مضامین سوامی دیانند کی ان خدمات کے متعلق تھے جو انہوں نے ہندو قوم کی انجام دی ہیں مثلاً ہندوؤں کو بت پرستی سے ہٹا کر خدائے وحدہ لاشریک کی پرستش کی طرف مائل کرنا۔ عقد بیوگان کا رواج دینا تعلیم پر زور دینا۔ سود لینے خورنا اور پہننا چھوت چھات کا دور کرنا وغیرہ۔

سوامی دیانند کی یہ ایسی خدمات ہیں جو انہوں نے ہندوؤں کی کی ہیں جن سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ یہ انہوں نے ہندوؤں کے لئے اچھا کام نہیں کیا۔ اسی قسم کے مضامین ہندو اہل قلم سے مسلمان رسائل و اخبار ہر سال خاص نمبروں پر حاصل کر کے شایع کرتے رہتے ہیں چنانچہ قادیانی مولوی کو بھی طرح معلوم ہے کہ ہر سال رسول نمبر کے موقع پر مولوی کے صفحات میں متعدد مشاہیر ہندو اہل قلم اور مشہور غیر مسلم فضلا کے مضامین شایع ہوتے ہیں اس قسم کے مضامین بعض اوقات کے مشاہیر سے طلب کئے جاتے ہیں تو ان کا نشانہ یہ ہوتا ہے کہ جس بزرگ کے متعلق مضامین مانگے جا رہے ہیں اس کے محاسن اخلاق اور احسان کارناموں کے متعلق مضامین ہوں گے جو عمومی نقطۂ نظر سے سب کے نزدیک پسندیدہ اور غیر اختلافی ہوتے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے ہندو اہل قلم مسلمان پیغمبر ان کے اور مسلمان اہل قلم ہندو بزرگوں کے متعلق مضامین مختلف مواقع پر لکھتے رہتے ہیں اور یہ ایک عام دستور ہو گیا ہے اور اس روش کو اس نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے کہ اس سے ہندوستان کی عام فضا بہتر ہوتی ہے ہندو مسلمانوں کے تعلقات پر اچھا اثر پڑتا ہے اور تعلقات خوشگوار ہوتے ہیں۔

لیکن کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ اس طرح کے بے ضرر مضامین بھی چشم عناد و خصومت کے لئے دجہ اعتراض بن گئے۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب اور جناب مولانا احمد سعید صاحب کے ان دونوں مضامین کو لیکر لاہور کے اخبار انقلاب نے ایک طوفان برپا کر دینے کی کوشش کی اعتراض یہ نہیں تھا کہ کوئی ایسی بات لکھدی جو نہ لکھنی چاہئے تھی بلکہ یہ اعتراض ہے کہ جو کچھ لکھا گیا وہ ٹھیک ہے لیکن اس میں چند گالیوں کا اضافہ کیوں نہیں کر دیا گیا۔ یعنی ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب کے سلسلہ میں مسلمانوں کی جو درائے ہے اس کا اظہار اس موقع پر کیوں نہیں کر دیا گیا بس یہ ایک ایسا جرم ہے جو ناقابل معافی ہے اور ان دونوں مفتی و مولوی کی حاقبت خراب کر دینے کے لئے انقلاب کے نزدیک بالکل کافی ہو اور ان حضرات کی ساری عمر کی نیکیاں اس ایک گناہ عظیم سے زائل اور برباد ہو گئیں۔

انقلاب نے یہ روش محض اس لئے اختیار کی کہ اسکو سیاسیات میں جمعیتہ العلماء اور اس کے صدر و ناظم سے اختلاف ہے اور اب اس نے اس اختلاف رائے کو مستقلاً عناد اور بغض کی شکل میں تبدیل کر لیا ہے اور اسی جذبہ عناد کا یہ گندہ اور نجس مظاہرہ اس نے کیا ہے۔

لیکن حضرت مفتی صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب کو خوش ہونا چاہئے کہ انقلاب نے اس سلسلہ میں بغض و عناد کی نمائش کر کے اپنے آپ کو بالکل بے نقاب کر لیا ہے اور کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی اس دھوکہ میں مبتلا نہیں ہو سکتا کہ اس الواقع انقلاب نے اس سلسلہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ کسی وجہ سے بھی کوئی ایماندارانہ چیز ہے۔ کہی جا سکتی اور ہر شخص دیکھتے ہی یہ رائے ظاہر کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ اس عناد اور بغض کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو جمعیتہ العلماء اور اس کے ارکان سے بوجہ سیاسی اختلاف کے اس اخبار اور اس کے ایڈیٹروں کو ہے۔

خدا ہر ایک مسلمان کو ایسے بغض و عناد سے محفوظ رکھے جس سے انسان دوسرے مسلمانوں کی عزت و آبرو کا دشمن ہو جاتا ہے۔

ڈھائی ماہ میں انگریزی آجائیگی

اگر آپ مومن صاحب کی انگلش ٹیچر کا روزانہ ایک سبق پڑھ لیں گے روزانہ ایک گھنٹہ محنت کی ضرورت ہے۔ کسی استاد کی بھی حاجت نہیں

ایک روپیہ قیمت مع محصول ڈاک عہ

پتہ منیجر حمیدیہ پریس دھلے

معارف القرآن

(بلسلہ گذشتہ)

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝

(ترجمہ) بیشک وہ لوگ کافر ہو چکے جنھوں نے یہ کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہے حالانکہ مسیح نے خود فرمایا کہ اے بنی اسرائیل تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی ہے بیشک جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک قرار دیگا سو اس پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام کر دیگا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مدد گار نہ ہوگا

تفسیر: پہلی آیات میں یہود کی بداعمالیوں کا تذکرہ تھا یہاں نصاریٰ کے مشرک فرقوں کے کفر و بہتان کا بیان ہے ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ قائل ہیں کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے وہ کافر ہیں یعنی جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے مسیح بن مریم میں حلول کیا تھا وہ کافر ہیں۔ ... ... آگے ارشاد ہوتا ہے کہ مسیح نے تو ان سے کہہ دیا تھا کہ اے بنی اسرائیل تم اس خدا کی پرستش کرو جو میرا اور تمہارا دونوں کا پروردگار ہے یعنی حضرت مسیح نے بنی اسرائیل کو تعلیم دی تھی کہ عبادت کے لائق کوئی انسان یا مخلوق نہیں الوہیت اسی خدائے یکتا کے لائق ہے جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی اسی نے سب کو پیدا کیا وہی خالق و رازق ہے وہی تمام صفات کمالیہ کو جامع ہے لہٰذا وہی معبود برحق ہے اسی کی عبادت فرض ہے تو یا مسیح نے یہ کہا تھا کہ میں بندہ ہوں مخلوق ہوں مریم کا بیٹا ہوں میں ہرگز معبود نہیں اور معبود کیسا میں الوہیت میں شریک بھی نہیں اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرے تو خدا نے جنت اس پر حرام کر دی ہے اس کا ٹھکانا ہمیشہ کے لئے دوزخ ہے یعنی اگر کوئی شرک کرے خواہ افعال میں شرک کرے مثلاً جو باتیں خدا نے اپنے واسطے مخصوص کر رکھی ہیں اور ان کو عبادت قرار دیا ہے وہ باتیں کسی مخلوق کے لئے بجالائے کسی کے لئے نماز پڑھے یا کسی کی منت کا روزہ رکھے یا زندہ مردہ کے سامنے سجدہ یا رکوع کرے یا کسی کا طواف کرے یا کسی کے نام پر جانور ذبح کرے خواہ اعتقادیں شرک کرے مثلاً کسی کو رازق خالق اور قاضی الحاجات خیال کرے یا کسی خاندان اللہ کے حکم کو شریعت کا حکم سمجھے بندہ کرنے والا اور مارنے والا کسی شخص کو یقین کرے ہر صورت ذات و صفات میں شرک کرنے والا رحمت خداوندی سے محروم ہے جنت میں داخل ہونا اس پر حرام ہے کیونکہ اس نے اپنے مالک رازق خالق و منعم حقیقی کی شان عالی میں بے ادبی کی اس کی عبادت میں مرتبانی کی مخلوق کو قابل عبادت جانا ایسا مشرک قطعاً جہنم کے لائق ہے اور اس کا ٹھکانا ہمیشہ کے لئے دوزخ ہے اس کے بعد حکم ہوتا ہے کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ظلم کے معنی ہیں کسی چیز کو بے موقع استعمال کرنا بھلا وہ شخص سب سے بڑا ظالم ہے جو عبادت الٰہی کو کسی غیر کے واسطے استعمال کرے اور خدا کی ذات و صفات میں کسی کو شریک کرے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

(ترجمہ) بالیقین وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین میں کا ایک ہے حالانکہ بجز ایک معبود کے اور کوئی معبود نہیں اور اگر یہ لوگ اپنے ان اقوال سے باز نہ آئے تو جو لوگ کافر ہیں گے ان پر دردناک عذاب واقع ہوگا کیا پھر بھی خدا تعالیٰ کے سامنے توبہ نہیں کرتے اور اس سے معافی نہیں چاہتے حالانکہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنیوالے بڑی رحمت فرمانے والے ہیں مسیح ابن مریم کچھ بھی نہیں صرف ایک پیغمبر ہیں ان سے پہلے اور بھی پیغمبر گذر چکے ہیں اور ان کی والدہ ایک ولی بی بی ہیں وہ دونوں کھانا کھاتے تھے دیکھئے تو ہم کیونکر دلائل ان کے بیان کر رہے ہیں پھر دیکھئے وہ اوٹے کدھر جا رہے ہیں"

تفسیر: سابق آیات میں نصاریٰ کے اس فرقہ کا بیان تھا جو توحید کا قائل تھا لیکن یہ کہتا تھا کہ خدا نے مسیح میں حلول کر لیا تھا یہاں عیسائیوں کے اس فرقہ کا بیان ہے جو تثلیث کا قائل ہے ارشاد ہوتا ہے کہ یہ لوگ کہتے کہ خدا تعالیٰ تین خداؤں میں کا ایک فرد ہے وہ کافر ہیں خدا صرف ایک لاشریک لہ ہے یہ فرقہ قائل ہے کہ تین خدا ہیں عیسیٰ، مریم اللہ گویا ان تین کا مجموعہ اللہ ہے اور یہ تینوں اس مجموعہ کے عناصر ہیں حالانکہ یہ صراحتاً عقل کے خلاف ہے کیونکہ جو چیز مرکب ہوتی ہے وہ اپنی ترکیب میں اجزاء کی محتاج ہوتی ہے اگر اجزاء نہ ہوں تو مرکب کا وجود نہیں ہو سکتا لہٰذا اللہ تعالیٰ اپنے وجود ترکیبی میں مخلوق ہوگا اور جو چیز خود اپنے وجود میں دوسرے کی محتاج ہو وہ مخلوق ہو گی خالق نہیں ہو سکتی حالانکہ خدا خالق ہے مخلوق نہیں اس کے علاوہ ان اجزاء ثلاثہ کو ترکیب دینے والا کون ہے کیا خدا ان تینوں سے جدا کوئی اور ہے جس نے ان تینوں کو مرکب کیا ہے ایسا نہیں ہو سکتا بہرحال یہ فرقہ قائل تثلیث ہے جو ان تینوں میں کا ایک خود ہے اس کے آگے ارشاد ہوتا ہے کہ اگر یہ لوگ قول تثلیث سے باز نہیں آتے اور خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک یقین نہیں کیا تو ان کافروں کو ایک سخت تکلیف دہ عذاب ہوگا آخرت میں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہوں گے اہل حق کے سامنے کبھی دلائل حقہ پیش نہیں کر سکیں گے

اور ہمیشہ مذہبی مناظروں میں ناکامیاب ہونگے یہاں تک ان منکرین حق کو فرمایا گیا آگے بطور ترغیب کے فرمان ہوتا ہے ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ سچے دل سے ادھر ہو کر خدا کی طرف رجوع نہیں کرتے اور قول تثلیث سے استغفار نہیں کرتے حالانکہ خدا غفور رحیم ہے جو بندہ اپنے بدعقائد اور اعمال شنیعہ سے توبہ کر کے خدا سے معافی مانگتا ہے خدا اس کی توبہ قبول کر کے اپنے فضل سے اس پر رحم فرماتا ہے ایک صحیح حدیث میں آتا ہے کہ جب کوئی بندہ توبہ کر کے نادم ہو کر خدا سے معافی مانگتا ہے تو اسے تعالیٰ کو بہت پسند آتا ہے گویا اس قیاس کرنا چاہیئے کہ رحمت الٰہی ایسے جوش میں آتی ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے غلام کے کسی کام پر خوش ہو یہاں تک صرف ترہیب اور ترغیب تھی اس کے آگے دلائل کے ساتھ اس فرقہ کے عقیدہ کی تردید ہے اور چار وجہ تردید بیان کئے گئے ہیں ارشاد ہوتا ہے۔

۱ عیسیٰ بن مریم صرف رسول تھے۔ مریم کے پیٹ سے مریم کے بطن میں رہے اور پھر دیگر انسانوں کی طرح پیدا ہوئے پہلے ان کا وجود نہ تھا تو کیا کوئی حادث مخلوق اور فانی انسان بھی شریک الوہیت ہو سکتا ہے کیا یہ بات کہ بہت سی باتیں ان سے دیگر انسانوں کی طاقت سے بڑھکر صادر ہوتی تھیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خدا کے رسول تھے اور رسول کی ربانی طاقت دیگر انسانوں کی معمولی طاقت سے بہت زیادہ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ طرح طرح کے معجزات اُن سے صادر ہوتے تھے۔

۲ عیسیٰ سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں عیسیٰ بھی ان کی طرح فانی ہیں ہمیشہ زندہ نہیں رہ سکتے لہٰذا وہ شریک الوہیت بھی ہرگز نہیں ہو سکتے کیونکہ جس طرح یحییٰ اور یا موسیٰ و ابراہیم وغیرہم خدا کے بندے اور رسول تھے اور ایک زمانہ تک تبلیغ کرنے کے بعد ان کی مدت حیات ختم ہو گئی اسی طرح مسیح بھی خدا کے بندے اور رسول تھے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے بلکہ ہوئے جوان ہوئے ہزاروں سے نفیر پذیر رہے پھر کس طرح شریک الوہیت یا الٰہ ہو سکتے ہیں جبکہ حدوث فنا زوال اور نفیر پذیری میں یہ تمام مخلوق کی طرح تھے۔

۳ مسیح کی ماں ایک صدیقہ بیبی تھیں حضرت مریم نے کوئی بدحرکت نہیں کی ہمیشہ عبادت گذار اور خدا کی فرمان بردار رہیں یوسف نجار سے نہ انہوں نے زنا کیا نہ شادی کی خدا نے بغیر باپ کے مسیح کو پیدا کیا کیا کسی عورت کا بچہ بھی خدا کا بیٹا اور خدا ہو سکتا ہے یہ محض بہتان کفر اور جہالت ہے۔

۴ مسیح و مریم دونوں کھانا کھایا کرتے تھے دیگر حیوانات کی طرح ان کی حیات بھی غذا کی محتاج تھی کیا کوئی محتاج انسان خدا یا خدا کا شریک ہو سکتا ہے خدا تمام نقائص سے پاک ہے نہ وہ مادی ہے نہ اس میں مادہ کی آمیزش ہے یہاں سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ جو مادیت اور طعام و غذا سے مستغنی ہو وہ خواہ مخواہ خدا ہو گا حالانکہ فرشتے نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اور پھر بھی خدا نہیں ہیں مطلب صرف یہ ہے کہ خدا کا ان نقائص سے پاک ہونا ضروری ہے یہ کہ جو چیزان نقائص سے پاک ہو وہ خدا ضرور ہی ہو گا اس سے آگے بطور اتمام حجت کے فرمان ہوتا ہے کہ دیکھو ان کے سامنے کیسے کیسے دلائل بیان کرتے ہیں ہم ان سے ان کے کفر آمیز خیالات اور باطل اوہام کے تار و پود کو بکھیرتے ہیں گرد بکھر کر بادِ مخدوم اور روشن دلائل سے یہ لوگ حق سے کیسا گریز کرتے ہیں اور کس طرح صداقت سے پھرے جاتے ہیں۔

مقصود بیان شرک کی نجات نہیں سچائی اور خلوص سے توبہ کرنے والے کی توبہ خدا تعالیٰ قبول فرماتا ہے حادث اور فانی خدا نہیں ہو سکتا خدا ازلی ہے ابدی ہے لم یزل اور لا یزال ہے زمانہ اور زمانیات سے خارج ہے تمام انبیاء خدا کے اچھے اور فانی بندے ہیں حضرت مریم نبی نہ تھیں خدا نہ تھیں خدا کی بیوی نہ تھیں انسان اور نیکوکار ولیہ تھیں صدیقوں کا مرتبہ ان کو حاصل تھا۔ ازلی اندھیروں کو آفتاب ہدایت کی روشنی نہیں سوجھتی خدا چاہتا ہے کہ بندہ کو عذاب سے نجات ملے مگر انسان خود کو رجعت بنکر عذاب میں مبتلا ہونا چاہتا ہے ترغیب و ترہیب اطال بالدلل و اظہار حق وغیرہ۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

(ترجمہ) آپ فرمائیے کیا خدا کے سوا ایسے کی عبادت کرتے ہو جو کہ تم کو نہ کوئی ضرر پہنچانے کا اختیار رکھتا ہو اور نہ نفع پہنچانے کا حالانکہ اللہ تعالیٰ سب کہنے سننے ہیں سب جانتے ہیں۔

تفسیر:۔ گزشتہ آیات میں نصاریٰ کے مشرک فرقوں کا تذکرہ تھا یہاں تمام مشرکین کو عموماً اور نصاریٰ کو خصوصیت کے ساتھ خطاب ہوتا ہے ارشاد ہوتا ہے کیا ایسے مشرکین تم خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی پرستش کرتے ہو جو تم کو نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتی یعنی مخلوق کی پرستش کرنی اور فانی زوال پذیر اور محتاج اشیاء کو خدا بنانا سراسر حماقت ہے جب ان کے قبضہ میں اپنا وجود نہیں تو کسی کو نفع نقصان پہنچانا کا ان کو اختیار ہے سب خدا کے محتاج ہیں تو سمجھ چاہیئے کہ اس شرک فی الصفات سے توبہ کرو خدا سے معافی چاہو کیونکہ خدا تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے اگر سچے دل سے تائب ہو گے تو خدا تعالیٰ معاف فرما دیگا۔

مقصود بیان۔ توحید کی تعلیم عقائد صحیحہ کی مع ثبوت عقلی ہدایت۔ کسی مخلوق کی خواہ نبی ہو یا ولی پرستش کرنی یا ان کے سامنے عبادت نما افعال کرنے کی ایک لطیف انداز سے ممانعت اظہار قدرت و جلال مخلوق کی بیکسی اور محتاجی کا بیان وغیرہ۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝

(ترجمہ) آپ فرمادیجئے اے اہل کتاب تم اپنے دین میں ناحق غلو مت کرو اور ان لوگوں کی خیالات پر مت چلو جو خود گمراہی میں پڑ چکے ہیں اور بہتوں کو گمراہی میں ڈال چکے ہیں اور وہ لوگ راہ راست سے دور ہو گئے تھے

تفسیر:۔ اس آیت میں تمام اہل کتاب کو صحیح تعلیم اور سچے عقائد و اعمال کی ہدایت کی جاتی ہے ارشاد ہوتا ہے اے اہل کتاب تو اسے یہود اور عیسائیوں کے خلاف دین میں غلو اور کمی بیشی نہ کرو یعنی نہ حضرت مسیح کو ان کے درجے سے اٹھا کر ان کو خدا نہ بناؤ اور دلدار نہ کہنے لگو جیسا کہ یہود کہتے ہیں) نہ آتما بڑ ماتما کہ خدا کا بیٹا یا خدا کہنے لگو جیسا کہ نصاریٰ قائل ہیں) اس سے آگے خدا تعالیٰ کو رانہ تقلید سے منع فرماتا ہے بات یہ تھی کہ قدماء یہود نصاریٰ نے توریت و انجیل میں تحریف کر کے کچھ سے کچھ بنا لیا تھا آخری نسلوں کے پاس وہی بھگاڑی ہوئی کتابیں تھیں پیش نظر آباء و اجداد کی زندگیاں اعمال و عقائد تھے اس لئے یہ لوگ محض اپنے سلف کی کورانہ تقلید کرنے میں مبتلا تھے وہ باطل اور صحیح غلط کو اپنی عقل سے نہیں سمجھتے تھے جس طرح ماں باپ نے بتا دیا یا ان کو کرتے ہوئے دیکھا یا تبدیل شدہ مذہبی کتابوں میں دیکھا ویسا ہی کرنے لگے تعالیٰ بطور رمز سمجھ فرماتا ہے کہ تمہارے سلف خود بھی گمراہ تھے اور بہتوں کو گمراہی میں ڈال گئے تھے اور جادۂ اعتدال سے جھکے افراط و تفریط میں پڑے تھے تم کیوں انکی پیروی کر کے گمراہ ہوتے ہو۔

صحیح بخاری اردو

(بسلسلہ گذشتہ)

کتاب الصلوٰۃ

۸۰۶۔ عبدالرحمٰن بن عابس کہتے ہیں کہ ابن عباس سے ایک شخص نے کہا کہ کیا تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (عید گاہ) جانے میں حاضر ہوئے ہو، انہوں نے کہا ہاں اگر میری قرابت آپ سے نہ ہوتی تو میں حاضر نہ ہو سکتا (بیٹھ کمسنی کے سبب سے) آپ اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے مکان کے پاس ہے پھر آپ نے خطبہ پڑھا بعد اس کے عورتوں کے پاس آئے اور انھیں نصیحت کی اور ان کو (خدا کے انعام کی) یاد دلائی اور انھیں حکم دیا کہ صدقہ دیں پس کوئی عورت اپنا ہاتھ (اپنی انگوٹھی کی) طرف بڑھانے لگی (اور کوئی اپنی بالی کی) طرف اور کوئی کسی زیور کی طرف اس کو تا کہ بلال کی چادر میں ڈالنے لگیں پھر آپ اور بلال گھر کو چلے گئے۔

باب رات کے وقت اور اندھیرے میں عورتوں کا مسجدوں کی طرف جانا (ممنوع ہے یا نہیں)

۸۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن عشاء کی نماز میں تاخیر کر دی یہاں تک کہ عمر نے آپ کو آواز دی کہ عورتیں اور بچے سو رہے ہیں پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ زمین والوں میں سے سوا تمہارے کوئی اس نماز کا منتظر نہیں ہے اور اس وقت مدینہ کے سوا کہیں نماز نہ پڑھی جاتی تھی اور عشاء کی نماز شفق کے غائب ہونے کے بعد سے تہائی رات تک پڑھ لیتے تھے۔

۸۰۸۔ ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب رات کے وقت تم سے تمہاری عورتیں مسجد جانے کی اجازت مانگیں تو انہیں اجازت دیدو۔

۸۰۹۔ حضرت ام سلمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں جب فرض نماز کا سلام پھیرتی تھیں تو فوراً کھڑی ہو جاتی تھیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ مرد جو نماز پڑھتے ہوتے تھے جتنی دیر اللہ چاہتا ٹھہر جاتے تھے پھر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تو سب مرد کھڑے ہو جاتے۔

۸۱۰۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ چکتے تھے تو عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی لوٹتی تھیں اندھیرے کے سبب سے پہچانے نہ جاتی تھیں۔

۸۱۱۔ ابو قتادہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نماز کے کھڑا ہوتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس میں طول دوں مگر بچہ کے رونے کی آواز سنکر میں اپنی نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں اس بات کو برا سمجھ کر کہ اس کی ماں پر سختی کروں۔

۸۱۲۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت کو معلوم کرتے جو عورتوں نے نکالی ہے تو بیشک انھیں مسجد جانے سے منع کر دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا (یحییٰ بن سعید کہتے ہیں) میں نے عمرہ سے کہا کیا بنی اسرائیل کو منع کر دیا گیا تھا بولیں ہاں۔

باب عورتوں کا مردوں کے پیچھے نماز پڑھنا (درست ہے)

۸۱۳۔ حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تھے تو آپ کے سلام پھیرتے ہی عورتیں اٹھ کھڑی ہوتی تھیں اور آپ اٹھنے سے پہلے تھوڑی دیر اپنی جگہ پر ٹھہر جاتے تھے (زہری کہتے ہیں ہم یہ جانتے ہیں واللہ اعلم کہ یہ ٹھہرنا آپ کا) اس لئے تھا جس میں عورتیں قبل اس کے کہ مرد ان سے ملیں لوٹ جائیں۔

۸۱۴۔ انس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم کے گھر میں (انکے دن) نماز پڑھی تو میں اور ایک لڑکا آپ کے پیچھے کھڑا ہوا اور ام سلیم ہمارے پیچھے (کھڑی ہوئیں)

باب صبح کی نماز سے فراغت کر کے، عورتوں کا جلد لوٹ پڑنا اور ان کا مسجد میں کہ ٹھہرنا (کیا ثابت ہے)

۸۱۵۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے تھے تو مسلمانوں کی عورتیں (ایسے وقت) لوٹے جاتی تھیں کہ اندھیرے کے سبب پہچانی نہ جاتی تھیں یا (یہ کہا کہ) باہم ایکدیگر کو نہ پہچانتی تھیں۔

باب عورت کا اپنے شوہر سے مسجد جانے کی اجازت مانگنا (ضروری ہے)

۸۱۶۔ ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی عورت (مسجد جانے کی) اجازت مانگے تو وہ اس کو نہ روکے۔

جمعہ کی کتاب

باب جمعہ کی فرضیت کا بیان ہے) یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون (اور سورہ جمعہ میں اقرأ فاسعوا مقصود کے لئے ہے)

۸۱۷۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہم دنیا عتبار زمانہ کے پیچھے ہیں دیگر قیامت کے دن اگلوں سے (بسبقت لیجانے والے ہیں سوا اس کے کہ اگلوں کو ہم سے پہلے کتاب دیگئی ہو) اور کوئی بات ان میں زیادہ نہیں) پھر یہ (جمعہ) وہ دن ہے کہ (اس میں عبادت کرنا) ان پر فرض کیا گیا تھا مگر انہوں نے اس میں اختلاف کیا اور ہمیں اللہ نے اس کی ہدایت کر دی پس سب لوگ اس بات میں ہم سے پیچھے ہیں یہود کل (ہفتہ کے دن عبادت کریں گے) اور نصاریٰ پرسوں (یعنی اتوار کے دن عبادت کریں گے۔

باب جمعہ کے دن غسل کی فضیلت کا بیان اور اس کا بیان کہ آیا بچہ پر یا عورتوں پر جمعہ کے دن نماز جمعہ میں حاضر ہونا ضروری ہے۔

۸۱۸۔ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز جمعہ میں آئے تو اس کو چاہیئے کہ پہلے غسل کرے۔)

لہ (ترجمہ) جمعہ کی دن نماز کی اذان کہی جائے تو تم لوگ اللہ کے ذکر کی طرف چلو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو ۱۲

کتاب الفقہ

باب الصوم

(بسلسلہ گذشتہ)

۱۰- اگر کسی نے روزے رکھنے کی نذر مانی تھی کہ ان دنوں میں نہ رکھ سکا اور پھر شیخ فانی ہوگیا تو ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے اگر مفلسی کی وجہ سے یہ بھی نہ کر سکے تو بس خدا تعالیٰ سے معافی مانگے۔ اگر اس طرح نذر کی کہ غیر شبہ آئندہ کا روزہ رکھوں گا اگر غیر شبہ کو نہ رکھا تو قضا لازم ہوگی پھر اگر قضا میں تاخیر ہوگئی یہاں تک کہ شیخ فانی ہوگیا یا ہمیشہ کے روزوں کی نذر تھی پھر کسی وجہ عاجز ہوگیا یا اپنی معاش میں مشغول رہا کہ محنت بہت کی کہ روزہ رکھنے سے عاجز ہوگیا تو اس کو چاہئے کہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلائے پھر اگر تنگدست ہو جائے اور کھانا بھی نہ کھلا سکے تو خدا تعالیٰ سے مغفرت مانگے کہ کریم ہے غفور الرحیم ہے۔ عالمگیری

۱۱- اگر کسی نے اپنے اوپر روزے واجب کر لئے تھے کہ مر گیا تو اس کے ترکہ سے فدیہ ادا کریں گے الا کہ وہ شروع سے بیمار ہی رہا اور مر گیا۔

(ا) اگر کسی نے اپنے اوپر مہینہ بھر کے روزے واجب کر لئے تھے کہ مہینے کے گذرنے سے پہلے مر گیا تو اس پر مہینہ بھر کے روزے واجب ہوں گے اور اس کو لازم ہے کہ وصیت کر جائے کہ ہر روزہ کے بدلہ نصف صاع گیہوں دیئے جائیں چاہے ان روزوں کے لئے کوئی خاص مہینہ مقرر کیا تھا یا نہ کیا تھا (عالمگیری)

(ب) اگر کسی بیمار نے اپنے اوپر مہینہ بھر کے روزے واجب کر لئے تھے اور تندرست ہونے سے پہلے مر گیا تو اس پر اس کی قضا دینی واجب نہیں۔ ہاں اگر ایک دن بھی تندرست رہ کر مر گیا تو اس پر واجب ہے کہ مہینہ بھر کے روزوں کے فدیہ کی وصیت کرے لیکن امام محمد کہتے ہیں کہ اس پر اتنے دنوں کے فدیہ کی وصیت واجب ہے جتنے دن تندرست رہا ہے۔ اس کے متعلق شیخین کی یہ دلیل ہے کہ نذر کے بعد کامل مہینے کے روزے واجب گئے تھے لہٰذا اس کے متعلق جو حلیہ دیا جائے وہ بھی تمام ماہ کا ہو بخلاف قضائے رمضان کے کہ اس میں اتنے روزوں کی قضا دینی لازم ہے کہ جتنے دن بعد رمضان میں وہ تندرست رہا کیونکہ اس صورت میں "ایاما اخر" کی قضا دینی ہوگی۔ ہدایہ

نفلی روزوں کے خاص احکام

جو احکام فرض روزوں کے متعلق ہیں وہی نفل روزوں کے متعلق ہیں مگر نفل روزوں میں بعض احکام میں نرمی ہے۔

(ا) نفل روزہ اگر شروع کر دیا تو اس کا پورا کرنا لازم ہے چنانچہ اگر وہ فاسد ہو جائے اگرچہ حیض آنیکی وجہ سے ہو اس کی قضا دینی واجب ہوگی (درمختار)

(۲) اگر نفل روزہ عیدین یا ایام تشریق میں رکھنے چاہے تو یہ روزے رکھنے لازم نہیں اور اگر ان روزوں کو شروع کر کے توڑ دیا تو ان کی قضا دینی واجب نہیں۔

(۳) روزہ نفل کسی عذر شرعی سے توڑ سکتا ہے مگر اس کی قضا دینی ہوگی۔

یاد رکھئے کہ ضیافت کھانے کے عذر سے نفلی روزہ توڑا جا سکتا ہے نہ روزہ واجب

(۴) رمضان کے علاوہ اندر روزہ توڑنے سے کفارہ لازم نہ ہوگا کیونکہ مکروہ ہے روزہ کا توڑنا بڑا گناہ ہے اور کسی اور روزہ کا توڑنا اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔

اگر کسی روزہ میں (سوائے روزہ رمضان کے) تضا بجا لیکی صورت دو مرتبہ ہی واقع ہو تب بھی اس روزہ کی صرف ایک ہی قضا دینی ہوگی۔

(۵) فرض روزوں کے علاوہ اندر روزوں کے واسطے بعض متعلقین کو اجازت کی ضرورت ہے۔

(۶) عرفہ کے دن اگر عرفہ کے روزہ کی نیت کی اور قضایا نذر یا کفارہ کے روزہ کی بھی نیت کی تو بعض علماء کے نزدیک دونوں قسم کے روزے پورے ہوں گے۔

(۷) اگر رمضان کی قضا کسی کے ذمہ ہو تب بھی نفلی روزہ رکھنے کی ممانعت نہیں۔

نفل روزہ کے واسطے بعض متعلقین کو اجازت کی ضرورت

(ا) عورت کو بغیر اجازت اپنے خاوند کے نفل روزہ رکھنا مکروہ ہے (عالمگیری)

اگر بغیر اجازت خاوند کے بیوی روزہ رکھ لے تو خاوند جبراً روزہ توڑوا سکتا ہے اور اس روزہ کی قضا عورت جب خاوند اس کو اجازت دے یا خاوند سے علیحدہ رہنے کا اتفاق ہو۔

اگر خاوند مریض ہو یا روزہ دار ہو یا حج یا عمرہ کے احرام میں ہو تو بغیر اجازت توڑ نہیں اور خاوند کو اس وقت جانتا بھی نہیں کہ بیوی کو روزہ رکھنے سے منع کرے اگر منع کرے تب بھی بیوی ایسی صورت میں نفل روزہ رکھ سکتی ہے۔

(۲) غلام اور لونڈی کو بغیر اجازت اپنے مالک کے نفل روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ ام ولد سب کے واسطے ایک ہی حکم ہے جائز نہیں۔

غلام یا لونڈی کو بغیر اپنے مالک کی اجازت کے نفل روزہ رکھنا جائز ہی نہیں چاہے مالک بیمار ہو یا زوردار ہو یا حج یا عمرہ کے احرام میں ہو۔

جو روزے غلام پر اس کے اپنے فعل کی وجہ سے واجب ہوئے ہوں ان کا بھی یہی حکم ہے جو روزہ نفل کی ہے سوائے کفارہ ظہار کے روزہ کے بعتق کفارہ ظہار کے روزے رکھنے کے واسطے غلام کو اپنے مالک کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے اور قسم کے روزے ہوں اس کے فعل سے اس پر مناجب ہوئے ہوں ان کے واسطے اجازت کی ضرورت ہے۔

ہلال رمضان المبارک

شعبان کی ۲۹- تاریخ کو ہلال کے متعلق بڑی تمیز واقع ہوتی ہے اگر مطلع صاف ہو تو چاند کا ہونا قبل کیے جانے کے واسطے جماعت کثیر یعنی بہت سے آدمیوں کی گواہی یا دو سرے روز گواہی جائے گی مگر دیہات کہ کوئی شخص مسافت سے آیا ہو اور اس نے راستہ میں چاند دیکھا ہو تو اس ایک شخص کی گواہی بھی جائز ہونے کے متعلق قول کی جائیگی اگر یہ شک واقع ہو کہ رمضان کی پہلی ہو یا شعبان کی تیسویں تو ایسے روزہ روزہ نہ رکھے فقہا اور علماء خاص شرائط پر ایسا روزہ رکھ سکتے ہیں پھر اگر تیس شعبان کو رویت ہلال ہو یا نہ ہو دوسرے روز روزہ ضرور ہی ہوگا رویت ہلال کے واسطے

عادل شخص کی گواہی مقبول ہو گی۔ یا ایسے شخص کی بھی جس کی نسبت غیر عادل ہونے کا حال معلوم ہوا ہو۔ جس شب رمضان کا چاند نظر آتا ہو اسی شب نماز عشاء کے ساتھ صلوٰۃ التراویح بھی پڑھی جاتی ہو اور جب عید کا چاند نظر آجاتا ہو تو صلوٰۃ التراویح بند کر دی جاتی ہو۔

انتیس شعبان کو رویت ہلال

۱-۲۹ شعبان کو ہلال رمضان دیکھنے کے واسطے لوگوں کو متوجہ ہونا چاہیئے اور تلاش کرنا چاہیئے۔ پس اگر چاند دیکھ لیں تو روزہ رکھ لیں اور اگر چاند بوجہ ابر و غبار نہ دکھائی دے تو شعبان کے تیس دن پورے کر کے روزہ رکھیں۔

دلیل - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہلال رمضان دیکھ کر روزہ رکھو اور ہلال عید دیکھ کر روزہ کھولو اگر مطلع صاف نہ ہو اور چاند نہ دکھائی دے تو شعبان کے تیس دن شمار کرو کیونکہ ابھی ماہ شعبان کا حصہ باقی ہے (کیونکہ ابھی شعبان کی ۲۹ تاریخ ہے) اور اس سے کسی طرح انکار ہو ہی نہیں سکتا جب تک کوئی وجہ نہ پیش کی جائے (اور وجہ کیا ہے وہی ہلال کی خاطر ہونا اور دو ابر و غبار کی وجہ سے دکھائی نہیں دیا۔

(۲) اگر مطلع صاف نہ ہو یعنی چاند کے خلنے کی جگہ پر ابر و غبار ہو تو امام کو چاہیئے کہ ایک آدمی کی گواہی چاند دیکھنے کے متعلق تسلیم کرے خواہ یہ شخص مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام۔ (ہدایہ)

وجہ یہ ہے کہ ہلال رمضان کا دیکھنا ایک دینی امر ہے (کیونکہ رمضان کے روزوں کا واجب ہونا اس سے متعلق ہے لہٰذا یہ گواہی حدیث کی روایت کے طور پر ہوئی اور اسی وجہ سے لفظ شہادت کا ذکر اس شخص کو کرنا کہ میں شہادت دیتا ہوں، ضروری نہیں۔ اور ایک شخص عادل کی روایت حدیث کے متعلق مقبول ہوتی ہو۔ (ہدایہ)

حضرت امام شافعی کی ایک روایت سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ رویت ہلال رمضان کے ثبوت کے لئے دو گواہوں کی شہادت ہے اور جو کچھ ذکر کیا گیا کہ ہلال رمضان کا دیکھنا امر دینی ہے اور ایک ہی شخص کا خبر دینا تسلیم کیا جائے گا، تو امام شافعی کے قول کا جواب یہ نیز یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کی تنہا ایک ہی شخص کی شہادت رویت ہلال رمضان کے متعلق۔ (ہدایہ)

مروی ہے سنن اربعہ میں ابن عباس سے کہ ایک اعرابی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے چاند دیکھا ہے آپ نے فرمایا تو گواہی دیتا ہے کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ کے اس نے کہا ہاں پھر آپ نے دریافت کیا کہ تو گواہی دیتا ہے کہ محمد رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے اس نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا کہ اے بلال پکار دے لوگوں کو کہ کل روزہ رکھیں۔

امام مالک کے نزدیک شہادت دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی قبول کیجائے۔

اگر امام یا قاضی نے خود ہی چاند دیکھا ہو تو نہ چاہیئے کہ خود ہی لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم کریں یا کسی کو گواہ بنائیں، عبید اللہ اور عبید اللہ عنبری کے چانچ کا حکم اس کے برخلاف ہے۔ گو اسی میں عادل قید ہونے کی شرط ہے کیونکہ فاسق کا قول دینیات میں قبول نہیں ہے اور طحاوی نے جو فرمایا ہے کہ چاہیئے وہ شخص عادل ہو یا غیر عادل تو غیر عمدہ ہے (مطلب مستور الحال ہو یعنی جس کے متعلق ظاہراً معلوم نہ ہو کہ فاسق ہے

باب حد قذف کی گواہی بھی مقبول ہو جبکہ وہ توبہ کر چکا ہو اور یہ ظاہر ہوتا ہے

۱۳ حضرت

میں ہو کیونکہ یہ گواہی نہیں ہے بلکہ امور دینی کے متعلق) خبر دینا ہے لیکن امام ابو حنیفہ سے یہ بھی آیا ہے کہ ایسے شخص کی گواہی مقبول نہیں ہو کہ یہ خبر سن کر وجہ گواہی ہے اس وجہ سے کہ اس عمل کرنا قاضی کے حکم جیسے پر موقوف ہوتا ہو گواہ مسلمان ہو، عادل ہو عاقل ہو بالغ ہو مرد ہو یا عورت۔ آزاد ہو یا غلام قریب بہ بلوغ کی گواہی تسلیم نہیں کی جائیگی۔ عالمگیری)

اگر کسی شخص کا حال پوشیدہ ہے (یعنی یہ نہیں معلوم کہ وہ فاسق و فاجر ہے) تو حسن نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ اس کی گواہی قبول ہو گی اور یہی صحیح ہے فتاویٰ حاوی میں بھی یہی لکھا ہے اور قسم الائمہ حلوائی نے اسی کو اختیار کیا ہے جیسا کہ شرح نقایہ میں مذکور ہے جو ابو المکارم کی تصنیف ہے۔

محدود بہ حد قذف کی گواہی ہلال رمضان کے متعلق مقبول ہو مگر ہلال عید الفطر و عید الاضحیٰ کے متعلق مقبول نہیں ہے۔ (جوہرۃ النیرہ)

اگر ایک شخص گواہی دے کہ دوسرے شخص نے چاند دیکھا ہے یہ بھی گواہی قابل تسلیم ہے اگر غلام کی گواہی پر غلام گواہی دے اور عورت کی گواہی پر عورت گواہی دے تو۔ اس گواہی میں شہادت کا ذکر یا دعویٰ اور حاکم کے روبرو گواہی ہونے کی شرط نہیں ہے۔ چنانچہ اگر کسی نے حاکم کے روبرو گواہی دی اور دوسرے نے سن لی تو اس سننے والے کو رمضان رکھنا لازم ہو گا بشرطیکہ گواہی دینے والا عادل ہو اور یہ ضرور نہیں کہ حاکم حکم جاری کرے جب ہی روزہ رکھا جائے۔ کسی گواہی کے متعلق ابو بکر اسکاف نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص اس طرح بیان کرے کہ میں نے اپنے شہر سے باہر کسی گاؤں میں چاند دیکھا جبکہ بادل پھٹا ہوا تھا تو ایسی گواہی قبول کی جائیگی سوائے ایسی تشریح کے اور طریق پر گواہی قبول نہ کی جائیگی۔

اگر ایک عادل شخص رمضان کا چاند دیکھے تو اس کو لازم ہے کہ اس کے متعلق گواہی دے چاہے وہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت حتیٰ کہ پردہ نشین عورت بھی اور لونڈی بھی بلا اجازت اپنے مالک کے گھر سے نکل کر گواہی دے۔

اگر فاسق اکیلا چاند دیکھے تو اس کو لازم ہے کہ اس کے متعلق گواہی دے کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ قاضی فاسق کی گواہی قبول کر لیتا ہے لیکن قاضی کو اختیار ہے کہ اس کی گواہی قبول کرے یا نہ کرے۔ دیہات میں اگر کوئی چاند دیکھے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے گاؤں کی مسجد میں جا کر گواہی دے اور اگر گاؤں میں کوئی حاکم نہ ہو جس کے روبرو گواہی دی جائے اور یہ شخص عادل ہو تو لوگوں کو چاہیئے کہ اسی کے کہنے پر روزہ رکھ لیں (قنیہ و عالمگیری)

۳ - اگر مطلع صاف ہو یعنی چاند نکلنے کی جگہ پر ابر و غبار نہ ہو، تو ایک ایسی جماعت کثیر کی گواہی قبول کی جائے گی جن کی خبر سے پورا یقین ہو جائے۔

ایسی گواہی کا قبول کرنا امام کی رائے پر منحصر ہے کیونکہ آدمیوں کی تعداد مقرر نہیں ہے چنانچہ شرح مختار میں لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے۔ (عالمگیری)

ایک دو آدمی کی گواہی ایسے معاملہ میں معتبر نہیں ہے کیونکہ ایک دو آدمیوں سے غلطی ہو سکتی ہے لہٰذا اس گواہی کا انظار کیا جائے برخلاف اس کے کہ جب مطلع صاف نہ ہو کیونکہ بعض دفعہ چاند پر سے ذرا سا ابر ہٹ جاتا ہے اور چاند کسی کو نظر ہی آجاتا ہے۔ جماعت کثیر سے بعض مطلب لیتے ہیں ایک اہل محلہ اور امام ابو یوسف کہتے ہیں پچاس آدمی اور یہ لوگ چاہے پہلے ہی سے شہر میں رہتے ہوں اور چاہے باہر سے آئے ہوں۔ جماعت کثیر اتنے آدمی ہوں کہ ان کی سچائی قلب کو یقین پر عمدہ گواہی دے۔

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

مقالہ تینتالیسواں

فرمایا۔ مخلوق سے سوال کسی نے نہیں کیا، مگر اللہ کو نہ جاننے کے سبب اور اپنے ایمان و یقین و معرفت کے ضعف اور اپنے قلت صبر کی وجہ سے سوال کیا اور سوال سے وہی بچا جس کو اللہ عزوجل کی معرفت کا علم زیادہ ہے اور جس کے ایمان و یقین کی قوت زیادہ ہے اور جس کی معرفت حق ہر وقت اور ہر لحظہ زیادہ ہے اور جو اللہ عزوجل سے حیا کرتا ہو کہ اپنے مولا کے ہوتے ہوئے کیا کسی سے سوال کرے۔

مقالہ چوالیسواں

(عارف باللہ کی بعض دعائیں قبول نہ ہونے کی وجہ)

فرمایا۔ عارف کی ہر ایک دعا جسے وہ اپنے پروردگار سے مانگتا ہے قبول نہیں کی جاتی اور ہر وعدہ پورا نہیں کیا جاتا یہ اس لئے تاکہ اس پر رجا امید غالب نہ ہو جائے اور وہ ہلاک ہو جائے کیونکہ ہر حال اور ہر مقام میں خوف و رجا (امید و بیم) دونوں ہیں اور یہ دونوں پرندے کے دو بازوؤں کی طرح ہیں جس طرح کہ دونوں بازوؤں کے بغیر اس کا اڑنا تمام نہیں ہو سکتا اسی طور پر کوئی حال اور کوئی مقام بلا خوف نا امید کے پائدار نہیں ہوتا، مگر ہر حال و مقام کے خوف و رجا اس حال و مقام کے مناسب ہوتے ہیں۔ پس عارف مقرب (حق) ہے اور اس کا حال و مقام یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی شے کا ارادہ نہ کرے اور کسی غیر اللہ کی طرف مائل نہ ہو اور کسی غیر سے نہ آرام لے نہ انس کرے پس عارف کا اپنے دعا کی قبولیت کو چاہنا اور حق سبحانہ تعالیٰ سے وفائے عہد کو طلب کرنا اس چیز کا غیر ہے جس کی وہ طرف ہے اور اس کی حالت کے مناسب، سزاوار نہیں ہے پس اس قبول دعا اور ایفائے وعدہ نہ کرنے میں دو سبب ہیں ایک یہ کہ اس پر امید کا غلبہ اور اپنے پروردگار کے مکر پر غرہ اور قیام حجت بالغہ سے غفلت نہ آجائے اور وہ ہلاک نہ ہو جائے اور دوسرا سبب (عارف کی دعا قبول نہ ہونے کا) یہ ہے کہ اس کا چاہنا اور طلب کرنا اپنے پروردگار کے ساتھ اس کے سوا کسی شے سے شرک خفی ہے کیونکہ دنیا میں انبیاء علیہم السلام کے بعد ظاہراً کوئی معصوم نہیں ہے اس لئے خدا اس کی دعا قبول نہیں کرتا اور وعدہ اس کے لئے پورا نہیں کرتا تاکہ وہ تفصیل و امتثال امر کے طور پر نہیں بلکہ عادتاً اور طبیعتاً سوال نہ کرنے لگے کیونکہ اس میں شرک ہے اور شرک خفی تمام احوال میں اور جمیع مقامات میں قدم قدم پر بہت ہے اور سوال جب امر حکم اسے ہو گا تو نہ سوال اس کے تقرب حق کو زیادہ کرے گا جیسا کہ نماز روزہ احسان کے سوا دوسرے فرائض و نوافل تقرب حق کو زیادہ کرتے ہیں اس لئے کہ حکم ہونے کی وجہ سے سوال کرنے میں عارف بجا آوری امر کرنے والا ہوتا ہے

مقالہ پینتالیسواں

(نعمت والے اور بلاء والے شخص کی حالت)

فرمایا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ لوگوں میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ شخص ہے جسے نعمت دنیا عطا کی ہے اور سلامتی ہے کہ جسے بلا میں خدا کے حکم سے مبتلا کیا گیا ہے پھر جسے نعمت دنیا عطا کی ہے وہ اس دنیا کی ہوئی نعمت میں گناہ اور کمی برائت و بیزاری سے خالی نہیں ہوتا اور وہ اس نعمت سے بہت آسائش (کی حالت میں) ہوتا ہے کہ ناگہاں تقدیر الٰہی اس پر اقسام مصائب اور بلایا اور امراض سے ایسی چیز کو لے آتی ہے جو نعمت تھا اس پر مکدر کر دیتی ہے (یعنی) اس کے نفس و مال اور اہل و اولاد پر پریشانیاں اور مصیبتیں آجاتی ہیں پھر وہ ایسا شخص دل رنجیدہ و غمگین ہو جاتا ہے گویا وہ کبھی نعمت یافتہ (رہی) نہ تھا پھر وہ اس نعمت کو اور اس کی حلاوت کو بھول جاتا ہے اور اگر اس کی تونگری (اس کے) مال اور جاہ اور روزی غلاموں اور خدمتوں سے امن رہنے کے ساتھ قائم و برقرار رہتی ہے تو پھر اس حالت نعمت میں ایسا مگن ہو گویا وہ بلا ہی نہیں ہے اور حالت بلا میں (ایسا مایوس ہو گویا وہ نعمت ہی نہیں ہے اور یہ سب اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنے مولیٰ کو نہیں جانتا اور (اگر اس بات کو جانتا کہ اس کا مولیٰ فعال لما یرید (جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اُسے کر دینے والا) ہے اور جسے چاہتا ہے) ایک حال سے دوسرے حال میں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ میں بدلتا ہے اور تلخ و شیریں بناتا ہے غنی اور فقیر، بلند اور پست کرتا ہے عزت و ذلت دیتا ہے، زندہ کرتا اور مارتا ہے آگے لاتا اور پیچھے بھیجتا ہے تو نعمت سے جو چیز کہ اُسے حاصل ہے کبھی اس پر نہ اطمینان کرتا اور اس نعمت پر مغرور نہ ہوتا اور حالت بلا میں کبھی دل کا ملال و آرام سے بیتاب نہ ہوتا اور یہ سب اس وجہ سے ہے کہ وہ دنیا کی حقیقت کو نہیں جانتا اور دنیا کی حقیقت یہ ہے کہ دنیا بلا کا گھر اور زندگی کو تاریک کرنے والی دہی جہل بنا کر تکالیف اور کدورت کی جگہ ہے دنیا کی اصل بلا ہے اور نعمت کا پہنچنا دنیا کی اصل کے خلاف ہے پس دنیا (تو) ایلوے کے درخت کے مانند ہے اول اس کی پھلی بڑا ہے اور آخر میں اس کا اثر شہد میٹھا کوئی شخص اس کی حلاوت و خیریت کو نہیں جانتا جب تک کہ اس کے تجارب کو نہ چکھے اور کوئی شخص ہرگز شہد کو نہیں پاتا جب تک کہ دہلائیں اور مصیبتوں کا زہر آب نہ پیئے۔ پھر جس نے دنیا کی بلا پر صبر کیا اس پر دنیا کی نعمتیں نازل ہوئیں کیونکہ مزدور کو مزدوری نہیں دی جاتی جب تک کہ اس کی پیشانی سے پسینہ نہیں ٹپکتا اور اس کا جسم ماندہ اور اس کی روح غمگین اور اس کا دل تنگ نہیں ہو جاتا اور اسکی قوت زائل اور اپنی سی مخلوق کی خدمت کرنے پر اس کا نفس ذلیل اور اس کی نفسانیت شکستہ نہیں ہو جاتی (یہ نہ ہو لے) جب ان سب چیزوں کو پی لیا اس کے بعد یہ تلخیاں اس کے لئے اچھے کھانے اور میوے اور لباس اور سرور اور راحتیں لاتی ہیں اگرچہ کہ تھوڑی ہوں بس دنیا کی ابتدا ظرف شہد کے اس کنارہ بالائی کے مثل ہے جو تلخی سے بلا ہوا ہے اور شہد کا کھانے والا برتن کی تہ میں نہیں پہنچتا اور شہد خالص نہیں کھا سکتا جب تک کہ اس ظرف شہد کے اوپر کے حصہ میں جو تلخی ہے اُسے نہ چاٹ لے۔ بس جبکہ بندہ اللہ کے بچالانے اور نباہی سے بچنے اور فقر سے جو چیز پیش آتی ہوتی ہیں ان پر گردن تسلیم جھکا دے اور ان چیزوں کی تلخیاں چکھتا ہو اور ان کے بوجھ برداشت کرتا ہو اور اپنی خواہش کی مخالفت کرتا ہو

ادعیات ماہ شعبان

(از افادات سلطان السالکین حضرت خواجہ سید حبیب شاہ قادری)

درنماز و دعا ماہ شعبان کی ساتویں شب میں بارہ رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ سورہ اخلاص پندرہ بار پڑھے تاکہ اپنے سارے گناہوں سے پاک ہو جائے اور صبح کے وقت دو رکعت نماز ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورہ اخلاص سو بار پڑھے اور رکوع و سجود میں سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ خَالِقُ النُّوْرِ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ کہے۔

جو شخص یہ چاہے کہ اس کی توبہ قبول ہو اور خدا اس پر مستقیم رہے تو چاہیئے کہ ماہ شعبان کے پہلے دو شنبہ کی رات کو غسل کرے اور یہ بارہ رکعت نماز تین سلام سے ادا کرے ہر رکعت میں بعد فاتحہ جو سورہ جانتا ہو پڑھے حق تعالیٰ اسکی توبہ قبول فرمائے گا اور اس کی نیت کو استحکام بخشے گا۔

روزہ و اوراد شعبان جو شخص ماہ شعبان میں ایک دن روزہ رکھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں اور خطاؤں سے اس قدر پاک ہو جائے جیسے اسی دن اپنی ماں سے پیدا ہوا ہو اور حق تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں اور اس کے ماں باپ کے نامۂ اعمال میں ایک سال کا ثواب لکھے جاننا چاہیئے کہ جو اس مہینے میں ابتدائی تین روز درمیانی تین روز اور آخری تین روز کے روزے رکھے اس کی یہ عبادت ایسی ہو جیسے اس نے خدائے تعالیٰ کی ستر سال عبادت کی اور وہ شہید مرے جو شخص سارے شعبان کے مہینے میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ہزار بار کہتا رہے اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ہزار سال عبادت لکھے اور اس کے ہزار سال گناہ معاف کرے اور قیامت کے دن جب وہ قبر سے اٹھایا جائے اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند روشن ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو صدیقوں میں شمار کرے۔

فضیلت شب برات حضرت قبلہ تاج المحققین سلطان العارفین المرشد الہادی مولانا خواجہ سید حافظ محمد علی شاہ خیرآبادی قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے دست مبارک سے یہ لکھا عنایت فرمایا تھا کہ شب برات میں آفتاب ڈوبنے کے بعد لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ چالیس بار کہے اور میں نے اسکے فوائد مشائخ چشتیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کتابوں میں دیکھے ہیں کہ اس وقت جو شخص چالیس مرتبہ لاحول الخ کہے خدا تعالیٰ اسکے چالیس سالہ گناہ بخش دے چالیس حوریں اس کی خدمت کو ملے اور چالیس شخصوں کو اس کی شفاعت سے بہشت عطا کرے۔

شب برات کی اکیس خصلتیں ہیں ایک جو شخص تھوڑا یا بہت اس دن روپیہ غلہ یا کپڑا صدقہ کرے حق تعالیٰ ان تین چیزوں کی برکت سے اس کی روزی فراخ کرے، دوسرے مخلوق اور کوتاہ اندیشیوں سے منع کرے کہ منع کرنا فرض ہے تیسرے خود اپنے آپکو بدعات اور مشکات سے بچائے کہ یہ بھی فرض ہے۔ چوتھے نماز بہت زیادہ پڑھے سو رکعت یا جس قدر ہو سکے پانچویں سورۂ اخلاص دس ہزار بار پڑھے۔ چھٹے خدا کے خوف سے روئے کہ اس میں مغفرت کا وعدہ ہے اور خدا تعالیٰ اس کے گناہ بخشتا ہے۔ ساتویں غسل کرے اور صبح روزہ رکھنے کی نیت کرے خدا تعالیٰ اسکے گناہ سارے معاف کر دے اور وہ ایسا پاک ہو جائے جیسے اسی دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ آٹھویں والدین کے ستانے سے توبہ کرے کہ اس رات والدین کو ایذا دینے والا بدنصیب ہے۔ نویں صلہ رحم بجالائے کہ اس رات کو صلہ رحم نہ کرنے والے بخشے نہ جائیں گے دسویں اس رات ذکر زیادہ کرے کہ ذکر کرنے والوں کو جنت کا وعدہ ہے گیارہویں دنیاوی امور میں اگر کسی سے لڑائی ہو گئی ہو تو اس سے صلح کرے بارہویں محبت، مصنوعی، خوشامد، غداری، عداوت، جادوگری، مکاری اور اپنے بھائیوں کی طرف سے دل میں کینہ رکھنے سے توبہ کرے کیونکہ ان گناہوں میں مبتلا رہنے والا اس رات بخشا نہ جائے۔

تیرہویں اس رات کثرت سے اپنے لئے اپنے ماں باپ اور سارے مسلمانوں کے لئے دعا مانگے چودھویں ایک آنکھ میں تین بار سرمہ لگائے اور دوسری میں دو بار کہ دو سر سال تک دو فوائد حاصل ہوں ایک یہ کہ آنکھوں میں درد نہ ہو دوسرا یہ کہ عبادت میں کاہلی نہ کرے۔ پندرہویں اس رات کو برتن بجائے تاکہ دوسرے سال تک غلہ کپڑا اور روپیہ پیسہ میں برکت ہو۔ سولہویں اس رات کو جہاں تک ہو سکے گوشت سے پرہیز کرے۔ سترہویں اگر بال بچے رکھتا ہو ان سے اجازت لیکر اس رات عبادت کریں۔ اٹھارہویں جب نماز پڑھے رکوع اور سجدے میں تسبیح زیادہ کہے انیسویں جس جگہ نماز پڑھے وہ صاف اور دوسری چیزوں سے خالی ہو۔ بیسویں سجدہ میں سَجَدَ لَكَ سَوَادِيْ وَبَيَاضِيْ وَخَيَالِيْ وَاٰمَنَ بِكَ فُؤَادِيْ وَاَبُوْءُ بِكَ لِسَانِيْ وَهَاَنَا ذَا بَيْنَ يَدَيْكَ يَا عَظِيْمُ يَا عَظِيْمُ اِغْفِرْ ذَنْبِيَ الْعَظِيْمَ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ اِلَّا الْعَظِيْمُ پڑھے ہر بیجد بعد درود شریف یہ دعا سو بار پڑھے اَللّٰهُمَّ هَبْ لِيْ قَلْبًا نَقِيًّا نَقِيًّا مِنَ الشِّرْكِ بَرِيًّا كَافِرًا وَلَا شَقِيًّا اور دوسرے سجدہ میں اِغْفِرْ وَمَحَى فِي التُّرَابِ لِسَيِّدِيْ وَعَفِّرْ وَجْهِيَ سَيِّدِيْ اَنْ تَغْفِرَ اَوْ يُجِرْهُ لَهٗ کہے جو حاجت چاہے پوری ہو انتیسویں اس رات کو رات بھر جاگتا رہے تاکہ اس کا دل کبھی نہ مرے۔

نماز و دعائے شب برات حضرت صاحب قبلہ تاج المحققین سلطان العارفین المرشد الہادی مولانا خواجہ سید محمد علی شاہ خیرآبادی قدس سرہ العزیز نے اس طرح تحریر فرمائی ہے کہ اول دو رکعت نماز بہ نیت صلوٰۃ البرکت ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ آیۃ الکرسی تین بار پڑھے دوسری چار رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ سورۂ اخلاص پچیس بار پڑھے پھر بیس رکعت ادا کرے اور ہر رکعت میں فاتحہ اور سورۂ اخلاص ایک ایک بار پڑھے اور بعد سلام سورۂ یاسین تین بار پڑھے پھر پہلی نماز پنجوقتہ روزی عمر و سرکشی دولت کے لئے تیسری ساری بلاؤں سے محفوظ رہنے کے لئے ہے۔

دیگر سو رکعت نماز پچاس سلاموں سے ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد سورہ اخلاص دس بار پڑھے اور بعد سلام سجدے میں سر رکھکر یہ دعا پڑھے:۔

اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ اَضَاءَتْ بِهِ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرَضُوْنَ السَّبْعُ وَانْكَشَفَتْ بِهِ الظُّلُمَاتُ وَصَلَحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فَجْاَةِ نِقْمَتِكَ وَمِنْ تَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَاَبْلِغْ مَنِّيْ حَبِيْبَكَ وَمَا اَبْلَغَ مَدْحَتَكَ وَكَمَا اَحْصٰى ثَنَاءَ عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

اور اس کے بعد دعائے شب برات پڑھے

دعائے شب برات بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ سَهِّلْ عَلَيْنَا مَا قَدَّرْتَ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ الْمُبَارَكَةِ وَلَا تُخَيِّبْنَا مِنْ بَرَكَةِ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَاجْعَلْ اَجَلَ كُلِّ مِنَّا بِالشَّهَادَةِ وَاجْزِ عَنِّيْ بِالسَّعَادَةِ وَاَنْزِلْنَا مَنْزِلَ الشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ رَحْمًا اَوْلِيَاءَكَ رَفِيْقًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

یہاں تک حضرت صاحب قبلہ تاج المحققین سلطان العاشقین المرشد الہادی مولانا سید خواجہ حافظ محمد علی شاہ صاحب اعلی اللہ سرہ العزیز کا ارشاد تھا۔ دعائے شب برات کے متعلق ارشاد نہیں فرمایا تھا دوسری کتابوں سے اس جگہ لکھدی گئی ہے اور یہاں سے دوسرے مضامین جنیشی کی کتابوں سے لکھا جاتا ہے۔

جو شخص بری باتوں سے سلامتی چاہے اس رات بعد نماز عشا تیس رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورہ اخلاص تین بار سورہ انا انزلنا ایک بار پڑھے اور جب سلام پھیرے ایک بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ سبحان و درود شریف اور تین بار آیۃ الکرسی پڑھے اور یہ دعا مانگے۔

اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِيْ فِيْ اُمِّ الْكِتَابِ شَقِيًّا فَامْحُ عَنِّيْ اِسْمَ الشَّقَاءِ وَاِنْ كُنْتَ قَدَّرْتَ عَلَيَّ سُوْءًا فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ اِلَى السَّنَةِ الْمُسْتَقْبَلَةِ وَاجْعَلْنِيْ بِفَضْلِكَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ قَسَمْتَهٗ بَيْنَ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ۔

جو شخص اپنی عمر میں اس رات سو بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ کہے اس کا نیک بختوں میں شمار ہو اور وہ کبھی بدبخت نہ رہے اور ایک روایت ہے کہ دو رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ سورہ انا انزلنا سورہ اخلاص سورہ فلق سورہ ناس ایک ایک بار پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ بارہ رکعت چھ سلاموں سے ادا کرے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ انا انزلنا اور سورہ اخلاص تین تین بار پڑھے ایک اور روایت ہے کہ تیس رکعت ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ سورہ انا انزلنا سورہ اخلاص سورہ فلق اور ناس تین تین بار پڑھے اور ایک روایت ہے کہ بارہ رکعت ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورہ اخلاص بیس بار پڑھے بعد ادا نماز پر بیٹھے درود شریف کے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَعْظَمِ عِبَادِكَ نَصِيْبًا فِيْ كُلِّ خَيْرٍ تَقْسِمُهٗ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ مِنْ نُوْرٍ تَهْدِيْ بِهٖ اَوْ رَحْمَةٍ تَنْشُرُهَا اَوْ رِزْقٍ تَبْسُطُهٗ اَوْ بَلَاءٍ تَدْفَعُهٗ اَوْ شَرٍّ تَرْفَعُهٗ اَوْ فَضْلٍ اَنْتَ اَهْلُهٗ لِلْمُؤْمِنِيْنَ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰهُمَّ هَبْ لِيْ قَلْبًا نَقِيًّا مِنَ الشِّرْكِ بَرِيْئًا لَا كَافِرًا وَّلَا شَقِيًّا اور دوسرے سجدے میں یہ کہے اَعُوْذُ وَجْهِيْ فِي التُّرَابِ لِسَيِّدِيْ وَحَقِّ وَجْهِ سَيِّدِيْ اَنْ تَغْفِرَ الْوَجْهَ لَهٗ سَجَدَ وَجْهِيْ الْفَانِيْ لِوَجْهِكَ الْبَاقِيْ اِلٰهِيْ لَا تُخَيِّبْ فِيْ وَجْهًا خَرَّ سَاجِدًا لِوَجْهِكَ سَاجِدًا اس حاجت مانگے اور پھر کہے۔ اَللّٰهُمَّ يَا ذَا الْمَنِّ وَلَا يُمَنُّ عَلَيْكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا ذَا الطَّوْلِ وَالْاِنْعَامِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ يَا ظَهْرَ اللَّاجِيْنَ وَيَا جَارَ الْمُسْتَجِيْرِيْنَ وَيَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ وَيَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِيْ فِيْ اُمِّ الْكِتَابِ عِنْدَكَ شَقِيًّا فَامْحُنِيْ مِنَ الْاَشْقِيَاءِ وَاَثْبِتْنِيْ فِيْ اُمِّ الْكِتَابِ عِنْدَكَ سَعِيْدًا فَاِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ فِيْ كِتَابِكَ الْمُنَزَّلِ يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتَابِ الکتاب اور رات میں کشائش حال کے لئے دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ سورہ اخلاص ہزار بار پڑھے تاکہ حق تعالیٰ اس کے رزق میں برکت دے اور مقصد حاصل ہو اور ہر رکعت نماز کے بعد کلمہ ادا کرے اور ان میں جو آیت چاہے پڑھے بعد سلام سورہ فاتحہ سورہ اخلاص سورہ فلق سورہ ناس چودہ بار آیۃ الکرسی اور لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ایک ایک بار پڑھے۔

تفسیر بیان القرآن از علامہ اشرف علی محدث تھانوی

دس سال کے بعد اعلان ہو رہا ہے کامل بارہ جلدوں میں چھپ کر طیار ہوئی ہے میرے حصہ میں صرف ۲۰۰ جلدیں

ہیں، ختم ہونے کے بعد خدا جانے کب نمبر آئے، مولوی اختر علی صاحب کی یہ تفسیر اس قدر مقبول عام ہے کہ جب چھپ جانے کی خبر دی تو دو ہی پچاس روپے میں ہی بک لیتے تھے، اس کا مفروضہ ہی سب جانتے ہیں بیس روپے ہے اور بیس روپے میں یہ قرآنی معارف کا بحر بیکراں مفت ہے، اب موقعہ ہے جلد منگا لیجئے، ورنہ پھر برسوں پشیمانی باقی رہے گا، یہ تفسیر پشتہاری معرفی سے بالاتر ہے ۲ ہزار صفحہ مولوی سے دوگنے سائز کے ہیں، ۵ سیر وزن ہے، اور صرف ۲۰۰ جلدیں جو تیسرے حصہ میں ہیں ناظرین مولوی کو کامل پندرہ روپے فی جلد کے حساب سے مل جائے گی۔ ان دو صد کے بعد پھر

فضائل شعبان المعظم

(از جناب مولانا شریف احمد صاحب مراد آبادی)

فرزندان توحید پر جس جمود و بے احساسی کا عالم طاری ہے وہ حد درجہ افسوسناک ہے اور اس پر جس قدر بھی حزن و تاسف کا اظہار کیا جائے کم ہے۔ معاملات و مبانات، اخلاقیات تو ایک طرف مسلمان عبادات کے امور مہمہ میں بھی ایک ہیبتناک غفلت میں پڑے ہیں اور ایک ٹھوکر کے لئے بھی انھیں یہ خیال نہیں آتا کہ ہمارا مقصد تخلیق کیا ہے ہم کیوں مخلوق کئے گئے ہیں اور روز الست ذات باری سے کیا وعدہ ہو چکا ہے چاہئے تو یہ تھا کہ پوری دنیائے اسلام میں کوئی ایک گھر گویہی ہے نہ سہی نہ رہتا کوئی ایک اوراد و ظائف ہی ایسا نہ ہوتا جو فریضہ صوم سے بیگانہ رہتا کوئی ایک ذی استطاعت ہی ایسا نہ ہوتا جو حج اور زکوٰۃ نہ دیتا لیکن افسوس کہ ایسا انقلاب پیدا ہو گیا ہے کہ اگر اجتماعی حیثیت سے طور کیا جائے تو یہ المناک حقیقت کھل کر ہمارے سامنے آجاتی ہے کہ دیگر اقوام سے مسلمانوں سے زیادہ فرض شناس ہیں اور وہ اپنے طریقہ پر پوجا پاٹ ہی سے مسلمانوں سے زیادہ کرتی ہیں یہ اسی کا وبال ہے کہ یہ بہترین امت کے خطاب سے مشرف قوم دنیا کے ہر حصہ پر ذلت و افلاس کی شکار نبی ہوئی ہے ہر قوم ترقی کر رہی ہے اور یہ تنزل۔

ہم لکھنے بیٹھے ہیں فضائل شعبان لیکن قلم سیاہ بنا ہوا ہے جب سر ہی غائب تو گویبان کا ذکر ہی کیا ہے یہاں فرائض ہی کا رونا ہے سنن و اجبات کو کون دیکھے اور سنے ایک انبوہ ہے بکھرا ہوا، ایک جماعت ہے منتشر ایک گروہ ہے بے مقصد! ضرورت تھی کہ مسلمان مونہ بلکہ دنیا کے سامنے آتے اور دنیا والوں کو خدا پرستی کا سبق پڑھاتے مگر جو خود اپنا سبق بھول گئے ہوں وہ دوسروں کو کیا پڑھائیں گے مسلمان نماز بیگانہ اور رمضان کے روزوں ہی سے بے نیاز بنے ہوئے ہیں انھیں کیا بتایا جائے اور کیا کہا جائے کہ وہ شعبان میں عبادت سنن کی طرف رجوع ہو کر ثواب حاصل کریں اور آقائے حقیقی کے سامنے جھکیں بہر کیف جن کے قلب میں عبادت کی تڑپ موجود ہے اور جسے ایزد تبارک و تعالیٰ نے سلیم دل عطا کیا ہے یہ ضرور اس مضمون کو توجہ کے ساتھ پڑھیں گے اور شوق کے ساتھ اس پر عمل کریں گے۔

شعبان کی عظمت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رجب اور رمضان کے مابین ایک مبارک مہینہ ہے جس کی عظمت و فضیلت سے لوگ بیخبر اور ناواقف ہیں یہ مہینہ شعبان کا مہینہ ہے اس کی عظمت کا راز یہ ہے کہ اس مہینہ میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں میں بہتر سمجھتا ہوں کہ جب میرے اعمال رب قدیر کے سامنے پیش ہوں تو میں روزہ دار ہوں۔

حضرت اسامہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شعبان میں آپ کے بکثرت روزے رکھنے کی وجہ دریافت کی تو اس پر آپ نے یہ الفاظ زبان مبارک سے ارشاد فرمائے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ آپ شعبان مبارک میں بکثرت روزے رکھا کرتے تھے ایک اور حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں اس لئے بکثرت روزے رکھا کرتے تھے کہ اس مہینہ کے اس سال کے اندر مرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں حضور کریم چاہتے تھے کہ آپ کی موت کا شمار بھی روزہ داروں میں ہو کون نہیں جانتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم محبوب رب قدیر ہیں سرور کائنات ہیں باعث تخلیق عالم ہیں معصوم ہیں غنی ہیں لیکن اس کے باوجود آپ عبادت بذل کے اس درجہ شائق تھے کہ پوری راتیں عبادت و یاد الٰہی میں بسر کر دیتے تھے اور حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت کے مطابق حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ آپ نفلی روزے بکثرت رکھا کرتے تھے جب آپ روزے رکھنے شروع کر دیتے تھے تو گمان ہوتا تھا کہ اب آپ زندگی بھر روزے رکھیں گے اور جب آپ چھوڑ دیتے تھے تو خیال ہوتا تھا کہ اب آپ نے روزے رکھنا بالکل ہی ترک کر دیا ہے اور اب کبھی نہ رکھیں گے غرض رمضان میں پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے اور شعبان میں بکثرت رکھتے تھے۔ کتنی شرم اور بدبختی کی بات ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمیشہ ہو کر اور معاصی اور گناہوں سے یکسر پاک ہو کر بھی اس درجہ عبادت کریں اور عرب جیسے گرم ملک میں شعبان کا تقریباً پورا مہینہ روزوں میں گذار دیں اور ہم گناہوں اور بداعمالیوں کے شکار ہو کر بھی اپنے گناہوں کی تلافی اور بزرگی و علا کی خوشنودی کے لئے تیار نہ ہوں یہ سعادت تو کسے نصیب ہے کہ مولا کی عبادت میں ماہ بسال اور روز و شب کی کوئی قید نہ رہے اتنا ہی نہیں ہوتا کہ مخصوص ماہ شعبان ہی میں مسلمان عبادت کی طرف متوجہ ہوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت ہو کہ عبادت و یاد الٰہی میں یوم و ماہ کی بھی پرواہ نہ کریں جب اللہ کے سامنے کھڑے ہو جائیں تو رات کو جمع کر کے اتنی پاؤں پر ورم کی بھی پرواہ نہ کریں اور جب صحابہ کرام اس ریاضت و جہد کی وجہ پوچھیں اور اس پر حیرت کا اظہار کریں تو آپ پرجوش طریقہ پر ارشاد فرمائیں کہ کیا میں خدا کا شکر گذار بندہ نہ بنوں اور ہماری یہ حالت کہ کسی شکر گذاری اور کہاں کا شوق عبادت فرائض ہی ادا نہیں ہوتے۔

رسول کا مہینہ

شعبان وہ مبارک و سعید مہینہ ہے جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مہینہ بتایا ہے اور صاف فرمایا ہے شعبان شهري و رمضان شهر الله رمضان پاک اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ رمضان کے بعد سال میں سب سے زیادہ متبرک مہینہ شعبان کا مہینہ ہے اور رمضان کے بعد اگر کسی مہینہ کو سب سے زیادہ فضیلت حاصل ہے تو وہ مہینہ شعبان ہی کا مہینہ ہے۔ بے حسوں اور ٹیب پرستوں کا تو ذکر نہیں مگر جنھیں خدائے قدوس نے دل دیا ہے اور دل میں کوئی تڑپ اور لگن باقی ہے ان کے وجدان کو متحرک اور ان کے جوش عمل کو تیز تر کرنے کے لئے یہ فضیلت ہی کیا کم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کو اپنی ذات سے منسوب کر رہے ہیں اور اپنا مہینہ بنا رہے ہیں ہمیں اللہ کا راستہ بتانے ہمارے لئے زہرہ گداز مصائب اٹھانے اور ہماری نجات و فلاح کے لئے بیچین رہنے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس ماہ مبارک کو اپنا مہینہ بتائیں

اس کی عقل اور بڑائی کچھ دردمندانہ محبت ہی سمجھ سکتے ہیں رسول کی محبت عین اللہ کی محبت ہے جس طرح اللہ کی اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے اسی طرح رسول اللہ کی اطاعت بھی تمام مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہے۔

ممکن انہیں کو اللہ سے محبت کرنے والے رسول اللہ کی محبت سے بیگانہ رہیں اور حضور کریم کے اخلاق کی پروا نہ کریں اگر کسی مسلمان کے قلب میں ایمان کا ایک ذرہ بھی باقی ہے تو وہ اپنے رسول کے اس تہیہ کی نہ صرف یہ کہ عزت و تکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے گا بلکہ یہ ان کے اس عمل کی پیروی میں بھی والہانہ قدم اٹھائیگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کو روزوں کے لئے مخصوص کر دیا تھا اور جیسا کہ ہم ابھی ابھی بتا چکے ہیں کہ آپ اس مہینہ میں تواتر اور کثرت کے ساتھ روزے رکھتے تھے آپ صحابہ کرام سے ارشاد فرماتے تھے خذوا من العمل ما تطیقون فان اللہ لا یمل حتی تملوا یعنی اس ماہ میں اپنی استطاعت کے مطابع عمل کرو اور اپنی طاقت سے زیادہ عمل کی طرف قدم نہ بڑھاؤ کہ تباہ ہو سکو اور تھک جاؤ لیکن اللہ پاک تو عطا کرنے سے نہیں تھکتا اس حدیث کے تیور ملاحظہ ہوں کتنی ہدایت منضبط ہے امتیوں اور مکر برداروں کو تاکید عمل بھی ہے اور ساتھ ہی یہ خیال بھی ہو کہ ان پر زور نہ پڑے یہ تھک نہ جائیں ان پر عمل دشوار گراں نہ گزرے کہ اس سے ایک طرف تو انہیں تکلیف ہوگی اور دوسری طرف گرانی اور بار کا احساس ممکن ہوگا انہیں ثواب سے محروم کرے۔

مقصد مولا کی اطاعت ہے منشا یہ ہے کہ بندے آقا کے سامنے جھکیں سر عبودیت خم کریں اس کی یاد سے غافل نہ ہوں ان کی چوکھٹ سے اس کا سر جدا نہ ہو ایسی عبادت اور اتنی عبادت جو طاقت و استطاعت سے زیادہ اور جو طبیعت پر گراں گزرے بار بنکر طبیعت پر اکتاہٹ بھی پیدا کرتی ہے اور جو شوق غذائیت اکتاہٹ میں عبادت جیسی متبرک شے بے کیف اور بے روح رہجاتی ہے اور جو غل غذائیت میں انسان دنیا کو بھول جاتا ہے یہاں منشا یہ ہے کہ بندے بندے بنکر ہر قدم کی عیش اٹھائیں عبادت بھی کریں اور دنیوی لوازمہ سے بھی متمتع ہوں حقیقت بھی یہی ہے کہ دل کی وسعت بیدل کی ہزار گہرائی سے بہتر ہیں ہمیں اپنے سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے بزرگ اور خلیفہ شیخ محمد اخلاق صاحب کا یہ قول کبھی نہیں بھولتا کہ اصول روحانیت ہے کہ دل نہ لگے تو مسجد سے اٹھ آؤ اور دل لگتا ہو تو صومعہ میں جا بیٹھو؟ اس قول اور اس نصیحت کی بلاغت و اہمیت کا احساس دل جانے ہی کر سکتے ہیں جس عبادت اور جس عمل میں دل ہی نہ لگے وہ عبادت نہیں ایک بار ہے عبادت نہیں ایک بار ہے عبادت وہی جو دل سے ہو شوق سے ہو جوش سے ہو شوق سے ہو اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حقیقت نفس الامری کی طرف اپنے امتیوں کو متوجہ کیا ہے اور بتایا ہے اور سمجھایا ہے کہ عمل ضرور کرو عبادت میں ضرور جھکو مگر استطاعت اور قدرت سے زیادہ عمل نہ کرو اللہ تعالیٰ تو ثواب دینے سے نہیں تھکتا بندے تو بندے ہیں تھک جاتے ہیں اور جتنا عمل شروع کرتے ہیں اُسے نباہ نہیں سکتے۔

مولا کی بندہ نوازی

عمل تھوڑا ہو مگر تواتر کے ساتھ ہو دل سے ہو تو بہ اس بہت سے عمل سے بہتر ہے جو کبھی کبھی ہو اور بیدل کے ساتھ ہو ماہ شعبان میں گرمی زیادہ ہے یا دیگر مشاغل و افکار دامنگیر ہیں زیادہ روزے نہیں رکھے جا سکتے بکثرت نفل تہکا دیتے ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں کہ ہمیں پچیس روزے رکھے جائیں راتیں نوافل ہی میں گذاری جائیں دس رکھو پانچ رکھو تین رکھو یہ بھی ممکن نہ ہو تو چودہویں تاریخ کو ایک روزہ تو رکھ ہی رکھ لو اور پندرہویں شب عبادت و نوافل کے لئے لازمی طور پر مقرر کر لو کہ ہماری فانی عبادت عشق و رسول اور محبت اسوۂ نبی کی ثبوت تو بن جائے اور کم از کم اتنا اثر اور تو ہر مسلمان کو رکھنا چاہیئے یہ ایسی چیز ہے کہ کسی بہت ہی کی طبیعت پر گراں گذر سکتی ہے ایک رات دن کے چوبیس گھنٹے کوئی بڑی ہی ریاضت نہیں مگر اتنی ہی عبادت اللہ تعالیٰ کو جو رؤف بالعباد ہے خوش کرنے اور ثواب کثیر عطا کرنے پر آمادہ کر دیگی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تو ایک بڑی چیز تھی وہاں تو دونوں جہاں کے سمندر امنڈ رہے تھے جنت و دوزخ نواب و عذاب نجات و فلاح کا خیال تھا وہاں تو ایک عاشق تھا ایک والہانہ جذبہ تھا آقا اور بندے کے راز و نیاز تھے خدا جانے کیا تھا ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ آپ تو محبوب رب العالمین مشہور ہیں ہی مگر آپ کی نظروں میں ذات باری تعالیٰ سے بھی محبوب ترین دولہا ترین اور عزیز ترین ذات نبی باری تعالیٰ کو پہچاننے اور جاننے والے کہ ہیں مگر کیسا پہچاننا اور کس کا جاننا جس نے ایک جھلک بھی اس جلوۂ حقیقی کی دیکھ لی پھر اس کی نگاہیں اور کچھ دیکھنے کے قابل ہی نہیں رہتیں جلوہ اور پھر محبوب حقیقی اور رب قدیر کا جلوہ دل کو سرور و لذات سے سرشار کر دیتا ہے اس جیسا محبوب اس جیسا معشوق اس جیسا الہ و حسین نہ کوئی ہے اور نہ ہو سکتا ہے اس کی دلربائیاں اس کی جلوہ ریزیاں اور اس کی پیاری ادائیں سب سے نرالی اور سب سے جدا ہیں دنیا میں گوشت پوست کی ایک مکان نظر آئے تو ہوش و حواس گم ہو جاتے ہیں وہ تو سراسر نور، سراسر حسن اور سراسر جمال ہے اسے دیکھ کر پھر کسے دیکھنے کی آرزو رہتی ہے اگر بندے اس کی ایک جھلک بھی دیکھ لیں تو سرشار سو جام بیخود ہو جائیں اور سب کچھ بھول جائیں۔

رسول اللہ نے دیکھا تھا کھلی آنکھوں دیکھا تھا پھر خدا جانے لوگ کیوں آپکی عبادت پر متعجب ہیں اور کیوں استعجاب و حیرت سے آپ کی بھری پوری شب کی عبادت کا ذکر کرتے ہیں لوگ ایک پاؤں کے درم کو لئے پھرتے ہیں وہ تو ایسی ٹھرا اور سراپا نماز ہستی ہے کہ اسے دیکھکر اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر تو جسم تو جسم اگر جان بھی مدہم ہو جائے تو خبر نہ ہو پروانہ نہ ہو جوش نہ ہو حسین لہلی، آقا ہی سب کچھ سہی مگر بندہ نواز پر سب سے زیادہ مہربان بھی ہے اور جو بھی ڈھونڈے اُسے مل جاتا ہے اور جو بھی اُسے چاہے اُسے اپنے دیدار جمال سے شاد کام کر دیتا ہے یوں پہچاننے کو تو وہ ایک بھید ایک القیاس ہستی ہو خود نبی کریم فرماتے کہیں کہ خدا جاننے کا حق تھا میں نے بھی اُسے نہ جانا مگر بقدر ظرف اس کا جلوہ ہر شخص اگر سعی کرے تو اور جتنا عشق رکھتا ہو دل کی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے بہر کیف ہمیں جانا کہیں تھا اور محل کو ہر گز یہ مختصر یہ کہ حضور نبی کریم کی عبادت تو ایک عاشقانہ عبادت تھی آپ ذات باری کے عاشق تھے ہم بندے دل اور آنکھوں دونوں کے اندھے ہیں اس وجہ اور اس عمل کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے تاہم:: ہمارا آقا ہے اور آقا ہی مہربان و کریم اگر ہم بندوں سے اتنا ہی نہ ہو کہ ہم اس کی بندگی ہی دل سے کریں حیثیت و کلموں کے ساتھ اسکے سامنے سر جھکائیں اور سال میں چند راتیں اور چند دن اس کی یاد کے لئے وقف کر دیں تو اس سعادت کے علاوہ ہم اس کے اجر و ثواب سے بھی محروم نہ رہیں گے۔

شعبان کی پندرہویں رات

شعبان المعظم کی پندرہویں شب اپنی برکتوں اور سعادتوں میں فرزانۂ توحید کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے ہرگز نہ کہا جائے کہ نصیب اگر کسی مسلمان کو اس شب کی بزرگی و عظمت کا احساس ہو اور وہ اس کی منزلت سمجھ کر اس میں مصروف عبادت ہوں جانتے والے جانتے ہیں کہ ہفت افلاک سے ایک نجلا فلک بھی ہے جسے قرآنی اصطلاح میں "سماء الدنیا" کہا جاتا ہے منتہا خداوندی کا مرکز ہی نقطہ تو خدا و ندہی جانتا ہے کہ کہاں ہے البتہ اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ سب جگہ ہونے کے باوجود اسکی کرسی ہفت افلاک سے بڑے ہے لیکن شعبان المعظم کی پندرہویں شب وہ مبارک شب ہے کہ اس شب میں باری تعالیٰ کا تنزل اجلال سماء الدنیا کی طرف ہوتا ہے پس اس کے سامنے بندوں کے اعمالنامے پیش ہوتے ہیں اور پس سال کے اندر مرنے والے اور پیدا ہونے والوں کی فہرستیں تیار ہوتی ہیں اور پس سے بندوں کو خطاب ہوتا ہے الا من مستغفر فاغفر لہ الا من مسترزق فارزقہ الا من مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر میرے بندوں میں ہے کوئی استغفار مانگنے والا بندہ کہ میں اس کے گناہ بخشوں ہے کوئی رزق طلب کرنے والا بندہ کہ میں اس کو رزق عطا کروں اور ہے کوئی مصیبت زدہ بندہ کہ میں اس کو صحت و عافیت و رحمت کروں الحمد پاک صبح صادق تک اپنے بندوں کو یونہی خطاب کرتا رہتا ہے

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس رات مغفرت مانگنے والوں کے گناہ معاف ہوتے ہیں رزق طلب کرنے والوں کو رزق ہی ملتا ہے اور مصیبت زدوں کی مصیبتیں دور ہوتی ہیں غرض جملہ دعائیں قبول ہوتی ہیں گویا دیری اور فریزی فاروز الحرمیاں حاصل ہوتی ہیں پر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خود خدائے جل و علا مانگنے اور طلب کرنے والوں کو بلاتا اور فرماتا ہے یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی اگر مسلمان اس رات کی عزت و حرمت نہ سمجھیں تو انتہائی بدنصیبی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں قال اللہ تعالیٰ الی سماء الدنیا لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لکل الا رجل مشرک او قلبہ شحناء یعنی شعبان کی پندرہویں شب کو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر اپنی خاص توجہ مبذول کرتا ہے اور شرک کینہ ور کے علاوہ سب گناہگاروں کو بخش دیتا ہے۔

اس سے مسلمانوں کو یہ سبق ہی حاصل ہونا چاہیئے کہ وہ شرک اور کینہ جیسے رذیل اخلاق سے کوسوں مسلمانوں میں اقوام غیر کے ساتھ پیدو گانگی کی وجہ سے بعض ایسی رسوم سرایت کر گئی ہیں جو فہم کیات کو بجلی ہوتی ہیں اور کینہ کو یا معمولی بات ہے اس سے تو بہت کہ مسلمان بچے ہوئے نظر آئینگے اور تو اور عزیزوں اور بھائیوں تک میں یہ زہر پھیلی ہوئی ہے مسلمان نہیں سمجھتے کہ یہ آنا شدید گناہ ہے کہ رحمت ایزدی بھی کینہ ور کی طرف آتے ہوئے ٹھہر کی صورت اختیار کر لیتی ہے دیکھئے اس سال پندرہویں شب کو کتنے مسلمان ایسے ہیں جو رسوم مشرکانہ اور کینہ سے توبہ کرتے ہیں مسلمانوں کو خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ مشرک اور کینہ ور کی نہ صرف یہ کہ مغفرت نہیں ہوتی بلکہ اس کی کوئی دعا بھی قبول نہیں ہوتی پس کرام کو چاہیئے کہ وہ مشرکانہ رسوم بالکینہ سوزی سے توبہ کر کے اس مرتبہ پندرہویں شب کو عبادت شروع کریں ورنہ ان کی عبادت و محنت ایک خسران و نقصان نامرادی کے سوا اور کچھ بھی نتیجہ پیدا نہ ہوگی۔

برکتوں والی شب

حضرت ابو موسیٰ رضہ کے اس قول میں حقیقت اپنی پوری عریانیوں کے ساتھ جلوہ گر ہے کہ شعبان المعظم کی پندرہویں شب کا مرتبہ شب قدر کے بعد تمام سالوں سے بلند و افضل ہے یہ باری تعالیٰ کی محض بندہ نوازیاں ہیں کہ وہ اپنے پیارے پیغمبر کی دل شکنی کی خاطر ان کی امت کو بخشنے اور اپنے بندوں کی مغفرت کرنے کے لئے بہانے تلاش کرتا رہتا ہے اور اس نے اس امت کو یہ دو تاریخی ایسی عطا کی ہیں جن کی ایک ایک شب کی عبادت ہزار ہزار راتوں کی عبادت کے برابر ہے ایک طرف تو گناہ معاف ہوتے ہیں اور دوسری طرف ہزار ہزار راتوں کی عبادت کا ثواب اعمالنامہ مسلم کے اوراق کا عنوان زینت بن جاتا ہے رمضان المبارک کے بعد چونکہ سب سے زیادہ متبرک مہینہ یہی ہے دنیا اور دنیا والوں کی موت و حیات کے معاملات اسی ماہ میں طے ہوتے ہیں اس لئے مسلمان اس مہینہ کو جس قدر بھی اہمیت دیں کم ہے خوش نصیب اور سعادت مند مسلمان اس شب میں نوافل اور دعاؤں سے ہی نہیں کہ ثواب عظیم کا ایک گرانقدر ذخیرہ اکٹھا کر لیتے ہیں بلکہ وہ اپنے پچھلے گناہ بھی معاف کرا لیتے ہیں اور سنہ بھانگی مرادیں ہی پاتے ہیں رات کیا ہے ایک خزانہ ہے جو تقسیم کیا جاتا ہے اور وہ تقسیم کرتا ہے جس کے خزانہ بھرپور ہیں اور جس کے دینے سے کبھی کمی نہیں ہوتی۔

پھر ہم یہی کہیں گے کہ مزا اسی عبادت میں ہے جو ظاہری اور بیرونی غلاظتوں اور کثافتوں سے پاک ہو کر کی جائے خلوص نیت کے ساتھ کی جائے نماز میں ہو روزہ میں ہو زکوٰۃ میں عبادت میں مزا نہیں رہا اس کی طرف سے عام بے پروائی برتی جاتی ہے کیوں آخر وجہ کیا ہے سمجھو اور سوچو کہ پہلے لوگ عبادت کو دیوانگی کے کیوں عریض تھے اور اب یہ بے پروائی اور بے رخی کیوں ہے اس کی وجہ اور صرف یہ ہے کہ دل صاف نہیں اور سینہ غلاظت باطنی شرک، جھوٹ، فریب کینہ، حسد، بغض، غیبت، بہتان، افترا سے بھرا ہوا ہے وہ پاک ذات ہے اور پاک جگہ تمکین اختیار کرتی ہے ہمیشہ ظاہری پاکی و صفائی کے ساتھ باطنی پاکیزگی اور تصفیہ قلب کی بھی اہتمام کیا جاتا تھا اس لئے انوار ربانی اس میں منعکس ہوتے تھے عبادت میں سرور و لذات کی ایک گنگا (مناجات) بہتی تھی اور لوگ اس لذت کے حصول کے لئے جریانہ دوڑتے تھے۔

اب نہ وہ پاکیزہ گریباں ہیں اور نہ وہ صفائیاں ہیں پھر لذت کہاں اور خشیت کیسی اچھی نمازیں اور عبادتیں ایک بار ہے، سینوں میں قلوب گمراہ اور تاریک پڑے ہیں لذت و سرور کہاں سے حاصل ہو لوگ مساجد و عبادت کی طرف کیوں رغبت کریں ہر جنس اپنی جنس کی طرف رجوع کرتی ہے اور اسی طرف کو کھنچتی ہے دل گندے اور رذائل اخلاق کے مرتبے ہوئے ہیں اس لئے وہ رذائل ہی کی طرف کھینچتے ہیں انھیں تھیٹروں، سینماؤں، میلادوں، مجاوروں، ہوٹلوں، بلند و بالا ہالخانوں، تھیلوں اور میلوں میں مزا آتا ہے لذت حاصل ہوتی ہے غلاظت و گندگی کا جو اقتضا ہے وہ پورا ہوتا ہے۔ دل پاک اور نفس

اطلاعی سے صاف ہو تو پاکی و پاکیزگی کی طرف رجوع کرے سب پاکیزگیات ہے باری تعالیٰ کی اس کی طرف اس کے قدم خود بخود اٹھیں اور انھیں عبادت نماز روزے اور زکوٰۃ و یاد الٰہی میں لذت و سرور حاصل ہو اور خود دل عبادت کو چاہے بیساختہ یاد الٰہی کی طرف دوڑاں ہو اور پھر انھیں عبادتوں اور خالقانہ ہی میں لذت و سرور کی دنیا ہے۔

عبادتوں سے بے نیازی اور بیزاری کا راز اسی نکتہ میں مضمر ہے قرون اولیٰ میں حضرت دہبر اور حضرت طلحہ عشرہ مبشرہ میں ہونے اور زندگی ہی میں جنتی ہونے کی بشارت سن لینے اور کبر دینی ہونے کے باوجود اکثر پوری پوری راتیں عبادت و یاد الٰہی میں گذار دیتے تھے بعض دولت و عیش کی کمی نہ تھی افزونی نجات و مغفرت کی طرف سے اطمینان حاصل ہو چکا تھا پانچ وقت کی نماز ادا کر لینے رمضان کے روزے رکھ لینے اور امر و نواہی قرآن پر جو بہت آسان ہر عمل پیرا رہتے ہی بڑی چیز اور بڑی فائز المرامی تھی مگر نہیں ان پر عبادت بار نہیں تھی وہ جوانوں کر کے اپنے کندھوں سے نہیں اتارتے تھے ان کی عبادت بیماری عاشقوں کی طرح بے کیف عبادت نہ تھی کوئی نذر کوئی دباؤ اور کوئی پابندی نہ تھی ایک شوق تھا ایک لگن تھی۔ ایک عشق تھا جو انھیں عبادت و سجود کے لئے بیچین و بیتاب بنائے رکھتا تھا ان کی پاکیزگی اور سینہ کی صفائی تھی جو پاک عظیم سے ان کا رشتہ جوڑ رہی تھی، پاکی پاکی کی طرف رہبری کر رہی تھی انھیں عبادت میں سکون عیش اور راحت و لذت ملتی تھی اسی لئے اسی راحت و لذت کے حصول میں پوری پوری راتیں گذار دیتے تھے نہ ثواب سے مطلب تھا اور نہ عذاب سے تعلق ایک سرور ایک لذت اور ایک سرشاری تھی جس میں وہ ڈوبے رہتے تھے۔

بار بار کہا جا چکا ہے اور پھر کہا جا رہا ہے کہ ظاہری صفائی اور لباس جسم کی پاکی و پاکیزگی کی طرف تو آج سب کا خیال ہے مگر حقیقی پاکیزگی دل کی پاکیزگی سے عبارت ہے اس کی طرف بھول کر بھی کسی کو توجہ نہیں ہوتی حالانکہ عزیز کو جس گھر میں اتارنا ہے اسے پہلے صاف تو کرو اور اس کی صفائی اور پاکیزگی کا اہتمام تو کرو پھر لذت و آسائش کیجئے ہم کہتے ہیں اور بانگ دہل کہتے ہیں کہ ہزار تبلیغ کیجئے ہزار تعلیم کیجئے ہزار سال پڑھتے کوئی اثر نہ ہوگا اثر پذیر دل تو مر چکا دل کی روح پاکیزگی تو فنا ہو چکی نمازیں پڑھی ہی کس سے جائیں اور لذت نصیب کسے ہو اصول ظاہری صفائی سے دل کو کیسی فرحت نصیب ہوتی ہے مجھ پر کر لیجئے میلے کپڑوں اور غیر صاف بدن میں اپنی حالت دیکھئے اور پھر تھوڑی دیر بعد غسل کر کے اور صاف لباس پہن کر اپنی طبیعت اور اپنے دل کی حالت دیکھئے زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا اور لذت ہی اور حاصل ہوگی جب ظاہری صفائی جو باطنی صفائی سے کوئی نسبت ہی نہیں رکھتی اس درجہ فرحت بخش ہے تو باطنی صفائی اور پاکیزگی کی نعمتوں اور لذت یابیاں تو صفائی باطن ہی رکھنے والے محسوس کر سکتے ہیں اور یہی اندازہ و احساس کر سکتے ہیں کہ انھیں اس سے کیا مل رہا ہے اور کس پر جوش طریق پر ملتا ہے۔

باطنی کثافتیں

پندرہویں شب میں مغفرت سے محروم رہنے والوں کی اصناف و اقسام کتب احادیث میں بالتفصیل مرقوم ہیں اس کا ایک اجمالی خاکہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں اس پر نظر ڈال لیجئے صاف معلوم ہوگا کہ ان میں قریب قریب سبھی لوگ ہوں گے جو دل کی گندگیوں میں لتھڑے ہوئے ہیں اور یہی گندگیاں جن کی حسب بدی کا باعث بن گئی ہیں مشرک کینہ دو جس نے مسلمان سے محض ذاتی بغض و عناد کی وجہ سے ملنا جلنا ترک کر دیا ہے۔ بخیل شریانی، قاطع رحم مظلم ظالم، ناحق گانے والا، رشوت لینے والا، سخت مزاج حاکم، ماں باپ کو تکلیف دینے والا، بخیل شطرنج اور تاش کھیلنے والا، نجومی، جادوگر، ملاوٹ

اس فہرست کو بار بار پڑھو اور سوچو کہ آج مسلمانوں کی بھری دنیا میں کتنے مسلمان ہیں جو ایسے ہیں جن کا پہلو اس فہرست محرومین کے نتیجے نہ رہتا ہو پھر ان گندگیوں کے باوجود وہ اگر عبادت کے لئے کھڑے ہی ہو جائیں تو کیسے انھیں خاک لذت آئے گی اور ثواب ملیگا۔ انعام چاہتے ہو تو پہلے انعام پانے کی اہلیت تو اپنے اندر پیدا کرو مغفرت و نجات کی آرزو ہے تو مغفرت کے کام بھی تو کرو کوئی احمق ہی ہوگا جو غلاظت سے لتھڑے ہوئے کپڑے پہنکر مسجد میں گھس جائے اور نماز کے لئے ہاتھ باندھکر قبولیت دعا اور منظوری عبادت کی توقع رکھے۔

اگر یہ توقع غلط ہے تو یقیناً ایک ظالم مکار جھوٹے حاسد اور کینہ توز کے متعلق بھی ان باطنی خلاظتوں کے ساتھ یہ توقع غلط ہے کہ اس کی عبادت مقبول ہوگی ہم نماز اور عبادت شب پانزدہم کے فضائل کے سلسلہ میں یہ سب کچھ اسی لئے لکھ رہے ہیں اور لکھ رہے ہیں کہ گوشۂ رحمت ایزدی کے متلاشی دیوانے عبادت تو ضرور کریں مگر ان خامیوں کو پیش نظر رکھ کے اور یہ دیکھکر کہ آیا ان میں تو کوئی غلاظت موجود نہیں ہے اور ہے تو پہلے ہمیشہ دور دام کے لئے اس سے توبہ کر لی جائے توبہ کر کے صفائے قلب کے ساتھ آقائے حقیقی کے سامنے جائیے اور پھر دیکھئے کہ کیسے لطف آتے ہیں کیسی سرشاریاں پیدا ہوتی ہیں اور کتنی لذتیں ملتی ہیں شعبان المعظم اپنی تمام برکتوں اور سعادتوں کے ساتھ آگیا ہے پہلے توبہ نصوح اور صفائے قلب و باطن کے ساتھ اس ماہ کے دنوں میں جتنے روزے رکھے جائیں رکھئے اس کی راتوں میں جتنی تو فل پڑھ سکیں اور شوق و ذوق سے پڑھی جائیں پڑھئے اور کچھ نہ ہو سکے استطاعت نہ ہو بہت نہ ہو نہی اتنا تو ضرور کیجئے کہ جو دس رکعت دن بھر نہ پڑھ سکے غروب آفتاب کے وقت ۱۰ مرتبہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ اس کے علاوہ کی ذہن نشین کر کے پڑھئے روزہ افطار کر کے اور کھانے اور نماز مغرب و عشاء سے فارغ ہو کر ایک گوشہ میں تو فل شروع کر دیجئے اگر صبح تک ممکن نہ ہو تو کم از کم دو ڈھائی بجے تک۔ یعنی دو ڈھائی بجے شب تک تو ضرور نماز اعتدالات میں مصروف رہے اور اس دوران میں تین مرتبہ کسی وقت تین مرتبہ سورہ یاسین شریف یا منی ضرور پڑھ لیجئے کہ ترقی رزق، بحالی صحت اور امن و عافیت کے لئے اکسیر و مجرب ہے، سہ سہ بھی ضرور لگائیے اگر آپ نے اس سال یہ اہتمام کر لیا اور اس جوش و شوق یاد الٰہی کے بعد دعائیں مانگیں تو وہ ضرور قبول ہوں گی اندر پورا سال امن و ایمان سے گذرے گا۔

انتباہ خط و کتابت کے وقت اپنے نمبر ضرور لکھا کیجئے ورنہ آپ کی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکے گی (منیجر)

شب برات کا حلوہ

(نوشتہ عبدالحمید خاں)

شب برات آگئی ایک شور ہے چل پہل ہے مسرت کی ایک لہر ہے جو ہر غلب میں دوڑ رہی ہے بچے علیحدہ کھل کھلا رہے ہیں عورتیں جداشغول نظر آرہی ہیں، نوجوان الگ مسرور پھر رہے ہیں جوان اور بوڑھوں کے لئے بھی نئی نئی نعمتیں لاحق ہوگئی ہیں، بازاروں کی حالت دیکھئے تو وہاں بھی عجیب صورت دکھائی دیگی دکانیں سج گئی ہیں آگے بڑھا کر رنگتے لگا کر اس پر سفید چادریں ڈالدی گئی ہیں جن پر نایاں طور پر قرینہ سے شکر سوجی اور میوے کی طشتریاں کھلی ہوئی ہیں دیکھنے والوں کی خرید و فروخت ہو رہی ہے بھی کا نرخ برا۔ چلا جا رہا ہے کوچہ و بازار میں سڑکوں پر حلوں میں نئی نئی دکانیں کھل گئی ہیں جن پر بچوں اور نوجوانوں کا ہر وقت ایک ہجوم لگا رہتا ہے۔ ڈھیریوں پر دیواروں میں اور ادھر ادھر کی طرف انار، بطاخوں اور پھجو فروں کے انبار کے انبار پڑے ہوئے ہیں۔

یہ آتشبازیں جو شب برات کے متبرک و مقدس لمحوں میں چھوڑنے اور پھونکنے کے لئے مختلف اقسام کی آتشبازی بنا اور تیار کر رہے ہیں اور سال بھر کا کھانے پینے کا انتظام انہی چند دنوں کی کمائی میں کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں یورپ اور جاپان کے تاجروں میں بھی ایک سرگرمی پیدا ہوگئی انہوں نے بھی لاکھوں روپے کا سامان جہازوں پر بار کر کے ہندوستان بھیجا یا ہے جو بازاروں میں پھیل گیا ہے اور بسا لیلوں کی آمدنی دس گنی اور بیس گنی تک بڑھ گئی ہے بندیوں کی بھی چاندی ہے۔ کنگ مسل اور پٹاس روٹھ آہ ہزاروں روپے کی فروخت ہو رہی ہے کمہار بھی انار وغیرہ بنا کر خوب کما رہے ہیں غرض پورے بازار میں ایک سرگرمی اور جوش نمایاں ہے اور ہر طرف ایک رونق نظر آرہی ہے یہ سب کچھ ایک شب برات کی بدولت ہے اور پورے بازار میں مسلمانوں اور صرف مسلمانوں کا پیسہ رقص کر رہا ہے۔

کروڑوں روپے کی بربادی

کیا ہوگا شب برات کو گھر گھر حلوے بنیں گے کوچہ کوچہ آتشبازیاں چھوٹیں گی نہ صرف امرا کے گھروں اور کلاشانوں میں یہ رنگ دکھائی دیگا بلکہ غریب سے غریب گھر میں بھی اس روز اور کچھ نہیں تو کم از کم دس دس پانچ روپے تو حلوے اور آتشبازی کی صورت میں ضرور ہی خرچ ہو جائینگے اندازہ کیا گیا ہے کہ ہندوستان میں ہر سال شب برات کے موقعہ پر آتشبازی پر کم از کم ایک کروڑ اور حلوے مانڈے پر دو کروڑ روپیہ صرف ہوتا ہے یوں سمجھئے کہ فی نفر ان توحید کا ڈھائی تین کروڑ روپیہ سالانہ شب برات کی نذر پر صرف ہو جاتا ہے یہ ایک اتنی بڑی اور کثیر رقم ہے کہ اس سے دو بڑی بڑی اندسٹریاں لڑی جا سکتی ہیں، دو تین علیگڑھ اور اچھی سے اچھی یونیورسٹیاں کامیابی کے ساتھ چلائی جا سکتی ہیں دو سو بڑے بڑے صنعتی کارخانے قائم کر کے ہزارہا بے روزگار مسلمانوں کے لئے روزگار مہیا کیا جا سکتا ہے ایک لاکھ نہیں تو پچاس ہزار طلبا اس سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں اتنے ہی مسلمانوں کو اتنی رقم میں کامیاب اور نفع بخش تجارت کرائی جا سکتی ہے اتنے سرمایہ سے ہماری تمام مذہبی اور ملی تحریکات ہمیشہ کے لئے پورا فروغ حاصل کر سکتی ہیں۔

یہ سب کچھ صرف ایک سال کی اضاعت زر کا تخمینہ ہے اگر کہیں اسکا چوتھائی حصہ بھی مسلمان بیت المال میں سالانہ جمع کرتے رہیں تو ملت و قوم کو کبھی کسی چیز کی کمی نہ رہے اور ہزار کام پورے ہوتے رہیں پھٹوس قوم کی شطان دوستی اور اضاعت زر کا ایک خاکہ ہے جو دنیا کی تمام اقوام سے غریب اور مفلس ہے جس کے پاس کوئی اندوختہ نہیں جب کہ یہ کفایت کرنی آتی ہے نہ پیسہ جمع کیا جاتا ہے اور جو نہ تمول سے آشنا ہے اور نہ اعلیٰ معیشت سے ہزارہا نہیں لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جو آفتاب کی جھلسا دینے والی تمازت اور سر پاکے کڑاکے لاتے جاڑوں میں صبح سے شام تک اپنا خون پسینہ ایک کر کے دو چار آنے پیسے کماتے ہیں اور مشکل اپنا گذارہ چلاتے ہیں، مگر شب برات جو ایک برکتوں اور سعادتوں والی رات ہے ان کے لئے ایک بلائے بے درمان بن جاتی ہے پاس پیسہ نہیں ہے۔ دل نہیں چاہتا مگر رسم و رواج سے مجبور ہیں برادری اور مجلسوں کے مطاعن سے لرزہ براندام ہیں سب کے یہاں حلوے پک رہے ہیں پاس پڑوس والوں کے ہاں آتشبازیاں چھٹ رہی ہیں اب اگر ان کے یہاں ہی حلہ نہیں پکتا تو منہ کیسے دکھائیں سلسلے ناک رکھنے کے لئے اوہار قرض لیا جاتا ہے کارخانہ والوں، اتالوں اور محلہ والوں کی خوشامدیں کی جاتی ہیں قسطیں لی جاتی ہیں بنیوں سے سودی روپیہ لیا جاتا ہے اور کچھ نہیں ہوتا تو گھر کی کوئی چیز برتن یا زیور رہن رکھ دیتے جاتے ہیں سو سو جتن ہوتے ہیں ہزار دو ہزار قرضداریاں برداشت کی جاتی ہیں مگر شب برات میں حلوے اور آتشبازی کی اخطار ضرور کیا جاتا ہے اور خواہ کھانے کو ہو یا نہ ہو شب برات کے دن کسی نہ کسی طرح حلوہ ضرور پکتا ہے

شب برات کی حقیقت

ہمارے دہلی لکھنؤ اور دیگر مقامات پر خود دیکھا ہے کہ جن لوگوں کو پیٹ بھر کر روٹی نہیں ملتی اور گذر بسر ہی مشکل سے ہوتی ہے ان کے یہاں بھی حلوہ ضرور پکتا اور عزیزوں اور ملنے جلنے والوں میں تقسیم ہوتا ہے کہ بات ہے کہ مایہ اور غریب سے غریب شخص بھی مانگ تانگ کر قرض وام لیکر سود پر روپیہ اٹھا کر دو سیر ڈھائی سیر حلوہ ضرور بنا لیتا ہے کہا جاتا ہے کہ بعض نادان لوگ شب برات کو ایک مذہبی تقریب سمجھتے ہیں یہ غلط اور بالکل غلط ہے کہنے اور سمجھنے کا سوال نہیں یہ حقیقت اور مسلم حقیقت ہے کہ ہندوستان میں عوام و خواص تقریباً سب بلااستثنا شب برات کو ایک تہوار جانتے ہیں تہوار کہتے ہیں اور تہوار کی طرح مناتے ہیں بلکہ شاید تو یہ ہے کہ عید الفطر اور عید الضحیٰ کے لئے ہی جو فی الواقع شاندار اور اسلامی تہوار ہیں یہ اہتمام نہیں کیا جاتا جو تیاریاں عمل میں نہیں آتیں جو شب برات اور محرم کے لئے ہوتی ہیں جو حقیقتاً تہوار ہیں ان پر ان کی نسبت زیادہ رنج نہیں ہیں بہت کم فرق ہوتا ہے جو ہوش مسلمانوں میں شب برات اور محرم

میں دیکھا جاتا ہے اس کا عشر عشیر بھی عید الفطر و عید الاضحیٰ میں نظر نہیں آتا پھر جس اپنے گرد و پیش کے واقعات سے پتہ لگا سکتا ہے اور اندازہ کر سکتا ہے کہ مسلمان کس گمراہی میں مبتلا ہیں اور شب برات کو انھوں نے اپنی جہالت و بدعت سے کیا درجہ عطا کر دیا ہے بلکہ تو بلکہ آپ کسی اسلامی بچے سے یہ سوال کر دیکھئے کہ اسلامی تہوار کتنے اور کیا ہیں وہ بلا تکلف کہہ دیگا کہ شب برات، عید، بقر عید اور محرم چار تہوار ہیں۔

چونکہ سب کچھ اجتماعی حیثیت سے ہوتا ہے اور صدیوں سے تواتر کے ساتھ ہوتا چلا آرہا ہے اس لئے شب برات کا تہوار اور مذہبی تہوار کا ہونا ایسا ہی یقینی ہو گیا ہے جیسے طلوع آفتاب کا اگر آفتاب ہونا اگر کسی سے کہئے کہ شب برات کوئی تہوار نہیں ہے کوئی مذہبی تقریب نہیں تو سب کچھ جانتے ہوئے سب کچھ جاننے والا بھی چند لمحوں کے لئے تو حیرت میں پڑ ہی جائے گا اس لئے کہ اس کے مذہبی تہوار ہونے کا گہرا نقش لوح دماغ پر مرتسم ہو چکا ہے۔

ایک اللہ مصیبت یہ ہے کہ عوام بھی کیا کریں یہ حلوے کی رسم کچھ ایسی نامبارک ساعت میں ایجاد و اختراع ہوئی تھی کہ قوم کی قوم اس میں ڈوبی ہوئی ہے اور ایک عالم سے لیکر ایک عامی تک اور ایک امیر سے لیکر ایک غریب تک کے گھر میں حلوہ لازماً پکتا اور غریبوں اور درویشوں میں تقسیم ہوتا ہے پھر جب یہ رسم اجتماعی صورت اختیار کر گئی تو اور اس کی جڑیں اندر ہی اندر پھیل کر زمین کے چپہ چپہ کا احاطہ کر چکی ہوں تو مسلمان جتنے تباہ ہی ہوں کم ہے کچھ افراد یا کچھ جماعتیں تو نہیں سب ہی اس رسم و بدعت سینہ کے شکار ہیں اور سب ہی ٹٹ رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس کا استیصال بہت ہی دشوار ہو چکا ہے اور لاکھ بار سمجھانے اور بتانے کے باوجود پھر بھی مسلمانوں کو سمجھانا پڑتا ہے اور سمجھانے پر بھی لوگ باز نہیں آتے خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ بدلتا ہے چاروں طرف ہی ہو جائیں دس طرح بھی دے جائیں بس گھروں میں حلوہ ہی نہ پکایا جائے تو سوتو سرگرم عمل رہیں گے ہزار گھروں میں سے تو خوشبو نکل ہی ہوگی لاکھ انسان تو خراٹے مار رہے ہوں گے عورتیں آپ جانتی ہیں فطرتاً ضدی طبیعت ہوتی ہیں علم کی ان میں کمی اور جہالت کی فراوانی ہے رونق پسند اور ہنگامہ دوست ہوتی ہیں مرد نہ بھی جاہیں گے تو کیں گے بھی تو جب وہ ہزار کے دس گھروں میں جہل پھیل دیکھیں گے محلہ کے گھروں سے ان کے یہاں سوغاتیں آئیں گی تو انھیں بھی رشک پیدا ہوگا اور ان کے دل میں بھی امنگ اٹھے گی۔

وہ بھلا کب یہ برداشت کریں گے کہ محلہ کے سو گھروں میں کڑھائیاں چڑھی ہوں حلوہ بٹ رہا ہو اور چہل پہل ہو رہی ہو اور ان کا گھر سونا رہے وہ ضد کریں گی روٹھ ڈالیں گی اصرار کریں گی اور ایک سال نہیں تو اگلے سال ضرور حلوہ بنائیں گی اور اپنے مردوں کو مجبور کریں گی مرد کتنا ہی بے برداہ اور سنت گیر کیوں نہ ہو مگر گھر کے معاملات میں عورت ہی کی چلتی ہے گھر کے اندر اس کا راج ہوتا ہے اور مرد مجبور ہو جاتا ہے کہ ان کا کہا مانے اور ان کی ضد اور ان کے اصرار کے آگے سر جھکائے یہی وجہ ہے کہ تبلیغ حق سے جو گھر ایک سال سنبھلتے ہی ہیں وہ دوسرے سال پھر اسی روش پر چلے جاتے ہیں بھلا عورتیں اسے برداشت کر لیں گی کہ محلہ کے بچے اپنے گھروں اور سڑکوں پر آتش بازیاں چھوڑ رہے ہیں محنت و مشقت کمائی دھواں بنکر اڑ رہی ہو اور ان کے عزیز بچے کھڑے ان کا منہ تکیں اور افسردہ صورت بنائے کھڑے ہوں

بچے ضد کرتے ہیں مائیں ان کی حمایت کرتی ہیں اور باپ مجبور ہو جاتا ہے کہ انھیں بہلانے اور ان کی خوشی کرنے کے لئے جس طرح بھی اور جہاں سے بھی ہو کچھ پیسے لائے اور اپنے بچوں کے لئے بھی آتشبازی ظریہ کر اپنے گھر میں بھی آجالا کرنے اسی قسم کی مجبوریوں اور مواقع کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم یعنی تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے تمہارے دشمن ہوتے ہیں ان سے بچئے اور احتراز کرتے رہو"

دوسری جگہ قرآن میں بتایا گیا ہے انما اموالکم واولادکم فتنہ تیسری جگہ فرمایا گیا ہے یا ایھا الذین امنوا ان من ازواجکم واولادکم عن ذکر اللہ کہ اے ایمان والو دیکھو اور متنبہ رہو کہ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے ایک فتنہ بیدار ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری اولاد تمہارے مال اور تمہاری بیویاں تمہیں اللہ کی یاد سے غافل کر دیں اور تم ان کی خوشنودی و دلجوئی میں اپنے پیدا کرنے والے رب قدیر کے ذکر سے بے پروا ہو جاؤ۔

عبادت و سعادت کے لمحے

شب برات کا مہینہ وہ متبرک و مقدس مہینہ ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص عبادت روزہ کے لئے منتخب کیا تھا اور آپ اس مہینہ میں کثرت روزے رکھا کرتے تھے۔ احادیث صحیحہ میں اس مہینہ کے روزوں کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے اور بعض احادیث میں تو صاف مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں اکثر تواتر کے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے اتنے روزے کہ رمضان کے بعد اور کسی مہینہ میں ہی اتنے روزے نہ رکھتے تھے آپ نے صاف صریح الفاظ میں فرمایا تھا کہ رمضان تو اللہ کا مہینہ ہے مگر شعبان میرا ہے اس میں عمل کر دو اور آگے چلے جب کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے یہ بھی امتیوں کو بتا دیا تھا کہ اس ماہ شعبان کی پندرہویں شب بڑی متبرک اور بڑی ہی فضیلت کی شب ہے اس میں اللہ تعالیٰ سب سے نیچے آسمان پر نزول اجلال کرتا ہے بندوں کے اعمال کا محاسبہ کرتا ہے سال میں مرنے والوں اور پیدا ہونیوالوں کی فہرستیں اسی شب میں تیار ہوتی ہیں اور یہی نہیں بلکہ خدائے قدوس خود بندوں کو مخاطب کرتا ہے اور پکارتا ہے کہ کوئی ہے مغفرت مانگنے والا جسے میں بخشدوں، کوئی ہے رزق طلب کرنے والا جسے میں رزق عطا کروں، کوئی ہے امن و عافیت کی دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ آپ اس شب میں اہل مقبرہ قبرستان بقیع تشریف لیجاتے تھے اور مردوں کے لئے مغفرت کی دعائیں مانگا کرتے پندرہویں شب پوری کی پوری آپ عبادت و نفل میں بسر کر دیا کرتے تھے دن بھر روزہ رکھتے اور شب کو عبادت میں مصروف ہو جاتے ہمارے آقا و مولا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو یہ عمل ہو یہ طریقہ ہو یہ اسوہ حسنہ ہو اور ہمارا کیا چلن ہے ہم کیا کرتے ہیں ہمارا عمل کیا ہوتا ہے کہ دن بھر روزے کے بجائے حلوے کے لئے گھی، سوجی اور شکر کی خرید اور حلوہ سازی میں گذرتا ہے اور آفتاب غروب ہوتے ہی ہم آتشبازی کے کھیل میں مصروف ہو جاتے ہیں اور عبادت و نوافل کے بجائے یہ ہوتا ہے کہ نصف شب تک آسمان کی طرف آگ برساتے رہتے ہیں گویا آقا سے حقیقی کا استقبال کہ وہ نیچے آسمان پر جلوہ افروز ہے ہم بجائے آگ اور انار دل سے کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ

پھر ہم پر جس قدر بھی عتاب بھی نازل ہو کم ہے وہ تو یہ کہئے کہ آفتابی کریموں رضا

ہا لعبادہے بے نیاز ہے پرواہ نہیں کرتا درنہ اس گستاخی بے ادبی اور شرارت وشیطنت کے سلسلے میں ہم پر قہر کی بجلیاں بھی گرتیں تو کم تھا وہاں ہندوں کو مغفرت مانگتے اور اس در رزق طلب کرکے کی دعوت دی جارہی ہے وہ یہاں رحمت جوش مار رہا ہے بحر کرم موجزن پر ہے اور یہاں آگ برسائی جارہی ہے یہ تو حالتیں ہیں اور پھر شکوہ ہے کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں ہم پر نگاہ لطف مبذول نہیں کی جاتی ہمیں ہمارے رب نے بھلا دیا ہے اعمال تو یہ ہیں کہ چوکھٹا اور دشمن بھی نہیں کرتے وہ ہم کرتے ہیں اور پھر اسلئے شکوے ہیں شب برات ماہ شعبان المعظم کی بیندرہویں شب دعا و نوافل کی رات، متبرک لمحے مقدس ومغتنم ساعتیں اور ہم انھیں ہو و لعب میں کھو رہے ہیں جاتے تو یہ تھا کہ نمازیں پڑھتے، دعائیں مانگتے گڑگڑاتے اور گڑگڑا کر دعائیں مانگتے لیکن ہم ہوائیاں چھوڑتے ہیں پٹاخے چلاتے ہیں انارلوں اور پھلجھڑیوں میں آگ لگاتے ہیں اور شدت کے ساتھ لگاتے ہیں۔

وہ تو خدا ہی ہے جو ہماری ان شیطنت کاریوں کی پرواہ نہیں کرتا اور ہماری گستاخیوں اور بے ادبیوں کو ٹال جاتا ہے ورنہ اگر ہمارا کوئی ملازم وخادم ہمارے ساتھ یہ سلوک روا رکھے اور ہماری کرم فرمائیوں اور عنایتوں کے ساتھ اس طرح پیش آئے تو ہم تو کہرام مچا دیں اس کی کھال اس کے جسم سے اتار کر بھوسہ بھر دیں اور کبھی ایک لمحہ کے لئے اس کی صورت دیکھنا بھی گوارا نہ کریں دنیا میں ایک نہیں کروڑوں اس کے نام لیوا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویدار ان امت موجود ہیں مگر اپنے سینہ میں دھڑکتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ کہہ بتاؤ تو ان میں کتنے ہیں جو اپنے جان ودل سے عزیز ترین پیغمبر کے اسوۂ عمل پر کاربند نظر آتے ہوں اور خدا کی خوشنودی ورضاجوئی کے لئے دن بھر کھانے پینے اور دیگر فطری حاجات نفس سے خود کو روکتے ہوں غیروں کی بخشش ومغفرت کے لئے تو کیا دل سے دعا مانگیں گے اپنے لئے بھی کچھ نہیں ہوتا بیویوں اور برادریوں کی خوشنودی وولدہی کے لئے زور شور سے قرض دام کرکے بھی طعوے پکتے ہیں اور اپنے بچوں اور اپنے نفس کی خوشی کے لئے تو دھڑا دھڑ آتشبازی چھوڑی جاتی ہے مگر رضائے حقیقی کے لئے کچھ نہیں ہوتا۔

نمود ونمائش یا کاطوفان

پھر کہا تو یہ جاتا ہے کہ حلوہ مُردوں اور مرنے والوں کی فاتحہ کے لئے ہوتا ہے لیکن یہ اچھی فاتحہ اور خوب ثواب ہے کہ غریبوں، مسکینوں اور مستحقین کے بجائے تو دو کھرب ہی مٹھائیاں اور سیٹ بھر پلاؤ اور دوستوں اور عزیزوں کو منوں حلوہ تقسیم کردیں فاتحہ ہی دلانی اور ثواب ہی پہنچانا مقصود ہے تو ان کے لئے دلوانے اور انواع واقسام کی تقسیموں کی کیا ضرورت ہے اور آنا للزام کیوں ہے کہ فرض دوام کرکے بھی حلوہ ضرور ہی پکایا جائے دینا ہی ہے اور کرنا ہی ہے تو کیوں نہ والی روٹی یا گوشت روٹی غربا میں تقسیم کی جائے جس سے بیک وقت ہزاروں لاکھوں بھوکوں کا پیٹ بھرے اور مرنے والوں کو بھی ثواب پہنچے پھر ایصال ثواب کے لئے ہر حالت میں حلوہ کا ہونا ہی کیا ضروری ہے حدیث شریف میں تو ہے کہ نصف چھوارہ ہی ممکن ہو تو وہ بھی دیدو کہ یہی قبر روشن کرنے کے لئے کافی ہے۔

فریضہ نماز سے غفلت برتی جائے روزہ کو ایک اذیت دہ رسم سمجھا جائے عبادات وفرائض سے کیسوئی اختیار کی جائے مگر حلوہ ضرور پکایا جائے اور اس پر فاتحہ ضرور دلائی جائے ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ حلوہ پکاتے وقت کسی کے قتل میں مرنے والوں کے ایصال ثواب کا خیال ہی نہیں آتا جب حلوہ تیار ہو جاتا ہے تو رسماً اس پر فاتحہ دلادی جاتی ہے جس چیز اور جن احکام کی پابندی سختی کے ساتھ کی جانی چاہیئے ان کی تو پرواہ ہی نہیں کی جاتی اور جو سراسر رسم اور سراپا عبث وبیکار ہیں ان پر ایک حد وحد بس نہیں قریباً سب کے سب پوری شدت کے ساتھ پابند ہیں، عمر بھر کبھی پھر کر سجدہ ہی نہ کیا ہو کبھی رمضان میں پورے روزے نہ رکھے ہوں مگر شب برات کے حلوے پر فاتحہ ضرور دی ہو مسلمانوں کے ذمہ صرف ایک یہی فرض رہ گیا ہے اور کوئی فرض گویا ہے ہی نہیں۔

اصلیت وحقیقت یہی ہے کہ سب کچھ رسماً ہوتا ہے فاتحہ بھی ایک رسم کی صورت اختیار کرگئی ہے اور شب برات ایک تہوار بنالی گئی ہے جو کچھ ہوتا ہے اس کی حقیقت اس زمانہ میں ایک رسم سے زیادہ ہرگز نہیں اس سب کا مقصد ایک ہنگامہ ایک لہو ایک مشغل اور ایک نمود ونمائش ہے کہ صاحب ہم بھی بڑے وہ ہیں بڑے مسلمان ہیں بڑے دریادل ہیں، بڑے خدا دوست ہیں، ہم نے بھی حلوہ بنایا ہے ہمارا پلا بھی سنا نہیں رہا اور ہم نے بھی شب برات منائی خواہ کل کھانے کے لئے کچھ نہ رہا ہو اور حلوہ بیوی کی بالیاں رہن رکھکر اور بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر ہی تیار کیا ہو، مہی پھر جب فاتحہ دینی ٹھیری تو یہ ملمطراق تھے جاتے ہیں نمد فرش کے حلوے بٹتے ہیں اور برادری میں خوان میں لگ کر اور چاندی اور سونے کے ورق چڑھا کر بٹتے ہیں اس سے کیا مراد ہے کچھ نہیں ایک رونق ایک شان ایک ریا ایک نمائش بس!

یہ چیزیں قطعاً حرام ہیں جس عمل میں نمود وریا کا شائبہ بھی ہو جس کے متعلق ذرہ برابر فخر کا جذبہ پیدا ہو وہ بالکل بے ثمر عمل ہوتا ہے اس پر ثواب ملنا تو ایک طرف الٹا عذاب ہوتا ہے اس سے صاف طور پر روپیہ ضائع ہو گیا کہ مسلمان جو کروڑ روپیہ سالانہ خرچ کرتے ہیں وہ بالکل ضایع جاتا اور برباد ہوتا ہے اور فاتحہ میں ریا ونمود کے عناصر شامل ہونے سے اس کا اجر بھی ضایع ہو جاتا ہے۔

کیا آپ اس خیال میں مبتلا ہیں کہ آپ کو ان فضولیات میں روپیہ اڑانے پر ثواب ملیگا یا آپ سے باز پرس نہ کی جائے گی۔ کی جائیگی اور ضرور کی جائے گی اللہ نے روپیہ اس لئے نہیں دیا کہ اُسے یوں لغویات میں فضول اڑایا جائے دولت ہی ایک امانت رہی ہے اور اس کے صرف وخرچ کی نوعیت کے متعلق ہر دولتمند سے بروز حشر سوال کیا جائے گا وللتسئلن یومئذ عن النعیم اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں بندوں کے لئے رشد وہدایت کی راہ کھولدی اور صاف بتادیا ہے کہ ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین کھانا پینا مگر حیثیت سے زیادہ خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور بیجا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اب ان آیات کی روشنی میں خود سمجھئے اور بتائیے کہ یہ حلوہ سازی اور آتشبازی ثواب ہے یا معصیت! اسراف کی تو نہیں تبذیر کی زد میں آتی ہے یا نہیں اسراف تو ہر جائز امور میں ہوتا ہے لیکن تبذیر تو بالکل شیطنت ہے اور جو کچھ آتشبازی اور حلوے مانڈے پر خرچ کیا جاتا ہے

اس کی حیثیت تبذیر سے زیادہ نہیں۔

نمود کے لئے کرنا۔ برادری میں ناک رکھنے کے لئے کرنا دوسروں کی دیکھا دیکھی کرنا، بیویوں کے اصرار پر کرنا، بچوں کے خوش کرنے کے لئے کرنا، ...

... ... مذہبی تہوار سمجھ کر منانا اسے رسم بنالینا سب حرام ہے اور قطعی حرام ہے۔ مردوں کی فاتحہ دلانی ہے تو ضرور دلائیے اسی راہ سے کو دلائیے مگر یہ التزام نہ رکھئے کہ وہ حلوے ہی پر دلائی جائے اور بہت سی چیز کو دلائی جائے اور اتنی سختی کی جائے کہ فرض سمجھ کر ہی دلائی جائے مقصد یہ ہو کہ آپ کی زبان پر اس کا نام آجائے مرنے والے کو ثواب پہنچ جائے اور اللہ کے غریب بندوں کا پیٹ بھر جائے جو کچھ کیا جائے خالصاً لوجہ اللہ کیا جائے، کسی رواج کسی فخر اور کسی رسم کا خیال بھی نہ آئے میسر ہو تو آپ بلاؤ نہ ہو بھی بکار تقسیم کر سکتے ہیں نہ میسر ہو تو نصف چھوارہ پر بھی فاتحہ آسانی سے دلوا سکتے ہے۔ غرض نہ تو تکلیف اٹھا کر نہ دبال بچوں کا پیٹ کاٹ کر کچھ نہ کیا جائے پاس نہیں ہے اور فاتحہ ضروری ہے تو تباشہ اور ایک چھوارہ ہی پر فاتحہ دلادو ایک وقت کا کھانا کسی مسکین کو کھلا دو وہاں کثیر وقلیل کا خیال نہیں وہاں تو نیت دیکھی جاتی ہے۔

رسول کریمؐ کا اسوۂ عمل

خوب سمجھ لیجئے کہ یہ بالکل غلط ہے کہ شب برات کوئی مذہبی تہوار ہے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے جو عہد آخر کے بہت بڑے فاضل بزرگ گذرے ہیں اور جو غیر مقلد نہیں بلکہ ایک خوش عقیدہ اور پختہ کار حنفی قادری تھے صاف لکھا ہے کہ شب برات میں جو کچھ کیا جاتا ہے وہ ایک بدعت شنیعہ سے کم نہیں اور یہ ایک بہت بڑی رسم اغلباً ہندوؤں کی دیوالی کے جواب پر ایجاد ہوگئی ہے جس کی سند میں کوئی ضعیف بلکہ موضوع حدیث تک بھی پیش نہیں کی جاسکتی اور نہ کسی معتبر و مستند کتاب سے کیا غیر معتبر رسالہ سے ہی کہیں تائید نہیں ہوتی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبات الاعظم کو اپنا ہمیشہ بتایا مگر اسکے باوجود کیا آپ نے بھی کبھی حلوہ بنایا ... ...

آمد آمد رمضان

(از حضرت مولانا مولوی سید عبدالرؤف صاحب ناظم کتب خانہ نذیریہ دہلی)

الحمد للہ الذی نزل الفرقان وکلم بالقرآن وقال کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم والصلوٰۃ والسلام علی عبدہ ورسولہ محمد الذی صلے وقام وصام

بعد حمد وصلوٰۃ کے سب مسلمان مرد اور عورتوں کو معلوم ہو کہ رمضان شریف قریب آیا۔ رمضان وہ مہینہ ہے کہ جس میں قرآن نازل ہوا۔ اور جس کے روزے ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہوئے اور جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے جاتے ہیں جیسا کہ ان لوگوں پر فرض تھے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ روزے کا وجود ہر قوم اور ہر مذہب میں پایا جاتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام امام بیض کے یعنی ہر قمری مہینہ کی تیرہویں چودھویں پندرھویں کے روزے رکھتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر توریت کتاب لینے کے واسطے گئے تو چالیس دن کے روزے رکھے تھے جس کا ذکر توریت کے چوتھے باب میں ہے اور حضرت دانیال نبی نے تین ہفتہ کے روزے رکھے تھے جس کا ذکر دانیال کے دسویں باب میں ہے اور حضرت الیاس نے چالیس دن کے روزے رکھے تھے جس کا ذکر توریت میں ہے اور حضرت عیسیٰ مسیح نے بیابان میں چالیس روزے رکھے تھے جس کا ذکر متی اور لوقا کی انجیلوں میں ہے۔

ہندو دھرم میں بھی منوجی نے روزے کا حکم دیا ہے اور اس کو وہ برت کے نام سے پکارتے ہیں۔ مانس سے معلوم ہوتا ہے کہ رام چندر جی بھی روزے رکھتے تھے اور بھارت سے ثابت ہوتا ہے کہ راجہ یدھشٹر اور ان کے سب بھائی بھی روزے رکھتے تھے اسی طرح مصر وغیرہ کی اقوام بھی روزے رکھتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے جب مسلمانوں کو قرآن مجید میں روزے کا حکم دیا تو اس کے ساتھ ہی فرمادیا اور یہ فرمایا کہ ایاما معدودات تم روزے رکھنے سے گھبراؤ نہیں روزے تو گنتی کے چند دن کے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر اللہ تعالیٰ تم کو آسانی دینی چاہتا ہے اور مشکلات میں ڈالنا نہیں چاہتا اور یہ بھی فرمایا کہ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ اگر تم روزہ رکھو تو یہ تمہارے واسطے اچھا ہوگا بشرطیکہ تم کو روزے کی خوبیوں کو سمجھنے کی عقل بھی ہو۔

اے مسلمانو جس طرح تمہارا جسم غذا سے پرورش پاتا ہے اسی طرح تمہاری روح روزے سے سرد ہوتی ہے اور روزہ تمہارے اندر روحانی قوتیں بڑھاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ من صام شہر رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ یعنی جو شخص ایمان اور طلب ثواب کے لئے روزہ رکھتا ہے اس کے تمام گذشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بندہ کا روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا ثواب دونگا کہ روزہ دار میری ہی خاطر اپنی خواہشات کو اور کھانے پینے کو ترک کر دیتا ہے اور بخاری اور مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص روزے رکھے تو اس کو چاہیئے کہ کوئی بری بات زبان سے نہ نکالے اور نہ کسی سے لڑائی جھگڑا کرے اور کوئی دوسرا اس کو برا کہے یا اس سے لڑے تو روزہ دار کو چاہیئے کہ اس شخص سے کہدے کہ میں روزہ دار رہا ہوں یعنی میں تم سے لڑا جھگڑا نہیں سکتا کیونکہ اپنے نفس سے لڑانے میں مصروف ہوں اور بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے روزہ رکھا مگر جھوٹ کو ترک نہ کیا اور جہالت کی باتوں سے پرہیز نہ کیا تو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی اللہ تعالیٰ کو کچھ ضرورت نہیں ہے۔

بھائیو آجکل دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو وہ ہیں جو روزہ رکھتے تو ہیں مگر روزہ کے آداب سے واقف نہیں ہیں۔ روزہ منہ میں ہے اور جھوٹ بولتے ہیں گالیاں بکتے ہیں اور بات بات میں لوگوں سے لڑائی جھگڑے کرتے ہیں یہانتک کہ ایک محاورہ ہوگیا ہے کہ فلاں صاحب کا روزہ اچھل رہا ہے یعنی انہوں نے آج چونکہ روزہ رکھا ہے اس واسطے لوگوں سے لڑتے پھرتے ہیں۔ مقبول روزہ دار وہ ہے جو روزہ کی حالت میں جھوٹ نہ بولے نہ کسی کی غیبت شکوہ کرے نہ کسی کی غیبت کرے نہ گالیاں بکے نہ جھوٹی قسمیں کھائے نہ کسی سے لڑائی جھگڑا کرے بلکہ نہایت نرمی اور فروتنی کے ساتھ سب لوگوں سے معاملات میں مصروف رہے اور کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے کہ ان میاں کو اس واسطے غصہ آرہا ہے کہ آج یہ روزہ سے ہیں۔

خصوصاً عورتوں کو سب سے زیادہ احتیاط کرنی چاہیئے وہ روزہ رکھنے میں مردوں سے زیادہ مضبوط اور جانکاش ہوتی ہیں مگر مردوں سے زیادہ لڑائی جھگڑے اور سخت کلامیوں کی ان کو عادت ہوتی ہے اس لئے عورتوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر وہ روزہ میں بدمزاجیاں کریں گی اور کسی کو پیٹھ پیچھے برا کہیں گی اور لڑائی جھگڑے مول لیں گی تو ان کے روزہ کا ثواب جاتا رہے گا اور ان کا روزہ محض فاقہ رہ جائے گا جس طرح روزہ میں کھانا اور پینا جائز نہیں ہے اسی طرح جھوٹ بولنا غیبت کرنا اور بدمزاجیاں کرنا اور لڑنا جھگڑنا بھی ناجائز ہے اکثر گھروں میں عورتیں روزہ رکھکر اپنے شوہروں سے اور گھر کے مردوں سے جھگڑتی ہیں اور بعض مرد بھی روزہ رکھکر اپنی عورتوں کو گالیاں دیتے ہیں اور سخت کلامی سے پیش آتے ہیں یاد رکھو کہ ایسے لوگوں کے روزے ان کے منہ پر مارے جائینگے اللہ کو کوئی ثواب ایسے روزوں کا ان کو نہ ہوگا اور جو لوگ روزہ رکھتے ہی نہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کے سچے بڑے گنہگار ہیں روزہ ہر مسلمان پر فرض ہے چاہے وہ امیر ہو یا غریب، عورت ہو یا مرد فقط بیماروں اور مسافروں کو روزہ قضا کرنے کی اجازت ہے یا ایسے بوڑھے عورت مرد جن میں نہ روزہ رکھنے کی طاقت ہو نہ روزے کی قضا پوری کرنے کی امید ہو وہ ہر روزہ کے عوض فدیہ دے سکتے ہیں۔

جو لوگ روزہ سے بھاگتے ہیں ان کو روزہ کی خوبیاں معلوم نہیں ہیں اور دن بھر کی معمولی بھوک پیاس کی تکلیف سے گھبرا کر بزدل بن جاتے ہیں ہمارے اور دیگر مسلمان وہ ہی ہے جو سال بھر میں ایک مہینہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بھوک پیاس اور خواہشات نفسانی میں صبر کرنے کا امتحان دے روزہ انسان کے اندر ایک ایسی جرأت اور مضبوطی پیدا کر دیتا ہے جو ہر انسان کی مردانہ شان کے لئے ضروری ہے روزے سال بھر میں صرف ایک مہینے کے لئے آتے ہیں انسان کو اس عارضی اور چند روزہ امتحان میں ثابت قدم رہنا چاہئے تاکہ تمام سال ہر کام میں اس کی جسمانی مستعدی قائم و برقرار رہے جو لوگ رمضان میں ثابت قدم نہیں رہتے ان کے ہر دنیاوی کام میں کمزوری اور کم ہمتی پائی جاتی ہے۔

طبی لحاظ سے بھی روزہ نہایت مفید چیز ہے جس طرح جلاب لینے سے معدہ اور جسم کی تمام بیماریاں دور ہو جاتی ہیں اسی طرح روزہ ہی انسانی جسم کی تمام خرابیوں کو درست کر دیتا ہے اور دوا کے بغیر بہت سے امراض محض روزہ کی وجہ سے دور ہو جاتے ہیں اس واسطے روزہ ضرور رکھنا چاہیئے۔

بظاہر روزہ تکلیف کی چیز معلوم ہوتا ہے لیکن اس کو شروع کر کے دیکھو پہلے پہلے تکلیف معلوم ہوگی اس کے بعد ایک ایسی کیفیت اور سچی خوشی روزہ سے حاصل ہوگی جس کی مثال دنیا کی اور کسی خوشی میں نہیں پائی جاتی حدیث شریف میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ روزہ دار کو دو فرحتیں حاصل ہوتی ہیں ایک روزہ افطار کرنے کے وقت اور دوسری اس وقت جب قیامت کے دن روزہ دار اپنے روزہ کا انعام اپنے پروردگار سے حاصل کرے گا۔

اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دن بھر کی شدید بھوک پیاس کے بعد جب انسان روزہ افطار کرتا ہے تو اس وقت کی فرحت و خوشی دنیا کی تمام بڑی بڑی خوشیوں سے بہی بڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

جو لوگ روزہ نہیں رکھتے ہیں ان کو روزہ کے افطار کے وقت دوسروں کی خوشیاں دیکھ کر حسرت و ندامت ہی زیادہ ہوتی ہے جتنی فرحت روزہ دار کو افطار سے ہوتی ہے روزہ خور کا دل اور ضمیر اندر ہی اندر پشیمان ہوتا ہے شرماتا ہے اور ندامت کے دریا میں غوطے کھاتا ہے اور اس کی تکلیف دن بھر کی بھوک پیاس سے کئی حصہ زیادہ ہو جاتی ہے اگر وہ روزہ رکھ لیتا تو افطار کے وقت اس کو بھی ایسی ہی خوشی ہوتی جیسی روزہ داروں کو ہے اور اس کو اپنے ضمیر کے سامنے آشامر شرمندہ نہ ہونا پڑتا۔

پس سنو اے بھائیو! ہونو! رمضان شریف کے استقبال کی تیاریاں شروع کر دو اور پختہ ارادہ کر لو کہ آنے والے رمضان میں روزہ قضا نہ کرو گے اور روزہ رکھو گے تو جھوٹ نہ بولو گے گالیاں نہ بکو گے غیبت نہ کرو گے دغا بازی اور ہر قسم کے لڑائی جھگڑوں سے محفوظ رہو گے۔

مسلمانو! جہاں تم کو اللہ تعالیٰ روزے کا حکم دیتا ہے وہیں یہ بھی حکم دیتا ہے کہ تم اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو بہت سی علتیں اپنے نابالغ بچوں کو محض دنیا کے نام نمود کے لئے اور شادی رچانے کے لئے روزے رکھوا دیتی ہیں اور ہر سال بعض بچے روزہ کی تکلیف سے مر جاتے ہیں اس واسطے عورتوں کو زیادہ گمراہ یا ہمارا نابالغ بچوں کو ہرگز ہرگز روزے نہ رکھوانے چاہئیں ورنہ ان کو سخت گناہ ہوگا اور بچوں کا خون بھی ان کی گردن پر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے نابالغ بچوں پر روزہ فرض نہیں کیا ہے جب تک بچے بالغ و ہو جائیں ان کو روزہ نہ رکھوانا چاہیئے ایسی ہی بعض عورتیں سخت بیماری کی حالت میں بھی روزے رکھتی ہیں اور بعض اوقات روزہ سے ان کا مرض اتنا بڑھ جاتا ہے کہ وہ مر جاتی ہیں یا موت تک تندرست نہیں ہوتیں ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ بیماری کی حالت میں روزہ رکھنا مناسب نہیں جب اللہ تعالیٰ نے بیماروں کو روزہ قضا کرنے کی اجازت دیدی ہے تو خدا کے انعام سے مستفید ہوں ایسے ہی بعض مرد بھی سخت بیماریوں کی حالت میں روزہ قضا نہیں کرتے اور اس کی وجہ سے مر جاتے ہیں یا ان کی بیماریاں بڑھ جاتی ہیں یہ بھی غیر ضروری ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے سفر کی حالت میں روزہ قضا کرنے کی اجازت دیدی ہے اس واسطے وہ لوگ جو سخت مصیبت کی مسافرت میں روزہ رکھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں وہ بھی خدا کے انعام کی قدر نہیں کرتے۔

بھائیو! روزہ رکھو مگر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور الیسا روزہ رکھو جو تمہارے دلوں کو اور تمہاری زبانوں کو جھوٹ، فحش گوئی غیبت اور کینہ و عناد سے پاک کر دے اور دعا کرو کہ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

برادران اسلام! ماہ رمضان کے فضائل اس قدر زیادہ ہیں کہ اتنے سے مضمون میں کسی طرح بیان نہیں ہو سکتے سب سے بڑی فضیلت اس ماہ مبارک کی تو یہی ہے کہ دنیا کی رشد و ہدایت اور زمین کے بسنے والوں سے ضلالت و گمراہی کو دور کرنے والی کتاب مبین یعنی قرآن حکیم اسی مہینہ میں نازل ہوا اور جس رات کو نازل ہوا وہ ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر اور مغفرت و مشرف رات ہے اگر دوسرے فضائل نہ ہوتے تو صرف یہی ایک فضیلت رمضان المبارک کی کیا کم تھی کہ اس مہینہ میں خدا نے اپنا وہ کلام نازل فرمایا جو قیامت تک کے لئے دنیا اور اہل دنیا کی ہدایت کا باعث ہے لیکن اس کے علاوہ اور بھی لاتعداد فضائل ہیں جو ایک صاحب ایمان مسلمان کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ صدق دل سے اس ماہ مبارک کا خیر مقدم کرے اور ان برکات کو حاصل کرے جو اس مقدس و مبارک مہینہ ہی میں حاصل ہو سکتی ہیں اور وہ برکات بیشمار ہیں منجملہ ان کے یہ ماہ مغفرت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء و غلقت ابواب جہنم و سلسلت الشیاطین یعنی رمضان المبارک کے آتے ہی رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو سخت زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے یہی ارشاد نبوی ہے کہ جو رمضان کے روزے رکھے اور اس کی راتوں میں نماز پڑھے بشرطیکہ ایمان و صدق کے ساتھ ہو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اسی طرح روزے کے فضائل بھی بیشمار ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کا سونا عبادت اور اس کا خاموش رہنا تسبیح ہے اور اس کی دعا مقبول ہوتی ہے اور اس کے گناہ بخشدیئے جاتے ہیں روزہ کو ڈھال اور مضبوط قلعہ بھی فرمایا ہے یعنی روزہ گناہوں سے اسی طرح انسان کو بچاتا ہے جیسے ڈھال تلوار کے وار کو روکتی و دوسری حدیث میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزہ دوزخ کی آگ اور زمانہ کی مصیبتوں سے بچنے کے لئے ڈھال ہے یہ بھی ارشاد نبوی ہے کہ روزہ دار کو ہر افطار کے وقت

ایک ایسی دعا کی اجازت ہوتی ہے جس کے قبول کرنے کا خاص وعدہ ہے روزہ کو نصف صبر فرمایا ہے اور صبر نصف ایمان ہے اس طرح روزہ رابع ایمان ہوا ارشاد رسالت ہے کہ اما العمل الذی لا یعلمہ الا اللہ فالصیام یعنی وہ عمل جس کے عامل کے ثواب کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں وہ روزہ ہے کیونکہ روزہ کے متعلق آیا ہے الصوم لی وانا اجزی بہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیس فی الصیام ریا روزہ میں ریا نہیں ہے روزہ کے متعلق روایت ہے کہ روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن روزہ دار اور قرآن پڑھنے والے کی شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت قبول ہوگی یہ ہی ارشاد رسالت ہے کہ ہر شے کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے

اعمال خیر کی کئی قسمیں ہیں بعض اعمال کا ثواب دگنا تگنا ہے بعض کا دس گنا اور بعض کا سو گنا مگر روزہ کے ثواب کی کوئی حد نہیں ہیں اس کے اجر کا علم خدا ہی کو ہے۔ برادران اسلام یہ تمام فضائل و برکات جو رمضان اور روزہ کے آپ نے سنے ان کے سننے اور ان کے معلوم ہو جانے سے کوئی فائدہ نہیں اگر آپ کی روح ان برکات کے حصول کے لئے بیچین و مضطر بانہ ہو اور کسی تڑپ سے کہ قرآن حکیم کے اس ارشاد کے بعد کہ روزہ ہم پر فرض کیا گیا جیسے گذشتہ امتوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ ہم متقی بنیں کسی دوسرے حکم یا فضائل کے معلوم کرنے کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ فرضیت صوم کی غرض و غایت خود خدائے اسلام نے جامع اور بلیغ طریقہ پر بیان فرما دی ہے یعنی روزہ اس لئے فرض کیا گیا ہے تاکہ تقویٰ کی صفت ہم میں پیدا ہو تقویٰ ایک ایسی جامع اور بلیغ اصطلاح شرع ہے کہ جو انسان کی روحانی قوتی کا بلند ترین درجہ ہے تقویٰ کے معنے خدا سے ڈرنے اور پرہیزگار بننے کے ہیں یعنی کبھی کسی حال میں بھی خدا کا خوف دل سے دور نہ ہو اور ہر لمحہ اور ہر گھڑی یہ خیال رہے کہ جو قدم بھی اٹھاتا ہوں اسے خدا دیکھ رہا ہے مقصد یہ ہے کہ ایک انسان اس قدر اپنے آپ کو مرضی الٰہی کا تابع کر دے کہ دین کا ہو یا دنیا کا جو کام بھی کرے جو سانس بھی لے اور جو قدم بھی اٹھائے اس میں یہ دیکھے کہ اللہ کی مرضی کے خلاف تو نہیں ہو غرض کہ تقویٰ ایک بلند ترین مقام ہے اور یہی وہ صفت ہے جس کی نسبت ارشاد الٰہی یہ ہے کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے وہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم ہے اور روزہ کی غایت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ انسان کو متقی بناتا ہے یعنی اللہ کے نزدیک معزز و مکرم ٹھیراتا ہے۔

پس اے برادران اسلام! اگر تم چاہتے ہو کہ تم متقی بنو اور تمہاری خواہش ہو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک معزز و محترم بنجاؤ تو تمہیں چاہیئے کہ روح کی آمادگی اور دل کی مستعدی کے ساتھ مقدس ماہ رمضان کا خیر مقدم و استقبال کرو کون جانتا اور کسے معلوم ہے کہ ہم آئندہ رمضان تک زندہ رہیں گے آئندہ اگر ہمیں گذشتہ پر حسرت و افسوس اور اپنی غفلت پرستی و معصیت شعاری پر سخت ندامت ہو تو اس فرصت کو غنیمت شمار کرنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کی اس مہربانی اور عنایت سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے کہ اس نے ہمارے اعمال کے لئے رمضان المبارک کی زیارت کا پھر موقع عطا کر دیا ورنہ ہمارے اعمال تو اس درجہ قبیح اور غیر مستحسن ہیں کہ اگر ہندوستان کے دونوں پہاڑی سلسلوں یعنی ہمالہ اور ہندھیاچل کو چکی کے دو پاٹ بنا کر اس کے بیچ میں آٹے کی طرح ہم کو جھونک ڈالا جائے تو بالکل صحیح اور جائز ہوگا اس سے کہ خدا نے تو ہمیں اس غرض سے پیدا کیا تھا کہ ہم اس کی عبادت کریں ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور خیر امت کے خلعت فاخرہ امتیاز سے ہمیں سرفراز فرما کر بھیجا مگر ہم نے اپنی بدبختی و بیکاری سے اپنے آپ کو یہود و نصاریٰ کی طرح گرا ہی میں ڈال دیا ہے اور بجائے اس کے کہ پروردگار عالم کا اس عزت بخشی پر شکر ادا کرتے اور اس کی اطاعت و عبادت سے کبھی منہ نہ موڑتے تمرد و سرکشی کا پیشہ بنا لیا ہے اور ایسا سمجھ بیٹھے ہیں کہ گویا اس جہان فانی میں ہمیشہ ہمیں رہنا ہو اور موت جو شب و روز ہماؤں کو اپنے بچوں سے بچوں کو اپنے والدین سے شوہروں کو بیویوں سے اور بیویوں کو شوہروں سے جدا کرتی رہتی ہے وہ ہمارے لئے مقدر ہی نہیں ہوئی اور ہمارا واسطہ اس سے کبھی پڑ سکتا ہی نہیں چند روزہ حیات مستعار پر اس قدر اترا گئے ہیں اور ان روزوں کی زندگی نے عقل و شعور سے ایسا بیگانہ بنا دیا ہے کہ خدا کی قہاریت و جباریت سے ہمیں خوف ہو اور نہ اسکی رحمت و رحمانیت اور اس کی تفضل و احسان ہمیں اس کی طرف لاتا ہے بلکہ غفلت و سرکشی نے بے طرف سے بے پروا بیگانہ بنا دیا ہے اور صرف نفس کی اتباع اور اس کی خوشنودی و رضا جوئی کو زندگی کا حاصل و مقصود سمجھ بیٹھے ہیں یہی وجہ ہے کہ رمضان المبارک اپنی مغفرت پناہی و برکت سامانی کے ساتھ ہر سال سایہ فگن ہوتا ہے مگر ہم بدنصیب ویسے ہی تہی دامن رہتے اور اسی طرح مست بادۂ غفلت پڑے جھومتے کھاتے پھرتے ہیں۔

برادران عزیز! اپنی گذشتہ زندگی پر غور کیجئے اور اپنی کتاب حیات کے اوراق کا جائزہ لیجئے اور پھر خود ہی فیصلہ کیجئے کہ کیا آپ نے اپنی زندگی اس طرح گذاری ہے کہ اللہ مغفرت و غفران سے آپ بے پروا ہیں کیا آپ کو اللہ کی مغفرت اور اس کے فضل و احسان کی ضرورت نہیں ہے اور کیا آپ کو تلافی مافات کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرات! اگر تنہائی میں بیٹھکر صدق دل سے اپنے اعمال کا کافی محاسبہ کریں تو معلوم ہوگا کہ مقدس ماہ رمضان کا ورود مسعود ہمارے لئے ایک ایسی نعمت غیر مترقبہ ہے کہ اس سے زیادہ کوئی نعمت نہیں ہو سکتی کیونکہ رمضان المبارک کی مغفرت پناہی کے سوا اور کون ہے جو ہماری بیکاریوں کا پردہ ڈھک سکے اے فرزندان اسلام ماہ مقدس کے ورود کو غنیمت سمجھو دل کی گمراہی اور روح کی آلودگی کو دور کرنے کے ان مبارک ایام کی عاجلانہ اندوزی کے لئے مستعد ہو جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس خیر و برکت والے ماہ مقدس کی زیارت کا موقع تم کو پھر نہ ملے اور رحمت الٰہی و مغفرت خداوندی کے جو دروازے کھلے ہوئے ہیں وہ تمہارے اوپر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیں اور نفس و شیطان اپنی رسی کا پھندا ڈال کر تمہیں اور ہمیں کشاں کشاں فرقی آتش میں پہنچا دیں پس مبارک ہیں وہ لوگ جو غفلت کے بعد ہوشیار اور گمراہی کے بعد راہ راست پر آجاتے اور روشنی کو دیکھ تاریکی سے نکل گئے ہیں افسوس ان پر جو ٹھوکر پر ٹھوکر کھانے کے بعد بھی غفلت کی نیند سے بیدار نہ ہوں اور ہزار افسوس ان تشنہ لبوں پر جو دریائے رحمت الٰہی کے ایک قطرہ سے بھی اپنے سوکھے ہوئے حلق کو تر نہ کر سکیں حالانکہ ان ایام رحمت و غفران میں اس کی رحمت اور اس کی مغفرت فینہ اور دریا کی طرح عام ہے

سب اپنی نورانی کے دھبوں کو دھو سکتے اور اعضائے معصیت کو خشک کر سکتے ہیں۔

برادران اسلام! اس ماہ مبارک میں جو تحصیل کرنا چاہیے اور تم کر سکتے ہو اس سے تم ناواقف نہ ہوگے کیونکہ اتنا تو تمھیں بھی معلوم ہوگا کہ یہ ماہ مبارک صیام و قیام کا مہینہ ہے اور اس میں ہر نیکی کا اجر بیشمار ملتا ہے پھر اشک کیسا اور خاموش رہنا بھی داخل تسبیح و عبادت ہے اس لئے جو کچھ ہمیں کرنا چاہیے وہ یہی ہے کہ مکمل غور و انہماک کے ساتھ روزہ رکھیں شب کو عبادت بالخصوص تلاوت قرآن مجید و تہجد و نوافل میں بسر کریں اور خدا نے جو مال و دولت دے رکھی ہو اس میں سے اللہ کے راستہ میں صرف کریں کیونکہ اس ماہ مقدس میں خیرات و صدقات کا ثواب معمولی دنوں سے کہیں زیادہ ملتا ہے خصوصاً زکوٰۃ کے فرض سے سبکدوشی حاصل کرنے کے لئے یہ ایام مقدس سب سے زیادہ موزوں ہیں۔

لیکن برادران اسلام روزہ ہمیں کس طرح رکھنا چاہیئے کہ اس کا فائدہ حاصل ہو جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے روزہ کی غرض و غایت تقویٰ و پرہیزگاری کا حصول ہے اگر یہ مقصد نہ حاصل ہوا تو بیکار ہے اور فاقہ در روزہ میں کوئی فرق نہیں آتا جیسا اسی مفہوم کی ایک حدیث بھی ہے یعنی اگر روزہ دار تمام اعضا و جوارح کو معصیت سے نہیں روکتا اور تمام قولی و فعلی گناہوں سے نہیں بچتا مثلاً فحش و کذب اور لغو اعمال روزہ کی حالت میں بھی جاری رکھتا ہے تو اصل کی فاقہ کشی سے بے نیاز ہے اس لئے صرف کھانے پینے اور جماع سے باز رہنے کا نام نہیں ہے گو فرض ادا ہو جاتا ہے مگر محض مضرات ثلاثہ سے احتراز کرنے سے لعلکم تتقون کا مقصد حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب ہم تمام اعضاء و جوارح کا روزہ رکھیں اور مکمل روزہ وہی ہے جس میں ہاتھ پاؤں ناک کان آنکھ زبان اور شرمگاہ بھی برے اعمال و افعال و فسق و فجور سے جیسے زبان کا روزہ یہ ہے کہ لغو کذب غیبت اور دل آزاری کے کلام سے باز رہے نہ کسی کو نقصان پہنچائے نہ اذیت و تکلیف دے بلکہ ذکر الٰہی و تلاوت قرآن میں مشغول رہے کان کا روزہ یہ ہے کہ لغو کذب و غیبت وغیرہ کے سننے سے محفوظ رہے آنکھ کا روزہ یہ ہے کہ نامحرمات پر نہ اٹھے ہاتھ پاؤں کا روزہ یہ ہے کہ خلاف شریعت اعمال کی طرف قدم نہ بڑھے اور نہ فسق و معصیت کا کام اس سے صادر ہو کسی کو ایذا نہ پہنچائے کسی کا حق زبردستی نہ چھینے غرضکہ وہ تمام اعمال بد جو ہاتھ پاؤں سے متعلق ہیں ان سب سے احتراز کیا جائے اسی طرح ارادہ اور نیت کا روزہ بھی ہے یعنی دل و دماغ اور ذہن کو بُرے خیالات سے پاک رکھا جائے اگر ان شرائط کے ساتھ روزہ رکھا جائے تو ناممکن ہے کہ روزہ کی جو مقصد ہے یعنی اتقاء و پرہیزگاری وہ حاصل نہ ہو۔

برادران اسلام! بعض بزرگان دین نے روزہ کے چار درجے مقرر کئے ہیں چنانچہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی صاحب فصوص الحکم میں فرماتے ہیں کہ روزہ کے چار درجہ ہیں اول صیام العوام دوم صیام الخواص ثالثہ صیام الخواص چہارم صیام خواص الخواص عوام کا روزہ مضمون ثالثہ یعنی کھانا پینا اور جماع سے بچنے کا نام ہے اور خواص الخواص وہ روزہ دار ہے جو مضمون ثلاثہ کے علاوہ آنکھ کان ناک زبان ہاتھ پاؤں اور جملہ اعضاء و جوارح کے گناہوں سے احتراز کرے اور تمام معاصی قولیہ و فعلیہ سے اجتناب کرے۔ صیام الخواص کے معنی یہ ہیں کہ علاوہ جملہ اقسام کی معاصی سے بچنے کے ذرا سے

کے ذکر و عبادت سے بھی احتراز کرے۔ اور صیام خواص الخواص یہ ہے کہ غیر اللہ کی طرف سے روزہ رکھ کے اپنی ہر طرف سے کٹ کر صرف خدا کا ہو رہے۔

برادران اسلام غور کرو کہ اگر اس طریقہ پر روزہ رکھا جائے تو کیا اللہ کا وعدہ اور اس کے رسول کی بشارت پوری ہونے سے رک سکتی ہے پس ہر کوشش کرنی چاہیئے اور روح کی پاکیزگی و طہارت کے ساتھ روزہ رکھنا اور تلاوت و تسبیح و تسابیح میں مشغول ہونے کے لئے تیار ہونا چاہیئے کیونکہ وہ مبارک ساعتیں بہت جلد آنے والی ہیں جب فرشتے آسمانی برکات کے مع روزے سائلان زمین پر کھول دیں گے اور اللہ کی رحمت و مغفرت بارش کی طرح برسنے لگے گی خدا نہ کرے کہ تم غفلت میں پڑے رہو اور رحمت و مغفرت الٰہی سے محروم رہ جاؤ۔

قرآن کریم کے کل کے کل احکام میں کسی عبادت کا بجا لانا یا رسم کا بجالانا مقصود نہیں ہوتا یہی حال رمضان کا ہے روزے رکھنے کی اصل غرض محض اس قدر نہیں کہ انسان اللہ تعالےٰ کے ایک حکم کی تعمیل کرے اسے خوش کر دے بلکہ اصل غرض و حقیقی مقصود یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے اسے خود بھی فائدہ پہنچے اس کی اپنی تہذیب نفس ہو اور بنی نوع انسان کے لئے بھی اس کا وجود مفید ہو ہم اپنے آپ کو اذیت دکر امر تعالےٰ کو خوش نہیں کر سکتے درحقیقت اسلام اس بات کو اچھا نہیں سمجھتا کہ انسان اپنے آپ کو ہلاک کرے جیسے کہ اس کی پاک کتاب قرآن کریم سے اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتا ہے کیا یہ سچ نہیں ہے اور ہر ایک مسلمان اس بات سے واقف نہیں ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رہبانہ زندگی کے اصول کو جڑ سے کاٹ دیا ہے اور آپ کا یہ ارشاد کس کو معلوم نہیں کہ لا رھبانیۃ فی الاسلام یعنی اسلام میں کوئی رہبانیت نہیں ہے ہاں اس کے بالمقابل ہم کو یہ حکم ہے کہ ہم ایسی زندگی بسر کریں جو ایک پابندی کی زندگی ہو اور جس میں ہم کو یہ ترتیب حاصل ہو کہ اپنی ذات پر انسان کس طرح قابو پا سکتا ہے اور کس طرح اپنی آسائشوں کو ترک کرنا سیکھ سکتا ہے روزوں کے حکم کا حقیقی مقصد یہی ہے کہ ہم اپنے آپ کو ایک خدا کا پابند کرنا سیکھیں اصرف انھیں چیزوں پر گذارہ کریں جو جائز طور پر ہماری ہیں دوسروں کے اموال اور حقوق کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچائیں اور اس سے بڑھکر یہ بھی سیکھیں کہ کس طرح انسان ایک وقت اپنی جائز خواہشات کو بھی ایک ضرورت کے لئے ترک کر سکتا ہے اور ان کو ترک کر کے دوسروں کو مدد دے سکتا ہے؟

قواعد صحت کے نقطۂ خیال سے روزے رکھنا بعض وقت صحت انسانی کے لئے مفید ہوتا ہے علم طب نے اس بات کو یقینی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ بیماری زیادہ تر انسان پر حملہ آور ہوتی ہے جو بیمار قدرتی طور پر شراب نوشی کرتا ہے اور وہ شخص نسبتاً بیماری کے حملہ سے محفوظ رہتا ہے جو اپنی عادات میں احتیاط اور اصول پر بہت زیادہ عامل ہو اور اس قسم کے انسان پر اگر بیماری حملہ آور ہوتی ہے تو وہ اس حملہ کا دفعیہ نسبتاً آسانی سے کر سکتا ہے بسیار خوری کی عادت کو کم کرنا اور صحت کو برباد کرنے والی ہر عادت زشت کی قسم کی عادات انسان کی شہوانی طبیعت کی محرک ہیں اور اس طرح پر ان کے ساتھ اور ہزاروں قسم کی بیماریاں آجاتی ہیں اس معاملہ میں ہمارے لئے کامل نمونہ ہمارے رسول کریم کی پاک اور بے لوث زندگی ہے جھوٹوں نے کبھی کسی دوسرے کو ایسا کرنیکا حکم نہیں دیا ہمیں کو خود پہلے کر کے نہیں دکھا دیا۔ حضرت عائشہ حضور کی نسبت فرماتی ہیں کہ وہ سب انسانوں کی سردار

اَحکامُ الصِّیام

از جناب مولوی شیخ محمد ریاست علی صاحب غدوانی ناظم مدرسہ خیر آبادی الکھیمپوری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد اللہ تعالیٰ اپنے قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۵ ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین ۵ فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون ۵ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینات من الھدی والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ۵

(ترجمہ) یعنی اے ایمان لانے والو تم پر چند دنوں (یعنی ایک مہینے) کے روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے (یہ) اس لئے کہ تم متقی (پرہیزگار) ہو جاؤ پھر تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اگر بیماری میں کسی قسم کے نقصان یا مرض بڑھنے کا اندیشہ ہو یا سفر میں تکلیف ہو تو ان دونوں حالتوں پر روزہ نہ رکھے اور چلتے روزے چھوٹے جائیں ان کی گنتی (ان دنوں میں (قضا کے روزے رکھ لیں) اور جن لوگوں میں (روزہ رکھنے کی) طاقت نہ ہو جیسے بہت بوڑھا فانی یعنی ایسا شخص کہ جس کی طاقت بوجہ زیادتی عمر کے دن بدن کم ہوتی جاتی ہو عورت ہو یا مرد، ان کو (بجائے روزہ رکھنے کے) ہر روزہ کے عوض روزانہ ایک مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا بطور فدیہ کے کھلانا یا دینا چاہئے پھر جو شخص اپنے شوق سے نیکی کرے (یعنی روزے ہی رکھے) تو یہ اس کے لئے بہت بہتر بات ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر تم روزہ ہی رکھو تو تمہارے لئے بہ نسبت فدیہ دینے کے نہایت ہی اچھا ہے بشرطیکہ تم کچھ علم (سمجھ) رکھتے ہو اور مسلمانو تم پر جس مہینے کے روزے فرض ہوئے ہیں وہ رمضان کا مہینہ ہے کہ جس میں قرآن پاک نازل ہوا ہو لوگوں کا رہنما ہے اور جس میں ہدایت اور امتیاز حق و باطل صاف صاف احکام ہیں پس تم لوگوں میں سے جو شخص (تندرستی و بیماری وغیرہ) اس مہینہ کو پائے تو ضرور بالضرور روزے رکھے۔ پ ۲ س ۲ ع ۱۔

برادران اسلام! اللہ سبحانہ تعالیٰ کا مبارک مہینہ رمضان شریف آرہا ہے یہ وہ مبارک و مقدس مہینہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنا مہینہ فرماتا ہے اور یہی وہ بزرگ و برتر مہینہ ہے

کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر قرآن پاک نازل فرمایا پھر وہ قرآن پاک حسب موقع وضرورت ۲۳ سال میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ حضرت جبریل علیہ السلام تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔ بس اس نزول قرآن پاک کے شکرانے میں اور اس کے انزال کی یادگار قائم رکھنے اور مسلمانوں کو متقی و پرہیزگار بنانے کے لئے اس مہینہ کے روزے فرض کر دیئے گئے۔

چاند دیکھنے کے مسائل

چونکہ میری بعد الفرصتی اس بات کی مانع ہے کہ رمضان المبارک کے فضائل یا روزوں کی غلط سقمی عرض کروں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ روزوں کے چند مسائل اختصار کے ساتھ عرض کر دوں تاکہ بروقت ان پر عمل کیا جائے۔

مگر روزوں کے مسائل بیان کرنے سے پیشتر رویت ہلال یعنی چاند دیکھنے کے مسائل عرض کرنا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف کتاب رویۃ الہلال میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ یا روزہ رکھو تیس ماہ شعبان کے چاند کی وساطت معلوم کرنے حساب رمضان المبارک کے۔

اور کتاب متفق میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے (چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے) بیان کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر رمضان کا چاند بکلک روزہ رکھو اور عید کا چاند دیکھ کر روزہ افطار کر کے عید کرو اور حج و قربانی وغیرہ کرو اور اگر ابر (یا غبار) ہو یعنی مطلع صاف نہ ہو اور رمضان کا چاند ۲۹ شعبان کو نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔ اور اگر دو معتبر اور منصف مسلمان اگر اس طرح گواہی دیں کہ ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا ہے چاند رمضان کا ہو یا عید کا، تو ان کی گواہی قبول کر کے (اگر رمضان کا چاند ہو تو) روزہ رکھو اور (اگر عید کا چاند ہو تو روزہ افطار کر کے عید کرو۔ (رواہ احمد و نسائی)

مسئلہ ان دونوں حدیثوں کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ رجب کی ۲۹ اور ۳۰ تاریخ کو چاند دیکھیں تاکہ شعبان کی تاریخوں کا حساب صحیح معلوم رہے پھر جب صحت حساب کے ساتھ شعبان کی ۲۹ تاریخ کو رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کی کوشش کرنا چاہیئے اگر چاند کہیں نہ دکھائی دے تو دوسرے دن رمضان شریف کا پہلا روزہ رکھنا چاہیئے اور اگر ۲۹ شعبان کو رمضان کا چاند نظر نہ آوے تو پھر شعبان کے ۳۰ دن پورے کرنے کے بعد رمضان کا روزہ رکھنا چاہیئے اور اگر مطلع ابر اور گرد و غبار کی وجہ سے صاف نہیں ہے تو ایسی صورت میں جبکہ تک دو معتبر اور ثقہ مسلمان یعنی جن اور پرہیزگار اور پابند صوم و صلوٰۃ مسلمان یا ایک ایسا ہی مسلمان اور دو مومنہ پرہیزگار اور روزہ و نماز کی پابند عورتیں (یہ الفاظ نگارندہ بالا چاند دیکھنے کی جگہ دیدہ شہادت نہ دیں چاند تسلیم نہ ہوگا اور نہ روزہ رکھا جائے گا۔

مسئلہ رمضان کے چاند کے واسطے ایک مسلمان مرد یا ایک مسلمہ عورت نے چاند دیکھنے کی جگہ دیدہ شہادت دی تو رمضان کا چاند مان لیا جائیگا اور روزہ رکھا جائیگا مگر عید کے چاند کے واسطے دو مسلمان یا ایک مسلمان مرد دو مسلمہ عورتوں کی شہادت ضروری ہے

مسئلہ رمضان کا چاند ہو یا عید کا غیر مسلموں کی شہادت معتبر نہیں چاہے ان کا ایک بڑا مجمع اگر شہادت

جیسے اسی طرح ہندوؤں کی دو پنج اور نجومیوں کے بتانے اور جنتریوں میں دیکھنے ہونے اور کہیں سے بذریعہ خط خبر ملنے یا تار اور ٹیلیفون سے چاند کی خبر ملنے کی کوئی سند نہیں شریعت اسلام میں ایسے مواقع پر ان سب کا کچھ اعتبار نہیں البتہ اگر قرب وجوار سے کوئی شخص معتبر مسلمان اگر چاند دیکھنے کی زبانی شہادت دے تو خبر صحیح تسلیم کی جا سکتی ہے دور دراز ملکوں سے خبر آنے کا کچھ اعتبار نہیں اگرچہ خبر کسی ذریعہ سے بھی آوے مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ عید کا چاند کہ بغیر دو معتبر گواہوں کے کسی طرح قابل قبول نہیں **مسئلہ** اگر کسی مرد مسلمان نے چاند نہیں دیکھا اور ایک پردہ نشین عورت کو نظر آیا تو اس کو پردہ کے ساتھ چار اسی وقت قاضی یا لوگوں اور قصبہ کے سب سے زیادہ لائق عالم و فاضل اور امام مسجد کے پاس چار گواہی دینا چاہیئے اس معاملہ میں عورتوں کو شرعاً جانے کی ضرورت نہیں اور نہ شوہر اس کو روکنے کا حق رکھتا ہے بلکہ شرعاً چاہیئے کہ خود اپنی بیوی کو بچار گواہی دلوائے **مسئلہ** بحالت ابر و غبار ۲۹ شعبان کو صرف ایک شخص کو چاند نظر آیا اور کسی نے نہیں دیکھا مگر دیکھنے والے کی شہادت کو ویسے صحیح نہیں مانتے تو اس کو روزہ رکھنا چاہیئے اس کے بعد اگر عید کا چاند ۲۹ کو نہ دکھائی دے نہ کوئی معتبر خبر چاند ہونے کی ملے تو اس کو اکتیسواں روزہ رکھنا چاہیئے اور اگر بجائے رمضان کے چاند کے عید کا چاند ایک اکیلے شخص نے ۲۹ رمضان کو بحالت ابر و غبار دیکھا مگر اس کی شہادت قبول نہیں کی تو اس کو اپنا چاند دیکھنا معتبر نہ سمجھکر ۳۰ رمضان کو بھی سب کے ساتھ روزہ رکھنا چاہیئے۔ **مسئلہ** اگر بحالت ابر و غبار کسی عورت یا مرد نے ۲۹ تاریخ کو چاند دیکھا تو اس کو اسی وقت یا اسی رات میں قاضی وغیرہ کے سامنے چار شہادت دینا چاہیئے **مسئلہ** جو شخص باوجود صوم و صلوٰۃ کے نہیں اور جھوٹ بھی بولتا رہتا ہے ایسے شخص کی اگرچہ وہ مسلمان ہو اور چاہے جتنی قسمیں کھائے مگر اس کی شہادت قابل قبول نہیں اور چاند کے چھوٹے بڑے ہونے کا کچھ اعتبار نہیں **مسئلہ** اگر مطلع ابر و غبار سے بالکل صاف ہے تو چاند دیکھنے کی شہادت کے واسطے ایک معمر عینی کی ضرورت ہے ایک دو آدمیوں کی شہادت کافی نہیں چاند رمضان کا ہو یا عید کا دونوں کا ایک ہی حکم ہے **مسئلہ** بعض آدمیوں نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ اگر ۲۹ شعبان کو رمضان کا چاند نظر نہیں آتا تو فوراً اس خیال سے کہ ممکن ہے کہیں چاند ہوا ہو اور آج رمضان کی پہلی تاریخ ہو احتیاطاً روزہ رکھ لیتے ہیں ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس طرح بغیر چاند دیکھے یا معتبر خبر ملے ہوئے احتیاطی روزہ رکھنا جائز ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ استقبال کرے کوئی تم میں سے ماہ رمضان کا ساتھ ایک دن یا دو دن روزہ رکھنے سے۔ بس کسی شخص کو احتیاطی روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ جب تک کہ چاند نہ دیکھ لیا جائے یا معتبر خبر سے چاند کا ہونا ثابت نہ ہو۔

روزوں کی نیت البتہ اگر چاند کا ہونا ثابت ہو جائے تو روزے رکھنا شروع کر دے کیونکہ رمضان شریف کے روزے ہر عاقل اور بالغ مرد و عورت پر اللہ تعالیٰ نے یکساں فرض کئے ہیں مگر ان روزوں کی نیت بہت ضروری ہے بغیر نیت کئے ہوئے رمضان شریف کے روزے نہیں رہتے اور نیت کرنے کا وقت سورج ڈوبنے کے بعد سے دوسرے دن دوپہر سے پہلے تک ہے دوپہر کے بعد نیت کرنے سے روزہ نہیں ہوگا اس لئے چاہیئے کہ نیت رات ہی کو کرے نیت کرنے کے بعد کھانے پینے سے نیت نہیں ٹوٹتی اور اگر رات کو نیت کرنا بھول جائے تو دن میں روزہ کے خیال کے ساتھ کہ آج میں صبح سے روزہ سے ہوں دوپہر سے پہلے نیت کرے اور اگر روزہ کا خیال نہ رکھا تو دن میں صرف نیت سے روزہ نہ ہوگا۔ رات تو اگر نیت کرے تو اس طرح پر کہ بالصوم غدٍ نویت اور اگر دن میں نیت کرے تو اس کے الفاظ یہ ہیں نویت ان اصوم هذا الیوم لله تعالیٰ من فرض رمضان مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ عربی زبان ہی میں نیت کی جائے بلکہ اپنی ملکی اور ماوری زبان میں بھی نیت کرنا جائز ہے اردو میں رات کی نیت اس طرح کرنا چاہیئے کہ اے اللہ میں کل کے روزے کی نیت کرتا ہوں اور اگر دن کو نیت کرے تو یوں کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے واسطے رمضان کے فرض روزہ دل میں آج کے روزے کی نیت کرتا ہوں۔

مسئلہ اگر کوئی شخص رات کو روزہ کی نیت کرے اور پھر روزہ کی نیت سے منکر ہو جائے یعنی نیت توڑ دے اور پھر بغیر دوبارہ نیت کرنے کے روزہ رکھے تو روزہ نہ ہوگا۔

حقیقت روزہ روزہ اسلام کا تیسرا رکن ہے اور فرض ہے اس کا منکر کافر اور بلا عذر شرعی تارک گنہگار ہے خود روزے کے دو ارکان ہیں اول نیت جس کو اوپر کر چکا ہوں یعنی دل سے روزہ کی نیت کرنا اور زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا اگر زبان سے نیت کے الفاظ ادا نہ کئے جائیں تو بھی صرف دل ہی سے نیت کرنا کافی ہے کیونکہ اصل نیت دل ہی سے ہے مگر زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا ہی بہتر ہے کہہ لینا چاہیئے۔

دوم محظورات ثلثہ یعنی کھانے پینے سے خواہ از قسم غذا ہو یا دوا اور جماع یعنی عورت سے ہم بستری و از قسم جملہ ان تمام باتوں سے صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک بچے رہنا ہی روزہ الحاس کی حقیقت ہے اور محظورات کے معنے روزہ توڑنے والی چیزیں یعنی جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جائے وہ محظورات ہیں اور وہ صرف تین چیزیں ہیں جن کا ذکر اوپر کر چکا ہوں یعنی کھانا پینا۔ جماع کرنا۔ ان میں سے اگر کوئی کام عمداً اور قصداً نہیں بلکہ سہواً ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سحری رمضان شریف میں رات کے آخری حصہ میں صبح صادق ہونے سے پہلے سحری کھانا سنت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سحری کھانا سراسر برکت ہے پس سحری کھانا ترک مت کرو اگر بھوک نہ ہو تو صرف ایک گھونٹ پانی ہی پی لیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔

اور صحیح مسلم شریف میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمارے اور یہود و نصاریٰ عیسائیوں کے روزوں میں فرق صرف یہی ہے کہ ہم سحری کھاتے ہیں اور وہ نہیں کھاتے" اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سحری نہ کھانا روزوں میں یہود یا نصاریٰ عیسائیوں کی مشابہت ہے مسلمانوں کو اس مشابہت سے بچنے کے واسطے سحری ضرور کھانا چاہیئے چاہے ایک گھونٹ پانی

یا ایک کھجور ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ بعض آدمیوں کا دستور ہے کہ وہ سحری آدھی رات ہی کو کھا پی لیتے ہیں یہ سحری نہیں ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سحری دیر کر کھاؤ اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اپنے حکم پر عمل کر کے دکھلایا ہے مگر اتنی دیر تک نہ کھاتے پیتے رہنا چاہیئے کہ صبح صادق ہو جائے اور کھانا پینا رہے بلکہ صبح صادق سے کچھ پہلے ختم کر دینا چاہیئے تاکہ روزہ میں شبہ نہ ہونے پائے

مسئلہ اگر کسی نے سحری کا کھانا تو جلدی کھا لیا مگر آخر رات تک پان مٹھ چائے وغیرہ کھاتا پیتا رہا تو اس کا شمار بھی دیر کر کے کھانے والوں میں ہوگا

مسئلہ اگر کوئی سحری کھانے کے واسطے دیر کر کے سو کر اٹھا اور اس گمان کے ساتھ کہ ابھی رات ہے سحری کھالی بعد کو معلوم ہوا کہ صبح صادق ہونے کے بعد کھائی تو ایسی صورت میں روزہ نہ ہوگا

قضا لازم آئے گی مگر اس کو دن بھر کچھ کھانا پینا وغیرہ منع ہے بلکہ روزہ دار دن کی طرح پورا دن گذارنا چاہیئے

مسئلہ اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے سے کھانے پینے یا جماع کرنے میں مشغول تھا کہ صبح ہوگئی تو صبح ہونے کے معلوم ہوتے ہی فوراً چھوڑ دے اگر لقمہ منہ میں ہو تو تھوک دے اور جماع سے ہٹ جائے تو روزہ نہ ہوگا

مسئلہ اگر ایک شخص رات کو یہ گمان کر کے سویا اور صبح کو ایسے وقت سو کر اٹھا کہ فجر کا وقت ہوگیا تو اس کو فوراً پان تھوک کر کلی کرنا چاہیئے اس صورت میں روزہ ہو جائے گا اور اگر فوراً دیر کے بعد تھوکا اور تھوک حلق کے اندر جا گیا تو روزہ نہ ہوگا

قضا کا روزہ رکھنا ہوگا اور بعض کا

قول ہے کہ اگرچہ اس نے فوراً کلی کر لی مگر روزہ نہیں ہوگا قضا کا روزہ رکھنا پڑیگا ایسے اختلاف کے موقع پر یہ مناسب ہے کہ وہ بھی روزہ رکھے اور بعد رمضان شریف ایک روزہ اس کے عوض قضا کا رکھ لے۔

مسئلہ اگر کسی شخص نے کسی وجہ سے سحری نہیں کھائی تو اس کو بھی روزہ رکھنا ضروری ہے ورنہ گنہگار ہوگا اور حقیقت میں یہ بڑی کم ہمتی اور بے شرمی کی بات ہے۔

افطار صوم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ دین اسلام کو اس وقت تک برابر غلبہ حاصل رہے گا کہ جب تک لوگ یعنی مسلمان افطار صوم یعنی روزہ کھولنے میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہودی اور عیسائی افطار میں دیر کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ افطار میں دیر کرنے میں یہودیت اور عیسائیت کی مشابہت ہے اور مسلمانوں کو ان کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے (یہ حدیث ابوداؤد میں بروایت حضرت ابوہریرہ جلد اول میں موجود ہے)

اور بخاری شریف میں روزہ کھولنے کا جو وقت بتایا ہے اس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب دن پچھم کی طرف چلا جائے اور رات (یعنی سیاہی) پورب کی طرف سے نمودار ہو جائے اور آفتاب غروب ہو جائے پس روزہ دار کے افطار کا وقت ہوگیا (بخاری شریف)

مطلب یہ کہ افطار صوم میں جلدی تو کرنا مگر اتنی جلدی نہیں کہ غروب آفتاب میں شک ہو اور روزہ افطار کر لیا جائے بلکہ جب آفتاب غروب ہوگا کا کامل یقین ہو جائے تو افطار کرنا چاہیئے۔

مسئلہ اگر کسی دن ابر ہو تو روزہ کھولنے میں جلدی نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ذرا ٹھہر کر افطار کرنا چاہیئے

مسئلہ ابر کے دن اگر آفتاب نظر نہیں آتا اور اندازہ بھر ہو جانے پر یہ سمجھ کر روزہ کھولنے کا وقت ہوگیا ہے اور روزہ کھول ڈالا اس کے بعد ابر چھٹا اور آفتاب چمکنے لگا تو ایسی صورت میں روزہ جاتا رہا اور صرف قضا لازم آئیگی مگر پھر اگر آفتاب غروب ہونے تک کچھ کھانا پینا ہی منع ہے۔

تنبیہ بعض جاہل عورتوں اور مردوں کا خیال ہے کہ اگر ہم تک سے روزہ کھولیں گے تو ثواب زیادہ ملیگا حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے اکثر یہ افطاری چھوارہ یا کوئی میٹھی چیز ہے جو حلال اور محنت کی کمائی سے دام فراہم کر کے حاصل کی گئی ہو نہ ناجائز کمائی سے بھائی ہوئی چیز سے روزہ کھولنے سے دن بھر محنت بالکل بیکار ہو جائیگی اور خدا کے یہاں معاخذہ الگ ہوگا اگر چھوارہ یا کوئی میٹھی چیز موجود نہ ہو تو پہلے پانی سے روزہ افطار کرنا بہتر ہے کیونکہ اس کے حلال اور طیب ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔

۱۰ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اگر ہم کسی دوسرے کے گھر کے کھانے سے روزہ افطار کریں گے تو تمہارا ثواب کم ہو جائے گا یا جاتا رہے گا حالانکہ یہ خیال بھی غلط ہے دوسرے کے یہاں کے کھانے سے روزہ کھولنے میں اپنا ثواب بالکل کم نہیں ہوتا اور اس کو ثواب الگ مل جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں کچھ کمی نہیں ہے۔

روزہ کھولتے وقت یہ دعا پڑھنا چاہیئے اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔

روزوں کے مختلف مسائل

مسئلہ اگر کسی شخص نے بحالت روزہ بھول کر کچھ کھا پی لیا اگرچہ وہ چیز کسی مقدار میں ہو یا جماع یعنی عورت سے ہم بستری کی تو اس بھول چوک کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر قصداً کچھ کھایا پیا اور جماع کیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور اس کے عوض میں قضا کا روزہ رکھنا پڑے گا اور کفارہ بھی ادا کرنا ہوگا اور کفارہ یہ ہے کہ اس کے واسطے ایک غلام آزاد کرنا یہ ممکن نہ ہو تو لگاتار ساٹھ محتاجوں کو عمدتیں ہوں یا مرد مگر بچے نہ ہوں کھانا کھلانا اگر اکیدھ سے نہ کھلا سکے تو ایک محتاج کو ساٹھ دن تک کھلانا یہ کھانا معمولی روزمرہ جیسا خود کھاتا ہے ویسا ہی ہوگا یا ہر ایک محتاج کو فطرہ بقدر عدقہ فطر یعنی ۸۰ روپے کے سیر پانچ سیر گیہوں اور ۱۰ سیر جو) دینا اگر یہ بھی ناممکن ہو تو سلسلہ وار ساٹھ روزے رکھنا اگر درمیان ان ساٹھ روزوں کے کوئی روزہ چھوٹ جائیگا تو پھر سے ساٹھ روزے رکھنا پڑیں گے ورنہ کفارہ ادا نہ ہوگا۔

مسئلہ ہاں اگر درمیان کفارہ کے روزے رکھنے کے کوئی بیمار ہو جائے یا عورت حیض و نفاس میں آکودہ ہو جائے تو روزہ ایام عذر تک چھوڑ دے بعد رفع عذر کے جو روزے چھوٹے ہوں رکھ لے کفارہ ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ کفارہ کے درمیان میں اگر رمضان شریف کا مہینہ آجائے گا تو یہی کفارہ ادا نہ ہوگا

مسئلہ اگر رمضان شریف کے پورے مہینہ دو تین یا اس سے زیادہ دنوں کا کام قابل لاقانی کفارہ سرزد ہو جائے تو ان سب کے

واسطے صرف ایک کفارہ کافی ہے **مسئلہ** اگر قابل کفارہ کسی ایسے شخص سے کام ہو گیا جو نہ غلام آزاد کرنے کی مقدرت رکھتا ہے اور نہ ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلانے کی یعنی بہت غریب ہے اور نہ اپنی ضعیفی اور کمزوری سے متواتر ساٹھ روزے رکھ سکتا ہے ایسے شخص کو کفارہ معاف ہے اس کو اپنے اس ناکارہ کام سے توبہ کرنا اور خدا سے معافی مانگنا چاہیئے اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے پھر آئندہ کبھی ایسا لغو کام نہ کرے۔ **مسئلہ** اگر کوئی بیمار ہو اور روزہ رکھنے سے بیماری بڑھ جانے یا کچھ اور نقصان کا اندیشہ ہو یا دوا وغیرہ کے استعمال کر سکتا ہو تو تاحصول صحت اور حصول طاقت روزہ ترک کر دینا چاہیئے اور اگر روزہ سے بیماری دفع ہونے کا گمان ہو اور کوئی نقصان نہ ہو تو روزہ رکھنا چاہیئے اور بحالت بیماری جو روزے چھوٹ جائیں عذر دفع ہونے کے بعد اتنے ہی روزے قضا رکھ لیں اسی طرح اگر سفر میں ہو اور سفر تین منزل کا ہو اور اس میں تکلیف کا اندیشہ ہو تو واپسی تک روزہ چھوڑ دے بعد کو قضا رکھ لے اور اگر تکلیف نہ ہو تو روزہ نہ ترک کرنا چاہیئے **مسئلہ** حاملہ، دودھ پلانے والی۔ اور حیض و نفاس میں آلودہ عورتوں کو روزہ ترک کر دینا چاہیئے اور بعد عذر کے چھوٹے ہوئے روزے قضا رکھ لینا چاہیئے

مسئلہ اگر حاملہ عورت کو کسی قسم کے نقصان پہنچے اور دودھ پلانے والی کو بچے کی جان کا کچھ اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھنا چاہیئے ورنہ ترک کر دینے میں کچھ گناہ نہیں **مسئلہ** اگر کوئی شخص رمضان ہو یا مرد، بالکل ضعیف بڈھا ہو اور اس میں آیندہ طاقت آنے کی امید بھی نہ ہو جسے شیخ فانی کہتے ہیں ایسا شخص بجائے ہر روزہ کے فدیہ دے سکتا ہے یعنی ایسا شخص روزہ نہ رکھے بلکہ ہر روزہ کے بدلہ روزانہ دونوں وقت ایک محتاج کو جیسا خود کھاتا ہے کھانا کھلا دیا کرے یہی فدیہ کہلاتا ہے اگر فدیہ دینے کی مقدرت بھی نہ رکھتا ہو تو ایسے شخص کو روزہ معاف ہے اور یہی حکم دائم المریض یعنی ہمیشہ بیمار رہنے والے کے متعلق بھی ہے یہ فدیہ نقد قیمت بقدر صدقہ فطر یعنی نکورۂ بالا سیر سے اڑھائی سیر گیہوں یا ۳ ساڑھے تین سیر جو کی قیمت ہر روزہ کے عوض یا نقد ہر روزہ کے عوض گیہوں ۱۰ ساڑھے دس سیر جو ۲۰ ساڑھے بیس سیر ہے

مسئلہ اگر کوئی ضعیف آدمی بوجہ روزہ بھول کر کچھ کھا پی لے تو روزہ یاد دلا دینا چاہیئے **مسئلہ** اگر کوئی شخص جو روزہ دار ہو بیمار ہو جائے اور روزہ کی وجہ سے مرض کے بڑھنے کا اندیشہ ہو۔ یا کسی کو سانپ کاٹ کھائے اور دوا پلانے کی ضرورت لاحق ہو یا اس قدر پیاسا ہو گیا ہو کہ اگر پانی نہ ملے گا تو مر جائے گا یا عالمہ عورت کے روزہ رکھنے سے اس کو کوئی ایسی بات پیش آگئی جس سے خود اس کی یا اس کے پیٹ کے بچہ کی جان کا خطرہ ہو گیا یا کسی مرد یا کسی عورت کو کھانا پکانے یا کسی اور کام کرنے میں ایسی پیاس لگی کہ تاب باقی نہ رہی اور جان جانے کا خطرہ ہو گیا یا روزہ دار عورت کو زچگی میں حیض آگیا وغیرہ وغیرہ ایسی تمام صورتوں میں روزہ توڑ دینے سے کچھ گناہ نہیں ہوتا ہے نہ کفارہ واجب ہوتا ہے یہ روزہ دن بھر میں جس وقت چاہے توڑ ڈالے کچھ ہرج نہیں لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ مسئلہ بہت ہی نازک ہے ایسے مواقع پر بہت ہی احتیاط سے کام لینا چاہیئے کہ خدا نے کسی سرکشی کا اجتناب نہ ہونے پائے روزہ کا معاملہ خاص اللہ پاک سے تعلق رکھتا ہے جو سب کے دلوں کے بھید اور سب کی نیتوں کو اچھی طرح جانتا ہے انسان سے بھید پوشیدہ رہ سکتا ہے مگر اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا اور عذاب و ثواب کا دینے والا وہی ہے اس طرح پر روزہ توڑنے سے قضا کا روزہ رکھنا پڑے گا اگر ایک ٹوٹا تو ایک کی قضا اور زیادہ ہوں تو اسی قدر روزے قضا کے رکھنے پڑیں گے **مسئلہ** آنکھوں میں سرمہ لگانے سے اور سر میں تیل ڈالنے سے خوشبو سونگھنے سے۔ مسنی کھجانے اور فصد کھلوانے مسواک کرنے گرمیوں میں سر پر تر کپڑا رکھنے بار بار نہانے یا سر پر پانی ڈالنے سے۔ روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ یہ کام کسی وقت کئے جائیں گرا سی مسواک کرنا مکروہ ہے جس کا مزہ محسوس ہو جائے **مسئلہ** اگر کسی نے بھول کر کچھ کھانا یا پینا شروع کیا اور کسی نے اس کو یاد نہ دلایا تو روزہ نہیں ٹوٹا البتہ اگر کسی نے ان کاموں میں سے کوئی کام سہواً کیا کہ جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور جب روزہ یاد آیا تو سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر قصداً کھایا پیا جماع کیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا کا روزہ رکھنا پڑے گا **مسئلہ** حقہ سگرٹ وغیرہ پینے ناس سونگھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن ہوا میں اڑتا ہوا: ہوا میں غبار۔ دھواں کوئلے کا غبار چکی پیسنے میں اڑتا ہوا آٹا۔ اتفاقیہ طور پر اڑتی ہوئی مکھی یا مچھر یا اور کوئی اسی کے برابر کیڑا اڑتا ہوا بلا قصد حلق کے اندر چلا جائے اور وہ مجبوراً نگل جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اسی طرح اگر کسی نے روزے میں تھوک یا ناک سڑک اور وہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا مگر فوراً کہنکھار کر تھوک دینا چاہیئے۔ **مسئلہ** اگر خود بخود ہونٹوں یا بہت قے ہو گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر قصداً قے کرے اور منہ بھر کے یا اس سے زیادہ ہے تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا کا روزہ رکھنا ہوگا اور اگر منہ بھر سے کم قے ہے تو روزہ نہیں ٹوٹا **مسئلہ** اگر خود بخود کسی مقدار میں قے ہوئی اور بلا قصد منہ تک آکر لوٹ گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر قصداً لوٹالی تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا لازم آئی **مسئلہ** اگر کسی شخص نے کوئی ایسی چیز قصداً کھا لی جو دوا کی قسم سے ہے اور نہ غذا ہے تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا کا روزہ رکھنا ہوگا اور اگر ایسی کوئی چیز کھائی پی دوا اور غذا کے طور پر کھائی جاتی ہے تو قصد اً کھانے سے قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہوگا **مسئلہ** اگر رات کے کھانے میں سے کوئی چیز فاقوں میں اٹک رہی پھر وہ دن کو بحالت روزہ خود بخود دانتوں سے چھوٹ کر بلا قصد حلق کے اندر چلی گئی اور روزہ دار اس کو نگل گیا تو وہ چیز مقدار میں اگرچہ چنے سے کم تھی تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر چنے کے برابر یا زیادہ تھی تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا کا روزہ رکھنا ہوگا اور اگر مقدار میں چنے سے کم تھی مگر جب وہ دانت سے چھوٹی تو روزہ دار نے منہ سے نکال کر پھر نگل لیا تو بھی روزہ ٹوٹ گیا اور قضا کا روزہ رکھنا لازم ہو گیا ایسے افعال سے مسلمانوں کو احتیاط کرنا اور بچنا چاہیئے **مسئلہ** اگر کسی شخص کے منہ سے دانتوں سے اس قدر خون نکلا کہ تھوک سرخ ہو گیا اور بلا قصد حلق میں اتر گیا اور حلق میں اس کا مزہ معلوم ہوا یا تھوک و خون برابر ہے یا تھوک سے خون کم ہے مگر اس کا مزہ معلوم ہو گیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا کا روزہ رکھنا ہوگا اور اگر مزا نہ معلوم ہوا تو روزہ بھی نہیں ٹوٹا اسی طرح آنسو یا پسینہ منہ کے اندر جا کر حلق میں چلا گیا اور اس کا مزہ

معلوم ہو گیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا کا روزہ لازم ہو گیا اور اسی طرح رنگین ڈورا منہ میں ڈالنے سے اگر تھوک رنگین ہو حلق میں اتر جائے یا روزہ یاد ہوتے ہوئے کلی کرتے میں حلق کے اندر ایک بوند پانی چلا گیا تو ان دونوں صورتوں میں بھی روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا کا روزہ رکھنا پڑے گا **مسئلہ** دن میں بحالت روزہ بیوی سے جماع کرنے یعنی ہمبستر ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن رات میں جماع کرنا جائز ہے کوئی گناہ نہیں ہے البتہ ناجائز زمانہ میں ہر وقت حرام ہے **مسئلہ** یعنی اگر دن کو احتلام یعنی غسل کی حاجت ہو جائے تو روزہ نہیں جاتا مگر غسل کر کے جلد پاک ہو جانا چاہیئے **مسئلہ** اگر کسی شخص نے سوتی ہوئی عورت سے یا زبردستی کسی عورت سے صحبت کی تو مرد اور عورت دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا اور مرد پر قضا اور کفارہ دونوں کا ادا کرنا واجب ہو گیا اور عورت پر روزہ کی قضا واجب ہوئی کفارہ نہیں اور اگر اسی قسم کا کوئی فعل عورت کی طرف سے ہو یعنی عورت پہل کرے تو عورت پر قضا اور کفارہ واجب ہوا اور مرد پر صرف قضا واجب ہوئی۔ **مسئلہ** اگر کسی نے قصداً عورت کی اندام نہانی کو دیکھا اور اس کو انزال ہو گیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور اس کو قضا کا روزہ رکھنا ہو گا لیکن اگر بلا قصد نظر پڑ گئی یا کسی خیال کی بنا پر انزال ہو گیا تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اسی طرح عورت و مرد کے آپس میں ایک دوسرے کو چھونے سے انزال ہو جائے گا تو بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا **مسئلہ** اگر کسی شخص نے عورت سے ہمبستری کی یا اس کو احتلام ہو گیا تو بہتر ہے کہ سحری سے پہلے ہی غسل کر کے پاک ہو جائے اور اگر اس وقت غسل نہ کر سکے تو دن میں غسل کرے اس سے روزہ میں کچھ نقصان نہ ہو گا بلکہ اگر دن بھر بھی غسل نہ کرے تو روزہ ہو جائے گا البتہ ناپاک رہنے سے جو نمازیں قضا ہوں گی ان کا گناہ ہو گا اور روزہ کا ثواب کم ہو جائے گا۔

مسئلہ دریا میں غوطہ لگا کر نہانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جب تک کہ حلق اور ناک میں پانی نہ چلا جائے اور اگر حلق یا ناک میں پانی چلا جائے گا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا کا روزہ رکھنا ہو گا **مسئلہ** اگر مرد اپنے پیشاب کے مقام کے اندر دوا یا تیل یا پانی پچکاری وغیرہ سے پہنچائے تو روزہ نہ ٹوٹے گا مگر عورت کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا کا روزہ رکھنا پڑے گا۔

مسئلہ اگر کسی مرد کے پاخانے کے مقام کے اندر اور عورت کے پاخانہ اور پیشاب کے مقام کے اندر کسی طرح پانی چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا کا روزہ رکھنا ہو گا اسی طرح عمل بنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا کا روزہ رکھنا واجب ہوتا ہے **مسئلہ** اگر کسی نے عورت ہو یا مرد ناک میں خشک بتی ڈالی تو روزہ نہیں ٹوٹا البتہ تیل یا پانی سے تر بتی ڈالی تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا روزہ رکھنا ہو گا اسی طرح اگر کسی نے ناک یا کان میں تیل ڈالا تو روزہ ٹوٹ گیا یا ناک میں خشک دوا مثل ناس کے چڑھائی تو بھی روزہ ٹوٹ گیا اور قضا واجب ہوئی ناک میں پانی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا **مسئلہ** اگر کسی نے زخم اور پیٹ کے زخم سے دوا پہنچائی جو اندر جھلی تک پہنچ گئی اور دوا خشک ہو اتر اور خواہ معلوم ہو یا نہ معلوم ہو کر دوا پیٹ اور دماغ میں پہنچی بشرطیکہ دوا تر ہو خشک نہ ہو، تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا کا روزہ رکھنا ہو گا **مسئلہ** اگر کسی کے حلق میں دھوئیں سے بارش کی بوند یا دوا یا کسی کی پھینکی ہوئی کھانے والی چیز چلی گئی یا کسی نے زبردستی روزہ دار کی حلق میں کوئی کھانے پینے والی چیز ڈالدی اور وہ حلق سے اتر گئی تو ایسی صورتوں میں روزہ ٹوٹ گیا اور قضا کا روزہ واجب ہو گیا **مسئلہ** اگر کسی مرد نے اپنے پاخانہ کے مقام میں اور عورت نے اپنے آگے اور پیچھے کے مقام میں تیل یا پانی سے تر کر کے کسی وجہ سے انگلی داخل کرائی یا ٹھونکی تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا کا روزہ رکھنا ہو گا اسی طرح مرد یا عورت کے مقعد یعنی کانچ نکلتی ہے تو اگر آب دست لینے کے بعد تری کے ساتھ کانچ اندر داخل ہو گئی تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا واجب ہوئی اور اسی طرح عورت پاخانہ میں پھیل کر بیٹھی اور آب دست سے پانی شرمگاہ میں چلا گیا اور بغیر قطرات ٹپکے ہوئے ٹھہر کر ہٹ گئی تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا واجب ہوئی ایسی صورت میں احتیاط سے کام کرنا چاہیئے **مسئلہ** اگر کسی روزہ دار عورت نے کسی وجہ سے اپنی شرمگاہ میں کوئی چیز مثل کپڑا یا روئی رکھی اس کا دوسرا سرا باہر نکلا رہا یا عورت نے اپنی شرمگاہ میں تیل ڈالا تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا کا روزہ رکھنا ہو گا **مسئلہ** بحالت روزہ میاں بیوی کا ایک پلنگ پر لیٹنا، ہاتھ لگانا، بوسہ لینا وغیرہ بلکہ جوان جوانی میں آکر جماع کرنے کا خوف نہ ہو تو درست اور جائز ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا مگر ایسی باتیں بحالت روزہ کرنا شریعت میں مکروہ ہیں **مسئلہ** اگر کسی عورت کا شوہر ہر مزاج ہے اور کھانے میں نمک کی کمی بیشی پر خفا ہوتا ہے تاکہ وہ عورت دال سالن سے ذرا انگلی تر کر کے نمک چکھ کر خود اتھوک دے کہ حلق تک نمک اندر اور مزہ نہ پہنچے تو روزہ نہ ٹوٹے گا اسی طرح اگر کسی عورت کا بچہ چھوٹا ہے کہ روٹی چبا نہیں سکتا اور اس وقت کوئی دوسرا غذا موجود ہے نہ کوئی بے روزہ عورت اور مرد موجود ہے جو بچہ کو روٹی چبا کر کھلائے اور بچہ بھوک سے بیتاب ہے ایسی صورت میں ماں اپنے بچہ کو اس طرح روٹی چبا کر کھلائے کہ اس کا مزہ اندر حلق تک نہ پہنچے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اسی طرح کوئی نمکین چیز خریدتے وقت بخیال نقصان واقعی کے چیز کا چکھ کر تھوک دینا کہ حلق تک مزا یا ذرہ نہ پہنچے تو روزہ نہ ٹوٹے گا۔ اور اگر ان صورتوں میں حلق تک مزا اور ذرہ پہنچ گیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا و کفارہ دونوں واجب ہو گئے۔

مسئلہ اگر بحالت روزہ قصداً اور عمداً کوئی ایسا کام کیا اور روزہ ہی یاد تھا تو کفارہ واجب ہو گیا اور کسی اور طریقہ سے روزہ ٹوٹ گیا تو قضا کا روزہ رکھنا ہو گا **مسئلہ** جھوٹ بولنے غیبت کرنے فحش گالیاں بکنے کسی پر بہتان باندھنے، دغا فریب، دھوکا دینے، چوری کرنے تاش شطرنج پچیسی چوسر کنجفہ، طمبورہ بازی گانا بجانا اور لغو بازی لگانے تھرتھیاٹر دیکھنے سے روزہ بالکل خراب اور مکروہ ہو جاتا ہے اور اسی طرح بجز بھوک نہ پیاس کی تکلیف اٹھانے کے کچھ ثواب نہیں ایسے روزوں کی اللہ کو ضرورت نہیں **مسئلہ** روزے میں سنا ثواب ہے **مسئلہ** جب لڑکا یا لڑکی روزہ رکھنے کے قابل ہو جائے تو ان کو روزہ رکھنے کا حکم دینا چاہیئے۔ اور جب دس برس کا سن ہو جائے تو مار کر رکھانا چاہیئے اگر نابالغ لڑکا لڑکی کسی وجہ سے قصداً روزہ توڑ ڈالے تو اس پر قضا اور کفارہ کچھ بھی نہیں البتہ گناہ کی قضا واجب ہے

بلا عذر شرعی رمضان شریف کے روزے چھوڑنا اور نہ رکھنا درست نہیں بلکہ بڑا سخت گناہ ہے یہ سمجھنا چاہیئے کہ قضا کا روزہ رکھ کر گنتی پوری کر دوں گا تو نہیں

مگر حسب الارشاد حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اگر رمضان کے ایک روزے کے بدلے پورے ایک سال کے روزے رکھے جائیں تو بھی اس ایک روزہ کا عوض پورا نہ ہوگا گویا رمضان کا ایک روزہ ثواب میں سال بھر کے روزوں کے ثواب کے برابر ہے کیسے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو باوجود صحت اور تندرستی کے بلا عذر شرعی رمضان کے روزے نہیں رکھتے اور اس کے ثواب عظیم سے محروم رہتے اور پھر بھی مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے آمین۔ **مسئلہ** اگر کوئی بدبخت و بے نصیب اپنی پست ہمتی اور شامت اعمال سے بلا عذر شرعی کے روزہ نہ رکھے یا کسی نے بلا عذر شرعی کسی بیماری وغیرہ سے مجبور ہو کر روزہ نہ رکھا ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ علانیہ سب کے سامنے کھانا پینا پان حقہ سگرٹ تمباکو بیڑی وغیرہ کھاتے پیتے نہ پھریں اور نہ اپنے آپ کو روزہ خور ظاہر کریں بلکہ مکان کے اندر ہی کھا پی لیں اور باہر جب نکلیں تو روزہ دار ہی معلوم ہوں اس سے ریاکاری مقصود نہیں ہے بلکہ ماہ رمضان شریف جیسے مبارک اور مقدس مہینہ کی حرمت رکھنا مقصود ہے اور اپنی عزت و آبرو قائم رکھنا مراد ہے واقعی کیسے شرم اور غیرت کی بات ہے کہ مسلمان ہو کر بغیر عذر شرعی کے روزہ نہیں رکھتا اور اپنے مقدس مہینہ رمضان المبارک کی بےحرمتی اور توہین کرتا پھرتا ہے شریعت اسلام میں ایسے بلا عذر شرعی روزہ خور اور علانیہ کھانے پینے والوں کے قتل کر دینے کا حکم ہے چنانچہ درمختار کے حاشیہ میں یہ وجہ لکھی ہے کہ ایسا شخص دین اسلام کے ساتھ یعنی اسکے حکموں کے ساتھ مسخرہ پن کرنے والا ہے یا مستہزی ہے اس حکم کا جو دین سے بالضرورت ثابت ہے پس ایسے شخص کے قتل کے حلال ہونے میں اور اس حکم کے کئے جانے میں کسی کو اختلاف نہیں (متفق علیہ)

بعض جاہل نادان بیوقوف بےنصیب روزہ خور علانیہ کھانے پینے والے جب لوگوں کے جانے ہیں تو کہتے ہیں کہ جب اسد سے چوری نہ بتے سے کیا چوری ان بےایمانوں کا یہ کہنا بالکل جھوٹ اور سراسر لغو ہے میں ایسے نادانوں سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر تم خدانخواستہ کہیں رات میں چوری کرو یا کسی کو موقع پاکر تنہائی میں قتل کر ڈالو اور یہ باتیں خدا سے چھپی ہوئی نہیں ہیں پھر تم اس سے بالکل بری ہی ہو تم پر کوئی الزام نہیں آسکتا ایسی صورت میں تم سے اگر کوئی حاکم عدالت یا کوئی ایلچی تمہاری خبر یا دریافت کرے کہ کیا تم نے رات کو فلاں جگہ چوری کی یا فلاں شخص کو تم نے تنہا پاکر قتل کر ڈالا تو کیا تم ایسی صورت میں اپنے اس قول کی پابندی کرتے ہوئے کہ جب خدا سے چوری نہیں تو بندہ سے کیا چوری؟ اپنا چوری کرنا اور قتل کرنا بتا دو گے چھپاؤ گے نہیں؟ انکار کر دو گے کہ میں نے یہ دونوں جرم نہیں کئے اور اپنے جرموں کا اقرار کرو گے؟ حاشا وکلا ہرگز اقرار نہ کرو گے تو اب تمہارا وہ قول کیا ہوا۔ اور اب اپنے اس جرم کو بندے سے کیوں پوشیدہ رکھتے ہو جبکہ خدا انکو جانتا ہے پس اسی طرح اپنی روزہ خوری کو بھی پوشیدہ رکھو اور اپنے اسلام کے متبرک اور مقدس مہینہ رمضان المبارک کی بےحرمتی و بےعزتی اور توہین نہ کرکے پھر خدا سے توبہ دے

تراویح۔ اس ماہ مقدس کی خصوصیات میں سے نماز تراویح بھی ہے یہ نماز سنت مؤکدہ ہے رمضان کا چاند دیکھا رات ہی سے شروع کی باقی سے اور عید کا چاند دیکھکر پھر نہیں پڑھتے یہ نماز نماز عشاء کے بعد بتروں سے پہلے بیس رکعت باجماعت یا تنہا تنہا دو دو یا چار چار رکعت کی نیت سے پڑھی جاتی ہے یہ نماز تراویح مسافر کو بھی معاف نہیں بیمار میں اگر اتنی طاقت ہو تو وہ بھی پڑھے دو رکعت کی نیت سے پڑھنے میں ثواب زیادہ ہے اور ہر چار رکعت پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھنا چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَعْزَّ الْمُسْتَجِیْرِیْنَ۔

مسئلہ تراویح میں ایک قرآن پاک پڑھنا اور سننا سنت ہے اس سے زیادہ مستحب ہے اگرچہ بعض علماء تراویح کی صرف آٹھ رکعت کہتے ہیں مگر جمہور علماء کا اتفاق بیس رکعت پر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ تر اور تمام صحابہ خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ بیس ہی رکعت پڑھتے رہے ہیں رمضان میں وتر کی نماز بھی جماعت سے پڑھنا چاہیئے اگر چہ تنہا بھی پڑھنا جائز ہے۔

اعتکاف اس ماہ رمضان المبارک کی ایک خصوصیت اعتکاف بھی ہے کچھ دنوں تک یا کچھ دیر خدا کی خوشنودی کے واسطے مسجد میں بیٹھ رہنے کو اعتکاف کہتے ہیں اس کی مدت کم سے کم ایک دن ہے اور یہ سنت علی الکفایہ ہے تمام شہر یا قصبہ یا موضع یا محلہ میں سے اگر صرف ایک آدمی نے بھی اعتکاف ادا کیا تو سب کے ذمہ سے ساقط ہو گیا ورنہ سب کے سب اس ترک سنت علی الکفایہ کا گناہ رہا اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو توفیق بخشے۔

مسئلہ اعتکاف کرنے والے کے واسطے روزہ رکھنا ضرور ہے اسی لئے بغیر روزہ اعتکاف درست نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ (یعنی آخری دس دنوں میں) اعتکاف فرمایا کرتے تھے پس سنت یہ ہے کہ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں یعنی بیسویں تاریخ کو آفتاب غروب ہونے کے بعد گویا رمضان کی اکیسویں شب کو روزہ دار اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں داخل ہو اور سجدہ کی جگہ جھاڑ کر نکال دے۔ بہ تاریخ کے علاوہ بھی آخری عشرہ کی تاریخوں میں اعتکاف شروع ہو سکتا ہے بعض حضرات ۲۰ رمضان کو بعد نماز ظہر مسجد میں معتکف ہوتے ہیں اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ گو یا کہ عاجز اور ناتوان بندہ بکمال عاجزی و انکساری اپنے جسم کو بظاہر طور عاجز فقیر گدا کے گھر پر ڈال دے اس لئے بعض بندوں نے بیت اعتکاف تعمیر کی ہے اگرچہ عبادت ہے مگر چاہیئے کہ لمحات اقدس ماہ رمضان المبارک اور متبرک و مقدس مقام یعنی مسجد کے ایسے وقت اور ایام اور ایسی پاک جگہ میں عبادت کی زیادہ کوشش کرے اور علاوہ نماز فریضہ لایعنی گفتگو کے فوائد نماز تلاوت قرآن پاک اور درود شریف و دیگر وردو وظائف و فیرہ میں مشغول رہنا چاہیئے حاشیہ

یعنی بیکار رہنا سخت مکروہ کام ہے **مسئلہ** جہانتک ممکن ہو اعتکاف کے لئے ایسی مسجد میں بیٹھے جس میں جمعہ ہوتا ہو ورنہ ایسی مسجد کا ہونا نہایت ضروری ہے کہ جس میں پنجوقتہ نماز باجماعت ہوتی ہو **مسئلہ** معتکف کو بغیر ضرورت خاص کے مثلاً پائخانہ پیشاب غسل اور نماز جمعہ کی حاجت کے بغیر مسجد سے نہ نکلے اور اگر نماز جمعہ کے واسطے جامع مسجد جائے تو وہاں صرف نماز فرض و سنت پڑھ لے اور فوراً چلا آوے نوافل وہاں نہیں پڑھ سکتا **مسئلہ** معتکف اگر بغیر ضرورت خاص مسجد سے نکلے تو بالکل خاموش رہے البتہ چلتے چلتے بغیر قیام رکے ہوئے سلام کا جواب دے سکتا ہے کیونکہ سلام کا جواب دینا واجب ہے اور اسی طرح چلتے ہوئے بیمار پرسی کرنا بھی جائز ہے اور اگر قدم رک جائیگا یا اور کچھ بات چیت کرنے لگیگا تو اعتکاف ٹوٹ جائیگا اور اسی طرح بلا ضرورت مسجد سے نکلنے پر بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے **مسئلہ** معتکف مسجد کے اندر رہکر بات چیت کر سکتا ہے اور اگر گھر پر کوئی دوست سوداسلف کرنے والا نہ ہو تو مسجد میں رہکر سودا خرید سکتا ہے مگر مسجد میں وہ چیز نہ ہو جو خریدی جائے **مسئلہ** معتکف کو جماع کرنا رات میں بھی حرام ہے **مسئلہ** عورتوں کو اپنے گھر ہی میں ایک کونے میں پردا ڈال کر اجازت اپنے شوہر کے اعتکاف کرنا جائز ہے بغیر اجازت جائز نہیں بے شوہر والی عورت کو جائز ہے مسئلہ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔ اعتکاف کرنے والا اعتکاف میں بیٹھنے سے تمام گناہوں سے بچا رہتا ہے تو اس کے واسطے وہ سب نیکیاں بھی لکھی جاتی ہیں جو دوسرے نیکیاں کرنے والوں کے واسطے لکھی جاتی ہیں مثلاً بیمار کی عیادت جنازہ کی شرکت اور نماز غریبوں کی محتاجوں کی امداد چونکہ یہ سب کام معتکف نہیں کر سکتا اس لئے اس کے نامہ اعمال میں ان سب باتوں کے بھی ثواب لکھے جاتے ہیں غرضیکہ معتکف کا سونا جاگنا سب مسجد ہی میں ہوتا ہے بلا ضرورت مسجد سے باہر جانے سے اعتکاف ٹوٹ جائیگا معتکف کو مسجد کے اندر اور لوگوں سے باتیں کرنا جائز ہے۔

شب قدر رمضان المبارک میں ایک رات اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کو ایسی عطا فرمائی ہے کہ جس میں عبادت کرنے والے کو درگاہ رب العزت سے ایک ہزار مہینوں کی راتوں میں عبادت کرنے کے ثواب کے برابر ثواب ملتا ہے اگرچہ یہ صحیح طریقہ پر نہیں بتایا جا سکتا کہ وہ کونسی رات ہے مگر اکثر بزرگان علماء و علماء کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین رمضان کے آخری عشرہ میں ۲۶ ۔ تا ۲۹ تاریخ دن گذرنے کے بعد آنے والی ستائیسویں رات قرار دیتے ہیں اس رات کو لیلۃ القدر یا شبقدر کہتے ہیں اور اس کی بزرگی قرآن و حدیث دونوں سے ثابت ہے اس رات کو اللہ تعالیٰ کے فرشتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام دنیا میں نور لیکر آتے ہیں اور خدا کی رحمتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے فرشتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام عبادت گذار (یعنی جو لوگ اس شب میں شب بیداری کے ساتھ عبادت کرتے ہیں) ان سے مصافحہ کرتے ہیں جس کی پہچان یہ ہے کہ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں دل میں رقت پیدا ہو جاتی ہے آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور بدن میں نرمی پیدا ہو جاتی ہے مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کیفیت رات کے کس حصہ میں پیدا ہوتی ہے لہذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ مغرب کے وقت سے لیکر صبح تک برابر عبادت الٰہی میں مشغول رہے خواہ قرآن شریف و درود شریف وغیرہ پڑھتا رہے یا نماز نوافل پڑھے شب قدر کی انتہا صبح صادق تک ہے۔

عید الفطر اور اسکے متعلق ضروری احکام جب رمضان کا مہینہ ختم ہو جاتا ہے اور ۲۹ یا ۳۰ رمضان کو نیا چاند دیکھا جاتا ہے (جس کے مسائل بیان کر چکا ہوں) تو اس کے دوسرے دن عید الفطر ہوتی ہے یہ ہم مسلمانوں کا ایک بہترین تیوہار ہے اور روزہ داروں کے واسطے یہ دن بہت خوشی اور مسرت کا اور روزہ خوروں کے حیاؤں اور بے غیرتوں کے واسطے بڑا ہی حسرت اور ندامت کا دن ہے اگرچہ وہ بھی اس دن کھیانی ہنسی نہیں اور خوشی منائیں مگر درحقیقت وہ اس خوشی اور شادمانی کے مستحق نہیں۔

عید الفطر کے دن جب شریعت اسلام بارہ امور سنت ہیں یعنی (۱) بہت سویرے سو کر اٹھنا کہ فجر کی نماز قضا نہ ہونے پائے (۲) بعد طلاق چھوارہ یا قدرے شیرینی سے روزہ افطار کرنا بعض آدمیوں کا دستور ہے کہ عید کی صبح اٹھتے ہی حقہ سگرٹ۔ پان۔ تمباکو وغیرہ استعمال کرنے لگتے ہیں ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ پہلے چھوارہ یا شیرینی سے روزہ افطار کریں پھر حقہ پان وغیرہ کا استعمال کریں (۳) غسل کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عید الفطر کے دن غسل کرنے والا قیامت کے دن صور کی آواز کے دہشت سے امن میں ہوگا۔ (۴) مسواک کرنا (۵) حسب دستور عمدہ پاک و صاف کپڑے پہننا (۶) خوشبو یعنی عطر وغیرہ لگانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عید الفطر کے دن کپڑوں میں عطر لگانے والیکو دوزخ کی آگ نہ چھو سکے گی۔ (۷) اپنی آرائش اور زینت کرنا یعنی خط بنوانا۔ سر کے بالوں و داڑھی میں تیل لگانا۔ کنگھی کرنا۔ سرمہ لگانا وغیرہ (۸) عید الفطر کی نماز کے واسطے عیدگاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا (۹) نماز پڑھنے کے واسطے عیدگاہ جانا اور ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے مکان واپس آنا (۱۰) نماز عیدگاہ میں پڑھنا بغیر عذر شرعی کے شہر کی مسجد میں عید دین کی نماز درست نہیں (۱۱) پیدل عیدگاہ کو جانا (۱۲) عیدگاہ جاتے ہوئے راستہ میں آہستہ آہستہ اور عبدالاضحیٰ میں بلند آواز سے تکبیر یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کہنا یہانتک کہ عیدگاہ میں تکبیر ختم ہو۔

صدقہ فطر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ ہر ایک آزاد و مسلمان صاحب نصاب پر (کہ جسکے پاس ۵۲ ½ تولے چاندی یا ان میں سے کسی ایک چیز کے برابر قیمت نقد ہو جس پر زکوٰۃ فرض ہوا اپنی طرف سے اور اپنی بیوی بچوں کی طرف سے (اگرچہ بچہ شیر خوار ہی کیوں نہ ہو) اور اپنے ماں باپ کی طرف سے جو ماں باپ کی طرف سے اور اپنے نابالغ اولاد کی طرف سے نوشکہ جائیداد سے صحت میں ہوں (سوا ملازم تحصیل کے) عیدگاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے اور جو شخص مالدار ہوں وہ صدقہ فطر خود ادا کریں۔ خواہ بیوی ہوں یا بچے یا ماں باپ اگر کوئی شخص صاحب نصاب نہ ہو تو نہ ہو اور نہ ہی صدقہ فطر دینا چاہے تو دے سکتا ہے مگر شریعت اسلام نے اس کو یہ تکلیف نہیں دی ہے یہ اس کی خوشی کی بات ہے۔ دسواں مسئلہ صدقہ فطر ایک شخص کی طرف سے گیہوں نصف صاع شرعی یعنی

اسی روپے کے برابر سیر سے (۱۰) شمار اور اسی قدر گیہوں کا آٹا اور ستو اور جو یا دیگر غلہ یا کشمش رچھوہارا وغیرہ غلہ کا آٹا یا ستو ایک صاع شرعی یعنی سہ کلوہ و بالا سے (۳) شمار دینا چاہیے نقد قیمت بھی دینا جائز ہے

مسئلہ صدقہ فطر کے حق دار صرف غریب محتاج، فقیر مسکین یتیم اور محتاج ہوائیں ہیں۔ تبلیغ اسلام اور اسلامی تعلیم کے مدمیں کبھی خرچ ہو سکتا ہے مسجد کے کسی کام میں بھی نہیں آسکتا۔ محرم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ فرد واحد بھی ہے جب تک صدقہ فطر ادا نہیں کرتا اس کے روزے قبول نہیں ہوتے آسمان کے نیچے ہی رہتے ہیں اور قیامت تک دن نظر اور مسکین اس کے دامن گیر ہوں گے اور وہ سخت عذاب میں مبتلا ہوگا۔ اور فرمایا کہ صدقہ فطر دینے والے کے اللہ تعالیٰ تمام روزے قبول فرماتا ہے اور تمام گناہ اس کے بخش دیتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کی قبر کی زیارت کرنے فرشتے آتے ہیں اور قیامت کے دن وہ براق پر سوار ہو کر جنت میں داخل ہوگا۔ اور فرمایا کہ صدقہ فطر ادا کرنے والے کو ہر بلا کے عوض میں اللہ تعالیٰ ایک سال کی عبادت کی ثواب اور جنت میں ایک گھر دیگا اور ہر خانہ کے بدلے ایک حور عطا فرمائے گا۔ اور فرمایا کہ جو بالارادہ صدقہ فطر ادا نہیں کرتے وہ ہمارے ساتھ عیدگاہ میں نہ آویں۔ صدقہ فطر عید گاہ جانے سے پہلے دینا چاہیے

نماز عیدین دونوں عیدوں کی نماز کے مسائل بالکل یکساں ہیں صرف نماز کی نیت میں فرق ہے یعنی عید الفطر کہا جاتا ہے اور دوسری عید میں دو رکعت نماز واجب عید الاضحیٰ کہتے ہیں اس کے سوا کوئی اور فرق نہیں۔

مسئلہ عیدین کی نماز کا وقت ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے کے بعد سے دوپہر سے پہلے تک ہے اس عرصہ میں جس وقت چاہے پڑھے یہ نماز واجب ہے اور اس میں جماعت شرط ہے بغیر جماعت کے نہیں ہوتی البتہ ایک جماعت ہو جانے کے بعد دوسری جگہ دوسری جماعت ہو سکتی ہے۔ قبل نماز عیدین کے عیدگاہ میں یا جہاں عید کی نماز پڑھی جائے وہاں نفل نماز پڑھنا منع ہے **مسئلہ** اگر کسی عذر معقول اور شرعی کی وجہ سے پہلی شوال عید الفطر کی نماز نہیں ہو سکی تو دوسرے دن پڑھنا جائز ہے یہ حکم عید الفطر کا ہے عید الاضحیٰ کی نماز بغیر عذر کے بھی ۱۲ تاریخ سے ۱۲ ذی الحجہ تک جائز ہے اور پڑھی جا سکتی ہے **مسئلہ** جمعہ میں خطبہ نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے مگر عیدین میں نماز کے بعد جمعہ کا خطبہ واجب ہے عیدین کا خطبہ سنت ہے لیکن سننا خطبہ کا خواہ عیدگاہ ہو یا عیدین کا یکساں واجب ہے خطبہ کے وقت باتیں چیت کرنا منع ہے سننے والے نزدیک ہوں یا دور سامان کے کان میں آواز پہنچی ہو یا نہ پہنچے ہر حالت میں سننے والے بالکل خاموش رہیں اور خطبہ ہی کی طرف متوجہ رہیں یہاں تک کہ اگر کوئی غلطی سے باتیں کرنے لگے تو آواز سے منع بھی نہیں کرنا چاہیے اشارہ سے منع کر دیں اور بغیر خطبہ سنے ہوئے عیدگاہ سے نہ جائیں ورنہ ترک واجب کا گناہ ہوگا نماز عیدین کی قضا نہیں ہے۔

نماز عیدین پڑھنے کی ترکیب یہ عیدین کی نماز چونکہ ایک سال میں صرف دو دفعہ ہی پڑھی جاتی ہے اس لیے بہت سے لوگ اس کے پڑھنے کی ترکیب بھول جاتے ہیں لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ترکیب بھی عرض کر دوں۔

اوّل دل میں اس نماز کی نیت کرنا چاہیے کہ نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز واجب عید الفطر (یا عید الاضحیٰ) کی ساتھ چھ تکبیروں کے واسطے اللہ تعالیٰ کے پیچھے اس امام کے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر اس کے بعد ہاتھ جب بھی اوپر کانوں کے لیجئے ہاتھ لے جا کر ہاتھ کو اللہ اکبر تک پڑھے اس کے بعد تین بار تکبیر کہے اور ہر تکبیر کے ساتھ کانوں تک ہاتھ اٹھائے مگر دو بار تو کہیں چھوڑے اور تیسری دفعہ پھر ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے اس کے بعد امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر قرأت پڑھے اور مقتدی خاموشی کے ساتھ سنتے رہیں پھر جب معمول رکوع و سجود کر کے ایک رکعت پوری کریں یہ پہلی رکعت کی ترکیب ہے دوسری رکعت کی ترکیب یہ ہے کہ جب امام قرأت پڑھ چکے تو پھر امام کے ساتھ تین تکبیریں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے اور چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے اور اس مرتبہ تینوں دفعہ ہاتھ چھوڑ دے ہاتھ نہ باندھے کہ تینوں تکبیریں ختم کر کے تکبیروں میں ایک تکبیر کہنے کے بعد تین بار سبحان اللہ کہنے کے برابر ٹھہرے دوسری تکبیر کہہ کر اسی طرح تینوں تکبیروں کے درمیان وقفہ ہونا چاہیے نماز کے بعد خطبہ ہوگا۔ پھر وہ عائلی جائے گی۔

مسبوق کی ترکیب اگر نماز عید میں پڑھنے کے واسطے جماعت کھڑی ہو چکی اور قرأت ہو رہی ہے اس وقت شریک ہونے والے کو چاہیے کہ نیت کر کے ہاتھ باندھ لے اور سبحانک اللہم پڑھے تینوں تکبیریں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر کہے اور دو مرتبہ ہاتھ چھوڑ کر تیسری مرتبہ ہاتھ باندھ لے اور قرأت سننے لگے۔ اور اگر قرأت ختم ہو جانے کے بعد رکوع میں کسی تکبیر میں شریک ہوتا ہو تو شریک ہونے والے کو کہاں تک کہ نیت کے بعد سبحانک اللہم پھر اگر کھڑے کھڑے تینوں تکبیریں کہہ کر رکوع میں شریک ہو جائیگا تو کھڑے کھڑے تکبیریں کہہ لے پھر رکوع کرے اور اگر اتنا موقع نہیں ہے تو نیت کر کے فوراً رکوع میں شریک ہو جائے اور رکوع میں ہی بغیر کانوں تک ہاتھ تینوں تکبیریں کہے اس کے بعد رکوع کی تسبیح معمول یعنی اقل مرتبہ تین بار ہے اور اگر رکوع کی تسبیح ہی کہنے کا موقع نہ ہو تو امام کو چھوڑے مگر تکبیر کہنا ضروری ہے اور اگر پہلی رکعت بالکل چھوٹ گئی یعنی جماعت رکوع سے پہلی ہو گئی تو ایسی صورت میں شریک جماعت ہونے والے کو چاہیے کہ دوسری رکعت امام کے ساتھ پڑھے اور قعدہ میں صرف التحیات پڑھ کر بیٹھا رہے درود شریف اور دعا نہ پڑھے جب امام ایک سلام پھیر دے تو بائیں طرف سے تو بغیر بیٹھے ہوئے اور جب دوسرا سلام بائیں جانب پھیرے تو اپنی چھوٹی ہوئی رکعت پڑھنے کو کھڑا ہو جائے اور چھوٹی ہوئی رکعت اس طرح پڑھے جس طرح دوسری رکعت پڑھی جاتی ہے اور اگر دونوں رکعتیں چھوٹ گئیں اندر رکوع کے بعد کی حالت میں شریک ہوا تو ایسا شخص سلام پھیرنے کے بعد اپنی رکعتیں پوری کرنے کو کھڑا ہو تو پہلے تینوں تکبیریں کہے پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر الحمد و سورۃ پڑھے اور دوسری رکعت میں الحمد اور سورۃ کے بعد تکبیر میں کہے اور حسب معمول نماز ختم کرے اور اگر کسی کو کوئی رکعت یہی نہ ملی تو اب وہ تنہا نہیں پڑھ سکتا ہاں اگر دو تین آدمی اور بھی ہوں تو پہلی جگہ نماز سے الگ جماعت سے پڑھ لیں ورنہ اس نماز کی قضا نہیں ہے۔

عید کے چھ روزے یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سال کے اندر بائیس ایسے بھی ہیں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے وہ دن یہ ہیں۔ عید الفطر، عید الاضحیٰ اور تین دن ۱۱-۱۲-۱۳ تاریخ ذی الحجہ کے ان کو ایام تشریق کہتے ہیں البتہ عید الفطر کے بعد ۶ تاریخ سے چھ روزے رکھنے میں بڑا ثواب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نے پورے روزے رکھنا

سکے اور چھ روزے کا ثواب سال کے رکھے اس کو ایک سال کے روزوں کا ثواب ملیگا یہ روزے خواہ مسلسل رکھے یا الگ الگ دو دو چار چار کے ہو جائیں اس کی بھی اجازت ہے

روزہ کی عالمگیر اہمیت

از جناب ابو محمد مولوی یعقوب احمد صاحب

خدائے پاک قرآن کریم میں خدائے قدوس فرماتا ہے:-

یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ مسلمانو تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے اگلی قوموں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم میں تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا ہو۔

قرآن کریم کی یہ ایک آیہ متبرکہ ہے جس سے تین امور واضح ہوتے ہیں۔

(۱) روزہ مسلمانوں پر فرض ہے (۲) اس سے تقویٰ و پرہیزگاری پیدا ہوتی ہے (۳) یہ مسلمانوں ہی پر فرض نہیں کیا گیا بلکہ مسلمانوں سے پیشتر بھی تمام اس دنیا میں مخلوق میں اللہ پر ہی روزہ فرض کیا گیا تھا۔

روزہ کی مذہبی حیثیت

اسلام میں نماز کو بڑی فضیلت حاصل ہے اور یا العموم یہی سمجھا جاتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں روزہ ثانوی حیثیت رکھتا ہے لیکن احادیث نبویہ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ روزہ کی اہمیت نماز سے کم نہیں بلکہ بڑھا ہوا ہے ہی حدیث قدسی میں ہے کہ بنی نوع انسان کا ہر عمل اپنا ہوتا ہے لیکن روزہ میرا ہے اس کا بدلہ میں ہی دوں گا (بخاری) ہر نیکی کا اجر دس گنا ہوتا ہے اور کبھی سات سو تک بھی پہنچ جاتا ہے اور ایک نیکی کے عوض سات سو نیکیاں ہی لکھی جاتی ہیں لیکن روزہ سب نیکیوں سے مستثنیٰ ہے اس نیکی کا تعلق خصوصی طور پر میرے ساتھ ہے اور اس کا بدلہ میں ہی دوں گا بندے نے کھانے پینے کی تمام حیثیات کو میری وجہ سے ترک کیا ہے اس لئے میں ہی اس کا صلہ اور اجر عطا کروں گا۔ (مسلم)

روزہ اور قرآن دونوں قیامت میں شفاعت کریں گے روزہ کہیگا کہ میری وجہ سے اس بندے نے کھانا پینا ترک کیا میری شفاعت اس کے حق میں قبول ہو اللہ تعالیٰ دونوں کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ (احمد طبرانی)

جس نے روزے کو فرض سمجھکر ثواب کی امید پر رکھا وہ بخشا گیا یہ تو تھی اس کے ثواب کی اجمالی کیفیت اب وعید سنئے کہ صاف حکم ہے کہ جس نے جان بوجھکر روزہ توڑا اسے چاہیے کہ وہ کفارہ کے طور پر مسلسل دو ماہ تک روزے رکھے یا راہ مکیوں کو کھانا کھلائے ورنہ عذاب الٰہی کا منتظر رہے۔

روزہ اور اخلاقی بلندی

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں روزے رکھا کرو تندرست رہو گے (طبرانی) روزہ دار کو چاہیئے کہ وہ فحش باتوں سے احتراز کرے اگر کوئی اس سے جھگڑا کرے اور روزہ دار کو گالی دے تو جواب میں کہدے کہ میں روزہ دار ہوں میری گالی کا جواب نہیں دوں گا (بخاری) یہ ہمیشہ صبر اور باہمی سلوک و بھلائی کا بھیجنا ہے مختصر یہ کہ خدا اور رسول نے ہمیں بتایا ہے کہ روزہ محض ایک حکم کا اتباع ہی نہیں بلکہ اس میں ہزار در ہزار حکمتیں پوشیدہ ہیں انسان تندرستی اور قلبہ اخلاق رذیلہ کا حامل ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ اسلامی عبادات خاص طور پر روزہ کی میں بدنی اور مالی بدنی عبادتوں میں روزہ کا شمار ہے خدائے قدوس کا کوئی حکم ایسا نہیں ہے جو بنی نوع انسان کے لئے مفید اور سود مند نہ ہو اور اس کا کوئی کام بھی ایسا نہیں جو کسی حکمت پر مبنی نہ ہو جس طرح نماز تزکیہ نفس کرتی ہے اسی طرح روزہ میں بھی حکمت ہے اور اس سے انسان کی سیرت بلند ہوتی ہے یہاں ہم اجمالی طور پر بتائینگے کہ روزوں سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) برداشت کا مادہ پیدا ہوتا ہے اور مصیبت کے وقت صبر و شجاعت سے کام لینے کی مشق ہوتی ہے (۲) گناہ اور بدیوں سے بچنے کی عادت پیدا ہوتی ہے (۳) نرم دلیت اور تحمل و بردباری کا سبق حاصل ہوتا ہے (۴) ملکوتی اور روحانی قوت بڑھتی اور قوت بہیمیہ گھٹتی جاتی ہے (۵) جس طرح نماز سے تزکیہ نفس ہوتا ہے اسی طرح روزہ سے تربیت قلب و جذبات ہوتی ہے اور دل روشن ہوتا چلا جاتا ہے (۶) تندرستی اور صحت ترقی کرتی ہے (۷) نیکیوں کی طرف رجحان بڑھتا چلا جاتا ہے (۸) غریبوں اور مسکینوں کی حالت کا اندازہ ہو جاتا ہے جب بھوک اور پیاس کا غلبہ ہوتا ہے تو اس وقت اس امر کا احساس ہوتا ہے کہ غربا اور مساکین کو بھی ایسی ہی تکالیف ہوتی ہونگی اس احساس کے ساتھ ہی ان کی امداد اعانت اور خدائے قدوس کی خوشنودی کے حصول کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ چونکہ پیش نظر صرف ماہ رمضان ہی ماہ کا ہوتا ہے اس لئے انسان روزہ کے بیشمار ثواب کے حصول کے لئے وہ عبادت الٰہی میں مصروف رہنے اور اپنی محنت کو کامیاب بنانے کے لئے گناہوں سے بچنے کی سعی کرتا ہے اسے خیال ہوتا ہے کہ تھوڑے روز کی تو بات ہی ہے میں جب دن بھر بھوکا پیاسا رہ کر اور خلیف اظہار روزہ رکھتا ہوں تو اسے جھوٹ، غیبت، غصہ، حسد، کینے، جھگڑے اور فحش گوئی سے کلیۃً وہ دیے اثر کر دوں یہ سلسلہ تیس دن تک ہر روز قائم رہتا ہے فطرت انسانی یہ ہے کہ جس کام کو وہ تواتر و تسلسل کے ساتھ کرتا رہتا ہے تو وہ اس کی عادی ہو جاتا ہے اور عادی ہو جانے کے بعد اسے اس میں ایک روحانی لذت کیف حاصل ہونے لگتا ہے اور سعید روحیں اس طرح گناہوں سے بچکر اور نیکیوں کو اختیار کر کے نیکیوں کی عادی بن جاتی ہیں اور یہی نیک بننا اصطلاح اسلامی میں تقویٰ کہلاتا ہے۔

تقویٰ کا مفہوم

قرآن کریم میں ہے وان تصبروا و تتقوا لا یضرکم کیدھم شیئا یعنی اگر تم صبر اور تقویٰ حاصل کرو تو معاندین اسلام کا مکر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے الذین امنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا انھیں دین اور دنیا دونوں جگہ کامیابی حاصل ہوگی یعنی انھیں دونوں جگہ آرام و راحت میسر ہوگی اور عظمت و سربلندی کا تاج انھیں کے سروں پر رہیگا آگے چل کر تو خدائے ذوالجلال نے معاملہ کو بالکل صاف کر دیا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم حقیقت میں خدا کے نزدیک بزرگ وہی ہے جو متقی ہو۔

اب آپ روزہ کے حقیقی مقصد پر غور کیجئے اور ان تمام آیات و نصوص پر مجموعی حیثیت سے نظر ڈالئے خدائے برتر و توانا نے روزہ کا مقصد خاص تقویٰ قرار دیا ہے اور یہی تقویٰ وہ چیز ہے کہ جب انسان اس سنہرے رشتہ میں منسلک ہو جاتا ہے تو پھر کوئی دشمن اور کوئی قوت اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ دنیا ہی اچھی نگاہ تقویٰ ہے اور آخرت میں یہی عیش جاودانی حاصل ہوتا ہے تقویٰ کہتے ہیں سیرت اعلیٰ اور کردار کو وہ کردار نہیں جو محض پوریں اصطلاح کا حامل ہو بلکہ وہ کردار جس میں روحانیت کا رنگ بھی جھلکتا ہو۔

کردار اور سیرت کی اہمیت کو تمام دنیا اور تمام حکماء اور فلاسفروں نے تسلیم کیا ہے اور اصحیح انسانی عظمت کا انحصار اسی پر ہے اس عہد میں بھی کردار کو کائنات انسانیت میں سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے اور زمانہ قدیم میں بھی حاصل رہی۔ انسان کی عظمت اخلاقی اور بلندی مرتبت کا انحصار اسی پر ہے اور اسی پر رہے گا جب تک مسلمانوں میں یہ کردار باواقعی خدائے ذوالجلال کے ارشاد کے مطابق کوئی دشمن اسلام انھیں نقصان نہ پہنچا سکا اور دنیا میں عزت و حشمت اور عمولت و سلوت کے وہی مالک رہے واقعی کردار ہی ایسی چیز ہے کہ اگر اس میں روحانیت اور ملکوتیت کا رنگ بھی ہو تو انسان دارین کی عشرتوں اور فائز المرامیوں کا حامل بنجاتا ہے اور دنیا و آخرت میں وہ کامرانی و سرور کی زندگی بسر کرتا ہے۔ آج انسانوں اور قوموں میں کردار تقویٰ پیدا کرنے کے لئے ہر قسم کی مساعی کی جارہی ہیں اور تربیت و تعلیم کے لئے گوناگون انداز کے تنوع پیدا کئے جارہے ہیں جو انسان اور جو قوم کردار کی حامل نہیں وہ دنیا میں کوئی ترقی نہیں کر سکتی مسلمان جو اس دور میں انتہائی پستی کی گہرائیوں میں پڑے ہوئے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے تقویٰ کی زندگی کو خیرباد کہدیا ہے کردار یا تقویٰ کیا ہے تمام ذمائم اخلاق جھوٹ، عہد شکنی، غضب، کینے، حسد اور فواحشات سے بچنا اور اخلاقی فضائل نیکی، نیکوکاری، شرافت، مروت، فیاضی، سلامتی، خوش خراجی، تحمل، عفو، بردباری، ہمدردی اور انصاف کو اختیار کرنا ظاہر ہے کہ جب انسانوں سے گرہ اور بندوں کی بدستیاں انسانوں سے بھیس گئی اور وہ فضائل اخلاق پر عامل ہیں گی تو ان کی تمام دنیوی و دماغی اور انسانی قوتیں بیدار ہو جائینگی انسان کے بیدار ہو جانے پر دنیا کی کوئی قوت انھیں نقصان نہ پہنچا سکیں گی روزہ کی یہ عظمت کتنی بڑی اور کتنی عظیم ہے کہ وہ انسان میں وہ مادہ اور قوت یعنی کردار تقویٰ پیدا کر دیتا ہے جو کائنات انسانیت کا بہترین اندوختہ ہے۔

مسلمان اس زمانہ میں روزے رکھتے ہیں مگر یہ مطلوبہ مقصد حاصل نہیں ہوتا اس کی حقیقی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے محض دن بھر بھوکا پیاسا رہنے کا نام روزہ رکھ لیا ہے اور صبح ہی لبا اوقات شہر حاضری یا ریاکاری کے لئے رکھا جاتا ہے وہ روزہ روزہ نہیں جس میں برائیوں سے اور گناہوں سے اجتناب نہ کیا جائے اگر روزے ان کی تمام شرائط کے ساتھ رکھے جائیں اور روزہ کی حالت میں تمام جھگڑوں، فواحش اور بدیوں سے اجتناب کامل رکھا جائے تو ایک ماہ کے مختصر زمانہ ہی میں ان کے اندر ایک انقلاب عظیم پیدا ہو جائے مصیبت تو یہی ہے کہ لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ روزہ کھانے پینے ہی سے ٹوٹتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے مقصد روزہ ہر گناہ، ہر برائی، ہر بدی اور ہر اخلاقی اور فحش گوئی سے ساقط ہو جاتا ہے اگر روزے کے ساتھ مسلمان اپنے اخلاق کا تحفظ بھی کرتے تو ان کے قلب میں نیا نور پیدا ہو جاتا اور وہ کردار (تقویٰ) کے حامل بنجاتے۔

روزہ اور دیگر اقوام

روزہ کی اہمیت کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ دنیا کی تمام قدیم و جدید اقوام میں اس کا وجود پایا جاتا ہے جو آیت ہم نے ابتداء مضمون میں پیش کی ہے اس کے اتباع میں ہم نے تاریخی اوراق کی جس قدر ورق گردانی کی اسی قدر حقائق نگاہوں کے سامنے آتے گئے بابل، نینوا، مصر، ہند، سراق عرب، فلسطین، شام، ایران، چین اور روم و یورپ میں جو قومیں بستی تھیں ان میں روزہ کا رواج موجود تھا خانا مذاہب میں اسے داخل عبادت سمجھا گیا ہے تاریخ میں لکھا ہے کہ جولیس سیزر۔ آگسٹس برور کے سی۔ ایس جیسے زبردست فرمانروائے روما بھی روزے رکھا کرتے تھے یونیفیا اسیریا اور فرقلہ کی عورتیں تک روزہ رکھا کرتی تھیں توحید پرست اقوام نے تو روزہ کو ہمیشہ جزو مذہب سمجھا ہے۔

عیسائیوں میں روزے رکھے جاتے ہیں مگر پروٹسٹنٹ طریقی پر انگلش چرچ میں روزہ یہ ہے کہ ایک درت معینہ تک روزہ دار اپنی پسند سے ایک یا کئی چیزوں کو ترک کئے رہے۔ اگر یک چرچ میں مریم کرسس اور ایسٹر کے روزے اور ہاں من گیتہ وک میں سینٹ ایرا اور کرسس کے روزے بہت مشہور ہیں ان روزوں میں بارہ روز دار پر صرف اتنی پابندی ہوتی ہے کہ وہ سیور بدھ اور جمعہ کے روز گوشت نہ کھا سکتا تھا حضرت عیسیٰ کی نسبت مروی ہے کہ انہوں نے چالیس دن کے روزے رکھے (انجیل و نکا باب ۴ درس ۱۳) لیکن عیسائیوں میں ایک ساتھ اور ایک ہی مدت میں یہ روزے نہیں رکھے جاتے بلکہ مختلف اوقات میں رکھے جاتے ہیں۔

یہودیوں میں سب سے اہم اور بڑا روزہ کفارہ کا ہے جو ماہ قشلیف کی دس تاریخ کو اس طرح رکھا جاتا ہے کہ لوگ سے مغرب سے دیر کی مغرب تک کچھ کھانا پینا تو ایک طرف سر میں تیل ڈالنا منہ دھونا حتیٰ کہ جوتا پہننا بھی ممنوع ہے اس روزہ کا تارک یہودیوں میں قابل سزا قرار پاتا ہے۔

یہودیوں میں والدین کی برسی رائے کی سالگرہ اور انجمن شادی کا بھی ایک ایک روزہ مقرر ہے مثنائی یادگاروں کے مواقع پر بھی روزے رکھے جاتے ہیں بعض میں کچھ کھانا یا پیا نہیں جاتا اور بعض میں صرف گوشت یا کسی اور خاص چیز پر گزارہ کر لیا جاتا ہے۔

پارسیوں میں دنوں کے نام اور ہیں ان میں دہشو ہے کہ وہ ہمن روز مہر روز اور گوش روز اور رام روز کے دن روزے رکھا کرتے ہیں کچھ اور بھی روزے ہیں جو بہمن امر اسپند کہلاتے ہیں لیکن ان کے یہاں کوئی دشواری نہیں صرف اتنی پابندی ہے کہ روزہ دار پرندوں اور چار پایوں کا گوشت نہ کھائے انڈا مچھلی، غلہ اور ترکاری کھا سکتا ہے یہاں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روزہ شتی مذہب میں کچھ نہ کھانا اور بے آب و دانہ رہنا جائز ہے ہندوؤں میں مختلف مواقع پر کچھ روزے رکھے جاتے ہیں ان میں روزہ دار صرف غلہ گوشت اور حیوانی چیزیں کھا سکتا اور مٹھائی کھا سکتا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی روزہ فطرت انسانی کے عین موافق ہے اور اس سے معتدبہ فوائد بآسانی حاصل ہو سکتے ہیں نہ یہاں یہودیوں کے دستور کی طرح طویل فاقہ کرنا پڑتا ہے اور نہ یہ آسانی ہے کہ پھل میوہ کھا رہے ہیں اور روزہ دار کہلا رہے ہیں۔ اسلام نے بصورت میں کی ہے جو فطرت

اسلامی روزے

غیر اسلامی روزوں کے مقابلہ میں

(از جناب حاجی عبد المنان صاحب وکیل انکم ٹیکس دہلی)

روزے غیر مسلمین میں غیر مسلم اقوام میں روزے کی ابتدا کب اور کس نہج پر ہوئی اس کے متعلق تحقیقین کے خیالات میں اختلاف ہے بہر حال مقصد اس سے تفصیلی بحث کرنا نہیں ہے نہ اس کی اس مختصر مضمون میں گنجائش ہے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ از منہ قدیم میں روزہ ہر قوم میں کسی نہ کسی شکل میں موجود تھا اور اس پر مختلف مقاصد کی تکمیل کی جاتی تھی جس کا بیان آگے آئیگا، لیکن زیادہ تر انفرادی حیثیت سے اب بھی عامل ہیں

روزے کے مسئلہ مختلف اقوام نے مختلف پیرایوں میں بیان کئے ہیں لیکن ایک بات باوجود اختلاف جزئیات سب میں مشترک ہے اور وہ ایک خاص مدت کے لئے چند چیزوں کا ترک استعمال ہے بعض لوگ کھانے پینے کی چند اشیاء کو ترک کرکے صرف دودھ یا پھلوں کا استعمال جائز رکھتے ہیں بعض کھانے کی تمام چیزیں ترک کر دیتے ہیں مگر پانی کا استعمال نہیں چھوڑتے بعض اکل و شرب دونوں کو مگر باوجود اس کے تعلقات زناشوئی یا دیگر نفسانی خواہشات اور گناہوں سے پرہیز نہیں کرتے ان میں روزے کا مقصد بھی نہایت ہی معمولی ہے وہ روزہ محض اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھکر یا اپنے معبود وں کی خوشنودی کے لئے رکھتے ہیں بعض لوگ محض کسی بزرگ کی تقلید میں رسماً یہ کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے روزہ رکھتے ہیں غیر مسلمین کی کتب مذہبی میں روزہ کے متعلق ضابطہ کے تاکیدی احکام نہیں رکھا گیا اگر کہیں کچھ ضابطہ بھی ہے تو وہ اس قدر ناقص اور غیر مربوط ہیں کہ کسی صورت سے بھی وہ ضابطہ اعمل کے لئے موزوں نہیں ہو سکتا۔

اسلامی روزہ اسلامی قوانین کے مطابق روزہ دار وہ ہے جو صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک نہ صرف کھانے پینے کی تمام چیزوں کو ترک کرے بلکہ تعلقات زناشوئی کی جائز خواہشات کو بھی محض اللہ کی رضا جوئی کے لئے چھوڑ دے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنی زبان، آنکھ، کان اپنے دل و دماغ اپنے ہاتھ پاؤں اور جسم کے دیگر اعضاء سے روزہ رکھے یعنی زبان کو موقع نہ دے کہ جھوٹ بولے یا کسی کی غیبت کرے یا اشیائے خورد و نوش کا ذائقہ چکھے کانوں کو موقع نہ دے کہ کسی کی غیبت کو یا جھوٹ اور بری باتوں کو سن سکیں آنکھوں کو موقع نہ دے کہ وہ کسی غیر محرم عورت پر یا کسی کے اموال پر ناجائز نظر ڈالیں ہاتھ پاؤں پر قابو رکھے کہ بداعمالیوں پر حرکت نہ کر سکیں غرضیکہ کی حفاظت کرے۔

مندرجہ بالا کا اگر کوئی روزہ دار ان کے کرنے کا خیال اور ارادہ بھی دماغ اور دل کے اندر نہ پیدا ہونے دے غرضکہ تمام خواہشات نفسانی کی زنجیر دل کو توڑ کر پھینکدے اور ایک آزاد بے غرض اور بے نفس ہستی بن جائے لیکن اس تک پہنچکر بھی روزہ کی سچی روح نہیں پیدا ہوئی نہ اس کا صحیح مقصد پورا ہوتا ہے جب تک کہ روزہ دار عبادت و تقویٰ میں زیادتی نہ کرے اور ایسے اعمال حسنہ کی کثرت سے نہ کرے جس سے خدا کی پیاری مخلوق کو فائدہ پہنچتا ہو یہ ہے وہ بلند معیار اسلامی روزوں کا جو اپنا جواب آپ ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص جھوٹ بولنا اور نقصان کرنا چھوڑ دے تو اللہ کو اس بات کی کچھ ضرورت نہیں کہ وہ روزے کا نام کرکے اپنا کھانا پینا چھوڑ دے ایک جگہ اور ارشاد ہے۔

"جو شخص رمضان کے مہینہ میں صدقہ دیوے اس کا صدقہ ہزار درجہ زیادہ ہے بہ نسبت اور مہینوں کے صدقہ سے"

ایک اور روایت میں ہے "روزہ عذاب الٰہی کے لئے سپر ہے لہٰذا روزہ دار کو چاہیئے کہ فحش بات نہ کہے جہالت نہ کرے اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو وہ دو مرتبہ کہدے میں روزہ دار ہوں" قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کی منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ دار اپنا کھانا پینا اور اپنی خواہشات میرے لئے چھوڑ دیتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا ہوں ہر نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے لیکن روزے کا اس سے کئی گنا زیادہ ملیگا۔

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اللہ دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیاطین مقید کر دیئے جاتے ہیں

حضرت عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ آپ نے فرمایا جو شخص نکاح کی قدرت رکھتا ہو وہ نکاح کرے کیونکہ یہ آنکھ کی نظر اور شرمگاہ کی حفاظت کرے گا لیکن جو شخص اس کی قدرت نہ رکھتا ہو وہ روزہ رکھے یعنی روزے بھی اس کی نظر و شرمگاہ کی حفاظت کریں گے۔

اسلام میں روزوں کی اہمیت اسلام نے بقابلہ دیگر مذاہب روزوں کو بلند ترین حیثیت دی ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ انھیں مثل عبادت کے اپنا ایک رکن قرار دیتا ہے تمام جماعت پر رمضان کے روزوں کو فرض کرتا ہے اور اس کے منکر کو اپنے دائرہ سے خارج کرتا ہے رمضان کے فرض روزوں کے علاوہ کئی مسنون و نفل روزوں کو بھی جائز قرار دیکر اپنے پرستاروں کو ترغیب دیتا ہے کہ ان پر وقتاً فوقتاً عمل کرتے رہیں۔

اسلام کے علاوہ کسی دیگر مذہب نے پوری جماعت پر روزہ فرض نہیں کیا نہ اسے تزکیۂ نفس اور گناہوں سے بچنے کا ذریعہ تسلیم کیا چونکہ ان کے نزدیک روزہ کا مقصد اعلیٰ نہ تھا اس لئے اسے اعلیٰ مقام بھی نہیں دیا گیا آج حرف اسلام ہی یہ دعویٰ بجا طور پر کر سکتا ہے کہ روزوں کو انسانی فلاح و بہبود کے لئے لازمی سمجھکر ہی سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔

مسلمانوں کی طرح دیگر اہل کتاب قوموں پر بھی روزے فرض کئے گئے تھے

اور اسی مقصد سے کئے گئے تھے لیکن افسوس ہے کہ ان قوموں نے اپنے ہاتھوں سے خدا کی مقررہ حدود کو توڑ ڈالا اور اپنی مرضی کے مطابق اس کے احکام میں تغیر و تبدیل کر لیا چنانچہ آج کوئی اہل کتاب قوم بھی اس دعوے میں شریعت محمدی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ مسلمانوں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر (یعنی اہل کتاب پر) روزے فرض کئے گئے تھے تم پر بھی فرض کئے جاتے ہیں تاکہ تم گناہوں سے بچو۔

ماہ رمضان کے متعلق ارشاد ہے شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینات من الھدیٰ والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ یعنی رمضان کا مہینہ جس میں قرآن شریف نازل ہوا آدمیوں کے واسطے ہدایت ہے اور حق کی کھلی نشانیاں اور فیصلہ حق و باطل کا ہے جو کوئی پاوے تم میں سے اس مہینہ کو روزہ سے رہے۔

اسلام میں روزہ کا اعلیٰ مقصد

اسلام میں روزہ کا مقصد نہایت بلند و اعلیٰ ہے وہ بندہ کو تزکیہ نفس و تربیت اخلاق کے لئے ایک زبردست قوت قرار دیتا ہے وہ اسے جسمانی، مادی۔ اخلاقی اور روحانی غرضکہ ہر پہلو سے ترقی انسانی کے لئے نہایت ضروری قرار دیتا ہے تو فرشتہ کشی کو یا کسی کی تعلیم میں رسماً جسمانی تکلیف برداشت کرنے کو منع کرتا ہے۔

اسلامی روزہ دار کو خدا کی محبت میں جائز خواہشات کو ترک کرکے ناجائز خواہشات سے پرہیز کرنا سکھاتا ہے وہ انسان کے ادنیٰ جذبات کو قربان کرکے اعلیٰ جذبات پیدا کرتا ہے۔

اسلامی روزہ میں نہ صرف فوائد جسمانی موجود ہیں بلکہ وہ اخلاقی اور روحانی تربیت کا زبردست ذریعہ ہے اور انسان کو تقویٰ و پرہیزگاری سکھانے کا عمدہ طریقہ ہے مختصر یہ کہ اسلامی نقطۂ نظر سے روزہ ایک ریاضت ہے جس کی بدولت انسان اپنے نفس کی تادیب و تہذیب کرتا ہے۔ اور اپنے نفسی جذبات پر قابو رکھنے کی عادت ڈالتا ہے، روزہ ہم کو ایک طرف تقویٰ سکھاتا ہے اور دوسری طرف اپنی بھلائی ہوئی چیزوں کو خیرات و حسنات میں صرف کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور اس طرح سوسائٹی کے ہر فرد کو جماعت کی سچی خدمت کرنے کی عملی تعلیم دیتا ہے اسلامی روزہ کے مقصد کا بھی آخری حصہ نہایت اہم ہے یعنی اس کی اسپرٹ ہے اور اسی پر اس کی مقبولیت یعنی خدا کی رضا و خوشی کا انحصار ہے۔

اسلامی روزوں کا زبردست فلسفہ

اسلام صحیح معنوں میں خدا اور انسان کے باہمی تعلق سے بحث کرتا ہے اسلام انسانیت پیدا کرتا ہے انسان کی فطرت میں انفرادی اور اجتماعی زندگی کے جوہر پائے جاتے ہیں۔

دنیا کی تمام جہیل پیل، تمام کاروبار، سیاسیات، اقتصادیات تجارت و تعلیم تہذیب و تمدن وغیرہ وغیرہ سب محض انسان کی انفرادی اور اجتماعی جدوجہد کا نتیجہ ہیں غرضکہ زندگی کے یہ دونوں پہلو اس قدر لازم و ملزوم ہیں کہ بغیر ایک کے دوسرے کا وجود غیر ممکن ہو جاتا ہے اسلام دین فطرت ہے اس لئے فطرت کے مذکورہ بالا قانون کو تسلیم کرتا ہے لیکن انفرادیت کو اخلاقی شخصیت قرار دیکر اپنی پاک تعلیم سے ہر فرد کو اخلاقی شخص بناتا ہے اور اسی کو بنیاد تسلیم کرکے اس پر اخلاقیات یعنی عجمی انسانیت کی عمارت تعمیر کرتا ہے اسی اخلاقی شخصیت کو قرآن پاک کی اصطلاح میں عربیت کہا گیا ہے جس کا اشارہ "خاوخلق فی عباد" میں موجود ہے غرضکہ یہی اخلاقی شخصیت جسے عبدیت، یا جذبات و عقل کا باہمی امتزاج یا خدا اور انسان کی باہمی تعلق کہہ سکتے ہیں۔

پھر انسانیت یا مدنیت صالحہ کا سنگ بنیاد ہے اسی لئے اسلام اپنی تمام اصولی تعلیم میں انفرادی و اجتماعی دونوں حیثیتوں کو ضروری قرار دیتا ہے اور ایسے طریقے تعلیم کرتا ہے جن پر عمل کرکے ہر فرد بچہ انسانیت کی متین کا ایک پرزہ بننے کی اہلیت اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے۔

اسلام روزہ کو بھی اس اہلیت کے پیدا کرنے کا ایک زبردست ذریعہ سمجھتا ہے اسے مثل عبادت زکوٰۃ و حج کے اپنا ایک رکن قرار دیتا ہے اور انسانی فطرت و ضروریات کا لحاظ کرتے ہوئے اس کی دو شکلیں سکھاتا ہے یعنی لازمی و اختیاری، رمضان شریف کے روزوں کو تمام جماعت پر فرض کرکے اس کی حمایت کے لئے مفصل اور قابل العمل قواعد پیش کرتا ہے اور ایک طرف انعامات بے بہا کی نوید جانفزا تو دوسری طرف عدم تعمیل کی سزا سے ڈرا کر ہر مسلم کو شرطیکہ وہ فطرتاً معذور نہ ہو اس کی ادائیگی پر مجبور کرتا ہے۔

ان لازمی روزوں کے علاوہ مسلمانوں متعدد نفلی مسنون روزوں کی اہمیت قرار دیکر فوائد دینی کے ساتھ ان کی ادائیگی پر انعام یا ثواب کی خوشخبری دیتا ہے تاکہ جماعت کے افراد دفعتاً فوتاً روزہ کی ضرورت و قوت سے کام لیکر اخلاقی شخصیت کی تکمیل کی طرف بڑھتے جائیں۔

اسلامی روزہ اخلاقی شخصیت کی تکمیل کس طرح کرتا ہے

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اسلامی روزہ عین حکمت ہے وہ جسمانی تمدنی اخلاقی اور روحانی فوائد کے لحاظ سے

آپ اپنی مثال ہی کو لیں جانتا کہ کھانا پینا اور دیگر خواہشات نفسانی ہی تمام انسانی فعالیت کی محرک ہوتی ہیں انھیں چیزوں میں میل و عدال کا قائم نہ رہنا دنیاوی بدنظمی کی جڑ ہے سو سرکشی، مقبوضات پر قبضہ کرنے کی خواہش اور دوسروں کو زبان کے ذریعہ سے ایذا رسانی کی نیت یا کسی اور طریقہ سے نقصان پہنچانے کی کوشش ہی تمام جرائم کی بنیاد ہے۔

ناجائز خواہشات انسانی کو ناجائز طریقوں سے جدوجہد کرنے پر مجبور کرتی ہیں اسلام جو دنیا میں رحمت واسن کا پیام لیکر آیا ہے روزہ کے ذریعہ اپنے پیرؤں کو تقویٰ یعنی برائیوں سے پرہیز کرنا سکھاکر اور نیکیوں کا عامل بناکر ہر قسم کی بدامنی یا بدنظمی کی جڑوں کو بھی ہی نہیں دیتا۔

پوری جماعت اسی صورت میں متقی ہو سکتی ہے کہ اس کا ہر فرد متقی ہو اسلام روزوں کو ہر فرد پر (جو کسی وجہ سے معذور نہ ہوں) فرض قرار دیکر متقی بناتا ہے ایک مسلم روزہ دار ہو سکتا ہے جائز مقبوضات کو اسی محبت میں ترک کر سکتا ہے وہ کبھی دوسروں کے مال کی طرف آنکھ اٹھاکر بھی نہیں دیکھ سکتا نہ معمولی حالت میں خود اپنے مقبوضات کے استعمال میں حد سے زیادہ منہمک ہوگا اسی طرح جو

شخص جائز تعلقات زناشوئی سے ہی ایک مدت کے لئے دست کش ہو سکتا ہے وہ کس طرح ایک نامحرم عورت پر شہوانی نگاہ ڈالے گا۔

بھوکوں اور پیاسوں کی تکلیف کا اندازہ ہی صحیح طور پر انھیں کو ہو سکتا ہے جو خود بھوک اور پیاس کی تکلیف اٹھانے میں عمر میں ایک آدھ مرتبہ نہیں بلکہ ہر سال ایک دو روز نہیں بلکہ مسلسل ایک ماہ تک رمضان المبارک کے اور دیگر مسنون و نفل روزے رکھنے والے مسلمان دوسروں کی بھوک پیاس کی تکلیف کا صحیح اندازہ کر سکتے ہیں اور روزہ کی حالت میں ہی دنیاوی کاروبار کو بند نہ کر کے خود کو جھگڑا میں بناتے ہیں۔

روزہ معدہ کی خرابی کو دور کر کے اس میں ہضم کی قوت و صلاحیت کو تیز کرتا ہے اور اس طرح بیشمار بیماریوں کو پیدا ہونے کا مواقع نہیں دیتا جس کی تدریجی کو جلد زائل ہونے سے بچا کر روح کو عرصہ تک بحالت تندرستی رہنے کا موقع دیتا ہے۔

۱ سلامی روزے کی حکمت یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ اسلام مختلف انواع الطاعات کا اور ہر نیکی پر معمولی اوقات سے دس گنا زیادہ ثواب کا وعدہ کر کے روزہ دار کو ترغیب دیتا ہے کہ وہ نیک کام میں زیادتی کرے اور حسنات کا محصر نجائے اپنے جائز مال کو خود اپنے ہی استعمال کے لئے نہ رکھ چھوڑے بلکہ اسے دوسروں پر خرچ کرے مسکینوں اور محتاجوں کو خیرات اور صدقات دے اور اس طرح جو غیر معمولی فرق امیر و غریب کی حالتوں میں نظر آتا ہے اسے حتی الامکان کم کر کے سب کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کی کوشش کرے۔

کیا کوئی دوسرا مذہب انسان کو متقی و پرہیزگار بنانے کا اور خدمت خلق اسر کے لئے پوری قوم میں ہمدردی و ایثار کے جذبات پیدا کرنے کا طریقہ اس سے بہتر پیش کر سکتا ہے۔

۱ دنی اعتماصلی اللہ علیہ وسلم کا یہ چھوٹا سا لیکن نہایت بلیغ ارشاد کہ:۔

"ہر شخص گونگا کے وہ گونگا دنیا کی ادنیٰ زبان اور عضو مخصوص کی حفاظت کرے"

میں اس کے جنتی ہونے کا ضامن ہوں۔ تمام اخلاقی تعلیم کا لب لباب کس انصاف پسند شخص کو اس امر سے انکار ہو سکتا ہے کہ گوشت کے "یہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے" دنیا میں بڑے بڑے جرائم کے ذمہ دار ہیں۔

ذرا سا غور کرنے پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ ان ٹکڑوں کی حفاظت کا بہترین ذریعہ اسلامی روزہ ہے

اسلامی روزوں کے قواعد و ضوابط

اسلام اپنے پرستاروں کو تاریکی میں بھٹکتا ہوا نہیں چھوڑتا اس کا ایک باقاعدہ نظام ہے جس میں ہر رکن کے لئے مفصل و مکمل قواعد و ضوابط مقرر ہیں تاکہ اس کے خدام اپنی ہدایت کے لئے کسی انسان کے بنائے ہوئے قوانین کے محتاج نہ رہیں چنانچہ روزے کے لئے بھی مفصل قوانین موجود ہیں یہ قوانین مفصل ہی نہیں بلکہ فطرت انسانی کے موافق ہیں یہی وجہ ہے کہ ان پر صدیوں سے مسلمان عمل کرتے چلے آرہے ہیں اسلام کسی پر سختی نہیں کرتا کا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا نفس کو اس کی قوت و وسعت برداشت کے مطابق ریاضت و محنت کا حکم دیتا ہے۔

چنانچہ بیماروں۔ کمزوروں اور مسافروں کو کمسن بچوں اور خدا کی راہ میں لڑنے والے سپاہیوں کو حیض و نفاس والی حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کو اگر روزہ رکھنے سے انھیں یا ان کے بچوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو روزہ رکھنے پر مجبور نہیں کرتا بلکہ بعض حالت میں حکم دیتا ہے کہ وہ روزہ افطار کر دالیں ارشاد باری تعالیٰ ہے و من کان علی سفر فعدۃ من ایام اخر یعنی جو بیمار ہو یا سفر ہو تو شمار کرلے اور دنوں سے یعنی جس قدر روزے بحالت مجبوری قضا ہو گئے ہوں اور دنوں میں اتنے روزے رکھ لے نہایت بلیغ بیان کے لئے (بشرط استطاعت) یہ بھی جائز کر دیا گیا ہے کہ ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا جائے (خیال کر کہ کس طرح روزہ کے مقصد کا اہم ترین قومی خدمت ثابت کیا گیا ہے) ان قواعد و ضوابط میں انسانی خطا و نسیان کی کافی لحاظ کیا گیا ہے ان کی وجہ سے اگر کسی قسم کا نقص روزہ میں واقع ہو جائے تو اس کی وجہ سے وہ قابل سزا نہیں قرار پاتا بلکہ صرف خطا کی صورت میں محض تقاضا کرنا پڑتا ہے۔

اسلامی روزے کے فضائل اور اہمیت کو دیکھتے ہوئے تو یہ ضرور تھا کہ انسان کو تمام عمر روزہ رکھنے کا حکم دیا جاتا لیکن ایسا سخت حکم فطرت انسانی کے خلاف اور ناقابل عمل ہوتا اس لئے اللہ پاک نے جسے ہر بات کا علم ہے۔ ایام معدودات یعنی گنتی کے چند روزے ہی ہم پر فرض کئے۔ کمال بے محلی اور نامردی ہے کہ انسان اپنے مالک و منعم اور رحیم و کریم کے حکم کے موافق تھوڑے دن کی تکلیف و محنت گوارا نہ کرے خصوصاً جبکہ اس تکلیف و محنت سے طرح طرح کا فائدہ ہے اور جس میں ہماری ہی اصلاح و فلاح منظور ہو۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

تاریخ القرآن

قرآن مجید کی معلومات اور اس کی تاریخ کے متعلق ایسی جامع کتاب جو کسی زبان میں آج تک نہیں لکھی گئی، قرآن شریف پڑھنے کا تو لف ہی سب ہے جب یہ کتاب پہلے مطالعہ سے گذر چکی ہو۔ یہ بہت بڑی معلومات کا ذخیرہ ہے اور اس حسب ذیل مضامین میں، نظم بر قرآن پاک، رسول اور وحی کی آسمانی فطرت پیغمبروں کا انسان ہونا کیوں ضروری ہے، رسول اکرم اور قرآن مقدس پر بیٹیز اسلام تمام دنیا کے لئے کیوں نمونہ ہیں، دنیا اور قرآن خدا کا آخری ہدایت نامہ ہے، قرآن و دنیا میں مصدق ہو کر آیا ہے، قرآن کی جلد الہامی کتابوں پر فوقیت، قرآن کا جلد نام رکھنے کے نام ہلاچلنے، سائنس کا رد، نبی اور قرآن ناطق، قرآن مقدس سے پہلے کی مظلم دنیا، قرآن مجید نے دنیا میں آکر کیا کیا، قرآن مجید کی اصلاحی تعلیم، مسئلہ توحید، قرآن مجید کی فیاضی و رواداری، دوسری اصلاح، نیکی و بدی کا اصول قرآن مجید کا مرتبہ اور طریقہ دعوت، مقامات حقہ کی بنیاد، اصول مناظرہ اور قرآن حکیم، قرآن پاک کی حکیمانہ تعلیم، قرآنی تعلیم کامل اور مطابق فطرت ہے، قرآن کے منزل من اللہ ہونے کا ثبوت، نزول قرآن، قرآن کے تدریجی نزول کی حکمتیں، وحی کی قسمیں، فتح، منزوعات قرآن، جمع و ترتیب قرآن، سرقوں اور آیتوں کی ترتیب، صحابہ کرام کے عہد مبارک میں قرآن کی حالت، رسم الخط، علامات قرآن، اوقاف وقف اور وصل کی علامتیں، اختلاف قرارت، حب قرآن، قرآ کا بیان، سات قرآ کے حالات قرآن پاک کا اعجاز، قرآن مجید کے فضائل اور قرآن چل احادیث در فضائل قرآن، کوائیاں در پارہ قرآن، آداب تلاوت، قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب، اور صدہا مسائل متعلقہ قرآن، قرآن اور سلمان، فہم قرآن سے روکنے کا ایک سبب قرآنی آیات کا تمسخر اڑانا، قرآن تو موجود ہے مگر قرآن جاننے والی قوم موجود نہیں، کاغذ نہایت اعلیٰ، ضخامت دس آنے ۱۰ محصول ہر کاپی ۱ر

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

زکوٰۃ اور اس کے فوائد

(از جناب مولوی محمد شاہ صاحب در حقیقت اسلام)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گئے قریباً بارہ سو سال ہو چکے تھے اور انجیل نازل ہوئے بھی بہت سو سال سے زائد کا عرصہ گذر چکا تھا۔ ان مقدس نوشتوں کی تعلیم پہلے ہی مفقود ہو چکی تھی ہوس پرست علماء نے الفاظ و معانی میں اس درجہ تحریف و تاویل کر دی کہ ان کے تقدس کا کوئی نشان بھی باقی نہ رہا۔ صحیح رہنمائی کے اسباب محض ناپید تھے دنیا تشنہ ہدایت تھی انسان کی زندگی اس کے لئے بلائے جان تھی فتنہ و فساد تھے خونریزیاں تھیں بے انتہا تباہیاں تھیں اور سنگدلیاں غرضیکہ انسان وحشت اور بربریت کا پورا مجسمہ تھا اپنے پرائے کی کوئی تمیز نہ تھی۔ جو امیر ہوتا اُسے دوسرے غریب بھائیوں سے کوئی شفقت نہ ہوتی بلکہ وہ انھیں ہر طرح ہر طریقہ سے کی طرح سمجھتا ان پر طرح طرح کے مظالم روا رکھتا جو غریب ہوتے وہ یہ سمجھتے کہ شاید وہ پیدا ہی غلام ہوئے تھے اور انھیں غلامی ہی کی حالت میں مرنا ہے آزادی سے اس درجہ مایوس ہو چکے تھے کہ اب انہیں اس کی مطلق آرزو ہی پیدا نہ ہوتی۔ وہ یہ سمجھتے کہ صرف یہ خدا داد نعمت جو ان کے آقا کو میسر ہے۔ عیش و عشرت کی زندگی گذارنے کا حق رکھتے ہیں اور ہم صرف ان کی غلامی کے لئے پیدا ہوئے ہیں الحاصل معدودے چند ہستیاں جو سازگار زمانہ سے دولت و ثروت حاصل کر لیتیں اپنے سوا باقی بے شمار انسان کو ڈھور مویشیوں کا گلہ سمجھتیں غور کرو یہ کتنا زہرہ گداز منظر تھا کہ ایک انسان اپنے جیسے انسان کو جو اُس جیسی شکل بمشابہت رکھتا ہو اُس ایسے دو کان، دو آنکھیں، دو ہاتھ، دو پاؤں، ایک ناک اور ایک منہ رکھتا ہوا ذلیل اور بے عزت سمجھے کہ اس سے گھوڑے گدھے، بیل اور بھینسے کا کام لے اور کتنی شرمناک ہے یہ بات کہ کوئی شخص انسان ہو کر کسی دوسرے انسان کے سامنے اس قدر ذلیل و خوار اور اس قدر بے عزت اور بے شرم ہو جائے کہ اپنے جیسے کو فنا کر جانوروں کی سی زندگی گذارنے پر قانع ہو اور اسے کبھی یہ خیال پیدا نہ ہو کہ مجھے ایسے ظالم کے پنجۂ استبداد سے نکل کر جلد از جلد باعزت و خوشگوار زندگی گذارنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

جب ظلم و عصیان اور جور و استبداد کی کوئی حد نہ رہی اور مظلوم انسان کا کوئی حامی نہ رہا تو خدائے قدوس نے اس وحشت و بربریت اور ظلم و تعدی کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے یکسر ختم کر کے غیر متزلزل بنیادوں پر سادات انسانی کو قائم کر دینا چاہا اور سرور کونین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس عظیم الشان کام کے لئے امور فرمایا اور ہدایت کے لئے قرآن پاک کو نازل کیا اور حکم دیا۔

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس

اے رسول جو احکام تجھ پر نازل کئے گئے ہیں وہ لوگوں تک کسی طرح پہنچا دے اور اگر تو نے کوئی کوتاہی کی تو تجھ پر فرض منصبی میں تساہل کا جرم عائد ہوگا۔ باقی رہا لوگوں کا ڈر، تو تجھے ان سے متعلق ڈرنا نہیں چاہیئے کیونکہ تمہاری حفاظت کے ہم خود ذمہ دار ہیں۔"

اس وقت جو دولتمند ہوتا حد سے زیادہ ہوتا اور جو غریب ہوتا وہ انتہا درجہ کا مفلوک الحال ہوتا۔ یہ مرض شروع سے چلا آتا تھا اور اس کو کوئی مؤثر علاج اب تک نہ معلوم ہو سکا تھا اسلام چاہتا تھا کہ ایک ایسی مساوات انسانی قائم ہو کر دنیا میں کوئی شخص اتنا غریب نہ رہے کہ دوسرے اُسے لونڈی غلام بنا کر رکھیں یا وہ اپنے آپ کسی دوسرے انسان کا محتاج ہو اس واسطے دولتمندوں کو حکم دیا دیکھو اگر زیادہ نہیں تو جمع شدہ روپے یا مال تجارت میں سے تھوڑی سی رقم ہر سال ایک معین حساب سے غرباء میں تقسیم کر دیا کرو ورنہ آخرت میں سخت عذاب کے دوچار ہونا پڑے گا۔ ارشاد ہوتا ہے:-

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ۵

جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اللہ کے نام پر خرچ نہیں کرتے انھیں سنا دو کہ ان کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہوگا اس دن وہ سونا چاندی جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور پھر اُس سے ان کے، ماتھے ان کی کروٹیں اور ان کی پیٹھیں داغی جائینگی اور کہا جائے گا دیکھ لو انھیں چیزوں کو تم اپنے لئے جمع کر کے رکھا کرتے تھے اب ان کا مزہ چکھو۔

اس آیت شریفہ کا نازل ہونا تھا کہ دولتمندوں کے حواس باختہ ہو گئے جو لوگ دائرہ اسلام سے باہر تھے ان کی تو خیر پرواہ ہی کیا یہاں تو وہ لوگ جو طلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے ان میں بھی چہ میگوئیاں ہونے لگیں سب حیران تھے کہ کیا کریں کسی کو جرأت نہ تھی کہ رسالتمآب سے اگر کچھ عرض کرے بالآخر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حوصلہ کیا۔ اور کہا کہ میں رسول خدا سے عرض کرتا ہوں اسی مسئلہ حل ہو جاتا ہے چنانچہ آپ مبعد رسالت میں حاضر ہو کر یوں عرض پرداز ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ۔ میرے آقا! اس آیت شریفہ پر عمل کرنا آپ کے صحابہ کے لئے سخت مشکل ہے وہ حیران ہیں کہ کیا کیا جائے یہ حکم سارے لئے بالکل ناقابل عمل ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم۔ اے عمر! گھبراؤ نہیں۔ کھانے پینے کے بعد تمہاری آمدنی میں سے جو کچھ بچ رہے اس میں اللہ کے نام پر اگر ایک قلیل سی رقم دیدو گے تو تمہارا مال پاک ہو جائے گا نقصانات و آفات کی زد سے بچا رہیگا۔ زکوٰۃ فرض کرنے میں اصل کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ دراصل کا حق صرف اس چیز پر ہے جو زکوٰۃ مہینے کے بعد بچے سونے چاندی کے خزانے جمع کر کے کیا لوگے بہترین خزانہ جو ایک انسان جمع کر سکتا ہے یہ ہے کہ اسے ایک ایسی صالح بیوی حاصل ہو کہ جب اس کی طرف نظر کرے تو اسے خوش ہو جب اس کو حکم کرے تو یہ تعمیل کرے اور جب خاوند آنکھوں سے غائب ہو تو وہ با عصمت رہے اور اس کے گھر کی حفاظت کرے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر۔ واقعی زکوٰۃ میں بیشمار فائدے ہیں۔

یہ پہلا دن تھا کہ جب دنیا سے جور وظلم اور امیری اور غریبی کا سوال ہمیشہ کے لئے اُٹھ گیا ایک طرف تو یہ حالت تھی کہ عرب میں جسے دیکھو سوائے چند ایک ہستیوں کے جو انگلیوں پر شمار کی جا سکتی تھیں سب غریب تھے اور انتہائی غریب مسلمان زکوٰۃ ادا کرنے چلے تو پہلے سال ہر شخص سخی نظر آتا تھا مگر چند ہی سالوں میں یہ حالت ہوگئی کہ جسے دیکھو خود صاحب نصاب ہے، زکوٰۃ دینے والے صبح سے شام تک مستحقین کی تلاش میں مارے مارے پھرتے مگر کوئی شخص ایسا نہ ملتا جو زکوٰۃ لینے کو تیار ہو۔ پناچہ بارہا صحابہ کرام کہ اس امر کی شکایت کرنے کا موقع ملا کہ لیجئے اب کسے زکوٰۃ دیں، کوئی لیتا ہی نہیں۔ سب کہتے ہیں کہ ہم غنی ہیں۔

ادائے زکوٰۃ کی اہمیت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں سونے کا ایک زیور پہن رکھا تھا آپ نے پوچھا اے ام سلمہ! اس زیور پر زکوٰۃ دے چکی ہو؟ آپ نے عرض کی حضور نہیں اور پوچھا کہ کیا زیور پر ہی کنز (خزانہ) کا اطلاق ہوتا ہے اور اس پر وعید ہے (جو سونے چاندی کے خزانہ جمع کرنے پر ہے)، ارشاد ہوا ہاں! اگر زکوٰۃ ادا کر دو تو پھر اس کا پہننا اور رکھنا جائز ہے۔ (ابوداؤد، قاضی)

اسماء بنت یزید رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اُن کے ساتھ ان کی بیٹی تھی جس کے ہاتھ میں دو کڑے تھے حضور نے پوچھا کہ تم اس کی زکوٰۃ دیا کرتی ہو؟ اس نے عرض کی حضور نہیں آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو کہ قیامت کے دن خدائے تعالیٰ تمہیں ان کے عوض آگ کے کڑے پہنائے؟ یہ اس بات سے اس قدر خوف زدہ ہوئیں کہ کڑے فوراً اتار پھینکے (رواہ)

حضرت عقبہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم زکوٰۃ ادا کرتے ہو اور تمہارے پاس اس قدر دولت کے خزانے ہوں تمہیں زمین کے اندر دفن کرنے کی ضرورت پیش ہو تو یہی وہ خزانے تمہارے لئے موجب عذاب نہیں ہوں گے اگر زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تو تھوڑی دولت بھی تمہارے لئے آگ کا ایندھن ہوگی۔ (طبرانی)

مسلمانوں پر زکوٰۃ کیوں فرض کی گئی

اللہ عزوجل نے ہر اس سمجھدار انسان پر جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھتا ہو ہر سال اپنے مال پر زکوٰۃ کا ادا کرنا فرض کر دیا ہے اور اسے اس قدر ضروری قرار دیا ہے کہ اگر ارکان اسلام میں سے صرف زکوٰۃ ادا نہ کی جائے باقی تمام ارکان پر عمل ہو تو یہی انسان مسلمان نہیں ایسا مسلمان جو فرضیت زکوٰۃ کا منکر ہو کافر قرار دیا گیا اور نا جب القتل ٹھہرایا گیا منکرین زکوٰۃ سے حضرت ابوبکر صدیق کی جہاد کرنا سب کو معلوم ہے اور قرآن کریم کا یہ کہنا کہ جو لوگ زکوٰۃ نہ ادا کریں گے ان کی دولت ہی سے انکی پیشانیاں گرم کی جائیں گی کوئی تھوڑی سی بات نہیں آؤ ہم غور کریں کہ اس معاملہ میں اتنی سختی کیوں قرار دیگئی اس قدر شخص جانتا ہے کہ خداوند کریم کا کوئی حکم عبث نہیں اور اسلام کا کوئی قانون ضروری نہیں۔

اسلام سے پہلے دنیا کی جو حالت تھی اس کا ایک چھوٹا سا خاکہ یہ بیان میں دکھایا جا چکا ہے مختصر کہ انسان ہونا انسان کے لئے سخت مصیبت کا باعث تھا خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو ایسی ذلیل و خوار حالت میں نہیں دیکھنا چاہتا اس کا منشاء ہے کہ تمام بنی آدم تھوڑے سے تفاوت کے ساتھ تقریباً ایک جیسے ہوں ان میں کامل مساوات ہو وہ پورے طور پر آزاد ہوں کوئی انسان دوسرے انسان کو غلام بنا کر نہ رکھے اس سے جانوروں کا کام نہ لے نہ بیگاری سے خدمت انجام دلا سکیں غرض خوش اسلوبی سے زندگی گذار سکیں اور رفتہ رفتہ زندگی کے دن کاٹ کر خوشی خوشی بہشت والے کے پاس پہنچیں۔

پس زکوٰۃ کے فرض کرنے میں صرف یہ حکمت تھی کہ دولتمندوں کی دولت دامادوں، غلاموں، مفلس لوگ فاقہ اٹھا کر اپنے پاؤں پر خود کھڑے ہوں دولتمند اپنے غریب بھائیوں کو شرمناک اور ذلت آمیز زندگی کے چکر سے نکال کر اپنے ایسی باعزت زندگی گذارنے کے قابل بنا دیں اُن سے ایسا پیار و محبت کریں جیسا ایک شفیق باپ اپنے بیٹے سے کرتا ہے یا جیسے ایک بڑا بھائی شفقانہ نظر سے اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھتا ہے سب لوگ ایک دوسرے کی عزت کریں بھوکے کو کھانا کھلائیں پیاسے کو پانی پلائیں غلام کو آزاد کرائیں مسافر کو ٹھکانا دیں۔ دین کے راستہ کی طرف بلانے والے یا دین کی حفاظت کرنے والے سپاہیوں کی ضروریات زندگی کو پورا کریں اور انھیں سامان حرب بہم پہنچائیں مفروضوں کا فرض ادا کریں ناداروں مفلس لوگوں کی امداد کریں انہیں ہمیشہ کے لئے غریبی کے ظلمات پنجہ سے نجات دلائیں انھیں باتوں کے پیش نظر زکوٰۃ فرض ہوئی چنانچہ قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم۔

زکوٰۃ تو بس فقیروں کا حق ہے اور مسکینوں کا اور ان لوگوں کا جو وصول کرنے والے ہیں اور نومسلموں کا جن کے دل پر چلنے کی ضرورت ہو اور غلاموں کا چھڑانا دینا چاہیں اور ان لوگوں کا جو کسی مصیبت میں پھنسکر مقروض ہو گئے ہوں اور جہاد کرنے والوں کا اور روزی کی تلاش میں سفر کرنے والے مسافروں کا اللہ نے یہ تمہیں فرض کیا ہے اور اللہ کو ہر بات کا علم ہے اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

اسلام کے کسی کام میں ذاتی غرض کو دخل نہیں ہے روپیہ پیسہ کا معاملہ بہت نازک ہوتا ہے اور سب ذاتی غرضیں اسی سے وابستہ ہوتی ہیں بے ایمانی، غلط بیانی، جھوٹ، دغابازی اور فریب کاری محض روپیہ حاصل کرنے کے لئے کی جاتی ہیں، مگر دیکھو یہ اسلام کسی کی ذاتی غرض کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتا، وہ چاہتا ہے کہ سب لوگ خوش حال ہوں اور مطمئن۔

زکوٰۃ فرض ہوئی تو آیت مندرجہ بالا کی تشریح میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زکوٰۃ صرف ان لوگوں سے لی جائیگی جو امیر ہوں اور غریبوں کو دی جائے گی۔ اور فرمایا کہ جو کوئی مظلوموں کی آہ سے ڈرے وجب اُن کے دل سے بددعا نکلتی ہے تو فوراً مقبول ہوتی ہے۔ ہر شخص جسے خدائے کریم نے فہم و ادراک عطا کر رکھا ہے سمجھ سکتا ہے کہ ان الفاظ کے ارشاد کرنے سے حضور پر نور کا کیا مطلب تھا صرف یہی کہ وہ اس زہرہ گداز منظر کو ہرگز ہرگز نہ دیکھ سکتے تھے کہ ایک آدمی کے پاس تو اپنی تمام ضروریات پورا ہو چکنے کے بعد دولت کے انبار لگے ہوں وہ عیش و عشرت ہی کرے سونے چاندی کے خزانے ہی جمع کرے اور دوسرے اپنے ایسے ہی انسانوں کو لونڈی غلام بنائے اور ان سے وحشیانہ سلوک روا رکھے اور دوسری طرف یہ حالت ہو کہ لکھوکھا انسان بھوکے مر رہے ہوں وہ بیمار ہوں تو دوا کے لئے انھیں پیسہ میسر نہ ہو، کپڑا پھٹ جائے تو تن ڈھانکنے

کو چھپڑا میسر نہ آئے بھوک لگے تو کھانے کو روٹی نہ ملے اس بے انصافی اور خود غرضی کو ہمیشہ کے لئے مٹا دینے کے لئے اسلام نے زکوٰۃ فرض کی۔

اقربا کے علاوہ کن لوگوں کو زکوٰۃ دینی چاہیئے

اقربا کے علاوہ آپ دیکھیں کہ زکوٰۃ کے کون لوگ مستحق ہیں قرآن پاک کی وہ آیت شریف جس کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اس کی رو سے آٹھ قسم کے لوگ زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

اول فقیر۔ فقیر وہ ہیں جو اپنا شبانہ روز گذارہ کر رہے ہوں مگر صاحب نصاب نہ ہوں اور دیگر بنا کسے وطن سے میدان ترقی میں بہت پیچھے ہوں اور اس طرح دین و ملت کی کوئی معتد بہ خدمات کر سکنے کے قابل نہ ہوں کیونکہ جو شخص آسودہ خوش حال ہو وہی ملت و مذہب کی بھی کوئی خدمت کر سکتا ہے ان لوگوں کو مال زکوٰۃ دینا چاہیئے تاکہ وہ کوئی کاروبار کر کے اپنی آمدنی بڑھا سکیں اور آئندہ سال یا دو تین سالوں میں خود صاحب نصاب ہو جائیں اور جس طرح ہو سکے ان کی پرورش کی تہی اب وہ اپنے دیگر برادر بھائیوں کی پرورش کر سکیں اور انہیں اپنے سایہ عاطفت میں لیکر ان کی امداد کریں زکوٰۃ دینے والے شخص اس جذبہ سے متاثر ہو کر زکوٰۃ دیتے ہیں۔ باقی رہے لینے والے ان کے لئے صاف طور پر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

ما یزال الرجل یسئل الناس حتی یاتی یوم القیمۃ لیس فی وجھہ مزعۃ لحم (بخاری)

جو کوئی لوگوں سے سوال کرنے کا عادی ہو قیامت کے دن اس کے چہرہ پر گوشت نہ ہوگا۔

لان یاخذ احدکم حبلہ فیاتی بحزمۃ حطب علی ظھرہ فیبیعھا فیکف اللہ بھا وجھہ خیر لہ من ان یسئال الناس اعطوہ او منعوہ (بخاری)

اگر کوئی شخص رسی لیکر اپنی پیٹھ پر لاد کر لکڑی کے گٹھڑی بیچ کر لائے اور اس سے اپنا پیٹ پالے تو وہ اس بات سے کہیں اچھا ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے کوئی اسے دے اور کوئی انکار کر دے (بخاری)

الید العلیا خیر من الید السفلی والید العلیا ھی المنفقۃ والسفلی ھی السائلۃ (مسلم)

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے اچھا ہوتا ہے اوپر والا ہاتھ دینے والے کا ہوتا ہے اور نیچا ہاتھ سوال کرنے والے کا (مسلم)

فقیر کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کر سکتا اس لئے ضروری سمجھا ہے کہ ایسے لوگ جو امداد کے مستحق ہوں ان کو خود تلاش کر کے بایں طور زکوٰۃ دیں کہ وہ سوال کو شرمندہ نہ ہو ورنہ ان کو لیتے ہوئے شرم آئیگی اور وہ فائدہ نہ اٹھا سکیں گے اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو پنجگانہ نماز کے واسطے مسجد میں آتے ہیں انہیں میں سے محلہ حضرات کو تلاش کر لیا جائے اور اگر اپنی مسجد یا محلہ میں کوئی ایسا شخص نہ ہو تو پھر اسے اگلے محلہ یا مسجد کے لوگوں میں سے تلاش کر لیں اور علی الاتفاق۔

ایک شہر کے لوگ دوسرے شہر کے لوگوں کو مال زکوٰۃ نہ دیں الا یہ کہ کسی کے عزیز و اقارب دوسرے شہر میں رہتے ہوں اور فقیر ہوں اور ان کو مال زکوٰۃ دینا ہو تو دیا جا سکتا ہے زکوٰۃ دینے والے کے لئے جو ضروری ہے کہ وہ خود فقیر کو تلاش کرے کیونکہ فقیر خود سوال نہیں کر سکتا اور جو سوال کرتا ہے وہ فقیر نہیں مسکین ہو سکتا ہے اور اگر صرف مسکینوں کو جو در در مانگتے پھرتے ہیں مال زکوٰۃ دیا جائے تو فقیر محروم رہتے ہیں حالانکہ فقراء کی امداد کی جائے تو وہ جلد از جلد اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں قرآن نے فقیر کی تعریف ذیل کے الفاظ میں کی ہے۔

للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیماھم لا یسئلون الناس الحافا

زکوٰۃ فقیروں کو دو۔ فقیروں میں جو مفلوک ہیں تلاش روزی میں سفر اختیار نہیں کر سکتے ناواقف لوگ ان کو دولتمند سمجھتے ہیں دلے پیغمبر! تو انہیں ان کی علامت سے پہچان لیتا ہے وہ پیچھے پڑ کر سوال نہیں کرتے۔

دوم مسکین۔ مسکین وہ ہیں جن بیچاروں کے پاس قوت لایموت نہ ہو اگر صبح کھانا میسر ہے تو شام کی فکر لاحق ہے اپنے لوگ بہت مصیبت زدہ ہوتے ہیں اور ان کی جلد از جلد حاجت روائی کرنی چاہیئے تاکہ وہ بھی اپنے ان لوگوں کی طرح جو اپنا کام چلا رہے ہیں برداشت ہو جائیں ان لوگوں میں یا بیچ لشکڑے اور اندھے بھی شامل ہیں جو بیچارے بہت تھوڑی روزی پیدا کرنے سے عاری ہوتے ہیں۔ ان کو سوال کرنے کی بھی اجازت ہے ان کی امداد کرنا مسلمان قوم کا اولین فرض ہے ان لوگوں کی امداد بھی اسی طرح سے کی جاتی ہے کہ وہ اپنی روزی کمانے کے قابل ہو سکیں ان کے لئے مدرسے جاری کرنے چاہئیں اور وہاں ان کی پرورش اور تعلیم کے فرض کا مکمل انتظام ہونا چاہیئے اور جو لوگ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں اور کوئی اور ہی کاروبار کرنے کے قابل ہیں ان کی امداد بھی قوم کا فرض ہے کہ وہ ہو کے زمرہ میں ان مساکین کے لئے بھی ہونا چاہیئے کہ وہ شہر شہر گھر گھر نہ پھریں اور گاؤں گاؤں مارے مارے نہ پھریں جہاں کوئی شخص رہتا ہے وہاں کے لوگ اس کے حالات سے واقف ہوتے ہیں اگر وہ مسکین ہے تو اس کے شہر کے لوگوں پر فرض ہے کہ وہ اس کی امداد کریں اور اس کو بھی چاہیئے کہ وہ ہر ایک سے مانگتے پھرنے کی اجازت نہیں۔ زکوٰۃ کا مال صرف مسلمان سے لیا جا سکتا ہے اور صرف مسلمان کو دیا جا سکتا ہے لہٰذا مساکین کو چاہیئے کہ اپنے محلہ کی مسجد کے لوگوں یا شہر یا گاؤں کے امراء سے متعارف رہیں اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ زکوٰۃ دینے اور لینے والے دونوں مسجد میں نماز ادا کرتے ہوں اسی طرح امیر غریب سب ایک دوسرے سے متعارف رہیں گے زکوٰۃ دینے والوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر کس کو دینا ہے اور لینے والے بھی بغیر کسی پریشانی کے سمجھ نہ سکیں حاصل کریں گے ان مساکین کے واسطے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی حکم ہے جو فقراء کے لئے تھا یعنی جو شخص بغیر ضرورت کے اور بطور پیشہ سوال کرے گا قیامت کے دن اس کے چہرہ پر گوشت نہ ہوگا۔

ان میں سے وہ لوگ جو توفیق کرنے اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی صلاحیت رکھتے ہوں ان کو دو تین سال کے اندر اندر اپنی حالت درست کر لینا چاہیئے تاکہ وہ زیادہ دیر تک قوم کے سر پر بوجھ نہ بنے رہیں۔

سوم مقروض۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی حادثہ آسمانی یا انسانی یا افراط کی وجہ سے کاروبار کو نقصان پہنچ جاتا ہے وہ بیچارہ آسودگی کی حالت سے فلاکت میں پھنس جاتا ہے اس کے مقروض ہونے کا تہ یہ سبب ہوتا ہے کہ اس نے سستا کھلا تھا نہ لڑکے لڑکی کی شادی وغیرہ فروغ کیا تھا یا تجارت کے کھیتی وغیرہ کو کہا جانے سے زمین کو دریا کے سیل کی وجہ سے باغات کے پھل کو باد سموم کے چلنے سے جو نقصان پہنچتا ہے وہ اس کی تباہی کا باعث ہوتا ہے۔ یا

کسی شخص کی کہیں جائز ضمانت ہی اور اُس سے روپیہ وصول نہ ہو سکی صورت میں ایسے روپیہ ادا کرنا بڑا جس کی ادائیگی کی اسے طاقت نہیں تو ان اسلامی مصیبتوں پر اُس کے تمام مسلمان بھائیوں کو بچھن ہو جانا چاہیے اسکے ترضہ کی ادائیگی زکوٰۃ فنڈ سے کر دی جائے ظاہر ہے کہ محلہ کے گاؤں کی کارکنہ زکوٰۃ فنڈ ہی اس قسم کے کاموں کو سرانجام دے سکتا ہے ایسے واقعات جس گاؤں میں ہوں اس کے لوگوں کو اپنے زکوٰۃ فنڈ سے ایسے لوگوں کی مدد کرنی چاہیئے اور اگر ان کے پاس روپیہ نہ ہو تو وہ مرکزی کمیٹی کو اطلاع کر دیں تاکہ وہ مناسب کارروائی میں لائے۔

چہارم روزی کی تلاش میں سفر کرنیوالے مسافر۔ اسلام کو ایسے لوگوں سے انتہائی ہمدردی ہے جو اپنی مالی مشکلات کی گتھیاں سلجھانے کے ذاسطے بیقرار ہوں مسلمانوں کو تعلیم دیجی ہے کہ ایسے ان بھائیوں کی ہر ممکن امداد کریں اللہ تعالےٰ ان لوگوں کی خلوص دلی سے تک منظور ہے کہ نماز تہجد کے ترک نہ کرنے کی تین وجوہ میں سے ایک وجہ یہ بتائی کہ وہ لوگ جو اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر کر رہے ہوں گے ان کے لئے قیام شب مشکل ہو جائے گا حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک جگہ تمہیں تنگی کی تنگی ہو یا ہمارے نیک ہوں تو وہ جگہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ باہش اختیار کر یو خدا تمہارے رزق میں فراخی دیگا۔

مسافروں سے وہ اشخاص مراد نہیں ہیں جنھوں نے بھیک مانگنے کے واسطے سفر اختیار کیا ہو اور اپنی روزی کمانے کا پیشہ ہی سفر کرنا اور بھیک مانگنا بنا رکھا ہو وہ لوگ جو بطور پیشہ گداگری کرتے پھرتے ہیں زکوٰۃ کے مال میں ان کا مطلق کوئی حق نہیں اگر کوئی صاحب ان کی امداد کرنا چاہیں تو مال صدقہ خیرات سے کریں۔ پس وہ لوگ جو روزی کی تلاش میں سفر کر رہے ہوں ان کو زکوٰۃ فنڈ سے امداد دینی چاہیئے

مال زکوٰۃ کن لوگوں کیلئے حرام ہے

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اپنی آل کے واسطے زکوٰۃ کا مال حرام قرار دیا ہے آپنے فرمایا کہ آلِ محمد ہاشم از کوٰۃ لوگوں کے ہاتھوں کی میل ہے ہمیں نہیں چاہیئے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں چنانچہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی ہاشمی یعنی خاندان سادات سے تعلق رکھنے والے بزرگ نے زکوٰۃ کا مال نہیں لیا یہانتک کہ اگر خاندان سادات میں سے بیت المال کے ذاسطے مال زکوٰۃ جمع کرے تو دوسرے عمال کی طرح اس کو زکوٰۃ فنڈ سے تنخواہ وغیرہ نہیں مل سکتی یا تو یہ صاحب رضاکارانہ کام کریں یا پبلک کسی دوسرے فنڈ سے ان کو تنخواہ دے۔

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم غداہ دابی دامی نے بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ کا مال ناجائز قرار دیکر یہ ثابت کر دیا ہے کہ دیانتدار لوگ اس طرح بڑی بڑی تحریکوں کو چلایا کرتے ہیں۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود زکوٰۃ کا مال لینے یا اپنی آل کو لینے کی اجازت دیدیتے تو لوگوں کے دلوں میں بلفوظ باللہ ہزاروں شبہات اللہ سکتے تھے کیا ہمارے لیڈر کارکن یا مذہبی تحریکات کو چلانے والے بزرگ اس اسوۂ حسنہ سے سبق سیکھیں گے آیا جس کام کو وہ چلانا چاہتے ہیں کہ اس کا ذکر اس کی کامیابی کی خاطر اس ایثار سے کام لیں جو بڑی بڑی تحریکات کو چلانے کے لئے ضروری ولابدی ہوتا ہے۔

وہ حضرات جو خود صاحب زکوٰۃ ہوں وہ بھی مال زکوٰۃ نہیں لے سکتے مال زکوٰۃ کے مال کو قیمت دیکر لینے میں کوئی ہرج نہیں ہے اور اسی طرح اگر کسی شخص کو زکوٰۃ کا مال ملے اور وہ ہدیۃً اپنے کسی پڑوسی یا دوست یا عالم کو خواہ وہ ہاشمی ہو یا غیر ہاشمی بھیج سکتا ہے۔ یہ کہ قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

غیر سلموں سے زکوٰۃ کا مال نہ لیا جاتا ہے اور نہ ان کو دیا جاتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو صوم وصلوٰۃ کے پابند نہ ہوں شرع محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی حرمت کو قائم نہ رکھتے ہاے چرسی بھنگی اور اسی وضع قماش کے بیکار مفلوں پیشہ ور سائلوں کو زکوٰۃ کا مال نہ دینا چاہیئے اگر ان کی امداد منظور ہو تو انہیں منصب دی جائے کہ وہ کسی مسجد سے متعلق ہو جائیں وہیں رہیں سہیں نماز روزہ ادا کریں اور محلہ کی کمیٹی کی ہدایات کے مطابق کوئی کام شروع کر دیں۔ زکوٰۃ فنڈ سے ان لوگوں کی امداد کر کے ان کو باوقار زندگی گذارنے کی اس طرح تعلیم دی جا سکتی ہے۔

زکوٰۃ کا مال صرف مقامی مستحقین پر خرچ کرنا چاہیئے وہ لوگ جو دور دراز سے چل کر آتے ہیں اور جن کے بیانات کی تصدیق کے لئے ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہوتا انھیں زکوٰۃ کا مال نہیں دینا چاہیئے کیونکہ اس طرح مقامی مستحقین کی حق تلفی ہوتی ہے اور نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

کن لوگوں پر زکوٰۃ فرض ہے

عورتوں کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم۔ عورتوں کے لئے علم ہے کہ جس کے پاس ساڑھے باون تولے سے زائد چاندی کے زیور ہوں یا ساڑھے ستاون تولے سے زائد سونے کا زیور ہو وہ ان پر ہر سال ماہ رجب میں زکوٰۃ ادا کرے ہر سال زیوروں کو تلوانا چاہیئے اور سونے چاندی کا نرخ بازار سے معلوم کر کے ان کی قیمت تولوں کے مطابق نکال کر اس قیمت کا چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ دینا چاہیئے زیورات پر زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے لئے سخت وعید آئی ہے۔

صاحب جائداد یتیموں کو زکوٰۃ ادا کرنیکا حکم۔ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو کسی یتیم کا جو صاحب جائداد ہو والی بنایا جائے اسے چاہیئے کہ وہ یتیموں کے مال سے ان کی خاطر تجارت کرے بس ایسا نہ ہو کہ زکوٰۃ ادا کرتے کرتے چند سالوں میں تمام روپیہ خود بخود ہو جائے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی شخص کو نگہبان باپ دادا کا جمع کردہ روپیہ کو نہ کھاتے رہنا چاہیئے بلکہ وہ اس کے ذریعہ تجارت میں وہ روپیہ لگا دینا چاہیئے تاکہ فیس سے اپنا پیٹ پالا جائے دوسرے زکوٰۃ ادا ہو سکے تیسرے سرمایہ روز بروز کم ہونے کی بجائے زیادہ ہوتا جائے سال کے بعد بیلنس شیٹ بنا کر زکوٰۃ نکالیں جو روپیہ سال بھر کسی کے پاس رہا اسکا چالیسواں حصہ یا اڑھائی فیصدی بطور زکوٰۃ ادا کیا جائے۔

صاحب جائداد حضرات جو کوئی تجارت نہیں کرتے ان کو زکوٰۃ ادا کرنیکا حکم بعض حضرات زمینداری کرتے ہیں اور نہ تجارت ان کے پاس کچھ نقد روپیہ ہوتا ہے اور کچھ زمین یا مکانات زمین پر انھیں سالانہ مالگذاری ملتی ہے اور مکانات کا کرایہ بھی آتا ہے اگر وہ زمین یا مکانات کی خرید و فروخت نہ کرتے ہوں تو انھیں چاہیئے کہ جس قدر روپیہ سال بھر کی ضروریات پورا ہونے کے بعد ان کے پاس بچا رہے اس کا چالیسواں حصہ یا اڑھائی فیصدی بطور زکوٰۃ ادا کریں مکانات یا جائداد کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں لگے گی اور اگر وہ مکانات اور زمین کی خرید و فروخت کرتے ہوں تو پھر ان چیزوں کی قیمت پر بھی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

زکوٰۃ کا حکم زمینداروں کے لئے زمینداروں کو چاہیئے کہ اگر وہ غلہ گندم

وغیرہ کا ذخیرہ رہتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ سال کے بعد جس قدر اخباس ان کے پاس بچے اس پر وہ زکوٰۃ ادا کردیں چونکہ انگلش ہندوستان کے زمینداروں کا ذخیرہ نہیں رکھتے بلکہ بجکہ فوراً روپیہ حاصل کرلیتے ہیں لہٰذا ان کے پاس سال کے بعد جس قدر روپیہ مصارف ضروریہ کے بعد بچ رہے اس پر چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ ادا کریں۔

تجارت پیشہ حضرات کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم

تجارت پیشہ حضرات کو چاہیئے کہ وہ جس طرح انکم ٹیکس کے لئے بیلنس شیٹ تیار کرتے ہیں ہر سال ماہ رجب کی پہلی تاریخ کو ایک بیلنس شیٹ تیار کریں میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک تاجر بیلنس شیٹ بنانے کا طریقہ جانتا ہے کیونکہ ہر سال حسابات کی یہ تفصیل تیار کئے بغیر کوئی شخص کامیابی کے ساتھ دوکان نہیں چلا سکتا۔ انکل انکم ٹیکس والوں نے ہر دوکاندار کو مجبور کر رکھا ہے کہ وہ اپنے مکمل حسابات سال بسال تیار کریں تاکہ ان کی جانچ پڑتال کے بعد ان پر مناسب انکم ٹیکس لگایا جائے بس جس طریق پر انکم ٹیکس کے لئے حسابات تیار کئے جاتے ہیں اسی طریق سے زکوٰۃ کے لئے حسابات تیار کرنا ہوتا ہے۔ بیلنس شیٹ سے آپ کو دو باتیں معلوم ہونگی ایک تو یہ کہ گذشتہ سال جب کاروبار شروع کیا تھا تو راس المال یعنی سرمایہ کس قدر تھا۔ دوسرے یہ کہ اس سال تجارت میں کس قدر نفع یا نقصان ہوا۔

جس رقم پر زکوٰۃ لگائی جائیگی اُس کے معلوم کرنیکا طریقہ

جب بیلنس شیٹ بنالیا جائے اور راس المال اور نفع و نقصان معلوم ہوجائے تو نفع کی حالت میں ابتدائے سال میں جس قدر راس المال تھا اس میں سے فرنیچر اور آلات صنعت کی موجودہ قیمت نکال کر باقی روپیہ پر زکوٰۃ ادا کی جائے اور اگر خدانخواستہ نقصان ہوا تو ابتدائے سال میں جس قدر راس المال تھا اس میں سے نقصان کی رقم اور فرنیچر اور آلات صنعت کی موجودہ قیمت نکال کر باقی پر زکوٰۃ ادا کی جائے اگر ایسا ہوا تو اشد کاروبار میں نقصان ہرگز نہ ہوگا اور جو حالات زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کے مال و منال کو لاحق ہوسکتے ہیں ان سے یہ محفوظ رہے گا کیونکہ رسول پاک فداہ ابی و امی نے فرمایا کہ اذا ادیت الزکوٰۃ مالک فقد قضیت ما علیک (ترمذی) (ترجمہ) جب تو نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی تو نے سر پر جو بلا تھی وہ ٹل گئی۔

راس المال میں سے فرنیچر اور آلات صنعت کو علیحدہ کرنا کیوں ضروری ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابی سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یامرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ارشاد فرمایا کرتے تھے ان نخرج ما نعد للبیع کہ زکوٰۃ کے حساب میں صرف قابل فروخت چیزیں شمار کیا کرو۔"

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھیتی باڑی کرنے والے بیل پر کوئی زکوٰۃ نہیں پس ائمہ ثلاثہ یعنی امام ابوحنیفہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک تاجروں کو صرف اسی مال پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے جو فروخت کی غرض سے رکھا ہو

اگر ریلوں کا حساب لیا جائے تو کم از کم ساڑھے باون روپے پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ آج کل ہندوستان میں اشرفی یا ہرگز رواج نہیں پھر حال اگر کسی صاحب کے پاس ہزہا اور اشرفیاں ہوں تو ان کو شمار کرکے وزن معلوم کرلیں اور وزن کا چالیسواں حصہ یعنی اڑھائی فیصدی بطور زکوٰۃ ادا کردیں بشرطیکہ وہ ساڑھے سات تولے سے زائد ہوں۔

یہ ظاہر ہے کہ بیلنس شیٹ کو بنانے وقت بٹہ کھاتہ کو شمار کرلیا جاتا ہے بٹہ کھاتہ ہمیشہ نقصان سمجھا جاتا ہے اور اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں اور اگر بھلا زمانہ چل کر وہ روپیہ وصول ہوجائے تو اسے منافع سمجھا جائیگا اور اس پر زکوٰۃ لازم آئے گی۔

بیلنس شیٹ کی اہمیت سے کوئی دوکاندار ناواقف نہیں ہر چھوٹی موٹی تجارت کرنے والے کو اپنا حساب کتاب معقول طریقے پر رکھنا چاہیئے اور اگر سرکاری انکم ٹیکس کے لئے نہیں تو خدائی انکم ٹیکس (زکوٰۃ) کے واسطے ہر سال ماہ رجب میں حساب کی تفصیل تیار کرکے زکوٰۃ نکالنی چاہیئے دنیاوی مالی ترقی کے لئے حسابات کو جس قدر اہم سمجھا جائے اسی قدر کم ہے یورپین ممالک کی اس حیرت زا تجارتی ترقی کی وجہ سے محض ان حسابات سے تغافل نہ ہونا ہے اور مسلمانوں کی تباہی اس سے بے پرواہ ہونے کی وجہ سے ہے پس اگر زکوٰۃ ہی کی خاطر حساب لکھا جائے تو دوسرے تمام معاملات بھی سدھر جاتے ہیں۔

میرا پختہ یقین ہے کہ مسلمان تجار کی تمام مالی مصیبتوں اور دوسری مشکلوں کا صرف یہ حل ہے کہ وہ ہر سال اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرنا شروع کردیں جس کے واسطے انھیں مجبوراً حسابات درست رکھنے ہوں گے اور یہ حسابات ان کی تجارتی پوزیشن اس طرح اُن کے سامنے آئینہ کی طرح صاف رکھیں گے اور اگر اس قدر ہوجائے تو تجارت میں نقصان اٹھانا بعض ناممکن ہے۔

اتحاد عمل اور وحدت خیال کی ضرورت

پیشہ ور بھیک منگوں کے انسداد کے لئے ہر جماعت ہر ملک کے کونے کونے اور چپے چپے میں بلکہ ہر محلہ میں مسلمانوں کی زکوٰۃ کمیٹیاں جلد از جلد قائم ہوجانی چاہئیں ان کمیٹیوں کے ممبروں میں وحدت خیال اور اتحاد عمل کا جذبہ کارفرما ہو لوگ آپس میں اس طرح شیر و شکر ہوں کہ کوئی ایک دوسرے کو جدا نہ کرسکے۔ یہ لوگ مل کر باہمی تبادلۂ خیالات سے اپنی سوجھ بوجھ اور ترقی کے ذرائع اختیار کریں۔ ان پر عمل پیرا ہوکر اپنا اور اپنی قوم کا افلاس دور کریں اپنی اقتصادی اہمیت کو بڑھائیں۔

قومی بیت المال کی ضرورت

مسلمانوں کی آج وہی حالت ہورہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے دس بارہ سو سال بعد بنی اسرائیل کی ہوئی تھی اکثر و بیشتر لوگ یہ سمجھ گئے ہیں کہ آجکل نظام تمدن کا یہ حال ہے کہ مسلمان اس طرف ہے کہ دو لقمۂ اور مفلس تر ہوجائیں مگر مذہبی نقطۂ نگاہ سے جیسا کہ سطور بالا میں بالتشریح بتایا جاچکا ہے ہمارا فرض ہے کہ مفلسوں کو زیادہ مفلس اور جاہلوں کو زیادہ جاہل ہونے سے بچائیں اس لئے ہمارا خیال ہے کہ ہمیں ایک ایسے قومی بیت المال کی ٹھوس بنیاد رکھنی چاہیئے جس میں صدقات و خیرات کا روپیہ جمع ہو اور جو وقت ضرورت گاؤں یا شہر کے غربا و مساکین کی مالی اعانت کا کفیل ہوسکے۔

قومی بیت المال کی ضرورت و اہمیت اور اس کے فوائد پر تفصیلی بحث ہو یہ وہ مسئلہ ہے کہ جس پر ہر قریہ، ہر شہر، ہر ملک اور ہر بڑے مجمع میں ہر مسلمان وقتاً فوقتاً

بحث کر رہے ہے مسلمانوں کی اقتصادی اور اجتماعی بربادی پر آٹھ آٹھ آنسو بہا کر تو ہی بیت المال کے قیام کی اپنی تمام بیماریوں کا واحد علاج سمجھتا ہے بس ہمارے نزدیک اس عام تاثر اور احساس کے زمانہ میں وقت آگیا ہے کہ تمام اسلامیان ہند آج سے تہیہ کرلیں کہ وہ ہر محلے کی سمجھدار میں مسلمانوں کی زکوٰۃ کمیٹیاں بنا کر زکوٰۃ صدقہ الہ خیرات کا روپیہ جمع کر کے ایک منظم اور باضابطہ طریقہ سے ضرورتمندوں میں تقسیم کریں اس روپیہ کے جمع کرنے اور اس کے تقسیم کرنے کے واسطے قواعد و ضوابط بنائیں حسابات بالکل موجودہ زمانہ کے طریقے کے مطابق نہایت صاف ستھرے رکھے ہیں اور ہر وہ شخص جو اپنا مال زکوٰۃ، صدقہ، یا خیرات کمیٹی کو دیتا ہے اس بات کا مجاز ہو کہ جب چاہے حساب کتاب کو دیکھ سکے۔ بڑا مال کر کے اپنی تسلی کر سکے اگر خدانخواستہ کسی سے کوئی بے ایمانی کی حرکت سرزد ہو تو اسے عبرت انگیز سزا دی جائے۔

یہ مسئلہ بیشک مشکل ہے اور اپنے حل و عقد کے لئے زیادہ قابلیت اور پختہ کاری کا طالب ہے لیکن آپ کو یہ معلوم ہو وقت پیش نظر رکھنا چاہیے کہ جب خدا انسان پر ایک نیا بار ڈالتا ہے تو غیبی اس کا سہارا بن جاتا ہے" انسان جب تک کوئی کام شروع نہیں کرتا اس وقت تک اسے صدہا مشکلات نظر آیا کرتی ہیں لیکن تاریخ بتا رہی ہے کہ ہمارے ہی جیسے کمزور انسانوں نے بڑے بڑے پہاڑوں میں سرنگیں کھود دی ہیں اور زمین کھود کھود کر سمندر بنا دیا ہے۔

اگر فرض کر لیا جائے کہ ایک محلہ میں سو سو ڈیڑھ ڈیڑھ سو گھر آباد ہیں تو اس میں کیا وقت ہے کہ محلہ کے تین یا چار ذی اثر اور معتبر آدمی منتخب کر لئے جائیں جو ہر گھر کی زکوٰۃ و خیرات وصول کر کے کمیٹی کے دفتر میں جمع کرا دیا کریں وہ ہدایت عمدہ انتظامات کے ساتھ احکام الٰہی کے مطابق قومی کاموں میں ممبران کی رائے کے مطابق خرچ کریں ہر شخص بلا کسی دقت کے ایسا کر سکتا ہے کہ اپنی زکوٰۃ کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ تو بطور خود اپنے مستحق اعزا و اقربا کو دیدے اور باقی تین حصے اپنے محلے کی زکوٰۃ کمیٹی کے پاس جمع کرا کے رسید حاصل کر لے کمیٹی کے ارکان کا فرض ہوگا کہ وہ محلہ کی بیواؤں یتیموں اور معذور اشخاص لوگوں کی ایک فہرست تیار کریں تاکہ اس محلہ کے مستحق اس زکوٰۃ فنڈ سے باآسانی مستفید ہو سکیں ہم نے مندرجہ بالا تجویز آپ کے سامنے پیش کر دی ہے اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ آپ کی خیرات صرف انہیں لوگوں کو ملے جو مستحق ہیں اور اگر آپ کی یہ تمنا ہے کہ آپکی قوم فاقہ کشوں اور محتاجوں کے وجود سے پاک ہو جائے تو یہی پاک کمائی کو صرف انہیں لوگوں کی امداد پر خرچ کیجیے جن کا آپ پر حق ہے اگر آپ ایک عزم راسخ کے ساتھ کھڑے ہو گئے تو یقیناً وہ دن دور نہیں ہوگا جب آپ کی قوم کے وہ غریب اور نادار بچے جن کا وجود قوم کے لئے بصورت موجودہ باعث ننگ ہے تعلیم پا کر یا صنعت و حرفت سیکھ کر کل کو اس قابل ہو جائینگے کہ قوم ان پر بجا طور پر ناز کر سکیگی اور کیا اس وقت جو بھی خوشی اور مسرت آپ کو حاصل ہوگی وہ آپ کی تھوڑی سی تکلیف کا کافی معاوضہ نہ ہوگی۔ اگر ہم نے خدا کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنا سیکھ لیا تو یقین جانئے علاوہ ابدی راحتوں کے ہمیں دنیا کی سربلندی بھی حاصل ہوگی اور ہم پھر اسی منتخب قوم میں

نقد و نظر

ترجمان القرآن ماہوار حیدرآباد دکن تحریک القرآن کے نام سے کچھ عرصہ ہوا ایک بس قائم ہوئی تھی جس کا مقصد قرآن تھا اس کے اہتمام سے ترجمان القرآن کے نام سے ایک ماہوار رسالہ جاری کیا گیا تھا جس کے ایڈیٹر غالباً مولوی ابو محمد مصطفےٰ صاحب تھے جنہ پر جے مولانا مصلح صاحب کی ادارت میں کامیابی کے ساتھ نکلے اس کے بعد بعض وجوہ کی بنا پر اس رسالہ کی ادارت مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی دہلی بڑی کے سپرد کی گئی اور سید صاحب نے باوجود دشواریات کے ایک ایسے اہم رسالہ کی ادارت کی ذمہ داریاں قبول فرمالیں مولانا ابوالاعلیٰ صاحب علمی و ادبی طبقہ اور مربی کے ناظرین ابھی طرح واقف ہیں آپ ایک عرصہ تک جمعیۃ العلماء کے ارگن سہ روزہ الجمعیۃ کی ادارت کے فرائض بھی انجام دے چکے ہیں کئی اہم کتابوں کے مصنف و مترجم بھی ہیں اور ایک اچھے سلیقہ شعار انشاء پرداز ہونے کے ساتھ خالص علمی و ادبی ذوق کے مالک ہیں اور مسلمانوں کے علوم و مسائل پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں اور جو کچھ لکھتے ہیں وہ سنجیدہ علمی طریقہ پر دلیل ہوتا ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اس رسالہ کا مقصد علوم و معارف قرآنی کی نشر و اشاعت ہے اس مقصد کے پیش نظر ہمیشہ نہایت بلند پایہ اور تحقیقانہ مضامین اس میں شائع ہوتے رہے ہیں جو علوم القرآنیہ و معارف قرآنیہ سے متعلق ہوتے ہیں۔

مسلمان کو اس وقت بڑی ضرورت ہے کہ ان کا صحیح نمائندہ گا کر خدا کی وسیع زمین پر اس کے نیلگوں آسمان کے نیچے سب سے زیادہ پیش قیمت متاع قرآن اور صرف قرآن ہی ہے اور ہر قرآن اور عہد کے مسلمانوں نے قرآن حکیم کی خدمت کی ہے اور یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ دنیا میں کوئی دوسری قوم اس باب میں مسلمانوں کی مقابلہ میں کہ سکتی گذشتہ ڈیڑھ دو صدیوں میں عیسائیوں نے انجیل کی بہت زیادہ اشاعت کی ہے لیکن اس کو صرف ریہ کا گرفتہ کہا جا سکتا ہے اس کے مقابلہ پر مسلمانوں نے علمی حیثیت سے قرآن حکیم کے ساتھ جس قدر شغف کا اظہار کیا کہ محض قرآن حکیم کے سلسلہ میں متعدد علوم اور فنون مدون ہو گئے چونکہ مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے کہ علم انسانیت کی نجات قرآن قرآن حکیم ہی پر منحصر ہے اس لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ جس قدر ہو سکے اور جہاں تک امکان میں ہو قرآن حکیم کے معارف و حقائق کی اشاعت کی جائے اور نئے نئے عنوانوں جدید علیہ عرفان کی مطابقت کے ساتھ قرآن اور اس کی ہدایت فرمائی کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔

ترجمان القرآن کے اس وقت تک جس قدر نمبر شایع ہوئے ہیں وہ اس حقیقت کے مظہر ہیں کہ جس غرض و مقصد کو پیش نظر رکھکر یہ رسالہ نکالا گیا ہے کہ وہ جس وجوہ پورا ہو رہا ہے خصوصاً جب سے مولانا ابوالاعلیٰ صاحب کے ہاتھ میں اس رسالہ کی زمام ادارۃ آئی ہے رسالہ کی علمی حیثیت بہت بلند ہو گئی ہے اور متعدد ایسے بلند پایہ مضامین شایع ہو چکے ہیں جو بلند سے بلند علمی رسالہ کے لئے بھی باعث فخر ہو سکتے ہیں۔ مضامین کی ترتیب، کتابت، طباعت کاغذ وغیرہ سب بہتر قسم کا ہوتا ہے۔ چندہ سالانہ پانچ روپیہ نمونہ غالباً مفت ملتا ہوگا۔

منیجر رسالہ ترجمان القرآن۔ خیریت آباد (حیدرآباد دکن)

اشارات عبرت

(از علامہ سید ابوالاعلیٰ مودودی مدیر و مہتمم ترجمان القرآن، دکن)

سیاست، تجارت، صنعت و حرفت، اور علوم و فنون کے میدانوں میں مغربی قوموں کے حیرت انگیز اقدامات کو دیکھ کر بہت سے دل اور دماغ سخت دہشت زدہ ہو جاتے ہیں، انھیں یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ شاید ان قوموں کی ترقی لازوال ہے، دنیا پر ان کے غلبہ و تسلط کا دائمی فیصلہ ہو چکا ہے، ربع مسکوں کی حکومت اور عناصر کی فرمان روائی کا انھیں ٹھیکہ دیدیا گیا ہے اور ان کی طاقت ایسی مضبوط بنیادوں پر قائم ہو گئی ہے کہ کسی کے اکھاڑے نہیں اکھڑ سکتی۔

ایسا ہی گمان ہر زمانے میں ان سب قوموں کے متعلق کیا جا چکا ہے جو اپنے اپنے وقت کی غالب قوتیں تھیں، مصر کے فراعنہ عرب کے عاد و ثمود، عراق کے کلدانی، ایران کے اکاسرہ، یونان کے جہانگیر، فاتح روم کے عالمگیر فرمانروا، اسلام کے جہاں کشا خاقان تاتار کے عالم سوز سپاہی سب اس کرۂ خاکی کے اسٹیج پر اسی طرح غلبہ و قوت کے تماشے دکھا چکے ہیں ان میں سے جس جس کے کھیل کی باری آئی اس نے اپنی جلت پھرت کے کرتب دکھا کر اسی طرح دنیا کو حیرت میں ڈال دیا ہے، ہر قوم جب ابھی ہے تو وہ اسی طرح دنیا پر چھا گئی ہے اسی طرح اس نے چار دانگ عالم میں اپنی شوکت و جبروت کے ڈنکے بجائے ہیں اسی طرح دنیا نے مبہوت ہو کر گمان کیا ہے کہ ان کی طاقت لازوال ہے۔ مگر جب ان کی اجل پوری ہو گئی اور حقیقت میں لازوال طاقت کہنے والے فرمانروا نے ان کے زوال کا اٹل فیصلہ صادر کر دیا، تو وہ ایسے گرے کہ اکثر تو صفحۂ ہستی سے ناپید ہی ہو گئے اور بعض کا نام و نشان اگر دنیا میں باقی رہا بھی تو وہ اس طرح کہ وہ اپنے محکوموں کے محکوم ہوئے اپنے غلاموں کے غلام بنے، اپنے مغلوبوں سے مغلوب ہو کر رہے قد خلت من قبلکم سنن فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین۔

کائنات کا نظام کچھ اس طرح واقع ہوا ہے کہ اس میں کہیں سکون اور ٹھہراؤ نہیں ہے، ایک پیہم حرکت، تغیر اور گردش ہے جو کسی چیز کو ایک حالت پر قرار نہیں لینے دیتی، مرکبوں کے ساتھ ایک فنا ہے، ہر بناؤ کے ساتھ ایک بگاڑ ہے، ہر بہار کے ساتھ ایک خزاں ہے، ہر جڑ، باؤ کے ساتھ ایک اکھاڑ ہے اور اسی طرح اس کا عکس بھی ہے ایک ماشہ بھر کا دانہ اگ ہوا میں اڑا اڑا پھرتا ہے، کل وہی زمین میں اسے کھا رگل کر کے ایک تناور درخت بن جاتا ہے، پرسوں وہی سڑ کر ہیچ مدخاک ہو جاتا ہے، پھر فطرت کی نمو بخشنے والی قوتیں اسے بھاڑ کر کسی دوسرے بیج کی پرورش میں لگ جاتی ہیں یہ زندگی کے آثار جو ہمارے سامنے ہیں ان میں سے کسی ایک شے کو زیادہ طویل مدت تک جاری رہتے ہوئے دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ یہ حالت دائمی ہے اگر اکھاڑ رہے تو سمجھتا ہے کہ اکھاڑ ہی رہے گا اگر جڑ باؤ ہے تو خیال کرتا ہے کہ جڑ باؤ ہی رہے گا لیکن یہاں فرق جو کچھ بھی ہے دیر اور سویر کا ہے دوام کسی حالت میں بھی نہیں ہے وتلک الایام نداولھا بین الناس۔

دنیا کے حالات ایک طرح کی دوری حرکت میں گردش کر رہے ہیں پیدائش اور موت، جوانی اور بڑھاپا، قوت اور ضعف، بہار اور خزاں، زندگی اور پژمردگی سب اسی گردش کے مختلف فنون ہیں اس گردش میں باری باری سے ہر چیز پر ایک دور انحال کا آتا ہے جس میں وہ بڑھتی ہے پھلتی ہے قوت اور زندہ دلی کا ہی حسن اور بہار کی نمائش کرتی ہے حتیٰ کہ اپنی ترقی کی انتہائی حد کو پہنچ جاتی ہے پھر ایک دوسرا دور آتا ہے جس میں وہ گھٹتی ہے، مرجھاتی ہے، ضعف اور ناتوانی میں مبتلا ہوتی ہے اور آخر کار رو بہ موت ہوتی ہے اور جو قومیں اس کا خاکہ کر دیتی ہیں جنھوں نے اس کی ابتدا کی تھی۔

یہ اپنی مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اور دنیا کی سب چیزوں کے مانند یہی سنت انسان پر بھی جاری ہے خواہ اس کو فرد کی حیثیت سے لیا جائے یا قوم کی حیثیت سے ذلت اور عزت، عسر اور یسر، تنزل اور ترقی اور ایسی ہی دوسری تمام کیفیات اسی ہندسی حرکت کے ساتھ مختلف افراد اور مختلف قوموں میں تقسیم ہوتی رہتی ہیں، باری باری سے سب پر یہ دور گذرتے ہیں ان میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اس تقسیم میں کلیۃً محروم رکھا گیا ہو یا جس پر کسی ایک کیفیت کو دوام بخشا گیا ہو عام اس لئے کہ وہ اقبال کی کیفیت ہو یا ادبار کی سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔

روئے زمین کے چپہ چپہ پر ہم کو ان قوموں کے آثار ملتے ہیں جو ہم سے پہلے گذری ہیں وہ اپنے تمدن، تہذیب، اپنی صنعت و کاریگری، اپنی شہر بندی و آبادی کے ایسے نقشات دنیا میں چھوڑ گئی ہیں جن کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اقبال کی ترقی یافتہ اور غالب قوموں سے کچھ کم نہ تھیں بلکہ اپنے عہد میں بسا اوقات کچھ ان سے زیادہ ہی تھا کانوا اشد منھم قوۃ واثاروا الارض وعمروھا اکثر مما عمروھا مگر پھر ان کا حشر کیا ہوا؟ اقبال سامنے دیکھ کر وہ ہو کر کھا گئے نعمتوں کی بارش نے ان کو غرہ میں ڈالدیا خوشحالی ان کیلئے فتنہ بن گئی غلبہ اور حکومت سے مغرور ہو کر وہ جبار و قہار بن بیٹھے، انہوں نے اپنے کرتوتوں سے اپنے نفس پر آپ ظلم کرنا شروع کر دیا واتبع الذین ظلموا ما اترفوا فیہ وکانوا مجرمین فجعلنا ھم ان کی سرکشی کے باعث ان کو ہلاک ہی کر دینے کا فیصلہ کر لیا وکاین من قریۃ اھلیت لھا وھی ظالمۃ اور یہ فیصلہ جس طرح پہلی معلوم و معمول قوموں کے لئے ہوا اسی طرح بعد کی قوموں کے لئے بھی ہوتا رہا۔ وان لو ما عدن سبلک کالف سنۃ مما تعدون مگر ہر مہلت ان کے لئے ایک نیا فتنہ بن گئی وہ سمجھے کہ خدا ان کی تدبیروں کے مقابلہ میں عاجز آگیا ہے اور اب دنیا پر خدا کی نہیں ان کی حکومت ہے آخر کار جب ابھی بھڑک اٹھا ان کی طرف سے نظر عنایت پھر گئی اقبال کے بجائے ادبار کا دور آگیا ان کی چالوں کے مقابلہ میں خدا بھی ایک چال چلا مگر خدا کی چال ایسی تھی کہ اس کو سمجھ ہی نہ سکتے تھے پرس کا تو کمال سے کرتے ومکروا ومکرنا مکرا وھم لا یشعرون خدا کی چال سامنے سے نہیں آتی وہ ان کے اندر سے اس کے دماغ اور دل میں مرا

کر کے اپنا کام کرتی ہے وہ انسان کی عقل، اس کے شعور، اس کی تمیز، اس کی فکر، اس کے حواس پر حملہ کرتی ہے وہ اس کے سینے کی آنکھیں پھوڑ دیتی ہے وہ اس کو اندھا اور بہرا نہیں بلکہ عقل کا اندھا بنا دیتی ہے فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور (اور جب اس کے دل کی آنکھیں پھوٹ جاتی ہیں تو ہر تہ بر چیز کو اپنی بہتری کے لئے سوچتا ہے وہ الٹی اس کے خلاف پڑتی ہے ہر قدم جو وہ کامیابی کے مقصود کی طرف بڑھاتا ہے وہ اس کو ہلاکت کے جہنم کی طرف لے جاتا ہے اس کی ساری قومیں خود اس کے خلاف بغاوت کر دیتی ہیں اور اس کے اپنے ہاتھ اس کا گلا گھونٹ کر رکھ دیتے ہیں فانظر کیف کان عاقبۃ مکرھم انا دمرنا ھم و قومھم اجمعین۔

اس اقبال و ادبار کا ایک مکمل نقشہ ہم کو آل فرعون اور بنی اسرائیل کے قصے میں ملتا ہے اہل مصر جب ترقی کے انتہائی معارج کو پہنچ گئے تو انہوں نے ظلم و سرکشی پر کمر باندھی ان کے بادشاہ فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا اور ایک کمزور قوم بنی اسرائیل کو جو حضرت یوسف کے زمانہ میں وہاں جا کر آباد ہو گئی تھی حد سے زیادہ چیرہ دستم کا تختہ مشق بنایا آخر جب اس کی اور اہل مصر کی سرکشی حد سے زیادہ بڑھ گئی تو خدا نے ارادہ کیا کہ ان کو نیچا دکھائے اور اسی ضعیف قوم کو سربلند کرے جس کو وہ ہیچ سمجھتے تھے چنانچہ اللہ کا ارادہ پورا ہوا اس ضعیف قوم میں حضرت موسیٰ پیدا کئے گئے ان کو خود فرعون کے گھر میں خدا اس کے ہاتھوں سے پرورش کرایا گیا اور انھیں اس خدمت پر مامور کیا گیا کہ اپنی قوم کو مصریوں کی غلامی سے نجات دلائیں انہوں نے فرعون کو نرمی کی راہ سے سمجھانا چاہا مگر نہ مانا بالآخر خدا کی طرف سے فرعون اور اس کی قوم کو مسلسل تنبیہیں کی گئیں قحط پر قحط پڑے طوفان برطوفان آئے خون برسا مکھی، دل ان کی کھیتیوں کو چاٹ گئے جوئیں اور پیٹ کیڑوں نے ان کو خوب ستایا مگر ان کے کبر میں فرق نہ آیا فاستکبروا و کانوا قوما مجرمین جب تمام حجتیں ایک ایک کر کے ختم ہو چکیں تو عذاب الٰہی کا فیصلہ نافذ ہو گیا خدا کے حکم سے حضرت موسیٰ اپنی قوم کو لیکر مصر سے نکل گئے فرعون اپنے لشکروں سمیت سمندر میں غرق کر دیا گیا، اور مصر کی طاقت ایسی تباہ ہوئی کہ صدیوں تک نہ ابھر سکی فاخذنہ وجنودہ فنبذنھم فی الیم فانظر کیف کان عاقبۃ الظلمین

پھر بنی اسرائیل کی باری آئی مصری قوم کو گرانے کے بعد کائنات کے حقیقی فرمانروا نے اس قوم کو زمین کی حکومت بخشی جو بنیاد تھی دلیل و انوار تھی ورثنا القوم الذین کانوا یستضعفون مشارق الارض و مغاربھا التی برکنا فیھا وتمت کلمۃ ربک الحسنیٰ علی بنی اسرائیل بما صبروا۔ اور اس کو دنیا کی تمام قوموں پر فضیلت عطا فرمائی و انی فضلتکم علی العلمین۔

مگر یہ فضیلت اور وراثت ارضی جس عمل کی شرط کیساتھ مشروط تھی حضرت موسیٰ کی زبان سے پہلے ہی کہلوا دیا گیا تھا کہ تم کو زمین کی خلافت دی تو ضرور دیکھے گی مگر اس بات پر بھی نظر رکھی جائے گی کہ تم کیسے عمل کرتے ہو کیف تعملون اور یہ وہ شرط ہے جو بنی اسرائیل کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ جس قوم کو بھی زمین کی حکومت دی جاتی ہے اس پر شرط لگا دی جاتی ہے ثم جعلنکم خلئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعلون۔

بس جب بنی اسرائیل نے اپنے رب سے سرکشی کی اس کے کلام میں تحریف کی حق کو باطل سے بدل دیا۔ حرام خواری، جھوٹ، بے ایمانی اور عہد شکنی کا شیوہ اختیار کر لیا، حریص، بزدل اور نامراد طلب بن گئے اپنے انبیاء کو قتل کرنا ان کی طرف بلانے والوں سے بھیک مانگنے لگے ان پر ذلت کی اطاعت، عیاشی کی طلب اور شرک کی محبت غالب آ گئی اللہ رب العالمین کی نظر ان کی طرف سے اٹھ گئی ان سے زمین کی وراثت چھین لی گئی ان کو عراق، یونان اور روم کے جابر سلاطین سے پامال کرایا گیا ان کے گھر سے بے گھر کر دیا گیا ان کو ذلت و خواری کے ساتھ ملک ملک کی خاک چھنوائی گئی اور حکومت کا استحقاق ہمیشہ کے لئے ان سے چھین لیا گیا تین ہزار برس سے یہ خدا کی لعنت میں ایسے گرفتار ہوئے ہیں کہ دنیا میں ان کو کہیں عزت کا ٹھکانا نہیں ملتا ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ وباؤا بغضب من اللہ۔

آج اسی سنت الٰہی کا اعادہ پھر ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے جس شامت اعمال میں پہلی قومیں گرفتار ہوئی تھیں اسی شامت نے آج مغربی قوموں کو آن پکڑا ہے جتنی تنبیہیں ممکن تھیں وہ سب ان کو دی جا چکی ہیں جنگ عظیم کے مصائب معاشی مشکلات، بے کاری کی کثرت امراض خبیثہ کی شدت نظام عالمی کی برہمی یہ سب کھلی ہوئی روشن آیات ہیں جن سے وہ اگر آنکھیں رکھتے تو معلوم کر سکتے تھے کہ ظلم و سرکشی، نفس پرستی اور حق فراموشی کے کیا نتائج ہوتے ہیں مگر وہ ان آیات سے سبق نہیں لیتے حق سے منہ موڑنے پر برابر اصرار کئے جا رہے ہیں ان کی نظر علت مرض تک نہیں پہنچتی وہ صرف آثار مرض کو دیکھتے ہیں اور انہی کی علاج کرنے میں اپنی ساری تدبیریں صرف کر ڈالتے ہیں اسلئے جوں جوں دوا کی جاتی ہے مرض بڑھتا چلا جاتا ہے اب حالات کہہ رہے ہیں کہ تنبیہوں اور محجوں کا دور ختم ہونے والا ہے اور آخری فیصلہ کا وقت قریب ہے۔

قدرت الٰہی نے دو زبردست شیطان مغربی قوموں پر مسلط کر دیے ہیں جو ان کو ہلاکت اور تباہی کی طرف کھینچے لے جا رہے ہیں ایک قطع نسل کا شیطان ہے اور دوسرا جنگ کا شیطان پہلا شیطان ان کے افراد پر مسلط ہے اور دوسرا ان کی قوتوں اور سلطنتوں پر پہلے نے ان کے مردوں اور ان کی عورتوں کی شکلیں خراب کر دی ہیں وہ خود ان کے اپنے ہاتھوں سے ان کی نسلوں کا استیصال کرا رہا ہے وہ انھیں منع حمل کی تدبیریں سجھاتا ہے اسقاط حمل پر آمادہ کرتا ہے عمل تعقیم کو فائدہ بتاتا ہے جس سے وہ اپنی قوتِ تولید کو ناجیج ہی مار دیتے ہیں انھیں اتنا شقی القلب بنا دیتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو آپ ہلاک کرتے ہیں غرض یہ شیطان وہ ہے جو بتدریج ان سے نفوذ کشی کرا رہا ہے دوسرے شیطان نے ان کے بڑے بڑے سیاسی دماغوں اور جنگی سپہ سالاروں سے صحیح فکر اور صحیح تدبیر کی قوت سلب کر لی ہے وہ ان میں خود غرضی، سابقہ، منافرت، عصبیت اور حرص و طمع کے جذبات پیدا کر رہا ہے وہ ان کو مخاصمہ اور معاندگروہوں میں تقسیم کر رہا ہے انھیں ایک دوسرے کی طاقت کا مزا چکھانا چاہتا ہے کہ یہ بھی عذاب الٰہی کی ایک صورت ہے او یلبسکم شیعا ویذیق بعضکم باس بعض وہ ان کو ایک

بڑھی زبردست خونریزی کے لئے تیار کر رہا ہے جو تمدن کی نہیں بلکہ آفاقی ہوگی اس نے تمام دنیا میں بارود کے خزانے جمع کر رکھے ہیں اور جگہ جگہ خطرے کے مرکز بنا رکھے ہیں اب وہ صرف ایک وقت کا منتظر ہے جونہی کہ اس کا وقت آیا وہ کسی ایک شرارہ بارود کو مشتعل کر دیگا اور پھر آن کی آن میں وہ تباہی نازل ہوگی جس کے آگے تمام پچھلی قوتوں کی تباہیاں ہیچ ہو جائینگی۔

یہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس میں کسی قسم کا مبالغہ نہیں ہے بلکہ یورپ امریکہ اور جاپان میں آئندہ جنگ کے لئے جس قسم کی تیاریاں کی جا رہی ہیں ان کو دیکھ دیکھ کر خود ان قوموں کے اہل بصیرت لرز رہے ہیں اور اس جنگ کے نتائج کا تصور کر کے ان کے حواس باختہ ہوئے جاتے ہیں حال میں سرجان ہیومان نے جو پہلے امریکہ کے ملٹری اسٹاف کا ایک رکن تھا آئندہ جنگ پر ایک مضمون لکھا ہے اس میں وہ کہتا ہے کہ آئندہ جنگ محض فوجوں کی لڑائی نہیں ہوگی بلکہ ایک قتل عام کہنا چاہئے جس میں عورتوں اور بچوں تک کو بدھ چڑھا جائے گا ناسمجھ دانوں کی عقل نے جنگ کا کام سپاہیوں سے چھین کر کیمیاوی مرکبات اور بے روح آلات کے سپرد کر دیا ہے جو مقاتل اور غیر مقاتل میں تمیز کرنے سے قاصر ہیں اب محاربہ طاقتوں کی لڑائی میدانوں اور قلعوں میں نہیں بلکہ شہروں اور بستیوں میں ہوگی کوئلہ جدید نظریہ کے مطابق غنیم کی اصلی قوت فوجوں میں نہیں بلکہ اس کی آبادیوں اس کی تجارت کی منڈیوں اور صنعتی کارگاہوں میں ہے۔

اب ہوائی جہازوں سے طرح طرح کے بم برسائے جائینگے جن سے آتش فشاں مادے زہریلی ہوائیں امراض کے جراثیم نکل کر وقت واحد میں ہزاروں لاکھوں کی آبادی کو نیست و نابود کر دیں گے ان میں سے ایک قسم کے بم ایسے ہیں جن کا ایک گولہ لندن کی بڑی سے بڑی عمارت کو پارہ پارہ کر سکتا ہے۔ ایک زہریلی ہوا کے نام سے موسوم ہے جس کی خاصیت یہ ہے کہ جو اس کو سونگھے گا وہ ایسا محسوس کریگا کہ گویا پانی میں ڈوب گیا ہے۔ ایک دوسری قسم کی زہریلی ہوا میں سانپ کے زہر کی خاصیت ہے اور اس کے سونگھنے سے بالکل لوہی اثرات ہوتے ہیں جو سانپ کے کاٹے سے ہوتے ہیں اسی قسم کی بارہ زہریلی ہوائیں اندیں ایسی ہیں جو تقریباً غیر مرئی ہیں ان کے اثرات ابتداءً بالکل محسوس نہیں ہوتے اور جب محسوس ہوتے ہیں تو تدبیر علاج کے امکانات باقی نہیں رہتے ان میں سے ایک خاص ہوا ایسی ہے جو بہت بلندی پر پہنچکر پھیل جاتی ہے اور جو ہوائی جہاز اس کے حلقہ سے گذرتا ہے اس کا چلانے والا فوراً یک ایسا اثر ہوتا ہے اندازہ کیا گیا ہے کہ اس قسم کی ہوا میں اگر ایک ٹن کی مقدار میں پھیر پھیر لی جائیں تو ایک گھنٹہ کے اندر اس کو کلیتہً تباہ کیا جا سکتا ہے اور یہ ایسا کام ہے جس کو انجام دینے کیلئے صرف سو جہاز کافی ہیں۔

حال میں ایک برقی آتش فشاں گولہ ایجاد کیا گیا ہے جس کا وزن صرف ایک سو گرام ہوتا ہے مگر اتنے سے گولہ میں یہ طاقت ہے کہ جب کسی چیز سے اس کا تصادم ہوتا ہے تو دو فقہ تین ہزار درجہ فارن ہیٹ کی حرارت پیدا ہوتی ہے اور اس سے ایسی آگ بھڑک اٹھتی ہے جو کسی چیز سے بجھائی نہیں جا سکتی پانی اس کے حق میں پٹرول ثابت ہوتا ہے اور اسی تک سائنس اس کے بجھانے کا کوئی طریقہ دریافت نہیں کر سکا ہے خیال یہ ہے کہ ان گولوں کو شہروں کے بڑے بڑے بازاروں پر پھینکا جائیگا تاکہ اس سرے سے اس سرے تک آگ لگ جائے پھر جب لوگ سراسیمہ ہو کر بھاگنے لگیں گے تو زہریلی ہواؤں کے ہوائی جہازوں سے بمباری شروع کر دی جائیگی جس سے تباہی کی تکمیل ہو جائے گی۔

ان ایجادات کو دیکھ کر ماہرین فن نے اندازہ لگایا ہے کہ چند ہوائی جہازوں سے دنیا کے بڑے سے بڑے اور محفوظ دارالسلطنت کو دو گھنٹوں میں بیموت خاک کیا جا سکتا ہے لاکھوں کی آبادی کو اس طرح سوم کیا جا سکتا ہے کہ رات کو اچھے خاصے سوئیں اور صبح کو ایک بھی زندہ نہ اٹھے نہ جرثیلے مادوں سے ایک پورے ملک میں پانی کے ذخائر کو سوم ماشی اور حیوانات کو ہلاک کھیتوں اور باغوں کو غلات کیا جا سکتا ہے ان تباہ کن حملوں کی مدافعت کا کوئی موثر ذریعہ ابھی تک ایجاد نہیں ہوا ہے بجز اس کے کہ دونوں حریف ایک دوسرے پر اسی طرح حملے کریں اور دونوں ہلاک ہو جائیں۔

یہ آئندہ جنگ کی تیاریوں کا ایک مختصر بیان ہے اگر آپ تفصیلات معلوم کرنا چاہتے ہوں تو کتاب "دنیا جنگ کیونکر ہوگی"

ملاحظہ کیجئے جو جینوا کی انٹرنیشنل یونیورسٹی نے باقاعدہ تحقیقات کے بعد شائع کی ہے اس کو پڑھکر آپ اندازہ کر لیں گے کہ مغربی تہذیب کس رخ اپنی ہلاکت کا سامان اپنے ہاتھوں فراہم کیا ہے اب اس کی عمر کا امتداد صرف اعلان جنگ کی تاخیر تک ہے جس روز دنیا کی دو بڑی سلطنتوں کے درمیان جنگ چھڑی اسی روز سمجھ لیجئے کہ مغربی تہذیب کی تباہی کے لئے خدا کا مصمم صادر ہو چکا کیونکہ وہ بڑی سلطنتوں کے میدان میں اترآنے کے بعد کوئی چیز جنگ کو عالمگیر ہونے سے نہیں بچا سکتی اور جب جنگ عالمگیر ہوگی تو تباہی بھی عالمگیر ہی ہوگی۔

فهم الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقهم بعض الذی عملوا لعلهم یرجعون

لوگوں کے اپنے ہاتھوں کئے ہوئے کرتوتوں سے خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے تاکہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے شاید وہ اب بھی رجوع کریں۔

بہرحال اب قریب ہے کہ وراثت ارضی کا نیا بندوبست ہو اور ظالمین و مفسدین کو اگر کسی دوسری قوم کو جو فی الواقع مستضعفین ہی میں سے ہوگی زمین کی خلافت پر سرفراز کیا جائے دیکھنا ہے کہ اس مرتبہ حضرت حق کی فکر انتخاب کس پر پڑتی ہے۔

ہمارے پاس یہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ آئندہ کونسی قوم اٹھائی جائیگی یہ اللہ کی دین ہے جس کو چاہتا ہے چھینتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے قل اللهم مالك الملك توتی الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء مگر اس معاملہ میں بھی اسکا ایک قانون ہے جسے اس نے اپنی کتاب عزیز میں بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک قوم جب وہ اس کے برے اعمال کی وجہ سے گرائی جاتی ہے تو اس کی جگہ کسی ایسی قوم کو اٹھاتا ہے جو اس سے منصوب قوم کی طرح بدکار اور اس کے مانند سرکش نہ ہو۔

وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم

اگر تم نے روگردانی کی تو وہ تمہارے بجائے کسی اور قوم کو اٹھائیگا پھر وہ لوگ تمہاری طرح نہ ہونگے۔

اس لئے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اتحاد چرخ کبود اور مغلوب الغضب قومیں مغربی تہذیب کی نقال کر رہی ہیں اور خرگوش قوم کے محاسن کو جو تھوڑے بہت ان میں باقی رہ گئے ہیں،

مہذب انسان پر قہر الٰہی

(از جناب مفتی شرکت علی فہمی ایڈیٹر ہفت روزہ عادل دہلی)

غیبی ہاتھ نے مستانہ انداز میں ایک اشارہ کیا اس اشارہ کے ساتھ ہی خاک کے مختصر ذرات اکٹھے ہو گئے اور ان ذرات کے پیوست ہونے سے ایک خوشنما مورت بنی جسے انسان کہا گیا، اس خاکی مورت نے جب جان و جسم کا دلفریب لباس پایا تو آپے میں نہ رہی اپنی حقیقت کو بھلا دیا اور نئی نئی صورتوں میں یہ دنیا کے سامنے آئی یہ خاکی مورت کبھی نمرود بنکر دنیا کے لئے ایک افسانہ بھی رہ گئی اور کبھی فرعون کی صورت میں اکر عبرت کی ایک داستان صفحہ ہستی پر رکھ گیا۔

چودھویں صدی کے وسط میں میں نے اسی انسان کو ایک نئی صورت میں دیکھا یہ مہذب انسان دنیا کے پلیٹ فارم پر کھڑا ہوا لکچر دے رہا تھا کہ مذہب نام ہے اس بربادی کا جو دنیا کو تباہ کرنے کے لئے پھیلائی گئی ہے مذہب نام ہے ان قصے کہانیوں کا جو خلاف عقل و بے سر و پا ہوں مذہب نام ہے اس وحشت کا جس کے ذریعہ مہذب انسان کو ہیبت ناک قصے سنا کر ڈرایا جائے اور انسانی دلوں کو عذاب الٰہی کے من گھڑت افسانوں سے کمزور بنایا جائے ایک قیاسی خدا کے روبرو خواہ مخواہ انسان کو جھکایا جائے اور اس کے قہر سے غریب انسان کو لرزہ براندام کیا جائے اگر عذاب اور قہر الٰہی واقعات ہیں تو اب طوفان نوح کیوں رونما نہیں ہوتا کسی فرعون کو دریائے نیل میں کیوں غرق نہیں کیا جاتا جب عاد کو موسیٰ کہا ہے وہ عینی گویہ ہر گیا اگر یہ سب چیزیں درست ہیں تو اس زمانہ میں ہم کو کیوں نہیں دکھائی دیتیں یہ سائنس کی دنیا ہے ہمیں اگر نظام الٰہی بدل گیا ہے۔

مشیت الٰہی نے مٹھی بھر خاک کی یہ حرات دیکھی تو وہ مسکرائی ابھی وہ مسکرا ہی رہی تھی کہ لوگوں نے دیکھا کہ ایک کالے رنگ والے لکچرار کی طرف ایک سفید رنگ کا انسان بڑا اور اس نے کالے رنگ کے انسان کی لکچروں سے تواضع کرتے ہوئے کہا مائی ہی جیسے مغربیوں نے مشرق میں طرناڈو اور ہائیڈروجن بم کی بیماری پھیلائی ہے کیا تمہیں معلوم ہے کہ آج شہر ہیروشیما ہی اور مجھے قتل نہیں ملتا یہ سامان اٹھا اور میرے ساتھ چل لکچر کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ایک تازہ ٹھوکر نے اس کی زبان بند کر دی، اور اس غریب کو مجبوراً لکچر سے خالی ہاتھ بلا قدرت نے لکچرار صاحب کے کان میں چپکے سے کہا کہ ابھی نوع انسان پر عذاب آج ہی نازل ہوتا ہے مگر بدلی ہوئی صورت میں قہر الٰہی اب یہی دنیا کو تباہ کرتا ہے مگر ہائیڈروجن شکل میں اے مشرق کے مغرب زدہ انسان کیا اس سے زیادہ قہر الٰہی اور کوئی ہو سکتا ہے کہ آج تو مشرق میں پڑا دم توڑ رہا ہے اور وہ مغربی لوگ تجھے غلام بنائے ہوئے ہیں جو کل تیرے ہی دریا میں جب تو جہاز کھولتا تھا دست بستہ آکھڑے سوا کرتے تھے کیا غلامی کی زنجیروں میں صدیوں مقید رہنے کے بعد بھی تو کہہ سکتا ہے کہ قہر الٰہی کوئی چیز نہیں ہوتا، ہاں اگر آسمان سے آگ برستی اور زمین سے طوفان نوح ابلتا اور صفحہ ہستی سے تجھے مٹا دیتا تو یہ تیرے حق میں اس سے بہتر تھا کہ تو صدیوں سے ضمیر مردہ ہے نہ زندہ ہے بس ایک غلام ہے یہ عذاب الٰہی کی انتہا ہے کیا اس سے بڑھکر بھی تو کوئی اور عذاب چاہتا ہے۔

مشیت الٰہی نے ایک مشفت پسند انسان کی طرف اشارہ کر کے کہا اس کی صورت دیکھ یہ کتنا ذلیل ہو گیا کتنا کمزور ہے یہ پہلے زمانے کے انسان سے بچاس گنی طاقتور رکھتا ہے لیکن اس کے باوجود یہ بھوکا ہو، مالی دقتوں میں مبتلا ہے پریشانیوں میں گھرا رہتا ہے یہ محنت کماتا ہے مگر اس کے روپے میں کوئی برکت نہیں اس نے یہ ہمیشہ تنگدستی میں مبتلا رہتا ہے اس کی تنگدستی کا راز یہ ہے کہ جدید تمدن کی لذت نے اس کی عقل کو اندھا کر دیا ہے آج سے تیرہ سو برس پہلے کی پاکیزہ معاشرت سے یہ محروم ہو چکا ہے اس لئے بے شمار آمدنی کے باوجود یہ تنگدست ہے اگر یہ قہر الٰہی نہیں ہے تو اور کیا ہے اور اگر یہ اسے قدرت کا عذاب نہیں کہنا تو اور کیا کہہ سکتا ہے۔

مشیت الٰہی نے پھر کہنا شروع کر دیا کہ اے چودھویں صدی کے ملحد انہ صورت آئینہ میں دیکھ میں نے تجھے کیسی پاکیزہ اور شاندار صورت دی تھی لیکن تو نے مرد ہونے کے باوجود اپنے آپ کو ایک ناکارہ عورت کی شکل میں تبدیل کر دیا ہے کیا اس سے زیادہ کوئی قدرت کا عذاب ہو سکتا ہے کہ تیری صورت تک مسخ کر دی گئی اپنی مسخ شدہ صورت کو آئینہ میں دیکھ اور قدرت کی مستقم طریقی ملاحظہ کر کہ اس نے کس طرح خود تیرے ہی ہاتھ سے تیری شکل کو مسخ کرا دیا ہے۔

اس کے بعد مشیت الٰہی نے ایک زلیخا دیدہ دلیس کی طرف اشارہ کر کے کہا اس غریب کو دیکھ یہ کس بری طرح سے عذاب الٰہی کا شکار ہو رہی ہے اس کا سر منڈوا دیا گیا ہے اور اس کی اچھی بھلی صورت کو فرعون کے زمانہ کے غلاموں کی صورت میں تبدیل کر دیا گیا ہے اور اس کے جسم کو دیکھ جو بالکل عریاں ہے اور اسی طرح عریاں ہے جس طرح ایام جاہلیت میں لونڈیاں عریاں کر کے بازار میں فروخت کے لئے لائی جایا کرتی تھیں کیا اس سے بڑھکر بھی کوئی قدرت کا عذاب ہو سکتا ہے۔

پھر مشیت الٰہی کہنے لگی کہ اے مشرق کے نادان مہذب انسان قدرت کا یہ عذاب کیا کم ہے کہ تجھے ایسے مغربی لباس میں سفید کر دیا گیا ہے جس کے پہننے کے بعد تو دیکھ پیتاب بھی نہیں کر سکتا اور جب تو حاجہ ضروری میں کپڑے ہو کر کتے کی طرح پیتاب کرتا ہے تو دیکھ چھینٹیں تیرے کپڑوں پر اور بدن پر آتی ہیں اور کچھ تیرے منہ تک اڑ کر جاتی ہیں اس سے زیادہ تو اور کیا قدرت کا عذاب چاہتا ہے۔

مشیت الٰہی نے ملحد انسان کی طرف بھدا انداز میں دیکھتے ہوئے کہا اے مغرب زدہ انسان تیری حالت کس قدر قابل رحم ہے کہ تجھے استنجے کے لئے پانی تک میسر نہیں اور زندگی سے اسی طرح غائب صاف کرتا ہے جس طرح جنگلی جانور زمین سے جسم رگڑ رگڑ کر صفائی صاف کیا کرتے ہیں قدرت کا عذاب اس سے بڑھکر کیا ہو گا کہ انسان ہونے کے باوجود حیوانوں کی صف میں تجھے لا کر کھڑا کر دیا گیا۔

مشیت الٰہی برابر ملحد انسان کو ان عذابوں سے آگاہ کرتی رہی جس میں زمانہ کا انسان بری طرح مبتلا ہے اس نے پھر کہنا شروع کیا کہ اے نادان انسان تجھ سے کوئی قلب کی دولت چھین لی گئی تو تیرے دل میں شکوک و شبہات پیدا کر دیئے گئے ہر وقت ہر ساعت ایکدوسری کی تکلیف میں مبتلا رہتا ہے نہ عزت میں تجھے سکون میسر آتا ہے نہ دولت میں یہ عذاب ہے اور بدترین عذاب ہے جو اس زمانہ کے مہذب انسان پر نازل کیا گیا ہے اور اسی قسم کے عذاب انسانوں پر نازل ہوتے رہیں گے جب تک وہ اپنی حالت نہ بدل لینگے اے عذاب الٰہی کے شکار اگر تو اس عذاب الٰہی سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے تو آگے بڑھ اور قرآن کی تعلیمات سے رہنمائی حاصل کر اور مدنی فلسفی کے بتائے ہوئے راستہ پر چل تاکہ تجھ پر وہ عذاب الٰہی نہ آئے جو طوفان نوح سے زیادہ خطرناک ہے جو بنی

مس میڈیا انتظار میں ہوں گی

(از جناب مولوی سید حسن ریاض صاحب ایم اے ٹریڈ لیکچرر)

فیروز آج بہت خفا ہے اس کے باپ نے اس کو بہت ڈانٹا، تمہیں شرم نہیں آتی میرے سامنے تم یہ جانگیا پہنے کپڑے ہو تمہیں معلوم نہیں گھٹنے داخل ستر ہیں اور یہ کیا مجھے تو تمہاری سب حرکتیں معلوم ہو گئی ہیں اس انگریزی ہوٹل میں دیکھو کیا نام ہے اس کمبخت کا تم روز شام کو جاتے ہو، کرانی عورتوں کے ساتھ ناچتے ہو کسے خبر ہے شراب بھی پیتے ہو گے، میری شامت اعمال جو میں نے تجھے انگریزی پڑھائی بدنصیب پیدا ہوتے ہی مر جاتا تو اچھا تھا، چل ہٹ میرے سامنے سے دور ہو۔

یہ کس قدر قدامت پسند ہیں وہ گھٹنے داخل ستر ہیں۔ یہ جناب کو خبر ہی نہیں کہ اب دنیا اس قدر ترقی کر گئی ہے کہ وہ اپنے خیال اور علم کو ان کو بند ہی تو بات میں محدود نہیں کر سکتی کسی پرانے زمانے کے فقیہ نے لکھا ہوگا کہ گھٹنے داخل ستر ہیں میاں بگڑنے لگے یہ معلوم نہیں کہ دور حاضر کے تمام ماہرین سائنس اس پر متفق ہیں کہ [illegible] کے لئے بہت مفید ہیں یورپ میں بڑے بڑے فلسفی اور [illegible] سائنس اب بلا تکلف برسر راستے ہیں آدمی کا اخلاق درست ہونا چاہئے یہ مذہب وہ جب کیا، بیشک میں ناچتا ہی ہوں اور شراب بھی پیتا ہوں مگر کوئی کثرت سے تھوڑی پیتا ہوں جو سر اٹھا نہ سکے پھر رنڈی ناچنے میں کیا حرج ہے؟ بہترین ورزش ہے اور پھر یہ بھی واقعہ ہے کہ اس کا اخلاق پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔

فیروز یہی سوچ رہا تھا کہ سلیم آگیا، سلیم اس کا ہمیں زد ہمالی اسی سال آکسفورڈ سے فلسفے میں بی اے کی ڈگری لیکر آیا ہے مگر اس کی وضع قطع اور ہے شیروانی اور پائجامہ پہنے ہوئے چھوٹی سی داڑھی منہ پر۔

فیروز نے دیکھتے ہی کہا آیئے مولوی صاحب!

سلیم نے ہنس کر کہا، بھئی یہ مولوی صاحب کیا میری چڑ ہے جو اس قدر طنز سے کہتے ہو۔ نہیں جی نہیں آپ واقعی مولوی صاحب ہیں قدامت پسند پرانے خیال کے آدمی آج آپ نے اوریسنٹل والوں صاحب فرما رہے تھے کہ یہ فیکز پہننا ناجائز ہے اور حجامت بنانا حرام ہے آپ بھی تو فیکز کرتے ہیں نا!

بیشک انہوں نے صحیح کہا، بر ہنگی بیحیائی تو ہے ہی اور میاں فیروز یہ قطعات پست کیا لفظ ہے میں بار بار دیکھتا ہوں کہ تم اسے مکالمی کی طرح استعمال کرتے ہو۔

فیروز۔ کیوں! قدامت پسند وہی لوگ ہیں جو ہر انے مولویوں، پنڈتوں پیروں پیغمبروں رشیوں اور منیوں کے توہمات پر بلا دلیل عامل ہیں۔

سلیم۔ صحیح ہے آپ نے تعریف اچھی کی تو گویا قدامت پسند وہ ہیں جو بلا سمجھے سوچے، اگلوں کے اقوال اور افعال کی پیروی کرتے ہیں، یہی نا۔

فیروز۔ بیشک۔

سلیم۔ اور ان کو ان کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے جو دور حاضر کے لوگوں کے اقوال اور اعمال پر بلا سوچے سمجھے عمل کرتے ہیں۔

فیروز۔ بلا سوچے سمجھے کیوں، سوچ کر عمل کرتے ہیں۔

سلیم۔ جلدی نہ کرو ابھی صرف میرے سوال کا جواب دو جو اب کریں ان کے متعلق کیا رائے ہے؟

فیروز۔ وہ بھی غلط ہے۔

سلیم۔ اچھا تو تم انہیں کیا کہو گے؟

فیروز۔ کہنا کیا۔

سلیم۔ جس طرح ان کا تم نے ایک نام رکھ لیا ہے ان کو تم قدامت پسند کہتے ہو ان کو پہلی تو کچھ کہو کہ پہچان رہے، اور ہے مقلد یوں نہیں کہتے۔

فیروز۔ اچھا کہئے۔

اب مشکل یہ ہے کہ انتہائی الہیات کا تم نے مطالعہ نہیں کیا سائنس تم نے نہیں پڑھی قدیم و دور وسطیٰ یا عصر حاضر کسی زمانے کی تاریخ پر تمہاری نظر نہیں ایسے تک سٹرفن کی تعلیم ابتدائی ہوئی ہے شک تو ذہین بہت ہو اور اللہ تعالیٰ نے فہم اور ذہن دونوں پر ریاضی کی قدرت بھی ہو مگر ان مسائل پر اصولی بحث تم نہیں کر سکتے۔ بنا بریں صرف تمہاری استعداد کے مطابق تم سے سوالات کرنا پڑیں گے۔

فیروز کا چہرہ غصے کے مارے سرخ ہو گیا، مگر کر بولا اسلیم تم بی اے کیا ہو گئے ہو کسی کو خیال ہی میں نہیں لاتے جتنے دن تم نے آکسفورڈ میں جھک ماری ہے میں یہاں مطالعہ کرتا رہا ہوں۔

سلیم۔ بھئی تم تو خفا ہو گئے اس سے کوئی تمہاری توہین مقصود تھوڑی ہے؟ میں نے تو واقعہ کے طور پر کہا کہ اگر اس مسئلہ پر سائنٹفک اور فلسفیانہ گفتگو کرنا چاہو تو کیا کرو اب جو ہو اچھی کہا ہے کہ کبھی تو دور کر کے ذاتی تجربات اور مشاہدات تک محدود کر دیا جائے۔

فیروز پر سلیم کی غیر معمولی علمیت کا رعب تو پہلے ہی سے بہت تھا مگر اس وقت کے تبصرے نے اس کا دماغ پریشان کر دیا اور کچھ نہ سوجھا تو کہہ دیا کہ میں نے کوئی بلند دعویٰ کر دیا اور پکڑا گیا تو شرمساری ہوگی اس نے اس توہین کو گوارا کر کے کہا خیر یہ تمہیں انتظار حاصل ہے بجائے اصول سے بحث کرو یا فروع سے میں ان پرانے مذہبی ڈھکوسلوں کا قائل نہیں ہوں۔

سلیم۔ اچھا میں سب سے پہلے آپ کے لباس ہی کو لیتا ہوں اسی سے آپ کو بہت دلچسپی ہے یہ آپ نے فیکز پہننا کیوں شروع کیا اس میں کیا حکمت ہے اور اخلاق کی ترقی میں یہ کیونکر معاون ہے۔

فیروز۔ یہ اس زمانہ کے فیشن میں داخل ہے گرمی کے موسم میں جسم کو کافی ہوا بیشک اخلاق سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

سلیم۔ غنیمت ہے، اخلاق غریب کو تو آپ کے جانگیے سے نجات ملی مگر کیا گرمی آپ کی رانوں کو بھی لگتی ہے پنڈلی میں یہ ادنی ہوا میں جڑا ہی ہوئی ہیں اور سینہ کمر کل بالائی جسم پر سوتی واسکٹ قمیص آپ نے پہن رکھی ہے اندر انیلا کو نیکر کے اندر باہر ہوا کے آنے کا راستہ بند کیا ہے، بالکل محسوس نہیں کرتا۔

فیروز۔ کیوں پسینہ آکر جسم ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

سلیم۔ تو پھر گھٹیا اور کمینہ لوگ اور ڈھکا ہوتا، تاکہ یہ بھی پسینہ آنے کے بعد ٹھنڈی رہتی یا ان کا مزاج سارے جسم کے مزاج سے مختلف ہے یعنی گھٹنے تو کنبھاں ہوا سے ٹھنڈے رہتے ہیں اور سیلہ کمر، پیٹ، پنڈلیاں پسینے سے۔

فیروز۔ نہیں یہ بات تو نہیں

سلیم۔ پھر کیا بات ہے۔

فیروز۔ یہ اس زمانہ کے شائستہ لوگوں کا لباس ہے۔

سلیم۔ جس کو آپ نے بغیر اس کے نفع نقصان پر غور کئے ہوئے اختیار کر لیا۔

فیروز۔ ہاں یونہی سمجھئے۔ اب ہر چیز میں حکمت تھوڑی دیکھی جاتی ہے

سلیم۔ ہیں تو ابھی اس ٹائی کی حکمت اور پوچھنے والا تھا مگر اوکم لباس کے مطالعہ میں تو تم نے اس کا اقرار کیا کہ ترقی یورپ والوں کی اندھی تقلید کی احمق آدمی یورپ اور امریکہ کے مشہور ماہرین اختراع لباس ابھی حال میں جمع ہوئے تھے انھوں نے یہ متفقہ فیصلہ دیا ہے کہ یورپ اور امریکہ کے مرد کا لباس طبی حیثیت سے سخت مضر صحت ہے لباس بلیک ڈھیلا ڈھالا اور ایسا ہونا چاہیے جو جلد دل سکے اس معیار پر ہم مشرقیوں کا لباس بدرا اترتا ہے کیونکہ اسی ہفتہ کے شیڈین میں اس کمیٹی کی کارروائی شایع ہوئی ہے جو لباس کی تجویز کیا ہے وہ قریب قریب عربوں کا سا ہے

فیروز۔ واہ یہ یورپ کے ماہرین اختراع لباس نے؟

سلیم۔ جی ہاں۔

فیروز۔ اچھا میں تم ہی سے پوچھتا ہوں کہ مرد اور عورتوں کے ساتھ ناچنے میں کیا حرج ہے کیا یہ صحت اور اخلاق دونوں کے لئے بہتر نہیں

سلیم۔ صحت کے لئے تو شاید آپ اس کو اس اعتبار سے مفید سمجھتے ہیں کہ اس میں ہاتھ، پیر پھینکنے جاتے ہیں مگر اخلاق کے لئے کیونکر مفید ہے۔

فیروز۔ بہتیری مرد اور عورتیں ایک جگہ جمع ہوتے ہیں وہ جو ایک فضول جھجک ہوتی ہے وہ دور ہو جاتی ہے ایک دوسرے کے ساتھ نرمی اور تواضع سے پیش آنیکی عادت پیدا ہوتی ہے یورپ کی عورتوں کو آپ دیکھئے جب ملنے جاتے ہیں جسم سراہٹ بنجاتی ہیں ملنے میں اور دیدہ زیب مرد بھی نہایت خوش مزاج ہوتے ہیں یہ سب ان کی اجتماعی منظر تفریحی سرگرمیوں ہی کا نتیجہ ہے

سلیم۔ ہاں تفریحی سرگرمیوں کے دوسرے نتائج پر بھی ذرا تبصرہ ہو جائے۔

فیروز۔ وہ کیا۔

سلیم۔ وہ جب آپ مس میبل کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اور سینہ سے سینہ ملا کر ناچتے ہیں اور اس سے جو آپ کی رگ رگ وپے میں بیک رقاصی اور ایک سنسنی پیدا ہوتی ہے

فیروز۔ جی نہیں یہ سب فضول بات ہے

سلیم۔ اچھا اگر فضول بات ہے تو آپ نے کبھی سرکالی چرن کو اپنا شریک رقص کیوں نہیں بنایا۔

فیروز۔ لاحول ولا قوۃ اس کی تو صورت دیکھکر نفرت آتی ہے۔

سلیم۔ جب صرف اخلاق کی اصلاح اور درستی ہی مقصود ہے تو میرے خیال میں سرکالیچرن ساتھ ناچنے کے لئے زیادہ موزوں ہے ایک تو یہ کہ اس سے ایک جنسی وجدان کی تو اضح کا اظہار ہوتا ہے اور دوسرے یہ کہ اس کا نتیجہ عمل جلد ہوگا کہ ناچ میں جذبات شہوت کا کوئی دخل نہیں

فیروز۔ بہتی تم ان جذبات کو جذبات کہتے ہی کیوں ہو وہ جذبات ہیں ان کا اخلاق سے کوئی تعلق نہیں پھر ناچ تو ایک آرٹ ہے معاشرتی ناچ کو دیکھا ہی نہیں جس وقت آدمی ناچ میں مصروف ہوتا ہے تو اس کی سوائے اپنی حرکات کے اس پوشش رقص میں کسی بات کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی۔

سلیم۔ اگر تم کہتے ہو کہ ناچ کا جذبات پر کوئی اثر نہیں تو میں کہوں گا کہ مسز کالیچرن کے ساتھ ناچو اور اگر یہ جذبات و حیات جو اس وقت میں پیدا ہوتے ہیں تمہارے نزدیک کچھ بُرے ہیں اور ان کا اخلاق سے کوئی تعلق نہیں تو پھر بداخلاقی کیا ہے۔

فیروز۔ بداخلاقی ہو، چوری، جعل، جھوٹ، دغا، فتن، ڈاکہ۔

سلیم۔ مگر یہ صرف وہ چیزیں ہیں جن کا اثر تعزیرات ہند میں ہے اور جو کثیر تعداد میں پیدا کرتی ہیں خدا کو ہیلاتی میں نیک باتوں سے روکتی ہیں اس کا تعلق اخلاق سے کچھ نہیں۔

فیروز۔ خدا یا یہ قانا مت پسند لوگوں کے لئے یہ سب سے پہلا بت ہے جس نے انسان کے دماغ کو تنگ فکر کو محدود اور جدت و ایجاد کے ارادوں کو اس نے اس پسند کر دیا ہے۔

سلیم۔ یہ کیونکر؟

فیروز۔ جس کو دیکھا نہیں ہم سکتے نہیں جس کے وجود کی کوئی قابل وثوق شہادت نہیں اُسے کوئی کیسے مان لے۔

سلیم۔ صحیح ہے، مگر اہل روز آپ بوس کی تعریف کرتے تھے کہ اس نے بہادت کی حیات دریافت کر لی ہیں کیا آپ نے خود کسی کٹے ہوئے درخت کی جڑیں مارتے ہوئے اور سینیٹ زدہ دیکھا ہے۔

فیروز۔ نہیں مگر ہمارے اخباروں میں اس کا ذکر ہے تمام یورپ اسکی تعریف کر رہا ہے اب ایسا بھی کیا ہے کہ کچھ نہ ہوتا اور سب اس کی قابلیت کو تسلیم کر لیتے ہیں سائنس والوں میں بوس کے نازک آلات کو استعمال نہیں کر سکتا اور نہ میری نظر میں یہ سائنٹفک احساس پیدا ہوا ہے جس سے جمادات کی حیات دیکھی اور سنی جائیں اس لئے ذاتی تجربہ کیسے ممکن ہے؟

سلیم۔ ٹھیک ہے۔ مگر ایسات میں آپ کو کامل دستگاہ حاصل ہے عرفان کے تمام مدارج آپ نے طے کر لئے ہیں آپ کی روح اور قلب میں لطافت پیدا ہو چکی ہے لہٰذا آپ نے محسوس کر لیا کہ خدا کا نہ وجود نہیں اور جتنے پیغمبر اور ایلیا، الیسع ہوئے ہیں سب جھوٹے اور اس زمانے کے اخبار والوں اور اہل سائنس کے مقابلہ میں بالکل غیر معتبر تھے۔

فیروز۔ نہیں ایسا تو نہیں، مگر تمام یورپ کے فلسفی اور سائنس دان ان پر اعتراض کرتے ہیں۔

سلیم۔ اچھا تو آپ کے کسی بات کو اسنے اور نہ ماننے کا انحصار اس پر ہے کہ یورپ کے فلسفیوں اور ماہرین سائنس نے اس کو مانا ہے یا نہیں مانا فور آپ نے کسی بات کی تحقیق نہیں کی، ان معاملات میں آپ یورپ کی اندھی تقلید کرتے ہیں

فیروز۔ بہتی تم تو فضول جھک جھک کرتے ہو سمجھتے ہو نہ پوچھتے ہو یہ اندھی تقلید کیسی ہو گئی؟

سلیم۔ اچھا تو پھر اتنا ہی بتلا دو کہ تم کس فلسفی کے مقلد ہو۔

فیروز۔ ہیگل کا۔

سلیم۔ وجود باری تعالےٰ اور روح کے متعلق ہیگل کیا کہتا ہے؟

فیروز۔ یہ سب کہیں کچھ خبر نہیں، اب ہر وقت کوئی زبان پر تھوڑی رہتا ہے اس کا بس یہی ایمان ہے کہ خدا اور ایسا کچھ نہیں، روح جس کا نام ہے جس کی قوت سے یہ جسم مصروف عمل رہتا ہے جب آدمی مرجاتا ہے تو بس سب قصہ ختم انہاں اس زندگی میں عیش حاصل ہے اس سے لذت اندوز ہو لینا چاہیے

سلیم نے زور سے ایک ہنکاری تھپکنا لگا یا۔ غلبہ ہے کہ ہیگل زندہ نہیں نہ نہ اپنے متعلق آپ کہا یہ حسن ظن سنکر شکیبا کہا لیتا۔ استغفر اللہ یہ ہیگل کا نام آپ نے کہاں سن لیا تھا ہیگل غریب نے تو یہ کچھ نہیں کہا، یوں کہئے کہ آپ کا نفس ان سب کا متلاشی ہے اور اخلاق نہ مذہب کی قیود سے بھاگتا ہے پھر کچھ اپنی لاعلمی کے سبب آپ کے دل پر پورے کا رعب ہی ہے افسوس ہے تمہاری حالت پر توبہ کرو توبہ۔ بدنصیب آدمی، عیش بھی مذہب ہی کی قیود ہی میں حاصل ہوتا ہے مذہب ہے کیا چیز فی الحقیقت اخلاقیات کا مستند ضابطہ ہے جو شخص مذہب سے بے بہرہ ہے وہ اخلاق سے بھی محروم ہے۔

فیروز۔ بس بکچکے تو دو پہر اچھا چھوڑ دیجئے یا مختصر کر رہی ہوگی آج اس سے وعدہ ہے بڑے میاں کو دیکھنے مجھے آج دو سو روپے کی ضرورت تھی کسی طرح نہ دیئے فیروز نے چھڑی اٹھائی اور سلیم کو وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔

کیا شان ہے خدائی

معراج المومنین مصنفہ مولانا محمد میر صاحب بالکل نرالی کتاب کی ایک

جدت تھی اور اس کے لئے کوئی خاص اہتمام بھی نہیں کیا تھا، لیکن خدا کی خدائی ہو وقت موجود تھی، یہاں ہی انسان کی خیالی گھنٹی کی طاقت فنا ہو جاتی ہے، کرسی سے متعلق زعم ہوتا ہے اور یہی کرسی مراسلہ ہے تو ہمکاری جاتی ہے اور جس کے لئے انسانی خودستائی مذبذب ہوتی ہے وہ نوازی جاتی ہے۔ خیال تھا کہ اول تو نماز پڑھنے ہی کتنے مسلمان ہیں، اس کے علاوہ اہل نیز عربیت کا فی مقدار میں پہلے سے موجود ہے، نماز کی تعلیم مقبول ہوگی، لیکن چونکہ دفنی محنت تھا اور رجب کا مہینہ نماز کی سالگرہ کا مہینہ تھا اس لئے نماز نمبر شائع کر دیا۔

اب نماز نے والے کی خان ماخط فرمائیے، کہ نماز نمبر ہند و ستان کے ہر گوشہ میں پہنچ گیا، اور تعریف کرنے والوں نے خوب خوب سراہا نے ضرور کی، پھر تو اس سے مسرت ہوئی کہ الحمد للہ کہ اس زمانہ میں بھی جب کہ مذہب سے کافی بیگانگی ہے، نماز پڑھنے والے نماز کے متعلق معلومات بہم پہنچا نیوالوں کی خدا کے فضل سے ہماری اکثریت ہے، اور وہی کی اور ہی تصدیق ہو گئی کہ اسلام غریب میں ہی سب سے زیادہ جاوہ دیزیدہ ہے کہ نکتہ نماز کے پابند زیادہ تر نیچے ہی لوگ ہیں کیسی مسرت ہو رہی ہے جی چیں لوگ نماز نمبر کے جیبوں پر ہے خرید کر مفت تقسیم کر رہے تھے، پھر حال مقصد یہ تھا کہ ان کی مادر ہیئت مشکوک کیا جاتا ہوا اور اسکی فنا وگی ہیئت مقبول ہوتی ہے استثنار خاص

اب ہماری سنیے

ہماری نیز بلکہ اپنی نیز، ایک دعا کیلئے تیار دل میں چلا، اور وہ یہ کہ آپ نے آج میں دن شریف بہت ہی بڑے ہیں اس لئے رجب کا پرچہ نماز نمبر بڑی دقتوں کے ساتھ نکلا، اور پندرہ دن تک مسلسل ہزار ہزار یاد دہانی کرا کر کے روزانہ روانہ ہوا۔ روپیہ ہو تا تو ہو چکتی ہیکلے تھے لیکن کہ آمدنی کی وجہ سے اجر رہا کہ جس طرح بھی ہو پڑا پندرہ روز میں پرچہ ختم کرایا، لیکن یہ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جانکنی کا تعلق ضرور ہے اور یہ سب معاونین کا، کہ ان نے وہ مہر کی نہیں، ہم نے بجاروں میں بیٹھ کر کام کیا تب یہ جہاں روپیہ کا سوال آتا تھا ہم سب بے بس تھے،

گویا ایک محنت ہے کہ پیری محنت زبانی طور پر قبول ہو جاتی ہے اور اس سے حوصلہ فکنی نہیں ہوتی، لیکن مالی دقتیں ہر وقت دامنگیر پڑا اثر کرتی رہتی ہیں، اور ایسی صدا بجانے پر جو مولوی کہلا اور بلند کرتی دیں وقت ہو جاتی ہیں

بہانے کے ساتھ، فنا ہیتا تو کوئی ایسا فن نہیں ہے جس سے ہماری جان، لیکن یہ بیماریاں ہے کہ حقیقت فنا و مشاہدہ کی ہوتی ہے اس لئے صاف صاف تصویح حالات پیش کر دیتا ہوں، آپ بھی اپنی وجہیت میں تبدیلی فرمائیں، اور جنہیں کہنا ہوں اس سے یہ بتیں کر لیجئے کہ اس سے زیادہ ہی پریشانی ہوگی،

امداد و اعانت کی کوئی نئی تحریک نظر نہیں ہے، سوائے اس پرچہ دو بنے کے کہ شبان درمضان میں اگر آپ کو قرآن شریف، تفسیر، کتب فقہ کی ضرورت ہو، تو صرف مجھ سے ہی منگائیے، اور اگر تواب کمائیں اور قرآنوں کی تجارت میں منفعت ہی بیت قبیل ہے اور یہ اپر چہ آپ مولوی کو پسند نہ آیا ہو تو یہ چیز نہیں کہیں اور سے منگائیں تو ہمارے ہی بھائی بھی ہے خریدنے اور مولوی کے مصائب کی تلافی کرنے کے لئے ان سے لوگ آئیں گے اور میں اس پریشان کن وقت میں حامد باید کے لئے محنت کس کو دعوت امداد دوں،

یہ تھی میری پہاڑی برادرانہ تن جوڑی، کام وقت ہے کی محنت چند سو دن ہوئی ہیں کوئی، اب دیکھو، کہ صحیح طور پر مولوی کو پسند کرنے والے کتنے پیدا ہیں

معاونین مولوی

اب ان بیماروں کے پے بھی دعا فرمائیے خبر نہ فضل رضائے الٰہی کی خلوص مولوی کی اشاعت

جن کی فرمائے **اللھم حصل مرادھم بالخیر، اللھم فرج قلوبھم**

نام معاونین	تعداد
جناب محمد ظہیر الدین صاحب گجرات	۲
محمد الدین صاحب صوفی پشین	۱
حکیم محبوب عالم صاحب جنجی ۱۹۵۰	۱
عبدالمجید صاحب بانور	۱
عبدالحکیم صاحب پاورہ	۲
محمد حسین صاحب کراچی	۱
عبدالمنان صاحب بانبانہ	۱
عزیز الحق صاحب کیا	۳
محمد اسماعیل صاحب الکاٹ بانع	۳
عطاء محمد صاحب کسیور	۱
سعادت خان صاحب جمالپورہ	۲
بابو جناب علی صاحب عطر پور	۳
میرزا غفران اشرف صاحب گورکانی	۷
حکیم محمد اسحاق صاحب ساتھ نکلا، اور پندرہ دن تک	۵
مولوی عبدالعزیز رضوان اللہ صاحب	۳
محمد نبض صاحب واصلباقی نویس	۳
محمد علی صاحب ساکن پشاور	۱
مولوی عبداللہ صاحب بیل پور	۲
سید علی صاحب بن سید عبداللہ صاحب	۲
سید عبدالغفار صاحب کریڈٹ	۶
پیر نانا علی بیگ صاحب مہتمم لفٹنہ	۵
کرم الٰہی صاحب چکوال، جہلم	۱
رئیس احمد صاحب دہنیرا	۴
نوبی وٹینر محمد عنایت اللہ صاحب بھگا کوٹ	۲
حافظ محمد اسماعیل صاحب گجرنہ	۲
جناب سید علی صاحب لین بازار	۵
سید رحم علی صاحب قادری بالا پور	۱
سید عبدالحمید صاحب گوا	۱
یعلی محمد صاحب نچلے گاؤں	۱
محمد حامد اشرف صاحب دھنیورا	۱
علی عبدالوہاب صاحب بلسل روک	۲
ملک احمد یار صاحب کھنڈ	۱
سہراب علی صاحب زمیندار ملراج	۱
مائی محمد سعید صاحب ناس خزوش	۱

نام معاون	تعداد
جناب محمد حنیف صاحب ہیرو	۱
اسماعیل صاحب خریدار نمبر ۹ ہیگ	۱
عبدالحمید عبدالحفیظ صاحب نارس	۳
شیخ مظہر الدین صاحب کھنبہ	۱
عبدالرزاق صاحب راہون	۱
نکہ خان صاحب کھوتہ	۱
سید برہان الدین صاحب کھم	۱
مولوی امام صدیقی صاحب مکارہ	۱
صدیق احمد صاحب مانڈلے	۳
ذکی حسین صاحب مراد آباد	۲
محمود خان صاحب کانپور	۲
اللہ بخش صاحب رحیم یار خان	۱
عبدالغنی صاحب رحیم یار خان ۱۹۵۵	۱
شیخ عبدالاحد صاحب صادقی لاہور	۳
جلال الدین صاحب شوکل	۲
سلیمان احمد صاحب ہزاری بانع	۱
محسن رضا صاحب نمنی تال	۳
سعید الرحمان صاحب بارا	۱
قاضی عبدالحکیم صاحب راجپورہ	۲
اشرف علی صاحب ادھونی	۵
امیر شاہ صاحب پشاور	۱
محمد حسین صاحب فیض آباد	۲
خلیل صاحب جادرہ	۲
محمد فاتح حسین صاحب پاٹلی	۳
رحمت اللہ صاحب لاہور	۱
فیض محمد صاحب کلکتہ	۲
مستری عبدالغنی صاحب الہ آباد	۵
خلیل صاحب جی، آئی پی ریلوے	۱
عبدالنبی صاحب نخلہ لاہور	۲
مولانا ابو سعید صاحب جہانگیر	۲
سید محمد حسین صاحب ڈگرہ	۱
نظام علی صاحب پرشیخ دلاکا لوان	۲
حکیم فضل محمد صاحب چڑا نوار	۲
اعزاز علی صاحب شجاع پور	۲
ای ای سرشتہ صاحب چنالی	۱
ایس آئی، قادری صاحب کرلا	۱
عبدالرشاد ی خان صاحب پور	۲
غلام علی صاحب لکھنؤ	۲
سید محمد حسین صاحب نصر کھیڑی گنج	۲
نواب میر زاصاحب جھرت پور	۱

نام معاون	تعداد
جناب مولوی احمد اللہ صاحب گورکھپور	۳
برکت علی صاحب ہوشیاری گنج	۱
محمد حکمت علی صاحب راولپنڈی	۴
خریدار نمبر ۵۱۵۳ ہوئی	۲
مولوی شمس الدین احمد صاحب اٹاوہ	۷
مولوی شمس الدین صاحب امروہا	۳
منشی امراؤ علی صاحب امروہہ کسب	۳
عبدالواحد صاحب ابوالطائی نزلہ	۱
محمد صدیق صاحب بریلی پور	۴
شیخ ہادی و دیان علی صاحب جلالہ	۲
سید محبت علی صاحب، آگری سلاٹر	۱
لطیف محمد صاحب کوئٹہ گڑھ	۲
غلام محمد صاحب اوپٹرا کاٹھ	۱
عبدالرحمان صاحب ڈمانو جلیسہ	۲
مرزا بیگ شیخ صاحب فرید ۱۳۸۸	۱
شیخ باوشاہ صاحب فارونی پور	۴
ملک حیدر صاحب کھنڈ نیلی بار	۴
الفت حسین صاحب بھاگلپور	۱
مولوی عبدالحمید صاحب ڈھوک ڈھوک	۲
عنایت اللہ صاحب کاکوری	۶
غلام محمد صاحب گلرگہ	۱
شیخ کمال صاحب چاندہ	۱
غلام محی الدین صاحب سیالہ	۲
میر ذاکر بیگ صاحب	۱
جناب امیر شاہ صاحب بنگلہ فیروز	۲
محمد سمیع الزمان صاحب گارڈن پیچ	۱
سبحان علی صاحب بدارس	۲
ڈاکٹر ذاکر علی صاحب نواب نزل	۵
عبداللہ خان صاحب محمد نصر نکڑی	۱۱
محمد عقیل صاحب صابال	۱
محمد خلیل صاحب گڈی	۲
چودھری اللہ داد صاحب کالیانہ	۲
محمد صالح صاحب راجپور	۱
میر بادین صاحب حیدر آباد دکن	۲
بیگ قطب حسین صاحب گورکھپور	۲
نصیر الدین صاحب کانکتا	۲
میر زا محبی بیگ صاحب ڈونگر پور	۱
رحمت شاہ صاحب ٹھیلہ	۲
کاسیلی خاں صاحب اودہ	۲
منشی رضا صاحب رائچی	۲
سید نور الدین صاحب ڈونگ ۰	۲

نام معاون	تعداد
جناب خلیفت احمد صاحب بیتھل	۲
سید شیخ عبداللہ صاحب ڈیسہ	۲
۔ پیر محمد خاں صاحب جالندھر	۲
۔ محی الدین صاحب مونگیر	۱
۔ سخاوت حسین صاحب اندور	۱
۔ سخاوت حسین صاحب اندور	۱
۔ رشید الدین صاحب ترلی لین	۲
۔ خانیت بیگ صاحب گوجرانوالہ	۴
۔ خانیت احمد صاحب کوہ منصوری	۳
۔ حبیب خان صاحب حیدرآباد	۲
۔ محمد نصیر علی صاحب گورنمنٹ	۲
۔ ولایت اللہ صاحب لاہور	۳
۔ ڈاکٹر عزیز الرحمان صاحب اندور	۳
۔ عبدالرزاق صاحب سورسرائے	۱
دی۔ ایم۔ پیلے صاحب کراچی	۵
سید حسن پاشا صاحب حیدرآباد	۲
شیخ فضل الٰہی صاحب ساری	۵
شیخ عبدالرشید صاحب پاک پٹن	۵
محمد قوام الدین صاحب الہ آباد	۲
۔ طاہر مرزا صاحب لکھنؤ	۲
۔ غلام سرور صاحب نصور	۲
۔ یوسف علی صاحب سکندرآباد	۲
۔ حکیم بہاء الدین صاحب ہزاری	۱
۔ منیر یکلی صاحب جہانسی	۳
۔ سید محمد حسین صاحب دوسہل	۲
۔ سید ریان قطب الدین صاحب	۱
۔ ایم لے حیدر صاحب بنارس	۲
۔ غلی محمد صاحب ٹنکی دادو	۱
۔ محمد جواد صاحب ڈاکٹر لین آئی پلی	۱
۔ نور محمد صاحب جوا ہاری مین	۱
۔ عبدالسبحان صاحب محب	۲
۔ محمد حبیب اللہ صاحب ڈاکٹری پور	۱
۔ شہاب خان صاحب اٹاوہ	۲
۔ عبدالغفور خان صاحب سہارنپور	۲
۔ عبدالرحمن خان صاحب بیرپال	۲
۔ ظہور الدین صاحب شاہ جہانپور	۲
۔ محمد حبیب الدین صاحب شاہ جہانپور	۲
۔ شاہ ولی اللہ صاحب میانی	۱
۔ پیر خلیل الرحمان صاحب گورگانواں	۲
۔ علی شبیر صاحب مکاؤ ضلع	۲
۔ سید رمضان حسن صاحب سہارنپور	۲
۔ محمد سراج الدین صاحب شاہ جہانپور	۲
۔ شیر علی خان صاحب لکھنؤ	۲
۔ محمد یعقوب صاحب کوٹ ڈھیر	۲
۔ محمد عبدالرحیم صاحب ٹونک	۲
۔ محمد عبدالرحمن

بہشتی زیور کامل مجلد

کامل چوتھی مجلد ہے، یہ نقشہ خفیہ کا پورا انصاب ہوا اسکے گیارہ حصے ہیں، حصہ الف۔ پڑھنے اور لکھنے کا قاعدہ حصہ دوم طہارت اور نماز کے مسائل، حصہ ۳ زکوٰۃ روزہ، قربانی، حصہ طلاق، نکاح، مہر، دعوی عدت وغیرہ حصہ ۵ معاملات، حقوق، معاشرت حصہ ۶ اصلاحات باطن، تہذیب اخلاق حصہ ۷ اصلاح الرسوم مروجہ شادی، غمی، حصہ ۸ نیک بیبیوں کی دعائیں، حصہ ۹ ضروری ہدایتیں، حصہ ۱۰ ضروری ہدایتیں، حصہ ۱۱ ضروری ہدایتیں، کہ ہر خاص عام، مسائل پر سب ایک جگہ مجلد میں مہیا ہو دیں کہ ہر ایک صفحات ضخامت مجلد ۴۰۰ صفحات قیمت مجلد ۱۲ روپے محصول ۱۲

فلاح دین دنیا

یہ اسلامی کتابوں کی برابر ایک زبردست اسلامی انسائیکلوپیڈیا جو اسلامی تعلیم کتابوں کی روح ہے اور جس میں ہزار سے زیادہ دینی اور دنیاوی مسائل ہیں جنمیں ایک دینا دار اور دیندار کی دنیا کی اور دینی ضروریات کی ایسی کوئی معلومات نہیں ہے جو موجود نہ ہو یہ کتاب ہندوستان بھر میں غریب سے غریب میں بھی ہزار روپے سے زائد کی فروخت ہو چکی ہے اس میں نہایت مکمل دینی تعلیم ہے ہر گھر میں یہ کتاب ہو، وہاں ایک بزرگ علاوہ ایک بزرگ دنیا دار اور ایک دانشمند فلاسفر موجود ہے، قیمت مجلد تین روپے اٹھ آنہ، محصول ڈاک ۱۰ کل ۱۰

مذہبی معلومات

نئی روشنی کے لیے لامذہب درکار ہیں جو چاہے کہ مسلمان تو کہتے ہیں، لیکن اسلامی تعلیم سے ذرا بھی واقف نہیں اور جب ان سے مذہب کی کسی بات کا واقعی سبب پوچھا جاتا ہے، تو وہ کہتے ہیں کہ اردو میں ایسی کوئی کتاب ہی نہیں جو ہم کو مطمئن کر سکے اور کم سے کم وقت میں ہمکو زیادہ اسلامی معلومات حاصل کرنے کے لیے لوگوں کو چاہئے کہ وہ مذہبی معلومات کا مطالعہ کریں جو تمام اسلامی تعلیم کی سوچ ہے جسمیں صدہا مسائل دینیہ ہیں، کہ ہر مسلمان کے معلوم کرنے کے لیے لوگ بیقرار ہیں پر شوقین بلکہ ہے اس کتاب کو بتاریخی اعوان کے کوئی خواہ مخواہ مخلص نہیں بنایا گیا، قیمت رمول ڈاک مجلد ۱۵ ہے

دینی ضروریات

مذہبی معلومات کے لیے ہر مسلمان دل سے ساعی ہے لیکن دنیاوی بکھیڑے بھی اس قدر پھیلے ہوئے ہیں جب میں کہ معدود مسلمان اس کے لیے وقت بھی نہیں نکال سکتا، پھر اسلامی معلومات و فقہ اسلامی ایک بحر ذخار ہے اس ہم دینی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے فقہ اسلامی کا خلاصہ اس کتاب میں ہے مذہبی معلومات کے سلسلہ میں کوئی ضروری بات تشنہ نہ رہے ہوئی، انداز بیان بے حد سلیس اور دلنشین ہے اور یہی طرز ہے تخلص کے مطالعہ سے گھبرائے گا، اس لیے قیمت بھی بہت کم ۲۰۰ صفحات ضخامت لاگت ڈاک بھی کم یعنی صرف ۱۲ آنہ ہے، محصول ڈاک ۱۵ کل ۱۵

تفسیر سورہ یٰسین

تیسویں پارہ کی تفسیر لکھی گئی ہے جو بیک وقت بصائر و طبیعات کے زمانہ کے قدم قدم پر مذہب کے لیے عقلی دلائل لکھے گئے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت نمایاں ہے کہ بہایت کو معقول طرز تفسیر پر سمجھایا ہے اور یہ تفسیر علاوہ عمدہ علمی تفسیر القرآن کے ہے، اور ایسے سب کے لیے بہت مفید ہے جو مذہب کے متعلق اعتراض کرتے ہیں

دلائل الخیرات

دلائل الخیرات حل مشکلات کے لیے بڑی کیمیا چیز ہے لیکن نسخہ یہ ہے کہ اس کے مندرجہ شرائط کے ساتھ پڑھی جائے، ان کے اوصاف و اثرات بیان کرنے کے لیے دفتر کے دفتر درکار ہیں، جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہے اس کی کوئی بھی حاجت کہیں نہیں اٹکی رہتی، اس کے استفادہ کا ایک ادنیٰ یہ بھی ہے کہ آپ کے عامل رسول خدا کی زیارت سے بھی مشرف ہوتا ہے، پھر بھی اکمل نعمت کیا کچھ کم ہے، وظائف و اوراد کے سلسلہ میں اس کتاب کو بڑی اہمیت ہے ۲۲۴ صفحات کی ترجمہ خاصدہ کتاب ہے اور ہدیہ روپیہ صرف دس آنے، محصول ڈاک علیحدہ کل ہدیہ

جواہر القرآن

قرآن کریم دنیا و دنیا سے جس سے امراض و دعائی کو شفا حاصل ہوتی ہے، قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی دفیعہ نہیں اور جمیع دنیوی، دینی کے حصول کے لیے، اس سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں علمائے سلف نے اس سے ہر ضرورت میں خواہی کرکے جواہر القرآن کا استخراج کیا ہے اور رفع حاجات کے لیے اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن سے شروع کرکے جمعہ کے لیے تکمیلات قرآنی، جمعہ تک کے لیے استغفار کو تسبیحات، پیر کو آیات توکل، منگل کے لیے تعلیمات، بدھ کے لیے تخلیقات جمعرات کے لیے دعوتیات کا ایک ایک لفظ قرآن شریف سے ہے، قیمت ہدیہ مجلد

بارہ سورہ مجلد

مجربہ اوظیفہ سورہ ہفت احزاب یہ نیا اوظیفہ جو طبع ہوا ہے، پہلے سورہ ۱۰ صفحہ کا تھا اور یہ ۲۴ صفحہ کا ہے، ہفت روزہ مناجات خاندان حشمت کے طلاء اور بہت سی مجربہ دعائیں شامل ہوئی ہیں، ترجمہ علی حضرت مولانا شاہ بدیع الدین اور خواص و فضائل و اعمال سورہ ہائے قرآن از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تقطیع مولوی سے نصف ہے، کاغذ چہاپی مناسب اعلیٰ ہیں، اسمیں حسب ذیل سورتیں ہیں، سورہ یاسین فتح جان و الواقعہ، ملک، مزمل، الم تر، الم نشرح، والضحیٰ اور مناسب مقام پر مکمل شش فصل دعا گنج العرش وغیرہ وغیرہ قیمت ہدیہ مجلد

مناجات مقبول

مترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب، دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول سات دن کی اوراد و نظم ہیں بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں، دعا مانگنے کے طریقے اور اداب اعظام کی قبولیت دعا کی حکایتیں پھر قرآن شریف سے سات دن کی اوراد کریم کی مجرب دعائیں ہیں، جنکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے، پھر استعانہ منزل، پھر دعا کے بعد استعانہ تیسرہ اوراد یہ، نظم ترجمہ، درود شریف منظوم ترجمہ بریلوی شرف علی صاحب بڑی موثر اور نادر میں بیان کی گئی ہیں، لاکھوں سلمانوں کے زیر عمل ہیں، قیمت ۱۹۲ صفحات مجلد صرف ہدیہ محصول ہر

قرآنی دعائیں موثر

آپکی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی اس لیے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں، اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو پھر خدا کے فضل سے آپکی ہر دعا مقبول ہے، اگر آپ بے اولاد ہونگے تو صاحب اولاد بن جائیں گے مفلس ہیں تو زردار ہونگے، بیمار ہیں تو تندرست ہونگے، دشمن گشیدہ ہیں تو دوست ہو جائیں گے، بیر یشان ہیں تو مطمئن ہو جائیں گے غرضکہ آپ کے ہر مرادکی کنجی قرآنی دعائیں ہیں کیونکہ انہیں قرآنی دعاؤں کے ساتھ قرآن پاک کی بہت ہی مجرب دعائیں ہیں، بہت ہی مقبول و موثر ہے، قیمت آٹھ آنے، محصول ہر

پیغمبری دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول پاک کی دعا، انبیاء سلف و بزرگان دین کے مجرب معمولات سے نوٹ والے وظائف لکھے گئے ہیں، جن کے مقبول ہونے میں آنکھ کسی کو شبہ نہ ہوا ہوگا، انہیں دعاؤں میں جنکو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی ہیں، یا وہ دعائیں ہیں، جو آنحضرت کی ہیں اور صحابہ و ازواج کو حضور نے تلقین کیں خدا کی نبی اور رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں جو آنحضرت نے اُمتیوں اور صحابہ و ازواج کی تلقین فرمودہ دعائیں ہیں جس قدر ہیں موثر ہوں کم ہیں قیمت صرف ۸ محصول ڈاک ۵ کل ۱۳ ار

مجموعہ اعمال قرآنی

آیات فرقانی سورتہائے لانانی از علامہ حضرت شاہ اشرف علی صاحب حضرت مولانا کے تبحر علمی اور واقفیت اسرار ربانی کا کون قائل نہیں ہے آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو کچھا کیا ہے اور دنیاوی و دینی ضروریات میں ایک ہی معمولی چیز جنہیں چہوڑی ہے جس کا بدل اس کتاب میں ہر امراض کی شفا، بلیات کی دفع، مہمات کی حاجت ہے اکثر میں رزق ہے، جسکے وظیفے ہیں، آپکے نقش ہیں، صفحے کی کتاب ہے مجلد ہے، کاغذ اعلیٰ ہے، اصلی قیمت ۱۲ ہے اب تو یہ کتاب ۷ میں ملتی ہے محصول ہر کل ۱۰ ار

اوراد و وظائف

مخدوم جہانیاں جہاں گشت، جب سے طرف دنیا ویران ہو چلے اور دنیا کے سب لوگ فکر مند ہو جائیں، فنا فی اللہ و دو بھر ہو کر بیٹھ جائے راحت و آرام کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں، پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف جھک جاتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے، یہی انسانی تکان کا آخری زینہ ہے یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جہین مجبور انسان اور تہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں فقر کی راہ اور اوراد میں مضمر ہے ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہان گشت کے ملفوظ کے ہے، قیمت دس آنے، محصول ہر کل ۱۰ ار

تنویر القلوب

کیا کوئی دل ہے جسپر آپ فاتحہ چاہتے ہیں، ودود دل کسی کا ہمدم کا ہو، عزت کا ہو، خاوند کا ہو، باپ کا ہو، حاکم کا ہو، دوست کا ہو، استاد کا ہو، پیر کا ہو، بزرگ کا ہو، ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر سکیں گے، اگر آپ ہم سے تنویر القلوب منگا کر اسمیں جو لکھا ہے، اس کے عامل بن جائیں، احباب کا سخت کرنا، ان دونوں کا ہیچ کرنا، آقا و افسر کو بانا، مقدمات کا اپنے حسب منشاء فیصلہ کرانا اس آپکے عامل کے لیے معمولی بات ہے ایک نہایت دلچسپ عجیب غریب کتاب ہے ہزارہا فروخت ہو چکی ہے قیمت صرف ۸ محصول ہر

مرنے سے پہلے

جو سچے دل سے کام کرنا چاہتے ہیں وہ دل کسی کے ہمدم کا ہو، عزت کا ہو، خاوند کا ہو، باپ کا ہو، حاکم کا ہو، دوست کا ہو، استاد کا ہو، پیر کا ہو، بزرگ کا ہو، ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر سکیں گے، اگر آپ ہم سے تنویر القلوب منگا کر اسمیں جو لکھا ہے، اس کے عامل بن جائیں، احباب کا سخت کرنا، ان دونوں کا ہیچ کرنا، آقا و افسر کو بانا، مقدمات کا اپنے حسب منشاء فیصلہ کرانا اس آپکے عامل کے لیے معمولی بات ہے ایک نہایت دلچسپ عجیب غریب کتاب ہے ہزارہا فروخت ہو چکی ہے قیمت صرف ۸ محصول ہر

مرنے کے بعد

یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حال معلوم کرنے کے لیے ہر انسان بے چین ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اس کتاب میں ہے، مختصر فہرست مضامین یہ ہے، فلسفہ دو نوع فلسفہ نوع، تاریخ خلیفہ ثرت عبادت، سکرات موت، قبض روح، جسم، نعوش کی پرورش حضرت آدم کی وفات، ایمان و کفر نکیر، رومین، علیین، ابرار، مقربین، ہر اخاتمہ بری رومین، جہین، کفار کی اردلہ سوال و جواب تکبیر، عالم برزخ، عذاب و ثواب قبر، عذاب قبر، تعیم و تکفین، نماز جنازہ وغیرہ اور سب سے بہتر ہو جیسے اولیاء بعد وفات لوگوں کو گویا بنائے قیمت ۱۲ محصول

تذکیرات دوزخ

یعنی انسانی کی سزائیں یہ کتاب بڑی ہی بے خوف ہستی کا کام ہو گا، اگر یہ کتاب بڑی ہی بے خوف ہستی کا کام ہو گا، اگر یہ وعظ و نصیحت کے لیے کتاب ہاتھ لے، آپ جب تک ہیں نارک نار، نارک نار، نارک نار،

گھر کا مولوی مجلد

یہ وعظ کی بے نظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا اصغر حسین صاحب کی مرتب ہے اس میں ایک سو سات وعظ ہیں جن میں تمام امراض روحانی حسد حب دنیا بکبر جوری تہمت بدگمانی بخل ظلم غیبت غصہ غلط بیانی زبان ناواقفیت وغیرہ کا ترتیب وار تمام نقائص انسانی کے متعلق وعظ اور نصائح ہیں ہر ایک وعظ طرح انعام الٰہی اور برکات پر ورد اخلاق حسنہ کے متعلق بھی بہت سے وعظ ہیں اگر اس کتاب کو نگاہ کر ہر ایک محلہ قصبہ والا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کر کے ایک ایک وعظ بیان کر دیا جائے تو بہت ہی اچھا اثر ہو قیمت بمعہ محصول ۲ روپیہ

بارہ مجالس مجلد

وعظ کی آسان اردو میں سب سے پہلی کتاب ہے جس میں فضیلت بارہ خلفین میں (۱) آستی باری تعالیٰ (۲) توحید کے پرولئے (۳) توحید الٰہی (۴) نبوت (۵) رسالت (۶) ختم نبوت (۷) فضائل رسول (۸) اسوہ رسول عزم (۹) محبت رسول (۱۰) فضائل و اخلاق وحسن معاشرت (۱۱) اسلام میں عورت کے حقوق (۱۲) واقعات کربلا یہ بہت ہی مقبول کتاب ہے اور آسان وعظوں میں سب سے بہتر کتاب ہے اسکی خوبی یہ ہے کہ بہت تھوڑی اردو جاننے والے بھی بہت آسانی سے پڑھ لیتے ہیں، قیمت مجلد ۱۲ محصول ۱ر

خطبات سنت دین محمدی

یہ وہ مقبول عام سنتی خطبے ہیں جو صرف ۱۰ ماہ میں مولوی کے ذریعہ سے جاری ۷۰۰ مساجد میں پڑھے جانے لگے ہیں یہ وہ خطبات ہیں جن کے پڑھنے اور سننے پر علماء سنت والجماعت متفق ہو گئے ہیں کیونکہ ان سے پہلے عربی خطبے ہیں پھر خطبے کے متعلق جو شرطیں ہیں اور آخر میں نظم پھر خطبہ ثانی اس کی اتنا کے شرائع ہوئے کہ بعد مسلمانوں کی بہت بڑی ضرورت رفع ہو گئی اس کتاب میں ہر ماہ کے پانچ خطبے ہیں اس کے علاوہ دو خطبے عیدین کے ہیں بہت دلنشین عام فہم انداز بیان ہے ہر خطبہ میں طرح کا مواد عربی اور اردو دونوں کا منظم ذخیرہ حاصل کر سکتا ہے، قیمت مجلد ایک روپیہ محصول ۱ر

خطبات عرشی مجلد

جمعہ اور عیدین کے خطبہ خواں اصحاب کے لیے حضرت مولانا محمد نذیر صاحب عرشی نہایت ہی مفید و بلیغ اکیاون خطبے مرتب فرمائے ہیں، عربی و اردو تقریر دو دو خطبے ہیں، ہر خطبہ میں وقت وقت کے مسائل کا جائزہ اور موجودہ زمانہ کی ضروریات پر مشتمل ہے حنفی مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے لیے اس سے زیادہ دلچسپ تحریکات کے ولولہ پیدا کرنے والے خطبے آپ نے اب تک نہیں پڑھے ہوں گے خطبے صاف اموں و خطیبوں کے لیے خاص مفید ہیں عام اردو دان مسلمان ان کو پڑھ کر سعادت دارین حاصل کر سکتا ہے، قیمت مجلد ایک روپیہ محصول ۱ر

تازیانہ شیطان

یعنی شرح اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہایت فصاحت کے ساتھ یہ سین دیا ہے شیطان کے بارے میں قرآن شریف میں جو جو آیات آئی ہیں انکی تفسیر اور مطالب کا بیان، شیطانی سوانح عمری آدم علیہ السلام کی تخلیق، شیطان کی دشمنانہ دست، شیطان کی مکاریاں اور خونخواریاں تخلیق آدم سے تا ایندم اسمیں جا بجا تفصیلی حکایات ہیں جس سے مطلب عام فہم ہو گئے ہیں، آخر شعر اور محاورہ کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی گئی ہے جس سے خاص کیفیت پیدا ہو گئی ہے، قیمت دس آنے، محصول ڈاک ۱ر

سیدنا الفاروق

کیا اسلام تھے اور کیا ہم ہیں، جانتے ہو کہ الفاروق میں کیا ہے اسمیں فلسفہ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مفصل حالات ہیں، یہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جنکا نام زبان پر آتے ہی دل میں ہیبت ہوا نیز ایران کی فرضی روایات عدل پر خوش عش کرنے والو! اس عادل فاروق کے حالات پڑھو جسے معلوم ہو گا کہ عادل کسے کہتے ہیں، سادات سادات کے رہنے والو! ان جلیل القدر ہستی کی زبان سادات فرد بکو، بیت المقدس میں نمایاں داخلہ اور کس طرح غلام سرادر آقا ہا بردار جھوٹے کے سچے بادشاہ کے ہاتھ پر بیعت ۲۰۰ صفحہ قیمت

تاریخ اسلام کامل مجلد

جلد چوتھی ساڑھے تین روپے مجلد پانچ روپے بعثت رسول کریم سے لیکر زمانہ حال تک جدید معلومات تک

۱۔ اسمیں نہ ہجری سے ایک صدی چھ سے لیکر وفات رسول تک کے حالات ہیں ۹۲ صفحات

۲۔ اسمیں خلافت راشدہ حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و علی کی خلافتیں اور فتوحات اسلام ۸۸ صفحات

۳۔ اسمیں خلفائے بنی امیہ کی عہد حکومت اور شہادت، اس میں مفصل درج ہے ۴۰ صفحات

۴۔ اسمیں خلفائے بنی عباس کے تمام و کمال حالات ہیں مورخ عربی و اسلام ۹۶ صفحات

۵۔ اسمیں سلطنت مغلیہ کے حکمرانوں کے حالات ہیں

شرح مثنوی مولینا روم

مثنوی شریف کی حالات خان مرتبہ بیان نہیں ہی وہ کتاب ہے جو تمام عالم تصوف کی جان ہے ہی وہ کتاب ہے جو تشنہ کاران طریقت کو حکم دعوت بلاتی ہے، ہی وہ کتاب ہے جس سے بیانے تصوف نثر میں سے خوب تک و تہال سے خوب تک سیراب ہو رہی ہے کوئی صوفی صافی ایسا نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو، صوفیوں کو اس کی ضرورت فاضلوں بیکاروں، اور فقیروں، اولیاؤں کو اسکی ضرورت مؤمن ہر قسم کے لوگوں کو ہر گھر کی اسکی ضرورت ہے، ضخامت ۵۰۰ صفحات قیمت مجلد پونے گیارہ روپے صرف محصول ڈاک دس آنے

چھیانوے اولیا

ان کے حالات انکی کرامات ان کے خوارق انکی تعلیمات انکی دلچسپانہ تبلیغ اسلام، ان کے اور ان کے اسرار باطنیہ انکی الوہیت کا انکشاف اس کتاب سے ہو تا ہے جسمیں اکابر اولیا اللہ کے حالات ہیں اسمیں ہندوستان کے بھی، عراق کے بھی شام کے بھی، ایران کے بھی مشرق قریب کے بھی مشرق بعید کے بھی یہ کتاب خدا رسیدہ لوگوں کا مجلی آئینہ ہے، بڑی تقطیع کے ۴۰۰ ضخامت ہے اور بہت ہی دلچسپ کتاب ہے کوئی بھی مشہور ولی ایسا باقی نہیں رہا ہے جس کا تذکرہ اس کتاب میں نہ ہو

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول کریم تک جس قدر انبیاء مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانح عمری طبع ہو رہی ہے مستند احادیث سے مستنبط ہے ۴۶۷ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اپنے طرز کے حالات طاہرہ کا عجیب و غریب معارف سے پر پہلا ٹھا ہے اب تک اس سے اہم ترین مجلد اس کتاب کا پایہ کہ دیگر اموں کے تحت ترین ریاضات کے مقابلہ میں ہمارے محمدی کی ملکی عبادتوں اور ملی اجزیے عبادت الٰہی کی تشریح پیدا ہوتی ہے اتنی ضخیم کتاب ہدیہ بہت کم مجلد بارہ آنے ۱۲ر محصول ڈاک ۹ر حمیدیہ پریس دہلی

امام ابوحنیفہ

کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کے لیے ضروری ہیں کیونکہ جنکی نسبت پردہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بے خبر رہنا نہایت ہی نامناسب ہے ریئس المحدثین علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے، اسمیں جملہ حالات علمی و زمانوں، مناظروں اور دقیقہ رس مسائل کے حل کرنے کے لیے بہت بہتر کتاب ہے، فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان کیے ہیں جس سے آنکھ نہ پھیر سکتے ہیں اور حقیقت میں امام موصوف کا یہ مایہ ناز امتیاز نگاہ ہے ضخامت ۴۰۰ صفحات مجلد کتاب ہے قیمت ۱۰ آنے، محصول ڈاک ۱ر

یسر نا القرآن قاعدہ

قرآن شریف پڑھانے کا وہ مقبول اور بہترین قاعدہ جو ہر سال تین چار لاکھ کی تعداد میں چھپتا ہے اور جو حد درجہ کی فوریوں سے واقف ہیں وہ اسی کو منگاتے ہیں بہت ہی آسان قاعدہ ہے اسمیں سب سے پڑھ کر کتابت کی خوبی ہے یعنی نقطے، زیر، زبر، پیش اور حروف مرکبات کی جان لینے کے بعد مرکبات کو بتانے کی ضرورت نہیں پھر بھی مہتمت کا وعدہ ہے کہ قاعدہ پڑھ لینے کے بعد صرف چھ مہینے میں بغیر استاد کی مدد کے قرآن شریف پڑھنے لگتا ہے صفحات ۴۰ قیمت ۳ ایک روپے کے آٹھ حصہ ڈاک ایک جلد پر ۱ اور ۴ پر ۲

اسہل القرآن قاعدہ

یہ قاعدہ علمی ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے بچا پڑھنا سیکھ لیتا ہے ۲ مہینے میں صرف دو تین گھنٹہ کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں، ابتدا میں حروف تہجی کے لحاظ سے پچاس ہشیار کی رنگین تصاویر ہیں اس کے بعد الف بے، پھر دو حرفی، سہ حرفی، چہار حرفی اور پنج حرفی الفاظ کے ساتھ ساتھ سمجھانی پر بھی عبور حاصل ہو، آخر میں قرآن شریف کی چند سورتیں ہیں، قیمت ۴ محصول ۱ ایک روپیہ چھ

ختم الفواعد

یہ قاعدہ بھی بچوں کے لئے بہت مفید ہے، بڑے پڑھے لکھے کے لئے بھی بہت مفید ہے، ایک وقت میں ذہن نشین کرانے کے بعد مرکبات حروف، ایک وقت میں ذہن نشین کرانے پڑتے ہیں اور اسے بچے خود پڑھنے لگتا ہے مولف نے بچوں کی ایسی پڑھائی اور سمجھانے کی کنجی اس میں رکھی ہے اور کچھ ایسے گر بتلائے ہیں کہ استاد کو بھی مزہ آجاتا ہے کوئی بچہ ایک دو سبق پڑھ لینے کے بعد دوسرے کسی قاعدہ میں پڑھنا گوارا نہ کرے یہ قاعدہ مقبول عام ہو گیا ہے، اب تک ۲۰۰۰ ہزار چھپا ہے ایک روپے کے سولہ اور پانچ روپے کے سو میں بھیجا جاتا ہے اجلدوں پر دس کے اور سو جلدوں پر ۱۱ کے زیادہ منگائیے، کاغذ بہت موٹا ہے

اسلام کی آٹھوں مجلد

بچوں کی دینی معلومات بڑھانے کے لئے بہترین کتاب ہے پہلی، اٹھی تمیں ضروری مسائل، فائدہ دینے کا بیان دوسری، ایمان عقائد، وضو تیمم، اذان وغیرہ تیسری نماز کی پوری تفصیل اور آسان مسائل چوتھی، مرنے کے بعد اور پہلے کے حالات، پانچویں، زکوٰۃ کا پورا بیان اور روزہ کا بیان چھٹی، حج کا بیان اور عقود کا بیان مفصل ساتویں، ارکان ایمان، ارکان اسلام، آٹھویں حقوق العباد تو کل اور گناہ سفیدہ آٹھوں کی ضخامت ۴۰۰ صفحات ایک ہی جلد الگ الگ ہر حصہ قیمت ۲ کا کامل مجلد ایک جگہ سارا ۱۲ کا

مومنہ انگلش ٹیچر

کوئی جدید اعلان نہیں دہرائے ہے ہر ہفتہ اخبار مومنہ بتاتا ہے کہ ہزارہا ڈاکٹی چھپتی ہیں انگریزی پڑھانے کی اور حقیقت یہ ہے کہ آسان ہے اس وجہ سے ہر ہفتہ صدا آتا ہے میں فروخت ہوتی ہیں اور اسی اندازہ سے برابر کہدی ہیں، اگر آپ اس کتاب کا ایک سبق روزانہ صرف ایک گھنٹہ کی محنت سے پڑھ لیں تو یہ استاد کی مدد کے آپ انگریزی پڑھنے کا کام بخوبی چلا لیں گے، اب تو یہ ہاتھ ہی ہیں دعوے ہے، کیونکہ اس کے خلاف مثال نہیں ملتی، یہ وہ علمی کتاب ہے کہ جس کے پاس پہنچ گئی وہ یقیناً کامیاب ہو، قیمت ایک روپیہ محصول

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصے سے غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے، مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے، لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوش اسلوبی سے قائم کی ہے کہ سمجھدار آدمی بغیر استاد کی مدد کے اس کتاب سے عربی سیکھ سکتا ہے، تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ لکھی جس کے متعلق پہلے سے نہ بتا دیا ہو، پہنے عنوان کے لئے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے، ہر حصہ جلد کی قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ہر کل ۱۰ر

فارسی بول چال

(۱۱ استاد کی) مدد کے چند روز میں فارسی سکھلا دینے والی کتاب یہ فارسی بول چال ہے جسے جناب نیو بوسی نے علم فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کئے ہوئے فاضل حضرات نے سالہا سال کی محنت و تجربہ کے بعد فارسی زبان کو اردو میں ڈھالا ہے ضرور کتاب میں فارسی کے مفرد الفاظ کو گویہ کے لحاظ سے اردو معنی کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی قدر اوس کا ہم کہ ہم کے کاروباری خطوط کے مونے مضامین، چٹھیاں، تجارتی اور سمجھانی کے مونے ترجمہ کیا ہر رعایتی قیمت ۱۲ر محصول ڈاک ہر

کریم اللغات مجلد

فارسی زبان کے ۴۰ ہزار الفاظ کے لغت کی سستی کتاب اب کہ خیر ہی تو ہیں ہوتی اور روزمرہ بول چال میں کتنے فارسی کے الفاظ ایسے موجود ہیں جو باوجود روزمرہ بولنے کے بھی ان کے معنوں سے واقف نہیں اور ایسی مرتبہ ان کا حل استعمال غلط ہوتا ہے اور پڑھے لکھے لوگوں میں جب اس کی وجہ سے ذلت ہوتی ہے تو بڑا غصہ آتا ہے، اتنی بڑی بات جس ذرای تکلیف کو اٹھا کے، جدید کریم اللغات کو اپنے مطالعہ میں رکھئے، دو چار مہینوں میں کی بول چال اور تقریر میں نہایت موزوں جستہ الفاظ آجائینگے، جلد ۱۰۰۰ صفحات قیمت بارہ نئے

برکات رمضان

حضرت مولانا مولوی عبدالتواب صاحب ملتانی دامت برکاتہم العالی کی ایسی حضرت مولانا شیخ العلوم مولوی کفایت اللہ صاحب کی لکھی ہوئی مطول اور رمضان کے متعلق ایک بے نظیر کتاب جو حوالوں اور معارف علوم اور مسائل رمضان سے اقتباس کئے ہوئے ہے سب کتابوں سے بہت بہتر ہے، اور بالکل سہل کتابوں سے بہت بہتر ہے، اور بالکل سہل اور ہر سمجھ انسان اور زنان میں مقبول ہے اور زبان بھی فاضی قدر میں فروخت ہو رہی ہے آپ بھی اور اپنے عزیز و اقارب کے لئے ضرور منگائیے، ایسی تعلیمی کتاب ہے کہ ہر ہفتہ میں پڑھ لیں تو ہر ہفتہ کے خاتمہ پر ایک امتحان ہو جائے، ہر ہفتہ کا پرچہ علیحدہ ہے، پرچے تو یہ ہے کہ

شعبان المکرم سے یہ رعایتی سلسلہ جاری ہوتا ہے تاکہ خریدار مناسب وقت میں گھڑیاں منگا کر شروع رمضان المبارک سے کام میں لاسکیں

رعایت کا مبارک مہینہ

جو سال میں ایک ہی بار آتا ہے اس سے ضرور فائدہ اُٹھائیے

گیارہ ماہ گذر نیکے بعد خدا کے فضل و کرم سے رمضان المبارک کا مہینہ نصیب ہوتا ہے یہ بھلائیوں اور نیکیوں کا مہینہ ہے اس لئے ہم نے بھی یہی مہینہ اپنے خریدار کو فائدہ پہنچانے کے لئے انتخاب کر رکھا ہے۔ لہٰذا حسب معمول اعلان کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل گھڑیوں و ٹائم پیسوں کی قیمت میں بیحد رعایت کر دی گئی ہے اس رعایت سے ہر شخص خواہ کسی مذہب و ملت کے ہوں فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ جلد سے جلد فرمائش بھیجئے ورنہ یہ زریں موقعہ پھر ایک سال بعد آئیگا۔ راقم منیجر

شب چراغ گولڈن رسٹواچ

۹۹۱

اس کا کیس ۲۲ کیرٹ گولڈن اور ڈیزائن اسکے مختلف اور بہت خوشنما ہیں پرزے پختہ پالش دار ہیں اور وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت مع استراپ کلائی چھ روپے جائزہ

خوبصورت اٹھ پہل رسٹواچ

۹۹۲

اس کا کیس ۲۲ کیرٹ گولڈن اور ڈیزائن اسکے مختلف اور بہت خوشنما ہیں پرزے پختہ پالش دار ہیں اور وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت مع استراپ کلائی چھ روپے جائزہ

پائیدار نیو پیٹنٹ رسٹواچ

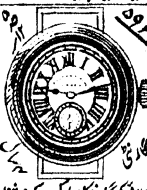

۹۹۳

یہ کلائی کی گھڑی نکل سلور کیس کی خوشنما و پائیدار بنی ہوئی ہے اسکے پرزے پختہ اور بالشدہ ہیں ٹائم بھی صحیح بتاتی ہے اسپر انگلش موومنٹ لگا ہوا ہے جو ضرور سے بھی نہیں ٹلتا رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی پانچ روپیہ بارہ آنہ

حیرت انگیز غیر سیونی رسٹواچ

۹۹۴

اس گھڑی میں سوئیاں لگی ہوئی نہیں ہیں اور نہ گلاس ٹوٹنے پھوٹنے کا خطرہ ہی نہیں خود بخود منٹ اور گھنٹے بالکل صحیح بتاتی ہو پرزے مضبوط ہیں رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی چار روپے بارہ آنہ

خوشنما و پائیدار رسٹواچ

۹۹۵

یہ گھڑی خوشنما و پائیدار بنی ہوئی ہے کیس مینلین بوہ خوبصورت ہونیکے اس گھڑی پہننے کرتے ہیں وقت بتانیکی سچی اور پرزے کی مضبوط ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی چار روپے بارہ آنہ

ریلوے رگولیٹر لیور واچ

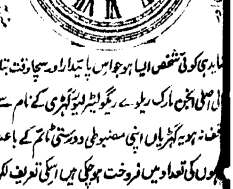

۹۹۶

یہ گھڑی ایسی مضبوط و پائیدار بنی ہوئی ہے جو دوڑ بھاگ ٹینس وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی شاک لیور موومنٹ پندرہ جوئل والی ہے۔ بکاس غیر معمولی مضبوط لگا ہوا ہے وہ آپ کو ایک چوکیدار کا کام دیگا شاک سے ٹائم آپ جاگتا جاہیں یہ اُسی ٹائم پر زور دار الارم بجا کر آپکو بیدار کر دیگا تہجد پڑھنے۔ سحری کھانے اور ڈیوٹی پر جانیوالے حضرات کیلئے بڑے کام کی چیز ہے رعایتی قیمت

کار آمد سونو کو جگانے والا الارم وار ٹائم پیس

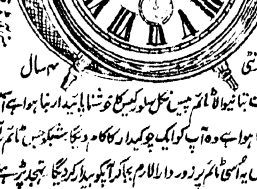

۹۹۷

یہ صحیح وقت بتانیوالا ٹائم پیس نکل سلور کیس کا خوشنما پائیدار بنا ہوا ہے اسمیں جو الارم لگا ہوا ہے وہ آپ کو ایک چوکیدار کا کام دیگا شاک سے ٹائم آپ جاگتا جاہیں یہ اُسی ٹائم پر زور دار الارم بجا کر آپکو بیدار کر دیگا تہجد پڑھنے۔ سحری کھانے اور ڈیوٹی پر جانیوالے حضرات کیلئے بڑے کام کی چیز ہے رعایتی قیمت

ولٹن واچ کمپنی کی فل جولڈ لیور سٹ واچ

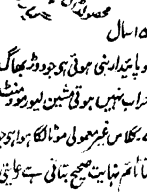

۹۹۸

یہ گھڑی ایسی مضبوط و پائیدار بنی ہوئی ہے جو دوڑ بھاگ ٹینس وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی شاک لیور موومنٹ پندرہ جوئل والی ہے۔ بکاس غیر معمولی مضبوط لگا ہوا ہے وہ ضرور سے بھی نہیں ٹوٹتا ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی تیرہ روپے چودہ آنے

نوٹ۔ ایک ہی خریدار کو چھ گھڑیاں یا ٹائم پیس سے زیادہ نہیں دیئے جائینگے۔ ہر گھڑی پر ایک سال کی گارنٹی دی جائیگی۔ ہر گھڑی کے ساتھ ایک چمڑہ کا بکس مفت دیا جائیگا

گولڈن کیس کی خوبصورت لیور پاکٹ واچ

نمبر ۶۰۱ ۱۵ جواہر

یہ گھڑی عنصری کیس کی خوشوضع بنی ہوئی ہے مشین لیور مضبوط پرزوں کی ہے ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت تین روپے چودہ آنہ محصول ڈاک فیرہ ۹۰ گارنٹی ۱۵ سال

چاندی کے کیس کی لیور ہنٹنگ پاکٹ واچ

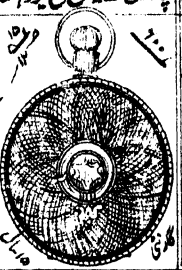

نمبر ۶۰۲ ۱۵ جواہر

یہ ڈھکنے دار اوپن والی گھڑی لیور مشین کی نہایت مضبوط و پائیدار پرزوں کی بنی ہوئی ہے وقت نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت پندرہ روپے بارہ آنہ گارنٹی ۱۵ سال

کم خرچ بالا نشین گھڑی والی پاکٹ واچ

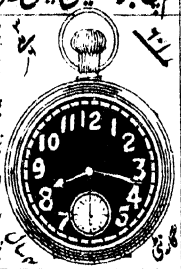

نمبر ۶۰۳ ۱۵ جواہر

یہ گھڑی دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی مثل دن کے وقت بتاتی ہے پرزوں کی مضبوط اور ٹائم تابنیکی سچی ہے رعایتی قیمت صرف تین روپے چھ آنہ۔ گارنٹی ۱۵ سال

چاندیکے کیس کی نہایت خوشنما رسٹواچ

نمبر ۶۰۴ ۱۵ جواہر

یہ سٹواچ چھوٹے سائز کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے اسکا کیس چاندی کا بنا ہوا ہے مشین پالش دار مضبوط پرزوں کی ہے ٹائم بالکل صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی آٹھ روپے گارنٹی ۱۵ سال

خوشنما سیپ کے کیس کی رسٹواچ

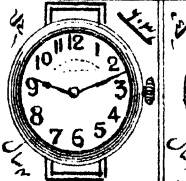

نمبر ۶۰۵ ۱۵ جواہر

اس رسٹواچ کا کیس سیپ کا ہے جو دلپسند وغیرہ میں خراب نہیں ہوتا ہے ہیئت کیسکی رہتا ہے مشین سلنڈر سرونس ہیڈ ہے پرزے پختہ و پائیدار ہیں ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی چھ روپے چھ آنہ گارنٹی ۱۵ سال

خوبصورت رسٹ واچ

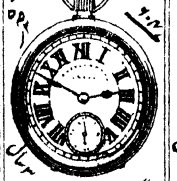

نمبر ۶۰۶ ۱۵ جواہر

اس گھڑی کو کلائی پر باندھتے یا جیب میں لگائیے دونوں کام دیتی ہے اسکا کیس گن مٹل کا ہے مشین پالشدار پرزوں کی ہے وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی پانچ روپے دو آنہ گارنٹی ۱۵ سال

ورپا کوٹ واچ

نمبر ۶۰۷ ۱۵ جواہر

یہ گھڑی دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے پرزوں کی مضبوط اور ٹائم تابنیکی سچی ہے کیس اسکا چاندی کا ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی سات روپے بارہ آنہ گارنٹی ۱۵ سال

کارآمد ریڈیم رسٹ واچ

نمبر ۶۰۸ ۱۵ جواہر

یہ گھڑی دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے پرزوں کی مضبوط اور ٹائم تابنیکی سچی ہے کیس اسکا چاندی کا ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی پانچ روپے بارہ آنہ گارنٹی ۱۵ سال

نئے طرز کی سنہری رسٹواچ

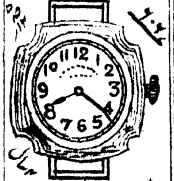

نمبر ۶۰۹ ۱۵ جواہر

یہ سٹواچ نہایت خوشنما مختلف ڈیزائن کی گولڈن کیس کی بنی ہوئی ہے اسکے پرزے مضبوط اور پائیداری ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی پانچ روپے بارہ آنہ گارنٹی ۱۵ سال

ٹائم پیس نکل سلور کیس کی خوشنما

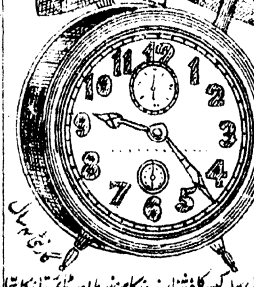

نمبر ۶۰۸ ۱۵ جواہر

یہ ٹائم پیس نکل سلور کیس کا خوشنما پرزہ۔ وزنکا مضبوط اور ٹائم تابنیکا سچا ہے نسکو آپ جس ٹائم پر جاگنا چاہیں یہ اسی ٹائم پر دو گھنٹی کے باعث الارم بلند آواز سے بجا کر آپ کو خواب سے بیدار کر دیگا۔ یہ ٹائم پیس ایک چوکیدار کا کام دیتا ہے۔ رعایتی قیمت تین روپے پانچ آنے۔

لیور مشین والی گھڑی نمبر ۶۰۹

نمبر ۶۰۹ ۱۵ جواہر

یہ گھڑی نکل سلور کیس کی نہایت مضبوط بنی ہوئی ہے مشین لیور سو رمنٹ پالشدار ہے اور وش جویل یاقوت آویزاں ہیں جسکے باعث دوڑ بھاگ وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے تمام پرزے نہایت مضبوط اور پائیدار ہیں۔ رعایتی قیمت گیارہ روپے آٹھ آنے

۱۵ جواہر والی پاکٹ واچ

نمبر ۶۰۹

یہ گھڑی نکل سلور کیس کی نہایت مضبوط بنی ہوئی ہے مشین لیور سو رمنٹ پالشدار ہے اور وش جویل یاقوت آویزاں ہیں جسکے باعث دوڑ بھاگ وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے تمام پرزے نہایت مضبوط اور پائیدار ہیں۔ رعایتی قیمت گیارہ روپے آٹھ آنے

۱۵ جواہر والی پاکٹ واچ

نمبر ۶۰۸

یہ ٹائم پیس نکل سلور کیس کا خوشنما پرزہ۔ وزنکا مضبوط اور ٹائم تابنیکا سچا ہے نسکو آپ جس ٹائم پر جاگنا چاہیں یہ اسی ٹائم پر دو گھنٹی کے باعث الارم بلند آواز سے بجا کر آپ کو خواب سے بیدار کر دیگا۔ یہ ٹائم پیس ایک چوکیدار کا کام دیتا ہے۔ رعایتی قیمت تین روپے پانچ آنے۔

کارنٹی ۱۵ سال

یہ نہایت صحیح وقت بتانے والی رسٹواچ لیور مشین اور بہت مضبوط پرزوں کی بنی ہوئی ہے پندرہ جویل یاقوت مشین میں آویزاں ہیں جسکے باعث یہ گھڑی دوڑ بھاگ مشین وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی اور منکے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی چودہ روپے چھ آنہ

تمام گھڑیاں اور ٹائم پیس ملنے کا پتہ۔ ایس۔ ایم۔ عثمان اینڈ کمپنی واچ مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۱۵ شہر دہلی

پائیدار اصلی سسٹم راسکوپ پیٹنٹ لیور واچ

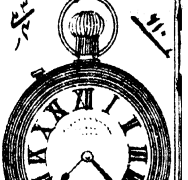

نمبر ۱۰

یہ گھڑی اپنی مضبوطی اور صحیح ٹائم بتانیکے باعث ایسی مقبول ہوئی ہے کہ ہر شخص اسکے نام سے واقف ہے کم خرچ بالانشین گھڑی ہے۔ رعایتی قیمت تین روپے چار آنہ

گارنٹی ۵ سال

نفیس کیس نہایت خوبصورت ڈبل کیس کی پاکٹ واچ

نمبر ۱۱

اس پاکٹ واچ کی پوری خوبصورتی یہ کاغذ اسکا نقشہ ظاہر نہیں کرسکتا۔ گھڑی نہایت ہی خوشنما گولڈن کیس کی بنی ہوئی ہے۔ ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت اٹھ روپے چار آنہ

گارنٹی ۵ سال

سونے کے ملمع کی خوشنما پاکٹ واچ

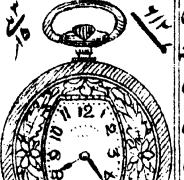

نمبر ۱۲

یہ بھی گھڑی مختلف نقشوں کے ڈائل کی خوبصورت لیور مشین کی بنی ہوئی ہے۔ ٹائم صحیح بتاتی ہے پرزے پختہ اور پالشدار ہیں۔ رعایتی قیمت تین روپے بندہ ۹ آنہ

گارنٹی ۵ سال

گولڈن کیس کی رسٹواچ

نمبر ۱۳

یہ گھڑی سُنہری کیس کی بہت خوبصورت پرزوں کی مضبوط بنی ہوئی ہے ٹائم صحیح بتاتی ہے سپرگلاس وغیرہ لگا ہوا ہے جو ضربسے نہیں ٹوٹتا۔ رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی چھ روپے چار آنہ

گارنٹی ۵ سال

خوشنما بجلی والی رسٹواچ

نمبر ۱۴

اس گھڑی کے ہندسہ سوئیاں ہیرے مانند بجلی کے چمکتے ہیں جن سے دن کے علاوہ رات اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہو جاتا ہے ٹائم بتانیکی بھی پرزوں کی مضبوطی ہوتی ہے۔ قیمت معہ استراپ کلائی پانچ روپیہ بارہ آنہ

گارنٹی ۵ سال

نوایجاد خوبصورت رسٹواچ

نمبر ۱۵

یہ گھڑی بالکل نئے فیشن کی بہت ہی خوبصورت نکل سلور کیس کی بنی ہوئی ہے۔ مشین سلنڈر پرزے مضبوط اور پالشدار ہیں وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی نو روپے پانچ آنہ

گارنٹی ۵ سال

اسکوائر گولڈن رسٹواچ

نمبر ۱۶

یہ رسٹواچ نہایت خوشنما مختلف نقشوں میں مُنہری کیس کی بنی ہوئی ہے پرزے مضبوط اور پالشدار ہیں۔ ٹائم بھی صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی پانچ روپے بارہ آنہ (۵ سال)

گارنٹی ۵ سال

اکارآمد گیس والی رسٹواچ

نمبر ۱۷

یہ گھڑی رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم بتاتی ہے اسکا کیس نکل سلور کا ہے پرزے مضبوط اور پالشدار ہیں۔ ٹائم بھی صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی پانچ روپے بارہ آنہ (۵ سال)

گارنٹی ۵ سال

ریلوے ریگولیٹر لیور کیلیس واچ

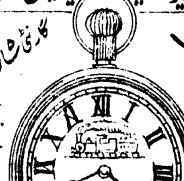

نمبر ۱۸

گھڑی اپنی پائیداری اور صحیح ٹائم بتانیمیں بناوٹ بیشمار دنیا میں مشہور ہو چکی ہے گلاس سپرفیشل موٹا لگا ہوا ہے جو ضرب سے نہیں ٹوٹتا۔ تمام پرزے اعلیٰ درجہ کے مضبوط اور پائیدار ہیں ٹائم بالکل صحیح بتاتی ہے کیس پر انجن مارک موجود ہے رعایتی قیمت چار روپے چھ آنہ علاوہ محصول ڈاک

گارنٹی ۵ سال

لپشت کی گھنٹی والا الارم ٹائم پیس

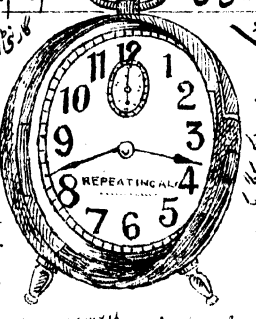

نمبر ۱۹

یہ ٹائم پیس پرزوں کا مضبوط اور ٹائم بتانیکا سچا ہے اسمیں جو الارم لگا ہوا ہے اُسکی آواز ایسی تیز ہے کہ غافل نیند والا بھی جاگ اُٹھتا ہے پھر الارم ٹھہر ٹھہر کر اور ایک دم دونوں طرح سے بجتا ہے۔ کیس نکل سلور کا خوشنما بنا ہوا ہے۔ رعایتی قیمت چھ روپے بارہ آنہ۔

گارنٹی ۵ سال

ویلتھ واچ کمپنی کی فاخر ریلوے پاکٹ واچ

نمبر ۲۰

یہ گھڑی نکل سلور کیس کی نہایت مضبوط و پائیدار ریلوے مشین کی بنی ہوئی ہے۔ ۱۵ جوئل یاقوت مشین میں نصب کئے ہوئے ہیں جنکی وجہ سے یہ گھڑی دوڑ بھاگ ٹینس شکار وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی رعایتی قیمت بارہ روپے آٹھ آنے

گارنٹی ۱۵ سال

نوٹ۔ ہر گھڑی کے ساتھ ایک عدد مفت دیا جاتا ہے۔ گھڑیوں کی قیمت ڈاک خرچ علیحدہ ہے

نوٹ: ایک روپیہ کی رقم بھیجنے والے گاہکوں کو ہمارے مصور اشتہار کی ایک کاپی مفت دی جائیگی۔ ہمارے مصور اشتہار کی قیمت فی کاپی ۱۰ روپیہ ہے۔ ۱۰ روپیہ سے زیادہ رقم بھیجنے والے گاہکوں کو ہمارے مصور اشتہار کی کاپی مفت دی جائیگی۔ ہمارے مصور اشتہار کی قیمت فی کاپی ۱۰ روپیہ ہے۔ ۱۰ روپیہ سے زیادہ رقم بھیجنے والے گاہکوں کو ہمارے مصور اشتہار کی کاپی مفت دی جائیگی۔

۲۲ کیرٹ گولڈن کیونڈنگ پاکٹ واچ

نمبر ۲۲۱

یہ بھی گھڑی بہت خوشنما اور چھوٹے سائز کی بنی ہوئی ہے اس کا کیس گہنہری خوشنما پالش دار مشین جیولز مضبوط پیچ دار کی ہوئی صحیح ٹائم بتاتی ہے رعایتی قیمت پانچ روپیہ ۵ آنہ

خوبصورت و مضبوط اوپن فیس کیلیبر لیور پاکٹ واچ

نمبر ۲۲۲

یہ گھڑی اگرچہ کم قیمت ہے مگر وقت ٹائم میں چالیس پچاس برس چلے گی ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہیں رعایتی قیمت دو روپے چودہ آنے

سونے کے ملمع کی نیو فیشن لیور پاکٹ واچ

نمبر ۲۲۳

اس گھڑی کا کیس گہنہری طرح کا نہایت خوشنما بنا ہے مشین لیور پر نے مضبوط ہیں ڈائل بھی اس کا نفیس ہے وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت تین روپے دس آنہ

اندھیرے میں وقت بتانیوالی رسٹواچ

نمبر ۲۲۴

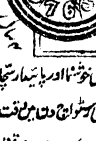

یہ نہری کیس کی خوشنما اور پائیدار سچا وقت بتانیوالی رسٹواچ رات میں وقت بتانیکے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہوا سکا ڈائل دسویاں ڈیزم ہیں رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی چار روپے چار آنہ

نیو پیٹنٹ پائیدار رسٹواچ

نمبر ۲۲۵

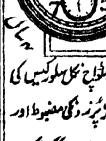

یہ رسٹواچ ایسی خوشنما بنی ہوئی ہے کہ بار بار دیکھنے کو دل چاہتا ہے کیس نہری ہے اکی ہے ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی پانچ روپے چار آنے

نہایت خوبصورت گولڈن رسٹواچ

نمبر ۲۲۶

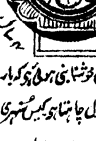

یہ رسٹواچ ایسی خوشنما بنی ہوئی ہے کہ بار بار دیکھنے کو دل چاہتا ہے کیس نہری ہے نہایت دلکش رشین جیولز مضبوط پرزوں کی ہے ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی پانچ روپے پانچ آنہ

نیو فیشن گولڈن رسٹواچ

نمبر ۲۲۷

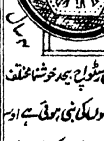

یہ گہنہری کیس کی رسٹواچ بہت خوشنما مختلف ڈیزائن کے ڈائلوں کی بنی ہوئی ہے اور محض خوبصورتی ہی نہیں بلکہ پائیدار اور مضبوط پرزوں کی ہوئی ٹائم صحیح بتاتی ہو رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی پانچ روپے بارہ آنہ

نکل کیس ریڈیم رسٹ واچ

نمبر ۲۲۸

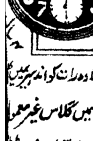

یہ گھڑی دیکھ کے علاوہ رات کو اندھیرے میں وقت بتاتی ہے اس گلاس غیر معمولی موٹا لگا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا پرزے مضبوط پالشدار ہیں وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی پانچ روپے پانچ آنہ

موٹے گلاس کی اصلی ریلوے ریگولیٹر لیور واچ

نمبر ۲۲۹

یہ گھڑیاں اپنی مضبوطی و درستی ٹائم کے باعث لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہیں۔ ہر شخص اس ریلوے ریگولیٹر کے نام سے واقف ہے اسپر گلاس غیر معمولی موٹا لگا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا۔ رعایتی قیمت تین روپے دس آنے

باجہ بجانیوالا فینسی چوکور ٹائم پیس

نمبر ۲۳۰

اس ٹائم پیس کا کیس نکل سلور کا نہایت خوشنما بنا ہوا ہے جنبی میں دونوں جانب شیشے لگے ہوئے ہیں جنسے تمام مشین کے پرزے چلتے پھرتے نظر آتے ہیں وقت صحیح بتاتی ہے اور پرزے بھی مضبوط ہیں اور دن میں باضرب کوئی ٹائم پر اس سے باجہ بجوانا ہو تو بہ ٹھیک اسی ٹائم پر باجہ خوش آہنگ بجائیگا یہ ٹائم پیس لائم کا کام بھی دیگا۔ رعایتی قیمت نو روپے چار آنے

ولٹن واچ کمپنی کی پندرہ جوئل مالی لیور واچ

نمبر ۲۳۱

یہ رسٹواچ نہایت پائیدار بنی ہوئی ہے اسکی مشین فل جوئل ہے پانچ پرزے مضبوط پالشدار ہیں دو بھاگ مشین وغیرہ میں خراب نہیں ہوتی ٹائم صحیح بتاتا ہے گلاس اسپر مڑوا نٹ کیا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی تیرہ روپے

تمام گھڑیاں اور ٹائم پیس ملنے کا پتہ۔ ایس۔ ایم۔ عثمان اینڈ کمپنی واچ مرچنٹس بازار چاندنی چوک نمبر ۱۵ شہر دہلی

۲۲ کیرٹ گولڈن فینسی پاکٹ واچ

۳۲۲ اس گھڑی کے ڈائل کو نہایت نفیس کے خوشنما فینسی بنے ہوئے ہیں کیس سنہری عدہ شیشہ لگا ہوا پُرزے مضبوط یہ تو چال اوٹائم تہا نیکی بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت تین روپے پندرہ آنہ

انکل سلور کیس کی کیلس ہنٹنگ پاکٹ واچ

۳۲۳ اس گھڑی کے ٹائم کیپر شیشے کی حفاظت کیلئے بھی ڈھکنا لگا ہوا ہے۔ ٹائم صحیح بتاتی ہے پرزے بھی مضبوط ہیں تا بتی قیمت سات روپے ایک آنہ علاوہ محصول ڈاک

اندھیرے میں وقت بتانیوالی کیلس پاکٹ واچ

۳۲۴ یہ گھڑی دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے ٹائم کی بچی پرزوں کی مضبوطی ہے اسپر گلاس بھی ڈبل فٹ کیا ہوا ہے رعایتی قیمت سات روپے تیرہ آنے

نوشتوضع اٹھ پیل رسٹواچ

۳۲۵ یہ رسٹواچ گولڈن کیس مختلف ڈیزائن کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے مشین اعلیٰ قسم کی اور پرزے اسکے مضبوط ہیں ٹائم صحیح بتاتی ہے اور سروس میڈ ہے رعایتی قیمت معہ استرپ گلابی پانچ روپے بارہ آنہ

نیو فیشن فینسی رسٹواچ

۳۲۶ یہ رسٹواچ نکل سلور کیس کی بہت خوبصورت ہے اسکی چوڑی مختلف ڈیزائن کی فینسی بنی ہوئی ہے۔ پرزوں کی مضبوطی ہے وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استرپ گلابی پانچ روپے بارہ آنہ

شب چراغ گولڈن رسٹواچ

۳۲۷ اس گھڑی کا ڈائل دو سوئیاں گیس والی ہیں جن سے رات کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم معلوم ہو جاتا ہے ٹائم صحیح بتاتی ہے پرزے بھی مضبوط ہیں رعایتی قیمت معہ استرپ گلابی چھ روپے بارہ آنہ

خوبصورت گولڈن رسٹواچ

۳۲۸ یہ رسٹواچ سنہری گیس کی خوش وضع بنی ہوئی ہے اسپر گلاس غیر معمولی مٹا لگا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا پرزے نہایت مضبوط و پائیدار ہیں وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استرپ گلابی چھ روپے بارہ آنہ

بجلی والی کارآمد رسٹواچ

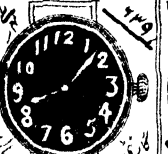

۳۲۹ یہ سونے گلاس کی رسٹواچ ریڈیم ہونیکی وجہ سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے ٹائم کی بچی ہر پرزے بھی مضبوط ہیں۔ رعایتی قیمت معہ استرپ گلابی پانچ روپے چار آنہ

پندرہ جول والی لیور کیلس پاکٹ واچ

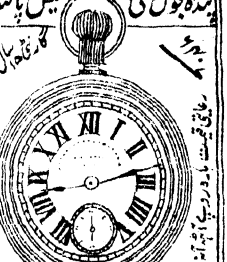

۳۳۰ یہ گھڑی نکل سلور کیس کی نہایت مضبوط و پائیدار ریوڑھن کی بنی ہوئی ہے۔ ۱۵ جول یاقوت مشین میں نصب کئے ہوتے ہیں۔ دوڑ بھاگ وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی۔ رعایتی قیمت بارہ روپے آٹھ آنے۔ محصول ڈاک۔ پیکنگ کیس اور منی آرڈر فیس ۱۱ر

سوتوں کو جگانے والا الارم وار ٹائم پیس

۳۳۱ یہ ٹائم پیس پرزوں کا مضبوط اور ٹائم بتانے کا سچا ہے اسمیں پشت کی طرف الارم کی گھنٹی تیز آواز کی لگی ہوئی ہے جو بوقت ضرورت بلند آواز سے الارم بجا کر سوتے ہوئے شخص کو بیدار کر دیتا ہے شب کو جگانے کیلئے ایک چوکیدار کا کام دیتا ہے۔ رعایتی قیمت پانچ روپے بارہ آنہ

خوشنما بڑے سائز کی رسٹ واچ

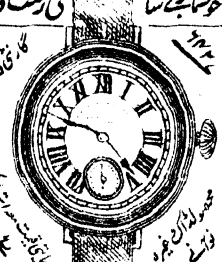

۳۳۲ یہ رسٹواچ ۱۵ سائز کی نکل سلور کیس کی خوشنما بنی ہوئی ہے اسپر گلاس غیر معمولی مٹا لگا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا پرزے نہایت مضبوط و پائیدار ہیں وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ خوشنما استرپ گلابی چھ روپے بارہ آنے

تمام گھڑیاں اور ٹائم پیس ملنے کا پتہ۔ ایس۔ ایم۔ عثمان اینڈ کمپنی واچ مرچنٹس بازار چاندنی چوک نمبر ۱۵ شہر دہلی

نوٹ:- ایک روپیہ کا منی آرڈر کرانے سے ہر قسم کی گھڑیاں بلا کرایہ ریلوے کیٹ کرنے روانہ کئے جاتے ہیں اور اسے پہلے کی مدد کی دیکھ بھال کی ہر طرح کی جاتی ہے صفحہ

نو ایجاد بغیر شیشے اور سوئیوں کی لیور پاکٹ واچ

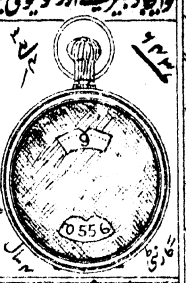

نمبر ۴۲۱

اس گھڑی میں سوئیاں ہیں اور نہ گلاس ہندسے ہر گھنٹے اور منٹ پر خود بخود بدلتے رہتے ہیں جس سے وقت معلوم ہوتا ہے یہ ٹائم صحیح بتاتی ہے اور عمدہ قیمت تین روپے چار آنہ

چھوٹے سائز کی ریلوے گولیر لیور پاکٹ واچ

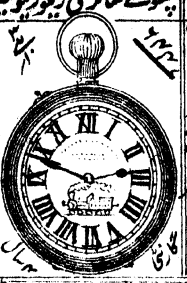

نمبر ۴۲۲

یہ گھڑی اچھی مارکہ اصلی ریلوے گولیر لیور سٹیم ونڈ سائز کی ہے اس کے پرزے مضبوط بنائے ہیں ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت تین روپے دس آنے

خوشنما چاندی کے کیس کی پاکٹ واچ

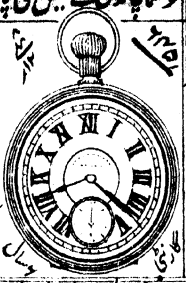

نمبر ۴۲۳

یہ گھڑی دیکھنے میں بہت خوبصورت چال کی اچھی پرزوں کی مضبوط ہے اور وقت صحیح بتاتی ہے چابی بھرنا ۳۰ گھنٹہ کے بعد ہوتی ہے رعایتی قیمت آٹھ روپے باوآنہ

۲۲ کیرٹ گولڈن فینسی رسٹ واچ

نمبر ۴۲۴

یہ رسٹ واچ بالکل مردانہ جیب گھڑی کی ہوتی ہے ہر طرح سے مضبوط اور بالکل درست ہے وقت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹرا پکائی پانچ روپیہ چودہ آنے

سونیکے ملمع کی رسٹ واچ

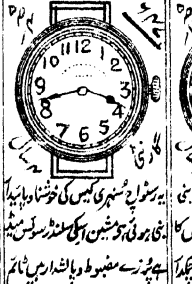

نمبر ۴۲۵

یہ رسٹ واچ سنہری کیس کی خوشنما بنائی ہوئی ہے مضبوط اور بالکل درست ہے ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹرا پکائی صرف پانچ روپے چار آنے

شب بین خوبصورت رسٹ واچ

نمبر ۴۲۶

یہ رسٹ واچ مکمل ساعد کیس کی خوبصورت پرزے مضبوط اور ٹائم بتانے میں بھی معلوم ہوتا ہے رعایتی قیمت معہ اسٹرا پکائی پانچ روپے آٹھ آنہ

شاندار گولڈن فینسی رسٹ واچ

نمبر ۴۲۷

یہ رسٹ واچ بہت ہی خوبصورت فینسی فنشیں کیس کی بنی ہوئی ہے کیس اسکا سنہری آبدار بنا ہوا ہے پرزے مضبوط و بالیدار ہیں وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹرا پکائی آٹھ روپے نو آنہ

نئے فیشن کی گولڈن رسٹ واچ

نمبر ۴۲۸

اس رسٹ واچ کی پوری خوبصورتی کا بیان نقشہ ظاہر نہیں کر سکتا ہے خوبصورتی ہے ڈائل مختلف نمکوں کی خوشنما کیس کی بنی ہوئی ہے پرزے مضبوط و بالیدار ہیں اور پرزے بالیدار ہیں قیمت معہ اسٹرا پکائی آٹھ روپے نو آنہ

فیشن ایبل رسٹ واچ

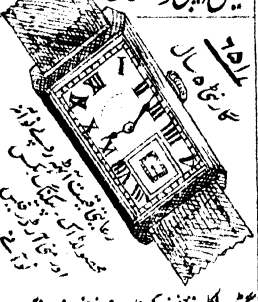

نمبر ۴۲۹

یہ گھڑی بالکل نئے فیشن کی نہایت خوشنما وضع بنی ہوئی ہے اور فیشن ایبل ہونیکے عام طور پر اب یہ پسند کی جاتی ہے اسکا کیس سنہری چمکدار بنا ہوا ہے پرزے پختہ و پالش دار ہیں ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹرا پکائی آٹھ روپے نو آنے۔ محصول ڈاک وغیرہ نو آنے۔

ٹینگ او رلائنگ لارم ریڈیم ٹائم پیس

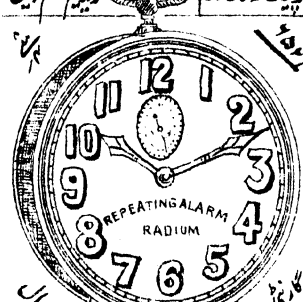

نمبر ۴۳۰

یہ ٹائم پیس دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم بتاتا ہے اس کا الارم بڑی گھنٹی کا پشت پر لگا ہوا ہے جو ٹھہر ٹھہر کر اور لگاتار دونوں طرح سے بہت بلند آواز سے بجاتا ہے پرزوں کا مضبوط اور ٹائم بتانے کا سچا ہے۔ رعایتی قیمت آٹھ روپے چار آنہ

قابل دید ولڈ گولڈ کیس کی فینسی رسٹ واچ

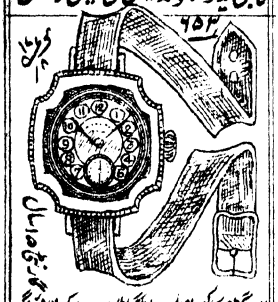

نمبر ۴۳۱

اس گھڑی کا کیس اصلی رولڈ گولڈ کا ہے اسکے طلائی رنگ قائم رہنے کی گارنٹی دس سال اسکے کیس پسندیدہ ہے مشین لیور فل جوئل یعنی ۱۵ جواہروں والی بیحد مضبوط ہی خوبصورت ایسی کہ بار بار دیکھنے کو دل چاہتا ہے ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹرا پکائی سترہ روپے آٹھ آنہ

تمام گھڑیاں اور ٹائم پیس ملنے کا پتہ۔ ایس۔ ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۱۵ شہر دہلی

مکمل سلور کیس کی خوشنما اور پائیدار پاکٹ واچ

۱۵۴

یہ گھڑی جنیوا مشین کی نہایت خوبصورت اور پرزوں کی مضبوط ہے ٹائم صحیح بتاتی ہے چابی بیس چوبیس گھنٹے کی ہے۔ رعایتی قیمت چھ روپے بارہ آنہ

گارنٹی ۲ سال

اندھیرے میں وقت بتانے والی پاکٹ واچ

۱۵۵

یہ گھڑی رکھو اندھیرے میں شام کے وقت بتاتا ہے اسکے ہندسہ سوئیاں گیس ڈالی ہیں مشین لیور پرزے مضبوط ہیں وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت دو روپے چودہ آنہ

گارنٹی ۲ سال

خوشنما مکمل کیس کیونڈنگ ہٹننگ پاکٹ واچ

۱۵۶

اس گھڑی کے ٹائم کی طرف ہی بیشتر لی حفاظت کے لئے ڈھلنا لگا ہوا ہے جس دبانے سے فوراً کھل جاتا ہے پرزوں کی مضبوط ہے وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت چھ روپے نو آنہ

گارنٹی ۲ سال

نیو فیشن پائیدار رسٹواچ

۱۵۷

یہ رسٹواچ مکمل سلور کیس کی خوشنما و پائیدار بنی ہوئی ہے اسپر گلاس ڈبل ہے بہت دبیز لگا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا اور ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی پانچ روپے چار آنے

گارنٹی ۲ سال

خوشنما چورس رسٹواچ

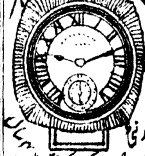

۱۵۸

یہ رسٹواچ سنہری کیس کی مختلف ڈیزائن کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے جنیوا مشین پرزوں کی مضبوط ہے ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی ۹ روپے چار آنے

محصولڈاک وغیرہ ۹ بذمہ خریدار

گارنٹی ۲ سال

گیس والی کار آمد خوشنما رسٹواچ

۱۵۹

یہ گھڑی دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے اور اس کا کلاس غیر معمولی موٹا لگا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا اور تمام پرزے مضبوط ہیں وقت بھی صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی چھ روپے بارہ آنہ

محصولڈاک وغیرہ ۹ بذمہ خریدار

گارنٹی ۲ سال

گولڈن گیس کی میلرج رسٹواچ

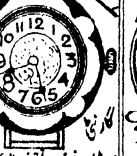

۱۶۰

یہ رسٹواچ فینسی ایڈیشن ڈائل کی بنی خوشنما بنی ہوئی ہے کیس سنہری چمکدار خوشوضع جنیوا مشین سوئس میڈ پرزوں کی مضبوط ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی چھ روپے چار آنہ

محصولڈاک وغیرہ ۹ بذمہ خریدار

گارنٹی ۲ سال

موٹے گلاس کی پائیدار رسٹواچ

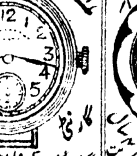

۱۶۱

یہ گھڑی سنہری کیس ڈبل چھوٹے سازی کی خوشنما اور پائیدار بنی ہوئی ہے اسپر گلاس ڈبل بہت دبیز لگا ہوا ہے اور پرزے پختہ و پائیدار ہیں ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی چھ روپے بارہ آنہ

گارنٹی ۲ سال

ولٹن واچ کمپنی کی پاکٹ واچ

۱۶۲

یہ گھڑی مکمل سلور کیس کی نہایت مضبوط بنی ہوئی ہے۔ مشین لیور مومنٹ پالشدار ہے اور ریل جوئل یاقوتی آویزاں ہیں جنکے باعث وڈ بھاگ وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے تمام پرزے نہایت مضبوط اور پالشدار ہیں۔ رعایتی قیمت گیارہ روپے آٹھ آنے

نقشین کیس کی خوبصورت ٹائم پیس

۱۶۳

رعایتی قیمت فی روپے چھ آنہ

اس ٹائم پیس کے دائیں بائیں جانب شیشے لگے ہوئے ہیں جن میں سے مشین نظر آتی ہے۔ کیس نقشین خوشنما منبع بنا ہوا ہے گھنٹہ آدھا گھنٹہ آواز سے بجاتا ہے۔ اور جگانے کے لئے الارم بھی تیز آواز کا لگا ہوا ہے۔ رعایتی قیمت فی روپے چھ آنہ محصولڈاک وغیرہ ۹ بذمہ خریدار

ولٹن واچ کمپنی کی فل جوئل ریڈیم رسٹواچ

۱۶۴

یہ رسٹ واچ مکمل سلور کیس لیور مشین کی نہایت پائیدار مضبوط بنی ہوئی ہے مشین میں پندرہ جوئل یاقوت لگے ہوئے ہیں جنکی وجہ سے وڈ بھاگ سواری ٹینس وغیرہ میں خراب نہیں ہوتی ڈائل اور سوئیاں ریڈیم میں جنکے باعث رات کو اندھیرے میں بھی صاف معلوم ہوجاتا ہے وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی

گارنٹی ۵ سال

تمام گھڑیاں اور ٹائم پیس ملنے کا پتہ۔ ایس۔ ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ مرچنٹس بازار چاندنی چوک نمبر ۱۵ شہر دہلی

نوٹ: ایک یا دو گھڑیاں منگانے پر محصول ڈاک خریدار کے ذمہ ہوگا۔ اگر تین یا زیادہ گھڑیاں منگائی جائیں تو محصول ڈاک ہمارے ذمہ ہوگا۔ ہر گھڑی کے ساتھ ایک چابی مفت دی جاتی ہے۔ اگر چابی کی ضرورت ہو تو ۴ آنہ اضافہ کرکے منگا لیں۔ ہر گھڑی کے ساتھ ایک چابی مفت دی جاتی ہے۔ اگر چابی کی ضرورت ہو تو ۴ آنہ اضافہ کرکے منگا لیں۔

۶۶۵ اجوئل والی شب چراغ لیور پاکٹ واچ

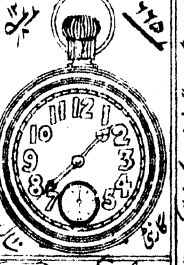

اس گھڑی کی مشین میں ۱۱ یاقوت جوں لگے ہوئے ہیں۔ نہایت مضبوط ہیرا ٹائم صحیح بتاتی ہے بوجہ ریڈیم ہونے کے رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے۔ علاوہ ران کے مضبوط ہے۔ رعایتی قیمت بارہ روپے آٹھ آنہ

۶۶۶ خوشنما سنہری کیس کی ہنٹنگ کیلس پاکٹ واچ

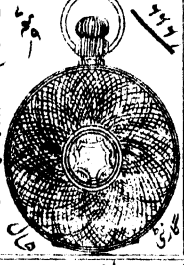

اس گھڑی کے ٹائم کی طرف بھی شیشے کی ڈھکنی کیلئے ٹھکا لگا ہوا ہے۔ جو چابی کے دبانے سے ڈھکنا فوراً کھل جاتا ہے۔ ٹائم بتانے کی بھی ضمانت ہے۔ مضبوط رعایتی قیمت سات روپے نو آنے

۶۶۷ کم خرچ بالا لٹین مکمل کیس لیور کیلس پاکٹ واچ

باوجود کم قیمت ہونے کے بھی دن بھر وقت صحیح بتانے میں بچا ہے ساتھ دیپے کی گھڑی کا مقابلہ کرتی ہو دیکھنے میں خوشنما اور پسندوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت دو روپے دو آنے ڈاک محصول ڈاک وغیرہ ۹

۶۶۸ پائیدار سنہری کیس کی رسٹواچ

گارنٹی ۲ سال

یہ سوئس میڈ کلائی کی گھڑی دیکھنے میں خوشنما پہرزوں کی مضبوط عمدہ رفتار کی ہے۔ ٹائم صحیح بتاتی ہے چابی بجائے ۴۰ گھنٹے کے ۳۰ گھنٹہ کی ہے کیس اگوڈان بھی سنہری خوبصورت بنا ہوا ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی بانجو پے بارہ آنہ۔ محصول ڈاک وغیرہ ۹

۶۶۹ اندھیرے میں وقت بتانیوالی رسٹواچ

گارنٹی ۲ سال

گولڈن (سنہری) کیس خوشنما شیپ ہندسہ اور سوئیاں کیس والی ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی شوق کے ٹائم معلوم ہوتا ہے ٹائم صحیح بتاتی ہو پرزے مضبوط اور پائیدار ہیں اگلاس غیر معمولی موٹا لگا ہوا ہو جو ضرر سے بھی نہیں ٹوٹتا۔ رعایتی قیمت معہ استراپ چمڑے کا دو روپے بارہ آنہ۔ محصول ڈاک وغیرہ ۹

۶۷۰ پائیدار کیس والی خوشنما رسٹواچ

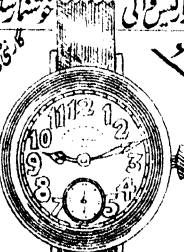

گارنٹی ۵ سال

محصول ڈاک اور پیکنگ کیس وغیرہ ۹

یہ رسٹواچ نکل سلور کیس کی ۱۴ لائن (بڑے سائز) کی ہو گلاس اسپر غیر معمولی موٹا لگا ہوا ہے جو ضرر سے بھی نہیں ٹوٹتا۔ دائل اور سوئیاں ریڈیم ہیں جنکے باعث دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم معلوم ہو جاتا ہے وقت صحیح بتاتی ہے پرزے بھی مضبوط ہیں رعایتی قیمت معہ استراپ چمڑے کا دو روپے بارہ آنہ

۶۷۱ اٹھ روزہ چابی کا پائیدار اوفس کلاک

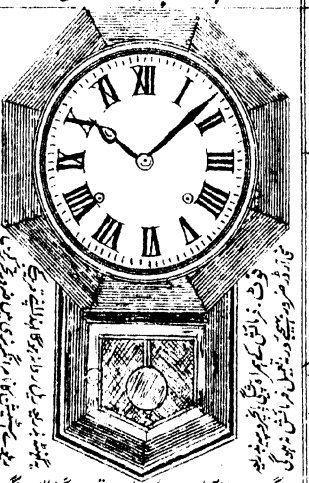

اس گھنٹہ میں چابی آٹھ روز میں ایک بار دیجاتی ہے۔ گھنٹہ آدھا گھنٹہ آواز سے بجاتا ہے۔ تمام پرزے مضبوط و پائیدار ہیں۔ وقت نہایت صحیح بتاتا ہے۔ کیس اعلیٰ ڈیزائن عمدہ لکڑی کا پالش دار بنا ہوا ہے

بیس پچیس برس تک بخوبی کام دے گا

۶۷۱ اسکا سائز لمبائی قریب ۱۹۔ انچ چوڑائی ۱۲۔ انچ ہے۔

گارنٹی ۱ سال۔ رعایتی قیمت صرف نو روپے

۶۷۲ اسکا سائز لمبائی قریب ۲۲۔ انچ چوڑائی قریب ۱۴ انچ ہو

گارنٹی ۱۲ سال۔ قیمت صرف گیارہ روپے

۶۷۳ اسکا سائز لمبائی ۲۲۔ انچ اور چوڑائی ۱۷۔ انچ ہے۔

گارنٹی ۱۵ سال قیمت صرف سولہ روپے

اطلاع بغیر پیشگی پانچ روپے وصول ہوئے تعمیل فرمائش نہیں کیجائیگی

۶۷۴ اصلی ریلوے ریگولیٹر لیور پاکٹ واچ

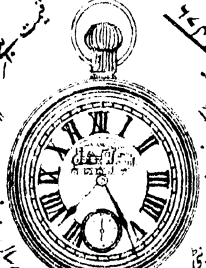

گارنٹی

محصول ڈاک وغیرہ ۹

اسکی تعریف کی چنداں ضرورت نہیں ہر شخص اسکے نام سے واقف ہے۔ یہ پائیداری اور درستی ٹائم کے باعث تمام دُنیا میں مشہور اور مقبول ہے۔ اسی وجہ سے یہ گھڑیاں لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہیں۔ رعایتی قیمت تین روپے دس آنہ۔ محصول ڈاک پیکنگ کیس وغیرہ آرڈر فیس ۹

تمام گھڑیاں اور کلاک ملنے کا پتہ۔ ایس۔ ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۱۵ شہر دہلی

دواخانہ معدن الصحت دہلی کی مجرب ادویہ

جو عرصہ بیس سال سے جاری ہے

جس کی ادویہ زیر نگرانی جناب حکیم محمد بشیر صاحب مظفر (سند یافتہ مدرسہ طبیہ دہلی) شاگرد رشید مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب مرحوم و مغفور تیار ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس دواخانہ کی شہرت علاوہ ہندوستان کے غیر ممالک تک ہے۔ نیز حکیم صاحب موصوف کی اخلاص و للہیت سے بھری کوششوں کا نمایاں نتیجہ ملک کو ابھی طرح ظاہر ہو چکا ہے۔ حسب ضرورت دوا منگا کر آزمائش کریں۔ اور صداقت کی داد دیں +

معجون بینظیر ۱۰۳

یہ معجون قوت مردی اور اعضائے رئیسہ دول۔ دماغ۔ جگر کے قوی کرنے میں نہایت مفید ہے گردوں کو مضبوط کرکے مادہ تولید کو بڑھاتی ہے۔ کمزوری اعصاب کو دور کرکے بوڑھوں کو جوان اور جوان کو نوجوان بنا دیتی ہے قیمت ۲۱ خوراک پیش رہے

حب مقوی باہ ۱۰۴

نوجوانی کی غلط کاری۔ کبر سنی یا اعضائے رئیسہ کی کمزوری سے جو عضو خاص میں ضعف آجاتا ہے اس کے وقیعہ کے لیے یہ گولیاں زود اثر اور نہایت مجرب ہیں اعصاب کی کمزوری دور کرکے قوت مجامعت میں ترقی دیتی ہیں قیمت ۱۲ خوراک دو روپے ایک روپیہ چار آنے (عہ)

حب کیمیائے عشرت ۱۰۰

مادۂ تولید کا قوام رقیق یا فاسد ہو جانے سے کمزوری اعصاب یا جلق اور فاسد خیالات سے جریان کی شکایت ہو گئی ہو تو یہ گولیاں تھوڑے ہی عرصہ میں اس شکایت کو دور کر دیتی ہیں۔ مقوی بھی ہیں۔ قیمت ۱۲ خوراک ایک روپیہ چار آنے (عہ)

طلائے مجلوق ۹۹

جوانی کی غلط کاریاں۔ یا عمر کی زیادتی۔ اعصاب کی کمزوری کی وجہ سے عضو خاص بیکار و معطل ہو گیا ہو یا لاعلاج ہو تو طلائے مذکور کے استعمال سے تمام شکایتیں دور ہو جاتی ہیں پرہیز ترکیب ہمراہ ادویہ ملنے پر بتا دی جائے گی قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)

سفوف سلیمانی الرحم ۱۰۱

یہ سفوف رحم سے رطوبات فاسدہ خارج ہونے کیلئے جسکو سیلان بھی کہتے ہیں نہایت ہی مفید ہے خواہ کتنی ہی مقدار میں رطوبت آتی ہو بند کرکے عورت کو نوجوان و صحت بنا دیتا ہے عامہ جسمانی کمزوری اور اختلاج دھڑکن اسٹیریا کو بھی دفع کرتا ہے قیمت ۱۲ خوراک پیش رہے

محل الجواہر ۹۵

کثرت مطالعہ۔ افکار کا ہجوم اشغال دماغی کی کثرت یا حفظ بصارت سے بے پروائی کی وجہ سے نظر کمزور ہو گئی ہو تو ان نقائص کے دور کرنے میں یہ سرمہ لاکیسر حکم رکھتا ہے قیمت ۳ ماشہ کی جو چھ ماہ کے لیے کافی ہوگا دو روپے (عہ)

حب بواسیر خونی ۱۱

یہ مرض مہلک تو نہیں ہے مگر بعض دفعہ جو خون زندگی اور صحت کا سبب ہے اس کی بدولت بیدردی سے نکل جاتا ہے۔ ان گولیوں کے استعمال سے کیسا ہی خون آتا ہو بند ہو جاتا ہے۔ بھوک بھی لگاتی ہیں اور قبض کشا بھی ہیں۔ قیمت ۲۰ خوراک (عہ)

رفیق معدہ ۵۶

یہ رفیق معدہ بڑی عرق قہوہ ہی سے تیار کیا جاتا ہے اس کے استعمال سے معدہ اصلی حالت پر آکر غذا کو باقاعدہ ہضم کرنے لگتا ہے ورم جگر۔ درد سر قبض۔ دستوں کو بھی مفید ہے

قیمت ۲۰ خوراک

ایک روپیہ (عہ)

روغن دافع سفید داغ ۱۰۲

اس مرض کو یونانی میں برص اور ہندی میں کوڑھ کہتے ہیں اس کے وقیعہ کے لیے ہمارا یہ روغن اکسیر کا حکم رکھتا ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس کے استعمال کے بعد شکایت باقی رہی ہو

قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)

حب بواسیر بادی ۱۲

بواسیر بادی میں ریاح غلیظہ آنتوں میں بھر کر درد۔ قبض۔ بعض دفعہ ممرز پاکلانہ کی جگہ سلسلا ہٹ پیدا کر دیتی ہیں۔ ٹوکا رہنے ہو جاتی ہے۔ اس کے وقیعہ کے لیے یہ گولیاں نہایت مفید اور زود اثر ہیں۔

قیمت ۲۱ خوراک (عہ)

سفوف دافع جریان ۹۷

جریان آہستہ آہستہ قوی کو کمزور کرکے مرد کو نامرد و ضعیف تا موت بنا دیتا ہے۔ مادۂ تولید رقیق ہو کر حل کی صلاحیت کو کھو دیتا ہے اور پیشاب سے پہلے یا پیچھے خارج ہونے لگتا ہے اس مرض کے وقیعہ کیلئے یہ سفوف مفید ہے قیمت ۲ خوراک پیش رہے

معجون مقوی دماغ ۱۰۵

یہ معجون دماغی کام کرنے والوں کے لئے خصوصاً طلباء وکلاء وڈاکٹر بیشہ اصحاب کے لئے اکسیر ہے جن لوگوں کو بے وقت بیحد لکھنے کی عادت ہو جائے یا دماغی کام کرنے سے سر بھاری ہو جائے ان کیلئے مفید ہے ۱۲ خوراک (عہ)

معجون مقوی اعصاب ۱۰۰

نوعمری کی بیہودگی۔ یا کثرت مباشرت نے کمزور کرکے نامرد کر دیا ہو یا بیجا رطوبات کمزوری کا سبب بن گئی ہوں تو یہ معجون ان تمام شکایات کو دفع کرنے میں جو اعصاب کی خرابی سے ہوں اکسیر کا اثر رکھتی ہیں قیمت ۱۲ خوراک (عہ)

سفوف دافع کثرت احتلام ۲۴

یہ سفوف کثرت احتلام (بدخوابی) کے لیے اکسیر ہے۔ احتلام کی وجہ رقت منی ہوتا ہے گرمی مشاہدہ کی حرارت یا دماغ کی سودا خیالات فحش قصائد یا پریشان کن ناولوں کا مطالعہ چند روز میں یہ سفوف بدخوابی کو بند کر دیتا ہے قیمت ۱۲ خوراک (عہ)

حب دافع سرعت انزال ۲۴

جن لوگ باہ جو و تندرست معجون کے سرعت کے شکار ہیں نوان کو چاہئے کہ ان گولیوں کا استعمال کریں۔ جو ایک مرتبہ ضرور آزمائیں۔ جو پھر ہمیشہ ان ہی کو منگاتے رہیں گے

قیمت ۱۲ خوراک (عہ)

نوٹ ہمدرد طلب فرمانے پر اس کا نام و پتہ اور قیمت مندرجہ ذیل فہرست کے حساب سے وی پی کر دی جائے گی۔ ۱ روپیہ تک ۱۰ آنہ۔ ۲ روپیہ تک ۱ روپیہ ۴ آنہ۔ ۵ روپیہ تک ۱ روپیہ ۱۲ آنہ۔ ۱۰ روپیہ تک ۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۲۰ روپیہ تک ۳ روپیہ ۸ آنہ۔ ۳۰ روپیہ تک ۴ روپیہ ۸ آنہ۔ ۴۰ روپیہ تک ۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۵۰ روپیہ تک ۶ روپیہ ۸ آنہ۔ ۱۰۰ روپیہ تک ۱۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۱۵۰ روپیہ تک ۱۸ روپیہ ۸ آنہ۔ ۲۰۰ روپیہ تک ۲۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۲۵۰ روپیہ تک ۳۱ روپیہ ۸ آنہ۔ ۳۰۰ روپیہ تک ۳۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۴۰۰ روپیہ تک ۵۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۵۰۰ روپیہ تک ۶۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۶۰۰ روپیہ تک ۷۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۷۰۰ روپیہ تک ۸۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۸۰۰ روپیہ تک ۱۰۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۹۰۰ روپیہ تک ۱۱۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۱۰۰۰ روپیہ تک ۱۲۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۱۱۰۰ روپیہ تک ۱۳۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۱۲۰۰ روپیہ تک ۱۵۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۱۳۰۰ روپیہ تک ۱۶۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۱۴۰۰ روپیہ تک ۱۷۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۱۵۰۰ روپیہ تک ۱۸۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۱۶۰۰ روپیہ تک ۲۰۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۱۷۰۰ روپیہ تک ۲۱۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۱۸۰۰ روپیہ تک ۲۲۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۱۹۰۰ روپیہ تک ۲۳۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۲۰۰۰ روپیہ تک ۲۵۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۲۱۰۰ روپیہ تک ۲۶۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۲۲۰۰ روپیہ تک ۲۷۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۲۳۰۰ روپیہ تک ۲۸۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۲۴۰۰ روپیہ تک ۳۰۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۲۵۰۰ روپیہ تک ۳۱۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۲۶۰۰ روپیہ تک ۳۲۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۲۷۰۰ روپیہ تک ۳۳۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۲۸۰۰ روپیہ تک ۳۵۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۲۹۰۰ روپیہ تک ۳۶۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۳۰۰۰ روپیہ تک ۳۷۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۳۱۰۰ روپیہ تک ۳۸۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۳۲۰۰ روپیہ تک ۴۰۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۳۳۰۰ روپیہ تک ۴۱۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۳۴۰۰ روپیہ تک ۴۲۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۳۵۰۰ روپیہ تک ۴۳۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۳۶۰۰ روپیہ تک ۴۵۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۳۷۰۰ روپیہ تک ۴۶۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۳۸۰۰ روپیہ تک ۴۷۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۳۹۰۰ روپیہ تک ۴۸۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۴۰۰۰ روپیہ تک ۵۰۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۴۱۰۰ روپیہ تک ۵۱۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۴۲۰۰ روپیہ تک ۵۲۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۴۳۰۰ روپیہ تک ۵۳۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۴۴۰۰ روپیہ تک ۵۵۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۴۵۰۰ روپیہ تک ۵۶۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۴۶۰۰ روپیہ تک ۵۷۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۴۷۰۰ روپیہ تک ۵۸۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۴۸۰۰ روپیہ تک ۶۰۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۴۹۰۰ روپیہ تک ۶۱۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۵۰۰۰ روپیہ تک ۶۲۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۵۱۰۰ روپیہ تک ۶۳۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۵۲۰۰ روپیہ تک ۶۵۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۵۳۰۰ روپیہ تک ۶۶۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۵۴۰۰ روپیہ تک ۶۷۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۵۵۰۰ روپیہ تک ۶۸۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۵۶۰۰ روپیہ تک ۷۰۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۵۷۰۰ روپیہ تک ۷۱۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۵۸۰۰ روپیہ تک ۷۲۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۵۹۰۰ روپیہ تک ۷۳۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۶۰۰۰ روپیہ تک ۷۵۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۶۱۰۰ روپیہ تک ۷۶۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۶۲۰۰ روپیہ تک ۷۷۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۶۳۰۰ روپیہ تک ۷۸۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۶۴۰۰ روپیہ تک ۸۰۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۶۵۰۰ روپیہ تک ۸۱۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۶۶۰۰ روپیہ تک ۸۲۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۶۷۰۰ روپیہ تک ۸۳۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۶۸۰۰ روپیہ تک ۸۵۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۶۹۰۰ روپیہ تک ۸۶۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۷۰۰۰ روپیہ تک ۸۷۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۷۱۰۰ روپیہ تک ۸۸۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۷۲۰۰ روپیہ تک ۹۰۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۷۳۰۰ روپیہ تک ۹۱۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۷۴۰۰ روپیہ تک ۹۲۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۷۵۰۰ روپیہ تک ۹۳۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۷۶۰۰ روپیہ تک ۹۵۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۷۷۰۰ روپیہ تک ۹۶۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۷۸۰۰ روپیہ تک ۹۷۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۷۹۰۰ روپیہ تک ۹۸۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۸۰۰۰ روپیہ تک ۱۰۰۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۸۱۰۰ روپیہ تک ۱۰۱۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۸۲۰۰ روپیہ تک ۱۰۲۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۸۳۰۰ روپیہ تک ۱۰۳۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۸۴۰۰ روپیہ تک ۱۰۵۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۸۵۰۰ روپیہ تک ۱۰۶۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۸۶۰۰ روپیہ تک ۱۰۷۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۸۷۰۰ روپیہ تک ۱۰۸۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۸۸۰۰ روپیہ تک ۱۱۰۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۸۹۰۰ روپیہ تک ۱۱۱۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۹۰۰۰ روپیہ تک ۱۱۲۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۹۱۰۰ روپیہ تک ۱۱۳۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۹۲۰۰ روپیہ تک ۱۱۵۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۹۳۰۰ روپیہ تک ۱۱۶۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۹۴۰۰ روپیہ تک ۱۱۷۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۹۵۰۰ روپیہ تک ۱۱۸۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۹۶۰۰ روپیہ تک ۱۲۰۰ روپیہ ۸ آنہ۔ ۹۷۰۰ روپیہ تک ۱۲۱۲ روپیہ ۸ آنہ۔ ۹۸۰۰ روپیہ تک ۱۲۲۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۹۹۰۰ روپیہ تک ۱۲۳۷ روپیہ ۸ آنہ۔ ۱۰۰۰۰ روپیہ تک ۱۲۵۰ روپیہ ۸ آنہ۔

تمام ادویہ ملنے کا پتہ:۔ دواخانہ معدن الصحت زیر جامع مسجد دہلی

کیا واقعی آپ بھی مسلمان ہیں؟

یہ سوال خواہ کتنا ہی دلشکن کیوں نہ ہو۔ لیکن آجکل کے ہر مسلمان سے کیا جا سکتا ہے اس لیے نہیں کہ خاکم بدہن کلمہ طیبہ دنیا سے اُٹھ گیا، اس لیے نہیں کہ خدانہ کرے مسجدیں ویران ہوگئیں یوں نہیں کہ کریہ کا حج بند ہوگیا یا روزہ رکھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے خدا کے مفقود ہوگئے بلکہ اس لیے کیا جا سکتا ہے کہ اسلام کے پرستاروں نے اسلام کی تعلیمات کا مطالعہ ہی نہیں کیا وہ ارکان اسلام ضرور پورے کرتے ہیں لیکن صرف اس لیے کہ ان کے آباؤ اجداد ایسا ہی کرتے تھے وہ اوامر و نواہی کی کچھ نہ کچھ پابندی ہی ضرور کرتے ہیں۔ لیکن اس لیے کہ بڑے ایسا ہی کہا کرتے تھے لیکن یہ ایک مسلمان ہونے کے لیے کافی نہیں ہے مسلمان وہ ہے جو کامل طور سے جانتا ہے کہ میں مسلمان کیوں ہوں افسوس کہ اسلامی تعلیمات کی کتابوں میں اس تعلیم کا فقدان ہے وہاں مذہب کو صرف نقلی طور پر بتایا گیا ہے، ضرورت اس کی تھی کہ پہلے عقلی طور سے اسلام کی خوبیاں ذہن نشین ہوتیں اس کے بعد احکام بیان ہوتے تاکہ معلوم ہوتا کہ عبادت سے ہمارا ہی فائدہ ہے خدا کو ہماری عبادات کی ضرورت نہیں الحمد للہ کہ حمیدیہ پریس میں کامیاب ہوگیا اور اس نے ایک ایسی کتاب تالیف کردی جو اسلامی تعلیمات میں اپنی نوع کی سب سے پہلی کتاب ہے اسلام کی خوبیاں اور اس کے بیان کردہ اوامر و نواہی ایک بیحد ذخار ہے جس کو بیان کرنے کے لیے ہزار ہا دفتر درکار ہیں، پھر بھی اس پوری تعلیم کو ۱۲۰۰ صفحات میں پورا کر دیا گیا ہے اور اس کا التزام ہے کہ مذہبی معلومات کے سلسلہ کی کوئی ایک بات بھی ایسی نہ رہنے پائے جو اس کتاب میں نہ مل سکے اس کتاب کا نام

کتاب الاسلام

ہے اور یہی وہ کتاب ہے جسکو سات سال کی مسلسل محنت سے چار مجتہد عالموں نے تیار کیا ہے اور یہ وہ کتاب ہے جو ایک مرتبہ تھوڑی سی کوتاہی کی وجہ سے ردی کی گئی اور آبِ سمور و پے پر پانی پھر گیا اب جب دوبارہ اس کو طیار کیا گیا تو لگ بھگ بیس ہزار روپیہ خرچ ہو گئی اور ہندوستان میں متفقہ طور پر یہ تسلیم کر لیا گیا کہ ایک

کتاب الاسلام

میں اوامر و نواہی اسلام اور قانون شریعت تو ہے ہی، لیکن سب سے پہلے تین تبلایا گیا ہے کہ مذہب کسے کہتے ہیں اور مذہب دنیا میں کب سے ہے، مذہب کی صداقت کا معیار کیا ہے۔ دنیا کو مذہب کی کیوں ضرورت ہے۔ مذہب بدیہی اور لامذہبی میں کیا فرق ہے" دنیا کے مشہور مذاہب کون کون سے ہیں اور کب سے ہیں اور انکی ابتدا کب ہوئی، حضرت عیسیٰ کیا ہیں، اسلام کس مذہب کے معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں، اسلام کسے کہتے ہیں اور یہ دنیا میں کب سے ہے اور اسمیں کب تک باقی رہنے کی صلاحیت ہے، دوسرے مروجہ مذاہب پر اسلام کو کیوں فوقیت ہے، اسلام اور اس کی صداقت پر جو اعتراض ہے ان کے کیا جواب ہیں، اسلام اور اس کی تعلیمات کے متعلق غیر مسلموں کی کیا رائے ہے اسلام کی اہم تعلیمات کیا ہیں، اور آج کل کے مسلمان ان تعلیمات پر کس حد تک عمل پیرا ہیں اور اسلام کی اہم تعلیمات کن کتابوں میں ہے اور وہ کتابیں کب اور کیسے بنیں، وحی والہام اور اسکے اقسام، نزول وحی کی کیفیت، قرآن و حدیث کی تاریخ اسلامی تعلیم کو سمجھنے کے لیے قرآن و حدیث کے علاوہ کن کتابوں کی مدد کی ضرورت ہے یہ وہ چیزیں ہیں کہ اگر ایک مسلمان ان سے بہرہ ور ہو جائے تو صحیح معنوں میں سچا مسلمان ہے اور دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد ایک مسلمان کو ہرگز ہرگز متزلزل نہیں بنا سکتی مجھے تو یقین ہے کہ اس کتاب کے خالیہ ہونے کے بعد گرجوں اور عبادتخانوں میں بھیڑ پڑ جائے گی اور آگ ہی نہ بجھ ہی اور پیتسہ کی فیکٹریاں بند ہو جائیں گی

کتاب الاسلام حالات حاضرہ کو ملحوظ رکھ کر بہترین کتاب ثابت ہوگی ذکورہ تعلیمات کے علاوہ خالص اسلامی اصول کا تذکرہ ہی اس کتاب میں ہے اور بہت مفصل ہے مثلاً علم عقائد اسلامی عبادات (فقہ) اسلامی آداب، اسلامی اخلاق، اسلام کا تصوف اسلام کے مشہور فرقوں کے حالات، اسلامی عقائد اس قدر تفصیل سے ہیں کہ تا یدہی کوئی کتاب اتنے بڑے مجموعہ کی حامل ہو اسلامی عبادات یہ موضوع اس کتاب کا سب سے طویل موضوع ہے اور کوئی مسئلہ ایسا نہیں چھوڑا گیا، جو انسانی ذہنیات کے لحاظ سے ذہن میں آسکے اور اس کا جواب اس کتاب میں نہ ہو اس کے اندر سنن و مستحب عبادات ہیں اور اعمال و اذکیہ و اوراد، پھر معاملات اور آخر میں اسلامی تصوف و ریاضات و مجاہدات

یہ ایک الہامی خاکہ ہے

اس بے نظیر کتاب کا جس کو اسلامی ضرورت نے ایک حقیقی انسان کے ذریعہ منصہ شہود پر جلوہ ریز کیا، آج صرف یہی ایک کتاب ہے جو ہم اپنے غیر مسلم بھائیوں کو یہ کہہ کر دے سکتے ہیں کہ یہ ہے کوئی مذہب جو اسلام کی ٹکر میں سہل اور قابل عمل اور سچی تعلیم کا مقابلہ کر سکے، دنیا کے اندھیرے راستہ اور غلط مذاہب کے راہ گیروں کے لیے یہ سچے مذہب کی روشنی ہے اور فرسودہ خیالات کے مسلمانوں کے لیے نئی روشنی کی نئی طرح ہدایات کے ساتھ یہ کتاب آئی ہے اور بتلاتی ہے کہ دیکھو اسلام کیا ہے، اسلام فقط روزہ نماز کا نام نہیں ہے اسلام نام ہے انسانی زندگی کے ہر ہر لمحہ کا جو خدا کے لیے آتا ہے اور خدا ہی کے لیے جاتا ہے۔ عبادت ہے انسان کا ہر وہ قدم جو چلتا ہے، ہر وہ حرکت جو کرتا ہے اور ہر عمل جو اس سے ظہور پذیر ہوتا ہے، غرضیکہ اس کی رفتار، حرکت اور عمل کتاب الاسلام پڑھ لینے کے بعد ہو، کتاب الاسلام انسان کو مسلمان اور مسلمان کو صاحب ایمان بناتی ہے، کتاب الاسلام بتاتی ہے کہ مسلمان وہ ہوتا ہے جس کی زندگی کا ہر لمحہ نبی نوع انسان کے لیے آیۂ رحمت ہے کتاب الاسلام سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے سارے مذاہب ایک ہی خالق ایک ہی مالک کے بنائے ہوئے ہیں لیکن خدا پر اسلام سے ہٹ کر نئے نئے ٹیوں کہا رہے ہیں اور کعبہ مقصود کی بجائے ترکستان و دود کو جا رہے ہیں، کتاب الاسلام وہ چراغ ہے جس کو لے کر مسلمان اور غیر مسلمان ہر شخص خدا کو ڈھونڈ سکتا ہے، کتاب الاسلام بہانگ دہل کہہ رہی ہے کہ آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے، کتاب الاسلام پکار رہی ہے کہ بھٹکے ہوئے انسانو، راندے ہوئے شیطانو آؤ ہے خدا کے اچھے دسترخوان کے مہمانو پلٹ کر آجاؤ، جو تم چاہتے ہو وہ سب یہیں ہے، شانتی ہے تو یہاں، مکتی ہے تو یہاں، بقا ہے تو یہاں، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خدا ہے تو یہاں، دوڑو نیکی کی طرف بھاگو مغفرت کی طرف، آؤ رحمت کی طرف، اسلام کے نام لیواؤ اور اسلام سے بھاگتے والو مسلمان بنو اور سچے مسلمان بنو، کیونکہ اسلام ہی نجات کا ذریعہ ہے

ان الدین عند اللہ الاسلام

ضخامت بارہ سو صفحات قیمت مجلد چرمی صرف چار روپے محصول ڈاک ایک روپیہ کل پانچ روپے حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ماہنامہ ولی جنوری فروری تا مئی ۱۹۲۶ء
شعبان ۱۳۴۴ھ

کتاب الاسلام کے مضامین کا بہت ہی مختصر خلاصہ جو مزید تعارف کے لیے ہے ضخامت ۱۸۰ صفحات قیمت چار روپے

باب اول

اسلام اور دیگر مذاہب سے موازنہ:
لے کہتے ہیں، مذہب کیا ہے
دنیا اسلام کی طرف کیوں رجوع ہے
مذہب کی تعریف اور اس کے اجزا
دنیا کو مذہب کی ضرورت
یوں بھی، مذہب فطرت کی آواز ہے
مذہب دنیا میں کیا ہے
مذہب کی صداقت کا معیار
پہلے مذہب کی تلاش
عقل سلیم کے مطابق مذہب
کام تین مقام
مذہب اور لامذہبی میں فرق
اسلام لے لیتے ہیں
سچا مسلمان کون ہے
اسلام سچے مذہب کیسے ہے
پورا اترتا ہے یا نہیں
فلاسفہ اسلام کے
اور کن کن کتابوں کی ورق گردانی
اسلام کی تعریف ہے
قرآن اور علم کا علاقہ
اختلاف عقائد کے اسباب
اختلاف کی بڑی وجہ
اسلام کے چیلنج
الٰہی مذہب کے معیار کیا ہیں
کلی جی، اسلامی فرقوں کے
خیالات اور ان کا رد
مذہب فی زمانہ
مذہب کے متعلق یورپ
یہ مذہب ۱۴ صدیوں سے
دنیا میں کیا ہے
دنیا کے سارے نبی
اسلام کے دعوی تھے

باب دوم

اسلامی عقائد، مسلک
اہل سنت والجماعت
اسلام کا مجموعہ عقائد
ایمان کی کامل بحث
توحید اور اس کا ثبوت
الٰہی، وحدانیت الٰہی کا
اور اثبات الٰہی
رسالت و نبوت
اسلام اور ہر مذہب
وتہذیب کا مقابلہ، طہارت
وغیرہ وغسل
جسمانی کے فوائد، وضو
وضو کامل اور اکمل، وضو
صدیق و شہداء کا رتبہ
فرشتے ان کے کام اور
انبیاء کی ضرورت
سنن ہیئات، کیفیات
سنن نیت کے مسائل
نماز کے فرائض واجبات
وسنن، قیام و قرأت
سائل متعلق عمل
جنابت، حیض، نفاس کے
متعدد اور باقی کی تعداد کے
اور یہ سب مسائل
تیمم کے ارکان، طریقہ
فرائض واجبات وسنن
اور مسائل متفرقہ
سوروں پر مسح
طریقہ، شرائط، احکام
مفسدات مسائل
امامت کے مفصل مسائل
وہ امور جنکا ارتکاب مسجد
میں منع ہے
عبادت کے احکام مسائل
صوم یعنی روزہ کے بھی فوائد
روزہ کے روحانی فوائد
روزہ کا انتہائی مقصد
روزہ کی تراویح وغیرہ
رمضان کے روزے
رویت ہلال، نیت روزہ
متعلقات روزہ واجبات
روزہ کفارہ، فدیہ
نماز روزہ جہاد
تقسیم اموال غنیمت
اجازت، لکھو، نصوص
شرائط، حکمتیں، بیع
حقیقت، مرتد، دلالت
اجازت، حق قصاص
خواہ کان پھٹ و فادیہ
ملاک قتل، ملاوہ، راہی
بہار ابا بتیں یہ مضامین
۱۳۴ صفحات کے ہیں
اس کے بعد ضمیمہ جدید
صدقہ، حقیقت کے مسائل
اور ضمیمہ ۱۳۴ صفحات
کے ہیں

باب سوم

عبادات
تقلید کی ضرورت،
امام بخاری کی فضیلت
غلط کی تعریف
اجتہاد کے حالات
اور اقوال الٰہی
طہارت، وضو
صلوٰۃ، اذان، اقامت
جمعہ کی نماز، خطبہ کا فائدہ
وغیرہ وغسل
طہارت
وضو کا طریقہ
نماز کی پیروی فرض ہیں
نماز کے اوقات، اوقات
وسنن، قیام و قرأت
نیت کے مسائل
نماز کے فرائض واجبات
وسنن، قیام و قرأت
رکوع، سجود، قعدہ
نماز کے مسائل متفرقہ
سجدہ سہو کے مسائل
سجدہ تلاوت کا بیان
نماز جمعہ کا مفصل بیان
خطبہ کا مفصل بیان
نماز عیدین
نماز عیدین کی فضیلت

باب چہارم

صدقہ فطر وغیرہ کا بیان
نماز جنازہ کا بیان
مرض کی نماز کا بیان
جنازہ کا کل بیان
عیادت سے قبر تک
مزارات اولیا کی زیارت
مرگ و فاتحہ کا بیان
شب دوگ کا بیان کل
مصارف زکوٰۃ
بے محل ہے۔

حج کا مفصل بیان

حج کو جانے کے لئے
احکام حج مفصل، حج
باب زکوٰۃ
اختیار مقدم ہیں
زکوٰۃ کے مسائل
نصاب چاندی کا حساب
قرض پر زکوٰۃ کے مسائل
یہ سب مسائل ۹۳
صفحہ تک ہیں

باب پنجم

روزہ کا بیان
دنیا کے مذاہب
روزہ کا انتہائی مقصد
روزہ کی تراویح وغیرہ
روزہ کفارہ، فدیہ
نماز روزہ جہاد
تقسیم اموال غنیمت
اجازت، لکھو، نصوص
شرائط، حکمتیں، بیع
حقیقت، مرتد، دلالت
اجازت، حق قصاص
خواہ کان پھٹ و فادیہ
ملاک قتل، ملاوہ، راہی
بہار ابا بتیں یہ مضامین
۱۳۴ صفحات کے ہیں
اس کے بعد ضمیمہ جدید
صدقہ، حقیقت کے مسائل
اور ضمیمہ ۱۳۴ صفحات
کے ہیں

باب ششم

اسلامی تصوف و ریاضت
کے حقوق، صفوف
کے حقوق، صدقہ رحم
کے حقوق، ہمسایہ یتیم، مہمان
کے حقوق، باہمی خلوت
کی تفصیل مسافر قسم
کے حقوق، حق قصاص
خواہ کان پھٹ و فادیہ
ملاک قتل، ملاوہ، راہی
بہار ابا بتیں یہ مضامین
۱۳۴ صفحات کے ہیں
اس کے بعد ضمیمہ جدید
صدقہ، حقیقت کے مسائل
اور ضمیمہ ۱۳۴ صفحات

طلاق ملاعنہ

ہو یہ تقسیم میرے جیسی
بائن، ابتہ کنوئیں طلاق
کیوں فرض ہوئی دنیا کی
ساری الملاک قوم کی
ایلاء ظہار، خلع، قبول الخلع
اختیار، اذات و ترک
کا بیان، الحال خیارات
و بلوغ، تربیت اطلاق،
اسلام، عالم اسوۂ مسلم

متفرق ہدایات

اس میں صد ہا پیش بہا
ہدایات ادام فواہی

باب ہجیم

اسلامی اخلاق و آداب
نقل اباء و امامہ ملعنہ
وصایا، قبول الخلع
والملاک ہے، غریبوں کا
سرایہ داروں سے محبت

باب ہفتم

حقوق زوجیت کا فرق
کا نکاح، مرتد، نکاح
کفار، محرمات، نکاح
ولی، حربی، غلام
لونڈی، بیویوں میں
عدل، رضاعت،
نبی اور رضاعی ماں
اور رضاعی باپ کے
کے فوائد متفرق سے

ذبائح

ذبح اضطراری
کھانا پینا

اور اس کے
متعلق مسائل آب
یہ سب ۱۱۸۰ صفحات
کی ضخیم ہوئے ہیں

اب اس ساخت کی قیمت چار روپے

پتہ دفتر رسالہ ولی حمیدیہ پریس دہلی

بقیہ حمیدیہ پر مضمون چاہیے نے مجبور پا اطلاع دی ہے چھپوا

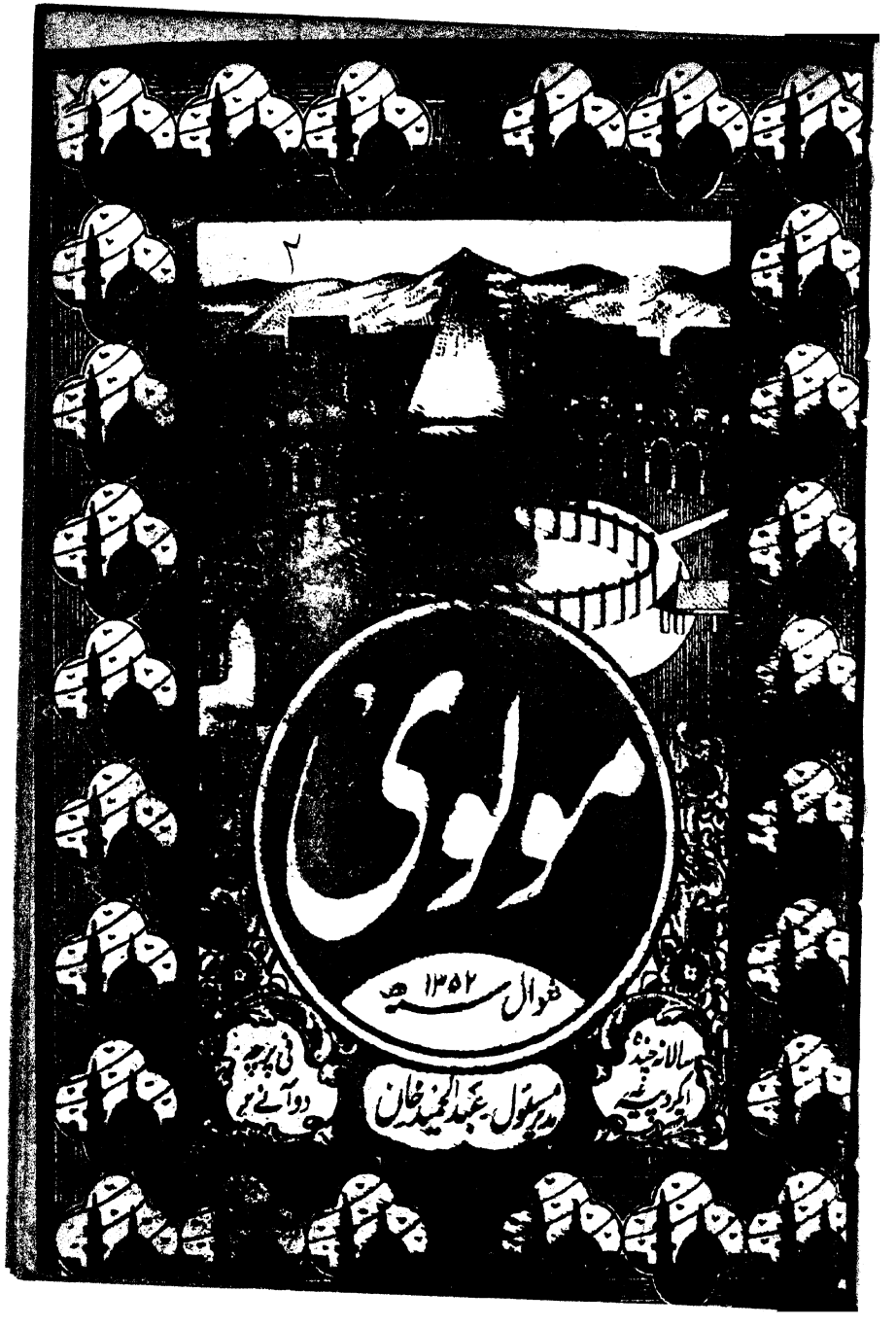
مولوی
شوال سنہ ۱۳۵۲ھ
سالانہ چندہ
اکروپیہ
مدیر مسئول عبدالحمید خان

کارخانہ دواخانہ

فدائے ملک و ملت حضرت مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب مرحوم

زیر سرپرستی مسیح الملک حکیم حبیل خاں صاحب خلف حضرت مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب مرحوم

فرید آباد (متصل دہلی) منتقل کرنے میں کون سے وجوہات کارفرما ہیں؟

وہ جذبات ہمدردی جو معالج کے سینہ میں کیسا مریضوں کے لیے موجزن ہونے چاہئیں

تفصیل

(۱) دوا سازی کے لیے فرید آباد کی آب و ہوا مقابلہ دہلی بہت زیادہ مفید و موثر ثابت ہو چکی ہے

(۲) جڑی بوٹیوں اور بہت سی خالص چیزوں کے مہیا کرنے کے ساتھ خام ادویات کو اپنے طور پر دواخانہ کے غلہ کی زمینداری کاشت کرا کے لاکھوں روپے کی بچت کرنا

(۳) خام ادویات کو دہلی کی چنگی سے بچانا۔

(۴) اور اس طرح بہتر سے بہتر اور کم سے کم لاگت پر مرکبات تیار کر کے جو کچھ بچایا جا سکتا ہے اسکو ۳ فی روپیہ کی نسبت میں مریضوں کو واپس دیدینا

اہتمام

اپنے دیرینہ دوستوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب مرحوم کے خاص الخاص مجربات تازہ ترین اور ۳ فی روپیہ کی کفایت سے اس کارخانہ سے براہ راست حاصل کریں اور مفصل حالات رفع اکبر مرض و ادویات بحجز پرکر امیں مکمل فہرست مفت چند دواپس ٹوٹنا پیش کی جاتی ہیں ۳ فی روپیہ ان امیتوں پر بھجوا دیا جائے گا۔

اجملین ۱ مادہ کمزوری کو دور کرتا، اعصاب کو قوت دیتا، خصوصیت کے ساتھ اعضائے رئیسہ کو قوی کرتا، خون صالح پیدا کر کے نئی زندگی بخشتا، اور قوت مردمی کو اساک کے ساتھ بدرجہ کمال پر پہنچاتا ہے، مکمل علاج ۴۰ خوراک قرص کی سنجشی قیمت پانچ روپے علاوہ محصولڈاک

اجملین ۲ بے عنوانیوں، غلط کاریوں، اور کثرت ... ... سے اگر جریان پیدا کر دیا ہو، یا شباب نے قبل بالبعد قطرہ آتا ہو، نہایت درجہ کمزوری نے ناکارہ کر دیا ہو تو یہ قرص زندگی کو زندگی کہلانے کا مستحق بنا دینگے جریان سے نجات حاصل کرنے کی تہ نہ ثابت ہوئی ہے مکمل علاج چالیس قرص پانچ روپے علاوہ محصولڈاک

طلا اجمل ۱ خصوصوں کو بہتر کی کمزوریوں کو خواہ وہ بے عنوانیوں، غلط کاریوں یا کثرت ... ... کی وجہ سے ہوں دور کر کے طاقت ور بنا دیتا ہے اور قدرتی طریقہ پر ایک خاص قوت اساک پیدا کر کے قابل فخر مرد بنا دیتا ہے،

طلا اجمل ۲ غلط کاریوں بدعنوانیوں اور کثرت ... ... کی وجہ سے اگر رگ پٹھے ناکارہ ہو کر آپ بے کار ہو چکے ہوں، تو اس طلا کو استعمال کیجئے اور قدرت خدا کا تماشا دیکھئے کہ بہت جلد آپ کے تمام نقائص دور ہو کر آپ قابل فخر مرد بن جائیں گے

قیمت مکمل علاج چار روپے علاوہ محصولڈاک

قرص آرام ہیضہ کے واسطے قبض کو دور کرتے ہیں، معدہ کو قوی کر کے اجابت باقاعدہ کرتے ہیں، بھوک بڑھاتے ہیں، خون صالح پیدا کرتے ہیں، خاص خاص یہ ہے کہ صحت کو آرام دہ بنا دیتے ہیں،

چالیس قرص کی سنجشی دو روپے محصولڈاک علاوہ

پتہ یہ لکھئے

مینجر کارخانہ دواخانہ حکیم اجمل خان فرید آباد ضلع گوڑگانوہ متصل دہلی

کتابت و طباعت کا ذمہ ادارہ الفرقان

مولوی

ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شایع ہوتا ہے

جلد ۱ بابت ماہ شوال ۱۳۵۲ سنہ ہجری نمبر ۴

خطبہ

الحمد للہ نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ وآلہ واصحابہ وسلم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وسلم

امابعد برادران اسلام! آج کے خطبہ میں بعض ان امور کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرائی جائے گی جن کی طرف ہم بہت کم توجہ کرتے ہیں اور اسی عدم توجہی کی وجہ سے اجتماعی حیثیت سے ملت اسلامیہ کو اب تک وہ درجہ نصیب نہیں ہوا جو اس کو ملنا چاہیئے حقیقت یہ ہے کہ بہت سے ایسے مسائل ہیں کہ بظاہر بہت ہی حقیر نظر آتے ہیں مگر واقعتاً وہ اس قدر اہم ہوتے ہیں کہ ان پر غور کرنے اور غور کرا لینے کے بعد خاص نقطۂ نظر سے ان پر عمل کرنے ہی سے ملت کی تحفظ اور بقا ممکن ہوتا ہے لیکن عام طور پر وہ بہت حقیر سمجھے جاتے ہیں اور ان کی طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے اسی طرح بہت سے ایسے امور ہیں جن کو ہم حقیر سمجھ کر قابل التفات نہیں خیال کرتے لیکن اگر ان کی طرف التفات کریں اور صحیح طریقہ پر ان پر عمل کریں تو ہماری زندگیاں سدھر جائیں اور چونکہ افراد کے مجموعہ کا نام ہی ملت ہے اس لئے افرادی حالت کے سدھرنے کے معنی ملت کی حالت کے سدھرنے کے ہیں۔ ہم آج اسی قسم کے امور کی طرف توجہ مبذول کرائینگے جن کو بلا وجہ حقیر اور ناقابل التفات سمجھکر ان کی طرف سے بے پرواہ ہو گئے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہماری انفرادی اور اجتماعی دونوں زندگیاں نہایت ہی زبوں وشستہ حالت پر پہنچ گئی ہیں اور ہم بحیثیت فرد کے اور بحیثیت ملت کے اس درجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ کسی جگہ ہماری کوئی وقعت نہیں رہی ایک زمانہ تھا کہ مسلمان ہر جگہ ہر حیثیت سے سربلند اور سرفراز سمجھے جاتے تھے کیونکہ واقعۃً ان کے اندر انفرادی اور اجتماعی دونوں حیثیتوں سے سربلندی اور سرفرازی کے اسباب موجود تھے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ اسباب کیا تھے اور اب کیوں نہیں رہے اور وہ کیوں زائل ہو گئے اور کس طرح پھر وہ ہمارے اندر پیدا ہو سکتے ہیں ان سوالوں کا مختصر ایک جواب تو یہ ہے کہ ہم سچے مسلمان نہیں رہے سچے مسلمان پھر سے بن جائیں تو سب خرابیاں دور اور سب اچھائیاں اور سرفرازیاں ہم میں پیدا ہو سکتی ہیں لیکن یہ ایسا جواب ہے جو نہایت تفصیل وتشریح کا محتاج ہے اور مولوی کے صفحات میں بار بار اس پر روشنی ڈالی جا چکی ہے اور مولوی کے اجرا کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ اس سوال کو بار بار مختلف النوع عنوانوں سے مسلمانوں کے سامنے پیش کرتا رہے تاکہ مسلمانوں کی زندگی صحیح اسلامی زندگی بن جائے اسلئے آج کے خطبہ میں بعض خاص امور کی طرف توجہ دلانی چاہتے ہیں۔

برادران اسلام! دین اور دنیا دونوں حیثیتوں سے انسانی زندگی نمونہ کے قابل اس وقت بن سکتی ہے جب ایک انسان اپنی زندگی کو تقوی کے قالب میں ڈھال لے یعنی اس کا کوئی عمل تقوی کے خلاف نہ ہو اب سوال یہ ہے کہ تقوی کے کیا معنے اور تقوی ہر ایک شخص کی زندگی کو عمل رہنے بھی دیگا یا نہیں۔ یہ سوالات ہیں اور ان کا جواب یہ ہے کہ تقوی کے معنے ہیں پرہیزگاری اختیار کرنے کے یعنی غلط چیزوں سے احتراز واجتناب کا نام تقوی ہے خواہ غلط اعمال ہوں یا غلط کردار ہوں یا غلط اقدام ہو یا غلط نیت وغلط ارادہ ہو یعنی وہ تمام غلط امور جو عام ظاہری اور قوائے باطنی سے متعلق ہوں ان سے پرہیز کرنے ان سے مجتنب رہنے اور ان سے بے تعلق ہو جانے کا نام تقوی ہے اور ظاہر ہے کہ غلط امور کا اجتناب یا ترک انسان کو زیادہ سے زیادہ عمل انسان بنانے میں معاون ثابت ہوگا کیونکہ اعمال کی کامیابی کے راستہ میں ہمیشہ غلط چیزیں ہی حائل ہوا کرتی ہیں پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ غلط چیزوں کی کیا تعریف ہے اور کون امور وافعال وافکار کو غلط کہنا چاہیئے؟ اس کے متعلق بہت آسان معیار یا کسوٹی یہ ہے کہ شرع اور عقل جن امور کو غلط کہیں بس وہ غلط ہیں اور ان سے بچنا ان سے پرہیز کرنا اور ان سے باز رہنا تقوی ہوگا۔ خدا سے ڈرنے کو بھی تقوی کہتے ہیں خدا سے ڈرنے کے بھی معنی ہیں کہ غلط قسم کے اعمال وافعال اور افکار واردادوں سے پرہیز کیا جائے۔

اب اس نقطۂ نظر سے ہمیں انفرادی واجتماعی ہر دو زندگیوں پر نظر ڈالنی چاہیئے اور روزمرہ کی زندگی میں جو واقعات وحالات پیش آتے رہتے ہیں ان کے ساتھ ہمارا جو طرز عمل ہوتا ہے ان کا جائزہ لینا چاہیئے کہ کس طرح ہم ان کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں یعنی یہ کہ تقوی اور خدا ترسی کے نقطۂ نظر سے ہماری زندگیاں اور زندگی کے واقعات کہاں تک مطابقت رکھتے ہیں یعنی ہم جب دنیا کے واقعات میں دلچسپی لیتے ہیں تو اس وقت تقوی اور خدا ترسی ہمارا ساتھ دیتے ہیں یا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور اسی طرح ہمارے اعمال وافعال تقوے کا ساتھ دیتے ہیں

یا اس سے بے نیاز رہتے ہیں۔

برادران اسلام! جس کسوٹی کا اوپر ذکر کیا گیا یہ ایسی عجیب و غریب کسوٹی ہے کہ اگر اس کے اوپر ہمارے اعمال و افعال پورے اترگئے اور ہماری زندگی کا پورا کار اس مرکزی نقطہ سے منحرف نہ ہوا اور دنیا کے واقعات اور زمانہ کی رفتار کا ساتھ ہم نے تقویٰ اور خداترسی کے اصول کو پیش نظر رکھکر دیا تو دنیا اور دین کی سرفرازیاں کبھی ہم سے بیرخی اختیار نہیں کرسکتیں اور نہ صرف اشخاص و افراد بلکہ قوم و ملت کے ساتھ بھی دین و دنیا کی سرفرازیاں ہمرکاب ہوجاتی ہیں کیونکہ اس اصول کی پابندی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان کی سیرت ایسے قالب میں ڈھل جاتی ہے جو کجروی اور زوجاج کے ساتھ کبھی ہم ردیف نہیں ہوسکتی یعنی دینی اور دنیاوی ہر قسم کی کجروی سے اس سیرت کو ایک فطرتی دشمنی ہوجاتی ہے اور اس کی فطرت اس قسم کی بنجاتی ہے کہ کسی قسم کے ٹیڑھے پن اور کجروی یعنی ہر قسم کی دینی و دنیاوی ضلالت و گمراہی اس کے لئے ناقابل برداشت ہوجاتی ہے اور وہ خیر و سعادت کے سوا شر اور ضلالت کے ساتھ تعاون کرہی نہیں سکتا اس کی فطرت اس قسم کی بن جاتی ہے کہ وہ شر سے اس طرح بھاگتا ہے جیسے آگ سے ہاتھ اٹھا لینے پر مجبور ہے جب اس قسم کی سیرت تمام افراد ملت کی یا غالب تعداد افراد ملت کی بن جاتی ہے تو وہ ملت پھر دنیا میں سربلند اور سرفراز ہوکر ہی رہتی ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس کی سربلندی اور سرفرازی کو چھین نہیں سکتی اور نہ اس سے اس کو محروم کرسکتی ہے اور یہی تو مکمل محرومی ہوسکتی ہے جبکہ خدا کا وعدہ ایسے ہی افراد اور ایسی ہی ملت سے ہے کہ

لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین

لیکن یہ وعدہ مومن ہونے کے ساتھ مشروط ہے اور مومن ہونے کی پہلی اور آخری شرط تقویٰ اور خداترسی ہے۔

برادران اسلام!

سیرت اور کیرکٹر کی مضبوطی و بلندمرتبگی ہی وہ طاقت ہے جو افراد اور ملتوں کو عروج و ارتقا کی انتہائی منازل تک پہنچاتی ہے۔ اسلام کے دور اول میں تو لاکھوں مثالیں ایسی بغیر تلاش کے مل سکتی ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ کیسی پختہ استوار ہموار اور ناقابل تسخیر سیرت کے وہ بزرگ مالک تھے جنہوں نے تقویٰ کو زندگی کا اصل بنالیا تھا جب تقویٰ کسی انسان کا شعار ہوجاتا ہے تو اس کے اندر لازوال خدائی طاقت پیدا ہوجاتی ہے اور جس قوم کا شعار خداترسی بن جاتا ہے وہ ایک مستقل طاقت ہوجاتی ہے ایسی طاقت جو ناقابل تسخیر ہوتی ہے اور دنیا کی تمام دوسری طاقتیں اس سے ٹکرا کر اس طرح پاش پاش ہوجاتی ہیں جس طرح مٹی کا کھلونا کسی پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش ہوجاتا ہے۔

برادران اسلام! اس کی مثال قرن اول کے مسلمان اور ان کی جماعت ہے جو باوجودیکہ مٹھی بھر سے زیادہ نہ تھے مگر قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان عظمت و جلالت حکومتیں اس خدا دندی طاقت سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگئیں اس کی وجہ ایک اور صرف ایک تھی کہ قرن اول کا ایک ایک مسلمان بادۂ تقویٰ و خداترسی سے سرمست و سرشار تھا تقویٰ شعاری نے ان کی سیرت کو ایک ایسے سانچے میں ڈھال دیا تھا جو صراط مستقیم ہی پر چل سکتی تھی اور کسی دوسرے راستہ پر چلنا اس کے لئے محال تھا اور تمام افراد ملت کی سیرت کی یگانگت سے ملت اسلامیہ کی اجتماعی سیرت بھی ایسی مشکل ہوگئی تھی جو صراط مستقیم ہی پر گامزن ہوسکتی تھی اور ضلالت و گمراہی کی پگڈنڈیوں کی جانب اس کے قدم اٹھتے ہی نہ تھے یہ ایسی بلند و برتر سیرت تھی جو حق و صداقت کے راستے میں ٹکراتے ہوئے ٹرک کی طرح چکنا چور تو ہوسکتی تھی اور باطل کے سانچے جو خاک بنجاتی تھی جس میں نہ روح ہوتا تو ہاں لچک ہوتی تھی اسی سیرت کی تحکمرانیاں تھیں کہ ۲۳ سال کی مختصر مدت میں اس عہد کی بدترین وحشی ترین اور جاہل و گمراہ کن قوم "خیر امۃ" کے خطاب کی مستحق ٹھہری اور دنیا کو خیر و سعادت کی طرف بلانا دینے کے لئے چن لی گئی اور شر و برائی کے مٹانے کا کام اس کے سپرد کیا گیا پھر دنیا نے دیکھ لیا کہ تقویٰ شعاری و خداترسی پر مبنی ملت نے دنیا کے ساتھ کیا کیا اور کیسی زرین خدمات اس کی انجام دیں اور اس کے دامنوں کو خیر و فلاح اور سعادت سے معمور کردیا اور اس کے گلشن انسانیت میں بدی برائی اور شر کی جو جھاڑیاں ہر طرف اگ آئی تھیں اور جنہوں نے گل و گلزار سعادت کو بالکل گھیر لیا تھا اور تباہ و برباد کردیا تھا ان سب بدی اور مکر کی جھاڑیوں سے گلشن انسانیت کو صاف کیا پھانک کر گلہائے فلاح و سعادت کی خوشبو سے تمام دنیا معطر ہوگئی۔

برادران اسلام! جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہمیں اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ ہماری سیرت کیسی ہے آیا ایک تقویٰ شعار انسان کی سیرت ہے یا نہیں اور اس کی پہچان ایک ہی ہے یعنی ہر قسم کی کجی ضلالت اور ٹیڑھے پن سے متنفر ہو اور اسی سچائی اور سیدھے پن کی طرف خود بخود مائل ہو جاتی کسوٹی پر اگر تمہاری سیرت ٹھیک اترے تو سمجھ لو کہ تم ایک ایسی دولت کے مالک ہو جو بادشاہوں کے خزانوں میں بھی نہیں ہے لیکن اگر تمہارا دامن زندگی اس سیرت سے خالی ہے جو تقویٰ شعاری کی آغوش میں پرورش پاتی ہے تو پھر ہیلاکی بدنصیبیوں کا ماتم نہ کرنا چاہیئے اور اپنی زبوں حالیوں اور برگشتہ طالعیں پر صبر کرنا چاہیئے کیونکہ جب ہمارے جیب و دامن اس دولت و سعادت سے خالی ہیں جو دینی و دنیاوی ہر قسم کی کامرانیوں اور کامگاریوں کی کلید ہے تو پھر شکوہ و شکایت کیوں کی جائے اور کس لئے صف ماتم بچھائی جائے اگر ہم دنیا کی سربلندی اور اس کی عظمت سے اندھے دیئے گئے اور دولت و سکنت کی لپیٹوں میں سرگرداں ہیں تو یہ ہمارا ہی قصور تو ہے پھر اگر شکایت ہو تو اپنی غیر متقیانہ زندگی ہی سے ہونی چاہیئے اور اگر ماتم کریں تو اپنی بداعمالیوں کا ماتم کرنا چاہیئے جس نے اس درجہ میں ہم کو پہنچا دیا ہے کہ نہ دنیا ہمارے ہاتھ میں رہی اور نہ دین کی سرفرازیاں ہمارے حصہ میں باقی ہیں۔

برادران اسلام!

راستہ چلتے ہوئے تمہیں سر راہ کوئی کانٹا پڑا ہوا نظر آئے اور تمہارے دل میں یہ کھٹک نہ پیدا ہو کہ کہیں کسی ہر منہ یا مسافر یا راہ سے راہگیر کے پاؤں نہ زخمی ہو جائیں اور تم اس کانٹے کو راہ سے اٹھا کر دور نہ پھینکو اور پونجی سے بروائی سے گذر جاؤ تو سمجھ لو کہ تم کیسی سیرت کے مالک ہو اور کس قسم کی سیرت سے محروم ہو۔ یاد رکھو تم قطع مسافت میں مشغول ہو اور کوئی نادان پیچھا آرہا ہو اور تم بھارت مسافر کسی کنوئیں کی

گر پڑ چکا ہے اور اگر فوراً ان کو آگے بڑھنے سے نہ روکا گیا تو وہ کنوئیں میں گر پڑیں گے تم نے اس منظر کو دیکھا اور تمہارا دل اس سے متاثر نہ ہوا اور تم یونہی اس حال اس اندھے مسافر انسان بچہ کو چھوڑ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے تو جانتے ہو کہ تم انسانیت کے بلند رتبہ سے گر کر کیا حیوانیت کے کس قدر پست ترین ذلیل ترین گڑھے میں پھینک دیئے گئے ہو اور تمہاری اسلامی سیرت جو تقویٰ شعاری و خدا ترسی سے تشکیل ہوئی ہے کس قدر مسخ ہو گئی ہے؟ اگر تمہیں نہ معلوم ہو تو سنو کہ ایسی حالت میں تم کو انسان کہنا لفظ انسان کی توہین ہو گی تم بلاشبہ انسان کی صورت میں چلتا پھرتا اگرچہ تمہارے ہاتھوں کے دکھے سے وہ کنوئیں میں نہ گرے مگر تمہارے ہاتھوں کی خفیف حرکت سے ان کی زندگیاں رنج سکتی تھیں مگر تم نے بچانے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے کہ تمہاری سیرت صحیح اسلامی سیرت نہیں جو خدا ترسی اور تقویٰ شعاری سے تشکیل ہوتی ہے اگر تمہاری زندگی تقویٰ شعار ہوتی تو خود بخود تمہاری سیرت اس قسم کی نہ بنتی کہ تم ان مناظر کو دیکھ ہی نہ سکتے اور بیچین و بیقرار ہو کر ہم اس معصوم بچے اور محروم بصارت شخص کو کنوئیں میں گرنے سے بچانے کے لئے اس طرح جھپٹتے جس طرح شیر اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔

برادران اسلام!

آپ کے سامنے صرف دو مثالیں پیش کی گئی ہیں جن سے آپ ایک متقی انسان کی سیرت اور خدا ترس آدمی کی سیرت کے فرق کو محسوس کر سکتے ہیں مگر یہ تمام مثالیں ہیں اور ہیں زندگی کے ہر ایک گوشہ پر اسی نقطہ نگاہ سے نظر ڈال کر اپنی سیرت اور کیرکٹر کو جانچنا چاہیئے مثلاً تمہارے بال بچے دو دن سے فاقہ میں مبتلا ہیں اور ہمسایوں نہیں بلکہ برسوں سے افلاس زدگی نے تمہارے ساتھ اپنا رشتہ جوڑ رکھا ہے اور نہ صرف افلاس بلکہ علالت اور بیماری تمہارے گھر کو جہاں نہیں چھوڑتی اور تم اپنے بچوں کو بیماریوں میں تڑپتا دیکھتے ہو مگر ان کا علاج معالجہ نہیں کرا سکتے کیونکہ علالت کے ساتھ افلاس بھی تمہارے رفیق و ساتھی بنے ہوئے ہیں ان حالات میں دولت کی دیوی تمہاری ڈیوڑھی کی زنجیر کھٹکھٹاتی ہے تاکہ تمہارے آغوش کی زینت بنے اور تم کو فقر و فاقہ کی مصیبتوں سے نجات دلائے لیکن یہ دیوی راہ طیب و حلال سے ہو کر نہیں بلکہ راہ ظلم و نعدی کو قطع کر کے تمہارے دروازہ پر آئی ہے اس کے ہاتھ ایک مظلوم کے خون سے آلودہ ہیں اس مظلوم کا قتل تمہاری آنکھوں کے سامنے ہوا تھا اب قاتل تمہارے در پر سونے چاندی کی تھیلیاں لیکر حاضر ہوا ہے کہ مجھکو الزام قتل سے بچالو اور قصاص و انتقام کی جو تلوار میرے سر پر لٹک رہی ہے اس کو روکو تمہاری زبان کی ایک خفیف سی جنبش مجھکو موت سے بچا لیگی تم عدالت میں اس چشم دید واقعہ سے انکار کر دو اور صاف کہدو کہ میں قاتل نہیں ہوں بلکہ جس نے اس مظلوم کو قتل کیا وہ دوسرا شخص تھا اس کے معاوضہ میں یہ تھیلیاں موجود ہیں جو تمہارے دلدر دور کر دیگی اور مدتوں کا افلاس چشم زدن میں فارغ البالی اور خوشحالی سے بدل جائے گا۔

تقویٰ اور خدا ترسی سے جو سیرت بنتی ہے وہ ان تھیلیوں پر تھوک دیگی اور باوجودیکہ وہ شخص ملزوں اور تنگدستیوں کی پرواہ نہ کریں میں مبتلا ہے مگر اسلامی سیرت سے متصف شخص کبھی ایسی دولت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا خواہ فقر و فاقہ میں اپنے بال بچوں کو تڑپ تڑپ کر مرتے ہوئے دیکھے۔ یا ہو مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ ایسی دولت اس کے ضمیر کو داغدار بنانے میں کامیاب ہو جائے۔

برادران اسلام!

اسی طرح تم سینکڑوں ہزاروں واقعات زندگی کو تصور و خیال کی نظروں میں لاسکتے ہو اور پھر خدا ترسی و تقویٰ شعاری کی تعمیر کردہ سیرت کی کسوٹی پر کس کر یہ فیصلہ کر سکتے ہو کہ ہم اور ہماری ملت جو آج شستہ حال ہے کیا اس کی وجہ اس کے سوا اور کچھ ہے کہ ہم تقویٰ کی زندگی سے مجبور ہو گئے اور خدا ترسی ہماری زندگی کا شعار نہیں رہا پھر کیا ہمارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ایک دفعہ پھر دین کی سرفرازی اور دنیا کی بلندی حاصل کرنے کے لئے وہی زندگی۔ اختیار کریں جو عہد اول اور خیر القرون کی تھی۔

ولقد نا واياكم بالايات والذكر الحكيم انه تعالى جواد كريم ملك بر وف رحيم

خطبہ ثانیہ

الحمد لله نحمده ونصلي على رسوله الكريم ونسلم على اله واصحبه وسلم

اما بعد۔ درود و سلام ہو اس سرکار دو جہان رسول عرب و عجم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے اپنی زندگی سے ہمیں تقویٰ اور خدا ترسی کا سبق دیا اور جس کے فیض سے آپ کے آل و اصحاب سراپا تقویٰ و طہارت اور پیکر خدا ترسی بن گئے اور اس طرح ایک ایسی بلند و برتر سیرت کے مالک بن گئے جس نے دین اور دنیا کی سعادتوں کے دروازے ان پر کھول دیئے۔

اور درود و سلام ہو اس آنحضرت کے جملہ آل و اصحاب و ازواج مطہرات خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان غنی اور حضرت مولا علی اور سید الشہداء حضرت حسن و حسین و حضرت فاطمۃ الزہرا رقیہ رام و زینب رام حضرت خدیجہ رام و حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ اور حضرت حمزہ و عباس اور جملہ عشرہ مبشرہ اور تمام شہداء بدر و غزوات نبویہ پر جو سب کے سب متقی و خدا ترس اور صاحب تقویٰ تھے۔

اے اللہ تمام مسلمانان عالم کو تقویٰ اور خدا ترسی کا ذوق و تو فیق عطا فرما اور تمام مسلمانوں کی سیرت اور کیرکٹر اس قالب میں ڈھال دے جس میں تیرے رسول کے آل و اصحاب کی سیرت مبارک ڈھلی ہوئی تھی۔ اور سب مسلمانوں کو تو فیق عطا فرما کہ وہ اپنی زندگیوں کو تقویٰ و طہارت اور عمدہ سیرت و بہتر کیرکٹر میں ڈھال سکیں۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔ اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ان الله يامر بالعدل والاحسان وايتاء ذي القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغي يعظكم لعلكم تذكرون اذكر والله يذكركم وادعوه يستجب لكم ولذكر الله تعالى اعلى واولى واكبر

شذرات

جواہر پارے

ملک کا ہر وہ شخص جو سیاسیات سے ذرا بھی دلچسپی رکھتا ہے پنڈت جواہر لال نہرو کے نام سے اچھی طرح واقف ہے آپ نہ صرف اس وجہ سے کافی شہرت اور عزت کے مالک ہیں کہ آپ ایک نامور باپ کے نامور بیٹے ہیں بلکہ اپنے ذاتی خصائل اور فضائل کی بنا پر اور ملک کی آزادی کے لئے جو قربانیاں کی ہیں اور آزادی وطن کے لئے جو آگ آپ کے سینہ میں سلگ رہی ہے اور جس جوش و خروش کے ساتھ اپنے مقصد کے لئے آپ سرگرم عمل ہو کر جہاد حریت میں مشغول ہیں ان کی بنا پر تمام ملک میں آپ کی عزت و عظمت مسلمہ ہو گئی ہے اور ہندوستان کی سیاسی دنیا میں گاندھی جی کے بعد پنڈت جواہر لال ہی کی ہستی سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے آپ کو بائیس بار دو سال کی سزا ہو چکی تھی جس سے ابھی دو ماہ ہوئے آپ کو نجات ملی ہے اس دو ماہ میں پنڈت جواہر لال کے بیانات صفحات اور تقریروں نے ملک کے اندر ایک ہل چل مچا دی ہے اور ایک جدید قسم کی فضا پیدا ہو گئی ہے گزشتہ دو ماہ کی سیاسیات پر اگر نظر ڈالی جائے تو پنڈت جواہر لال کی مساعی اور جد و جہد کے سوا کچھ نہ ملیگا اس لئے جواہر پارے کے عنوان سے پنڈت جواہر لال کے افکار و خیالات پر ہم آج کے شذرات میں تبصرہ کرنا چاہتے ہیں۔

غریبوں کیلئے سوراج

پنڈت جواہر لال نہرو نے جیل سے چھٹتے ہی سب سے پہلے جو صدا بلند کی وہ یہ تھی کہ کانگریس جس سوراج کے لئے لڑ رہی ہے وہ غریبوں کے سوراج کے لئے لڑ رہی ہے یعنی ایسا سوراج جس سے نوے فیصدی آبادی جو محنت افلاس و تنگدستی کی پریشان حالیوں میں مبتلا ہے فارغ البالی حاصل ہو پیٹ بھر کر روٹی تن ڈھانکنے کے لئے کپڑا اور سر چھپانے کے لئے مکان میسر آئے بیمار پڑیں تو علاج معالجہ کی سہولت حاصل ہو غرضکہ ان کو بھی انسانوں کی سی زندگی بسر کرنے کا موقع ملے ایسا سوراج حاصل کرنا کانگریس کا نصب العین ہے لوگوں کو اس غلط فہمی میں مبتلا نہ رہنا چاہیئے کہ کانگریس بھی اس قسم کا سوراج حاصل کرنا چاہتی ہے جس سے صرف امیروں کی دولت میں اضافہ ہو۔

اس سلسلہ میں پنڈت جواہر لال نے گاندھی جی سے خط و کتابت کی جس میں نہایت صفائی کے ساتھ پنڈت جی نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ تمام سرمایہ دار بڑے بڑے تعلقدار زمیندار کارخانوں کے مالک اور ساہوکار وغیرہ ہمیشہ آزادی کامل کے مخالف رہیں گے کیونکہ آزادی کے معنے ان کے نزدیک صرف اس قدر ہیں کہ ان کی دولت میں اضافہ ہو اور جائز و ناجائز طریقہ حصول دولت کا رائج ہے وہ قائم رہے اور وہ برستور مزدوروں اور کسانوں کی محنت و مشقت سے اپنے خزانوں کو بھرتے رہیں اور چونکہ آزادی کامل کی صورت میں خصوصی طبقات کے خصوصی مفادات نہ رہیں رہیں گے اس لئے وہ ہمیشہ حکومت ہی کا ساتھ دینگے اور قومی تحریک کے راستہ میں روڑے اٹکائینگے لہذا کانگریس کو چاہیئے کہ وہ صاف الفاظ میں کہدے کہ وہ موجودہ طریقہ کی یکسر مخالف ہے اور کسانوں اور مزدوروں کے لئے آزادی چاہتی ہے یعنی وہ آزادی جس میں ان دونوں طبقوں کی مظلومیت ختم ہو اور ان کا افلاس دور ہو اور ان کا مفاد مقدم رکھا جائے۔

پنڈت جواہر لال نے اس بلند آہنگی کے ساتھ اس خیال کی تبلیغ کی کہ ہندوستان کی در و دیوار سے یہی صدا بلند ہونے لگی اور ہر طرف عام سیاسیات کی پکار شروع ہو گئی۔

حقیقت یہ ہے کہ افلاس اور غربت اس قدر ترقی کر گئی ہے اور غریبوں اور امیروں کے درمیان اس قدر تفاوت اور فرق قائم ہو گیا ہے کہ قدرتی طور پر اس قسم کے خیالات کی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے۔ ایک طرف امراء ہیں جن کا کام صرف عیش کرنا ہے وہ نہیں جانتے کہ دکھ کسے کہتے ہیں وہ بھوک پیاس اور تکلیف کے مفہوم ہی سے بیخبر ہیں ان کے پاس رہنے کے لئے عالیشان محلسرائیں اور شاندار کوٹھیاں ہیں جن میں ہزاروں لاکھوں روپے کا سامان آرائش موجود ہے کھانے پینے کے لئے نہ صرف دنیا کی نعمتیں ان کو حاصل ہیں سواری کے لئے ہزار ہا روپے کی قیمتی موٹریں ہیں جو ہر سال بلا وجہ بدلدی جاتی ہیں انہی کے جیسے انسان ہر وقت ان کی خدمت کے لئے دست بستہ کھڑے رہتے ہیں جو ان کے جنبش ابرو کے اشارہ پر حرکت کرتے ہیں دنیا کی کوئی نعمت ایسی نہیں جو ان کو حاصل نہ ہو یا نہ ہو سکے وہ دولت کے زور سے جاڑوں کو گرمی اور گرمی کو جاڑوں کا موسم بنا لیتے ہیں غرضکہ عیش و عشرت کا تمام سامان ان کے گرد ہمہ وقت فراہم رہتے ہیں۔

ایک طرف یہ لوگ ہیں جو اس قدر عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بغیر کسی خاص محنت کے بہت سے تو اپنے باپ دادوں کے ورثہ پر عیش پرستی میں مشغول رہتے ہیں یعنی محض ایک دولتمند باپ کا بیٹا ہونے کی بنا پر وہ عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے کے حقدار ہو جاتے ہیں جیسے ساہوکار زمیندار تعلقدار اور راجہ مہاراجہ نواب وغیرہ اور بہت سے ایسے ہیں جو محض روپیہ سود پر چلا کر گھر بیٹھے بغیر محنت و مشقت کے دوسروں کی کمائی سے فائدہ اٹھاتے ہیں جیسے ساہوکار۔ بہت سے وہ لوگ ہیں جو روپیہ لگا کر کوئی کارخانہ قائم کر لیتے ہیں جیسے کپڑا بننے کی کارخانہ یا شکر بنانے کا کارخانہ یا اسی قسم کے کارخانے کھول لیتے ہیں اور مزدوروں کو اجرت پر ملازم رکھکر لاکھوں کروڑوں روپیہ پیدا کر لیتے ہیں یعنی دولت پیدا نو کرتے ہیں مزدور مگر دولتمند بنتا ہے سرمایہ دار بیچارہ مزدور ہمیشہ مزدور ہی رہتا ہے اور سرمایہ دار ہزار پتی سے لکھ پتی لکھ پتی سے کروڑ پتی اور کروڑ پتی سے ارب پتی بنجاتا ہے۔

بہرحال ایک طرف یہ دولتمند لوگ ہیں اور دوسری طرف وہ غریب کسان اور مزدور ہیں جو ہمیشہ جاڑا گرمی برسات ہر ایک موسم میں صبح سے شام تک سخت محنت و مشقت میں مشغول رہتا ہے وہ گرمیوں میں کھیت کے اندر لو دھوپ میں کھڑا ہل جوتتا آب پاشی کرتا اور بیج بوتا رہتا ہے اور مزدور کارخانہ کے اندر انجنوں کی گرمی میں اسی طرح محنت و مشقت میں مشغول رہتا ہے نہ گرمیوں میں ان کو خس کی ٹٹیاں یعنی پنکھے بجلی کے پنکھے نہ برف ملتا ہے نہ شربت اور نہ جاڑوں میں انگیٹھیاں میسر آتی ہیں نہ برسات میں برساتی اور چھتریاں ہر ایک موسم کی تکلیفوں کو جھیلتے ہوئے دس دس بارہ بارہ گھنٹے کی لگاتار محنت اور جان توڑ محنت کے

بعد موجودہ زمین انگلنے اور کارخانہ پیدا کرتا ہے اس سے نہ غریب کسان فائدہ اٹھا سکتا ہے نہ مزدور بلکہ زمیندار سرمایہ دار اس کی دولت کو لوٹ لیجاتے ہیں اور یہ غربت وافلاس کی زندگی بسر کرنے پر مجبور رہتے ہیں نہ ان کو پیٹ بھر کر روٹی ملتی ہے نہ گرمی سردی سے بچنے کے لئے کافی کپڑا نہ بیمار پڑیں تو علاج معالجہ کی سہولت نہ سواری کے لئے گھوڑا ہاتھی موٹر نہ شاندار دیرف آب یعنی عیش وعشرت ایک طرف رہے معمولی راحت وآرام کے ساتھ زندگی بسر کرنا بھی ان کے لئے محال ہے حالانکہ دنیا میں جس قدر بھی دولت کے انبار نظر آتے ہیں اور جس قدر دنیا اور جہل پہل کے سامان ملتے ہیں یہ سب کسان اور مزدوروں ہی کی محنت ومشقت کے صدقہ میں ہے کسان اور مزدور ہی ہیں جو کھیتوں کانوں اور سمندروں سے دولت پیدا کرتے ہیں پھر کارخانوں کے ذریعہ کپڑے مشینیں ہوائی جہاز سمندری جہاز ریل اور ہر قسم کی مصنوعات تیار کرکے ہیں یعنی غلام مشیا، جو کھانے پینے کے کام آتی ہے یا مصنوعات تیار کرنے کے کام آتی ہے اور مصنوعات سے جو تمام انسانی ضروریات کے کام آتی ہیں اور تمام سامان عیش وعشرت جو دنیا میں پایا جاتا ہے صرف کسان اور مزدور ہی کے صدقہ اور طفیل میں پیدا ہوتا ہے اگر کسان اور مزدور کام چھوڑ دیں تو نہ لوگوں کو روٹی میسر آئے نہ کپڑا نہ عیش وعشرت کا سامان اور تمام امیر اور دولتمند مفلس ہو جائیں بلکہ بھوکوں کو مر جائیں۔ تو یہ کس قدر ظلم ہے کہ جو دولت پیدا کریں وہ فاقہ کریں اور جو ذرہ برابر کوئی محنت نہ کریں وہ عیش کریں۔

اس تفاوت اور فرق کو دیکھکر خود بخود اس موجودہ نظام اقتصادی کے خلاف بغاوت کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اس لئے پنڈت جواہر لال کی آواز خود بخود موثر اور طاقتور ثابت ہو رہی ہے اور ہر طرف سے اس کی تائید ہو رہی ہے اور ان کے خیالات ازخود نیز رفتاری کے ساتھ پھیل رہے ہیں اور کسان ومزدور اور زمیندار وسرمایہ دار کی تحریکیں برسر کار آرہی ہیں اور سوائے ان لوگوں کے جو موجودہ نظام سرمایہ داری سے نفع اٹھا رہے ہیں اور سب کی ہمدردی پنڈت جواہر لال کے خیالات کے ساتھ ہوتی جارہی ہے

وائسرائے پنڈت جواہر لال کے خلاف

چنانچہ پنڈت جی کے خیالات اس قدر ہر دلعزیزی اور وسعت حاصل کر رہے تھے کہ وائسرائے صاحب کو ضرورت محسوس ہوئی کہ ان کے خلاف وعظ وتلقین شروع کریں، کمیونزم یا سوشل ازم یعنی دولت کی مساوی تقسیم کے اصول اس قدر جاذبیت اپنے اندر رکھتے ہیں کہ بغیر کسی کی رد خود ہی اپنے پیروں پر اڑتے ہیں اس لئے جواہر لال کی صدائے سوشل ازم سے سرمایہ دار حلقوں میں ایک ہل چل سی پڑ گئی اور چونکہ سب سے بڑی سرمایہ دار طاقت خود برٹش حکومت ہے اور اس کا سارا نظام حاکمانہ سرمایہ دارانہ طرز کا ہے اور اس کی تمام قوت وطاقت اس امر پر منحصر ہے کہ سرمایہ داروں کو قائم رکھے تاکہ اس کی حاکمانہ طاقت برقرار رہے جو سرچشمہ ہے غیر ممالک سے عموماً اور ہندوستان سے خصوصاً زرکشی اور دولت اندوزی کا اس لئے جناب وائسرائے نے جو ہندوستان میں برٹش امپیریلزم کے سب سے بڑے نمائندہ ہیں کلکتہ میں ایک موقع پر تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ خوشنما الفاظ آواز بہایت خطرناک ہے چوکنا لوں اور مزدوروں کی حمایت وہمدردی کے مضمون سے معمور ہے آپ نے فرمایا کہ کسانوں اور مزدوروں کا خیال رکھنا چاہیئے لیکن اگر موجودہ تہذیب کو قائم رکھنا ہے تو سوشل ازم کا جو آپ کے نزدیک نہایت خطرناک نظام ہے اور اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے بہرحال آپ پنڈت جواہر لال نہرو کے خیالات وافکار کے خلاف آواز بلند کی اور سرمایہ دار دنیا کو برانگیختہ کیا کہ وہ اس رو کو روکے اور اس تحریک کا مقابلہ کرے جس کو پنڈت جواہر لال نہرو نے شروع کیا ہے اور جو روز بروز زور پکڑتی چلی جارہی ہے اور جس سے موجودہ تہذیب کے برباد وتباہ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر موجودہ تہذیب کے معنے یہ ہیں کہ جس طرح اس وقت سرمایہ دار غریب کسانوں اور مزدوروں کا خون چوس رہے اور ان کی محنت ومشقت کی بدولت سے خود گل چھرے اڑا رہے ہیں اور فاقہ کشی میں مبتلا ہیں اسی طرح آئندہ بھی رہے اور یہی وہ تہذیب ہے جس کے خیال وائسرائے حامی ہیں اور چاہتے ہیں کہ برباد نہو تو ہر ایک وہ انسان جو خدا کی مخلوق کو اس عذاب میں مبتلا دیکھکر کڑھتا اور غصہ ہوتا ہے وہ خدا سے دعا کرے گا اگر یہ تہذیب جس نے نوے فیصدی انسانوں کو حیوانوں سے بدتر بنا دیا ہے کل تباہ وبرباد ہوتی ہو تو آج ہی ہو جائے تاکہ خدا کی مخلوق کو اس عذاب فقر وفاقہ اور اس امتیاز مزدور وسرمایہ دار سے نجات ملے لیکن ہمارا خیال ہے کہ کسی تہذیب کی فضیلت اور خوبی یہ نہیں ہو کہ صرف دس پندرہ فیصدی انسان تو بے انتہا عیش وعشرت کی زندگی بسر کریں اور باقی روٹی کپڑے کو بھی ترسیں بلکہ کسی تہذیب کا اصلی حسن اور حقیقی جوہر اس کے علوم وفنون اور وہ اداروں ہوتے ہیں جن سے ذی حیات مخلوق الٰہی کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے اور اسکے ہر بندے راحت وآرام سے زندگی بسر کرسکیں اگر اس معیار کو صحیح تسلیم کرسکیں اگر اس معیار کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو موجودہ سرمایہ دارانہ نظام کے برباد ہو جانے سے حقیقی تہذیب وشائستگی کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

گورنر یوپی کے ارشادات

جناب وائسرائے کی طرح صوبجات متحدہ کے گورنر سر میکلاگن صاحب نے پنڈت جواہر لال کے خلاف یوپی کے زمینداروں کو برانگیختہ کرنے کی سعی فرمائی آپ نہایت زبردست سحر بیان مقرر ہیں اور بہت ہی دل آویز تقریر فرماتے ہیں چنانچہ بنارس میں زمینداروں کے ایڈریس کے جواب میں اسی قسم کے خیالات ظاہر فرمائے ہیں اور فلسفیانہ انداز میں آپ نے زمینداروں کو سوشل ازم کی تحریک کا مقابلہ کرنے کی تلقین کی ہے اور کہا ہے کہ منظم وپرزور خطرناک تحریک کا مقابلہ کرنا چاہیئے اور حکومت ان کا ساتھ دیگی لیکن ساتھ ہی یہ بھی جتلا دیا ہے کہ صرف ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ تمام دنیا میں یہ سنسنی پھیل رہا ہے اور کم وبیش ہر ایک ملک میں یہ تحریک سرمایہ داری کے خلاف جہاد میں مشغول ہے اسی لئے یہاں بھی ہو تاہم زمینداروں کو چاہیئے کہ وہ اس کا منظم ہوکر مقابلہ کریں۔

پنڈت جواہر لال نہرو کی آواز میں کس قدر طاقت ہے اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ ان کے افکار کے خلاف وائسرائے اور گورنر یوپی کو ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ وہ پروپیگنڈا کریں اور سرمایہ دار طاقتوں کو ابھار کر ان کے خلاف کھڑا کریں تاکہ ملک کی سیاسی تحریک سرمایہ اور محنت کے رخ پر نہ جا سکے کیونکہ ارباب حکومت کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اگر کہیں ایکا فعہ کسان اور مزدور کے اندر صحیح قسم کا احساس پیدا ہو گیا اور ان کو سوشل ازم کے اصول پر منظم ہو جانے کی موقعہ دیا گیا تو سیاسی انقلاب کا ہو جانا کچھ بہت زیادہ دیر کا سوال نہ رہے گا اس لئے مخالف طاقتیں بھی برسر پیکار لائی جا رہی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ کچھ تو دنیا کے حالات اور رفتار سیاست کا رخ اور کچھ اقتصادی پیچیدگیاں خود اس کسان و مزدور یا بالفاظ دیگر محنت اور سرمایہ کی تحریک کو آگے بڑھا رہی ہیں اور اس پر مستزاد علامی سے بیزاری اور حصول آزادی کا جذبہ جو اس تحریک کو مزید تقویت دے رہی ہے اس لئے یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ یہ تحریک لازمی طور پر تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کرے گی اور سیاسی تحریک اقتصادی بنیادوں پر نشو و نما پر ہو گی اب یہ نہیں ہو سکتا کہ تحریک آزادی اس نہج پر چلائی جا سکے کہ انگریزوں کے ہاتھ سے اختیارات چند سرمایہ داروں کے ہاتھ میں دیدیئے جائیں اور عام ہندوستانی پھر غلام کے غلام ہی بنے رہیں اور ان کی حالت ویسی رہے۔

ہندو مہاسبھا اور پنڈت جواہر لال نہرو

دو مہینہ ہوئے اجمیر میں ہندو مہاسبھا کا اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت مشہور متعصب ہندو لیڈر بھائی پرمانند نے کی تھی اور جیسا کہ توقع تھی بھائی پرمانند نے جو صدارتی خطبہ ارشاد فرمایا تھا وہ تعصب، تنگ دلی، فرقہ پرستی اور رجعت پسندی کا چمکتا ہوا شاہکار تھا اس ایڈریس میں مسلمانوں کے خلاف توزیہ اگلا ہی گیا تھا جو عین توقع کے مطابق تھا کانگریس کو بھی جی بھر کر گالیاں دی گئی تھیں اور ہندو مہاسبھا کو ایک قوم پرست جماعت کہا گیا تھا اس خطبہ کی زبان بھی نہایت عامیانہ اور بازاری تھی اور سخت اشتعال انگیز بالجہر اختیار کیا گیا تھا جس سے یہ اندیشہ پیدا ہو چلا تھا کہ کہیں ملک میں پھر ہندو مسلم اور فسادنہ شروع ہو جائیں کیونکہ اول تو یہ ایڈریس خود ہی نہایت اشتعال انگیز تھا اس پر طرہ یہ کہ ہندو مسلمان اخباروں نے تائیدی و تردیدی بیانات بھی اس طرز اور لب و لہجہ میں لکھنے شروع کر دیئے جس سے ہندو مسلمان بپھس میں لڑ پڑیں۔

عین اس وقت کے ہندو اخبارات بھائی پرمانند کو قوم پرستی کا شرتھکٹ دے رہے تھے اور ان کے خطبہ کو قوم پرور انہ ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے کہ کانگریس کے نوجوان قائد ہندو مہاسبھا اور اس کے فرقہ پرست متعصب تنگ نظر صدر اور اس کے خطبہ صدارت پر بنارس سے ایک بم پھینکا جس میں اس زور کا دھماکا ہوا کہ تمام ملک کی نظریں اسی طرف اٹھ گئیں اور ہر شخص کی توجہ اس طرف مبذول ہو گئی پنڈت جی نے نہایت صاف اور غیر مشتبہ الفاظ میں ہندو مہاسبھا کو نہایت ہی گندی جماعت قرار دیا جس کا تصور فرقہ پرستی تنگ نظری اور رجعت پسندی سے بنا ہوا ہے اور اسی طرح بھائی پرمانند کے خطبہ صدارت کے متعلق پنڈت جی نے نہایت سخت الفاظ میں نکتہ چینی کی اور اس کو مذموم اور شرمناک بستا دیز قرار دیا پنڈت جواہر لال نے گویا اس زور کی کاری ضرب لگائی کہ تمام ہندو مہاسبھائی لیڈر بلبلا اٹھے پنڈت جی نے کہا کہ ہندو مہاسبھا قوم پرستی کا جامہ پہنکر بدترین قسم کی فرقہ پرستی کی مٹاہرہ کر رہی ہے اور اس کی قوم پرستی کا بھانڈا بالکل نہایت بھونڈے طریقہ پر وہاں پھوٹ جاتا ہے جہاں ہندو اقلیت میں ہیں اور پنڈت جی نے فرمایا اور کس قدر صحیح حقیقت کا اظہار فرمایا کہ اکثریت کی فرقہ پرستی ہمیشہ قوم پرستی کا جامہ پہنکر دنیا کو دھوکہ دیا کرتی ہے اس قدر کاری ضرب کس طرح برداشت ہو سکتی تھی تمام مہاسبھائی لیڈروں کے یہاں ایک کہرام مچ گیا اور ایک صف ماتم بچھ گئی اور تکے پانی پی پی کر پنڈت جواہر لال کو کوسنے اور گالیاں دینے ہر طرف سے پنڈت جی پر ان مہاسبھائی غوغائیوں نے بوچھن کر دی۔ رئیس زمیندار ناتھو ڈاکٹر مارنگ ناکہ مونجے بھائی پرمانند اور تمام فرقہ پرست اخبارات پنڈت جی پر ٹوٹ پڑے کسی نے کہا کہ جواہر لال سرے سے ہندو ہی نہیں ہیں کسی نے کہا کہ جواہر لال گاندھی کا آوارہ لڑکا ہے کسی نے کہا کہ جواہر لال عیسائی محمڈن اور ایرانی دسلامی تہذیب کا دلدادہ ہے اس لئے وہ ہندوؤں کی پوزیشن کو سمجھ ہی نہیں سکتا غرضکہ چاروں طرف سے حملے کئے گئے جواہر لال نے ایک مختصر بیان میں پھر اپنے انہی الزامات کو دہرا دیا جو بنارس کی تقریر میں انہوں نے ہندو مہاسبھا پر لگائے تھے اور کہا کہ میں اپنی رائے پر مضبوطی سے جما ہوا ہوں اور جو کچھ میں نے کہا ہے اس کی حرف بحرف تائید کرتا ہوں اس پر اور زیادہ شور و شر پا ہوا اور کہا جانے لگا کہ مسلمان فرقہ پرست جماعتوں کی مذمت جواہر لال جی نے کیوں نہیں کی اور صرف ہندو مہاسبھا ہی کی مذمت کیوں کی۔

پنڈت جواہر لال کا دوسرا بیان

جب خوب اچھی طرح سے شور و شر برپا ہو چکا اور ہندو مہاسبھائی پنڈت جی کو گالیاں دے چکے تو پنڈت جی نے ایک دوسرا نہایت واضح اور مدلل بیان شایع کیا اور اس میں نہایت تفصیل کیساتھ ہندو مہاسبھا اور مسلم لیگ اور مسلمانوں کی فرقہ پرستیوں پر بیزار نیز موجودہ فرقہ وارانہ مسائل پر بحث کی اور بتلایا کہ بنارس کی تقریر میں مسلم فرقہ پرستوں کا ذکر صرف اسلئے نہیں کیا گیا تھا کہ وہاں مخاطب صرف ہندو تھے وہ ایسا بیان نہ تھا جس میں ہندو تمام مسلمان دیوتا ہوں اور صرف ہندو مہاسبھا کی مذمت کا یہ مقصد اور یہ معنی نہیں کہ مسلم فرقہ پرست جماعتیں قابل تعریف ہیں حقیقت میں دونوں جماعتیں قابل مذمت ہیں اور دونوں کی فرقہ پرستی شرمناک حد تک رجعت پسندانہ ہے پنڈت جی نے کہا کہ مسلمانوں کی فرقہ پرستی تو کسی حد تک سمجھ میں آسکتی ہے کہ وہ اقلیت میں ہیں اور ان کو ایک تنگ نظر اکثریت سے اندیشہ اور خوف ہو سکتا ہے مگر ہندو کی فرقہ پرستی عقل و فہم سے بالاتر ہے کہ باوجود اس قدر عظیم اکثریت میں ہونے کے پھر بھی بدترین قسم کی فرقہ پرستی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے

بہرحال اس دوسرے بیان میں بھی پنڈت جواہر لال نہرو نے نہایت حوصلہ مندی کے ساتھ ہندو مہاسبھا کی فرقہ پرستی اور رجعت پسندی کا بھانڈا پھوڑا یہ بیان ایسا تھا جس کے بعد فرقہ پرستی کے قلعے کی بنیادیں متزلزل ہو گئیں

اور اس دفعہ کچھ زیادہ زور فرقہ پرستوں نے نہیں دکھایا کیونکہ ملک کے گوشہ گوشہ سے پنڈت جواہر لال کی تائید وحمایت ہونے لگی اور کانگریسی ہندو پنڈت جی کی حمایت وتائید کے لئے میدان میں آن کودے اور اب ہر طرف سے ہندو سبھا طاقت ومذمت کا نشانہ بننے لگی اور ملک پر واضح ہوگیا کہ ہندو سبھا کیسی جماعت اور اس کے امکان کس نوعیت کے لوگ ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ پنڈت جواہر لال نے اس دفعہ جیل سے نکلنے کے بعد ملک وملت کی سب سے بڑی جو خدمت انجام دی ہے وہ یہی ہے کہ انہوں نے ہندو سبھا کو بے نقاب کر دیا اور اس کے بڑھتے ہوئے حوصلوں پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ اس کی کمر ہمت دوٹکڑے ہوگئی ورنہ اندیشہ تھا کہ اجمیر میں جو آتش فساد مشتعل کی گئی تھی وہ سارے ملک میں پھیل کر ہندوستان کے امن وامان کو غارت اور برباد کر دیتی۔

نمائندہ اسمبلی اور مسلم حقوق

پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنے دوسرے بیان میں فرقہ وارانہ مسائل سے بحث کرتے ہوئے لکھا تھا کہ مسلمان فرقہ پرست لیڈر اور فرقہ پرست جماعتیں جس قسم کے مطالبات پیش کر رہی ہیں، عام مسلمانوں کے مفاد سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ نیز یہ کہ یہ مطالبات تمام مسلمانوں کی جانب سے ہیں یہی نہیں نیز یہ بھی لکھا تھا کہ لندن میں ایک وقت ہمارا تمام گانہی اس شرط کے ساتھ فرقہ پرست مسلمانوں کے تمام مطالبات منظور کرنے پر رضامند ہوگئے کہ اس کے بعد مسلمان آزادی وطن کے مسئلہ میں قومی متحدہ مطالبہ کی تائید کریں مگر اس شرط کو گول میزی مسلم لیڈروں نے منظور نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ فرقہ پرستی بنیاد پر مبنی نہ تھی بلکہ خود غرضی اور جہت پسندی پر مبنی تھی ورنہ جو وہ مطالبات کی منظوری کے بعد ان کا فرض تھا کہ وہ آزادی وطن کے مطالبہ کی پرزور تائید کرتے۔

اس سلسلہ میں ڈاکٹر اقبال نے ایک بیان کے ذریعہ کہا کہ جو الزام مسلمانوں پر لگایا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے بلکہ اس کی صورت دوسری اور اب بھی اگر تمام مطالبات منظور کر لئے جائیں تو وہ ان کے پیرو ہو جائینگے۔

اس بیان میں کئی قسم کے مغالطے تھے تاہم پنڈت جواہر لال نے اعلان کیا کہ رائے دہندگی بالغان کے ذریعہ ایک نمائندہ اسمبلی بلائی جائے اور مسلمان نمائندے جداگانہ انتخاب کے ذریعہ مگر تمام بالغ مردوں اور عورتوں کی رائے سے منتخب ہو کر آئیں یہ نمائندے اسمبلی جو فیصلہ کریگی میں ان کو تسلیم کرونگا مطلب یہ کہ عوام مسلمانوں کے نمائندے جو مطالبہ بھی کریں گے وہ منظور کرلئے جائینگے اور لکھا کہ جب وقت مسلمانوں کے سامنے صحیح حالات آئیں گے وہ کبھی ان جو وہ مطالبات کی تائید نہ کرینگے کیونکہ وہ سمجھ لیں گے کہ ان مطالبات سے فرقہ برابر ان کو کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ فرقہ پرست جماعتوں کے افراد نے اپنے ذاتی مفاد اور اغراض کو ہندو اور مسلمانوں کے مطالبات نام کر لیا ہے ورنہ ان کے مفاد اور حقوق سے ان جو وہ مکاتک کا دور کا بھی کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہے اور اس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ عام ہندو اور عام مسلمان کیا صرف یہی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ آٹھ کروڑ مسلمان اور جو جیسی کروڑ ہندو اپنے علیحدہ علیحدہ نمائندے فی الحال اپنے بالغ رائے دہندوں کی رائے سے منتخب کر کے بھیجیں اور جو فیصلہ کر دیں وہی آخری فیصلہ ہو ہر شخص تسلیم کریگا کہ صحیح طریق کا اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

دہشت انگیزی اور والسرائے

کلکتہ میں تقریر کرتے ہوئے والسرائے صاحب نے بالآخر اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ بنگال میں دہشت انگیزی کی جو تحریک جاری ہے اس کی وجہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کی بیکاری وبے روزگاری ہے اس تحریک کے لیڈروں کو بے کار وبے روزگار تعلیم یافتہ نوجوانوں کی جماعت سے غذا ملتی رہتی ہے یعنی تحریک میں اسی قسم کے بے روزگار نوجوان مایوس ہو کر شامل ہو جاتے ہیں اس لئے آپ نے دوربین لوگوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنے کارخانوں اور تجارتی کمپنیوں اور فرموں اور فیکٹریوں میں نوجوانوں کو ملازم رکھیں تاکہ بے روزگاری ختم ہو اور دہشت انگیزی کو غذا ملنی بند ہو جائے۔

والسرائے صاحب نے شاید پہلی مرتبہ اس حقیقت کو محسوس کیا ہے مگر ملکی اخبارات ہمیشہ ہی حکومت کو اس کی توجہ اقتصادی بدحالی کی طرف دلاتے رہے ہیں اور مشورہ دیتے رہے ہیں کہ محض تشدد سے تشدد کی اس تحریک کا خاتمہ نہیں ہو سکتا بلکہ ان اسباب وعلل کا خاتمہ جب تک نہ ہوگا جو اس تحریک کی وسعت وترقی کرنے کا باعث ہیں اس وقت تک محض حاکمانہ تشدد سے اس کو ختم کرنا بہت دشوار ہے اس لئے حکومت کو ٹھنڈے دل ودماغ سے ان اسباب کے دور کرنے کی طرف توجہ ہونا چاہئے۔

مدنپار اور چٹاگانگ وغیرہ میں انسدادی "تدابیر" کے نام پر جو کارروائیاں ہیں جو عوام پر برا اثر ڈال رہی ہیں اور جن کو حکومت برسر کار لا رہی ہے ان سے پر امن باشندوں کو تو اب تکلیف پہنچ رہی ہے اور یہ ایسی کارروائیاں ہیں جن سے عوام پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے اور ان سے بجائے نفع پہنچنے کے نقصان پہنچنے کا زیادہ امکان ہے اس لئے حقیقتاً صحیح طریق عمل یہ ہے وہ اختیار کرنا چاہئے۔

غیر مآل اندیشانہ انتقام

کنگ نادر شاہ کے قتل کا جو انتقام لیا گیا ہے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہی خوانہان افغانستان اس کو مستحسن نہیں کہہ سکتے قاتل کو برچھوں سے زخمی کر کر کے اور چھید چھید کر قتل کیا گیا ہے یہ نہ صرف غیر شرعی صورت ہے بلکہ سخت وحشیانہ اور بربرانہ ہے جس سے افغانیوں کے متعلق کوئی اچھی رائے قائم نہیں ہو سکتی اور مہذب دنیا کی رائے عامہ پر اس قسم کے وحشیانہ انتقام کا سوائے مذموم اثر پڑنے کے اور کچھ نہ ہوگا۔

اصل قاتل کے علاوہ چودہ دیگر افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے اور یہ معمولی افراد نہیں بلکہ جنرل غلام نبی خاں کے خاندان کے نوجوان افراد اور متعدد دیگر معزز اشخاص تھے لہٰذا ہر گوشہ عرصہ کے لئے شاید اس تشدد سے لوگوں پر رعب طاری ہو گیا ہو مگر یہ ناممکن ہے کہ اس غیر مآل اندیشانہ انتقام کا عوام پر عموماً اور امراء پر دربار ان قبائل پر اچھا اثر پڑے ملک میں اس وحشت وبربریت سے اندر ہی اندر غم وغصہ کی لہر دوڑ جائے گی۔ خود نادر شاہ کا قتل ہمیں بتلاتا ہے کہ آلہ ہند کشدد مفید نہیں ہوا کرتا اس سے سبق لینا اور پھر اسی غلطی کا ارتکاب کرنا ہرگز دانشمندی نہیں ہر ایک مسلم کی یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ افغانوں کو عقل سلیم عطا فرمائے تاکہ وہ اپنے ملک وملت کی فلاح وبہبود کے لئے صحیح قدم اٹھائیں اور غیر مآل اندیشانہ طریقوں سے بچیں۔

قیامت خیز زلزلہ

گذشتہ ہفتہ وسط جنوری کو دو بجے کے بعد سارے ہندوستان میں جو زلزلہ آیا اگرچہ اس سے ہر جگہ سراسیمگی و پریشانی پھیل گئی اور اکثر مقامات پر تھوڑا بہت معماروں کو نقصان پہنچا مگر صوبہ بہار کو خصوصیت کے ساتھ شدید نقصان پہنچا ہے بہار کے اضلاع پٹنہ مونگیر مظفر پور دربھنگہ اور چمپارن میں تو سخت ہولناک تباہی و بربادی پھیل گئی ہے ہزارہا افراد لقمۂ اجل بن گئے ہیں مکانات بالکل منہدم ہو گئے ہیں جس کے پیچھے دب دب کر خدا معلوم کتنی جانیں ضایع ہوئی ہیں شہر ایک مظفر پور کے ضلع میں لو ہائی ہزار جانوں کے تلف ہونے کی اطلاع ابتک موصول ہو چکی ہے اسی طرح مونگیر میں بھی صدہا جانیں تلف ہوئی ہیں چمپارن دربھنگ اور پٹنہ ان سب مقامات پر تباہی آگئی ہے مکانات گر گئے کھیتیاں برباد ہو گئیں زمین کے شق ہو جانے سے پانی ابل پڑا اور میلوں تک طوفانی کیفیت پھیل گئی ہے صرف دربھنگ میں ایک کروڑ کا مالی نقصان پہنچا ہے۔

یہ زلزلہ مشکل سے لو ہائی تین منٹ رہا۔ غور کرو اگر سارے ہندوستان یا ساری دنیا میں دس پندرہ منٹ تک ایسا ہی زلزلہ رہتا تو کیا تمام دنیا تباہ و برباد نہ ہو جاتی۔ کیا قیامت جس سے منکرین خدا انکار کرتے ہیں اس کا یہ ایک خفیف سا نمونہ نہیں ہے اور سورۂ زلزال میں آخری پھونچال کی اطلاع دی گئی ہے اس کی طرف اس زلزلہ سے ہماری توجہ مبذول نہیں ہو سکتی۔

صوبہ بہار کے لوگوں سے عموماً اور مونگیر پٹنہ مظفر پور چمپارن دربھنگہ کے باشندوں کے خاص خصوصاً اور ان اضلاع میں جو مویشی کے خریدار کو ناظرین میں ان کے ساتھ خاص طور سے ہم اظہار ہمدردی کرتے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ان مصائب سے ان کو نجات عطا فرمائے اور اپنے تمام قارئین کرام سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ صوبہ بہار کے مصیبت زدگان کی امداد و اعانت فرمائیں۔

جمعیۃ العلماء کا قرض

مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلماء ہند نے حال میں ایک اپیل کی ہے جس میں مسلمانان ہند کو جمعیۃ العلماء کی مالی مشکلات کی طرف توجہ دلائی ہے آپ کے بیان سے معلوم ہوا کہ جمعیۃ مقروض ہو گئی ہے اور کئی ماہ سے مکان کا کرایہ اور ملازمین کی تنخواہیں ہی ادا نہیں کی جا سکیں۔

ہر شخص کو معلوم ہے کہ اس وقت جمعیۃ العلماء واحد مسلم جماعت ہے جو اسلامی فکر و اسلامی روح کے ساتھ آزادی ملک و استخلاص وطن کے جہاد میں یکہ و تنہا مشغول ہے۔ وہ ایک طرف حقوق مسلمین کی حامی اور دوسری طرف جہاد حریت میں سبقت کرنے والی جماعت ہے وہ ہمیشہ اسلامی کاموں میں پیش پیش رہتی ہے اور خطرات قید و بند و دار و رسن سے بے پرواہ و بے نیاز ہو کر حق کی راہ میں گامزن ہوتی رہتی ہے کوئی ایک موقع بھی ایسا نہیں بتلایا جا سکتا کہ مسلمانان ہند پر کوئی کڑا وقت آیا ہو اور جمعیۃ العلماء نے اپنے اسلامی و مذہبی فرض کو ادا نہ کیا ہو۔

ایسی حق پرست و حق شعار اور ایثار و اخلاق مشیہ جماعت اپنے کاموں کے انجام دینے اور ضروری دفتری اخراجات کے لئے بھی دست نگری اور تنگدستی کی حالت میں رہے اور نہ صرف یہ کہ بلکہ اس قدر مالی مشکلات میں مبتلا ہو جائے کہ تنخواہ ملازمین و کرایہ مکان بھی ادا نہ کر سکے اور قرض کا بار سر پر ہو جائے یہ ایسی حالت ہے کہ مسلمانوں کی اس عیسی دنیا میں ناشنا سی پر جس قدر بھی ماتم کیا جائے وہ کم ہے۔ جمعیۃ العلماء کے روشن و تابناک کارنامے کسی آنکھ سے پوشیدہ نہیں ہیں جس وقت سے جمعیۃ قائم ہوئی ہے اس وقت سے ابتک ہندوستان پر تین دور گذرے ہیں پہلا دور وہی تھا جس میں اس کا قیام عمل میں آیا یعنی خلافت کی تحریک کا زمانہ اس وقت جمعیۃ نے جو شاندار اور قابل فخر کام انجام دئے اس سے اس کے مخالفین بھی انکار نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد دوسرا دور شدھی سنگٹھن اور تنظیم و تبلیغ کا آیا اس وقت بھی جمعیۃ العلماء نے اپنا دینی و مذہبی فرض پوری مستعدی و دیانتداری سے انجام دیا اور اس پر آشوب دور کے بعد پھر استخلاص وطن و جہاد حریت کا دور شروع ہو گیا اور جمعیۃ نے اس میں حصہ لیکر اور قید و بند میں پڑ کر مسلمانان ہند کی لاج رکھ لی اور دشمنان اسلام کا یہ منہ بند کر دیا کہ مسلمانان ہند حریت و آزادی کے حصول اور غلامی و محکومی کے حامی و مددگار ہیں اور قوت مقتدرہ کے دست و بازو بنے ہوئے ہیں۔

بہر حال ایسی غیور و حق پرست جماعت اس قدر مالی مشکلات میں گھر جائے مسلمانان ہند کے لئے بیحد شرم کا باعث ہے اور مسلمانان ہند کا فرض ہے کہ وہ جمعیۃ العلماء کو اس مصیبت قرض سے نجات دلائیں اور مالی دقتوں سے سبکدوش کر دیں تمام رقوم مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلماء ہند کے نام آنی چاہئیں۔

اصغر و جگر کے سو سو شعر

اصغر گونڈوی اور جگر مرادآبادی ملک کے مشہور شعراء ہیں اور جس بزم شعر میں پہنچ جاتے ہیں وہاں وہوم مچ جاتی ہے اور حق یہ ہے کہ دونوں حضرات نہایت اچھے کہنے والے ہیں ان دونوں حضرات کا کلام ارباب ذوق سلیم کے لئے لذت بخش و سرور افزا ہوتا ہے لیکن ہر شخص ان کے کلام سے مستفید نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ ہر شخص کو آسانی کے ساتھ ان کا کلام دستیاب نہیں ہوتا تھا اب عمدہ دل صاحب نے ان حضرات کے کلام سے صرف سو سو شعر منتخب کر کے جیبی سائز پر چھپوا دیئے ہیں جو ایک نہایت خوبصورت اور دیدہ زیب چیز ہو گئی ہے ہر ایک کی قیمت صرف ہے اور مکتبہ جامعہ طیبہ قرول باغ سے دونوں کتابیں مل سکتی ہیں انتخاب میں حسن مذاق و سلیقہ مندی کا پورا ثبوت دیا گیا ہے۔

جمالستان

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ ایک خالص ادبی رسالہ ہے مدیر اس کے محمد تقی صاحب دہلوی کے نوجوان ادیب ہیں رسالہ کی ادارت کے فرائض انجام دیتے ہیں اگر جہان دونوں حضرات کو ادبی دنیا میں قدم رکھے ہوئے دو تین سال سے زیادہ نہیں ہوئے مگر اس مختصر عرصہ میں ان کا حوصلہ مند نوجوانوں نے اپنی ادبیت و حسن تحریر و شگفتگی و ذوق سلیم کا اتنا اچھا اور بہتر ثبوت بہم پہنچایا ہے کہ پاکستان کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ یہ دہلی کا ایک بہترین ادبی رسالہ ہے اس کے مضامین ترتیب و دلچسپی کہا جا سکتا ہے کو ادبی خوش ذائقی و خوش سلیقگی ہر صفحہ پر نمایاں ہے اگر ملک نے قدر دانی کی تو ہمیں امید ہے کہ بہت جلد یہ رسالہ ملک کا ممتاز ادبی ماہنامہ ہو جائیگا ضخامت ۶۴ صفحے تقطیع بڑی بچ بہار کاغذ اور طباعت صاف ستھری ہے قیمت سالانہ تین روپے

دفتر رسالہ جمالستان دہلی پتہ ہے

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

تَرٰی كَثِیْرًا مِّنْهُمْ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَفِی الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ وَلَوْ كَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِیِّ وَمَاۤ اُنْزِلَ مَاۤ اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِیَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

(ترجمہ) آپ ان میں بہت آدمی دیکھیں گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں جو کام انھوں نے آگے کے لئے کیا ہے وہ بیشک برا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر ناخوش ہوا اور یہ لوگ عذاب میں دائمی رہیں گے اور اگر یہ لوگ اللہ پر ایمان رکھتے اور پیغمبر پر اور اس کتاب پر جو ان کے پاس بھیجی گئی تھی تو ان کو کبھی دوست نہ بناتے لیکن ان میں زیادہ لوگ ایمان سے خارج ہی ہیں۔

تفسیر - یہ آیت بعض سرداران یہود مثل کعب بن اشرف وغیرہ کے بارہ میں نازل ہوئی اور بروایت مجاہد منافق یہودیوں کی شان میں اتری ہے پہلے نصاریٰ کا بیان تھا پھر نصاریٰ اور عام مشرکوں کا بعد ازاں عام اہل کتاب خصوصاً یہودیوں کی حالت بیان کی جاتی ہے یہ لوگ بنو قریظہ اور بنو نضیر خاندان کے منافق جو کفار مکہ سے تو موالات رکھتے تھے ان کو مسلمانوں کے خلاف مدد پہنچاتے تھے اور مسلمانوں کی بیخ کنی کے خفیہ درپے تھے ارشاد ہوتا ہے اے محمدؐ دیکھو تو ان یہودیوں میں سے بہت سے لوگ کفار مکہ سے محبت و الفت کی برتاؤ کرتے ہیں مگر خدا کا غضب اور نارضی رجحان کی بداعمالیوں سے پیدا ہوئی ہے ان کے لئے بہت ہی بری ہے اور یہ لوگ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے حاصل کلام یہ کہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول سے دل میں دشمنی رکھی اور اس کے مقابلہ میں بت پرست کافروں کو دوست بنایا لہٰذا ان کو آسمانی کتابوں سے کوئی تعلق نہیں اور ان کا حکم بھی دیگر بت پرستوں کی طرح ہے ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے صاحب تفسیر العراقین نے بیان کیا ہے کہ آیت میں اس امر کی صراحت ہے کہ اگرچہ ایک جنس کے کفار دوسری جنس کے کافروں کی طرف مائل ہیں اور ایمان والے بھی آپس میں ایک دل ہیں مگر حکمت ازلی کا یہ مقتضا ہے کہ کفار کی باہمی دوستی میں بغض کا ظہور ہو اور اولیاء کی باہمی موالات میں محبت ظاہر ہو اسی لئے کفار دنیوی معاملات میں تو ایک دوسرے کے راز دار ہو جاتے ہیں مگر دین کے معاملہ میں ایک دوسرے کے سخت مخالف ہیں اور مومن دینی امور میں یکدل ہوتے ہیں۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اگر یہ لوگ خدا پر نبی پر اور قرآن پر سچا ایمان لے آتے تو کافروں اور مشرکوں سے کیوں محبت کرتے کفار سے دلی دوستی ہرگز نہ کرتے مگر بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر ایمان سے خارج ہیں ان کا اپنی کتابوں پر بھی ایمان نہیں اسی لئے کفار سے دوستی کرتے ہیں اور نبی کے حکم میں شامل ہیں

مقصود بیان کسی سے محبت کرنی ان کے اعمال و عقائد کو بھی اسی جیسا بنانا ہے کفار سے دوستی کرنی درحقیقت خدا کا غضب ہے مومن کامل کفار سے دلی دوستی

نہیں کرتا ہے ظاہر اقرآن نیز بری کاموں پر عہد ہونا اور افعال نافرمانی کے کرنے سے عذاب الٰہی آتا ہے۔ افعال نیک ایمان کا ثمرہ ہیں اور افعال بد کفر کا ثمرہ۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَهُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰی ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّیْسِیْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

(ترجمہ) تمام آدمیوں سے زیادہ مسلمانوں کے ساتھ عداوت رکھنے والے آپ ان یہود اور مشرکین کو پاویں گے اور ان میں مسلمانوں کے ساتھ دوستی رکھنے کے قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں یہ اس سبب سے ہے کہ ان میں بہت سے علم و دوست عالم میں اور بہت سے تارک دنیا و درویش ہیں اور اس سبب سے کہ یہ لوگ حکم نہیں ہیں۔

تفسیر - جب مسلمانوں کو کفار مکہ نے طرح طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں پہنچانی شروع کیں اور مسلمان تنگ آ گئے تو بحکم حضور رسول مقبول صلعم نے مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت دی اور فرمایا نجاشی شاہ حبش نیکدل حاکم ہے اس کی عملداری میں چلے جاؤ چنانچہ حسب الحکم گیارہ مرد اور چار عورتیں جن میں حضورؐ کی صاحبزادی رقیہ اور ان کے شوہر حضرت عثمان بن عفان اور آنحضرت کی پھوپی زاد بھائی حضرت زبیر بن عوام بھی تھے ہجرت کر کے حبش کو چلے گئے وہ پہلی جماعت ہے حضرت جعفر طیار اور چند دیگر مسلمان مرد و عورتیں حبش کو گئے اسی طرح بیاسی مہاجر حبش میں جمع ہو گئے کافروں نے اس پر بھی وہاں مسلمانوں کو چین نہ لینے دیا اور قریش نے نجاشی سے جا کر جھوٹی چغلیاں کھائیں اور کہا یہ باغی جماعت ہے یہ لوگ حضرت مسیح کو غلام کہتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں نجاشی نے جو خود عیسائی مذہب رکھتا تھا مسلمانوں کو بلایا اور دریافت کیا کہ حبش میں تم لوگوں کے آنے کی کیا وجہ ہے حضرت جعفر طیار رب کے وکیل نے اور ترجمان کے فرائض سے مذہب اسلام کی حقانیت اور آنحضرت کی رسالت کی صداقت بیان کرتے رہے اور بالآخر کہا کہ ہمارے پیغمبر برضا کا کلام نازل ہوتا ہے نجاشی نے قرآن کا کچھ حصہ سننا چاہا حضرت جعفر نے نہایت خوش الحانی سے سورہ مریم سنائی اور اپنے عقائد حقہ ظاہر کئے اس پر نجاشی ان کے درباری سب رونے لگے اور بالآخر قریش غائب و خاسر واپس آئے حضرت نجاشی مسلمان ہو گئے ان کے وفات کی خبر پائے پر حضور نے غائبانہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھی تھی بعض مفسرین کا بیان ہے کہ حضرت جعفر طیار کی واپسی کے وقت نجاشی نے اپنے تیس مصاحب مدینہ جانے کے لئے آپ کے ہمراہ کر دیئے جب یہ لوگ آنحضرت کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے تو حضور نے ان کو سورہ یاسین پڑھکر سنائی سب سنکر رو دیئے اور کہا قرآن کو انجیل سے کس قدر مشابہت ہے اس وقت مذکورہ آیت کا آخری حصہ الٰہی کے بارہ میں نازل ہوا۔ مطلب یہ ہے

کہ اے محمد تم کو معلوم ہوگا کہ مومنوں کے سب سے بڑے دشمن یہودی مجوسی بت پرست اور دیگر مشرکین ہیں کیونکہ ان کا کفر اور جہل دو بالا ہے اور سب سے زیادہ مسلمانوں کے دوست وہ لوگ ہیں جو اپنے کو نصرانی کہتے ہیں کیونکہ ان نصرانیوں میں بعض لوگ علماء اور زاہد گوشہ نشین ہیں ہمیشہ برہان حق کی تلاش میں رہتے ہیں برہان حق جب ان پر ظاہر ہو جاتی ہے تو تکبر و نخوت نہیں کرتے بلکہ خضوع و خشوع کرنے لگتے ہیں چونکہ تمام خرابیوں کا سرچشمہ یہی محبت دنیا ہے اور نصاریٰ دنیا سے بیزار تھے اس لئے ان کو مسلمانوں سے زیادہ محبت تھی آنحضرت نے مجاورین اسلام کو منع فرما دیا تھا کہ کسی راہب، عورت اور بچہ کو قتل نہ کریں اور یہی باوجود یہودیوں کی سخت کلامی کے ان سے کچھ تعرض نہیں کرتے تھے اور کبھی کسی عورت یا بچہ کو قتل نہیں کرتے تھے اور جب عہد فی صلح کے خواہشمند ہوتے تھے فوراً صلح کر لیتے تھے اور یہودیوں کا یہ خود ساختہ عقیدہ تھا کہ جو کوئی ان کے مذہب کی مخالفت ہو اس کو سر طرح کی تکلیف پہنچانی ثواب ہے خیر مذاہب دنیا کا قتل کرنا ان کمال دینا احد ہر مکر و حیلہ سے ان کو نقصان پہنچانا فلاح آخرت کا ذریعہ ہے اسی بد اعتقادی نے یہودیوں کو مسلمانوں کی سخت عداوت پر آمادہ کیا تھا اور نصاریٰ کے مذہب میں چونکہ کسی کو ایذا دینی حرام ہے اسلئے ان کو مسلمانوں سے کوئی خاص عداوت نہیں تھی بلکہ ایک طرح کی محبت تھی۔

تفسیر عرائس میں ہے کہ یہودی اللہ کے سخت غضب کے مستحق ہوں گے ان کی حرکتیں انتہائی ظلم اور بیرحمی کی حد تک پہنچ گئی ہیں یہ بالکل حواس کے پابند ہو گئے چنانچہ حضرت موسیٰ کی حیات میں انہوں نے گوسالہ پرستی کی محبت نے ان کو برباد و خوار کیا اس کے بعد حیوان سے بھی نیچے درجہ کی طرف یہ مائل ہوئے اور موسیٰ سے ایک مرغ کی طلب کی اور کہا کہ کسی مدت کو ہمارا خدا بنا دو لامحالہ یہ ایسے شخص کے قطعی دشمن ہو گئے جس کو خدا تعالیٰ سے کوئی رابطہ یا تعلق ہو اور صحابہ چونکہ اس نسبت اور تعلق باللہ میں کامل تھے اس لئے ان سے یہود یوں کو خواہ مخواہ درجہ کمال عداوت تھی رہے نصاریٰ تو ان میں دو باتیں تھیں ایک تو انواضع انکسار محبت سے تہبہ ہی اور دنیا سے بیزاری ۲ مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور یہ بات گو اچھی نہ تھی مگر اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی ہمت بلند نہیں حوصلہ عالی تھا ہمیشہ الہیت کی طلب میں دوڑتے تھے چونکہ توحید والی بہت میں ان کو قلیل ادراک تھا اس لئے حضرت عیسیٰ سے ظہور معجزات کمالات کے وقت دھوکہ میں پڑ گئے اور خدا کا بیٹا کہنے لگے لیکن ان میں اتنی استعداد تھی کہ آیات و دلائل سے ظہور حق کے قائل ہو گئے اسی وجہ سے اسلام قبول کرنے میں بہ نسبت یہود کے زیادہ قریب ہوئے کیونکہ اسلام محض توحید الٰہی کا نام ہے اور یہ حالت نصاریٰ میں بھی طلب الٰہی میں سچے تھے لہٰذا رحمت خداوندی نے ان کو گمراہی کے گڑھے سے نکال لیا ان کے دلوں میں شکوک نہ چھوڑے راہ شک سے راہ یقین پر بلایا اور بالآخر الامر سے کثیر تعداد مسلمان ہو گئی۔

مقصود بیان یہود کی اہل اسلام سے دشمنی اور نصاریٰ کی دوستی کا بیان مسلمانوں کی دوستی ہی موجب خیر ہے۔ مسلمانوں سے دشمنی رکھنی موجب غضب الٰہی ہے مسلمانوں کو جہاد و موالات کی فضیلت تعلیم، فروتنی عاجزی زہد قناعت صبر عن طلب حق اور دنیا سے بیزاری بہترین اوصاف ہیں مسلمانوں کو ان اوصاف کے حصول کی کوشش کرنی چاہیئے وغیرہ۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

(ترجمہ) اور جب وہ اس کو سنتے ہیں جو کہ رسول کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھیں آنسو بہتی ہوئی دیکھتے ہیں اس سبب سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا یوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم مسلمان ہو گئے تو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لیجئے جو تصدیق کرتے ہیں اور ہمارے پاس کونسا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو حق ہم کو پہنچا ہے اس پر ایمان نہ لاویں اور اس بات کی امید رکھیں کہ ہمارا رب ہم کو نیک لوگوں کی معیت میں داخل کر دیگا سو ان کو اللہ تعالیٰ ان کے قول کی پاداش میں ایسے باغ دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی یہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور نیکوکاروں کی یہی پاداش ہے اور جو لوگ کافر رہے اور ہماری آیات کو جھوٹا کہتے رہے وہ لوگ دوزخ والے ہیں۔

تفسیر وہ یہ آیتیں بھی "وتجدن اقربہم کی شان نزول میں داخل ہیں" فاکتبنا مع الشاہدین کا یہی مطلب ہے کہ نصاریٰ کے اس گروہ نے جس کا ذکر ان آیتوں میں ہے اسی شہادت میں شریک ہونے کی دعا اللہ تعالیٰ کی جناب میں کی ہے جس شہادت کا ذکر سورہ بقر میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے کہ جب یہ پادری لوگ مدینہ سے حبشہ کو واپس گئے تو قریش کے بعض لوگوں نے ان پر یہ اعتراض کیا کہ تم نے اسلام کی صداقت کیوں کی ان پادریوں نے اس اعتراض کا یہ جواب دیا کہ حق بات کے معلوم ہو جانے کے بعد ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اس کو نہ مانیں اور اس حق بات کے مان لینے سے ہر گز اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ امید ہے کہ وہ ہم کو نیک لوگوں میں داخل کر دیگا حق بات سے مطلب وہی نبی آخر الزماں کے پیدا ہونے کی پیشین گوئی ہے جس کا ذکر توراۃ اور انجیل کے حوالہ سے اوپر گذر چکا ہے ان پادریوں کی توراۃ اور انجیل اور قرآن کی صداقت سچے دل سے تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا کہ ان لوگوں کی اس نیکی کا اور ان کی طرح اور جو کوئی نیکی کرے اس سب کا انجام یہ ہے کہ ایسے لوگ دنیا سے اللہ جانے کے بعد ہمیشہ جنت میں راحت و آرام سے رہیں گے اور جو لوگ اس صداقت سے بے بہرہ ہیں ان کا ٹھکانا دوزخ ہے جحیم کے معنے دہکتی آگ کے ہیں۔

بیہقی کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث اوپر گذر چکی ہے جس میں دوزخ کی آگ کے تین ہزار برس تک دہکائے جانے کا ذکر ہے اس واسطے دوزخ کی آگ کو دہکتی آگ فرمایا صحیح بخاری و مسلم کی حدیث بھی گذر چکی ہے جس میں ذکر ہے کہ دوزخ کی آگ کی تیزی دنیا کی آگ کی تیزی سے اسّی حصہ زیادہ ہے غرض اس باب میں ایک حدیث کو دوسری حدیث سے تقویت و حصول ہو کر یہ سب حدیثیں گویا جحیم کی تفسیر ہیں۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو مت حرام ٹھیراؤ وہ چیزیں جو تمہارے واسطے اللہ نے حلال کی ہیں اور حد سے آگے مت چلو بیشک اللہ تعالیٰ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ نے تم کو جو چیزیں دی ہیں ان میں سے حلال و مرغوب چیزیں کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

تفسیر:- ایک صحابی تھے جن کے گھر میں ایک مہمان آئے ہوئے تھے ان صحابی کو آنحضرت کے پاس سے گھر جانے میں دیر ہوگئی ان کی بی بی نے ان کے انتظار میں مہمان کو کھانا نہیں دیا جب یہ گھر گئے ان کو مہمان کے بھوکا رہنے سے اپنی بی بی پر غصہ آگیا اس لئے انہوں نے اس روز کھانا نہ کھانے کی قسم کھالی ان کی قسم کے سبب سے بی بی اور مہمان نے بھی قسم کھالی غرض اس قسم کے چند قصص کے جمع ہو جانے سے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور مسلمانوں کو ہدایت کی کہ اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو غصہ میں آکر یا غیر حق تعلق کرکے اپنے اوپر حرام نہیں کر لینا چاہئے ہاں کسی چیز کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھکر سہولت جلاوت یا اور کسی غرض سے چند روز کسی چیز کو چھوڑ دیا جائے تو وہ اور بات ہے اسی طرح کے قصے صحابہ کے سنکر آپ نے فرمایا ہے کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں میں تو بھی ہوکر روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور مباشرت بھی کرتا ہوں جو کوئی میری سنت کے خلاف کریگا ہیں اس سے بیزار ہوں یہ حدیث صحیحین میں حضرت عائشہ کی روایت سے ہے حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شرع میں حرام حلال چیزوں کی جو ٹھیراداری ہے ہر ایماندار شخص کو اس حد کی پابندی ضروری ہے کیونکہ اس حد سے باہر قدم رکھنے میں احکام الٰہی کی ایک طرح کی نافرمانی اور شیطان کے بہکاوے کی ایک طرح کی پیاسداری ہے جس سے ہر ایماندار کو بچنا اور پرہیز کرنا چاہئے۔ صحیح مسلم کی عیاض بن حمار کی حدیث سورہ بصرٰی گذر چکی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو چیزیں میں نے اپنے بندوں پر حلال کی تھیں شیطان کے بہکانے سے وہ انہوں نے اپنے اوپر حرام کر لی ہیں۔ یہ حدیث ان آیتوں کی گویا تفسیر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے اوپر شرعی حلال کو حرام یا حرام کو حلال ٹھیرانا شیطانی بہکاوے کے اثر سے ہوتا ہے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ ۖ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ۚ ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ ۚ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ نہیں فرماتے تمہاری قسموں میں لغو قسم پر لیکن مواخذہ اس پر فرماتے ہیں کہ تم قسموں کو مستحکم کرو سو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا دینا اوسط درجہ کا جو اپنے گھر والوں کو کھانے کو دیا کرتے ہو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا اور جن کو مقدور نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جبکہ تم قسم کھالو اور اپنی قسموں کا خیال نہ کرو اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے احکام بیان فرماتے ہیں تاکہ تم شکر کرو۔

تفسیر:- امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق اس آیت کی شان نزول تفسیر جریر اور خازن وغیرہ میں جو بیان کی گئی ہیں اس کا حاصل یہ ہے کہ ترک دنیا کے طور پر جب بعضے صحابہ نے قسم کھا کر بعضی چیزیں اپنے اوپر حرام کر لیں اور اوپر کی آیت یاایھا الذین اٰمنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم میں اس کی ممانعت نازل ہوئی تو ان صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت ہم لوگوں نے حلال چیزوں سے باز رہنے کی جو قسم کھائی تھی اس قسم کا اب کیا حکم ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ سورہ بقر میں گذر چکا ہے کہ تکیہ کلام کے طور پر بلا واللہ یا اللہ یا ایسے الفاظ جو قسم کے منہ سے نکل جاتے ہیں یا ایسی بات کو کوئی شخص سچ جان کر اس پر قسم کھا بیٹھے اور حقیقت میں وہ بات اس طرح سے نہ ہو یہ سب قسمیں لغو میں داخل نہیں ہیں نہ ان کا کچھ کفارہ ہے ان ہی صورتوں کو یہاں لغو کہتے ہیں کفارہ کے قابل وہی قسم ہے جو دلی ارادہ سے ہو اس دلی ارادہ کی قسم پر قائم نہ رہنے کی حالت میں اس کے کفارہ کی یہی چار صورتیں ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے کہ یا تو مسکینوں کو کھانا کھلا دیا جائے یا کپڑا پہنا دیا جائے یا ایک بردہ آزاد کر دیا جائے ان تینوں باتوں میں سے کسی بات کی بھی مقدور نہ ہو تو تین روزے رکھے جاویں ان روزوں کے بیچ میں درجے ہوں اور یا نہ ہونے میں کھانے کی جگہ کپڑا اناج دیا جاوے تو اس کی مقدار میں کپڑوں کی گنتی میں بردے کے مسلمان ہونے یا نہ ہونے میں سلف کا اختلاف ہے جس کی تفصیل بڑی کتابوں میں ہے بیچ کی راس کے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ ذہبت اعلیٰ درجہ کا ہو نہ بالکل ادنیٰ درجہ کا بلکہ متوسط درجہ کا ہو۔ قسموں کے توڑنے کا یہ مطلب ہے کہ بلا ضرورت قسم کے کھانے میں جلدی نہ کی جائے۔ احکام الٰہی کے احسان ماننے اور شکر گذاری کرنے کا یہ مطلب ہے کہ ان احکام کے موافق عمل کیا جائے۔

سورہ بقر میں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی حدیث گذر چکی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو میری ہر ایک قسم ایسی ہوگی کہ قسم کھانے کے بعد اگر کوئی بہتر بات اس سے میں دیکھ پاؤں گا جس میں نے قسم کھائی ہے تو ضرور قسم کا کفارہ دیکر اس بہتر کام کو کرونگا قسم کی بات پر قائم رہنے یا نہ رہنے کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو سکھائی ہے۔

ڈھائی ماہ میں انگریزی آجائیگی اگر آپ مومن صاحب کی انگلش ٹیچر کا رضافانہ ایک سبق پڑھ لیں۔ روزانہ ایک گھنٹہ کی محنت کافی ہوگی استاد کی بھی حاجت نہیں قیمت صرف عہ مصنف لٹریچر عہ پتہ:- (منیجر جمیل پریس دہلی)

صحیح بخاری شریف اردو

کتاب الصلوٰۃ

(بسلسلہ گذشتہ)

باب جو شخص اپنے غیر کی مسواک کرے (تو گناہ ہے)

(۸۳۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت کے مرض وفات میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر آئے اور ان کے پاس ایک مسواک تھی جو وہ کر رہے تھے تو ان کی طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا میں نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ لے عبدالرحمٰن یہ مسواک مجھے دیدو چنانچہ انھوں نے مجھے دیدی میں نے اس کو کچلا پھر اس کو چبا کر میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدیا آپ نے اس سے مسواک کی اور آپ اس وقت میرے سینہ سے ٹیکیہ لگائے بیٹھے تھے۔

باب - جمعہ کے دن فجر کی نماز میں کیا پڑھا جائے

۸۳۲ - ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تنزیل اور ہل اتی علی الانسان پڑھتے تھے۔

باب جمعہ کی اذان ایک ہو یا دو (دونوں) میں دعا جائز ہے

۸۳۳ - ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد قائم کیا گیا دوسرا، عبدالقیس کی مسجد میں تھا جو بحرین سے ملحقات جواثہ میں تھی۔

۸۳۴ - ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم سب لوگ چرواہے ہو اور لیث نے (اس روایت میں اتنا) زیادہ (بیان کیا) ہے کہ یونس نے کہا کہ زریق بن حکیم نے ابن شہاب کو یہ لکھ بھیجا (یونس کہتے ہیں کہ میں اس وقت نادی قری بیل زریق کے ہمراہ تھا) کہ کیا تمہاری رائے ہے کہ میں (یہاں) جمعہ قائم کروں (اور زریق ایک زمین پر جس کی وہ کاشتکاری کرتے تھے کام کرا رہے تھے اور وہاں کچھ جماعت حبشیوں وغیرہ کی تھی) اور زریق اس زمانہ میں عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے ایلہ کے حاکم تھے) تو ابن شہاب نے یہ لکھا اور میں ان کو کہتے ہوئے سن رہا تھا کہ جمعہ قائم کریں اور انھیں یہ خبر دی کہ مجھے سالم نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر کہتے تھے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم سب لوگ چرواہے ہو اور تم سب لوگوں سے تمہاری رعیت کی پرسش ہوگی (امام (رہبر) چرواہا ہے اور اس سے اس کی رعیت کی بابت پرسش ہوگی اور مرد اپنے گھر میں چرواہا ہے اور اس سے اس کی رعیت کی پرسش ہوگی اور عورت اپنے شوہر کے گھر میں چرواہی ہے اور اس سے اس کی رعیت کی بابت پرسش ہوگی اور خادم اپنے آقا کے مال میں چرواہا ہے اور اس سے اس کی رعیت کی بابت پرسش ہوگی ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے خیال ہے کہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ آدمی اپنے باپ کے مال میں چرواہا ہے اور اس سے اس کی رعیت کی بابت پرسش ہوگی اور تم سب چرواہے ہو اور تم سب سے تمہاری رعیت کی بابت پرسش ہوگی۔

باب کیا جو لوگ نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے جیسے عورتیں اور بچے وغیرہ ان پر بھی غسل ضروری ہے اور ابن عمر کہتے ہیں کہ غسل تو انھیں پر ہے جن پر نماز جمعہ واجب ہے۔

۸۳۵ ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص تم میں نماز جمعہ میں آئے وہ غسل کرے۔

۸۳۶ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن ہر بالغ پر غسل کرنا ضروری ہے۔

۸۳۷ - ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم (باعتبار زمانہ کے سب امتوں سے) پچھلے ہیں (مگر) قیامت کے دن (رتبے) سبقت لیجانے والے ہیں سوا اس کے (ان میں کچھ زیادتی نہیں) کہ انھیں ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دیگئی پس یہ (جمعہ) وہ دن ہے جس میں انہوں نے اختلاف کیا اور ہمیں اللہ نے اس کی ہدایت کی تو کل کا دن یعنی ہفتہ یہود کے لئے ہے اور پرسوں کا دن یعنی اتوار نصاریٰ کے لئے پھر آپ چپ ہو گئے بعد اس کے فرمایا کہ ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ ہفتہ میں ایک دن غسل کرے اس دن اپنا سر اور بدن دھوئے۔

۸۳۸ ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا عورتوں کو رات کے وقت مسجدوں میں جانے کی اجازت دیدو

۸۳۹ - ابن عمر کہتے ہیں کہ عمر کی ایک بیوی تھیں جو صبح اور عشاء کی نماز جماعت سے مسجد میں پڑھتی تھیں تو ان سے کہا گیا کہ تم باہر کیوں نکلتی ہو حالانکہ تم جانتی ہو کہ عمر اس کو ناپسند کرتے ہیں اور انھیں غیرت آتی ہے (پولیس رکھ اگر ایسا ہے) تو انہیں کیا چیز روکتی ہے کہ مجھے منع کر دیں اس شخص نے کہا کہ انھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان روکتا ہے کہ اللہ کی بندیوں کو منع نہ کرو۔

باب (شریعت کی طرف سے) اجازت ہے کہ بارش کی حالت میں نماز جمعہ میں نہ جائے۔

۸۴۰ محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ ابن عباس نے اپنے موذن سے ایک بارش والے دن یہ کہا کہ جب تو اشہد ان محمد ارسول اللہ کہہ چکے تو حی علی الصلوٰۃ نہ کہنا بلکہ کہنا صلوا فی بیوتکم" چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا تو لوگوں نے

۱؎ اس میں حنفیہ کا اختلاف ہے ان کے نزدیک سوا شہروں کے اللہ کہیں جمعہ جائز نہیں حضرت علی سے مروی ہے کہ جمعہ اور تکبیر تشریق معصر کے سوا اور کہیں واجب نہیں سوا اس کے اور بھی ان کے دلائل ہیں جو ان کی کتابوں میں مذکور ہیں حالانکہ حدیث میں صریح طور پر یہ مذکور ہے ۱۲

۲؎ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو ۱۲

گویا اس کو ناپسند کیا۔ اور ابن عباس سے اگر اعتراض کیا، ابن عباس نے کہا کہ یہ اس نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھا بیشک نماز جمعہ ایک ضروری چیز ہے مگر میں نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ تمہیں تکلیف دوں اور تم مٹی اور کیچڑ میں چلو۔

باب کتنی دور سے جمعہ کے لئے آنا چاہیئے اور کن پر جمعہ واجب ہے بسبب ارشاد اللہ تعالیٰ کے اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ اور عطا کہتے ہیں کہ جب تو کسی جمعہ والے شہر میں ہو اور وہاں جمعہ کے دن اذان دی جائے تو تجھ پر ضروری ہے کہ تو نماز میں جائے اذان سنے یا نہ سنے اور انس کہتے اپنے مکان میں جمعہ (قائم) کرتے تھے اور کبھی نہیں اور ان کا مکان زاویہ میں تھا بصرہ سے دو فرسخ۔

۸۴۱ حضرت عائشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کہتی ہیں کہ لوگ اپنے گھروں سے اور عوالی سے نماز جمعہ میں باری باری آیا کرتے تھے تو گرد و غبار میں ہو تے ہوئے، آتے تھے ان (کے جسم) پر غبار اور پسینہ بہتا تھا پھر ان (کے بدن) سے پسینہ وجہ اکثھا تھا دگو بدبو ہوتی تھی پس ایک آدمی آن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ (اس وقت) میرے ہاں تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کاش تم لوگ اپنے اس دن میں صاف رہا کرتے۔

باب جمعہ کا وقت جب زوال ہے کہ آفتاب ڈھل جائے اور ایسا ہی عمر اور علی اور نعمان بن بشیر اور عمرو بن حریث سے منقول ہے۔

۸۴۲ یحییٰ سعید نے عمرہ سے جمعہ کے دن غسل کی بابت پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ کہتی تھیں کہ لوگ خود اپنے خدمتگار تھے اور جب جمعہ کے لئے جانے تو اپنی اسی حالت میں چلے جاتے تو ان سے کہا گیا کہ کاش تم غسل کر لیا کرو۔

۸۴۳ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نماز جمعہ سویرے پڑھتے تھے اور بعد جمعہ کے قیلولہ کیا کرتے تھے۔

باب جب جمعہ کے دن گرمی زیادہ ہو تو کیا کیا جائے،

۸۴۴ انس بن مالک کہتے ہیں کہ جب خوب سویرے ہوتی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سویرے پڑھ لیتے تھے اور جب گرمی زیادہ ہوتی تھی تو نماز ٹھنڈک کے بعد پڑھتے تھے یعنی جمعہ کی نماز۔

باب جمعہ کی نماز کے لئے جانا ضروری ہے، اور اللہ عزوجل کا قول فاسعوا الی ذکر اللہ اس پر دلالت کرتا ہے، اور کسی نے کہا ہے کہ سعی (کے معنی) دوڑنے کے ہیں (کام کرنا اور جانا بدلیل قول اللہ تعالیٰ کے وسعی لھا سعیھا) اور ابن عباس کہتے ہیں کہ جب اذان ہو جائے تو، اس وقت خرید و فروخت حرام ہے اور عطا کہتے ہیں کہ اس وقت تمام پیشے حرام ہیں اور ابراہیم بن سعد زہری سے نقل کرتے ہیں کہ جب موذن جمعہ کے دن اذان کہے اور کوئی شخص مسافر ہو تو اس پر (بھی) حاضر ہونا ضروری ہے

عبایہ بن رفاعہ کہتے ہیں میں نماز جمعہ کے لئے جا رہا تھا کہ مجھے ابوعبس مل گئے تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جس کے دونوں پیر اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو جائیں اس کو اللہ دوزخ کی آگ پر حرام کر دیا ہے۔

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جب نماز قائم کی جائے تو تم اس کے لئے دوڑتے ہوئے نہ جاؤ بلکہ معمولی طور پر چلتے ہوئے اور باوقار سکون کو لازم سمجھو پھر جس قدر نماز پاؤ اس کو پڑھ لو اور جس قدر تم سے چھوٹ گئی ہو اس کو پورا کر لو۔

۸۴۷ عبداللہ بن ابی قتادہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں مجھے اپنے باپ ہی سے یاد پڑتا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا تم لوگ جب تک مجھے نہ دیکھ لیا کرو (نماز کے لئے) اٹھا نہ کرو اور اپنے اوپر اطمینان کو لازم سمجھو۔

باب (ہر شخص کو یہ چاہیئے کہ) جمعہ کے دن دو آدمیوں کے درمیان میں (جو ایک ساتھ بیٹھے ہوں) تفریق نہ کرے۔

۸۴۸ سلمان فارسی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے پھر جس قدر اس سے ممکن ہو طہارت کرے پھر تیل یا کوئی خوشبو لگائے بعد اس کے نماز کے لئے جائے اور دو آدمیوں کے درمیان میں جو ایک ساتھ بیٹھے ہوں، تفریق نہ کرے۔ پھر جس قدر نماز اس کی قسمت میں ہو پڑھے بعد اس کے جب امام (خطبہ کے لئے) نکلے تو جب ہو جائے اس کے تمام وہ گناہ جو اس جمعہ اور دوسرے (گذشتہ) جمعہ کے درمیان میں ہیں معاف ہو جائیں گے۔

باب (ہر مسلمان) مرد کو چاہیئے کہ جمعہ کے دن اپنے بھائی (مسلمان) کو اٹھا کے خود اس کی جگہ پر نہ بیٹھے۔

۸۴۹ ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایسا نہ کرے کہ اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا دے اور خود اس کی جگہ پر بیٹھ جائے۔

باب جمعہ کے دن کی اذان مؤذن کی جانب ہونی چاہیئے۔

۸۵۰ سائب بن یزید کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن پہلے اذان نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر کے زمانہ میں اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جائے پھر جب عثمان (خلیفہ) ہوئے اور (مسلمان) لوگ زیادہ ہو گئے تو عثمان نے زوراء پر تیسری اذان بڑھا دی (ابوعبداللہ کہتا ہے کہ زوراء مدینہ کے بازار میں ایک مقام ہے۔

باب جمعہ کے دن ایک مؤذن (کا) ہونا (بہتر ہے)

۸۵۱ سائب بن یزید کہتے ہیں کہ جس شخص نے جمعہ کے دن تیسری اذان نکالی وہ عثمان بن عفان ہیں جبکہ امام بیٹھ جاتا تھا یعنی منبر پر۔

باب امام (کو چاہیئے کہ) جب منبر پر اذان سنے تو جواب دے۔

۸۵۲ سہل بن حنیف کہتے ہیں میں نے معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ منبر پر بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان کہی تو جب اس نے کہا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر معاویہ نے بھی کہا اللہ اکبر اللہ اکبر پھر مؤذن نے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ تو معاویہ نے کہا وانا مؤذن نے کہا اشہد ان محمدا رسول اللہ معاویہ نے کہا وانا پھر جب اذان ختم ہو چکی تو معاویہ نے کہا اے لوگوں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مقام (یعنی منبر) پر سنا جب مؤذن نے اذان دی تو آپ وہی فرماتے جاتے تھے جو تم نے میری گفتگو سنی۔

نہ وانا کے سننے اور میں یعنی میں بھی اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود

کتاب الفقہ

کتاب الصوم

(بسلسلہ گزشتہ)

۲- ایک آدمی کی گواہی۔ امام طحاوی کی روایت میں ہے کہ ایک شخص کی گواہی بھی اس موقعہ پر مقبول ہوگی۔ بشرطیکہ وہ شہر کے باہر سے آیا ہو اور چاند دیکھا کیونکہ وہاں چاند دیکھنے میں روک کم ہوتی ہے اور کتاب الاستحسان میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یا شہر میں وہ شخص ہو تو بلند چھت (یا منارہ) پر سے اس نے چاند دیکھا ہو۔

تنویر میں لکھا ہے کہ نہیں قبول کی جائے گی ایک آدمی کی گواہی۔

لیکن کل جھگڑوں کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ امام طحاوی کا قول صحیح مانا جائے۔

طحاوی کے قول پر امام مرغینانی نے اور فتاوی صغری نے اعتماد کیا ہے لیکن ظاہر روایت میں شہری اور غیر شہری میں کچھ فرق نہیں۔

۳- امام شافعی کے نزدیک ایک آدمی کی گواہی قابل تسلیم ہوگی۔

۴- شمالی اور ذی الحجہ کے چاند کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔

۱۶- یوم شک کیا ہے۔ اسکے روزہ کے احکام

یوم شک وہ دن ہے کہ جس کے متعلق یہ شک ہو کہ وہ رمضان کا دن ہے یا شعبان کا۔ یوم شک وہ دن ہے کہ شعبان کی تیسویں شب چاند نہ دکھائی دے اور آسمان برابر ہو یا ایک شخص چاند کی گواہی دے اور اس کی گواہی قبول نہ کی جائے یا دو فاسق چاند ہونے کی گواہی دیں اور ان کی گواہی رد کر دی جائے اگر آسمان (شعبان کی تیسویں شب کو) صاف ہو اور کوئی شخص چاند نہ دیکھے تو وہ شک کا دن نہیں ہے۔

یوم شک کا روزہ بہتر ہے کہ علماء و فضلاء رکھیں نہ عام لوگ اور نیت نفل روزہ کی کریں۔ نہ واجب کی نہ فرض کی۔ بعض لوگ یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے روزہ رکھا شک کے دن تو مخالفت کی اس نے ابوالقاسم کی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ لیکن یہ حدیث خطیب نے تاریخ بغداد میں اس طرح لکھی ہے من صام الیوم الذی یشک فیہ فقد عصی اللہ و رسولہ یعنی جس نے روزہ رکھا شک کے دن تو اس نے نافرمانی کی اللہ اور اس کے رسول کی۔ . . . . . .

. . . . . مگر ہمارے خیال میں اس سے یہ مطلب ہے کہ جس نے یوم شک کا روزہ رمضان کے روزہ کے طور پر رکھا۔

خاص لوگوں کو روزہ رکھنے کا فتویٰ دیا جائے اور عوام کو زوال سے پہلے کھانے پینے اور ممنوعات سے باز رہنے کو کہا جائے کہ ممکن ہے وہ دن رمضان ہی کا ثابت ہو۔

فقہاء نے کہا ہے کہ اگر کسی نے پورے شعبان کے روزے رکھے تو اگر یہ روزہ بھی رکھے تو افضل ہے یا الفاقا وہ شک کا روزہ اس دن واقع ہو جس دن روزہ رکھا کرتا تھا تو یہ روزہ رکھنا افضل ہے اگر شعبان کے آخر کسی نے تین روزے رکھے تو یہ بھی ساتھ میں رکھا گیا تو افضل ہے۔

یوم شک کے واسطے اگر نفل روزہ کی نیت کی تو صحیح ہے مضائقہ نہیں لیکن امام شافعی کے نزدیک یوم شک کا نفلی روزہ رکھنا ہی مکروہ ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ روزہ اس روز بھی مکروہ نہیں ہے اگر نفل رکھا جائے چنانچہ حدیث میں آیا ہے لا یصوما الذی یشک فیہ انہ من رمضان الا تطوعا نہ روزہ رکھے اس روز جس میں شک واقع ہو کہ وہ دن رمضان کا ہے بھی یا نہیں مگر نفل کے طور پر رکھ سکتا ہے، ضروری ممانعت اس بارہ میں ہے کہ اس روزہ کو روزہ رمضان کے طور پر نیت نہ کرو چنانچہ تفسیر درمنثور میں ہے قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ الآیہ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ یہ آیت اتری تھی روزہ شک کے متعلق ممانعت کی۔

تیغ شعبان کو مطلع صاف ہو یا نہ ہو چاند دکھائی دے یا نہ دے چاند کا ہونا مانا جائے گا اور دوسرے روز روزہ ہوگا۔

رجب کے آخر ماہ شعبان کا چاند دیکھنا چاہیے تاکہ ایام شعبان کے شمار میں مغالطے نہ ہوں۔ نجومیوں کے قول پر اعتماد نہ کرنا چاہیے اور نجومی کو خود بھی اپنے حساب پر اعتماد نہ کرنا چاہیے۔ چاند دیکھنے وقت چاند کی طرف اشارہ کرنا مکروہ ہے۔

اگر زوال سے پہلے یا بعد چاند دیکھا تو اس کی وجہ سے نہ روزہ رکھنا چاہیے اور نہ توڑنا چاہیے وہ آنے والی رات کا چاند ہے۔ جب مغرب کے رہنے والے چاند دیکھ لیں تو مشرق کے رہنے والوں پر روزہ واجب ہو جاتا ہے۔

ظاہر روایت کے بموجب مطلعوں میں اختلاف قابل غور نہیں فقیہ ابو اللیث کا اسی پر فتویٰ ہے اور شمس الائمہ حلوانی بھی اسی پر فتویٰ دیتے تھے چنانچہ اُن ہی کا قول ہے کہ مغرب کے رہنے والوں کے چاند دیکھنے سے مشرق کے رہنے والوں پر روزہ رکھنا واجب ہو جاتا ہے۔ اختلاف مطلع معتبر نہیں مطلب یہ ہے کہ اگر ایک مقام سے جمعہ کے روز چاند دیکھنے کی خبر کوئے اور دوسری جگہ سے ہفتہ کے چاند کی تو جمعہ کا چاند ہونا مانا جائے گا۔

رمضان کا پہلا روزہ اور یوم النحر ہمیشہ ایک دن واقع ہوتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔

اگر رمضان کا مہینہ پنجشنبہ کو شروع ہوا اور عرفہ بھی پنجشنبہ کے روز واقع ہو تو وہ دن عرفہ کا ہی ہوگا۔ قربانی کا نہیں ہوگا اور اگر اس دن کوئی قربانی کرے گا تو جائز نہیں ہوگی اگر کوئی شخص اس دن کو یوم النحر تصور کر کے اس خیال پر کہ حضرت علی نے فرمایا ہے کہ تمہاری قربانی کا دن وہی ہے جو تمہارے روزہ کا پہلا دن ہے تو یہ خیال صحیح نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ حضرت علی نے یہ بات شاید کسی خاص سال کے متعلق فرمائی ہو ہمیشہ کے واسطے نہ فرمایا ہو۔

عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ رمضان کا پہلا روزہ اور بقر عید ایک ہی دن واقع ہوتے ہیں یعنی اگر رمضان کا پہلا روزہ مثلاً جمعہ کا ہوا تو ضرور ہے

کہ بقرعید بھی جمعہ کی ہو گی چنانچہ اگر بقرعید جمعرات یا ہفتہ کی واقع ہوئی تو لوگ خیال کر لیتے ہیں کہ رمضان کے پہلے ہفتہ میں غلطی واقع ہوئی ہے یا اگر رمضان کا پہلا روزہ صحیح تھا تو بقرعید غلط ہوئی مگر یہ بات صحیح ثابت نہیں ہوئی۔

فصل اوّل

سحری سحری وہ کھانا ہے جو ماہ رمضان میں پچھلی رات کو کھایا جاتا ہے تاکہ روزہ رکھنے کے واسطے قوت تازہ رہے۔ سحری کھانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ سحری ضرور کھانا چاہیئے اگر کسی کو سحری کے واسطے کچھ نہ ملے تو ذرا سا پانی ہی پی لے تاکہ سحری کا ثواب ہاتھ سے نہ جائے۔ مرغ کی اذان یا اپنی اٹکل پر سحری کھانا ٹھیک نہیں ہاں اگر سحری کھانے والے کو پورا اعتماد ہو کہ وہ وقت سحری کا صحیح ہو گا تو مضائقہ نہیں اگر رمضان میں روزہ کی نیت نہ کی مگر سحری اس نیت سے کھائی کہ روزہ رکھوں گا تو روزہ ہو جائے گا۔

سحری کے فوائد سحری وہ کھانا ہے جو رمضان میں پچھلی رات کو روزہ میں طاقت قائم رکھنے کے واسطے کھاتے ہیں۔

محرِ بفتحتین اس وقت کو کہتے ہیں جو صبح صادق سے پہلے پہل ہو کذا فی القاموس و مختار الصحاح والمنتخب اور اصطلاح شرع میں رات کے آخری چھٹے حصہ کو کہتے ہیں جیسا کہ کشاف اور مرقاۃ میں لکھا ہے اور کبھی سحری سے مراد لی جاتی ہے وہ کھانا جو سحر کے وقت کھایا جائے اور کبھی ایسے کھانے کو سحور بفتح اول وضم دوم) کہتے ہیں۔

سحری کھانے سے روزہ دار کی طاقت وقوت روزہ میں قائم رہتی ہے اور یہ کھانا بجائے طعام چاشت کے کام دیتا ہے۔ (مرقاۃ)

سحری کھانا پیروی فعل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور نیز اور انبیاء کی کیونکہ سب انبیاء کا یہی طریق تھا اور اہل اسلام اور اگلی اہل کتاب کے روزہ رکھنے کے طریقے میں فرق ثابت ہوتا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصل ما بین صیامنا وصیام اھل الکتب اکلۃ السحر رواہ مسلم فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرق ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں سحری کھانا ہے۔

اہل کتاب پر روزوں کے دنوں میں بعد نماز عشا اور سونے کے بعد کھانا پینا اور جماع حرام تھا جیسا کہ ابتداء اسلام میں مسلمانوں پر تھا لہذا اب اس کے خلاف کھانے پینے کی اجازت ہوئی

سحری کھانی برکت ہی ہے چنانچہ ابو سعید خدری سے مرفوعاً روایت ہے (السحور اکلہ برکۃ فلا تدعوہ ولو ان یجرع احدکم جرعۃ من ماء فان اللہ وملائکتہ یصلون علی المتسحرین یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سحری کھانی سراسر برکت ہے پس سحری کھانا ترک نہ کرو اگرچہ یہی نہ ہو تو ایک گھونٹ پانی ہی پی لو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والے پر رحمت بھیجتے ہیں۔

سحری کا وقت سحری کا وقت رات کا آخر حصہ ہوتا ہے اور فقیہہ ابو لیث نے کہا ہے کہ سحری کا وقت رات کا چوتھا حصہ ہے مگر اظہر کا حصہ۔

رات غروب آفتاب سے صبح صادق تک ہے شرع میں روزہ کے معنے کھانے پینے اور جماع سے باز رہنا ہے صبح صادق سے غروب آفتاب تک بہ نیت عبادت۔ لہذا رات غروب آفتاب سے صبح صادق تک ہوئی اور اس کا آخری وقت سحری کا وقت ہے۔

نقارہ کی آواز پر سحری کھانے کی اقدام اس وقت کیا جا سکتا ہے جبکہ کئی طرف سے نقاروں کی آوازیں سنائی دیں اور اگر ایک ہی آواز سنائی دے تو اگر اس نقارہ بجانے والے پر اعتماد ہے کہ غلط وقت پر نہیں بجاتا تو سحری کھا لے ورنہ نہ کھائے۔

مرغ کی اذان پر سحری کا دارومدار ہونے میں علماء کا اختلاف ہے بعض علماء صرف اس شرط پر جائز رکھتے ہیں کہ اس مرغ کو ایسی آزمایا ہو کہ ٹھیک وقت پر اذان دیتا ہے۔

ایسی صورت میں نہ تو وہ خود ہی صحیح معلوم کر سکتا ہے اور نہ کوئی اس کو بتا ہی سکتا ہے تو شمس الائمہ حلوانی کہتے ہیں کہ اگر اس کی اٹکل صحیح نکلا کرتی ہے تو مضائقہ نہیں ورنہ یہ تو بہر حال ٹھیک ہے کہ سحری نہ کھائے۔

اگر کسی شخص کو فجر کے معلوم کرنے کا اچھا اندازہ ہے تو اس پر اپنے صحیح سے صحیح اندازہ پر سحری کھانی جائز ہے اور اگر کسی کو فجر کے معلوم کرنے کا صحیح اندازہ نہیں ہے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے اندازہ پر سحری نہ کھائے۔

سحری کھانی مستحب ہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسحروا فان فی السحور برکۃ کہ اس حدیث میں جو حکم فرمایا ہے یعنی تسحروا تو استحباب کے لئے ہے۔

شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ ابن بطال نے کہا کہ سحر مستحب ہے مگر اس کے ترک کرنے والے کے ذمہ کوئی گناہ نہیں۔ (شرح صحیح مسلم)

امام نووی نے لکھا ہے کہ سحری کے مستحب ہونے میں علماء کا اتفاق ہے اور سحری واجب نہیں ہے ہاں بعض علماء کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔

سحری کھانے میں تاخیر کرنی بھی مستحب ہے اسی واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزیں پیغمبروں کے اخلاق میں سے ہیں ایک افطاری میں جلدی کرنی دوسرے سحری کھانے میں تاخیر کرنی۔ تیسرے مسواک کا استعمال۔

ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ تعجیل افطار اور تاخیر سحور کے متعلق حدیثیں صحیح اور متواتر ہیں (حجاج الرسول)

حدیث میں آیا ہے لا تزال امتی بخیر ما اخروا السحور (ہمیشہ رہے گی امت میری بھلائی کے ساتھ جب تک تاخیر کرے گی سحری میں۔ سحری میں اتنی تاخیر کرنی کہ وقت میں شک ہو جائے مکروہ ہے چنانچہ اگر صبح کے طلوع ہونے میں شک ہو تو افضل یہ ہے کہ سحری نہ کھائے اور اگر کھالی تو روزہ ہو جائے گا جب تک کہ

مقالات غوث الاعظم

(السلسلہ گذشتہ)

مقالہ پینتالیسواں ۴۵

(نعمت والے اور بلا جانے شخص کی حالت)

اور اپنی مراد کو چھوڑ دیتا ہے تو اس کے سبب اللہ عزوجل اسے پاکیزہ زندگی آخر عمر تک کی عطا فرماتا ہے اور نا ذو آرام اور عزت وقار دیتا ہے اور اسلام کا والی ہو جاتا ہے اور دنیا و آخرت میں اللہ اسے اس طرح پرورش کرتا ہے جس طرح شیر خوار بچہ کو تکلف اور سختی اور مشقت دیئے بغیر پرورش کیا جاتا ہے جیسے کہ ظرف شہد کے اوپر کی تہی کھانے والا (آخر) اندرون ظرف بیٹھا شہد کہاں لذت حاصل کرتا ہے؟ پس نعمت یافتہ بندہ کو لائق ہے کہ اللہ کے مکر سے بے خوف نہ رہے؛ اس طرح کہ نعمت میں فریفتہ ہو جائے اور اس کے دوام رد بقا کا یقین کرے اور شکر نعمت سے غفلت کرے اور اپنے ترک شکر سے بلند نعمت کو تھوڑا چھوڑنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نعمت وحشی جانور کے مانند ہے پس اسے شکر کے ساتھ مقید کرو۔ شکر نعمت مال کا یہ ہے کہ منعم اور بخشش کرنے والے کی نعمت کا اقرار کرے اور وہ (منعم) اللہ ہے اور بحال میں نفس سے نعمت کا تذکرہ رکھے اور خدا کے فضل بالحسان کو ہمیشہ دیکھتا رہے اور نعمت پر اپنی ملکیت نہ جتلائے اور مال میں حدود الٰہی سے آگے نہ بڑھ جائے اور اس کا حکم نہ چھوڑے پھر مال کے جو حقوق ہیں ان کو ادا کرے اس طرح کہ زکوٰۃ اور کفارہ اور نذر اور صدقہ دیتا رہے اور مظلوم کی فریاد رسی کرے اور ارباب حاجات پر ان کے شدائد و مصائب، کے وقت مہربانی کرے (جبکہ) ان کے احوال منقلب ہو جانے پر ان کے حسنات سیات سے یعنی ان کے نعمت و فراخی کے اوقات تنگیوں اور سختیوں سے بدل جاتے ہیں اور عافیت اعضاء و جوارح کی نعمت کا ادائے شکر یہ ہے کہ ان اعضاء و جوارح، سے طاعات الٰہی میں مولے اور ان کو محرمات اور سیئات اور معاصی اور نافرمانیوں سے بچائے۔ پس نعمت کو گذر جانے اور چلے جانے سے روکنا اور قید کر دینا یہ (بھی) ہے اور یہ نعمت کے درخت کو سینچنا اور اس کی ڈالیوں کو پتوں کو بڑا بنانا ہے اور اس کے پھل اور ذائقہ کو پاکیزہ اور شیریں بنانا اور انتہا تک اس درخت کو سلامت رکھنا اور اس کے جانے کو نذیدا اور اس کے بگڑنے کو آسان کر دینا ہے پھر اس میوہ سے، عافیت کا پانا اور اس سے جسمہ میں نشوونما پانے کو زیادہ کرنا اور اعضاء پر اس کی برکت کا ظاہر ہونا ہے اس طرح کہ اعضاء سے طرح طرح کے عبادات اور قربات اور افکار بجائے جائیں (کہ یہ سب برکات شکر نعمت ہیں اور) اس کے بعد بندہ کا آخرت میں (سایہ) رحمت الٰہی میں آنا اور بہشت میں انبیاء، صدیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ ہمیشہ رہنا ہے اللہ یہ ہی اچھے رفیق ہیں"۔

پھر اگر بندہ نے شکر نہ کیا اللہ دنیا کی زینت ظاہر پر فریفتہ ہوا اور اس کی لذتوں کو چکھا اور اس سراسیکی زدہ ہو کا دینے والی، بہروپیا اور اس دنیا کی زینت سے خوبصورت چکنی ہو اس کی چمکا چوند، پر مطمئن ہوا (جس طرح کوئی) دنیا کے موسم گرما کی نسیم سحر پر اور دنیا کے سانپ اور بچھو کے چمڑے کی نرمی پر مطمئن ہو جائے اور ان کے علق میں جو قاتل زہر رکھے گئے ہیں اُن سے غفلت کرے اور دنیا کے مکر جیسے کے جو پھندے کو طالب دنیا کو پکڑنے، تیار کر دینے اور ہلاک کر دینے کے لئے مکرلے گئے ہیں (ان پھندوں سے) غافل رہے بس، چاہیئے کہ اس شخص کو (بلندی سے) نیچے گر جانے کی مبارکباد دی جائے اور جو ہلاکت اور محتاجی کہ اس پر ذلت و خواری کے ساتھ دنیا میں جلد آنیوالی ہے اور بھڑکتی ہوئی ضخ کی آگ کا تہ عذاب جو آئندہ اس پر آنے والا ہے اس کی بشارت اس کو دی جائے

اور گرفتاری بلا کی جنس صورتیں ہیں کبھی (انسان) اپنے ہی اپنکا ب معصیت پر اور اپنی ہی نافرمانیوں کے مقابلہ پر بطور سزا بلاؤں میں مبتلا کیا جاتا ہے اور کبھی گناہوں کے اثر کو مٹانے اور صاف کر دینے کے لئے بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے اور کبھی ابتلا درجات کی بلندی کے لئے اور منازل عالیہ پر پہنچانے کے لئے (ہوتا ہے) تاکہ یہ شخص اصحاب معرفت سے اور اہل حالات و مقامات سے ملحق ہو جائے اور معرفت حال و مقام والے وہ ہی لوگ ہیں جن پر درد گار مخلوق کی عنایت سبقت کر گئی اور جنھیں اُن کے مولیٰ نے رفق و الطاف کی سواری پر بلیات کے میدانوں کی سیر کرائی اور جن کی حرکات و سکنات میں ملاحظہ حق اور نظر لطف و کرم کی نسیم خوشگوار سے آسائش بخشی اس لئے کہ ان (بندگان حق) کو آزمائش میں ڈالنا (انھیں) ہلاک کرنے اور لیجانے دوزخ میں ڈالنے کے لئے نہیں بلکہ بلا سے ان کی آزمائش کرنے (انسان کو) مقبول و برگزیدہ بنانے کے لئے تھا اور اس ابتلا سے اللہ عزوجل نے ان کے ایمان کی حقیقت کو ظاہر فرمایا اور ان کی حقیقت ایمانی کو شرک خفی اور دعاوی نفس اور نفاق سے (پاک و) صاف اور جدا کیا اور بلاؤں میں مبتلا رہنے کے سبب انھیں طرح طرح کے علوم اسرار و انوار کا حامل بنا لیا پھر جب یہ لوگ ظاہر و باطن میں خالص ہو گئے (اور ان کا باطن رکھا تھا) پاک ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان کے قلوب کے ساتھ اور آخرت میں ان کے اجسام کے ساتھ انھیں اپنے مخلصین و خاصان و ملازمان درگاہ اور ہم نشینان مجلس رحمت سے بنا لیا پس بلائیں ان کے قلوب کو شرک کے میل سے اور مخلوق اور اسباب اور آرزوؤں اور ارادہ کے علاقوں سے پاک کرنے والی ہیں اور (یہ اس) سبب سے ہیں کہ ان کا نفس بگھل جائے اور ہوسوں کو اور طاعات و عبادات کے معاوضے یعنی بلند منازل و درجات فردوس طلب نہ کرے اور گناہوں کے مقابلہ میں اور گناہوں کی سزا پانے کے لئے بلا کے آنے کی علامت یہ ہے کہ (یہ شخص) بلا کے وقت صبر نہ کرے اور گھبرا جائے اور عامہ مخلوق سے شکایت کرنے لگے اور اس ابتلا کی نشانی جو گناہوں سے پاک و صاف کرنے کے لئے ہو یہ ہے کہ بلا کے وقت نہ جو صبر جمیل پایا جائے اور دوستوں اور ہمسایوں کے پاس شکایت نہ کرے نہ گھبراہٹ ظاہر کرے اور (نہ) احکام الٰہی طاعات میں پریشانی نہ ہو اور

جو ابتلا کہ بلندی درجات اور ترقی مقامات کے لئے ہوا اس کی علامت یہ ہے کہ (اللہ اپنے میں) معاملت درضا مندی پائی جائے، نفس ڈھکا ہی میں، تو اللہ تعالیٰ کے فضل میں آرام پائے کہ وہ پروردگار ہے زمین کا اور آسمانوں کا اور چاہیئے کہ بندہ، بلاؤں کے دور کئے جانے اور ان کے ایام و ساعات کے گذر جانے تک بلاؤں میں فنا ہو جائے۔

مقالہ چھیالیسواں

(حدیث قدسی جس کو میرے ڈرنے سوال کرنے سے باز رکھا)

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قول میں جو انہوں نے اپنے رب سے بیان کیا ہے (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) جل شخص کو میرے ذکر نے مجھ سے سوال کرنے سے باز رکھا ہے تو اس شخص کو اس سے زیادہ عطا کرتا ہوں جتنا کہ میں سوال کرنے والوں کو دیتا ہوں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ جب اللہ کسی مومن کو مقبول و برگزیدہ بنانے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے مختلف احوال میں چلاتا ہے اور انواع بلاد مصیبت و محنت سے اس کی آزمائش کرتا ہے پھر اسے تونگری کے بعد محتاج کر دیتا ہے اور اس پر روزی کے راستے بند ہو جاتے ہیں تو اسے مخلوق سے رزق مانگنے کے لئے بے قرار کرتا ہے، پھر اسے سوال مخلوق سے بچا لیتا ہے پھر اسے ان سے قرض لینے کے لئے مضطر بہ کر دیتا ہے مگر پھر قرض لینے سے بھی بچا لیتا ہے اور پھر اسے کسب کے لئے مضطر کر دیتا ہے اور کسب اس پر آسان کر دیتا ہے اور وہ مسنون کسب کھاتا ہے پھر اس پر کسب کو بھی دشوار کر دیتا ہے اور اس کے بعد اسے مخلوق سے سوال کرنے کا الہام کرتا ہے اور اسے سوال کے لئے (ایسے) امر باطن کے ساتھ حکم کرتا ہے جسے وہ جانتا اور پہچانتا ہے اور اس امر کی نافرمانی کو اس کے لئے عبادت اور اس کے ترک کرنے کو اس کے لئے معصیت کر دیتا ہے تاکہ یہ اس لئے (کہ اس کی نفسانیت دور ہو جائے اور اس کا نفس ٹوٹ جائے اور یہ ایک حالت ریاضت ہے پھر اس حال میں اس کا مانگنا (امر اور) جبر سے ہوتا ہے خدا کے ساتھ شرک کے طور پر نہیں ہوتا پھر امر سوال سے اس کو بچاتا ہے اور مخلوق سے قرض لینے کا حکم کرتا ہے اور یہ اس کے لئے حکم قطعی ہوتا ہے جسے چھوڑنا ممکن نہیں ہوتا جس طرح کہ مسئلہ ناقابل کو چھوڑنا ممکن نہ تھا) پھر اس کو اس سے بھی ہٹا دیتا ہے اور مخلوق سے جدا کر دیتا ہے اور اب اسے اسی سے سوال کرنے پر روزی دی جاتی ہے اور پھر وہ اللہ سے اپنی تمام احتیاج میں سے ہر حاجت کی چیز کو مانگتا ہے اور اسرار سے دیتا ہے اگر وہ چپ رہتا ہے اور سوال کرنے سے اعراض کرتا ہے تو اسے نہیں دیتا (بس) اسے زبان سے سوال نہ کرنے اور دل سے سوال کرنے کی طرف پھیرتا ہے اور پھر وہ دل میں اپنی احتیاج کی ہر چیز کا سوال کرتا ہے پھر اسے عطا کرتا ہی یہاں تک کہ اگر زبان سے سوال کرتا ہے تو اسے نہیں دیتا یا مخلوق سے سوال کرتا ہے تو مخلوق اسے نہیں دیتی پھر اس کی خوشی سے اور اس کے سوال سے ظاہر و باطن میں یکسو رکھی اسے غائب کر دیتا ہے پھر بلا طلب و سوال اور بغیر اس کے دخل کے یا خبر (اس کے کہ) اس کے دل میں خطرہ گذرے اس کو اکل و شرب اور تمام حوائج انسانی سے وہ چیز بہم دیتا ہے جو اس کے حال کو بہتر اور اس کے کام کو درست بنا دے (اس وقت) اس کا والی خود اللہ عزوجل ہو جاتا ہے دیہی لے) اس کے اس قول کے معنے وجہ قرآن میں فرمایا گیا ہے) کہہ دیجئے اے ہمارے نبی! بیشک میرا

ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی تابعداری جائز نہیں ہے۔

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

ایک انصاری عورت کا عشق رسول

ایک انصاری عورت کا واقعہ نہایت ہی ولولہ انگیز اور عبرت خیز ہے جو ایک نظم کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے ؎

کہ ہمبر بھی بھائے کشتہ شمشیر دو دم
کمانڈروں نے یہ کیا جنگ احد میں شہید
ہرگلی کو چہ تھا ماتم کدۂ حسرت و غم
ہو کے مشہور مدینہ میں جو پہنچی یہ خبر
کو دگ و پیر جوان و خدم و خیل و حشم
دو کے بتاب گھروں سے نکل آئے باہر
جس میں تھیں سیدہ پاک بھی بادیدۂ نم
دیکھی بکلیں کہ جو تھیں پردہ نشیناں عفاف
سخت مضطر تھیں وہ بوش وحواس کھو بیٹھیں
ایک خاتون نے انصار کو نام سے پوچھیں
کیا کہیں تم سے کہ کہتے ہمہ ٹوٹے ہیں ہم
موقعہ جنگ سے پہنچیں یہ لوگوں نے کہا
تیرے بھائی نے لڑائی میں شہادت پائی
تیرے بھائی نے لڑائی میں شہادت پائی
تیرے والد بھی ہوئے کشتہ شمشیر ستم
رنج بڑھکر یہ کہ شوہر بھی ہوا تیرا شہید
گھر کا گھر صاف ہوا لوٹ پڑا کوہ الم
اس عفیفہ نے یہ سب سن کے کہا یہ کہا
یہ تو بتلاؤ کہ کیسے ہیں شہنشاہ امم
سب نے دی اسکو بشارت کہ سلامت ہیں حضور
گرچہ زخمی ہیں سر و سینہ و پہلو و شکم
بڑھ کے اُسنے رخ روشن کو جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہی تو سب بیچ ہیں یہ رنج والم
میں بھی اصدقاب بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

ایک بہترین یہودی

یہ لڑائی مدینہ سے صرف تین چار میل کے فاصلہ پر ہوئی تھی جہاں عہد نامہ کے مطابق یہود ان مدینہ کو مسلمانوں کے ساتھ شریک جنگ ہونا تھا اور صحابہ نے اپنی قلت کو دیکھتے ہوئے حضور سے عرض بھی کی تھی کہ یہود یوں سے مدد طلب کرنی چاہیئے مگر آنحضرت صلعم نے یہودیوں سے مدد مانگنی مناسب نہ سمجھی کیونکہ خود داری اور اعتماد علی اللہ کے جذبہ کے خلاف تھا ہاں اگر وہ خوشی سے شریک ہو جاتے تو کچھ مضائقہ نہ تھا مگر یہودی تو مزے سے گھروں میں بیٹھے لڑائی کے نتیجہ کا انتظار کرتے رہے۔

یہاں یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام کی مدافعت اور ملت سلمہ کی فلاح و بہبود اور تحفظ و بقا کے لئے اگر ضرورت مقتضی ہو تو غیر مسلمین سے مدد لجاسکتی ہے جیسا کہ صحابہ نے آنحضرت صلعم کو رائے دی کہ اب یہودان مدینہ سے مدد لیں اگر غیر مسلم سے بہر حال مدد لینا اور آئندہ کے لئے کسی امر میں اشتراک کرنا منع ہوتا تو صحابہ ہرگز یہ رائے نہ دیتے کہ یہودیوں سے مدد لیجائے آہ ہم اپنی تاریخ سے کتنی دور جا پڑے ہیں اور ہماری قوت فکر یہ کتنی کند اور ناکارہ ہو چکی ہے کہ ہر کسی چیز کو اسوۂ رسول کی روشنی میں دیکھنا جانتے ہی نہیں اور آج اگر حصول آزادی کی خاطر ہندو سے اشتراک عمل کیا جاتا ہے تو خود مسلمان ہی اعتراض کرتے ہیں کہ یہ ہندو پرست اور بہار فاشی ہیں اگر یہ مقدمہ ضمنیں تاریخ اسلام کا بغور مطالعہ کرتے تو اس طرح اپنی نسبت باطلی کا ثبوت نہ دیتے اور احرار اسلام کی قیادت کا اتنخفاف نہ کرتے۔

غرض یہ کہ یہودان مدینہ عہدنامہ کی خلاف ورزی کر کے بیٹھے ہوئے تماشہ دیکھتے رہے مگر قوم میں ایک دو افراد ایسے بھی منصف مزاج نیک دل اور با اخلاق ہوتے ہیں جیسے قوم کی انسانیت کا تو کچھ نہ کچھ ثبوت ملتا ہے چنانچہ یہودیوں میں ایک شخص مخیریق تھا اس نے اپنی قوم سے کہا کہ افسوس ہے تم پر تم نے اپنے عہد کی پاسداری کا کچھ خیال نہ کیا تم بیٹھے ہوئے لڑائی کا تماشہ دیکھتے رہے حالانکہ تمہارا فرض تھا کہ مسلمانوں کی مدد کرتے پس تم پر فرض ہے کہ محمد صلعم کی مدد کرو" یہودیوں کو یہ معقول بات ناگوار ہوئی کچھ جواب نہ بن پڑا کہا تو یہ کہ آج شنبہ کا دن ہے آج ہم نہیں لڑ سکتے مخیریق نے کہا "کہ یہ نہی اور کفار کا مقابلہ ہے اس میں شنبہ لغو نہیں ہو سکتا یہودیوں نے مخیریق کی اس بات کو بھی ٹھکرا دیا۔ مخیریق نے جب دیکھا کہ میری قوم میری بات نہیں سنتی تو اکیلا ہی مقابلہ کے لئے نکل کھڑا ہوا اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر میں مارا جاؤں تو محمد صلعم سے کوئی تعرض نہ کیا جائے یہ کہا، تلوار اٹھائی، میدان جنگ میں پہنچا اور لڑا اور مقتول ہوا حضور صلعم کو جب یہ ماجرا معلوم ہوا تو فرمایا کہ وہ بہترین یہود تھا۔

مقام حمراء الاسد میں دوبارہ مقابلہ

ہزیمت خوردہ کفار جب مقام روحا میں پہنچے تو انہوں نے سوچا کہ یہ تو کچھ نہ ہوا کہ ہمیں مسلمانوں کے مقابلہ میں کوئی فتح نہیں ہوئی زیادہ سے زیادہ یہ کہ برابر کا مقابلہ رہا ایسے حال میں اگر ہم مکہ جا پہنچے تو ہمارے لئے ذلت و ندامت کا باعث ہے ہم کیا منہ لیکر مکہ جائیں اگر ہم اپنی خفت مٹانے کے لئے یہ کہدیں گے کہ ہم فتحمند واپس آرہے ہیں تو لوگ پوچھیں گے کہ پھر مسلمان قیدی کہاں ہیں؟ اور مال غنیمت کہاں ہے بہر ہم کیا جواب دینگے بہر ہم اس مقابلہ میں ابی بن خلف، عبداللہ بن محمد اسدی، ابو امیہ بن ابی حذیفہ، ابو سعید بن ابی طلحہ، شام بن ابی حذیفہ طلحہ بن ابی طلحہ اور امراۃ بن سمیل جیسے سترہ مشہور سرداران قریش باز جنگ قتل کرا آئے ایسی حالت میں ہم کو کون فتحمند سمجھے گا جبکہ ہمارے اکثر سرداں سے مسلمانوں کے صرف تین بہادر مارے گئے یہ تمام باتیں سوچ سمجھکر سب کی یہ رائے قرار پائی کہ اس حال میں ہمکو نہیں جانا چاہیئے بلکہ دوبارہ چل کر مسلمانوں سے مقابلہ کرنا چاہیئے چنانچہ سب کے سب مرنے مارنے پر تیار و مستعد ہو گئے اور ابو سفیان تمام لشکر کو لیکر مقام روحا سے واپس ہوا اس ارادہ سے کہ مدینہ پر حملہ آور ہو۔

ادھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں پہنچے اگلے دن ۱۷ شوال ۳ھ بروز یکشنبہ آپنے منادی کرا دیا کہ جو لوگ کل لڑائی میں شریک تھے صرف وہی آج کفار سے مقابلہ کرنے کے لئے نکلیں اس جنگ میں کسی ایسے شخص کو شامل ہونے کی اجازت نہیں جو کل لڑائی میں شریک نہ تھا چنانچہ تمام صحابہ جو شریک جنگ احد تھے تیار ہو گئے حتی کہ جو زخمی تھے وہ بھی جہاد پر کمربستہ

ہو گئے صرف ایک نئے شخص جابر بن عبد اللہ کو آپنے ساتھ چلنے کی اجازت دیدی۔

اُحد کی لڑائی میں قدرت نے مسلمانوں کو کیا سبق دیا

حکیم و بصیر خدائے قدوس کا قانون ہے کہ وہ اپنے مخلص اور نیکو کار بندوں کو مصائب و آلام میں گرفتار کر کے ان کو نکھارتا رہے اور نفس کا حال ان پر منکشف کرتا رہے اس راہ کا سچا فلسفہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنی نسبت یہ رائے رکھتا ہے کہ اگر موقعہ پڑے تو میں خدا کی راہ میں اپنا جان و مال سب کچھ قربان کر سکتا ہوں۔ میں دین کا سب سے بڑا محافظ ہوں اور خدا کے دشمنوں کا دشمن ہوں غرض ہر مسلمان امن و اطمینان کے وقت اپنی نسبت یہی رائے رکھتا ہے لیکن جب لڑائی اور امتحان کا وقت آتا ہے تو ان باتوں کے خلاف اضطرار ہوتا ہے جیسا کہ آج مسلمانوں کا حال ہے ہر مسلمان اپنی نسبت یہ رائے رکھتا ہے کہ وہی اسلام کا سب سے بڑا محافظ اور خیر خواہ ہے اور خدا کی راہ میں اپنا جان و مال قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتا لیکن جب دین کے لئے کسی قربانی کا وقت آتا ہے تو یہ سارے مجاہد چوہوں کے بلوں میں جا بیٹھتے ہیں اور حفیظ کا ورد کرنے لگتے ہیں غرض یہ کہ جب تک انسان پر اسکی راہ میں سختی اور مصیبت پیش نہ آئے اس وقت تک اس کے نفس کا حال اس پر مشتبہ رہتا ہے بس انسان کی عملی حالت اور ایثار و قربانی کے دعوی کا بار بار تجربہ کرنا اور اس کو سختیوں اور مصیبتوں میں ڈالنا ضروری ہوا اسی حکمت کے ماتحت تمام انبیاء اور اولیا و اصفیا پر مصائب و شدائد کا ہجوم رہا۔

نجر لے اور سختیاں سونے کے نکھار کی مانند ہیں جس سے اصل سونا اور کھوٹ الگ الگ معلوم ہو جاتا ہے اور سونے کا سیل کچیل سب دور ہو جاتا ہے۔ یہی جنگ احد میں ہوا کہ سچے مسلمانوں اور منافقوں میں تمیز ہو گئی بعض ضعیف مسلمانوں کے نفس اپنی کمزوری خرابی اور نقص سے پاک ہو کر خالص سونا بن گئے۔ یہ ضعیف مسلمان کون تھے ایک تو وہ لوگ تھے جنھوں نے حکم رسول کی مخالفت کی تھی اور آگا پیچھا سوچے بغیر مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے تھے اور دوسرے وہ لوگ تھے جنھوں نے شکست کھائی تھی اور دشمن کے مقابلہ سے پیٹھ پھیر کر بھاگے تھے احد کی ابتدائی شکست اور سختی سے سب کے سب ہی کھرے خالص ہو گئے اور سب نے معلوم کر لیا کہ مسلمان لہو و لعب، بزدلی، منافقت اور نا کامی کے لئے پیدا نہیں کئے گئے۔ اس لئے کہ وہ میدان مقابلہ میں ہمت ہار دیں اور نہ اس لئے کہ وہ محض دعاؤں، سرداری اور معجزات و کرامات کے ذریعہ فتح حاصل کریں اور وہ معلوم کر لیں کہ سنن الٰہی میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اور روحانی قوت کے ساتھ سیاسی اور مادی قوت فراہم کرنے کی بھی اشد ضرورت ہے جسکے بغیر دشمن پر فتح کا خیال باطل ہے چنانچہ اس سبق نکھار اور سختی کا اثر غزوہ حمراء الاسد میں پورے طور پر ظاہر ہوا کہ جب آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ اس لڑائی میں مشرکوں کے مقابلہ میں صرف وہی لوگ شامل ہوں جو احد کی لڑائی میں شریک تھے سب نے بہ خوشی خاطر اور مضبوط ارادوں کے ساتھ آپ کے حکم کی تعمیل کی حالانکہ اس وقت احد کے زخموں کا درد اور ان کی سوزش انھیں ستا رہی تھی مگر وہ پروانگان اسلام جانتے تھے کہ رسول خدا کے حکم پر بلا چون و چرا عمل کرنا اور خدا کی راہ میں جان قربان کرنا ہی اسلام ہے اس لئے مسلمانوں کو اپنی اپنی جگہ فیصلہ کرنا چاہیئے کہ کیا ان کے اندر بھی ایثار و قربانی کی یہی روح کارفرما ہے اور کیا وہ بھی اپنے اندر خود بیت و اطاعت شعاری کا یہی جوہر رکھتے ہیں ہرگز نہیں یہی تو کمی ہے جس سے یہ کمی پوری ہو گئی مسلمان کچھ سے کچھ ہو جائینگے۔

الغرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے چل کر آٹھ میل کے فاصلہ پر مقام حمراء الاسد میں پہنچکر قیام پذیر ہوئے تین دن تک آپ یہیں مقیم رہے اتفاقاً معبد بن ابی معبد جو کہ خزاعہ تھا ادھر سے گذرا اور ابو سفیان کو جاکر خبر سنائی کہ محمد صلعم مدینہ سے نکل کر تمہارے تعاقب میں روانہ ہو چکے ہیں اس وقت ان کا لشکر حمراء الاسد میں ہے اور وہ غائبانہ تک بہت جلد پہنچنے والے ہیں یہ خبر سنتے ہی لشکر کفار بدحواس ہو گیا ان کو شان و گمان بھی نہ تھا کہ تھکے ہارے زخم خوردہ مسلمان بغیر آرام کئے دوبارہ جدال و قتال پر مستعد ہو جائینگے چنانچہ لشکر کفار سیدھا مکہ کی جانب روانہ ہوا اور وہاں پہنچکر دم لیا ادھر جب حضور سرور کائنات صلعم کو تحقیق ہو گیا کہ کفار بدحواس ہو کر مکہ کی طرف بھاگ گئے تو آپ مدینہ منورہ کو واپس تشریف لے گئے اور تاریخ میں آپ کا یہ سفر غزوہ حمراء الاسد کے نام سے مشہور ہوا اور اس کے زبردست کفار کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب قائم ہو گیا۔

اس سال کا قابل ذکر تذکرہ یہ ہے کہ اسی سال نصف رمضان المبارک کے قریب حضرت ابن علی شہید ہوئے۔

ہجرت کا چوتھا سال

جنگ احد میں مسلمانوں کو جو تکلیف پہنچی تھی اس کو سنکر مدینہ کے منافق اور یہودی بہت خوش ہوئے کیونکہ مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے اقتدار سے اندر ہی اندر جز بز ہو رہے تھے مگر کچھ بس نہ چلتا تھا منافقوں اور یہودیوں کی خوشی کا علم حضور کو بھی ہوا مگر آپ نے درگذر سے کام لیا۔

اسی محرم ۴ھ میں یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی کہ مقام نجد میں قبیلہ بنی اسد کے اہالیان سے مفسد اور شریر ارادہ سے جمع ہوئے ہیں اور مسلمانوں پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں جن کے سردار طلحہ بن خویلد اور سلمہ بن خویلد ہیں آپ نے یہ خبر سنکر ابو سلمہ مخزومی کو ڈیڑھ سو مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کی طرف روانہ کر دیا تاکہ ان کی گوشمالی کریں۔ مسلمانوں کی یہ جمعیت ادھر روانہ ہوئی ادھر جب ان نامردوں نے سنا کہ مسلمانوں کی جمعیت ہم سے مقابلہ کے لئے آرہی ہے تو وہ سر پر پیر رکھکر فرار ہو گئے۔ ابو سلمہ قطن میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ دشمن فرار ہو گئے ہیں اور کچھ مویشی چھوڑ گئے ہیں یہ ان مویشیوں کو لیکر مدینہ واپس آگئے۔

جب آپکے سمجھ کتب یا قرآن شریف وغیرہ کی ضرورت ہو تو خواہ وہ کوری کی تجارت کتب میں درج ہو یا نہ ہو آپ بلا تردد اس کا آرڈر دفتر مرکز میں دیدیجئے دفتر موری وہ کتاب بھیجکر آپ کو فوراً بھیجدیگا۔ اور اس کا کوئی معاوضہ آپ سے نہ طلب کریگا۔ (منیجر)

مسلمان اور قرآن

ایک مسلسل کتاب جو رسالہ مولوی کے لئے لکھی جارہی ہے

(نوشتہ حضرات مراد آبادی)

سلسلہ کے لئے دیکھو مولوی ماہ جمادی الثانی صفحہ ۱۳

ظلم و بدی اور قرآن قرآن کریم میں ارشاد باری ہے انہ لا یفلح الظالمون (اللہ تعالیٰ کبھی ظالموں کو کامیاب نہیں کرتا ظاہر ہے کہ ظالم خود اپنا دشمن آپ ہوتا ہے اور کوئی اس کا دوست نہیں ہوتا۔ دنیا دی وبال تو اس پر جو ہوتا ہے وہ ہوتا ہی ہے اللہ تعالیٰ تعالیٰ کا بھی اس پر عتاب ہوتا ہے یہ کمبخت ایسی بُری چیز ہے کہ شہر اور قریات ملک اس سے تباہ اور برباد ہو جاتے ہیں پھر خدا جو کچھ نہ کرے وہ کم ہے وہ رحیم و کریم کب یہ گوارا کر سکتا ہے کہ اس کے بندے ظلم کا شکار ہوں اس لئے وہ ان کی کاتیکابی کے سوا تیغ برلب کر دیتا ہے اور آیات دلائل ملاحظہ کیجئے ان کے اندر کسقدر جلال مرکوز ہے وما کنا مھلکی القریٰ الا واھلھا ظالمون ہم کسی بستی کو بھی تباہ و ہلاک نہیں کرتے تاوقتیکہ اس کے باشندے ظلم و جور اختیار نہ کریں۔ وظھروا الفسھم فجعلناھم احادیث ومزقنٰھم کل ممزق انھوں نے کیا کیا اپنے ہی نفسوں پر ظلم کیا پس ہم نے دنیا کے لئے انہیں ایک افسانہ بنا دیا۔ اور انھیں بیسر یزہ ریزہ کر دیا۔

قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المجرمین تو کہدے کہ ملکوں کی سیر کر کے دیکھو کہ اس دنیا میں سرکشوں اور ظالموں کا کیا انجام ہوا وکایین من قریۃ اھلکنا ھا وھی ظالمۃ ہم نے بہت سی بستیوں کا قلع قمع کر دیا اس وقت جبکہ ان کے باشندے جور و ظلم کے خوگر ہو گئے ان لعنۃ اللہ علی الظالمین تحقیق ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔

بابل نینوا رومہ مدائن کسی زمانہ میں کتنی پر شکوہ اور عظیم الشان بستیاں تھیں لیکن آج ان کی عظمت اور ان کی شوکت و صولت کی داستانیں محض فسانہ ہیں اور غضب الٰہی انھیں تباہ و برباد کر چکا آج ارض عالم پر ان کا نام و نشان بھی باقی نہیں اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے فانتقمنا من الذین اجرموا وکان حقا علینا نصر المومنین پس ہم نے بدکاروں اور ظالموں سے تو انتقام لیا لیکن مومنوں اور ایمانداروں کی امداد کرنا ہمارا فرض رہا ہے مسلمان بھی جب تک اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلتے رہے اتفاق کو اپنا شعار عمل بنائے رکھا دست و بازو بھی دنیا میں پھیلتے اور پھولتے رہے اور جب ان کے اندر غفلت اور ظلم کے جراثیم پیدا ہو گئے تو ان کی سطوت اور اقبال کے پرخچے اڑا دیئے گئے اور یہ ذلیل خوار ہو گئے۔

نیکی و انصاف اور قرآن قرآن کریم میں ارشاد باری ہے:- والذین امنوا وعملوا الصالحات لھم مغفرۃ و رزق کریم جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے رہے انھیں آخرت میں خدائے قدوس بخشش بھی اور رزق بھی بہت زیادہ عطا کرے گا۔ ویحق اللہ الباطل و یحق الحق بکلمٰتہ اللہ تعالیٰ باطل کو مٹاتا ہے اور اپنے کلمات سے حق کو حق ثابت کرتا ہے۔ للذین احسنوا فی ھذہ الدنیا حسنۃ ولدار الاخرۃ خیر جنھوں نے نیکی اور بھلائی کی ان کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی اور نیکی ہے اور آخرت میں بھی انھیں ضرور اچھی اور مبارک جگہ عطا ہوگی وکان حقا علینا نصر المومنین اور مومنوں کی امداد کرنا تو ہمارا فرض ہے؛ مسلمانوں کی حیرت انگیز فتوحات اور فتیدالمثال اور عدیم النظیر کامیابیاں ان کی نیکی اور تعلیم قرآنی ہی کے اتباع کا نتیجہ تھیں وہ جہاں ہر رخ کرتے تھے فتح و نصرت ان کے قدم چومتی تھی محض اس لئے کہ وہ اللہ کا حکم مانتے اور قرآنی تعلیمات کو اپنا دستور العمل بنائے ہوئے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ ہر کوشش ہر اقدام اور ہر کام میں ان کی برکت پیدا کرتا تھا اس کی امداد اور اس کی رحمت ان کے ساتھ رہتی تھی جب سے انہوں نے قرآن کریم پر عمل کرنا چھوڑ دیا باطنی نصرتیں اور اللہ کی توفیقوں نے بھی ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور جو مسلمان پہلے ہر جگہ عزت کی زندگی بسر کرتے تھے آج ذلت و غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور نظر آتے ہیں قرآن وہی ہے اور اس کی تعلیم وہی اگر مسلمان اب بھی اس پر کاربند ہو جائیں تو پھر ان کے لئے وہی کامرانیاں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ کتنے صاف اور صریح الفاظ میں فرماتا ہے ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیٰمۃ اعمیٰ اور جو کوئی میرے ذکر اور میری یاد سے اعراض و غفلت برتے گا اس کی زندگی مصیبت و افلاس میں بسر ہوگی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین جو کوئی اللہ رحمٰن و رحیم کے ذکر سے غافل رہے گا ہم اس پر شیطان کو قابض کر دیں گے جو ہمہ وقت اس کے ساتھ ساتھ رہے گا؛ یہ آیات بالکل صاف ہیں انداز بیان بالکل واضح ہے اس میں کوئی پیچیدگی اور اشکال نہیں اگر مسلمان انھیں سمجھیں تو چند روز میں ان کی حالت میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو جائے۔ مسلمان دنیا میں جو مصیبت و تکلیف اٹھا رہے ہیں وہ ان کی غفلت ہی کا نتیجہ ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ ان آیات کو پڑھکر کانپیں ٹڑیں گڑیں ورنہ دنیا کے ساتھ ان کی عاقبت بھی خراب ہو جائے گی۔ مسلمانوں ہی سے نہیں یہودیوں اور عیسائیوں سے بھی خالق برتر و توانا نے اسی قسم کے وعدے کئے تھے ولو انھم اقاموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم منھم امۃ مقتصدۃ وکثیر منھم ساء ما یعملون اور اگر وہ توریت اور انجیل کو اور اس کو جو ان کے رب کی طرف سے ان پر اتارا گیا ہے قائم رکھتے اور اس کے احکام و تعلیم پر عامل رہتے تو ہم انھیں اوپر سے بھی کھلاتے

اور نچلے سے بھی ان میں سے ایک گروہ میانہ رو ہے لیکن اکثر ایسے ہیں جو برے اعمال میں مصروف ہیں قرآن کریم میں نوسب کچھ موجود ہے لیکن اس کا کوئی علاج ہی نہیں کہ کوئی عمل تو کرے اور غافل پڑا رہے۔

علوم وفنون کی ترغیب

عرب میں جنگ وفساد وشرک وتہامات اور شعر وسخن کے سوا کچھ نہ تھا ان کا مایہ علم صرف یہ تھا کہ عشقیہ اشعار موزوں کرلے، امراء کے لئے قصیدے لکھ دیئے، مخالفوں کی مذمت کردی، اپنے بہادروں کی جرأت وشجاعت کو سراہ دیا اپنے خاندان اور آباواجداد پر فخر کرلیا اس تنگ مائگی پر غرور وتفوق کا یہ عالم تھا کہ ساری دنیا کو اپنے مقابلہ میں ننگ سمجھتے تھے قرآن کریم نے اس شعر وشاعری کی شدت کے ساتھ تنقیص کی اور علوم وفنون اور حقیقی علم وبصیرت کی عظمت وافادیت ان پر واضح کردی اور نفیس اس کی طرف مائل کردیا فور وشاہ پر آمادہ کیا اور بتایا کہ غور وفکر سے کام لو اور دیکھو کہ ان ظالموں کی تباہی کے اسباب کیا ہیں لوگوں کی خوش حالی وسرسبزی کن اسباب کی رہین منت ہوا کرتی ہیں طبعی انقلاب کس طرح ہوا کرتے ہیں، کائنات عالم کا نظام کس اساس پر قائم ہے، بجلی کیونکر چمکتی، بارش کس طرح ہوتی اور ہوائیں کیونکر چلتی ہیں پرند ہوائیں کیسے اڑتے ہیں جانوروں اور حیوانوں کو رزق کس طرح ملتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری ہے یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت واللہ بما تعملون خبیر تم لوگوں میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور جنھیں دولت علم بھی عطا کی گئی ہے ان میں بلند درجے اور بلند مراتب دیئے جائینگے اللہ تعالیٰ تمہارے عمل وکار سے خبردار ہے"

ان فی السمٰوٰت والارض لاٰیٰت للمومنین وفی خلقکم وما یبث من دابۃ اٰیٰت لقوم یوقنون ایمان دار لوگوں کے لئے آسمانوں اور زمینوں میں بہت سی نشانیاں ہیں خود تمہاری پیدائش اور نیز جانوروں کی تخلیق میں بھی ایسی ہی نشانیاں جنھیں وہ روئے زمین پر رینگتا اور دوڑتا اور پھیلتا ہے جو قوم یقین سے کام لیتی ہے وہ ان نشانیوں سے بہرہ مند ہوتی ہے"

اسی آیت کے سلسلہ میں ہے واختلاف اللیل والنہار وما انزل اللہ من السماء من رزق فاحیا بہ الارض بعد موتہا وتصریف الریاح اٰیٰت لقوم یعقلون شب وروز کے طلوع وغروب اور نیز اس رزق کے عطا یا میں جسے اللہ تعالیٰ آسمانوں سے اتارتا ہے اور اس زمین میں جسے مردہ اور خشک ہوجانے کے بعد زندہ اور سرسبز کردیتا ہے اللہ ہواؤں کی فرمانبرداری میں عقل والوں کے لئے نشانیاں موجود ہیں۔

غور کیجئے کہ ایزد باری تعالیٰ جاہل اور صرف شعر وسخن کے متوالے شاعروں اور جاہلوں سے بالخصوص اور دنیا والوں سے بالعموم کیا کہہ رہا ہے اور کس چیز اور کس عمل کی انھیں دعوت دے رہا ہے پہلے تو یہ بتایا گیا کہ ایمان اور علم والوں کو بڑے بڑے درجے عطا کئے جائینگے اور پھر فرمایا گیا کہ کس گمراہی اور ضلالت میں پڑے ہوئے ہو چشم بصیرت وا کرو اور خدا اس پر تو غور کرو کہ آسمان وزمین کی حقیقت کیا ہے انہیں کس حکمت سے بنایا گیا ہے حیوانوں کی غرائب انگیز اور عجیب وغریب تخلیق کس طرح عمل میں لائی گئی کہ کوئی تو ہمارا اڑ رہا ہے اور کوئی پانی میں تیر رہا ہے اور کوئی جنگلوں میں دہاڑ رہا ہے ان کی جسمانی ساخت میں وہ کونسا جوہر خاص رکھدیا گیا ہے اپنی اپنی ضروریات کے مطابق ہر جانور اپنا کام لیتا ہے اور اپنا رزق حاصل کرتا ہے بھیڑوں اور سرد ممالک کے جانوروں کو سردی سے بچنے کے لئے بال اور شدید گرمی ملک کا جانور ہے اور اس ریگستان کا جہاز ہے جو صدہا میل تک بے آب وگیاہ چلے گئے ہیں اس میں کوئی ایسا قدرتی ہنر رکھدیا کہ وہ ہفتوں پانی پیئے اور چارہ کھائے بغیر چلتا رہتا ہے۔

پھر یہ کیا بات ہے کہ وقت مقررہ پر سورج طلوع وغروب ہوتا ہے اور ایک وقت روشنی رہتی ہے اور دوسرے وقت تاریکی اس میں سرمو فرق نہیں ہوتا پھر کس طرح آسمانوں سے رزق اترتا ہے بارش برسنی ہے اور خشک اور پتھیلی پڑی ہوئی زمین یک لخت سرسبز وشاداب ہوجاتی ہے اس میں کھلے ہوئے پھول آتے ہیں کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں پھر ہوائیں کیونکر چلتی ہیں کونسی ہوائیں کس طرح اور کس مقصد سے کیا عقل ودانش والوں کے لئے اس میں نکات بے عدیدہ پوشیدہ اور مضمر نہیں ہیں تو ف تو ضرور ان اسرار ربانی کو نہیں سمجھ سکتے جنہیں خدائے تدبیر کس نے عقل دی ہے وہ ان کے بواعث واسباب پر بھی غور کرتے ہیں پھر اس علم سے اپنے داغوں کو روشن کرتے ہیں اور اسے کامل نظام تہکر اس کے بنانے اور پیدا کرنے والے کو ماننے اور اس کی حمد وثنا کرنے میں علم طبعی کی تعلیم کی یہ کتنی بڑی ترغیب ہے مسلمانوں نے تو ایک زمانہ میں اس علم وفن میں کمال حاصل کیا ہی تھا آج یورپ کو دیکھ لو کہ اس کے خلاسفر علوم میں کس درجہ کمال کو پہنچے ہوئے ہیں اور انہوں نے غور وتحقیق میں کتنا وقت اور کتنا روپیہ صرف کیا ہے۔

پھر ارشاد باری ہے افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت والی الارض کیف سطحت کیا اونٹوں کی خلقت پر غور نہیں کرتے اور آسمان پر نگاہ نہیں کرتے کہ وہ کس خوبی وعمدگی کے ساتھ بلند کیا گیا ہے اور ہمارے سروں پر چھایا ہوا ہے پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس مضبوطی اور استواری سے اپنی اپنی جگہ نصب وقائم کردیئے گئے ہیں اور پھر زمین کی وسعتوں پر غور نہیں کرتے کہ کس طرح اور کس حکمت سے اور دور تک پھیلی ہوئی ہے" علم الحیوان علم فلکیات علم ارض اور علم طبعیات کی ترغیب دی جارہی ہے اور مسلمانوں کو غور وتدبر کی دعوت دی جارہی ہے اس عہد اور اس زمانہ کے مسلمانوں کے قلوب میں ایمان کی روشنی پھیل ہوئی تھی اللہ سے ڈرتے تھے مجال نہ تھی کہ کوئی آیت اور حکم نازل ہوتا اور وہ فوراً ہی اس پر عمل شروع نہ کردیتے اس لئے انہوں نے ترقیات حاصل کیں اور زمانہ وزمانہ کے استاد بنے ہمارے قلوب میں نہ وہ ایمان کی پختگی ہے اور نہ خوف خدا اس لئے ہم عظمت کی گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں یورپ ٹھیک اسی حکم ربی کی دانستہ یا غیر دانستہ پیروی کی یا پیروی کرنے والوں کی پیروی کی اور ترقی پائی حروب صلیبیہ اور ہسپانی مسلمانوں کی صحبت نے ان کے اندر یہی حرکت عمل پیدا کی انہوں نے ان کے طریقے اختیار کئے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ عروج وارتقا کی بلندیوں پر آفتاب بنکر چمک رہے ہیں اور ہم ذلت ونکبت کے قعر میں تختہ بند ہیں حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں عمل کا راج ہے

جس نے عمل کیا اس نے پایا قانون قدرت اور فطرۃ اللہ ہی ہے اللہ تعالیٰ نے قدرت کا جو قانون مقرر کر رکھا ہے انسان اس پر چلتے رہے تو انھوں نے ترقی کی یورپ والے چلے وہ ترقی کر گئے اور اب ہندو اور سکھ اس پر کسی نہ کسی نہج سے عامل ہوتے چلے جا رہے ہیں تو وہ بھی ترقی کر جائینگے۔

اللہ الذی سخر لکم البحر لتجری الفلک فیہ بامرہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا منہ ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے سمندر کو تمہارے لئے پابند احکام بنا دیا کہ اس میں اس کے حکم سے کشتیاں اور جہاز چلتے ہیں اور پابند اس لئے کیا کہ بندے اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل کر سکیں یعنی روپیہ پیدا کریں اور شکر۔ اور یہی جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کو اس نے پابند و مسخر بنا دیا ہے جس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں سمندروں کی تسخیر کے نظارہ ہر ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں ایسا قابو دیا اور اتنا مطیع کہ انسان اس پر بلا خوف ہر طرح گھومتا اور اس کا سینہ چیرتا پھرتا ہے مال اسباب سے بھرے ہوئے جہاز اس پر گزرتے اور انسان کی دولت میں اضافہ کرتے ہیں پھر اس کے پانی سے نمک موتی سیپیاں اور ہزارہا دیگر منافع حاصل کئے جاتے ہیں اس کی موجوں اور قہاریوں پر انسان کو پورا قابو حاصل ہو گیا ہے پھر زمین و آسمان کی ہر چیز انسان کی تابع فرمان ہے برق کو اس نے قابو میں کیا ہوا سے اس نے کام لئے فضا میں یہ اڑا زمین کا سینہ چاک کر کے لعل و جواہر اس نے حاصل کئے اور اس کے جگر میں سوراخ کر کے عمارتیں اس نے بنائیں اگلی اور پچھلی اور گھڑے جیسے طاقتور اور قوی جانوروں ہوا اس نے غلبہ حاصل کیا گھر بیٹھے ہزاروں میل پر پیغام اس نے بھیجنے شروع کر دیئے یہ سب اسی اطاعت و انقیاد کا ثمرہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسان کو حاصل ہے۔ واقعی غور و فکر سے کام لینے والوں کے لئے اس میں صدہا ہزار سامان عمل موجود ہیں اگر خدا نے فیکسن کائنات کی ان قوی و زبردست مخلوقات کو انسان کا مسخر نہ کر دیتا تو اس ضعیف بنیان کی کیا مجال تھی جو ہاتھیوں اور گھوڑوں پر اسے غلبہ حاصل ہوتا اور سمندروں کا سینہ چیر کر یہ رکھ دیتا یہ سب کچھ نظام الٰہی کے ماتحت ہو رہا ہے اور اب تو بڑے بڑے سائنس داں بھی اس کے معترف ہوتے اور خدا کو مانتے چلے جا رہے ہیں۔

اور ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا کہ غور و فکر ہی سے تم اس راز قدرت کو سمجھ سکتے ہو اور غور و فکر کی طاقت علم ہی سے پیدا ہوتی ہے اسلئے علم حاصل کرو صاف طور پر کہدیا گیا یوتی الحکمۃ من یشاء ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا وما یذکر الا اولوا الالباب اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے علم و حکمت عطا فرماتا ہے اور جسے علم و حکمت عطا ہو گیا واقعی اسے بڑی چیز اور بڑی خیر و برکت والی نعمت مل گئی لیکن ان باتوں سے نصیحت وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو صاحب عقل و بصیرت ہیں۔ جس چیز کو خیر کثیر کہا گیا ہے وہ علم و حکمت ہے علما اور فلاسفر ہی ان چیزوں سے سبق حاصل کرتے ہیں جو صاحب عقل بنیں میں یہاں بھی الفاظ کی ترتیب میں ایک نکتہ بتلا دوں ہی علم کا لفظ نہیں حکمت کا لفظ رکھا ہے علم تو پہر جانے کو کہتے ہیں اور سطحی علم کو بھی علم ہی کہا جا سکتا ہے لیکن حکمت علم کی نظر بنیا انتہائی صورت کا نام ہے جبکہ غور و فکر کی طاقت اپنی پوری ترقیوں پر پہنچ جاتی ہے اور اسرار قدرت کو سمجھنے لگتی ہے حکما یا فلاسفر وہی ہیں جو اشیاء کے حقائق کی تہ کو پہنچیں اور ہر چیز کے اسباب و علل پر صحیح رائے قائم کر سکیں اور اسی لئے یہ کلمہ اور یہ قدرت بہت بڑی نعمت اور عطیہ خداوندی ہو علامہ قفطی، علامہ ابن رشد علامہ ابن طفیل اور علامہ غزالی کی فلاسفی اور حکمت میں جو رتبہ حاصل ہے۔ افلاطون، بقراط اور ارسطو نے جو شہرت حاصل کی۔ نیوٹن۔ لمن کہہکے نے۔ گو کسی نہ کسی درجہ اور جو علمیت پائی وہ دنیا میں کروڑوں انسانوں میں کسی کو حاصل نہ ہوئی اس لئے کہ یہ محققین تھے فلاسفر تھے سلسلہ اسباب و علل پہچان کی تگ میں پڑے تھے میں فن کی اس شاخ میں واقعی انھیں بڑی کامیابیاں ہوئیں چونکہ ان میں سے بعض نے حقیقت ربی کی طرف غور نہ کیا یا آگے بڑھنے اور حقائق کی گہرائیوں میں اترنے کی سعی سے محروم رہے اس لئے گمراہ ہوئے ورنہ ذرا غور کرتے تو باسانی سمجھ سکتے تھے کہ آخر یہ کہاں سے پیدا ہو گیا اور مادہ اور کائنات و مخلوقات میں جو نظم و ترتیب نمایاں ہے وہ کہاں سے آگئی پھر جب ہماری آنکھوں نے کسی بنے کو انسان بنتے نہیں دیکھا کسی مل کو شیر بنتے نہیں مشاہدہ کیا تو یہ خیال کر لینا کہاں تک مناسب تھا کہ انسان بندر کی اولاد ہے یہ بندر اور انسان میں تھوڑی سی مشابہت دیکھکر جھٹ اٹھے کہ سمجھ گئے سمجھ گئے اور اسی کو کمال عقل سمجھ لیا اگر اس نکتہ سے بھی آگے بڑھتے اور اپنی ناقص عقل کو یہیں نہ روک دیتے تو صدہا انھیں ایک وقت پر محسوس ہو جاتا کہ فنظر عالم اللہ جل شانہ ہی کی ارفع اور اعلیٰ ہستی ہے اسی طرح اور بیسیوں صدی کے سائنس داں اور فلاسفر اس اعتراف کو مجبور ہو رہے ہیں اور حقیقت کے چہرہ کو جلوہ گر دیکھ رہے ہیں ارشاد ربانی ہے۔

والشمس وضحہا والقمر اذا تلہا والنہار اذا جلہا واللیل اذا یغشہا والسماء وما بنہا والارض وما طحہا ونفس وما سوہا۔ فالہمہا فجورہا وتقوہا قسم ہے سورج اور اس سے پھیلنے والی دھوپ کی اور چاند اور اس سے جھوٹنے والی چاندنی کی اور ظاہر ہونے والے دن اور اسے ڈھانپ لینے والی رات کی اور آسمان کی جس نے اسے بنایا اور زمین کی جسے اس نے پھیلایا اور نفس کی جسے اس نے صاف درست کیا اور اس کے اندر نیکی اور بدی کا احساس الہام کیا۔

غور کیجئے کہ خالق برتر و توانا کیا کہہ رہا ہے اور کیا بتا رہا ہے لیکن غور کون کرے جنھوں نے غور کیا اور عقل سے کام لیا وہ ترقی حاصل کر گئے رہے باگئے خدا کو خدا سمجھکر ڈرے اور کانپے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء (تحقیق اللہ تعالیٰ سے وہی بندے ڈرتے ہیں جنھیں اس کی قدرتوں اور عظمتوں کا علم ہوتا ہے علم کی تلقین و تاکید ہی اسی لئے کی گئی کہ لوگوں کی عقلیں بڑھیں اور وہ سب کچھ سمجھکر خدا کی عظمت و شان کے قائل ہوں بلا سمجھے طاعت بھی ہر لطف نہیں ہوتی ہر واضح کر دیا بتا دیا کہ قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر اولوا الالباب ان لوگوں سے کہدو کہ جاننے اور نہ جاننے والے اور عالم و جاہل برابر نہیں ہو سکتے نصیحت و سبق تو وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو صاحب عقل و علم ہیں۔ پھر اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین ۵ خدا کی پناہ کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں" فرما کر حقیقت واضح کر دی کہ جہالت ایسی بری چیز اور ایک ایسی تاریکی ہے جس سے خدائے قدوس سے پناہ مانگنی چاہئے

آج ساری دنیا کو اس کا اعتراف ہے کہ علم بڑی نعمت اور اسکی بڑی ضرورت ہے اتنی بڑی ضرورت کہ ہر جگہ تعلیم مفت دلانے کی جارہی ہے اور سلطنتوں اور حکومتوں نے علم کی توسیع اور تعمیم بلکہ نوع انسان کو اس نعمت سے بہرہ مند کرنا اپنا فریضہ عمل سمجھ لیا ہے یہ کیا ہے وہی قرآن کریم کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن ہونا۔

جب عالم و جاہل میں کوئی مناسبت و مساوات ہی نہیں بلا اس کے حصول کے انسان کیا سمجھ ہی نہیں سکتا عقل پیدا ہی نہیں ہوتی خدائے قدوس سے ڈر ہی نہیں سکتا تو لازمی تھا کہ علم عام ہوتا نہ کہ اگر کہیں سمجھنے کی استعداد پیدا ہو جاتی دیکھئے غفلت کس طرح کھینچ کھینچ کر دنیا کو اسلام کے بتائے ہوئے راستہ پر ڈال رہی ہے ورنہ تعمیم تعلیم کا خیال قرآن اور صرف قرآن کا پیدا کیا ہوا ہے یونان میں علم سینہ بسینہ رہا ہے ہندوستان میں بھی یہی صورت تھی صرف برہمن اس کے مستحق و سزاوار سمجھے جاتے تھے اور شودروں کو توحش ہی نہ تھا کہ وہ ایک لفظ بھی سیکھ سکیں مغرب میں پادری اور راہب اسے تنہا اپنا حق سمجھتے تھے عوام کو تعلیم دینے کی طرف کسی کا خیال نہ تھا اور نہ اس کی ضرورت سمجھی جاتی تھی جب قرآن کریم منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا تو اس نے اس پر عجیب النوع اور پر زور طریق داعیانہ پر اس کی ضرورت بھی واضح کر دی اس کی عمومیت و وسعت پر بھی زور دیا اور جہالت کو ایک ایسی لعنت و مصیبت بتایا جس سے ہر وقت پناہ مانگنی چاہئے۔

مغرب نے علوم ہی تحاصل کر کے ترقی پائی جاپان اسی سے بڑھا اور مسلمانوں نے بھی اسی سے عظمت حاصل کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحب قرآن نبی نے بھی تحصیل علوم کی ضرورت قرآن کریم کے احکام کی تشریح میں نفوذ و شعور کے ساتھ واضح کی ہر مرد و عورت کے لئے اس کا سیکھنا فرض قرار دیا کہا کہ اگر چین جیسے دور دراز ملک میں بھی علم ہو تو وہاں بھی بلا تکلف پہنچ اسے حاصل کرو ایک گھڑی علم سیکھنا تمام رات کی شب بیداری اور عبادت سے بہتر ہے اور عالم و جاہل برابر ایسی ہی فضیلت حاصل ہو جیسی کہ مجھے ایک ادنی پر ہے پھر قدیم میں زیادہ تر زور دینی علوم ہی کا رواج تھا جبکہ لوگ کہیں نہیں ریاضی و فلکیات میں بھی بصیرت رکھتے تھے اسلام نے تو فلکیات، بحریات، نفسیات، ریاضیات، تاریخ، جغرافیہ، منطق، فلاسفی، سائنس اور طبیعیات جملہ علوم ہی پر زور دیا قرآن کریم بہت بڑی اور ضخیم کتاب نہیں ہے اور ایک چھوٹی کتاب اور تمام عالم کی ضروریات لازمی تھا کہ اس میں مل اختصار و اشارات سے کام لیا جائے اور یہی کیا گیا اگر صراحت سے کام لیا جاتا تو ایسے دس دفتر بھی کافی نہ ہو سکتے تھے چونکہ ایک دستور العمل اور فرمان نامہ ہے اس لئے مختصر ہے اور دستور نامے کہیں بھی طویل نہیں ہوتے لیکن اس کی تشریح میں بڑی ضخیم مجلدات و کتب لبریز پڑی ہیں پھر بھی اگر انسان چاہے تو ایک قرآن ہی اسے سب کچھ بتا سکتا ہے آج کتب بینی ہو اور شہنشاہ کے تو دو لفظ ہی کافی ہوتے ہیں ارشاد باری ہے قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المجرمین کہدے کہ ملک و ملا کی سیر اور زمین کی سیاحت کر کے دیکھو کہ سرکشوں کا انجام کیا ہوا"

وکاین من قریۃ اھلکنٰھا وھی ظالمۃ ہم نے بہت سی بستیوں اور آبادیوں کو اس لئے ہلاک کر دیا کہ ان کے رہنے والے ظلم و سرکشی کے خوگر ہو گئے تھے" گویا مسلمانوں کو بتایا تھا کہ گھروں سے نکلو دنیا کی سیاحت کرو اور دیکھو کہ کتنے شہر اور کتنی آبادیاں برباد اور تباہ ہو چکیں اور ان کی تہذیب مٹا دی گئیں۔ یورپ والے آج اس تحقیق پر بھی کاربند ہیں یمن، روما، عراق اور مصر کے کھنڈر کھودے جا رہے ہیں اور تحقیق کیا جا رہا ہے کہ پہلے تمدن کیا تھے پہلی حکومتیں اور ان کی شان کی تھیں اور کس طرح برباد ہوئیں۔ کسی زمانہ میں مسلمانوں کی سرگرمی عمل کا یہی عالم تھا اور وہ کتابوں ہی کو نہیں عالموں اور فاضلوں تک کو سونے سے تولوا دیتے تھے اور ان کا مامون رشید فراخ دل کتابیں طلب کیا کرتا تھا عیسائیوں اور یہود کی طرح نہ انھوں نے علم کو محدود و پابند کیا تھا اور نہ کسی اپنے کنیسو کی تحقیقات پر دار پر چڑھا یا تھا ان کے علوم و فنون کا مدینہ ہمیشہ جوش پر رہتا تھا اور ہر شعبہ علوم و فن میں انہوں نے تبحر کمال حاصل کر لیا تھا۔

مسٹر جان ڈیون پورٹ لکھتے ہیں:۔

"ہر قسم کی شہادت کے استقصا کے بعد بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جن نفوس نے علوم و فنون اور فلسفہ و حکمت کو سب سے پہلے زندہ کیا اور جو قدیم اور جدید زمانہ کے لٹریچر کے مابین ایک کڑی اور اہم سلسلہ کی حیثیت رکھتے ہیں وہ بلاشبہ عرب اور ایشیا کے فرزند ان توحید اور اندلس (سپین) کے مور تھے اندلس میں یہ علوم مسلمانوں ہی کے ذریعہ ایشیا سے آیا تھا اور انھیں نے وہاں اسے رواج دیا تھا یہ ایک مشہور اور مسلم حقیقت ہے کہ عربوں میں چھ سو برس سے علوم و فنون کے چشمے جاری تھے اور اس تمام مدت میں یورپ جہالت و وحشت میں مبتلا تھا اور ان سے لٹریچر تقریباً برباد ہو چکا تھا اس کے علاوہ یہ بھی تسلیم کر لینا چاہئے کہ فلسفہ ریاضی، ہیئت اور تمام وہ علوم طبعیہ جو دسویں صدی میں یورپ کے اندر رواج پذیر تھے یہ علمائے عرب ہی سے عیسائیوں کو حاصل ہوئے تھے علی الخصوص مسلمانان اندلس تو فلسفہ یورپ کے آبا، خیال کئے جاتے تھے اور اب تک خیال کئے جاتے ہیں"

یہ بھی حقیقت ہے کہ مسلمانوں ہی کے سبب اور قدوم کی برکات سے یورپ کے فیڈرل انتظام کی مختبات اور وہاں کے امراء کی خود مختاریاں اور دور دور معدوم ہوئیں اور انہی کے کھنڈروں پر ہمارے ملک یورپ کی آزادی دار لقاکی عظیم الشان اور فلک فرسا عمارت تیار و تعمیر ہوئی میں اہل یورپ کو یہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں کہ انھیں اس احسان بار سے بھی مسلمانوں کا ممنون ہونا چاہئے کہ یورپ اپنے زمانہ جہالت و وحشت کی تاریکی میں تمام علوم سے بے نیاز ہو چکا تھا اور بڑے بڑے ذخائر معدوم ہونے چلے جا رہے تھے یہ مسلمان ہی تھے جن کی بدولت علوم و فنون اور ریاضی و طب کی کتب کا ذخیرہ قائم رہا اور یونانی فلسفہ کو انہوں نے از سر نو زندہ کر کے دنیا میں پھیلایا اور رائج کیا"

فاضل محقق مسٹر جیمز اپنی انسائیکلو پیڈیا میں لکھتا ہے کہ:۔

"ہم اس امر پر غور نہیں کر سکتے کہ اسلام نے تمام بنی نوع انسان کی بھلائی اور مفاد کے لئے کیا کیا لیکن اگر حقیقت پر غور کیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ یورپ کی ترقی علمیہ میں اسی کا حصہ ہے مسلمان نویں صدی سے تیرہویں صدی تک وحشی یورپ کے معلم بنے رہے خاندان عباسیہ کے زمانہ ہی سے یونانی خیالات اور یونانی فلسفہ اور یونانی تہذیب کے از سر نو زندہ اور سرسبز ہونے کا شمار کیا جاتا ہے یہ زمانہ واقعی بڑا شاندار زمانہ تھا اگر مسلمان علوم و فنون کی یادگیری کے لئے آگے نہ بڑھتے اور مدرسوں اور بڑی درسگاہیں قدیم لٹریچر کو پناہ نہ دیتے تو بلاشبہ یہ بیش قیمتی برباد و معدوم ہو گیا

ہر تاریخ، جغرافیہ، ریاضی، علم کلام، فلسفہ، منطق اور شاعری کو انھوں ہی نے زندہ کیا ترقی دی اور پھیلایا اور جب تک ان کی کتابیں اور یہ علوم زندہ ہیں اس وقت تک ان کا نام

خوف خدا

(نوشتہ مولانا مولوی محمد عبدالرحمن صاحب مجتہد)

الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم وکثیر منھم فسقون ۝

(ترجمہ) کیا ایمان والوں کے لئے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کی نصیحت کے اور جو دین حق (یعنی جانب اللہ) نازل ہوا ہو اس کے لئے جھک جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاویں جن کو ان کے قبل کتاب دی (آسمانی) تھی (یعنی یہود و نصاریٰ) پھر (اسی حالت میں) ان پر زمانہ دراز گذر گیا (اور توبہ نہ کی) پھر اُن کے دل (خوب ہی) سخت ہو گئے اور بہت سے آدمی ان میں کے (آج) کافر ہیں۔

یہ آیت شریفہ جس وقت نازل ہوئی اس وقت اسلام کی عمر کیا تھی یعنی بالکل ابتدائی زمانہ اسلام تھا پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام دنیا میں جلوہ فرما تھے ان کی ذات مقدس سے تعلیم اسلام میں ایک خاص اثر اور قوت تھی لوگوں کے دل نرم تھے اور خشوع وخضوع نے ہر دل میں جگہ پائی تھی ان کا کوئی کام سطحی یا سرسری نہ تھا وہ جس کام میں خدا کا نام لیتے وہ حقیقت میں خدا ہی کے لئے ہوتا تھا ان کی ذاتی غرض یا دنیا کی مصلحت کچھ بھی اس میں شامل نہ تھی قرآن نازل ہو رہا تھا جس قدر جوق جوق اس کی صداقت کے آگے سر جھکا رہے تھے اور اُن کے دل صاحب وحی کی زبان فیض ترجمان سے ہدایات الٰہی سنکر تڑپ جاتے تھے ان حالات پر نظر ڈال کر پھر اس ارشاد الٰہی پر نظر غائر ڈالئے کہ خطاب خداوندی کن لفظوں میں اور کس سبق آموز طریقہ سے صادر ہوا ہے گویا مسلمانوں کے ان حالات کے باوجود جو ہم آج کچھ دیکھ رہے ہیں خداوند کریم ان کے خشوع وخضوع کو جو ان مسلمانوں میں تھا کافی نہیں سمجھتا اور چاہتا ہے کہ وہ لوگ اپنے خشوع وخضوع کو اور بڑھائیں اور اس میں جو کمی ہے اس کو پورا کر دیں اور بطور عتاب فرماتا ہے کہ الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ کیا مسلمانوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ہمارے ذکر سے کانپ اٹھیں اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو مسلمان ہوئے چار برس ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس آیت میں عتاب فرمایا اس آیت شریفہ میں مسلمانوں کے لئے خوف خدا کی ترغیب ہے۔

صحیح بخاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ جس قدر اللہ کا خوف میرے دل میں ہے اگر اس کا حال تم لوگوں کو معلوم ہو جائے تو تم لوگ عورتوں بچوں میں رہنا سہنا چھوڑ کر جنگل میں نکل جاؤ گے اور اپنا ہنسنا کم اور رونا زیادہ کر دو گے" خوف خدا کی یہ کیفیت کمال ایمان کی دلیل ہے اور جب خوف خدا درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے تو پھر اس خدا سے ڈرنے والے سے نہ کوئی برائی سرزد ہو سکتی ہے نہ وہ نیکی سے پہلوتہی کرتا ہے نہ اس سے خدا کے حق کی ادائی میں کوتاہی ہوتی ہے نہ بندوں کے حقوق اس سے تلف ہوتے ہیں۔

یہ دنیا میں امن کی نشانی اور رحمت کی علامت ہو جاتا ہے خدا اس پر فرمان اور دنیا اس کی گرویدہ ہو جاتی ہے پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام کی پاک صحبت اور مقدس تعلیم سے تیرہ برس میں جو مسلمانوں کے دل خوف الٰہی سے بھر گئے تھے اس کیفیت کو اخذ کر کے نا کافی سمجھکر اس آیت شریفہ میں ان کو تنبیہ فرماتا ہے اور کیا کہتا ہے۔ یہ کہتا ہے تم کیا ابھی مسلمانوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کے ذکر سے لرز جائیں۔

مسلمانو! اس پاک گروہ کے پاک دل جو خوف الٰہی سے ہمیشہ لرزہ براندام رہتے تھے ان کی تنبیہ کی ضرورت ہوئی تو وائے بحال ان مسلمانوں اگر اس وقت پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام بزرخ سے ہم میں پھر بھیجے جائیں اور ان پر وحی نازل ہو تو مرحوم مسلمانوں کو خدا جانے کس قدر تنبیہ آمیز الفاظ میں تہدید و سرزنش کرے۔ یہاں خوف خدا تو کیا اس کا خیال بھی نہیں، رہا نام تو مسلمانوں کا سا ہے قرآن کو کتاب الٰہی بھی مانتے ہیں قبلہ بھی سب کا ایک ہے پیغمبر پر بھی ایمان ہے مگر خدا کا خوف جیسا کہ چاہئے دل میں نہ ہونے سے سب زبانی جمع خرچ کی حد تک رہ گیا ہے کہنے کو بیٹھیں تو وقت نہ ملے لکھنے کو قلم اٹھائیں تو دفتر کے دفتر سیاہ کر ڈالیں مگر کرنے کا نام آئے تو سارا کہا سنا گاؤ خورد۔ میں اس وقت آپ حضرات کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کو اس کے لئے کس قدر خشوع وخضوع کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی حیثیت کی کمی کو کس قدر مقدس لوگوں سے پورا پورا اور مکمل کرنے کا طالب ہے اور ہر کس و ناکس درجہ اور کس مرتبہ میں شمار کئے جا سکتے ہیں اس کا اندازہ کیا جائے۔ فرض وغیرہ کچھ کام نہیں آتا مسلمان جن اعمال و افعال کا نام ہے اس کو اپنے ہر عمل اور ہر قول میں پیدا کرنا چاہیئے اور اس کی اصل خوف خدا ہے اللہ ہی وہ چیز ہے کہ جس دل میں مضبوط طور جائے اس سے تمام خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور اس کا برعکس و بار سوائے بدی کے کچھ نہیں ہوتا اور جہاں خوف خدا نہیں وہاں نیک کام بھی ظاہری خوبصورتی اور ریائی نیکی سے زیادہ اثر نہیں دکھا سکتا۔ چونکہ موجودہ زمانہ کے مسلمانوں میں یہ چیز ہی بکلی مفقود ہو گئی ہے یعنی خوف خدا ہی باقی نہیں رہا ہے اس لئے ان کا تمام کام غرض سے آلودہ ہو گیا ہے اور کسی کام میں خلوص نہیں رہا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کی ہر کوشش بے اثر اور ان کا ہر نیکی کا کام بھی اعتبار کے قابل نہیں رہا ہم میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو مسلمانوں کے بچوں کی مذہبی تعلیم کے لئے شور و غوغا مچاتے ہیں اور لوگوں کو اکساتے ہیں مگر ہوتا کچھ بھی نہیں یا تو کچھ کام کر ہی نہیں سکتے یا کچھ شروع ہوتی ہے تو تھوڑے ہی دنوں میں ہی اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے یہ کیوں یاد رکھو صرف اس وجہ سے کہ وہ جس نیک کام کے لئے کھڑے ہوئے تھے اس کی بنیاد خلوص پر نہ تھی بلکہ کسی نہ کسی اپنی غرض پر تھی اور یہ اس لئے ہی کہ خوف خدا سے دل عاری تھے جس کام کی ابتدا خوف خدا کے ساتھ نہ کی جائے وہ نیک نتیجہ پر کیونکر منتہی ہو سکتا ہے اور اس میں استحکام اور مضبوطی کہاں سے آسکتی ہے وہ جس غرض سے شروع کیا جاتا ہے اس کے پورا نہ ہونے سے یا لوگوں کے ان کی خود غرضی سے واقف ہو جانے کے سبب سے نا مکمل چھوڑ دینا پڑتا ہے خوف خدا کے تحت میں کام شروع ہوتا ہے اس میں خود غرضی آنے

نہیں پاتی اور جس کام میں خود غرضی نہ ہو وہ کبھی عدم گی کے ساتھ انجام کو پہنچ جاتا ہے اور کرنے والے کو ثواب اور لوگوں کو اس سے کافی فائدہ پہنچتا ہے اس لئے تمام مسلمانوں کی کامیابی بے رسمی کا دعوہ کرنے والے حضرات اپنے کاموں کو خوف خدا سے لرزنے والے دل کے ساتھ شروع کریں تو ناممکن ہے کہ ان کے کام بے نتیجہ رہ جائیں مگر جبکہ مسلمان خدا کو چھوڑ کر اپنے نفس کی اتباع میں کام شروع کر دیں اور خدا کی ہدایات سے منہ موڑ کر دوسروں کو جو عبد الطاغوت ہیں اپنی رہنمائی اور رہبری کے لئے انتخاب کرتے پھریں ان کی راہ عمل برائیوں سے پاک اور بھلائیوں سے کس طرح معمور ہو سکتی ہے ہم نے ذکر خدا کو تو چھوڑ دیا اور اس سے زندہ برنام نہیں ہوتے اور جو کچھ خدا کی طرف سے اترتا ہے اس کا خیال نہیں کرتے اور جو کچھ احکام الٰہی ہمارے پاس محفوظ ہیں ان کی طرف توجہ نہیں کرتے بلکہ ان سے اعراض کرتے ہیں اور ان لوگوں کی طرف رُخ کئے ہوئے ہیں جو خدا سے منہ پھیرے ہوئے ہیں تو پھر ہماری اصلاح کیونکر ہوگی خدا کا خوف دل سے اٹھ جانے سے ہماری تو ہمارے آنکھوں سے پھوٹ گیا رہی دنیا وہ بھی غلط استعمال سے ہمارے لئے عذاب جان ہو جاتی ہے آجکل کے دنیا داروں کو دیکھ لو کہ دنیا کی لذات میں وہ اپنا خون آپ پی رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم دنیا کی نعمتوں سے بہرہ کافی پا رہے ہیں ان کی مثال اس مسکین بلی کی سی ہوگئی ہے جو سوہان کو چاٹتی ہے اور سوہان کی وجہ سے جو اس کی زبان چھل جاتی ہے اور اس سے خون نکلتا ہے وہ سمجھتی ہے کہ مجھے خون چوسنے کو مل گیا ہے اور اس وقت اپنے نقصان سے واقف ہوتی ہے جبکہ اس کی زبان کٹ چکتی ہے۔ نقصان ہو چکنے کے بعد جس کی تلافی نہیں ہو سکتی کوئی شخص اپنی غلطی سے واقف بھی ہو تو اس کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے اسی طرح موجودہ زمانہ میں مسلمانوں نے خوف خدا کی مضبوط بنیاد کو چھوڑ کر دوسری طرف جو رجوع کیا ہے اور اس بے راہ روی سے جو نقصان ان کو پہنچے گا اس کی تلافی بھی ناممکن ہوگی مسلمانو اپنے خدا کی طرف اور اپنے خدا کے کلام پاک کی طرف رجوع کرو ورنہ بے بہرہ ہی برت کر اور اللہ تعالیٰ سے غفلت کر کے اپنے دین اور اس کے ساتھ ہی دنیا کو برباد کر دو آیت نمبر ۱۰۵ کے اس جزو سے خدا ذکر کریم تم کو خشوع و خضوع کی طرف بلاتا ہے اور چاہتا ہے کہ تم اس کی یاد کے وقت لرز جاؤ اور اس کے احکام کے آگے سر جھکا دو یہ ایسی ہدایت ہے کہ تم کو دنیا میں سوائے خدا کے سب کا خوف کر دے گی تم کو کسی کا خوف نہ ہوگا اور تمہارے ارادوں کے آگے کسی ہستی کی دھمکی قائم نہ رہ سکیگی ہر کام کو تم پورا کر کے رہو گے کیونکہ تمہارے کسی کام میں خود غرضی اور دغا و فریب نہ ہوگا کیونکہ اور کوئی کام کسی کے نقصان سے شروع ہوگا نہ کسی کے ضرر پر ختم ہوگا تمہارے کام میں کوئی برائی نہ ہوگی وہ سراسر نیکی ہوگا اور کیوں نہ ہو اس کی بنیاد خوف خدا پر ہوگی اس میں سوائے بھلائی کے برائی کا نام کہاں سے آئیگا خدا سے ڈرنے والا نا جائز فائدہ اٹھائیگا نہ کسی کو نقصان پہنچائے گا پھر ایسے ہر ایک کام کا انجام کیوں نیک نہ ہو خدا کا خوف دل میں جما لینے کے بعد خدائے برتر و بزرگ تم کو کس بات کی ترغیب دیتا ہے وہ یہ ہے کہ خدا نے جو احکام اتارے ہیں اس کے آگے بھی تم اپنا سر جھکا دو تمہارا دل حکم خدا سنکر نرم ہو جائے اور اس کے حکم کو چھوڑ کر دوسری طرف تم دوڑے دوڑے نہ پھرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان لوگوں کو جو تیرہ سال تک پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام سے قرآن سنتے رہے کہ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ مسلمان ہمارے نازل کردہ احکام پر سر جھکا دیں" جب تک کہ خدا کے حکموں پر مسلمان سر نہ جھکا دیں گے دوسری قوموں میں ان کو سربلندی حاصل نہیں ہو سکتی۔ قربان جائے احکام اسلام کے کہ ایک خدا کے آگے مسلمانوں کا سر جھکانا اور تمام اقوام عالم پر ان کو سربلند کر دیتا ہے اور اس غفلت پر بھی جاگنا چاہئے ہو سکے کہ ہم اپنی کمبختی سے اس کے آگے سر جھکانے کو عار نہیں سمجھتے۔ ایک کے آگے سر جھکا رکھے آگے سر بلند ہو حاصل کرنا پسند نہیں کرتے قرآن شریف نے اس آیت شریفہ کے جزو میں خدا کے آگے جھکنے اور اس کے احکام کی پیروی کرنے کی ترغیب دی ہے آیت کے دوسرے جزو میں تنبیہ کر دیا ہے کہ دیکھو کہ ان لوگوں کے جیسے نہ ہو جاؤ جن کو تم سے پہلے کتاب آسمانی دی گئی تھی اور احکام الٰہی ان کے ذہن نشین کرا دیئے گئے تھے اور وہ اپنے پیغمبر کی ہدایت کے موافق خدا کے حکم کی پیروی کرنے لگے تھے مگر ایک عرصہ دراز گزرنے سے احکام الٰہی ان کے ذہن سے اترگئے وہ اپنے پیغمبر کی ہدایت کو بھلا بیٹھے اور یہ حال ہو گیا کہ ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں کجی پیدا ہو گئی وہ ایسے ہیں کہ فاسق ہو گئے ہیں"

یہ حصہ آیت شریف کا نہایت سبق آموز ہے اور مسلمانوں کو اس آنے والی آفت سے روکنے کی ایک زبردست سپر ہے زمانہ کی رفتار تعلیم کا اثر اور اس کی تبدیلی جو ہوتی رہی ہے اور ہوا کرتی ہے اس سے پہلے کے لئے خدا نے برتنے پہلے ہی سے مسلمانوں کو آگاہ کر دیا اور تنبیہ کر دی کہ ایسے نہ ہو جیسے کہ پہلی امتیں بن گئیں زمانہ کے اثر سے اپنے مذہب کو بچانے کے لئے مسلمانوں کے کان کھول دیئے اور ان کو ایک سیدھے رستے پر قائم رہنے کی صورت سجھا دی کہ جس طرح تم کو ایک پیغمبر کی رہنمائی سے راستہ پر آگئے ہو اور تم میں جو جذبات خوف خدا اور تسلیم احکام الٰہی کے پیدا ہو گئے ہیں اسی طرح تم سے پہلے قومیں گذر چکی ہیں جن کو ان پر بھیجے ہوئے پیغمبروں کی ہدایتوں نے اثر کیا اور وہ اس کی پیروی کرنے لگے اور کرتے رہے مگر جوں جوں زمانہ گذرتا گیا ان کے دل سے ان کے پیغمبر کی ہدایتیں دور ہوتی گئیں اور ان کی جگہ پھر گمراہ خیالات نے لیلی اور آخر نتیجہ یہ ہوا کہ سخت دل ہو گئے ان کی نرم دلی رخصت ہو گئی اور اب ان میں اکثر و بیشتر لوگ علانیہ بدکاری کرتے ہیں کیا اس آیت شریفہ سے بڑھکر آجکل کے زمانہ کے مسلمانوں کے لئے کوئی سبق آموز ہدایت ہو سکتی ہے اور کیا اس آیت شریفہ سے تنبیہ حاصل کرنے اور شرمانے کے لئے مسلمانوں کو اور کسی موقع اور وقت کا انتظار کیا جا سکتا ہے کیا یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ مسلمان اس آیت شریفہ سے عبرت حاصل کریں اور غور کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم میں سے رخصت ہوئے ساڑھے تیرہ سو برس ہو گئے اور ہم پر ایک عرصہ دراز گزر گیا کہ ہم شمع رسالت کے نور سے محروم ہو گئے اور ہماری آنکھوں کے سامنے وہ بے وجود با وجود نہیں ہے زمانہ اپنی رفتار کے ساتھ ہمیں بھی کہیں سے کہیں لئے جا رہا ہے اور ہم اس کی ہر ایک پٹڑی میں ایک پٹڑا کھا رہے ہیں اور ہم اپنے الٹ پھیر میں شمع رسالت کی روشنی سے کتنی دور ہوتے جا رہے ہیں اور زمانہ ہم کو اپنی کروٹوں میں لیکر کتنی دور پہنچا دیا ہے اور ہر روشنی سے دور اندھیرے میں ٹامک ٹوئیے مار رہے ہیں شمع رسالت کی روشنی ہر پر پڑنے نہیں پاتی اور چند ٹھوکریں بہت پڑتی ہے تو ہم اس پر اپنی غفلت و جہالت سے فانوس چڑھا دیتے ہیں اور اس روشنی کو اور مدھم کر دیتے جاتے ہیں اگر اس نکتہ قرآن پر غور کریں جو ہم ہوں

کے بگڑنے اور صراط مستقیم کی پگڈنڈیوں میں بٹ جانے اور سیدھے راستہ کے گم ہونے کے متعلق بڑی صراحت سے ظاہر کیا گیا ہے تو آج ہمارا مذہب غلطیوں کے پردے سے نکل کر اپنی پہلی آب و تاب پر آجاتا ہے مگر جنہوں نے اپنا راستہ گم کر دیا اور جس راستہ پر پڑ گئے ہیں اسی کو راہ راست سمجھ رہے ہیں اور اس بات کا خیال ہی نہیں آنے دیتے کہ ہم گمراہ راہ میں اور جب ہم اپنے میں کوئی نقص سمجھتے ہی نہیں تو پھر اس کی کوشش کیوں کریں کہ ہم میں جو نقص ہے وہ دور ہو یہ کوشش تو وہ کرے گا جو اپنے کو ناقص سمجھے ہم تو اپنے آپ کو کامل بلکہ اکمل سمجھتے ہیں پھر اس قسم خیال کے تو کیونکر نادم بلکہ ہم اپنے خیال میں اتنے پختہ ہیں کہ اگر کوئی ہماری سمجھانا چاہتا ہے تو ہم اسی سے بگڑ جاتے ہیں اور اپنی غلطی کی تائید کرتے ہیں اور اسی کو جھٹلاتے ہیں اور اس کے بتائے ہوئے سیدھے راستہ ہی کو غلطی کا مرکز قرار دینے کی ہر طرح کوشش کرتے ہیں یہ تمام باتیں ہم میں کیوں پیدا ہوئی ہیں اس کا سبب یہی ہے کہ ہم مذہبی احکام سے غافل ہو گئے ہیں کبھی قرآن دیکھتے ہیں نہ اس کے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں احادیث کا دفتر تو بہت بڑا ضخیم ہے اس کے الٹنے پلٹنے کی زحمت کون برداشت کرے فقہ کے مسائل پیچیدہ اور دشوار ہیں ان کی مشکلات پر کون وقت کھپائے بس آسان بات یہی سمجھ میں آئی ہے کہ جو کچھ سن لیا اور بلا تحقیق ذہن نشین ہو گیا اس کے خلاف کچھ نہ سننا چاہئے یہی مذہب کو خراب کرنے والی باتیں ہیں اب جو قوم اپنے سنے ہوئے افسانوں کو مذہب سمجھ بیٹھے اور قرآن و حدیث و فقہ کے مطالعہ کو تکلیف مالایطاق سمجھے اس قوم کا حشر کیا ہوگا وہی ہونے والا جو اس آیت شریفہ میں بتایا گیا ہے۔

فطال علیھم الامد فقست قلوبھم کہ جب کسی مذہب کی ابتدا ہو کر عرصہ دراز گذر جاتا ہے تو زمانہ کی الٹ پھیر ان کے اعتقادات کو الٹ پھیر کر کہیں سے کہیں پہنچا دیتی ہے اور ان کے دل کی نرمی جو مذہب کی پاک تعلیم سے پیدا ہوئی تھی وہ دور ہو جاتی ہے اور آخر کار دل سخت ہو جاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بیکار ہو جاتے ہیں تو ان کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے اور اس کا مطالعہ عبرت حاصل کرنے کے لئے کیا جائے تو بڑا سبق ملتا ہے قرآن کریم نے بھی بار بار اس طرف اشارہ کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ سیروا فی الارض دنیا کی سیر کرو اقوام عالم کے عروج و زوال کے قصے پڑھو سنو دیکھو تاکہ تم کو معلوم ہو کہ دنیا میں بڑی سے بڑی قوت بھی ایسی نہیں ہے نہ پہلے تھی جو زمانہ کے دست برد سے محفوظ رہ سکی ہو زمانہ یعنی قدرت کا مقرر کردہ قانون سب کو کچل کر رکھ دیتا ہے اچھے بھی اپنی مقررہ مدت ختم کر کے چلے جاتے ہیں مگر برے کی انجام جس قدر برا اور دردناک ہوتا ہے وہ بہت بڑا سبق آموز ہے عبرت کے معنی بھی ہیں کہ انسان اوروں کا برا انجام دیکھ کر اپنے اعمال کو درست کرے دنیا کی سیر اسی نظر سے محکوم ہے کہ انسان دنیا میں پھر کر خود اپنی کردار اور طریق زندگی کا عالمہ مقابل کرے اور ان کی انجام کی داستانوں سے واقف ہو اور اس سے سبق حاصل کرے اور اپنے کردار کو سنوارے نہ یہ کہ لذت دنیوی کو سر حصہ ملک سے حاصل کرنے اور عیش و عشرت میں گذارنے کے لئے تفریح کرتا پھرے چونکہ سفر میں بہت سے خوانہ ہیں اور اس تجربہ سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں ہے سیر و سیاحت کو لوگ اختیار کرتے ہیں مگر ان کی سیر و سیاحت جن خیالات پر مبنی ہوتی ہے وہ قرآنی احکام سے مغائر ہیں قرآن کہتا ہے کہ دنیا کی سیر لوگوں کے عروج و زوال اور آغاز و انجام کے اچھے برے نتائج کو معلوم کرنے کے لئے ہونا چاہیئے جس سے انسان اپنی زندگی کو نیک بنا سکے اور آجکل جو سیر و سیاحت ہوتی ہے وہ اس لئے کہ ہر ملک کی عجیب و غریب اور نادر چیزوں کو دیکھ کر نظارہ کا لطف حاصل کیا جائے ماکولات و مشروبات کھانے پینے کی چیزوں سے ذائقہ زبان کی ضیافت ہو مزاگ رنگ، رقص و سرود سے کانوں کو مزہ ملے جب سیر و سیاحت سے آجکل کے لوگ واپس آتے ہیں تو ان کے تذکرے میں سوائے اس کے کچھ نہیں ہوتا کہ فلاں ملک میں ایسی تفریح گاہیں ہیں جن کی سیر سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے فلاں شہر میں ایسی رقاصہ دیکھنے میں آئی جو اپنا نظیر نہیں رکھتی ہے کسی جگہ کے گانے بجانے کی تعریف اور اس کی جدت کی داستان ہو کہیں کے کھانے پینے کی لذتوں کا بیان ہو اور غرض سیر جو کتاب آسمانی میں مذکور ہے اور جس عبرت کے لئے سیروا فی الارض فرمایا گیا ہے وہ مفقود ہے کسی قوم کی بدکاریوں اور تباہ کاریوں کا ذکر ہوتا ہے نہ ان کے انجام بد کے ذکر سے قوم کو سبق پر لانے کا خیال تمام سیر و سیاحت کا حاصل لطف نظر لذت زبان اور محویت قوت سامعہ کے تذکروں میں دکھایا جاتا ہے اس سیر و سیاحت سے وقت ضائع اور زندگی لہو و لعب کھیل کی نذر ہو جاتی ہے اور ایک وقتیہ لطف کے سوائے اس سیر و سیاحت کا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا ہے کام تو ایک ہوتا ہے مگر ہر کام اپنی غرض کے سبب اپنی نوعیت میں مختلف ہو جاتا ہے یہی سیر و سیاحت جب تفریح کے لئے کی جاتی ہے تو وہ وقتیہ لطف کے سوائے کوئی فائدہ نہیں دیتی اور تضیع اوقات کے سوائے اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے اور یہی سیر و سیاحت جب عبرت حاصل کرنے کے لئے کی جاتی ہے تو اس سے انسان کا چال چلن درست ہوتا ہے اس کی اصلاح نفس ہوتی ہے اور وہ برائیوں سے دور اور بھلائیوں کی طرف راغب ہوتا ہے اسی لئے بار بار نصائح و مواعظ سے قوم کے آگے یہ اصول رکھا جاتا ہے کہ ہر کام میں حکم الٰہی کے آگے سر جھکانا چاہئے اور حکم الٰہی میں جو مقصد رکھا گیا ہے وہ ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے اس سے رشتہ برابر بھی ہلے اور تعمیر ذلت میں گرے۔

خدا وند کریم فرماتا ہے لتکونوا کالذین اوتوا الکتب من قبل یعنی اے مسلمانو! ان لوگوں کے جیسے مت ہو جاؤ جن کو تم سے پہلے کتاب آسمانی دی گئی تھی آیت شریفہ کا یہ جزو بہت غور طلب ہے کیا کبھی تم نے اس پر غور کیا کہ اہل کتاب کیا تھے اور اب کیا ہو گئے ہیں کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ جو لوگ اہل کتاب ہیں اس وقت بھی جس وقت ان کے پیغمبر ان میں موجود تھے جبکہ ان کے پیغمبر پر وحی نازل ہو رہی تھی جبکہ ان کے پیغمبر ان کو احکام الٰہی ہدایات باری پہنچا رہے تھے اس وقت ان کے بھی خیالات یہی اعتقادات تھے جو آپ ہیں یا ان کے بھی اعمال تھے ایسا ہی تھا جیسا آپ سمجھتے ہو تو تمہارا خیال اور اعتقاد یہی ہے کہ یہ لوگ جو اہل کتاب ہیں پہلے اس کتاب پر جو ان کے پیغمبر کو خدا سے ملی تھی پیدا پورا عمل کرتے تھے اور جو جو ہدایتیں خدا نے ان کو دی تھیں ان پر ہی چلتے تھے اور ایک مدت تک آسمانی کتب پر عمل پیرا رہے، مگر زمانہ گزرتا گیا اور ان کے اعمال میں ان کے خیالات میں تبدیلی کرتا گیا اور آخر اس صورت میں ان کو بدل دیا جو اب ہے کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ وہ کتاب آسمانی جو تم سے پہلے امتوں کو دی گئی تھی اس میں بھی ہدایتیں تھیں جن کا نمونہ علی ان اہل کتاب سے ظاہر ہو رہا ہے یقیناً تمہارا یہ عقیدہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہے بلکہ کتاب آسمانی نے جو ہدایتیں انھیں دی تھیں وہ اور ہی تھیں اور یہ فوضیں جو کچھ

کر رہی ہیں اور ان کے خیالات و اعمال سے جو کچھ ظاہر ہو رہا ہے وہ بھی یہی ہے اگر ان کی اصلی کتاب آسمانی ہمیں مل جائے اور ہم اس کی ہدایتوں کو پڑھیں اور پھر اس قوم کے عمل کو دیکھیں تو کبھی نہیں حکم لگا سکتے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن جن کتاب آسمانی نے جن لوگوں کو مخاطب کیا تھا اور جو لوگ اس کتاب کے پیرو تھے مرجوحہ دعویداران پیروی وہ ہرگز نہیں ہیں ان میں اور پیروان کتاب سابقہ میں فرق ہی نہیں بلکہ تباین ہے پس اس غور: خوض سے ثابت ہو جاتا ہے کہ کتاب آسمانی آتی ہے تو حامل کتاب کی کوشش اور فیاضی سے ایک قوم کو درست کرتی ہے اور اس کے خیالات اور اعمال کو سنوارتی ہے پیغمبر اپنا فرض ادا کر کے قوم کو راہ راست پر لگا کے رخصت ہو جاتے ہیں کتاب آسمانی کو پوری طرح جزو محور سمجھا کر ان کے حوالہ کر جاتے ہیں اب زمانہ اپنا اثر شروع کرتا ہے پیروان آسمانی کے اچھے اچھے افراد کم ہوتے جاتے ہیں نفس کا زور بڑھتا جاتا ہے کتاب آسمانی کے سمجھنے والے گھٹتے گھٹتے بالکل مفقود ہو جاتے ہیں ان کی جگہ ان کے نفس پرست جانشیں لے لیتے ہیں اور احکام کو بدلنے لگتے ہیں جاہل نادان لوگ جو وہ کہتے ہیں اسی کو کتاب آسمانی کی ہدایتیں سمجھنے لگتے ہیں اور جو حکم الٰہی ہے اس کے خلاف عمل کرتے جاتے ہیں مگر یہی سمجھتے ہیں کہ وہ بالکل کتاب آسمانی کے احکام کی تعمیل کر رہے ہیں اور اس طرح ان کی گمراہی بڑھتی جاتی ہے آخر وہ پورے گمراہ ہو جاتے ہیں اور ان کی اصلاح کے لئے دوسرے پیغمبر کی ضرورت پیش آتی ہے پھر دوسرے پیغمبر آتے ہیں اور اصل کتاب کے معنی سمجھاتے ہیں مگر یہ قوم جو بگڑ رہی ہے اسی کو کتاب آسمانی کے اصلی معنی سمجھتی ہے اور پیغمبر کو گمراہ کہتی کتاب آسمانی کے خلاف تعلیم دینے والا خیال کرتی ہے رفتار زمانہ اسی طرح قوموں کو سیدھے راستہ سے ہٹا ہٹا کر غلط راستہ پر پہنچاتی رہتی ہے ان پیغمبروں کا تسلسل ایک عرصہ تک چلا آتا رہا آخر میں ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے اور جتنی بگاڑ زمانہ میں پیدا ہو گئی تھی سخت جانفشانی سے اس کا مقابلہ کر کے اس کی اصلاح فرمائی اور دنیا کو ایک خدا اور دین کے احکام کی طرف جھکا دیا اور تمام فتنوں کو بنا غرما دیا جس سے نہ بھی اندر خرابی پیدا ہو سکتی تھی اور ایک مکمل اور غیر محرف و دستور العمل قوم کے ہاتھوں میں دیکر رفیق اعلیٰ سے جا ملے مذہب میں رفتار زمانہ سے جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور ہو سکتی ہیں ان میں یہ بھی ایک ہے جس کی ہم کو ہدایت اس آیت شریفہ کے ذریعہ کی جا رہی ہے لا تکونوا کالذین اوتوا الکتب من قبل معلوم ہوا کہ اہل کتاب بھی گمراہ ہو جاتے ہیں اور جن کو کتاب دی بھائی تھی ان کا راہ راست پر قائم رہنا لازم نہیں ہوتا ہے ہم بھی اہل کتاب ہیں اور ہمارے بھی بگڑ جانے کا احتمال تھا اور ہے اس لئے اس رحمۃ کو اس ہدایت سے بند فرما دیا کہ اے مسلمانو ان قوموں کی طرح جن کو پہلے تم سے پہلے کتاب دی تھی اور وہ اپنی نفس پرستی میں پڑ کر ہمارے احکام کی تعمیل چھوڑ بیٹھے اور اپنے من گھڑت احکام کو ہمارے احکام کا رتبہ دیکر اس پر عمل کرنے لگے اور گمراہی کے گڑھے میں گر گئے تم بھی ان قوموں کی طرح ہمارے احکام سے منہ موڑ کر نفس کی پیروی میں نہ پڑ جانا دیکھو ان قوموں کو جو اہل کتاب ہیں اپنے پیغمبر کے بعد اس کی تعلیم سے روگرداں ہو گئے اور جیسا جیسا زمانہ گذرتا گیا وہ راہ راست کو چھوڑتے رہے آخر ان کے دل سخت ہو گئے اور رحمت رافت نرمی اور مروت سب ان سے رخصت ہو گئی اور اب تم دیکھ لو کہ ان میں سے اکثر بیشتر ہر کار ہو گئے ہیں اس آیت شریفہ نے ایسا سبق سکھایا ہے کہ اگر یہ یاد رہے اور ہم اس کو ہر وقت پیش نظر رکھیں تو اس خرابی کا کافی انسداد ہو جاتا ہے جو زمانہ کے استمداد سے پیدا ہو جایا کرتا ہے اور اقوام عالم کے عروج و زوال اقبال و ادبار کی داستانوں سے اس کا اچھی طرح علم ہو سکتا ہے کہ قوم کی حالت کس طرح آہستہ آہستہ اور رفتہ رفتہ دور ہوتی ہے اور کس طرح ترقی یافتہ و تہذیب یافتہ قوموں کی اصلاحی حالت کس طرح غیر محسوس اور نامعلوم طریقہ سے زائل ہوتے ہوتے اس کو قعر ذلت میں گرا دیتی ہے ان قوموں کی تاریخ سے تم کو یہ پتہ چل سکتا ہے کہ ہر قوم جو ایک پیغمبر اولوالعزم کی امت ہو اور اہل کتاب ہے زمانہ کے گذرنے سے کس طرح گمراہ اور فاسق ہو گئی اور ایک عزیز قوم کا ذلیل قوم بن جانا کس قدر تمہارے لئے قابل عبرت ہے اس عبرتناک منظر کو دیکھنا صرف اسلئے نہیں ہے کہ اس کو ذلیل سمجھیں اور اس کا مضحکہ اڑائیں بلکہ یہ واقعہ اس لئے شور طلب ہے کہ ان کی اس محبت و ادبار سے جو بعد عزت و اقبال کے ان کو نصیب ہوئی ہے جس میں ان کی نا سمجھی اور غفلت کا بڑا حصہ ہے تمہارے لئے سبق سیکھانے کا کام دے اور تم کو اس نا سمجھی اور غفلت سے بچا سکے جس میں وہ مبتلا ہو کر "خسر الدنیا والآخرۃ" ہو گئے کیا تم اس بات کو گوارا کر دگے کہ اہل کتاب ہو کر گمراہ کہلاؤ یا مستوجب سمجھے جاؤ اگر اس کو تم ناپسند کرتے ہو اور کرنا بھی چاہیے تو اس حکم الٰہی کو ہمیشہ نظر رکھو اور ہمیشہ خدا کی تنبیہ کو یاد کیا کرو کہ ہمارے نعال اس کے احکام کے بالکل مطابق رہیں اور امت اور زمانہ ہمارے خیالات میں ہمارے اعتقادات میں تبدیلی و خلیفہ نہ کرنے پائے اور ہم احکام الٰہی کے سر موتجاوز نہ کریں اور ہمیشہ اپنے نفس اور اپنی خواہشات کو کچلکر خدا کے احکام کے آگے سر جھکا دیا کریں بیشک تم اس عزت کو اپنے لئے خاص نہ کر دگے رفتار زمانہ کے اس جادو سے بچ سکو گے۔

تاریخ القرآن

قرآن مجید کی معلومات اور اس کی تاریخ کے متعلق ایسی جامع کتاب جو کسی زبان میں آج تک نہیں لکھی گئی قرآن شریف پڑھئے گا تو لطف ہے جب یہ کتاب ساتھ ہو گذشتہ کتابیں مطالعہ سے گذر چکی ہیں بہت بڑی معلومات کا ذخیرہ ہے اور اس میں جس قدر اصول مضامین ہیں۔ نظر بہ قرآن پاک رسول اور وحی کی آسمانی ضرورت پیغمبر کا انسان ہونا کیوں ضروری ہے رسول اکرم اور قرآن مقدس پیغمبر اسلام تمام دنیا کے لئے ایک کامل نمونہ ہیں۔ دنیا اور قرآن خدا کا آخر ہدایت نامہ ہے۔ قرآن دنیا میں مصدق ہو کر آیا ہے۔ قرآن کی اجمالی الہامی کتابوں پر فسخ قرآن کا جملہ فاسخہ کا نام کیا ایجاز مسلمانوں کا نقد بنی اور قرآن ناطق قرآن مقدس سے پہلے کی مظلمہ دنیا۔ قرآن مجید نے دنیا میں آکر کیا کیا قرآن مجید کی اصلاحی تعلیم۔ مسئلہ توحید قرآن مجید کی فیاضی۔ دوسری اصلاح، شکی وجہ کا اصول قرآن مجید کا مرتبہ اور طریقہ دعوت، عقائد، جنت کی بنیاد اصول مناظرہ اور قرآن حکیم قرآن پاک کی حکیمانہ تعلیم کامل اور مطابق فطرت ہے قرآن کے منزل من اللہ ہونے کا ثبوت۔ قرآن کی تاریخی نزول کی حکمتیں وحی کی قسمیں، نسخ، منسوخات قرآن جمع و ترتیب قرآن، سورتوں اور آیتوں کی ترتیب صحابہ کرام کے عہد مبارک میں قرآن کی حالت رسم الخط علامات قرآن اوقاف وقف اور وصل کی علامتیں اختلاف قرأۃ۔ قرآن کی بیان۔ قرآن پاک کا اعجاز قرآن مجید کے فضائل اور قرأت، جہل احادیث در فضائل قرآن کریم کا جواب دربارہ قرآن آداب تلاوت قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب اور صدہا مسائل متعلقہ قرآن کا خلاصہ نہایت اعلیٰ قیمت میں آنے محصول ۷ رکل عہ مجید یہ پریس دہلی

مومن کا کمال

(از حضرت مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی مدیر ترجمان القرآن حیدرآباد)

ہر وہ ذات متصف کے لئے اپنے اتصاف کی حیثیت سے وہ کمال ہوا کرتے ہیں۔ ایک کمال تو یہ ہے کہ وہ جس صفت سے متصف ہے اس میں اتصاف کی انتہا کو پہنچ جائے دوسرے یہ کہ اس ذات میں وہ صفت اتنی شدید ہو جائے کہ وہ دوسری ذوات تک متعدی ہو اور دوسروں کو بھی اسی صفت کے رنگ میں رنگ دے برف کا کمال اول یہ ہے کہ وہ خود انتہا درجہ کی سرد ہے اور کمال ثانی یہ کہ وہ دوسری چیزوں کو بھی سرد کر دیتی ہے آگ کا کمال اول یہ ہے کہ وہ خود انتہا درجہ کی گرم ہے اور کمال ثانی یہ کہ وہ دوسری چیزوں کو بھی گرم کر دیتی ہے آگ کا کمال اول یہ ہے کہ وہ خود انتہا درجہ کی گرم ہے اور کمال ثانی یہ کہ وہ آس پاس کی چیزوں کو بھی اپنی اسی کیفیت سے متکیف کر دیتی ہے بالکل یہی حال نیکی اور بدی کا ہے۔ نیک آدمی کا پہلا کمال یہ ہے کہ وہ خود نیکی کا مجسمہ بنجائے اور دوسرا کمال یہ کہ وہ اپنے اثر سے دوسروں کو بھی نیک بنا دے اسی طرح برے آدمی کا پہلا کمال یہ ہے کہ وہ خود بدی کی صفت سے بدرجۂ اتم متصف ہو اور دوسرا کمال یہ ہے کہ وہ اپنی اس بدی کو دوسروں تک متعدی کر دے۔

اس قاعدہ کلیہ کے مطابق کافر اور مومن کے لئے بھی کمال کے دو مرتبے ہیں کافر اگر بجائے خود اپنے عقیدۂ کفر میں راسخ اور مضبوط ہو تو وہ کمال کفر کے پہلے مرتبے میں ہے اور اگر وہ کفر کی تبلیغ کرے لوگوں کو راہ حق سے روکنے اور باطل کی طرف کھینچ لانے کی کوشش کرے اور اپنے زور بیان یا زور مال یا زور شمشیر یا کسی دوسرے زور سے کفر کی اشاعت کرے تو وہ کمال کفر کے دوسرے مرتبہ کی بھی تکمیل کر لیتا ہے اور ان دونوں مرتبوں کو جمع کرنے کے بعد اس کے لئے کمال کی کوئی اور درجہ باقی نہیں رہ جاتا اسی طرح مومن اگر خود اپنے عقیدۂ ایمان میں راسخ اور اطاعت حق میں کامل ہو تو وہ کمال ایمان کے پہلے مرتبہ پر فائز ہوگا اور اگر اس میں یہ صفت اتنی شدید ہو جائے کہ وہ دوسروں میں بھی ایمان اور اطاعت حق کی تبلیغ و اشاعت کرنے لگے اور دوسرے بندگان خدا کو بھی اپنی زبان یا اپنے روپے یا اپنے دست و بازو ..... یا اپنے اور وسائل سے ایمان و اسلام کے دائرہ میں لانے کی کوشش کرے تو اس کو کمال ایمان کا دوسرا درجہ بھی حاصل ہو جائے گا اور اس کے بعد وہ پورا مومن کہلئے جانے کا مستحق ہوگا۔

اس مضمون کو سورہ آل عمران کے دسویں اور گیارہویں پارہ میں بڑی خوبی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے پہلے فرمایا قل یاھل الکتاب لم تکفرون بایٰت اللہ اے محمد ان سے کہو کہ اے اہل کتاب تم کیوں اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہو۔ پھر فرمایا قل یاھل الکتاب لم تصدون عن سبیل اللہ من اٰمن تبغونھا عوجا کہو کہ اے اہل کتاب تم کیوں ایمان لانے والوں کو اللہ کے راستے سے روکتے اور اس راہ کو ٹیڑھا کرنا چاہتے ہو؟

یہ دونوں آیات صاف طور پر دلالت کرتی ہیں کہ کفر کا پہلا کمال آیات الٰہی کا خود منکر ہونا ہے اور دوسرا کمال اس کفر کی اشاعت کرنا اور لوگوں کو خدا کے سیدھے رستے سے روکنا اور ایمان و اعتقاد و عمل کے ٹیڑھے راستے ان کے سامنے پیش کرنا ہے

اس کے بعد مومنوں سے خطاب شروع ہوتا ہے اور ان سے بھی دو باتیں کہی جاتی ہیں ایک یہ کہ یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقٰتہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے ولا تموتن الا وانتم مسلمون فاعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا اور تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو اور سب کے سب مل کر اللہ کی رسی کو پکڑے رہو اور پراگندہ نہ ہو جاؤ۔

دوسرے یہ کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون۔ اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیئے جو نیکی کی طرف بلاتی ہو اچھے کام کا حکم دیتی ہو اور برے کام سے روکتی ہو اور فلاح پانے والے ایسے ہی لوگ ہیں۔

یہاں ایمان کے بھی دو درجے بتا دیئے ہیں ایک درجہ تو یہ ہے کہ مومن خدا سے ڈرنے والا ہو اور مرتے دم تک وہ اسرار الٰہی کا مطیع رہے اور اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑے رکھے اور دوسرا درجہ یہ ہے کہ وہ اپنے دوسرے اپنے نوع کو بھی نیکی کی طرف بلائے اچھے کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے۔

پھر کمال ثانی کے اندر بھی بہت سے مراتب ہیں اس میں شک نہیں کہ مومن بھی بجلی کا قمقمہ چاند اور سورج سب پر منیر اور روشن گر ہونے کا اطلاق ہو سکتا ہے مگر روشن گری میں ان کے مدارج متفاوت ہیں مومن بھی صرف ایک حجرے کو روشن کر سکتا ہے بجلی کے قمقمے کی روشنی ایک بڑے مکان کی حد تک پھیل سکتی ہے چاند کی روشنی زمین اور اس کے ارد گرد کی فضا تک محدود ہے مگر سورج تمام عالم کو اپنی روشنی سے چمکا رہا ہے اور ہمارا پورا نظام شمسی اس کی روشنیوں سے منور ہے اسی طرح مومن اپنے جیسے انسان کے دل میں بھی ایمان کی روشنی کر دے تو وہ کمال ثانی کے مرتبہ میں داخل ہو جائیگا لیکن یہ اس کمال کا پہلا درجہ ہوگا پھر ایک جماعت ایک قوم ایک ملک میں دعوت الی الخیر تمام عالم انسانی کے لئے عام ہو تو وہ ساری دنیا کو نیکی کی ضیاء پاشی سے ربع مسکوں میں اللہ کا نور جاری ہو جائے بدی اور منکر جہاں بھی ہو اس کے استیصال کے لئے آستین چڑھا لے اور اپنے آپ کو کسی خاص برادری کسی خاص قوم کسی خاص ملک اور کسی خاص نسل یا جغرافی حد کے اندر محدود نہ سمجھے یہ کمال ایمان کا سب سے بڑا اور سب سے اونچا درجہ ہے اور چونکہ حق جل مجدہ نے ہر معاملے میں مسلمانوں کے سامنے ایک بلند مطمح نظر پیش فرمایا ہے اور کسی جگہ پست حوصلگی کی تعلیم نہیں دی ہے اس لئے آگے چل کر بار ہویں رکوع میں ان کو بتایا ہے کہ تم کمال ایمان کے اسی آخری درجہ تک پہنچنے کے لئے ہو

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لئے نکالا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو بدی سے روکتے ہو اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

آیت ولتکن منکم امة الخ کی تفسیر میں مفسرین کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے اور اس اختلاف کا منشا لفظ منکم ہے ایک گروہ کہتا ہے کہ یہاں تبعیض کے لئے نہیں بلکہ تبیین کے لئے آیا ہے اور دوسرا گروہ کہتا ہے کہ نہیں وہ تبعیض ہی کے لئے آیا ہے۔

پہلے گروہ کا استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب کیا ہے جیسا کہ فرمایا کنتم خیر امة اخرجت للناس الخ اور حقیقت میں ہر مکلف ہستی پر واجب ہے کہ وہ نیکی کا حکم دے اور بدی کو دفع کرے خواہ ہاتھ سے کرے یا زبان سے کرے یا دل سے کچھ نہ ہو سکے تو قلب ہی سے کرے لہٰذا آیت کے معنے ہیں کہ تم ایسی امت ہو جاؤ جو خیر کی طرف بلاتی اور برائی سے روکتی ہو، کیونکہ من یہاں تبیین کے لئے ہے اور اس کی مثال یہ آیت ہے کہ فاجتنبوا الرجس من الاوثان یعنی بتوں کی گندگی سے بچو نہ یہ کہ بتوں میں سے اس چیز سے بچو جو گندگی ہے،

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ من یہاں تبعیض کے لئے آیا ہے اور اس کے دو وجوہ ہیں ایک یہ کہ مسلمانوں میں ایک بڑا حصہ عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور مریضوں پر مشتمل ہے جو دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے واجبات ادا نہیں کر سکتا دوسرے یہ کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے کچھ شرائط ہیں جو ہر شخص میں نہیں پائی جاتیں اس کے لئے خبیر اور معروف اور منکر کا صحیح علم درکار ہے اس کے لئے حکمت اور عقل کی ضرورت ہے اس کے لئے لازم ہے کہ آدمی پہلے خود کمال درجہ کا متقی اور پرہیزگار ہو تب لوگوں کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی دعوت دے۔

مگر کتاب اللہ اور سنت رسول میں تامل کرنے سے یہ اختلاف بآسانی دور ہو سکتا ہے۔

ہمنے اوپر کلام اللہ سے مومن کے لئے دو کمال ثابت کئے ہیں ان میں سے پہلا کمال یعنی خوف خدا اور ہر اس چیز کے آگے سر جھکا دینا اور اس کی رسی کو مضبوط تھامے رہنا تو ذات مومن کے ساتھ صفت ایمان کے نفس قیام کے لئے ضروری ہے لہٰذا ہر مومن میں اس کمال کے کسی نہ کسی مرتبہ کا تحقق ہونا لابد ہے کہ اگر وہ اس میں متحقق نہ ہو تو وہ مومن ہی نہ ہوگا یہ ایسا ہی ہے جیسے اگر چراغ میں روشنی نہ ہو تو وہ چراغ ہی نہ ہوگا۔ اگر برف میں سردی نہ ہو تو وہ برف ہی نہ ہوگی اگر آگ میں گرمی نہ ہو تو وہ آگ ہی نہیں ہو سکتی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تمام مومنوں کو خطاب کرکے پورے زور کے ساتھ فرمایا ہے کہ اتقوا اللہ حق تقاتہ الخ ولا تموتن الا وانتم مسلمون اور واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا اس آیت میں تبعیض کا نام و نشان تک نہیں ہے بلکہ عمومیت کے ساتھ تاکید ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسلمان میں لازمی طور پر یہ صفات یوفی

رہا دوسرا کمال تو وہ کمال زائد ہے جس کا تحقق ہونا مومن کے مومن ہونے کیلئے نہیں بلکہ اس کے کامل و مکمل اور بلند مرتبہ و عالیشان مومن ہونے کے لئے ضروری ہے

اسی اس کمال کے اعتبار سے ایک قوم کی دو ہی حالتیں ہو سکتی ہیں ایک حالت تو یہ ہے کہ پوری قوم کی قوم اس صفت کی حامل اور اس مرتبہ کمال پر فائز ہو اور دوسری حالت یہ ہے کہ قوم کے کم از کم ایک حصہ میں کمال ایمان کا یہ اعلیٰ مرتبہ متحقق ہو اور باقی افراد صف کمال اول سے متصف رہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر قوم پہلی حالت میں ہو یعنی اگر تمہاری پوری قوم دنیا میں آفتاب ہدایت بن جائے اور تمام اقوام عالم کو نیکی کا حکم دینے والی اور بدی سے روکنے والی ہو تو تم دنیا کی بہترین امت ہو گے کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله لیکن اگر قوم میں اس اعلیٰ مرتبہ کی ہمت نہ ہو اور پوری قوم اس صفت سے متصف نہ ہو سکے تو تمہارے اندر کم از کم ایک گروہ تو ایسا رہنا چاہیے جو خیر کی طرف بلاتا رہے اور بدی سے روکتا رہے یہ لتکن منکم امة یدعون الی الخیر الخ اسی لئے پہلی آیت میں عموم ہے مگر تاکید نہیں، اور دوسری آیت میں تاکید ہے مگر عموم نہیں۔

کمال ایمان کے یہ دو درجے جن کا بار بار ذکر آ رہا ہے صرف اعتبار میں دو ہیں ورنہ حقیقت میں تو دونوں ایک ہیں جس شخص کے دل میں ایمان راسخ موجود ہوگا اور جو اللہ سے ایسا ڈرتے: الا ہوگا جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اس کے لئے تو یہ ممکن نہیں کہ کسی کو گمراہی میں مبتلا دیکھے اور اُسے راہ حق کی طرف دعوت نہ دے کہیں بدی کا وجود پائے اس کو مٹانے کی کوشش نہ کرے طبیعت مومن کی مثال ایسی ہے جیسے مشک کہ مالکہ ایمان اس کے حرم تک محدود نہیں رہتی بلکہ پھیلتی ہے جہاں تک پھیلنے کا اس کو موقع ملے یا چراغ کہ نور ایمان سے جتنا وہ منور ہوا اور اس نے اس پاس کی فضا میں اپنی شعاعیں پھیلا دیں مشک میں جب تک خوشبو رہے گی وہ مشام جان کو معطر کرتا رہے گا چراغ جب تک روشن رہے گا روشنی کرتا رہے گا مگر جب مشک کی خوشبو تہ بہ تہ قریب سونگھنے والے کو بھی محسوس نہ ہو اور چراغ کی روشنی اپنے قریب ترین ماحول کو بھی روشن نہ کرے تو ہر شخص یہی حکم لگائے گا کہ شک مشک نہیں رہا اور چراغ اپنی چراغیت کھو چکا ہے یہی حال مومن کا ہے کہ اگر وہ غیر کی طرف دعوت نہ دے نیکی کا حکم نہ دے بدی کو برداشت کرے اور اس سے روکے نہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں خوف خدا کی آگ سرد پڑ گئی ہے اور ایمان کی روشنی مدھم ہو گئی ہے۔

اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے جو کوئی بدی کو دیکھے تو لازم ہے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر استطاعت نہ رکھتا ہو تو زبان ہی سے سہی اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو کم از کم دل میں اس کو برا سمجھے اور اس کے مٹانے کی خواہش رکھے کیونکہ یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے اور اسی لئے قرآن مجید میں مومنوں کی عام صفات میں سے ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ نیکی کا حکم دینے والے اور بدی سے روکنے والے ہیں۔

والمومنون والمومنات بعضهم اولياء بعض يامرون بالمعروف وينهون عن المنكر مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے حامی اور مددگار ہیں وہ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور بدی سے روکتے ہیں۔

التائبون العابدون الحامدون السائحون الراكعون الساجدون

الامرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحافظون لحدود اللہ وہ توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے خدا کی حمد کرنے والے خدا کی راہ میں سفر کرنے والے رکوع و سجود کرنے والے نیکی کا حکم دینے والے بدی سے روکنے والے اور حدود الٰہی کی حفاظت کرنے والے ہیں"۔

الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم نے ان کو زمین میں طاقت بخشدی تو یہ نماز قائم کرینگے زکوٰۃ دیں گے نیکی کا حکم کریں گے اور بدی سے روکیں گے۔

پھر جب کہ مومن کی ضروری صفات میں سے ایک صفت امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس کی حیثیت فرض کفایہ کی سی سمجھی گئی اور اس معاملہ میں اتنی نرمی کی گئی کہ مسلمانوں کی پوری قوم میں سے صرف ایک جماعت کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہونا کافی سمجھا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خدائے علیم و خبیر کو معلوم تھا کہ عہد رسالت کے گذر جانے کے بعد مسلمانوں کے ایمان ضعیف تر ہوتے چلے جائینگے جوں جوں زمانہ گذرتا جائیگا یہ قیم مائل تنزل ہوتی جائیگی حتیٰ کہ ایک وقت وہ آئیگا کہ کروروں مسلمان دنیا میں موجود ہوں گے مگر ان کی شمع ایمان میں اتنی روشنی ہی نہ ہوگی کہ اپنے قریبی ماحول ہی کو منور کر سکیں بلکہ ظلمت کفر کے غلبہ سے خود ان کے اپنے نور کے بجھ جانے کا خوف ہوگا لہٰذا ایسی حالتوں کے لئے اس نے فرمایا کہ تمہارے اندر کم از کم ایک ایسی جماعت تو ضرور ہی موجود رہنی چاہیئے جو خیر کی طرف دعوت دینے والی ہو اور بدی کا مقابلہ کرنے والی ہو کیونکہ اگر تمہارے اندر ایسی ایک جماعت بھی نہ رہے تو پھر تم کو عذاب الٰہی اور قطعی ہلاکت و تباہی سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی۔

اس مضمون کو قرآن مجید میں خوب کھول کر بیان کیا گیا ہے چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علیٰ لسان داؤد وعیسی ابن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون۔ بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا تھا ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی یہ اس لئے کہ انہوں نے سرکشی کی اور وہ حد سے گذر جاتے تھے۔

کانوا لا یتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون۔ ایک دوسرے کو ان بری باتوں سے نہ روکتے تھے جو وہ کیا کرتے تھے اور یہ بہت بری بات تھی جو وہ کرتے تھے؟

دوسری جگہ فرمایا۔ فلولا کان من القرون من قبلکم اولوا بقیۃ ینھون عن الفساد فی الارض الا قلیلا ممن انجینا منھم واتبع الذین ظلموا ما ترفوا فیہ وکانوا مجرمین وما کان ربک لیھلک القریٰ بظلم واھلھا مصلحون۔ تم سے پہلے کی قوموں میں کچھ ایسے کیوں نہ ہوئے جو زمین میں فساد پھیلانے سے روکتے ان میں ایسے لوگ اگر تھے بھی تو وہ بہت کم تھے سوا ان کو ہم نے نجات دیدی۔ باقی رہے ظالم لوگ تو یہ مجرم تھے تو اے نبی تیرا رب ایسا نہیں ہے کہ بستیوں کو بیوجہ ظلم سے ہلاک کردے درانحالیکہ ان کے باشندے نیکوکار ہوں"۔

اس مضمون کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی بیان فرمایا ہے کہ:۔

ان اللہ لا یعذب العامۃ بعمل خاصۃ حتی یروا المنکر بین ظھرانیھم وھم قادرون علیٰ ان ینکروہ فلا ینکروہ فاذا فعلوا ذلک عذب اللہ الخاصۃ والعامۃ

اللہ عام لوگوں کو خاص لوگوں کے بُرے اعمال کی سزا نہیں دیتا جب تک کہ تو بت یہاں تک نہ پہنچ جائے کہ وہ اپنے سامنے برے کام ہوتے دیکھیں اور ان کو روکنے کی قدرت رکھتے ہوں اور پھر نہ روکیں جب وہ ایسا کرنے لگتے ہیں تو اللہ خاص اور عام سب پر عذاب نازل کرتا ہے۔

ایک دوسرے موقع پر فرمایا:۔

والذی نفسی بیدہ لتامرن بالمعروف ولتنھن عن المنکر ولتاخذن علی ید المسیٔ ولتطرنہ علی الحق اطرا او لیضربن اللہ قلوب بعضکم علی بعض او لیلعنکم کما لعنھم اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم پر لازم ہے کہ نیکی کا حکم دو بدی سے روکو اور بدکار کا ہاتھ پکڑ لو اور اسے حق کی طرف موڑو ورنہ اللہ تمہارے دلوں کی برائیاں ایک دوسرے پر مسلط کر دیگا۔ یا تم پر اس طرح لعنت کرے گا جس طرح کفار بنی اسرائیل پر کی۔

پس یہ بات واضح ہوگئی کہ آیت ولتکن منکم امۃ الخ میں جو تبعیض ہے وہ اس معنی میں نہیں ہے کہ مسلمانوں میں سے صرف ایک ہی ایسی جماعت مطلوب ہے جو داعی الی الخیر اور آمر بالمعروف اور ناہی عن المنکر ہو۔ اور باقی مسلمانوں کے لئے اس خدمت کا بجا لانا واجب نہیں ہے بلکہ دراصل اس کے معنی یہ ہیں کہ مسلمانوں میں کم از کم ایک جماعت تو ایسی ضرور ہی رہنی چاہیئے جو خیر کی شمع روشن رکھے اور شر کی ظلمت کو دفع کرتی رہے اگر ایسی جماعت بھی ان میں موجود نہ رہی تو خیر امت ہونا تو درکنار اس قوم کا عذاب الٰہی اور لعنت خداوندی سے بچ جانا ہی محال ہے۔

جادو بیانی

مشہور خطیب مفتی ذاکر دہلوی کی تازہ ترین تصنیف ہے اس میں مختصر جملیل بیانات ہیں۔ خطابت کی حقیقت، خطابت کی تعلیم اکابر علماء اور خطابت، قلمی تاریخ کے جھروکوں سے خطابت، تین روز تک مسلسل تقریر، ڈاکٹر محمود کے کمالات، خطابت کی ٹھوکریاں، خطیبوں کی تقریر، مولانا محمد علی کی آخر مقابلی، فرامرزیوں کی خطابت، سولینی کا زور بیان، الپ ارسلان کی عجز بیانی، صلاح الدین اعظم کی تقریر، بہ سلاطین شرک کی خطابت، عرب قدیم کی مقرر خاتون، خطابت کی کارفرمائی، سعد زغلول کی تقریر، موسیو بریان کا اعجاز، خالدہ خانم کی خطابت، ٹروٹسکی ولنکن، مسٹر بالڈون اغفا بھی افاظہ، گبن اور ایڈیسن تقریر کی تیاری، خطابت کے لوازمات، مقررہ سے خطاب جوش اشارات، استعمال خطابت اور اقوام عالم اہل عرب کے خطبات وغیرہ ضخامت ۱۴۴ صفحات قیمت ۶ عہ محصول ۱۲ کل ۱۲ عہ منیجر حمیدیہ پریس نئی دہلی سے طلب فرمائیں۔

مؤثر تقریر کرنے اور سامع کو مسحور کرنے کے گر بتانے والی کتاب

تعبیر خواب

جاننا چاہیئے کہ تعبیر خواب ایک مہتم بالشان علم ہے جس سے آیندہ کے حالات منکشف ہوتے ہیں چنانچہ حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ "بشارتوں کے سوا نبوت کی کوئی چیز باقی نہیں رہی صحابہؓ نے دریافت کیا کہ بشارتوں سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا، سچا خواب!"

اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ خواب کے سوا اب اہل ایمان کے پاس ایسی کوئی چیز باقی نہیں جس سے مستقبل پر روشنی پڑے لہٰذا غرض جس طرح ابر و باران پر دلالت کرتا ہے اسی طرح سچے خواب مستقبل کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

رویا صالحہ کی اہمیت

سچے خواب کی اہمیت اس حقیقت سے ظاہر ہے کہ وحی الٰہی میں سب سے پہلی چیز جس سے حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو سابقہ پڑا سچے خواب تھے ان ایام میں حضورؐ جو خواب بھی دیکھتے اس کی تعبیر صبح صادق کی مانند بالکل آشکارا ہوتی تھی اس حالت کے بعد آپ کا میلانِ طبع تبتل و انقطاع کی طرف ہوا۔ اور آپ غار حرا میں خلوت گزیں ہو گئے۔ (رواہ البخاری و المسلم)

سچے خواب کی فضیلت اس سے بھی ظاہر ہے کہ اسے جزء نبوت کہا گیا ہے چنانچہ مروی ہے کہ:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے" اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رویائے صادقہ علوم نبوت کا ایک جز ہے اور علم نبوت باقی ہے گو نبوت جاری نہیں رہی۔ دوسرے لفظوں میں سچا خواب نبوت کا پرتو ہے گو خواب دیکھنے والا نبی نہ ہو جیسے کہ بعض دوسری روایتوں میں آیا ہے کہ نیک بخش "علم" گرانبار اور سایہ روی نبوت میں سے ہیں۔

جزء نبوت کا صحیح مفہوم

لیکن بعض علماء کے نزدیک جزء من النبوۃ سے وہ نسبت مراد ہے جو عامۂ مومنین کی ابتدائی استعداد کو انبیاء علیہم السلام کی انتہائی استعداد سے ہے چونکہ نوع بشر میں یہ ابتدائی استعداد نہایت ضعیف رکھی گئی ہے اور اس ضعف کے علاوہ ظاہری حواس کو بڑے بڑے حوائج درپیش ہیں اس لئے خالق برتر کی رحمت نوازی نے انسان کے اندر ایسی فطرت ودیعت فرمائی ہے کہ عالم رویا میں جب استعداد اس کے حجاب حواس اللہ جاتے ہیں ایسی حالت میں اس کا نفس جس چیز کی طرف متوجہ ہو اس کا علم حاصل کر لیتا ہے چنانچہ اسی مناسبت سے جناب مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رویا کو مبشرات سے تعبیر فرمایا:۔

حجاب کیونکر مرتفع ہوتے ہیں

بعض علماء نے لکھا ہے کہ نفس ناطقہ کا ادراک ادراس کے کام، روح حیوانی کی وساطت سے جو ایک قسم کا لطیف بخار ہے انجام پاتے ہیں اور اس بخار کا منبع و مستقر جب توضیح جالینوس وغیرہ دل کا حصہ زیرین ہی ہے یہی روح حیوانی خون کے ساتھ تمام شریان و عروق میں پھیلتی اور بدن کو حس و حرکت اور دوسرے اعمال کی قوت بخشتی ہے اسی لطیف بخار کا کچھ حصہ دماغ کی طرف صعود کر کے دماغی بردوت سے اعتدال پاتا ہے اسی کی مدد سے دماغی قوی اپنے کام میں سرگرم رہتے ہیں۔ گویا نفس ناطقہ بھی اسی حیوانی روح کی مدد سے ادراک و تعقل کرتا ہے اور اسی کے متعلق ہے کیونکہ لطیف چیز کی تعلق لطیف ہی سے ہو سکتا ہے۔

جب حواس خمسہ گفتار کام کرنے سے معطل ہو جاتے ہیں تو روح حیوانی بجب فطرت اپنی کامل ہیئت پر بلا مدد غیرے ادراک حاصل کرنے کے لئے مستعد ہوتی ہے یہ کیفیت عموماً اس وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ روح حیوانی ظاہری حواس کو چھوڑ کر باقی حواس کی طرف رجوع کرتی ہے۔ حواس ظاہری سے روح کی مفارقت میں رات کی بردوت جو جسم پر غالب ہوتی ہے مددگار ہوتی ہے اس سے حرارت غریزی بھی جسم کے اندرونی حصوں کی طرف رخ کرتی ہوئی اوپر سے اندر چلی جاتی ہے غرض جب روح حیوانی ظاہری حواس کو چھوڑ کر باطنی حواس میں پہنچتی ہے اور نفس مشاغل حسیہ سے بیکار ہوتا اور ان صورتوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو حافظہ میں محفوظ ہیں تو علی العموم اس سے خیالی صورت میں متمثل ہوتی ہیں اس کے بعد وہ صورتیں جس مشترک میں جو جماع حواس ظاہری ہے پہنچتی ہیں جس مشترک ظاہری حواس کے طریقہ پر ان کا ادراک کرتا ہے اور بعض اوقات نفس قوائے باطنیہ سے متصادم رہنے کے بعد وفعتہً اپنی روحانیت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور روحانیت کی فکری طاقت کی مدد سے ادراک کرتا ہے اور ان اشیاء و حقائق کا ادراک کرتا ہے جو حالت موجودہ میں اس کی ذات و حقیقت سے متعلق ہوں اس کے بعد ان کی صورتوں پر حادی ہوتا ہے۔

اور اگر نفس نے حافظہ کی موجودہ صورتوں میں قبل اس سے کہ نفس حواس سے پوری طرح علمی یا کر علم و اقتباس بذاتہا حاصل کرے تحلیل و ترکیب شروع کر دی تو اس کو اضغاث احلام یا بوقلمونی کہتے ہیں۔

اچھے اور برے خواب

گو خواب کی پیدائش و روئیت دونوں قوتوں سے ہوتی ہے مگر جناب الٰہی سے مزود ہوتے ہیں تاہم علماء نے لکھا ہے کہ اچھا خواب حضرت احدیت کی طرف سے بشارت ہوتی ہے تاکہ بندہ اپنے مولیٰ کریم کے ساتھ حسن ظن میں راسخ قدم ہو اور یہ بشارت مزید شکر کا باعث ہو اور جھوٹا اور مکروہ خواب شیطانی افتقار سے ہوتا ہے اور اس افتقار سے شیطان کی غرض مومن کو ملال و حزن کرانا ہے چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

"اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا شیطان کی جانب سے۔ پس جب کوئی شخص پسندیدہ خواب دیکھے تو اسے صرف اس شخص کے روبرو بیان کرے جس سے محبت و اعتقاد ہے اور جب کروہ خواب دیکھے تو حق تعالیٰ سے اس خواب کے شر اور شیطان کے فتنہ سے پناہ مانگے اور یہی مناسب ہے کہ بقصد دفع شیطان تین بار تھتکارے اور ایسا خواب کسی سے بیان نہ کرے۔ اس حالت میں برا خواب اسے ضرر نہ دے سکے گا۔" (بخاری و مسلم)

ضرر نہ کرنے کا یہ مطلب ہے کہ حق تعالیٰ نے افعال مذکورہ کو رنج و غم سے محفوظ رہنے کا سبب گردانا ہے جیسے کہ صدقہ کو تحفظ مال اور دفع بلیات کا ذریعہ بنایا ہے۔

مکروہ خواب کے بعد کروٹ بدلنے کی ضرورت

ایک حدیث دیکھنے کے بعد کروٹ بدلنے کا حکم وارد ہے کیونکہ اس کو تغیر حال میں بہت اثر ہے۔

"بقول جابر رضہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص مکروہ خواب دیکھے تو بائیں جانب تین مرتبہ تھتکر کے شیطان سے اللہ کی پناہ چاہے اور اس کروٹ کو بدل ڈالے جس پر خواب دیکھنے کے وقت پڑا تھا۔"

شیطانی تصرف

احادیث مستند کردہ صدر سے معلوم ہوا کہ بہت سے خواب شیطانی القاء سے ہوتے ہیں چنانچہ متوحش قسم کے تمام خواب مثلاً کسی نے دیکھا کہ سرکٹ گیا یا کسی کو قتل کر دیا۔ اسی قبیل سے ہیں استلام بھی شیطانی اثر سے ہوتا ہے اور اس سے جنود ابلیس کی یہ غرض ہوتی ہے کہ مومن کو فسل و طہارت کی زحمت میں ڈالے یا اس کے ذریعہ سے نماز صحیح کے بروقت پڑھنے میں خلل ڈالے۔

لیکن یاد رہے کہ شیطان متوحش خوابوں کھا کر مومن کو ہر طرح سے پریشان کر سکتا ہے لیکن یہ بات اس کی قدرت سے باہر ہے کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی وضع و ہیئت اختیار کر کے کسی مومن کو خواب میں دیدار کا شرف ارشاد نبوی ہے:۔

"جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے فی الواقع مجھی کو دیکھا اور اس کا یہ خواب سچا ہے کیونکہ شیطان کی یہ مجال نہیں کہ خواب کے اندر میری شکل میں ظاہر ہو (بخاری)

بعض محققین نے فرمایا ہے کہ شیطان خواب میں حق تعالیٰ کی حیثیت سے ظاہر ہو کر افترا پردازی کر سکتا ہے اور دیکھنے والا دیکھ کر کہا سکتا ہو کہ یہ واقعی باری تعالیٰ ہے لیکن حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کبھی اختیار نہیں کر سکتا کیونکہ حضور مظہر ہدایت اور شیطان مظہر ضلالت ہے اور ہدایت و ضلالت میں ضد ہے اور حق تعالیٰ صفات اضلال و ہدایت اور تمام صفات متضادہ کا جامع ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مخلوق کا دعوی الوہیت صریح المطلان ہے اس لئے کسی طرح خلل شبہ کا نہیں۔ بخلاف دعوی نبوت کے کیونکہ ہزار دل لاکھوں تہی دستان نعمت خود ساختہ نبیوں کی خانہ ساز نبوت پر ایمان لا کر بھی ملاعنی سے بھٹک جاتے ہیں اسی لئے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے معجزات کو اختیار کیا۔ اسے لوگوں کو دعوت دینے کی قدرت نہیں دیکھتے ہی وجہ ہے کہ مدعی نبوت سے خارق عادات کا صدور ممکن ہے لیکن اگر کوئی دعوی نبوت کرے ..... اس سے اعجاز نمائی کی قدرت سلب کر لی جاتی ہے تاکہ خلق خدا خدانخواستہ اس کے دام تزویر میں نہ پھنس سکے۔

خواب کے اقسام

امام محمد بن سیرین نے فرمایا ہے کہ خواب تین طرح ہوتے ہیں ایک تو حدیث نفس (دل کے خیالات) دوسرے تخویف شیطان تیسرے مبشرات خداوندی، اس تقسیم سے ظاہر ہے کہ خواب کے تمام اقسام صحیح قابل تعبیر اور اعتبار کے لائق خواب کی وہی قسم ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے بشارت و اعلام ہو۔ حدیث نفس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کام یا حرفہ کرتا ہو وہ خواب میں بھی عموماً وہی چیزیں دیکھیگا جن میں دن بھر منہمک رہتا ہے۔ یا کوئی عاشق محروم الوصال جو ہر وقت اپنے محبوب کے خیال میں مستغرق رہتا ہے وہ خواب میں بھی اسی کو دیکھتا ہے سچا خواب حق تعالیٰ کی طرف سے اس لئے دکھایا جاتا ہے کہ بندہ محظوظ ہو اور طالب حق محبت میں اور زیادہ سرگرم ہو۔ یہ قابل تعبیر ہے اور اس پر بڑے بڑے نتائج مترتب ہوتے ہیں۔

خواب صدق مقال کا اثر

اکل حلال اور صدق مقال کو جتنا بھی دخل ہوتا ہے اس نے جو حضرات منوحش خواب دیکھنے کے علاوہ ہوں انہیں اپنی اخلاقی حالت کا جائزہ لینا چاہیئے خصوصاً ان کے لئے غیبت اور کذب بیانی سے قطعاً اجتناب لازم ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں مروی ہے کہ وہ شخص سب سے زیادہ راست گو ہے جس کا خواب سچا ہے۔

برا خواب بیان کرنیکی ممانعت

جب کوئی شخص کردہ ناشنیدہ خواب دیکھے تو چاہیئے کہ حق تعالیٰ سے اس خواب کے شر سے اور ابلیسی فتنہ سے پناہ مانگے اور ایسا خواب کسی سے بیان نہ کرے اس صورت میں اس پر کوئی برا اثر مترتب نہ ہوگا۔ حضور کا ارشاد ہے:۔

"جب تک خواب بیان نہ کیا جائے اس وقت تک پرندہ کے پاؤں پر معلق رہتا ہے (جیسے پرندے کو ایک جگہ قرار نہیں بلکہ لمحہ اوقات پرواز کرتا رہتا ہے اسی طرح کردہ خواب کو بھی قرار نہیں) اور جب بیان کر دیا اسی طرح دافع ہو گیا۔"

برا خواب بیان کرنیکی اس نے ممانعت کیونکہ جو کہا جاوے کوئی معتبہ بحسب ظاہر ہر برائی تعبیر لے دے اور عام طور پر مشاہدہ میں آیا ہے کہ جیسی کوئی تعبیر دیتا ہے تقدیر ایسی ہی وقوع میں آتی ہے ہر چند کہ تمام واقعات قضا و قدر سے وابستہ ہیں تاہم گمان غالب سقوط ناشیہ میں اس کے متاثر ہونے کا ہے لہذا دعا اور صدقہ کی طرح اس قسم کے اسباب بھی تقضاء بندہ ہی سے متعلق ہیں۔

تعبیر کے لئے اپنا خواب کسی دوست صالح یا عالم باعمل یا صاحب ذوق رائے کے سوا کسی سے نہ بیان کرنا چاہیئے کیونکہ یہ لوگ خواب کو نیک پر محمول کر کے اس کی اچھی تعبیر بتائینگے۔ حضور نے فرمایا "اپنا خواب دوست عالم کے سوا کسی سے نہ کہو"

سمرہ بن جندب سے مروی ہے کہ جناب محمد صادق صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح کے بعد عموماً صحابہ سے دریافت فرماتے کہ تم میں سے کس کس نے کوئی خواب دیکھا ہے اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان کرتا اور حضرت مہبط وحی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعبیر بیان فرماتے۔

بجان العدا متقی اور نیکوکار انسانوں کا تعلق کس طرح براہ راست ذات باری تعالیٰ سے وابستہ ہے اور وہ کس لطف عمیم اور رحمت خاصہ سے اپنے چاہنے والوں کی رہنمائی کرتا ہے۔

امام محی الدین نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے اس بات کا استحباب ہوتا ہے کہ امام نماز صبح کے بعد مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو اور ان کے خواب سنکر انکی تعبیریں بتائے کیونکہ شروع دن میں انسان صحیح الدماغ ہوتا ہے اس کے بعد فکر معاش اس کا ذہن پریشان کر دیتا ہے۔

لیکن ظاہر ہے کہ موجودہ وقت اور وقتوں میں جبکہ خدمت نبوت کو سوا ہزار سال سے بھی زیادہ زمانہ گذر چکا ہے اور ابنائے ملت کی فراست ایمانی دن بدن رو زوال ہے ایسے ائمہ ساجد حنفا کا حکم رکھتے ہیں جو تعبیر دیا کے اہل ہوں البتہ اگر وہ تعبیر خواب کی کتابوں کا مطالعہ کریں تو اس فن میں بصیرت پیدا کر سکتے ہیں۔

ہم نے خواب کی اہمیت اور تعبیر خواب کا جو خاکہ کھینچا تھا وہ مختصر ہے مگر اس میں سارے ضروری مباحث آگئے ہیں۔

اسلام اور مدنیت

(از جناب مولوی شریف احمد صاحب امروہوی)

اسلام ایک مکمل مذہب ہے دنیا کا کوئی معاملہ کوئی مسئلہ اور کوئی جزیہ ایسا نہیں ہے جو قرآن کریم میں موجود نہیں اس وقت ہر مذہب وملت کی، مذہبی و مقدس کتابیں دنیا کے سامنے ہیں ان کی اہمیت وجامعیت کے متعلق بڑے بڑے دعاوی بھی کئے جاتے ہیں اور کتابیں بھی خاصی ضخیم وطویل ہیں مگر تدبر یہ دیکھنے میں کہ زندگی کے تمام شعبے تو ایک طرف اہم اور ضروری شعبوں کے متعلق بھی یہ کتابیں خاموش ہیں، انجیل میں شادی بیاہ کے متعلق کوئی احکام موجود نہیں ویدوں میں ہوگی کی مشکلات کا کوئی علاج نہیں بتایا گیا توریت وزبور دنیوی امور کے متعلق خاموش ہیں لیکن قرآن کریم میں جملہ کلی سیاسی تمدنی معاشرتی اور علمی احکام موجود ہیں الوا اس مختصر قرآن کی جامعیت دہمہ گیری انسان کو حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ اسلامی تمدن دنیا کا بہترین تمدن ہے اور اس کی معاشرت بھی اپنی نوعیت میں عدیم المثال وعدیم النظیر ہے اور سچ کہو قرآن کریم ہی سے اخذ ہے پھر اسلام کے تمدن اور معاملات کو اس قدر ضروری قرار دیا ہے اور انھیں وہ اہمیت عطا کی ہے کہ قرآن کریم میں عبادت کے احکام کے دوش بدوش اس کے احکام ہی موجود ہیں ان احکام میں سے یہاں ہم چند احکام کا ذکر کریں گے جن سے واضح ہو جائے گا کہ اسلام کتنا ارفع، کتنا پاکیزہ اور کتنا عقلی اور تمدن مذہب ہے۔

تمدنی تعلیم

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لا تعبدون الا اللہ وبالوالدین احسانا وذی القربی والیتمی والمساکین وقولوا للناس حسنا یعنی ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد کر لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا ماں باپ کے احسان کرنا اور رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں سے حسن سلوک سے پیش آنا اور تمام انسانوں سے گفتگو سلیقہ اور تہذیب کے ساتھ کرنا۔

اس آیت کو غور سے پڑھئے سب سے پہلے خدا کی عبادت کا ذکر ہے کہ وہ انسان کا خالق حقیقی ہے وہ ہمیشہ اور ہر حالت میں ان کا خیال رکھتا اور انھیں رزق وآرام پہنچاتا ہے اس کے بعد ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر ہے کہ دنیا میں ان سے زیادہ شفیق اور ہمدرد کوئی نہیں ہو تا ان کی اس شفقت وہمدردی کے پیش نظر ان سے جتنا بہتر سلوک کیا جائے کم ہے ان کے بعد قدرتاً بھائی بہن چچا ماموں خالہ اور پھوپی کا نمبر ہے ماں باپ کے بعد سب سے زیادہ محبت انہی کی ہوتی ہے پھر نمبر ہیں کہ ان کے سروں سے باپ کا سایہ اٹھ چکا ہوتا ہے اور موقی خاک میں رلتے ہوتے ہیں یہ فرزندان ملت ہیں فدائی توجہ انھیں فرش سے اٹھا کر عرش پر پہنچا دیتی ہے دوسرے حسن سلوک اور محبت ان کے مجروح قلوب کو تسکین بھی پہنچاتی ہے مسکین وہ جو مانگے ہی جیسے انسان ہیں لیکن غربت وافلاس کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں نہ پاس پیسہ ہے اور نہ بال بچوں کے کھانے پینے کا کوئی بندوبست ہے تقاضائے انسانیت ہے کہ ان کی مدد کی جائے احسان سے سلوک کے ساتھ پیش آیا جائے۔

اب سب سے آخر میں جمہور عوام اور عامۃ الناس رہ جاتے ہیں جو تمام اقوام وملل پر مشتمل ہیں اور مذہب کا اختلاف ان کے اندر بعد پیدا کر دیتا ہے اور ان سے بات کرنے پر دل نہیں چاہتا ان میں مفتوح ہی ملتے ہیں اور اجنبیت ہی انھیں بالعموم نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جیسا کہ رومیوں ایرانیوں اور ہندوستانیوں میں دستور تھا اور ہے اس سے روکا گیا اور کہا گیا کہ ان سے جب ملو تو کھل کر ملو اور بطریق احسن گفتگو کرو عوام سے کلام تو بہت کم ہی پڑتا ہے بالعموم گفتگو اور ملنے جلنے ہی کے تعلقات رہتے ہیں اسی لئے "وقولوا للناس حسنا" فرمانے پر اکتفا کی گئی اور تاکید کی گئی کہ جب ملو تو حسن اخلاق کے ساتھ ملو۔

قرآن کریم میں ان مضمون کے متعدد احکام موجود ہیں ایک جگہ اور "وقولوا قولا سدیدا" کہا گیا ہے جو اسی مفہوم عام کا حامل ہے کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ اسلام نے اپنے پیروؤں کو تمدنی اعتبار سے کسی اعلیٰ اور ارفع تعلیم دی ہے اور جس طور پر اسے اسی کے مطابق اس سے مسلمان ہونیکی وہدایت کی ہے یہ فرق مراتب تعلیم اور اس قسم کے نصائح واحکام اسی تسلسل اور حسن ترتیب اور بندش وچستگی کے ساتھ کسی اور کتاب اور دیگر مذاہب میں کہیں ڈھونڈے بھی مل سکتے ہیں تمام مذاہب و مذاہب کی تعلیم سامنے ہے احکام میں گے بھی تو یہ ترتیب یہ جامعیت اور یہ سلیقہ ہرگز نظر نہ آئے گا۔

نیکی کا مفہوم

قرآن کریم ہی میں پھر ارشاد ہوتا ہے اور خدائے برتر فرماتا ہے کہ:-

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتاب والنبیین واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب یعنی یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم نے مشرق ومغرب کی طرف منہ کر لیا اور صرف نماز پر اکتفا کر کے سمجھ لیا کہ ہم نے اپنے فریضہ منصبی سے آزاد و سبکدوش ہو گئے بلکہ نیکی اور اچھائی یہ ہے کہ اللہ پر آخرت پر فرشتوں پر الہامی کتابوں اور نبیوں پر ایمان لاؤ اور خدا کی محبت کے لئے اپنے رشتہ داروں یتیموں مسکینوں مسافروں سائلوں اور قرضہ کی علت میں قید وبند کے مصائب جھیلنے اور کڑیاں پہننے والوں کی مالی امداد واعانت کرو۔

کتنی مبارک کتنی جامع کتنی پر مغز کتنی پیاری اور دلربا آیت ہے۔ کوزہ میں دریا بند کرنا اگر کسی کو کہتے ہیں تو اسی کو کہتے ہیں۔ اس سے بہتر انداز نصیحت اور کیا ہو سکتا ہے کتنی وسیع تعلیم اور کتنے مختصر الفاظ میں کہہ ڈالی گیا تمام احکام دیدیئے گئے اور چند الفاظ میں دیدیئے گئے۔ سبحان الذی انزل الفرقان

اس آیت میں جہاں پوری ترتیب و درجات کے ساتھ ایمان لانے کی تشریح و توضیح کی گئی ہے اور اللہ پر ہونے کے بعد کی زندگی پر ایمان کے فرشتوں پر اللہ کی الہامی کتابوں پر اور تمام نبیوں پر بلا فرق وامتیاز اور بلا شک وشبہ ایمان لانا لازمی قرار دیا گیا ہے وہاں نہایت خوبی اور عمدگی کے ساتھ باری تعالیٰ نے مخلوق خدا کو باہمی امداد کے متعلق بھی جو درحقیقت اور فی الواقع سب سے بڑی سب سے اہم اور سب سے ارفع اور زبردست امداد ہے مزید تفصیل پیش کی گئی ہے اور نہ صرف تفصیل پیش کی گئی ہے بلکہ

مکروہ خواب کے بعد کروٹ بدلنے کی ضرورت

ایک حدیث دیکھنے کے بعد کروٹ بدلنے کا حکم وارد ہے کیونکہ اس کو تغیر حال میں بہت اثر ہے۔

"بقول جابر رضہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص مکروہ خواب دیکھے تو بائیں جانب تین مرتبہ تف کرکے شیطان سے اسکی پناہ چاہے اور اس کروٹ کو بدل ڈالے جس پر خواب دیکھنے کے وقت پڑا تھا۔"

شیطانی تصرف

احادیث متذکرہ صدر سے معلوم ہوا کہ بہت سے خواب شیطانی القاء سے ہوتے ہیں چنانچہ متوحش قسم کے تمام خواب مثلاً کسی نے دیکھا کہ سرکٹ گیا یا کسی کو قتل کردیا۔ اسی قبیل سے ہیں احتلام بھی شیطانی اثر سے ہوتا ہے اور اس سے جنود ابلیس کی یہ غرض ہوتی ہے کہ مومن کو فسل وطہارت کی زحمت میں ڈالے یا اس کے ذریعہ سے نماز صبح کے بروقت پڑھنے میں خلل ڈالے۔

لیکن یاد رہے کہ شیطان متوحش خواب کھا کر مومن کو ہر طرح سے پریشان کرسکتا ہے لیکن یہ بات اس کی قدرت سے باہر ہے کہ حضرت خیر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی وضع و ہیئت اختیار کرکے کسی مومن کو خواب میں دکھائے ارشاد نبوی ہے:۔

"جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے فی الواقع مجھی کو دیکھا اور اس کا یہ خواب سچا ہے کیونکہ شیطان کی یہ مجال نہیں کہ خواب کے اندر میری شکل میں ظاہر ہو (بخاری)"

بعض محققین نے فرمایا ہے کہ شیطان خواب میں حق تعالیٰ کی حیثیت سے ظاہر ہوکر افترا پردازی کرسکتا ہے اور دیکھنے والا دیکھ کر کہہ سکتا ہے کہ یہ واقعی باری تعالیٰ ہے لیکن حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کبھی اختیار نہیں کرسکتا کیونکہ حضور مظہر ہدایت اور شیطان مظہر ضلالت ہے اور ہدایت وضلالت میں ضد ہے اور حق تعالیٰ صفات اضلال وہدایت اور تمام صفات متضادہ کا جامع ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ مخلوق کا دعویٰ الوہیت صریح البطلان ہے اس لئے کسی طرح خلل شبہ کا نہیں۔ بخلاف دعوی نبوت کے کیونکہ ہزار دل لاکھوں تہی دستان تہمت خود ساختہ نبیوں کی خانہ ساز نبوت پر ایمان لاکر بھی خالق سے بھٹک جاتے ہیں اسی لئے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع بعد عزا صحابہ سے دریافت فرماتے رہتے ہیں سے کس کس نے کوئی خواب دیکھا ہے اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان کرتا اور حضرت مہبط وحی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعبیر بیان فرماتے۔

سبحان اللہ متقی اور نیکوکار انسانوں کا تعلق کس طرح براہ راست ذات باری تعالیٰ سے وابستہ ہے اور وہ کس لطف عمیم اور رحمت خاصہ سے اپنے چاہنے والوں کی رہنمائی کرتا ہے۔

امام محی الدین نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے اس بات کا استحباب ہوتا ہے کہ امام نماز صبح کے بعد مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو اور ان کے خواب سنکر ان کی تعبیریں بتائے کیونکہ شروع دن میں ان کا ذہن صحیح الدماغ ہوتا ہے اس کے بعد فکر معاش اس کا ذہن پریشان کردیتا ہے۔

لیکن ظاہر ہے کہ موجودہ وقت اور فرقت میں جبکہ خیر وثبت کو سوا ہزار سال سے بھی زیادہ زمانہ گذر چکا ہے اور اپنے ملت کی فراست ایمانی دن بدن رو زوال ہے ایسے ائمہ ساجد حنفا کا حکم رکھتے ہیں جو تعبیر خواب دیا کرتے اہل ہوں البتہ اگر وہ تعبیر خواب کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ تو اس فن میں بصیرت پیدا کرسکتے ہیں۔

ہم نے خواب کی ماہیت اور تعبیر خواب کا جو خاکہ کھینچا گو وہ مختصر ہے مگر اس میں سارے ضروری مباحث آگئے ہیں۔

بندہ محفوظ ہو اور طلب حق ومحبت میں اور زیادہ سرگرم ہوا یسا قابل تعبیر ہے اور اس پر بڑے بڑے نتائج مترتب ہوتے ہیں۔

خواب صدق مقال کا اثر

اکل حلال اور صدق مقال کو جتنا بھی حضرات منوحش خواب دیکھنے کے علاوہ جو خواب دیکھنے میں آئیں ان کی اخلاقی حالت کا جائزہ لینا چاہئے خصوصاً ان کے غیبت اور کذب بیانی سے قطعاً اجتناب لازم ہے۔

چنانچہ ایک حدیث میں مروی ہے کہ جو شخص سب سے زیادہ راست گو ہے اس کا خواب سچا ہے

برا خواب بیان کرنیکی ممانعت

جب کوئی شخص کریہہ وناپسندیدہ خواب دیکھے تو چاہیئے کہ حتی تعالیٰ سے اس خواب کے شر سے اور ابلیسی فتنہ سے پناہ مانگے اور ایسا خواب کسی سے بیان نہ کرے اس صورت میں اس پر کوئی برا اثر مترتب نہ ہوگا۔ حضور کا ارشاد ہے:۔

"جبتک خواب بیان نہ کیا جائے اس وقت تک پرندہ کے پاؤں پر معلق رہتا ہے (جیسے پرندے کو ایک جگہ قرار نہیں بلکہ ہوا وقات پرواز کرتا رہتا ہے اسی طرح مکروہ خواب کو بھی قرار نہیں) اور جب بیان کردیا اسی طرف واقع ہوگیا۔"

برا خواب بیان کرنیکی اس نے ممانعت کیونکہ جو کہا وہ کوئی معتبر بھائی پر برا تعبیر لے دے اور عام طور پر مشاہدہ میں آیا ہے کہ جیسی کوئی تعبیر دیتا ہے بتقدیر الٰہی ایسا ہی وقوع میں آتا ہے ہر چند کہ تمام واقعات قضا وقدر سے وابستہ ہیں ہم کو ان مقامات سقوط تا نیہ میں اس نے ستاخر ہے (دعا اور صدقہ کی طرح اس قسم کے اسباب بھی قضا وقدر ہی سے متعلق ہیں۔

تعبیر کے لئے اپنا خواب کسی دوست صالح یا عالم باعمل یا صاحب الرائے کے سوا کسی سے نہ بیان کرنا چاہئے کیونکہ یہ لوگ خواب کو بنگی پر محمول کرکے اس کی اچھی تعبیر بتائینگے۔ حضور نے فرمایا "اپنا خواب دوست عالم کے سوا کسی سے نہ کہو"

سمرہ بن جندب سے مروی ہے کہ جناب محمد صادق صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح کے بعد عموماً صحابہ سے دریافت فرماتے کہ تم میں سے کس کس نے کوئی خواب دیکھا ہے اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان کرتا اور حضرت مہبط وحی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعبیر بیان فرماتے۔

اسلام اور مدنیت

(از جناب مولوی شریف احمد صاحب ایم اے (بدایوں)

اسلام ایک مکمل مذہب ہے دنیا کا کوئی معاملہ کوئی مسئلہ اور کوئی جزیہ ایسا نہیں ہے جو قرآن کریم میں موجود نہیں اس وقت ہر مذہب و ملت کی مذہبی و مقدس کتابیں دنیا کے سامنے ہیں ان کی اہمیت و جامعیت کے متعلق بڑے بڑے دعاوی بھی کئے جاتے ہیں اور کتابیں بھی خاصی ضخیم و طویل ہیں مگر یہ تو یہ دیکھتے ہیں کہ زندگی کے تمام شعبے تو ایک طرف اہم اور خاص شعبوں کے متعلق بھی یہ کتابیں خاموش ہیں انجیل میں شادی بیاہ کے متعلق کوئی احکام موجود نہیں جدید میں بیوی کی مشکلات کا کوئی علاج نہیں بتایا گیا توریت و زبور مدنی امور کے متعلق خاموش ہے لیکن قرآن کریم میں جملہ کلی سیاسی تہذیبی معاشرتی اور علمی احکام موجود ہیں الوصیۃ مختصر قرآن کی جامعیت و ہمہ گیری انسان کو حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ اسلامی تمدن دنیا کا بہترین تمدن ہے اور اس کی معاشرت بھی اپنی نوعیت میں عدیم المثال و عدیم النظیر ہے اور یہ سب کچھ قرآن کریم ہی سے ماخوذ ہے پھر اسلام نے تمدن اور معاملات کو اس قدر ضروری قرار دیا ہے اور انھیں وہ اہمیت عطا کی ہے کہ قرآن کریم میں عبادت کے احکام کے دوش بدوش اس کے احکام بھی موجود ہیں ان احکام میں سے یہاں ہم چند احکام کا ذکر کریں گے جن سے واضح ہو جائے گا کہ اسلام کتنا ارفع کتنا پاکیزہ اور کتنا عقلی اور تمدن مذہب ہے۔

تمدنی تعلیم

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لا تعبدون الا اللہ وبالوالدین احسانا وذی القربیٰ والیتٰمی والمساکین وقولوا للناس حسنا یعنی ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد کر لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا ماں باپ سے احسان کرنا اور رشتہ دار یتیموں اور مسکینوں سے حسن سلوک سے پیش آنا اور تمام انسانوں سے گفتگو سلیقہ اور تہذیب کے ساتھ کرنا۔

اس آیت کو بغور سے پڑھئے سب سے پہلے خدا کی عبادت کا ذکر ہے کہ وہ انسان کا خالق حقیقی ہے وہ ہمیشہ اور ہر حالت میں ان کا خیال رکھتا اور انھیں رزق و آرام پہنچاتا ہے اس کے بعد ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر ہے کہ دنیا میں ان سے زیادہ شفیق اور ہمدرد کوئی نہیں ہو سکتا ان کی اس شفقت و ہمدردی کے پیش نظر ان سے جتنا بہتر سلوک کیا جائے کم ہے ان کے بعد قدرتاً بھائی بہن چچا ماموں خالہ اور پھوپی کا نمبر ہے ماں باپ کے بعد سب سے زیادہ محبت انہی کو ہوتی ہے پھر یتیم ہیں کہ ان کے سروں سے باپ کا سایہ اٹھ چکا ہوتا ہے اور موتی خاک میں رلتے ہوتے ہیں یہ فرزندان ملت ہیں قدامی توجہ انھیں فرض سے اتنا کر عرش پر پہنچا دیتی ہے دوسرے حسن سلوک اور محبت سے ان کے مجروح قلوب کو تسکین بھی پہنچ جاتی ہے مسکین وہ جو اپنے ہی جیسے انسان ہیں لیکن غربت و افلاس کے چکی میں پھنسے پڑے ہیں نہ پاس پیسہ ہے اور نہ بال بچوں کے کھانے پینے کا کوئی بندوبست ہے تقاضائے انسانیت ہے کہ ان کی مدد کی جائے احسان سے سلوک کے ساتھ پیش آیا جائے۔

اب سب سے آخر میں جمہور عوام اور عامۃ الناس رہ جاتے ہیں جو تمام اقوام و ملل پر مشتمل ہیں اور مذہب کے اختلاف ان کے اندر بعد پیدا کر دیتا ہے اور ان سے بات کرنے روکتا نہیں چاہتا ان میں مفتوح ہی ہوتے ہیں اور اچھوت ہی انھیں بالعموم نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جیسا کہ رومیوں ایرانیوں اور ہندوستانیوں میں دستور تھا اور ہے اس سے روکا گیا اور کہا گیا کہ ان سے جب بولو تو کھل کر بولو اور بطریق احسن گفتگو کرو عوام سے کلام نرمی سے ہی چلتا ہے بالعموم نفرت اور میٹھے جلنے ہی کے مخلوق رہتے ہیں اسی لئے فرمایا وقولوا للناس حسنا فرمانے پر اکتفا کی گئی اور تاکید کی گئی کہ جب بولو تو حسن اخلاق کے ساتھ بولو۔

قرآن کریم میں اس مضمون کے متعدد احکام موجود ہیں ایک جگہ اور ہے قولوا قولا سدیدا کہا گیا ہے جو اسی مفہوم عام کا حامل ہے کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ اسلام نے اپنے پیروؤں کو تمدنی اعتبار سے کیسی اعلیٰ اور ارفع تعلیم دی ہے اور جس کا جو درجہ ہے اسی کے مطابق اس سے سلوک ہونے کی ہدایت کی ہے یہ فرق مراتب تعلیم اور اس قسم کے نصائح و احکام اسی تسلسل اور حسن ترتیب اور بندش و چستگی کے ساتھ کسی اور کتاب اور دیگر مذاہب میں نہیں ڈھونڈے بھی مل سکتے ہیں تمام مذاہب اور مذاہب کی تعلیم سامنے ہے احکام میں گے ہی تو یہ ترتیب یہ جامعیت اور یہ سلیقہ ہرگز نظر نہ آئے گا۔

نیکی کا مفہوم

قرآن کریم ہی میں پھر ارشاد ہوتا ہے اور خدائے برتر فرماتا ہے کہ:۔

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتاب والنبیین واٰتی المال علی حبہ ذوی القربیٰ والیتٰمی والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب یعنی یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم نے مشرق و مغرب کی طرف منہ کر لیا اور صرف نماز پر اکتفا کر کے سمجھ لیا کہ ہم اپنے فریضہ منصبی سے آزاد و سبکدوش ہو گئے بلکہ نیکی اور اچھائی یہ ہے کہ اللہ پر آخرت پر فرشتوں پر الہامی کتابوں اور نبیوں پر ایمان لاؤ اور خدائی محبت کے لئے اپنے رشتہ داروں یتیموں مسکینوں مسافروں سائلوں اور قرضہ کی علت میں قید و بند کے مصائب جھیلنے اور کڑیاں پہننے والوں کی مالی امداد و اعانت کرو۔

کتنی مبارک کتنی جامع کتنی پر مغز معانی اور کتنی پیاری اور دلربا آیت ہے۔ کوزہ میں دریا بند کرنا اگر کسی کو کہتے ہیں تو اسی کو کہتے ہیں۔ اس سے بہتر انداز نصیحت اور کیا ہو سکتا ہے کتنی وسیع تعلیم اور کتنے مختصر الفاظ سب کچھ بتا دیا گیا تمام احکام دیدیئے گئے اور چند الفاظ میں دیدیئے گئے۔ سبحان الکبیر ان الامر

اس آیت میں جہاں پوری ترتیب و درجات کے ساتھ ایمان لانے کی تشریح و توضیح کی گئی ہے اور اللہ پر ہر نبی کے بعد کی زندگی پر اللہ کے فرشتوں پر اللہ کی الہامی کتابوں پر اور تمام انبیاء پر بلا فرق و امتیاز اور بلا شک و شبہ ایمان لانا لازمی قرار دیا گیا ہے وہاں نہایت خوبی اور سمجھ کے ساتھ باری تعالیٰ نے مخلوق خدا کی باہمی امداد کے متعلق بھی جو درحقیقت اور فی الواقع سب سے بڑی سب سے اہم اور سب سے ارفع اور ضروری امداد ہے مزید تفصیل پیش کی گئی ہے اور نہ صرف تفصیل پیش کی گئی ہے بلکہ

تاکیدکی گئی ہے کہ رشتہ داروں، یتیموں اور مساکین کے علاوہ مسافروں، سوال کرنے والوں اور قرضہ کی علت میں گرفتاروں اور غلاموں کی بھی امداد کرو زبانی ہی نہیں ہاتھ پاؤں ہی سے نہیں عمل ہی سے نہیں کہ مال سے امداد کردینے جنبہ کے الفاظ پر غور کرو انسان جب کسی کے ساتھ کوئی سلوک واحسان کرتا ہے تو اس کی عادت ہے کہ وہ احسان ہی جتاتا ہے اور بعض اوقات تو طعنہ تک دے ڈالتا ہے اسی لئے کہا گیا کہ جو کچھ دو خدا کی محبت میں دو اور خدا کے لئے دو اور احسان رکھو تو خدا پر رکھو احسان ہو تو خدا پر ہو تاکہ بندوں کو جو دو اسے تم ان پر احسان نہ سمجھو احسان کرنا بری بات نہیں مگر احسان جتانا احسان کو زبان پر لانا ضرور بری بات ہے کہ اس سے دوسرے کو شرمندگی اور تکلیف ہوتی ہے۔

احسان جتانے کے مفاسد

چنانچہ خدائے برتر و توانا کا ارشاد ہے کہ یاایھا الذین اٰمنوا لا تبطلوا صدقٰتکم بالمن والاذیٰ کالذی ینفق مالہ ریاء الناس یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لے آئے ہو احسان جتانے اور ایذا دینے سے اس شخص کی طرح اپنے صدقوں کو ضائع نہ کرو جو اپنے مالوں کو یا دکھاوا دو اور لوگوں کو کہانے کے لئے دنیا میں خرچ کرتا ہے ایزد ذوالجلال نے کیسی پہلو تہی صراحت تو رہنے نہیں دیا اور فطرت انسانی کے اقتضا کو بھانپ نایاں کرکے پیش کیا ہے۔ یہی بتا دیا ہے کہ اگر منت رکھکر دو گے تو سب کیا کرایا خاک میں مل جائیگا نہ دو گے گنہگار ہوگے اور بے منت دو گے تو اجر عظیم کے مستحق قرار پاؤ گے۔

صاف مطلب یہ ہے کہ جن کی امداد کرو جن پر احسان کرو اور جو تمہیں مستحق اور حاجتمند امداد کے طور پر ردو خواہ وہ کوئی ہوں رشتہ دار لہوں یا یتیم و مساکین یا دوسرے سائل اور غلام وغیرہ ان پر کوئی احسان نہ جتاؤ اور نہ انھیں کسی قسم کی تکلیف دو ایسا کروگے تو ہاتھ خالی ہی نہ آئیگا الٹے گنہگار ہوگے احسان جتانا بھی ایک نوع کی روحانی اور ذہنی اذیت ہی پہنچانا ہے۔ غریب بے بس ہوتے ہیں تنگدستی غالب ہوتی ہے زبان سے کچھ کہہ نہیں سکتے شرمندہ ہوتے ہیں اور ان کا دل دکھتا ہے یہ حکم دیکر ایک طرف تو دوسروں کے لئے اپنا مال خرچ کرنے والوں کو بتایا کہ جو تم خرچ کرو خدا کے لئے کرو تمھیں ہرگز یہ حق نہیں کہ غرباء محتاجوں اور رشتہ داروں پر احسان جتاتے پھرو اور انھیں کسی قسم کی تکلیف دو اور ان کے جذبات و احساسات کو ٹھیس لگاؤ اور دوسری طرف قابل امداد لوگوں کو ذلت سے بچالیا اور ان کے جذبات غیرت کو پامال نہ ہونے دیا۔

دنیوی اور تمدنی اعتبار سے غور کیجئے اگر کوئی شخص کسی کی امداد کردیتا ہے اور پھر اس پر احسان جتانے لگتا ہے اور پھر دو قدم اور آگے بڑھکر یہ چاہتا ہے کہ جس کے ساتھ اس نے احسان کیا ہے وہ اس کا زر خرید غلام بنجائے تو اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے اس کے دل میں اپنے محسن کی طرف سے جذبات شکر گزاری پیدا ہونے کے بجائے الٹا تکدر پیدا ہوجاتا ہے اور وہ اس احسان جتانے کو اپنی تذلیل و تحقیر سمجھکر اور کشیدہ خاطر ہوجاتا ہے قرآن نے جو کچھ بتایا وہ ایک فطری اصول ہے ہمارے اس زمانہ میں لوگوں کی یہ حالت ہے کہ جس پر احسان کرتے ہیں اس سے انھیں یہ توقع وابستہ ہوجاتی ہے کہ وہ ان کا مفت کا خادم بنجائے ان کے اشارہ ابرو پر رقص کرے اور ان کے کسی مشورہ سے جرأت انکار نہ کرے گویا وہ صدقات و احسان سے لوگوں کو خریدنا اور اپنا فرمانبردار بنالینا چاہتے ہیں اور جب انکی طرف سے کوئی سہل سی بیگاری اور سستی خدمت میں آتی ہے تو جھٹ احسان جتانے لگتے ہیں لوگوں سے کہتے پھرتے ہیں کہ ہم نے فلاں کے ساتھ یہ کیا اور اس نے ہمیں اس کا یہ بدلہ دیا حالانکہ احسان کرکے احسان جتانا اور جس کے ساتھ احسان کیا جائے اس سے احسان بدلہ کی توقع ہی سرے سے ایک مہمل اور لغو چیز ہے جب احسان کیا ہی خدا کے لئے جائے تو پھر اس سے کوئی توقع رکھنا انتہائی حماقت ہے اور اس کے نتائج ہمیشہ برے اور بہت قبیح برآمد اور مترتب ہوتے ہیں اور ہوا کرتے ہیں اسد پر سے نظر ہٹ جاتی ہے خلوص باقی نہیں رہتا لوث شامل ہوجاتا ہے غرض سامنے آکھڑی ہوتی ہے جو اس کے حقیقی مستحق ہوتے ہیں صدقے انھیں نہیں دیا جاتا حقدار محروم رہتے ہیں اور غیر حقدار فائدہ اٹھاتے ہیں بعض افراد کا دینے کھلے نہیں چاہتا کہ دیکر کیا کریں فلاں کو دیا تو کونسا ثمرہ پایا شریف اور نجیب محروم ہوجاتے ہیں اور خوشامدی مست بنکے اور دوسروں کی دولت سے موجیں پیتا و اپنے جانے عیش اڑاتے ہیں۔

باری تعالیٰ کے سامنے انسانی فطرت کے یہ تمام پہلو تھے اس لئے اس نے علی حبہ کمکر ان تمام تاریک و خوابناک کا خاتمہ ہی کردیا اور مسلمانوں کو صحیح راستہ اور سیدھی راہ دکھائی کہ لوگ شکر گذار بھی رہیں اور کسی کے قلب میں کوئی کشیدگی اور کدورت بھی نہ پیدا ہو۔

ناجائز مال کی حرمت

خلاصۂ برتر و توانا کا ارشاد ہے ولا تاکلوا اموالکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون یعنی اپنے مال جھوٹے دعا اور فریب سے نہ کھاؤ اور نہ حکام کے پاس اپنے مالی معاملات اس غرض سے لیجاؤ کہ لوگوں کے مالوں سے کچھ حصہ ناجائز طور پر حاصل کرسکو تو یہ ایک طرف توجہ دلائی رشتہ داروں اور تمام حاجتمند لوگوں سے حسن سلوک کرنا اور انھیں مالی امداد پہنچانے کا حکم دیا گیا اور دوسری طرف ایسے امور سے منع کیا گیا جو مال و دولت کی بربادی کا موجب ہوتے ہیں کون نہیں جانتا کہ باہمی عداوتوں اور جھگڑوں کی بہت بڑا باعث مالی معاملات کی الجھنیں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ باہمی تعلقات خراب ہوتے ہیں بلکہ مالی اور جانی طور پر بھی شدید تباہی نازل ہوتی ہے۔

اسلام کے سامنے یہ تمام نقائص بھی تھے ساری خرابیاں پیش نظر تھیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس سے روکا اور سختی کے ساتھ ممانعت کی کہ دوسروں کا مال ناجائز طور پر نہ حاصل کرو اور یہ جانتے ہوئے کہ فلاں مال میں تمہارا کوئی حصہ اور کوئی حق نہیں عدالتوں اور کچہریوں میں مقدمات کرتے پھرو اگر آج مسلمان ان احکام کی پابندی کرنے لگیں تو ان کی زندگی کتنے آرام و راحت کی زندگی ہو اور وہ کس آسانی سے الجھنوں سے اپنی زندگی بسر کریں مسلمانوں کو قرآن کریم نے اصولاً سب کچھ بتا دیا اور سمجھا دیا ہے لیکن مصیبت یہ ہے کہ نہ وہ قرآن پڑھتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ سمجھتے ہیں اور نہ کوئی انھیں سمجھاتا ہے اور بتائے کتنے رحم و افسوس کا مقام ہے جن کے ہاں مقدمات سے بچنے کی تاکید اور جھگڑوں میں پڑنے کی ممانعت ہے وہی سب سے زیادہ اس لعنت میں گرفتار ہیں اور مدعی باز یدوں کو انہوں نے ایک دلچسپ مشغلہ اور کھیل بنا لیا ہے۔

دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک تو ضرور جانتا ہے کہ میں حق پر نہیں ہوں اور عدالت میں جو مقدمہ لڑا رہا ہوں وہ محض فریب، جھوٹ اور خالص بے ایمانی ہے اور اس طرح جو مال اور جو روپیہ مجھے حاصل ہوگا وہ حق نہیں ہوگا بلکہ وہ باطل اور فریب کا حاصل کردہ ہوگا۔

وہ باطل جس کے کھانے کی خود خدائے پاک دیے بیانہ نے شدت وسختی کے ساتھ ممانعت کی ہے لیکن اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب کچھ جانتے اور سمجھتے ہوئے ہی قعدہ بازی شروع کر دی جاتی ہے جس کا نتیجہ عموماً یہ نکلتا ہے کہ کچھ حاصل کرنے کے بجائے عموماً گھر کا ہی کھو بیٹھتے ہیں اور جو پاس ہوتا ہے وہ بھی مقدمہ بازی کی نذر ہو جاتا ہے اس ملی تباہی کے علاوہ جو عداوتیں پیدا ہوتی اور بڑھتی ہیں اور جو کشت وخون ہوتے ہیں ان کا کوئی ذکر ہی نہیں۔

پھر غور کیجئے دو شخص لڑ رہے ہیں جس سے عداوت پیدا ہو رہی ہے یہ عداوت ان دو شخصوں ہی تک محدود رہے گی۔ اتنا ہوتا تو بھی غنیمت تھا لیکن نہیں عداوت بڑھتی ہے اور آگ کی طرح بڑھتی ہے اور پھیلتی ہے ان دو شخصوں کے عزیزوں اور دوستوں میں تو ایک دوسرے کی ہمدردی کے پیش نظر عداوت ہونا تو لازمی رہی ہے ان کی طرف سے جو گواہ اور شاہد پیش ہوتے ہیں ان میں بھی باہم یہ دبا پھیلی جاتی ہے اور یہ سلسلہ لاتعداد ہی صورت اختیار کر لیتا ہے ذیلدار ہوتے ہیں تباہ ہوتے ہیں، خوشامدیں کرنی پڑتی ہیں مصیبتیں اٹھاتے ہیں اپنا کاروبار چھوڑتے ہیں اور کچہریوں میں جائے ہیں پنجاب ایک اسلامی صوبہ ہے مگر آپ سنکر حیران رہ جائینگے کہ یہ لوگ اپنی غربت اور کمائی کے باوجود دس کروڑ روپیہ سالانہ مقدمہ بازی اور چار کروڑ سالانہ شادی اور غمی کی رسموں پر مستقل طور پر خرچ کرتے ہیں اور یہ سلسلہ برابر بڑھتا ہی چلا جانے کا ضامن ہے اس سے کتنی عداوتیں بڑھتی ہونگی کتنے مسلمان سالانہ تباہ ہوتے ہوں گے کتنے ایمان برباد ہو کر رہ جاتے ہوں گے یہ ایک آفت عظیم اور مصیبت کبریٰ ہے جو مسلمانوں نے خود اپنے اوپر مسلط کر لی ہے۔

صوبہ پنجاب وہ خطہ ہے جہاں چیف جسٹس پر ذی اثر پیر اور علماء موجود ہیں زبان سے جنبی بُرائی جاہلیت اور شرعی کا ایک قدم بھی نہیں اٹھنا کہنے کو وارث انبیاء ہیں حال دین متین ہیں بزرگ ہیں خدا رسیدہ ہیں لیکن ہم سوال کرتے ہیں کہ ان کی بزرگی اور خدا رسیدگی سے اسلام اور مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچ رہا ہے اور یہ اپنا فرض بھی ادا کر رہے ہیں یا نہیں اگر یہ چاہتے اور اس لعنت کے استیصال کے لئے کھڑے ہو جاتے تو ایک ایک کے دس دس لاکھ اور تیرہ تیرہ لاکھ مرید ہیں جان کے اشارہ پر جان دینے اور کٹ مرنے پر آمادہ رہتے ہیں سب کچھ کر سکتے تھے مگر کسی کو احساس نہیں کسی کو خیال نہیں دین قیم کی آبرو مٹ رہی ہے ملت بیضائے اسلامیہ رسوا ہو رہی ہے اور کسی کے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی اور جھوٹے سے خیال ہی نہیں آتا ہی کریم تو ایک غیر شخص کی حمایت میں روپیہ دلانے کے لئے اپنے خونخوار دشمن ابوجہل کے دروازے تک پہنچ جاتے رہے ملا دہلز تک پہنچ جاتے اور فیصلہ کر کے اور روپیہ دلا کے واپس ہوتے اور یہ لیکن ان کی جانشینی کا دم بھرنے والوں سے آنا ہی نہیں ہوتا کہ وہ اپنے مریدوں اور پیروں کو اس ابتدائی اور اس لعنت سے سختی کے ساتھ روکیں۔

مسلم خواص وعوام کی تو یہ حالت ہے اور پھر شکوہ ہے کہ مسلمان پسماندہ ہیں لوگ کمزور ہیں اور ترقی نہیں کرتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تو ضرور فرمایا تھا کہ اگر کتاب اللہ کی سختی کے ساتھ پکڑے رہو گے اور ان کے صحابہ کے اسوہ کو اپنا اسوہ عمل بناؤ گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے لیکن یہ تو نہ کہا تھا کہ قرآن کو چھوڑ کر بھی ترقی کر لو گے ہر پلیٹ فارم پر ہر جلسہ میں ہر مجلس میں اور ہر اخبار میں مسلم تنزل واوبار اور مسلم غلامی کا رونا ہے نئی نئی اسکیمیں پیش کی جاتی ہیں نئے سے نئے لائحہ ہائے عمل سامنے رکھے جاتے ہیں کوئی کانفرنس کی طرف بلاتا ہے کوئی کانگریس میں شرکت کی دعوت دیتا ہے کوئی اہل حریت بناتا ہے اور کوئی متفقہ کہیں رفع یدین پر بحث ہے اور کسی جگہ فاتحہ خلف الامام پر کہیں ریزرو بنک بحثیں اور کہیں فیڈریشن کے قیام پر خیال آرائیاں ہو رہی ہیں مگر کوئی نہیں جو مسلمانوں کو اسلام کی طرف بلائے اور اللہ کے بندوں کے سامنے اللہ کی کتاب، اللہ کا کلام اور بندوں کے لئے اللہ کا بنایا ہوا لائحہ عمل پیش کرے دیگر قومیں ضرور ترقی کر رہی ہیں اور بظاہر ہر قرآن کی عدم رہنمائی کے باوجود ترقی کر رہی ہیں لیکن یہ باتیں صرف نظری ہیں ورنہ اصلیت یہ ہے کہ آج جو قومیں ترقی کر رہی ہے وہ اسلامی اصول کو اپنا کر ہی ترقی کر رہی ہے۔ زبان سے خواہ کوئی کچھ کہے مگر ان کا عمل خود ان خیالات کا غماز بنا ہوا ہے۔ اچھوتوں کی اصلاح طلاق وخلع پر زور مصارف میں کفایت جیسی کا خیال تجارت کی اہمیت الفاق واجتماع پر عمل مرکزیت کا جنون "ہمارا بیلہم" پر عمل پیرائی دراثت واخت کے آئین کی توضیح اور سیات کا ترک کیا خالص اسلامی اصول نہیں کیا عیسائیت یہودیت اور ہندویت یا اور کہیں یہ اصول موجود ہیں یہ اللہ کا قانون ہے جس نے اس قانون کو لیا اور اسے یا نا دانستہ قرآنی اصول پر عمل شروع کیا اس نے ترقی کی اغیار عمل کر رہے ہیں ترقی کر رہے ہیں ہم قرآن کو چھوڑ بیٹھے ہماری ترقیاں زوال ہوگئیں اور ہم ہی کیا لکھ کوب حوادث بن گئے کروڑوں خورش آبدنی پیش کا مضمون ہے درد دل نے ہمیں کہاں سے کہاں لا ڈالا کیا کہہ رہے تھے اور کیا کہنے لگے۔

اپنے ہاتھوں اپنی تباہی

ہاں تو ہم انفاق مال کا ذکر کر رہے تھے ارشاد باری ہے والانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ واحسنوا ان اللہ یحب المحسنین یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو کہ خدا نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے" اللہ کے لئے اللہ کے حکم کے ماتحت خرچ کرو گے تو شکر کے جذبات پیدا ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے محض اپنے فضل سے دولت اس قابل بنایا کہ میں دوسروں پر خرچ کر سکوں فی سبیل اللہ کرنے کا خیال رہے گا تو دوسروں کے مال کی طرف نظر ہی نہ جائیگی نیکی میں سبقت کا خیال پیدا ہوگا اور شوق ہوگا کہ میں بھی شامل کر کے اللہ کا دوست بن جاؤں یہ نہ ہوگا تو اپنے ہاتھوں انسان خطرے میں پڑے گا اور خود ہی تباہ ہوگا۔ دنیا تو خواہ ان کے احکام پر عمل کرے یا نہ کرے مگر مسلمانوں کو ضرور ان پر توجہ کرنی چاہیئے کیا تمہارے سامنے مسلمانوں کو مسلمان بنانے اور ان کے سامنے قرآن پیش کرنے کا سوال شدت کے ساتھ ..... آگیا ہے بارہا کہا گیا ہے اس موضوع کے صفحات پر کہا گیا کتاب "قرآن مسلم" میں کہا گیا ہے کہ مسلمان قرآن کو جب تک ہاتھ میں لیں گے دل میں جگہ نہ دیں گے وہ اس وقت تک ہرگز ترقی نہ کر سکیں گے ان کی دنیا بھی تباہ رہے گی اور آخرت بھی برباد۔

انتباہ جب آپ مولوی کے دفتر سے خط وکتابت کریں تو اپنی خریداری کے نمبر والا نمبر ضرور دیں جو آپکے پتہ کی چٹ پر درج ہوتا ہے۔ ورنہ بغیر حوالہ نمبر خریداری کے آپکی شکایت کی تعمیل ناممکن ہے (مینیجر)

فلسفۂ عالم پر اسلام کا احسان

(سلسلۂ گذشتہ)

از جناب ابونصر منہاج الدین صاحب سہسرامی

فلسفہ یونان پر جو سوال پیدا ہوا تھا کہ یونان نے مذکورہ بالا حکمت عملیہ کی تینوں قسموں کو کہاں تک عملی جامہ پہنایا یا کتنی ترقی دی اور کہاں کہاں اس کا اثر پھیلا اور اس کا جواب (۱) چین، عرب، فرانس، روس، جرمنی، ہند وغیرہ میں تہذیب اخلاق تدبیر منزل، سیاست مدنیہ کا کوئی عنصر تو کیا موجود ہوتا خود یونان ہی ان خوبیوں کا عملی نمائندہ کہاں تک ثابت ہوا یہ تو پہلے ہی معلوم ہو چکا ساتھ ہی ساتھ اسلام نے فلسفۂ عالم پر جو احسانات کئے وہ بھی فلاسفہ کی زبان اور تعلیمات اسلامیہ سے ظاہر لیکن ان احسانات کا دائرہ اس وقت تک محض تعلیم ہی تعلیم تک محدود تھا اور یہ بات اب بھی نامعلوم طور پر پردۂ غیب میں رہی کہ ان تعلیمی احسانات کا تعلق واقعیت کے ساتھ عملی رنگ میں کس حد تک کہاں کہاں چڑھتا ہوا نیچا اس کو تسلیم کرتے ہوئے اگر بعینہٖ وہی سوال جو فلسفہ یونان پر مچایا تھا اسلام پر کیا جائے کہ اسلام نے حکمت عملیہ کی ان قسموں (تہذیب اخلاق، تدبیر منزل، سیاست مدنیہ) کو کہاں تک عملی جامہ پہنایا یہ کتنی ترقی دی اس کا کہاں کہاں اثر پھیلا تو ان حقائق کو تاریخ کی روشنی میں دیکھو۔

جب فلسفہ اسلام نے اپنے احسانات کا تعلیمی دروازہ کھولا تو جن لوگوں نے اس کو عملی جامہ پہن کر تمام اخلاقی برائیوں "بدتہذیبی" "بداخلاقی" "نفس پرستی" وغیرہ کو چھوڑا اور خلیق مہذب، شریف نفس بنے ان میں سب سے پہلے جوانان حرمین ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ میں خانہ بدوش لڑاکوں میں عملی نقطوں میں بلالؓ، آزاد غلاموں میں زید بن حارثہؓ تھے۔

مرثد بن مرثد غنوی ساتوں کو قلعۂ مکہ سے ان مسلمانوں کو خفیہ طور پر نکالتے تھے جن کو کافروں نے قید کر رکھا تھا اسی ارادہ سے شب کو گھر سے نکلے چاندنی تھی اس لئے وہاں پہنچا ایک جگہ چھپے کھڑے رہے تاکہ کوئی دشمن دیکھ نہ لے اور موقع پاکر اپنا مقصد حاصل ہو جائے، عناق (کہ میں ایک زانیہ عورت تھی) جس سے مرثد کو تعلق تھا وہ کہیں سے آرہی تھی اچانک اس کی نظر دیں پہنچی جہاں مرثد چھپے کھڑے تھے عناق نے دیکھتے ہی مرثد کو بلایا مرثد نے کہا کہ اب میں اسلامی تعلیم پر ایمان لے آیا جہاں زنا کرنا ایک فعل عبث اور قطعی حرام ہے کوئی قتل کا خون اپنے سر لینے سے اس طرح باز رہا۔

لات وعزیٰ کے سامنے ابوجہل نے جب سو اونٹ چالیس ہزار درہم اس شخص کو دینے کی قسم کھائی جو محمد صلعم کا سر کاٹ لائے تو عمر نے اس شرف کو حاصل کرنے کا بیڑہ اٹھایا گھر سے نکلے تو اس منصوبہ سے کہ آج (نعوذ باللہ) محمد صلعم کا کام اسی سے ختم کر دوں گا عمر کے ہاتھ میں تلوار بے نیام تھی راستے میں نعیم بن عبداللہ ملے پوچھا کہ عمر تم اس طرح کہاں جارہے ہو عمر بولے محمد سے جو اسلام یا محمد کا سر تن سے جدا کرنے۔ نعیم بولے محمد کا سر تو پیچھے کاٹنا پہلے اپنے یہاں تو دیکھو تمہارے بہنوئی تمہاری بہن یہ دونوں ہی محمد کی تعلیم پر ایمان لے آئے۔ عمر پہلے بہن کے یہاں آئے تو آنکھوں نے ان ہی ناقعات کا مطالعہ کیا جو کانوں نے نعیم سے سنا تھا۔ القصہ عمرؓ نے تعلیمات اسلامیہ کے کلام کو جب اپنی بہن سے سنا تو عمر کی کچھ اور ہی کیفیت ہوگئی وہاں سے دالہانہ اس مقام پر پہنچے جہاں محمد صلعم تشریف فرما تھے اب وہ شخص جو کسی کے گلے سے اپنی تلوار لگا کر خود گلے مل رہا تھا۔ یہی ذکر کردہ حضرات جہاں تہذیب اخلاق کے حامل ہوئے وہاں والدہ مولود (تدبیر منزل) کے ان حقوق پر بھی کاربند رہے۔

(۱) والدین کو اذیت نہیں پہنچاتے تھے (۲) قولاً و فعلاً ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے (۳) مشروع امور میں ان کی اطاعت کرتے تھے (۴) ان کی مالی خدمت کرتے تھے (۵) اولاد کا نیک بخت عورت سے نکاح کرنے کا رسل بھی پیدا ہو۔ (۶) خلوص و محبت سے پرورش کرتے رہے (۷) ان کو اعلیٰ ادب سکھاتے (۸) بالغ ہونے پر نکاح کرتے لڑکی کا شوہر مر جائے تو اس کا عقد ثانی کرتے اس کی ضروریات کا خیال رکھتے۔

ملکی انتظامات (ریاست مدنیہ) میں ملک کی فلاح کے لئے "رفاہ عام" غربا، مساکین کے روزینے، مہمان خانے، لاوارث بچوں کی خبر گیری، یتیموں کی مدد، رعایا کی شکایت سے واقفیت فوج، پولیس، میونسپلٹی سب کا خیال ہی نہ تھا بلکہ اس کی قطعی شہادت کے لئے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں راتوں کو خلیفۃ المسلمین خود گشت لگا کر شہر کی حالت دیکھتا تھا جس میں بعض جزئی واقعہ ایسا ظاہر ہوتا تھا جو بجائے خود ایک جزو سیاست ہوتا تھا۔

دن بھر کا جلا بھنا آفتاب کسل و ماندگی کا اظہار اپنے زرد چہرے کی ملگجی شعاعوں سے کر تا ہوا آرام ہنڈی سا لینے کے لئے سمندر میں ڈوب رہا ہے مسافر جو ابھی تک منزل پر نہیں پہنچے راہ میں تھک تھک کر بیٹھ گئے ہیں سورج کی روشنی شام کی تاریکیوں میں جذب ہوتی جارہی ہے اب یہ لوگ نرمے نرمے سرگرم سفر ہو جائینگے۔ مگر عام ذہنیت سے الگ ایک اچھوتا قافلہ عرب جیسا ملک ریت کی بھیانک فضا میں کھجوروں کے جھنڈ، ہوا کے جھونکے کو روندتا ہوا بے تکان چلا جارہا ہے نہ اسے قزاق کا خوف نہ اندھیرے کا خیال وہ آہستہ آہستہ اور کبھی تیز تیز منزل مقصود پر پہنچ آیا۔

ساری فضا خاموش تھی کہیں دف و چنگ کی آواز کا پتہ نہ تھا سیاست کا پیکر مخلوق کو برائیوں سے بچانے والا۔ ملک و ملت کا رفیق اپنی چٹائی سے اٹھا اور اپنے ہمراہی کے ساتھ جس طرح وہ بلا ناغہ رعیت کو دیکھنے کے لئے کہ کون کس حالت میں ہے، کوئی کسی پر ظلم و ستم تو نہیں کرتا۔ کسی کے جائز حقوق میرے ذمہ ناجائز الادا تو نہیں ہیں، ایک سمت کو نکل گیا۔

وہ قافلہ سوداگروں کا تھا جو شہر کے باہر کسی جگہ پڑاؤ ڈالے تھا گشت کرنے والا وہاں ہی پہنچا اسے تین بدسن بچے کے رونے کی آواز آئی غریبوں کا غمگسار

ے وہ سورہ طٰہٰ کی چند آیتیں تھیں۔ ۱۲ ارقم کے مکان پر۔

آگے بڑھا اور بچے کی ماں کے خیمے کے قریب جاکر نہایت مرتبہ تسکین وہ لہجہ میں کہا کہ تو کیسی ماں ہے کہ تیرا بچہ اول شب سے رو رہا ہے اور تو آرام نہیں پہنچاتی۔ بچے کی ماں نے کہا اے خدا کے بندے تو نے مجھے تمام رات دق کیا میں اسے دودھ پینے کی عادت چھڑاتی ہوں اور یہ ضد کرتا ہے عمر نے پوچھا کیوں؟ عورت بولی۔ اے ناحق کھود کھود کر پوچھنے والے کیا بتاؤں تم کچھ کام خلیفہ اسی وقت مقرر کرتا ہے جب ان کا دودھ چھڑا دیا جائے۔ غمگسار کی آنکھیں شرم سے نیچی اور شرمسار ہوگئیں اس نے جلد تھام کر دل سوز لہجہ میں کہا اُف خدا جانے ہماری اس غلطی سے مسلمانوں کے کتنے بچے ہلاک ہوئے ہونگے۔ غمگسار نے اسی وقت منادی کرالی کہ کوئی عورت اپنے بچہ کا دودھ جلد نہ چھڑائے اور تمام شہر میں یہ حکم دیا کہ مسلمانوں کے یہاں بچہ پیدا ہوتے ہی وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔

پیکر سیاست حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ہمراہی عبدالرحمن بن عوف یہاں تک تو حکمت علمیہ کی تینوں قسموں کو فلسفہ اسلام نے ترقی دیکر اور اثرات سے کام لیکر فلسفہ عالم پر جو احسان کیا وہ محض عرب ہی تک محدود تھا لیکن اس کا اثر اور کہاں کہاں پھیلا اگر اس کو تفصیل سے لکھا جائے تو ایک دفتر ہو جائے بہر حال مختصر طور پر کچھ لکھنا بھی ضروری ہے۔

اسلامی تعلیم کا دائرہ جب وسیع ہونے لگا تو اسی کے ساتھ ساتھ اسلامی فتوحات کا بحر مواج بھی اپنی آن بان دکھلانے لگا۔ ۶۳۳ء میں جنگ سلاسل نے فتوحات کا دروازہ کھولا اور سلمان عراق عرب میں داخل ہوئے حرا کا شہر ان کے قبضہ میں آگیا۔ ۶۳۴ء میں جنگ یرموک کے بعد ملک شام پر ان کا پھریرا لہرانے لگا۔ دمشق ۶۳۵ء میں مفتوح ہوا۔ حمص (راطاکیہ) لودیہ (بیت المقدس) ۶۳۶ء میں مفتوح ہوئے۔ ۶۳۸ء میں تسخیر قیصاریہ سے ملک شام کی فتح درجہ تکمیل کو پہنچی۔ ۶۳۸ء میں فادسیہ ۶۳۸ء میں عراق عرب کا قدیمی دارالسلطنت مدائن ان کے تصرف میں آگیا۔ الجزیرہ بھی فتح ہوا۔ مسلمانوں نے بصرہ و کوفہ کے شہر آباد کئے ۶۴۲ء میں خوزستان اور تستر کا الحاق ہوا۔ ۶۴۲ء میں نہاوند کے معرکے نے رہا سہا ایرانی سامانی سلطنت کا خاتمہ کر دیا اور ایران مسلمانوں کے تسلط میں آگیا ۶۴۱ء میں ہرات پہنچے پھر افغانستان کو فتح کر کے دریائے اٹک تک بڑھتے چلے گئے اور ۷۰۰ء میں اسلامی سلطنت قائم کی۔

۷۴۳ء میں بخارا فتح ہوا۔

الحاصل یہ مقامات اور اسی کے ساتھ ساتھ جہاں جہاں بھی اسلام نے اپنی فتح و نصرت کے جھنڈے گاڑے وہاں وہاں حکمت علمیہ کی ان تینوں قسموں:-

تہذیب اخلاق — تدبیر منزل — سیاست مدنیہ

کو انتہائی عروج پر پہنچا کر فلسفہ عالم پر عظیم الشان احسانات کئے ہیں جن سے تاریخ آدمی قیامت تک متاثر رہیں گے۔

تاریخ اسلام حصہ ۱

مصنفہ مولوی عبدالرحمن صاحب شوق امرتسری

پہلی جلد ۲۹ صفحات کی ہے اس میں سنہ وار ایک صدی پہلے سے حالات لیکر وفات رسول تک ختم کیا ہے ہر واقعہ مستند بکامل اہم مقامات پر ہیں ملک عرب کی تاریخ رجالات خیر الخلائق کی افضلیت جوانی رسالت اسلام کی پہلی تین دیوسرے مذاہب میں ہجرت کے بعد کے حالات کے واقعات مستند لاجواب دوسرا پایا اسلام اثبات نبوت معجزات اسلام کامل اسلام کی دینی تعلیمی جزیہ خلیفہ وقت شمائل وفات ازواج مطہرات ۹۲ صفحات قیمت عمدہ محصول ڈاک ۹ر

تاریخ اسلام حصہ ۲

اس میں حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان ذی النورین و حضرت علی کے عہد خلافت کے تمام حالات درج ہونے کے علاوہ ان سب خلافت کی تنسیخ رائج کرتے ہوئے خلافت کے اصول کے احکام خلافت کے فضائل عزل و استعفا کی کل تاریخ قلمبند کی گئی ہے علاوہ ازیں ان سب ترقی اسلام اور ملکی فتوحات کے مشروح و مبسوط بیان کرنے کے بعد مسلمانوں میں نزع باہمی کے اسباب حالات و دعوی خلافت کے ہر سلطنت کے جغرافیائی حالات بھی درج ہیں ضخامت ۱۸۸ قیمت فی جلد ۱۲ر محصول ڈاک ۸

تاریخ اسلام حصہ ۳

یہ جلد خلفائے امیہ کے نام سے مشہور ہے جس کے شروع میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے عہد خلافت سے ست بردار ہونے سے وجہات حضرت امام حسین کے واقعہ جانکاہ تک اور بخش حالات حضرت معاویہ کی خلافت اور خلافت بنی امیہ کے ۱۹ خلفا کی ۹۲ سالہ عظمت باجبروت اسلامی حکومت اور ترقیات نیز ظہور عرب عراق حجاز سندھ افریقہ فلسطین و اسپین پر سلط ہونے کے مستند و مفصل حالات مع ہونے کے علاوہ ظہور اسلامیہ کی وسعت کا جغرافیہ۔ ضخامت ۲۸ صفحات۔ قیمت ۸ر محصول ۶

تاریخ اسلام حصہ ۴

یہ جلد خلفائے عباسیہ کے نام سے مشہور ہے اس میں بنی امیہ سے بنی عباس میں خلافت منتقل ہونے کے اسباب اور خاندان بنی عباس کے پہلے خلیفہ ابوالعباس عبداللہ سفاح بن محمد کے عہد خلافت ۱۳۲ھ سے ۱۳۳ھ تک خلفائے عباسیہ کا دور حکومت مجدد والی مصر کے عہد سلطنت صلاح بن یوسف اور محمد بن قاسم کی فتوحات سندھ و راجگان سندھ تاریخ اور اسلامی دنیا کے تمام مبسوط و مشروح حالات ہیں گویا یہ پورے آٹھ سو سال کی اسلامی تاریخ ہے ۹۶ صفحات ہیں قیمت صرف ۸ر محصول ۷ رکل ۱۵ر

تاریخ اسلام حصہ ۵

اس میں خاندان عباسیہ کے آخری خلیفہ المتوکل علی اللہ کے منصب خلافت خاندان عثمانیہ کے سلطان سلیم کو تفویض کرنا اور موجودہ وقت تک تمام خلفائے عثمانیہ کا مع حکومت انتظام سلطنت قلمرو اسلامی کی ترقی و تنزل کے اسباب ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا آغاز عروج و زوال۔ فاتح انگریزوں کا داخلہ انگلستان اور خلافت موجودہ ترکی سے دول یورپ کی رشیہ دوانیاں جنگ طرابلس۔ ترکان احرار جنگ یورپ اور لڑکی کے حصے بخرے سلطنت برطانیہ کی رشیہ دوانیاں سلطان ابن سعود وغیرہ کے مفصل حالات ۴۴ صفحات۔ قیمت دس آنے محصول ۸ رکل ۱۴ر

یہ سب مجلد میں اور سب کی مجلد جلد اور کامل کی قیمت ساڑھے تین روپے (۳½) محصول ڈاک ۴ر کل چار روپے آٹھ آنے (للعہ)

جلد نہایت اعلیٰ مضبوط بندھی ہوئی چمڑے کی ہے

ان پانچوں حصوں کے ملنے کا پتہ :-

دفتر مولوی حمیدیہ پریس۔ دہلی

قرآن مجید اور انجیل

(از جناب ایم عبدالقادر صاحب طالبعلم جمبور)

اکثر یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ کیوں قرآن مجید میں یہود اور ان کے کتب سماوی کا ذکر آیا ہے اور اس بات پر بھی زور دیا جاتا ہے کہ اگر قرآن کریم کی ہدایت عام اور تمام دنیا کے لئے تھی تو اس میں دوسرے کتب سماوی کا بھی تذکرہ ہونا چاہیئے تھا اس کا جواب بہت صاف اور روشن ہے اور ہمیں اس کی تلاش کے لئے زیادہ دور جانیکی ضرورت نہیں خود قرآن کریم اس کا جواب دیتا ہے۔

قرآن مجید ہندوؤں کی کتاب مقدس رگ وید کی طرح کوئی رسوم و عقائد کا مجموعہ ہے اور نہ انجیل کی طرح قیاسی داستانوں کا گورکھ دھندا البتہ اسمیں رسمیات و اعتقادات دینی کا تذکرہ ہے مگر بھی انھیں اس قدر اہمیت نہیں دی گئی بلکہ انھیں حصول مقاصد عالیہ کا ذریعہ بتلایا گیا ہے تاکہ عبادتگزار نیکوکاری اور راست کرداری کا پیکر بنجائے قرآن مجید میں تاریخی واقعات کا ذکر آیا ہے جس کی ایک خاص غرض ہوتی ہے بنی اسرائیل کا ذکر جا بجا آیا ہے بنی اسرائیل ہی اس زمانہ میں تمام دنیا میں ایک ایسی قوم تھے جن کی تاریخ لکھی ہوئی موجود تھی دنیا کے صفحہ پر بہت سی تہذیبیں اور مذاہب اسلام سے قبل آئے اور مٹ گئے اسلام سے پہلے قریباً ہر تاریخ نگار کی کوئی نہ کوئی جانبداری تھی کہ حال کے انکشافات اور جدید تحقیقات بھی اقوام قدیمہ کی تحریری تاریخ کا پتہ چلانے میں ناکام رہی ہیں۔

اسی لئے قرآن حکیم ان کی تاریخ کا تذکرہ بوجوہات نہیں کرتا قرآن کریم کے مختلف مقامات پر اکثر اشارات و تصریحات پائے جاتے ہیں چنانچہ جناب خیر البشر صلعم کی زمانہ میں اعدائے اسلام کو یقین دلانے کے لئے کہ آپ کی رسالت کامیاب ہو کر رہے گی جیسا کہ دیگر انبیاء سلف کو اپنی اپنی نبوتوں کے زمانہ میں بالآخر کامیابی حاصل ہوئی تھی اور اعدائے دین مخذول و مغلوب ہوئے تھے یہی وجہ ہے کہ بار بار حضرت موسیٰ اور فرعون کا ذکر آتا ہے اور باوجود مخالفت کے دوسرے انبیاء کے کامیاب ہونے کا تذکرہ کیا جاتا ہے قرآن مجید میں معمولی باتوں کا ذکر قصداً نظر انداز کر دیا گیا ہے اس لئے کہ ان کی تاریخ سے پڑھنے والے کو کوئی معتد بہ عملی اور اخلاقی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

برخلاف اس کے حضرت یوسفؑ کے حالات بتفصیل پائے جاتے ہیں البتہ آپ کے حالات زندگی بے انتہا سبق آموز ہیں حضرت یوسفؑ کے دشمن آپ کے بھائی ہی تھے اور انھیں بھائیوں نے آپ کے ساتھ خیانت کی تھی اور انھیں کی وجہ سے آپ کو مصیبتیں جھیلنی پڑی تھیں اور بالآخر آپ کو کامیابی حاصل ہوئی جبکہ آپ کے بھائی مخذول ہو کر آپ کے قدموں پر گرے اسی طرح جناب رسول عربی کے شدید سے شدید مخالف بھی آپ ہی کی برادری کے لوگ تھے اور سورۂ یوسف اس وقت نازل ہوئی تھی جبکہ آپ کے دشمن آپ کی زندگی کا خاتمہ کر دینے کی جانگسل کوششوں میں مصروف تھے کیا دوست کیا دشمن سب کے سب آپ سے دریافت کر رہے تھے کہ صورت واقعات کا بالآخر کیا نتیجہ ہوگا اسی وقت وحی نازل ہوئی جو کفار مکہ کے سوالات کا جواب ہے اور سورۂ یوسف میں تشریح کے ساتھ دیا گیا ہے کہ حضرت یعقوب کے دوسرے فرزندوں کی طرح جناب ختم المرسلین کے قریبی رشتہ دار بھی آپ کے عفو و رحم پر چھوڑ دیئے جائینگے وہ دن آخر کار آیا اور جناب رسول مقبولؐ نے دیکھا کہ دشمن اسلام ستم کے بدلے کے خوف سے ہراساں اور لرزاں ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائیگا جو برادران یوسفؑ کے ساتھ کیا گیا۔

تورمیت تو آسمانی کتاب سمجھی جاتی ہے مگر تحریف اور غلط بیانیوں سے محفوظ نہیں رہی ہے اور یہی حال انجیل کا بھی جو غلط بیانیوں کا طومار ہے۔

قرآن مجید ان تمام کی تصحیح فرماتا ہے چنانچہ فرعون کے غرق ہونے کا واقعہ ہی ان میں سے ایک ہے۔ حضرت ہارون پر الزام لگایا گیا کہ حضرت موسیٰ کے ہوتے ہوئے انھوں نے گوسالہ پرستی کی اجازت دی اور گائے کی راکھ کو پانی میں گھول کر پلوایا یہ ساری باتیں افسانہ ہیں قرآن مجید ان تمام کی تغلیط و تردید کرتا ہے۔

انجیل کے بیانات اکثر انبیائے سلف کے متعلق بالکل غیر معتبر ہیں بہت سارے انبیائے مرسلین جن کی زندگی بیکر عجز و انکسار تھی اور جن کی آواز خدا کی آواز تھی ان کے خد و خال ایسے بدرنگ اور تاریک بتلائے گئے ہیں کہ نعوذ باللہ!

یہ ان دشمنان ادیان کی حاسدانہ کارستانیاں ہیں جنھوں نے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان جیسے انفاس قدسیہ کی شان میں ایسی ستاخانہ دروغ بافیاں کی ہیں حضرت ابراہیم جیسا اولوالعزم نبی بھی ان کی طعنہ زنی سے نہیں بچا آپ پر دروغ بیانی کا الزام لگایا گیا ہے اور یہی الزام حضرت یوسفؑ پر بھی وارد کیا گیا ہے۔ حضرت نوحؑ کو شراب خوار کہا گیا اور انجیل آپ کو نشہ کی حالت میں بدمست ہو کر اپنی بیٹیوں کے ساتھ افعال ناشدنی کا مرتکب ٹھہراتی ہے۔

حضرت نوحؑ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ آپ طوفان سے نجات پانے کے بعد خدائے قدوس کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے بادۂ ناب کی رنگ رلیوں میں مشغول تھے۔ حضرت داؤد نے اپنے زہد و تقویٰ کو بالائے طاق جذبات کی قربانگاہ پر چڑھا دیا حضرت سلیمان کی انجیلی تصویر آپ کو بجائے ایک نبی مرسل کے ایک شاعرانہ مشرب بتلاتی ہے یہ کیسے افسوس کا مقام ہے کہ اسرائیلی کتب سماویہ اس گروہ جاعلہ پر ایسے کیچڑ مچلے کرتے ہیں خدا کی آخری کتاب جو نبی آخر الزماں پر نازل ہوئی ان سارے الزامات کو جو ان مقدس ہستیوں پر وارد کئے گئے ہیں رد کرتی ہے تخلیق و تکوین عالم کے متعلق انجیل کے بیانات بالکل غیر علمی ثابت ہو چکے ہیں اس کے متعلق اصولیین کے خیالات کچھ ہی ہوں مگر سائنس تو قرآن حکیم کے بیانات کی تصدیق کرتا ہے۔

غسل اور وضو کی حکمت

(مولوی) محمد اشرف صاحب متعلم مدرسہ رحمانیہ (رنگی)

تمام احکام شریعت سیاستوں اور حکمتوں سے معمور ہیں اگر شریعت کے کسی حکم پر بنی بچشم بصیرت غور کیا جائے تو بالضرور اس میں کوئی نہ کوئی سیاست و حکمت نظر آئے گی۔ انسان بالاشر انسان ہی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ مخلوق (انسان) اپنے خالق کے اوامر و نواہی کی حکمت معلوم کرے اور یہ ذرہ بے مقدار (انسان) تمام احکام خداوندی کے حقائق و موجبات پر اطلاع کرلے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اسی خالق کے عطا کردہ الہامات (عقل وغیرہ) و فکر وغیرہم استعمال کر کے چند ایک حکمتوں کو عیاں کرلے لیکن یہ بھی اسی خداوند عالم کی جانب منصور ہوگا کیونکہ اسی نے اس قدر غور و فکر کرنے کی طاقت بخشی ورنہ کجا یہ انسان اور کجا وہ ذات پاک اگر شریعت کے جملہ احکام میں سے کسی کی حکمت ظاہر ہو تو بہتر اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ یہ کام ہی خالی از حکمت ہو جیسا کہ بعض حضرات کے اذہان مبارک اس خیال باطل کی جانب منتقل ہو گئے ہیں۔

شریعت نے بغرض احکام نماز کی ادائیگی کے شرائط میں سے ایک وضو کی شرط بھی مقرر کی ہے اور بصورت ناپاکی غسل کرنا بھی واجب قرار دیا ظاہری لحاظ سے غسل کرنے اور وضو کرنے میں جو فوائد ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں نیز بخوف طوالت مذکور کرنے سے معذور ہوں دیگر جو حکمتیں وضو اور غسل میں پائی جاتی ہیں منجملہ دیگر حسب ذیل ہیں:-

(۱) شریعت نے سارے بدن کا دھونا اس وقت واجب کیا ہے جب منی نکلے چاہے حکماً ہی کیوں نہ ہو یا کہ جب عورت کے رحم سے حیض و نفاس کا خون جاری ہو چونکہ ان نجاستوں کا اثر کچھ نہ کچھ تمام بدن سے متعلق ہے اس لئے شریعت نے بھی بدن کو ملوث قرار دیا اور اسی وجہ سے اس کا نام حدث اکبر رکھا گیا پس گویا سارے بدن کے دھونے اور پاک کرنے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان سارے گناہوں سے توبہ کر کے پاک ہونا چاہیئے جن کو تمام بدن سے علاقہ ہے نہ کسی خاص عضو سے خصوصاً اخلاق سیئہ سے پاک ہونا اور بھی ضروری ہے۔

(۲) مکلف کے لئے گویا یہ اشارہ نکلتا ہے کہ یہ شئی جو تیرے بدن سے خارج ہوئی ہے اور جس میں تیرا سارا بدن شریک ہے بچہ پیدا ہونے کا مادہ ہے اور ممکن ہے کہ اس سے ایسا بچہ پیدا ہو جو خدا کی نافرمانی اور اس کے ساتھ کفر کرے پس سارے بدن کے دھونے سے اس بات کی آگاہی کرنی چاہیئے کہ ایسے امر سے بھی توبہ کرنا مناسب ہے جس میں گناہ کی نسبت کا احتمال ہو اور وہ گویا زبان حال سے یہ کہتا ہے کہ ان چیزوں کے خارج ہونے سے جن میں تیرا سارا بدن شریک ہے اس بات کی تشخیص ہو گئی کہ اگر ایسا بچہ پیدا ہو جو تیری نافرمانی کرے تو میں ضرور اس کا سبب ٹھہروں گا اس لئے میں اپنا سارا بدن دھوئے ڈالتا ہوں اور میں اس کو اس توبہ کا خمیازہ قرار دیتا ہوں جو مجھے اس نسبت سے تیرے سامنے کرنا چاہیئے اور یہ بات گناہ سے انتہا درجہ کی علیحدگی اور توبہ میں نہایت ہی مبالغہ اور اہتمام کرنے پر مبنی ہے اگرچہ حقیقتاً یہ کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ محض گناہ کا امکان اور اندیشہ ہے۔

(۳) انسان کو جب بھری بادشاہ کے دربار میں حاضر ہونے کا حکم ہوتا ہے تو وہ اپنے جسم و لباس کو خوب صفائی اور زینت سے مزین کرتا ہے تاکہ بادشاہ کی نظر کسی ایسی چیز پر نہ پڑے جو اُسے ناگوار خاطر ہو چنانچہ جب اس انسان کے تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے، کے دربار میں حاضر ہونا ہو تو نہایت ضروری اور لازمی امر ہے کہ مصلی اپنے لباس اور بدن کو پاک و صاف کر کے حاضر دربار ہو تاکہ مصلی کی دعا اور عجز و انکساری مقبول ہو جائے۔

(۴) بدن کو پانی سے دھونے کی وجہ سے جس خوشی کا اثر روح تک پہنچتا ہے وہ مخفی نہیں کیونکہ روح اور بدن میں جو علاقہ پایا جاتا ہے اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اسی لئے جب ان دونوں میں سے ایک میں کوئی چیز اثر کرتی ہے تو دوسرے میں اس کا اثر نمایاں ہو جاتا ہے چنانچہ بدن کے دھونے کے وقت روح بہت ہی شاداں و فرحاں نظر آتی ہے اور اس کی تمام کسلمندی دور ہو جاتی ہے گویا کسی نے سارے بند کھول دیئے ہیں جس میں وہ جکڑی ہوئی تھی۔

ب رہیں ایسی نجاستیں جو تمام بدن سے نہیں آتیں خواہ وہ حقیقتاً خارج ہوں جیسے کہ بدن سے خون بہے یا بقضائے حاجت کے دونوں مقاموں میں سے کسی سے سوائے منی۔ خون حیض یا نفاس کے کوئی اور شئی خارج ہو) اور خواہ حکماً ان کا خروج پایا جائے پس ان کے پائے جانے کے وقت شریعت نے اس اعتقادی نجاست سے جو حدث اصغر کے نام سے موسوم ہے خاص خاص اعضاء کو ملوث قرار دیا ہے گویا اس طہارت صغریٰ (وضو) سے یہ اشارہ ہے کہ انہیں خاص خاص گناہوں سے توبہ کرنی چاہیئے اور ان اعضاء کی تخصیص اور اس ترتیب میں جو ان کی طہارت میں اعتبار کی گئی ہے عجیب نکتہ کی رعایت مدنظر ہے بیان اس کا یہ ہے کہ سارے بدن میں یہی ایسے اعضاء ہیں جو مخالفت کرنے میں نہایت سرعت کے ساتھ حرکت کرتے ہیں اس لئے ان کے دھونے سے ان کی طہارت باطنی کے اہتمام پر تنبیہ ہو جائیگی اور مقصد اس سے یہ ہے کہ ان کثیر الوقوع گناہوں سے توبہ کی جائے۔

اعضاء کے دھونے میں ترتیب

اعضاء کے دھونے میں جو ترتیب اختیار کی گئی ہے اس میں یہ لحاظ ہے کہ جو عضو مخالفت میں نہایت سرعت کے ساتھ حرکت کرتا ہے اسی کو سب سے مقدم کیا جائے پھر اس کے بعد اس سے کم حرکت کرنے والے کو علیٰ ہذا القیاس الیٰ آخرہ۔

منہ ناک چہرہ کی حکمت

پس سب سے پہلے چہرہ کے دھونے کا حکم ہے جس منہ ناک اور آنکھیں پائی جاتی ہیں اور چہرہ میں سب سے پہلے منہ سے دھونا شروع[1] کیا جاتا ہے اس لئے کہ تمام اعضاء میں سے زبان مخالفت کرنے میں زیادہ چلتی ہے کیونکہ اسی سے

[1] یعنی کلی کی جاتی ہے اور کلی سے پہلے جو ہاتھ گٹے تک دھوئے جاتے ہیں وہ اصل میں کلی ہی کرنے کے لئے صاف کر لئے جاتے ہیں۔ ۱۲

کلہ کفر کہا جاتا ہے اسی سے غیبت چغلخوری کی جاتی ہے اور فحش بکا جاتا ہے اس کے علاوہ اور بھی زبان کی بہت سی آفتیں ہیں پس منہ کے دھونے سے جب یاد آجاتا ہے طہارت ظاہری سے طہارت باطنی کی طرف اشارہ ہے تو خدا کی طرف وہ توبہ کرنے لگ جاتا ہے اور زبان سے جو کچھ اس نے بیجا کہا تھا اس سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے اسی طرح ناک میں پانی ڈالنے کے وقت ان چیزوں کو جن کو اس نے بلا اجازت شرعی سونگھا تھا یاد کر کے توبہ کرتا ہے اسی طرح ان چیزوں سے بھی توبہ کرتا ہے جن کا دیکھنا حرام تھا اور اس نے دیکھا ہے۔

دونوں ہاتھ نکے کہنیوں تک دھونیکی حکمت

چہرہ کے بعد دونوں ہاتھوں کے کہنیوں تک دھونے کا حکم ہے اس لئے کہ جہاں زبان سے کوئی بات نکلی اور کسی پر نظر پڑ گئی تو فوراً دوست رضامندی کرنے کے لئے ہاتھ بڑھتا ہے اور کسی نہ کسی موقع پر چلا ہی لگتا ہے پس جب دونوں کی نوبت آئیگی تو خواہ مخواہ ان کی طہارت باطنی کا بھی خیال پیدا ہوگا اور اپنی دست درازیوں سے توبہ کریگا۔

مسح کرنے کی حکمت

اس کے بعد سر کے مسح کرنے کا حکم ہے اور غسل کا حکم نہیں دیا گیا اور غسل ہی گویا اس کے لئے کافی سمجھا گیا۔ کیونکہ نفس سر سے تو کوئی مخالفت سرزد نہیں ہوئی تھی اگر ہوئی تو زبان اور آنکھ سے ہوئی تھی جو سر سے علی ہوئی ہیں اسی لئے سر کے لئے متوسط درجہ کا حکم یعنی مسح تجویز کیا گیا اور غسل کا حکم نہیں دیا اسی طرح چونکہ کان میں بسا اوقات کوئی بات بلا قصد آپڑتی ہے اس کے لئے بھی مسح ہی پر اکتفا ہوا اور غسل کی طرح اب مسح کرتے وقت بھی توبہ کی یاد آجائے گی۔ کانوں نے جو کچھ بیجا سنا ہوگا اور سر سے بباعث مخالفت ان اعضا کے جو کچھ سرزد ہوا ہوگا اس سے بھی اپنے آپ کو پاک کریگا۔ گردن کے مسح کی نسبت بھی اسی طرح کہا جا سکتا ہے۔

پاؤں کے دھونے کی حکمت

اس کے بعد پاؤں کے دھونے کا حکم ہے اس لئے کہ جب آنکھیں دیکھ چکتی ہیں کانوں سے کچھ باتیں ہو چکتی ہیں ہاتھ بڑھ چکتے ہیں کانوں میں آواز آچکی ہے اس وقت پاؤں کی باری آتی ہے اور آدمی ان سے چلتا ہے پس مخالفت میں سب سے مؤخر پاؤں ہی ٹھہرے اس لئے سب کے پیچھے ان کے دھونے کا حکم ہوا اور ان کے دھونے سے بھی پاؤں کے لحاظ سے باطنی طہارت کی فکر ہوتی ہے اور جہاں کہیں اس سے بجا قدم اٹھا ہوتا ہے اس سے توبہ کرتا ہے۔

ہر عضو کے تین مرتبہ دھونیکی حکمت

ہر عضو کے تین تین مرتبہ دھونے میں ایک عجیب دلچسپ نکتہ پایا جاتا ہے گویا کہ تو نے تینوں ارکان کا بالکل پورا پورا مقابلہ توبہ کے تینوں ارکان سے کیا ہے (۱) جو گناہ ہو چکا ہو اس پر نادم ہونا (۲) اس گناہ سے باز آنا (۳) اس بات کا پختہ قصد کرنا کہ آئندہ اس کا ہرگز مرتکب نہ ہوگا پس ہر مرتبہ کے دھونے سے توبہ کے ایک ایک رکن پر عنبیہ ہوتی ہے۔

دعا کی حکمت

حضور نے بالاجمال وضو سے فارغ ہو چکتا ہے اور تو بہ کر کے طہارت باطنی حاصل کر لیتا ہے تو اسے مناسب ہے کہ یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ یعنی اے خدا مجھے تو بہ کرنے والوں اور پاک وصاف رہنے والوں کے زمرے میں کر دے۔ اس میں اس کے لئے گویا یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ خدا سے وہ یہ استدعا کر کے آئے قبول ہی کرے

مقبول عام دین محمدی حنفی خطبے مجلد ہری

یہی خطبات ہیں جن کے پڑھنے اور سننے پر اہلسنت کے علماء متفق ہو گئے کیونکہ ان میں پہلے عربی خطبے ہیں پھر خطبہ کے متعلق مضامین اور آخر میں ناظرین خطبہ ثانیہ اس کی کیا شایع ہونے کے بعد مسلمانوں کی بہت ہی بڑی ضرورت رفع ہوگئی اور رحمت کا یہ خطبہ ثانی اجتماع عربی خطبوں کچھ بھی نہ لیکر اٹھتا تھا یہ نہ لکھا جائے کہ خطبوں کو اردو میں بنا دیا ہے بلکہ اس میں بہت سے مضامین ہیں جو عربی خطبوں میں نہیں ہیں اور ہر خطبہ کے ساتھ ایک ایک خطبہ اردو کا ہے جو عربی خطبہ کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ اس کے مضامین سے الگ ہے

عظمتِ اسلامی کا ایک پیکر جلیل

(از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

مدائن کی فتح نے اس عہد کی دو عظیم الشان اور سب سے زیادہ مقتدر اور پرشوکت فرمان روائوں دولت ایران اور روم دونوں کو بے غضب اور پریشان کر دیا۔ اب سے پہلے تکریت کا صوبہ دارالحکومت ایک سرحدی صوبہ تھا جس کی سرحد رومیوں کی سرحد سے ملتی تھی یہاں ایران کی طرف سے ایک صوبیدار رہتا تھا اس نے مدائن کے سقوط و قبضہ کی خبر سنتے ہی تحریک شروع کر دی اور رومیوں کو ابھارا جانا تھا کہ رومی مسلمانوں سے زخم کھائے ہوئے ہیں اور اپنے دل میں ان سے شدید بغض و کینہ رکھتے ہیں رومی پہلے ہی اپنی شکست و ہزیمت پر بھرے بیٹھے تھے وہ تو ان کا کوئی بس نہ چلتا تھا انہوں نے گورنر تکریت کو جواب آمادہ سمجھے کہ اب ایرانیوں کی معیت ہماری قوت میں بہت اضافہ کر دیگی اور دونوں مل کر اس قوت کا پورا استیصال کر سکیں گے جو ہمارے سامنے پہاڑ بنکر آئی اور جس نے ہمارے جوانوں کو خاک و خون میں تڑپا دیا۔ رومیوں نے فوراً گورنر تکریت کی تحریک کو منظور کر لیا امداد و اعانت پر تیار ہو گئے انہوں نے ان قبائل عرب کو بھی جو عیسائی مذہب رکھتے تھے دعوت دیکر اپنے ساتھ ملا لیا اب گویا گورنر تکریت کی ایرانی افواج، رومیوں کا لشکر اور عیسائی عرب قبائل ایک جرار فوج خفیہ ہی خفیہ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے تیار اور آمادہ پیکار ہو گئی۔

ادھر یہ سب کچھ ہو رہا تھا ادھر حضرت فاروق رضؓ دوسرے انتظامات میں مصروف تھے آپ کو اس تیاری و آمادگی کی جو اطلاع ملی تو آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور اسی وقت حضرت سعد بن وقاص کو ہدایت کی کہ آپ عبدالمدان کو یا بخیر کی جمعیت دیکر اہل تکریت کی سرکوبی کے لئے روانہ کر دیں چنانچہ اس کی تعمیل فوراً کی گئی اور مسلمانوں کی اس جمعیت نے بڑھکر بلا خوف و ہراس تکریت کا محاصرہ کر لیا۔ تکریت کوئی معمولی صوبہ نہ تھا اس کی طاقت کافی تھی اور دولت بھی اتنی تھی کہ اس کا شمار بہ آسانی دو یک وقت نہ ہو سکتا تھا دونوں افواج میں لڑائی ہوئی اور بڑے معرکہ کی لڑائی ہوئی بظاہر مسلمان صرف پانچ ہزار تھے اور دشمن اس سے چوگنا لشکر سامنے لئے ہوئے کھڑا تھا اور پیچھے سے پسپا ہو اب اسٹرٹا ہی چلا آ رہا تھا لیکن ان تھی بھر مسلمانوں نے اللہ اکبر کہکر جو حملہ کیا ہے اور تابڑ توڑ مار شروع ہوئے ہیں تو کچھ دیر تو بہت کہ ہمارے پاس کافی لشکر و جمعیت ہے ان کے قصور و کمی مگر مسلمانوں کا مقابلہ تھا مقابلہ تھا آخر ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور لوگ دم بدم میدان جنگ و جہاد سے بھاگ نکلے بہت سے رومی ہمدرانی اس جنگ میں کام آئے لاشوں سے میدان پٹ گئے اس جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ اس قدر کثرت سے دولت ہاتھ آئی اور مال غنیمت اتنا ملا کہ پانچواں حصہ بیت المال کے لئے نکالے جانے کے بعد بھی ایک ایک سوار کے حصہ میں تین تین ہزار درہم آئے سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ عیسائی قبائل میں سے بہت سے قبائل اس فتح و فیروزمندی کو دیکھکر اسی وقت مسلمان ہو گئے

جزیرہ کی فتح

جزیرہ بھی اس وقت ایک مشہور اور دولتمند صوبہ تھا جو سرحدی پر آباد تھا کبھی اس پر فرمانروائی کرنا

پھر اتنا نظر آتا تھا اور کبھی رومیوں کا علم اڑنے لگتا تھا۔ جزیرہ والوں نے مسلمانوں کے عروج و اقتدار کو بڑھتا ہوا دیکھکر خیال کیا کہ اس سیلاب میں تو بہت ممکن ہے کہ ہمارا ملک بھی بہ جائے اور ہم بھی اسلام اور اسلامیوں کے زیر اقتدار آجائیں اس لئے انہوں نے دربار روم میں اپنے سفراء روانہ کئے اور ہرقل فہنشاہ روم کو لکھا کہ آپ مشرقی شہزادوں کے مخلوط وصیافت کے لئے اپنا لشکر ارسال کریں ہم اپنی پوری طاقت و قوت سے اس لشکر کی امداد کریں گے اور ساتھ دینگے رومی بھلا ایسے موقع کو کہاں ہاتھ سے دینے والے تھے انہوں نے فوراً اس تجویز کو منظور کر لیا۔ اور لشکر کے روانہ کرنے کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔

لیکن لشکر کی روانگی سے پیشتر حضرت عمر فاروق رضؓ کو اس درخواست اور اس منظوری و تیاری لشکر دونوں کا علم ہو گیا آپ نے حضرت سعد بن وقاص کو لکھا کہ اس وقت بہتر یہ ہے کہ جنگ کی بجائے تدبیر سے کام لو جزیرہ والوں کی ناکہ بندی کرو اور ایسی ناکہ بندی کرو کہ وہ اپنی حدود سے باہر نہ نکل سکیں اس وقت سعد بن وقاص ہی کے ہاتھ میں فوجات مشرقی کی عنان تھی اور سپہ سالاری کے فرائض آپ ہی انجام دے رہے تھے۔

دوسری طرف آپنے حضرت عبیدہ بن الجراح رضؓ کو ہدایت لکھی کہ مجھے ایسا علم ہوا ہے فوراً حرکت عمل اور تدبیر کاری ضرورت ہے تمہیں چاہیئے کہ تم حمص اور حمص کے اطراف کا خیال رکھو اور قیصر کی افواج کو ادھر جانے سے روکو۔ چونکہ مشرقی اور مغربی سپہ سالاروں نے حضرت عمر رضؓ کی ان ہدایات اور پیشبندی پر پورا پورا عمل کیا اور سختی کے ساتھ راستے روک لئے اس لئے جزیرے کے لوگ اور خصوصاً دونوں بے بس ہو گئے اور یہ سازش جہاں تھی وہیں کی وہیں رہی اور ختم ہو کر رہ گئی اور دونوں کی کوئی ایک تدبیر بھی کارگر نہ ہوئی۔ اس کے بعد ایک مختصر سی جمعیت اہل جزیرہ کی سرکوبی اور ان کی شورانگیزیوں کے استیصال کے لئے بھیجی گئی۔ اہل جزیرہ خار کھائے تو بیٹھے ہی تھے میدان میں نکل آئے انھوں نے مسلمانوں کو ہی عیش پرست ایرانیوں اور دست نے پندار رومیوں کی طرح سمجھ لیا تھا اگر یہاں تو عالم ہی دوسرا تھا دو چار جگہ معمولی لڑائیاں ہوئیں ان سے کیا ہوتا تھا ہر مقابلہ میں ہر جگہ اور ہر مقام پر مسلمانوں نے انھیں شکست فاش دی پسپا کر دیا اور بھگا یا ابھی سلسلہ ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ اسی سلگلوں آسمان نے دیکھا کہ تکریت اور جزیرہ دونوں طرف سے صوبے مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں۔

قبیلہ ایاد کی سرکشی

جزیرہ کی فتح کا اثر باشندوں کے قلوب پر بغض اور اضطراب کی صورت میں رونما ہوا۔ بہت تڑپے بہت جھلائے مگر اب ہوتا کیا تھا چھک کر رہ گئے نسلاً تو عرب ہی تھے فیصلہ کا مادہ ان میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ مذہباً عیسائی تھے اور ان کی ایک ہم مذہب سلطنت کے ساتھ زور و شور سے لڑائیاں اور معرکہ آرائیاں ہو رہی تھیں اس وجہ سے انھیں اور بھی ہمت آگئی اور عزم کر لیا کہ کیا سکتے تھے اور تو جب ہو گئے مگر وہاں کا ایک طاقتور اور بڑا قبیلہ جو ایاد کے نام سے مشہور

تھا اس ذلت کو گوارا نہ کر سکا تنہا مقابلہ کی طاقت نہ تھی اس لئے اس نے ترکِ وطن کیا اور جزیرہ سے نکل کر سلطنت روم میں توطن اختیار کر لیا ہرقل بھی بہت خوش ہوا کہ یہ ذخیرہ قبیلہ ہے اس سے جنگ میں بہت امداد ملے گی۔ لیکن اس وقت امارت کی باگ حضرت عمر فاروق جیسے مدبر کے ہاتھ میں تھی آپ نے اس نقاضائے وطن کی ضرر رسانیوں کو بیک نظر دیکھ لیا اور خبر پاتے ہی فوراً ہرقل کو لکھا کہ آپ قبیلہ آباد کو فوراً اپنے ملک سے خارج کر دیں ورنہ ہم ان تمام عیسائیوں کو جو ہماری سلطنت میں آباد ہیں فوراً نکال دیں گے اور انھیں تمہارے سر پر منڈھ دیں گے ہرقل پر اس انتباہ کا کافی اثر ہوا اور خیال کیا کہ عیسائی سلطانوں کے تیور دیکھنے چاہئیں ہیں ان کی سلطنت میں رہکر ان کی نمازشوں اور کرم فرمائیوں کے خوگر ہو چکے ہیں ہماری حکومت میں انھیں یہ بات حاصل ہوگی نہیں یہ الٹے میرے ہی لئے بلائے جان بنیں گے اس لئے اس نے قبیلہ آباد کو واپسی پر مجبور کیا اب یہ ہر طرح مجبور تھا کوئی چارہ کار باقی نہ رہا تو کوئی چارہ پناہ نہ تھی مجبوراً اس نے بھی جزیہ دینا منظور کر لیا اور جزیرہ ہی میں آکر آباد ہو گیا جزیرہ کی فتح میں ہی مسلمانوں کے ہاتھ بہت مال غنیمت آیا پہلا اور دوسرا حصہ چوتھا صدیوں کی دولت بیع پڑی تھی مقابلے حریفوں کو بڑی دولت سے محروم کر دیا۔

شمشیر خالدؓ کی بُرانی

اب ہم تاریخ کے ایک اور شہسوار اور واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید جس پایہ کے سپاہی اور جس قابلیت و شان کے سپہ سالار تھے اس کا علم نہ صرف مسلمانوں بلکہ پوری دنیا کو ہے۔ آپ کے سیف اللہ کا خطاب بے بہا نبوت سے مل چکا تھا آپ کی تلوار نے ہزارہا سرکش سروں کو خاک و خون میں لٹایا اور سینکڑوں معرکوں میں دلاوری و شجاعت کی مسلمانوں کو ان کی لڑائی سے جیسی محبت ہو گئی تھی اور رومی ان کا نام سنتے لرزا اٹھتے تھے۔ دور تک ان کی جرأت و جلادت کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی سینکڑوں کو نہ ارادل سے اور ہزاروں کو لاکھوں سے لڑا دینا اور پھر فتح حاصل کر لینا ان کی خاص کارنامہ عمل تھا۔ اس غضب کے دلیر تھے کہ ہزار ہا دشمنوں کے لشکر میں دلیرانہ گھس جاتے تھے اور کشتوں کے پشتے لگا دیتے تھے سپاہیانہ فنون اور جرأت و بہادری میں انھیں بڑی شہرت حاصل ہو گئی تھی۔

لیکن جہاں اتنی خوبیاں تھیں وہاں ان کے اندر ایک نقص اور ایک کمی بھی تھی اس زمانہ میں تو یہ نقص بھی حسن ہوا اور بعد کے مسلمانوں میں ایسے نقائص کو کوئی اہمیت ہی نہ دے سکتے تھے مگر خلافت راشدہ کے زمانہ میں تو احتساب اعمال کا خاص اہتمام تھا اور کڑے اور سیاست پیمانہ لوگوں کی نگاہیں پڑتی رہتی تھیں۔ وہ نقص یہ تھا کہ جہاں آپ زبردست سپاہی تھے وہاں اپنی افتادِ طبیعت کے باعث دفتری کام کے اہل نہ تھے اور نہ انھیں کبھی اس طرف توجہ ہوتی تھی اور نہ خود پروا کرتے تھے عام مسلمانوں کی طرح حضرت خالد بھی حساب سے زیادہ پابند نہیں اس معاملہ میں بالعموم بے پروائی برتتے ہیں آزادانہ طور پر خرچ کرتے ہیں اور پھر خرچ کرنے میں بعض اوقات کسی ضابطہ کی پابندی نہیں کرتے فطرت میں سپاہیانہ جوہر بھرے ہوئے تھے ہر شخص بیک وقت سپاہی اور مدبر ہو یہ نہیں کہتا دنیا میں ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں کہ ایک ہی شخص میں تدبر اور جنگ دونوں کی قابلیتیں موجود پائی گئی ہوں سلطنتیں ایسٹی ٹیوشن کی برخلاف نہیں کیا کرتیں بلکہ وہ فوجیوں اور سپہ لاروں کے سر مشورہ پر اکثر فیصلہ کرنے کی عادی ہوتی ہیں ہندوستان ہی میں اس کی مثالیں پھیل پڑی ہیں

سرحد پچاس وقت چالیس بجاس کرور سے زیادہ روپیہ صرف ہو چکا ہے اور ہر سال ہو رہا ہے جہاں نہ اضافہ ہوا سپہ سالار کو غصہ آیا اس نے ایک بڑی اور زخیلی اسکیم بنا کر سامنے رکھ دی اور روپیہ کا مطالبہ شروع کر دیا ہزار ہا مصارف روک لئے جائیں تمدنی مصارف جاری یا بجا نہ نہیں روکے جاتے مدتوں تقریباً نصف بالیہ ہند افواج ہند پر صرف ہوتا رہا اور اس فوج کے مصارف بیس کرور سے بڑھ کر عرصہ تک (۱۹۱۵ء) کر دیئے اور اب بھی ۷۵ کرور میں حالانکہ ہندوستان میں ۶۰ سال کے اندر کوئی علمی جنگ نہیں ہوئی مگر فوج پر اس دوران میں تقریباً تیس چالیس ارب روپیہ خرچ ہو گیا فاضل سے ہندی قبائل کو مطیع کرنے میں تیس چالیس کرور روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے جس سے ملک کو کچھ حاصل نہ ہوا حالانکہ سرحدی وہ لوگ تھے کہ اگر حسن عمل اور حسن سلوک سے کام لیا جاتا تو محض ایک کرور ہی کے خرچ سے ان کی معمولی پرسشوں کا استیصال ہمیشہ کے لئے ہو جاتا مگر کون ہو جو سپہ سالار کی اسکیم پر اعتراض کرے اور اس سے باز پرس کر سکے لیکن قرن اولیٰ میں شخصیت بین عمل کی اہمیت تھی حضرت عمرؓ نے اپنے ابتدائی عہد خلافت میں حضرت خالدؓ کو تنبیہ کر دی تھی اور ان کا درجہ توڑ کر انھیں حضرت ابوعبیدہ کے ماتحت کر دیا تھا اس سے مقصد یہ تھا کہ یہ آزادانہ عمل نہ کر سکیں اور مسلمان اور مسلمانوں کے خلوب خطرہ میں نہ پڑنے پائیں۔

عہد عمرؓ کے پرچہ نویس

جزیرہ کا صوبہ کی فتح پر حضرت عمرؓ کو مبارکباد پر پرچہ نویس نے مطلع کیا کہ جب حضرت خالد بن ولید رضہ جزیرہ کی فتح سے واپس ہوئے تو ایک شاعر اشعث بن قیس نے ان کی شان میں ایک قصیدہ پڑھا اور آپ نے خوش ہو کر اس شاعر کو دس ہزار درہم بطور انعام دیئے حضرت عمرؓ کے پاس جب یہ پرچہ پہنچا تو آپ کو بہت رنج ہوا کہ اسلامیوں میں یہ شاعر نوازی کہاں سے داخل ہو گئی رؤسا عرب اور متحققین کے لئے ہے کہ شعراء کو تعظیم کے لئے بہرانعام بھی دیا تو اتنا کثیر آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو لکھا کہ خالد سے بازپرس کی جائے کہ انہوں نے یہ رقم کہاں سے دی ہے اگر اپنی جیب سے دی تو اسراف ہے اور اگر بیت المال سے دی تو خیانت ہے دونوں صورتوں میں دونوں حرموں کی سزا معروف ہے۔ البتہ اگر وہ اپنی غلطی کا اعتراف کر لیں تو درگزر سے کام لیا جائے۔

اس حکم کی بنا پر حضرت خالد سے بوجہ عام بازپرس کی گئی قاصد نے دریافت کیا کہ یہ روپیہ آپ نے کہاں سے دیا حضرت خالد پر سکوت خاموش رہے اور اپنی غلطی کا اعتراف نہ کیا اس پر قاصد نے آپ کا عمامہ اتار کر آپ کی گردن میں باندھ دیا اور پھر یہی سوال کیا اس پر آپ نے کہا کہ میں نے اشعث کو یہ رقم اپنے ذاتی مال سے دی ہے بیت المال سے اس کا کوئی تعلق نہیں اتنا سنتے ہی قاصد نے آپ کی گردن کھول دی اور حضرت عمرؓ کو تمام واقعہ سے مطلع کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس جواب کو پڑھ کر مطمئن نہ ہوئے اور حکم بھیجا کہ حضرت خالد جہاں بھی کے لئے مدینہ حاضر ہوں جب خالد دربار خلافت میں پہنچے ہیں اور صفائی پیش کی ہے تو آپ نے حضرت عمرؓ سے یہ بھی کہا کہ آپ میرے ساتھ انصاف نہیں فرما رہے حضرت فاروق نے پوچھا کہ تمہارے پاس اس قدر دولت آکہاں سے گئی حضرت خالد نے جواب دیا کہ یہ میں نے مال غنیمت سے فراہم کی ہے مجھے جو حصے ملتے رہے اسی سے یہ دولت جمع ہوئی۔

پھر فرمانے لگے آپ حساب کر لیں ساٹھ ہزار درہم سے زیادہ جو رقم بنتا ہو گی اسے میں بیت المال میں داخل کر دوں گا چنانچہ حساب کیا گیا تو بیس ہزار درہم نکلے

حضرت خالدؓ نے بلا تامل رقمیں بیت المال میں داخل کر دیا اس طرح ان دونوں بزرگان اسلام میں باہم صفائی ہو گئی اور حضرت خالد خیانت کے الزام سے بری ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کا یہ خیال تھا کہ اشعث کو جو رقم پیش کی گئی ہے وہ بیت المال سے دیا گیا اور حضرت خالدؓ نے اپنی لاابالی طبیعت سے بیت المال کو جو غریب مسلمانوں اور ملی مقاصد کے لئے وقف ہے نقصان پہنچایا ہے گو تحقیقات سختی کے ساتھ کی گئی پائی پائی کا حساب لیا گیا مگر آپ اس الزام سے بری ہو گئے بیس ہزار روپیہ جو بیت المال میں داخل کرایا گیا وہ حضرت خالدؓ کا اپنا روپیہ تھا اس طرح آپ ہی نے اپنی مرضی سے اپنی ان تمام فروگذاشتوں کی تلافی کر دی جو گذشتہ فوجی حالات کے متعلق ان سے منسوب کی جاتی تھیں۔

حضرت خالدؓ کی اطاعت

یہ واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے جسے جلسے اور ہڑ ہکا بھلا جائے بلکہ اس میں اہل نظر کے لئے بڑے سبق اور سامان عبرت موجود ہیں۔ حضرت خالدؓ معمولی رتبہ اور معمولی حیثیت کے انسان نہ تھے ایک عظیم الشان سلطنت کے زبردست سپہ سالار تھے اور آپ کی معمولی سرکشی یا بداعراض بھی بڑے خطرناک نتائج کی تولید اور مشکلات کا باعث بن سکتا تھا۔ مگر نہیں خالدؓ اسلام کا سچا فرزند تھا قرون اولیٰ کی تخلیق تھی۔ آپ خوب سمجھتے تھے کہ اطاعت امیر فرض ہے اور اس سے ابا، و اعراض دنیوی اور دینی خسران علیہ کا موجب ہوا ایک سپہ سالار کی سپہ سالاری پولٹیکل اور نائب سپہ سالار سے عزل تو بڑی بات ہے مگر مجمع عام میں ملزم کی حیثیت سے آنا سر سے عمامہ اتر نا گردن بندھا ہنا اور پھر مدینہ منورہ جا بہ بہی کے لئے پہنچنا کتنی بڑی ذلت تھی مگر اسلامی اخلاق کی نعمتیاں ملاحظہ ہوں کہ اسلام کے احکام کے ماتحت ایک طرف خالد خاموش ہے دوسری طرف مجمع عام میں کسی کو یارا نہیں کہ وہ نائب سپہ سالار اور اس سپہ روح کی اس تذلیل کی جلوت و خلوت میں زبانی اڑا سکے یا اپنی خوشی کا اظہار کرے یا اپنے رنج کا بھی کی زبانیں بھی اسلامی اوامر کے ماتحت خاموش ہیں تیسری طرف حضرت عمرؓ اپنا فرض منصبی بلا خوف لومۃ لائم اسلامی حکم کے ماتحت ہی انجام دے رہے ہیں کہ بیت المال کا تحفظ اور مسلمانوں کے اعمال کا احتساب امیر کا فرض ہے سب نے اپنا اپنا فرض ادا کیا اور اس خوبی و شان کے ساتھ کیا کہ اب تک پوری دنیا اس پر انگشت بدنداں ہے اور قیامت تک رہے گی اور رہنا چاہیے اس لئے کہ ایسے انسان اور ایسے مسلمان دنیا روز روز پیدا نہیں کیا کرتی

یہاں جو کچھ ہو رہا تھا وہ سب اسلام کی روشنی میں ہو رہا تھا آمر و مامور اور تماشائی سب اسی والے سے نفسانیت کا گذر نہ تھا۔

زر و جواہر کا دریا

خاص بات یہ ہے کہ اس وقت جبکہ زر و جواہر کے دریا کا رُخ مسلم کاشانوں کی طرف پھر رہا تھا اور ایران و روم کے خزائن اسلامیوں کی ملکیت بن رہے تھے حضرت عمرؓ غدر دنی دولت کا اسراف کتنا ناگوار گذر رہا تھا تبذیر کا سوال نہیں کہ وہ تو ایک بجائے خود نفسہ ہے اور اس پر جتنا احتساب کیا جائے کم ہے اسراف پر جتنے فضول خرچی بحیثیت سے زیادہ خرچ کہہ سکتے ہیں آپ اس درجہ برافروختہ ہوئے کہ آپ نے اس کی سزا عزل نجو یز کی اور صاف حکم دیدیا کہ خیانت ہو یا اسراف دونوں کی سزا عزل و برخاستگی ہو یہ حکم کیوں دیا گیا اس لئے کہ قرآن میں کلوا واشربوا کی نواجازت ہے لیکن اسراف کی ممانعت ہے اور صاف طور پر لا تسرفوا فرما کر رہے قرآن میں عمل کی ممانعت ہو کوئی مسلمان اس کا ارتکاب کرے اور پھر وہ اصلاح نہ پذیر ہو جائے تو قرن اول میں یہ غیر ممکن تھا اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا حضرت خالدؓ کی اصلاح میں بھی لاتسرفوا امر کو مدنظر تھا۔

اسراف میں ایک شان اور ایک امارت فرد گزشتہ ہی کے چراغ تھی اشیاء گھسوٹے ہیں ایک کو دیکھا ایک ایک بگڑتا سے خوبرنے کو دیکھا خوبرو بدرنگ بدلتا ہے اگر آپ خالد کو یہ اجازت دیدیتے یا اس کی پروا نہ کرتے یا چشم پوشی سے کام لیتے تو دو چار سپہ سالار بھی تھے ان میں یہی بہت ہوتی ہے اہم اور ممتاز کی بات یہ ہے کہ اسراف میں خود ہی کی پوری اور اشعث کو دس ہزار روپیہ دینے میں صاف شوخی ٹپک رہی ہے شاعر نے قصیدہ لکھا خالد نے انعام دیدیا اس لین دین اور اس تشبیب میں الحادنہ ہو زندقہ نہ ہو مگر اسلامیت بھی تو نہیں ہے اور یہاں اصول یہ تھا کہ جو کام ہو جو قدم اٹھے وہ اسلام کی روشنی میں اٹھے اور قرآن کی رہبری میں اگے جب یہ نہیں تو پھر نہیں پھر دنیا ہے اور دنیا غلطیوں سے اور غلطیوں کا گھر دنیا ہی ہے اتر ہوا گر خالد نے کسی غریب خاندان اور کسی مستحق کو بیس ہزار بھی دیدیئے تو شاید اس شکل کے ساتھ بازپرس نہ ہوتی مگر اس بذل و عطا کے ساتھ ہی ساتھ اس کی بھی کیا تھی بجا تھی عہد اول کے مسلمانوں کی یہ حالت تھی اور بعد کے مسلمانوں کا جو لقمہ سے اسے کہ نہ دیکھنا دیکھنے سے بہتر ہے۔ قرآن کریم ایک جامع اور مختصر کتاب ہے جو ہر زمانہ میں محفوظ رہ سکتی ہے اور ہر وقت پیش نظر رہ سکتی ہے وہ ہر زمانہ کے مسلمانوں کے سامنے رہتی تھی ہر حکم پیش نظر تھا اس میں کسی کو کسی بخشبہ کی گنجائش نہ تھی اب اس پر عمل کرنے تھے اب ذلت اور مذمتیں ایک سیلاب بن گئی ہوا سے جاننے اور سمجھنے کیلئے ایک عمر چاہیئے۔ مسلمانوں پر ساری دنیا قرآن کو چھوڑنے سے پڑی۔

احتساب ملی کا شاندار منظر

حضرت عمرؓ اپنے اعمال کے اعمال کا احتساب بڑی سختی کے ساتھ کرتے تھے کسی کی مجال نہ تھی جو قرآنی احکام کے مقابلہ میں ایک قدم بھی اٹھا سکے کوئی ذرہ برابر بھی ادھر ادھر ہوا اور آپ نے اُسے تکلیف میں کھینچا اس وقت رب کعبہ اللہ کیلئے تھا اب سلطان اللہ کے نہیں دنیا کے ہو کر رہ گئے اسی لئے ذلیل و خوار ہو رہے ہیں آپ نے مرزوج ہرمزشکر ہرمز اور علاقہ میں اپنے پور ٹریا پر جو نوٹس بقرر کر دیئے تھے جو جزوی سے جزوی واقعات اطلاعیں اور پرسیں دارالخلافہ کو پہنچاتے تھے کوئی اطلاع ذرہ برابر بھی غلط ہوتی تھی تو ان پر آفت ٹوٹ پڑتی تھی اور ان سے بازپرس ہوتی تھی انہی پرچہ نویسوں نے حضرت عمرؓ کو اطلاع دی کہ عراق کی آب و ہوا عربوں کیلئے موافق نہیں آپ نے فوراً حکم دیا کہ ساز گار آب و ہوا کے مقامات تجویز کر کے وہاں چھاؤنیاں قائم کی جائیں اور حکم سے فراخدلانہ پانے کے اوقات میں ان چھاؤنیوں میں تقسیم کر آئیں۔ چنانچہ دجلہ کے قریب بصرہ کی چھاؤنی قائم کی گئی اور سپاہیوں کے لئے گھاس پھوس کے چھپر تیار کر دیئے گئے کوفہ کی جگہ بھی ایک چھاؤنی قائم کی گئی جس کا نام کوفہ رکھا گیا ان دونوں مقامات کی آب و ہوا عربوں کے بہت موافق تھی جس سال یہ چھاؤنیاں قائم ہوئیں اسی سال یہاں لوگ آباد ہونے شروع ہو گئے رفتہ رفتہ یہ دونوں چھاؤنیاں نہ صرف یہ کہ علیہ السلام شہر بن گئے بلکہ اسلامی قوت کے مرکز ہو گئے یہ سب کچھ ۱۷ھ کے واقعات ہیں تکریت و جزیرہ کی فتوحات خالدؓ کے عزل کے بصرہ اور کوفہ کی چھاؤنیوں کی تیاری اور ان شہروں کی تعمیر کا آغاز سب کچھ ایک سال کی تاریخ ہے

عہد فاروقی کی ایک جھلک

(جناب ابو سعید صاحب)

فتح دمشق کے بعد اصحاب کبار نے مختلف اطراف میں فوجی دستے پھیلا دیئے امین الامۃ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے حمص و قنسرین کے دیگر مقامات کا رخ کیا اور فلسطین وغیرہ کی مہم پر حضرت عمرو بن العاص کو امیر مقرر فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ صدیقی ہی میں لاکھ شام کا بڑا حصہ زیر و زبر کر چکے تھے ایسی اہتمام سے فتح کا نشان اڑانے آگے بڑھے کہ جو ساتھ آیا لائی کامیاب ہو گیا اس فضا میں اگر کوئی خاص معاملہ آپڑتا تو آپ بیت المقدس امین الامۃ سے جا ملتے جوں ہی فارغ ہوتے فوراً اپنے کام میں جا لگتے۔

اس تدبیر سے بفضلہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ادھر تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ملک شام کی ایک انتہا کے اضلاع قنسرین تک دامن خلافت کر لیئے دوسری طرف حضرت عمرو بن العاص مارتے دھاڑتے بیت المقدس پہنچ گئے۔

اب کیونکہ حضرت ابو عبیدہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہو چکے تھے لہٰذا جناب نے بھی بیت المقدس ہی کی طرف باگ اٹھا دی مخصوص اہل بیت المقدس میں ایک تو پہلے ہی کچھ دم خم نہ رہا تھا جس وقت انہیں معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا سپہ سالار بھی آپہنچا ان کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے اور بے بسی سے زندگی کے دن کاٹنے لگے۔

لاکلام کہ رومی عیسائی ہر طرح مایوس ہو چکے تھے تاہم پاس مذہب بڑی چیز ہے بیت المقدس سا متبرک مقام خون کا آخری قطرہ بہائے بغیر کس طرح چھوڑ دیتے اب بھی ایک اولوالعزم بہادر کی مانند مضبوطی و استقلال سے اڑے رہے۔

حضرت عمرو بن العاص کو سب کچھ روشن تھا عالم طلب و یاس پر غور فرما کر تجویز کی کہ ایسی حالت میں جبکہ رومی ناامید و دل شکستہ ہو چکے ہیں مسلمانوں کو جان جوکھوں میں ڈالنے کی کیا ضرورت حکمت و تدبر سے کام لینا چاہیئے اس بنا پر حضرت ان کے سامنے گویا پیغام بھجوایا کہ "تو اپنی ضد سے باز آ اور سیدھی طرح ہمارے حوالے کر دے۔

اسلامی سفیر نے واپسی پر خبر دی یا حضرت! رومیوں کا عام رجحان طبع کہتا ہے کہ ہماری کتابوں کی پیشین گوئی کے مطابق سوائے اس شخص کے بیت المقدس کا کوئی فاتح نہیں ہو سکتا جس میں اس قسم کی علامات پائی جائیں۔

ان علامات سے تقابل کیا تو بعینہٖ تمام کی تمام سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں موجود تھیں۔

اس وقت حضرت عمرو بن العاص نے جملہ حالات و معاملات کی ایک مکمل رپورٹ تیز رو قاصد کے ہاتھ دارالخلافہ پہنچا کر حضرت خلافت مآب کو تشریف آوری کی دعوت دی۔

امیر المومنین کو جب ان امور کا علم ہوا آپ نے جلیل القدر صحابہ سے مشورہ کیا کہ کیئے آپ صاحبان کی کیا رائے ہے وہاں جانا چاہیئے یا نہیں؟

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلاح دی کہ دارالخلافہ چھوڑ کر اتنی دور کا سفر مصلحت نہیں مبادا کوئی شامت پیش آئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس مشورہ کے خلاف فرمایا نہیں آپ ضرور تشریف لیجائیں یوں کہ بیت المقدس ہے عیسائیوں کا کعبہ جہاں تک ہو گا وہ اس کے تحفظ میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھیں گے بالفرض ایسا ہوا اور انہیں متواتر کمک پہنچتی رہی تو معاملہ طول کھینچے گا آپ کے جانے سے دو فائدے ہیں ایک تو یہ کہ مسلمانوں کے حوصلے ہزار چند ہو جائینگے دوسرے رومیوں پر ایک خاص رعب بیٹھے گا۔

جناب امیر نے کہ یہ صلاح پسند خاطر ہوئی فرمایا پیشرو ہے میں بیت المقدس کا قصد کرتا ہوں واپسی تک آپ میری نیابت کریں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نیابت سونپ کر حضرت فاروق اعظم نے ان تمام عمال و حکام کو جو آپ کی طرف سے مختلف مقامات پر تعینات تھے اندرین ناقذ فرمایا کہ میں بیت المقدس آرہا ہوں مقام جا بیہ پر ملیے۔

یہاں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بدیہ لاحظہ فرمایئے ان فرامین کے مشتہر ہوتے ہی اس سرے سے اس سرے تک زلزلہ سا آگیا جیسے جیسے شکست خوردہ رومیوں کا تو کہنا ہی کیا دربار نبوی میں دوش بدوش رہنے والے وہ جلیل القدر صحابہ جن کے رعب و جلال سے شیروں کا پتہ پانی ہوتا تھا تھرا گئے گرآہی آبرو رہ جائے محاسب آرہا ہے۔

دارالخلافہ کے انتظامات کر کے ۱۵ رجب ۱۶ھ میں حضرت خلیفہ دوم نہضت فرمائے بیت المقدس ہوئے ان فاتحوں کے شہنشاہ جنہوں نے چند ہی سال میں ایران کی سپر لیں ہلا دیں، شہنشاہ ہرقل پر عرصہ زیست تنگ کر دیا اور زمین و آسمان ایک کر تے ہوئے کہیں کے کہیں جا نکلے اتنے طویل سفر پر جاتے لگے تو کس شان سے کہ نہ خیمہ نہ خرگاہ نہ لاؤ لشکر نہ جاہ و حشم بس ایک سرخ رنگ کی سادہ سی پرسوار جس کے دونوں طرف جھولے لٹک رہے تھے ایک میں خشک میوے اور کھجوریں دوسرے میں پہنے ہوئے کپڑوں اور تن مبارک پر شاہانہ لباس فاخرہ کی بجائے ایک پیوستہ قبا جس کے متعلق بعض مورخین کا قول ہے کہ سترہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

منزل مقصود سے بہت اثنا راہ میں حضرت کو چند واقعات پیش آئے جس سے آپ کے عدل و انصاف کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

جس وقت آپ جنیہ ذات المشاریہ پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہاں ایک شخص نے دو حقیقی بہنوں سے نکاح کر رکھا ہے حضرت نے اسے طلب فرما کر ارشاد کیا کہ ایام جاہلیت میں یہ امر مباح تھا لیکن اسلام اس بے غیرتی کو حرام قرار دے چکا ہے پھر تو نے ایسا کیوں کیا؟

اس نے جواب دیا یا امیر المومنین میں اس مسئلہ سے آگاہ نہ تھا حضرت نے فرمایا تو جو ناحق ہے بس ابھی ابھی ان میں سے ایک کو طلاق دیدے نہیں تو تیرا سر اڑا دیا جائیگا جو شخص مشرف باسلام ہو کر مرتد ہو جائے اس کی سزا موت ہے اسی وقت ایک کو چھوڑا اور جسے کہیں تو نے دوبارہ ایسا کیا تو یاد رکھیو سر قلم کر دیا جائے گا۔

ایک جگہ حضرت نے کچھ آدمی دیوبیں میں کھڑے دیکھ کر دریافت حال فرمایا کہ یہ اس چھلانی دیوبیں میں کیسے کھڑے ہیں معلوم ہوا کہ انہوں نے وعدہ کرنے کے باوجود جزیہ ادا نہیں کیا اس لئے ان کو سزا دی جا رہی ہے۔

پھر بھی حقیقت ثابت ہوا کہ دراصل یہ لوگ بالکل بے سروسامان ہیں ان کے پاس کچھ نہیں آپ کا دل انکی مصیبت پر بھر آیا اسی وقت نفیس رہا کر کے سترہ بیڑی ہاتھوں کو کھا کید فرمائی کہ دیکھو اتنی خلق نہ کیا کرو میں نے رسول اللہ فداہ روحی سے سنا ہے کہ جو شخص اپنے ساتھی کو تکلیف پہنچائیگا اسے آتش دوزخ کا عذاب دیا جائیگا۔ جب آپ جابیہ کے قریب پہنچے اور ایک ٹیلہ پر چڑھکر فوطہ کا سرسبز شاداب قلعہ ملاحظہ فرمایا۔ نواح دمشق کے ہرے بھرے باغات نظر آئے شہر کی عالیشان عمارتیں دکھائی دیں تو حضرت پر کچھ عجیب وقت طاری ہوگئی کہ یہ اس دنیا سے بے شبہات کی عالیشان کارخانے اس قدر دلفریب ہیں جن سے انسان گریز کرتے جابیہ میں امین الامۃ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی جو آپ کے استقبال کو وہاں تک آئے تھے اس کے بعد سیف اللہ حضرت خالد بن ولید بھی اپنا سالار لیکر آگئے۔

ان معقول اور نہ خیر مقامات میں اصحاب کرام میں بھی کسی قدر تکلف آگیا تھا جو حریر و دیبا کے تکلفات برقی لباس پہنے ہوئے حضرت خلافت مآب کے روبرو ہوئے تو آپ برہم ہو کر گھوڑے سے کود پڑے اور زمین سے سنگریزے اٹھا کر ان پر پھینکے اور ناراضگی کے لہجہ میں فرمانے لگے۔ افسوس اتنی جلدی تم لوگوں پر دنیاوی تکلفات کا رنگ چڑھ گیا۔ اس پر اصحاب کبار نے جو تھے جواب دیا۔ بھائیں تو اسی طرح ہی ہے ہوئے تھے کہا اے امیر! یہاں کی مخلوق فرط تموں سے ظاہر داری کی عادی ہے۔ لہٰذا ہر اس کی طمطراق پر مرعوب نہیں ہوتی مصلحتاً ہم نے ایسا کیا ہے لیکن اپنی آن نہیں چھوڑی وہی اسلحہ اب بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔ اس بات سے امیر المومنین کی خفگی رفع ہوئی۔ فرمایا۔ اچھا اگر ایسا ہے تو خیر!

آپ کی تشریف آوری کی خبر تو سب کو پہنچ ہی چکی تھی ایک روز انجناب نوجوانوں کے حلقہ میں جلوہ افروز تھے، ناگاہ رومیوں کا ایک گرہ صبا رفتار گھوڑوں پر سوار آتا ہوا دکھائی دیا۔ ہر ایک کی کمر میں تلوار لٹک رہی تھی اور گھوڑے اسی طرف بڑھتے چلے آتے تھے یہ رنگ دیکھکر اصحاب نے نیزے تول لئے اور مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت امیر المومنین نے کہ سراپا فہم و فراست تھے فوراً معاملہ سمجھ لیا اور ڈانٹ کے خیر کوئی بات نہیں رومیوں کو بیت المقدس صلح کی نیت سے آرہے ہیں۔ اصحاب بدستور اپنی اپنی جگہ بیٹھ جائیں، مختلف موخوں کے بیانات ملانے سے اندازہ لگتا ہے کہ اسی مقام پر صلح بیت المقدس کا معاہدہ لکھا گیا اور اس کی تکمیل بیت المقدس جاکر ہوئی۔ قصہ مختصر یہاں سے حضرت اقدس نے بیت المقدس کا عزم فرمایا یہ غلط کہ سکندر رومیوں کا سردار حاکم بیت المقدس الاطریون تو جب چاہتے مصر کی جانب فرار ہو چکا تھا باقی ماندہ عمائد و رؤسائے شہر نے بالجبر و جزیہ دیکر صلح کر لی۔ صحابہ کرام اور رومیوں کے دستخطوں سے قضا نامہ مکمل ہوا اس کے بعد بیت المقدس کے دروازے کھولدیئے گئے۔

داخلہ کے وقت حضرت خلافت مآب کے گھوڑے کی نکان سے بری حالت تھی بجائے کے سم گھس گئے تھے اس سے بمشکل چلا جاتا تھا، صحابہ کرام کو بڑی شرم آرہی تھی کہ ہمارا ہمراہ لیے پر کھنہ شہر میں اس طرح داخل ہو رہا ہے لیکن کس کی مجال تھی کہ دم مارے خدا کی شان آخر مسلمانوں کا راجا جانور چلنے سے عاجز آگیا اور اس کی حالت دیکھکر حضرت زمین پر از خود بدل ہو گئے۔

بس پھر کیا تھا اصحاب کو موقعہ ملا فوراً ایک مکلف لباس اور ترکی نسل کا اعلیٰ گھوڑا

بھیج گئیں۔ حضور نے دس روز قیام فرمایا اور مناسب احکام صادر فرما دیئے اور جب ضروری تعلقات سے فارغ ہو کر اسی شان سے دارالخلافہ تشریف لے گئے۔

استبداد اور مجد

(بسلسلہ گزشتہ)

متاخرین کا ایک نہایت بلیغ حکیمانہ مقولہ یہ ہے کہ استبداد ہر فساد کی جڑ ہے کیونکہ جتنا جتنا انسانی حالات کو تحقیق کیا گیا استبداد اور کاہر معاملہ اور ہر حالت میں نہایت مضر اور برا آخر موجود پایا گیا۔ یہ فکر کیا جا چکا ہے کہ استبداد ہر وبا کو ڈال کر اسے فاسد اور خراب کر دیتا ہے۔ مذہب کو مخدوش بنا کر خراب کر دیتا ہے علم سے جنگ کر کے فاسد کر دیتا ہے۔ اس بحث میں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ استبداد مجد سے جنگ کر کے اس کو کیونکر خراب کر دیتا ہے اور مجد کے بجائے تمجد کو قائم کرتا ہے۔

الف ان کا ایسے اخلاق و ملکات پیش کرنا جس سے لوگوں کے دلوں میں اسکی محبت اور عزت پیدا ہو جائے مجد ہے اور یہ ایسا شریف جذبہ ہے کہ نہ اس سے اولیا و انبیا خالی ہیں اور نہ رذیل و سفلے بلکہ مجد میں تو وہ روحانی لذت و سرور ہے کہ خدا فی اللہ حضرات کو عبادت الٰہی میں صرف اتنی ہی لذت ہوتی ہوگی۔ علماء کو علم میں اس سے زیادہ لطف حاصل نہ ہوتا ہوگا۔ امرا کو زمین و آسمان پر قبضہ کر لینے میں اس سے زیادہ لذت حاصل نہیں ہو سکتی اور فقیر کو دو مٹھی روپیہ حاصل ہو جانے پر اس سے زیادہ خوشی نہیں ہو سکتی اور یہی وجہ ہے کہ مجد اور حیات میں ایک ایسی مسلسل کشمکش قائم ہے جس سے یہ فیصلہ کرنا سخت مشکل ہو گیا ہے کہ زندگی کی خواہش انسان میں قوی ہوتی ہے یا مجد کی خواہش قوی ہوتی ہے متاخرین نے ایک درمیانی راستہ نکالا ہے اور وہی حقیقتاً صحیح بھی ہے کہ آزاد کو زندگی سے مجد زیادہ عزیز ہوتا ہے اور غلام کے نزدیک زندگی زیادہ پیاری ہوتی ہے اس قاعدہ کے موجب اگر اہل بیت رسول اللہ علیہم اجمعین اپنے آپ کو بلاؤں میں مبتلا کرنے میں معذور ہیں کہ وہ لوگ احرار پیدا کرتے تھے جو عزت کی موت اور ذلت کی زندگی میں فطری طور پر امتیاز کر سکتے تھے اسلئے ان کی آزاد اور شریف طبیعت کے لئے عزت کی موت کو چھوڑ کر ذلت کی زندگی گوارا کرنا ناممکن تھا حضرات ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ تو خیر انسان تھے درندوں پر درندوں اور چرندوں کی قید اور تھکاوٹ میں تفریح پیدا ہی جاتی ہے کہ ایک تو ان کے قید کی حالت میں اولاد نہیں ہوتی دوسرے بعض اوقات وہ کھانا پینا بھی ترک کر دیتے ہیں اور اس طرح اپنے آپ کو ہلاک کر لیتے ہیں۔

مگر جب تک کہ جماعت کے لئے کچھ خسرج نہ کیا جائے حاصل نہیں ہو سکتا مختلف قوموں کے لفظوں میں اسداور، مذہب کے راستہ میں یا یورپ کی زبان میں انسانیت اور وطن کی خاطر حصول مجد کے لئے قربانی ضروری ہے خدا وند تبارک نے جہاں کہیں بندوں سے اپنے مجد کا مطالبہ کیا ہے بندوں پر اپنی مہربانیوں کا ذکر ضرور کیا ہے گویا مجد کے لئے پہلے اعلیٰ اخلاق اور عمدہ عفات کی ہر حال ضرورت ہے پھر یہ قربانی یا مال کی قربانی ہوگی اور اس کو مجد کرم کہتے ہیں اور یہ مجد کی سب سے ادنی صورت ہے۔ یا مفید عام علم کو جماعت کے لئے وقف کر دیا جائے اور اس کا نام مجد فضیلت ہے۔ یا حق کی حمایت اور قومی نظام کی حفاظت کیلئے اپنی جان کو ہر قسم کے خطرات اور گونا گوں مشکلات کیلئے سینہ سپر کر دیا جائے اور اس کا نام مجد بنا نہ ہے اور یہ مجد کی سب سے اعلیٰ قسم ہے اور جب کبھی صرف مجد کا ذکر کیا جاتا ہے اس سے مراد یہی مجد بنالت ہوتا ہے۔ مجد کی یہی وہ صورت ہے جبکے مشتاق بڑے بڑے لوگ ہوتے ہیں اور جس کی طرف بڑوں بڑوں کی گردنیں پھرتی ہیں۔ مجد کے بہت سے عاشق ہیں جنھیں مجد کی خاطر مرنے میں لطف آتا ہے شقاوت مجد کی اکثریت ان خاندانوں کے افراد ہوتے ہیں جن کی شرافت قدیم ہے اور جسکی ابتدا اہمیت و عدل سے ہوتی ہے یا ایسے گھرانوں کے افراد ہوتے ہیں جن میں مجاہدین کا سلسلہ طویل عرصہ تک منقطع نہ رہا ہو۔ مجد کے متعلق ایک مثل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجد کے لئے کچھ ایسے لوگ پیدا کئے ہیں جن کی مجد کی راہ میں موت خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ کسی خود دار سے کسی نے ایک مرتبہ کہا کہ تمہاری کوششوں کا ثمرہ اس کے سوا اور کیا ہے کہ ہر وقت مصیبت میں مبتلا رہتے ہو اس نے کہا لذات کا عیش منغص کرنے سے جو مصیبت آتی ہے کیا معلوم کہ اس میں کیا لذت ہوتی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں فرائض کو ادا کرنے اور بیکسی محکمہ عدل کے سامنے جواب دہی کرنا پڑے تو میرے لئے یہ بڑی کامیابی ہے۔ کسی دوسرے خود دار سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ ناشتہ کیوں نہیں بناتے اس نے جواب دیا کہ گھر کا مالک کیا کرنے کا کبھی میں گھوڑے کی پیٹھ پر سوار رہتا ہوں کبھی جھلنے میں ہوتا ہوں اور کبھی ایسا ہی بیٹھا کہ قبر میں ہوں گا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا جبکہ وہ بڑھی ہو چلی تھیں اور مجاج نے عبدالملک کی طرف سے مکہ کا محاصرہ کر رکھا تھا اور آپ نے اکلوتے صاحبزادے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ سے رخصت ہونے آئے تو آپ نے ان کو یہ کہکر رخصت کیا کہ اگر تم حق پر ہو تو جاؤ اور حجاج سے لڑتے لڑتے مر جاؤ غرضکہ مجد ہر شخص کو پسند اور محبوب ہے ہر شخص اس کی کوشش کرتا ہے مجد عدل میں ہر شخص کو بقدر استعداد بہت حاصل ہوتا ہے اور جبر و ظلم کے عہد میں حتی الامکان اور جب مقدور جبر و ظلم کا مقابلہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

مجد کا ایک مد مقابل ہے جسے تمجد کہتے ہیں۔ تمجد کیا ہے اور تمجد کسے کہتے ہیں اس کو ادا کرتے ہوئے میری زبان لڑکھڑاتی ہے مجھکو خوف ہے کہ کہیں اس مضمون کے بعض مطالعہ کرنے والوں کے جذبات کو صدمہ نہ پہنچ جائے لیکن میں ان کو عفو و صداقت کا واسطہ دلا کر عرض کرتا ہوں کہ صرف دوستی کے لئے سطح ظرف سے خالی الذہن ہو کر اس موضوع پر غور کریں پھر وہ کہیں میرے اور دوسرے انسانیت پرور نظر نے والوں کی طرح نظر آتے ہیں جنھیں اپنے اعمال کے مجازی کی تمنا دیدار کی کوئی کمی نہ ہوگی کہ میں ان کے اس مقولہ کو پیش نظر رکھکر کہ ہم کو تو یہی اچھا معلوم ہوتا ہے عرض کرتا ہوں کہ تمجد مستبد ادارات کے ساتھ مخصوص ہے اور یوں کہنا چاہیئے کہ مستبد کے کنبہ اور برادری میں شامل ہے بعض لوگ اس برادری میں اپنے اعمال یا افعال کی وجہ سے شامل ہوتے ہیں جیسے حکام اور ملازمین اور بعض لوگ قوت کی وجہ سے شریک ہوتے ہیں جیسے وہ لوگ جن کو لسر اور خان بہادر وغیرہ کے خطابات عطا کئے جاتے ہیں جن کو تمغے اور خلعت عطا ہوں وہ سب لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ انسان کو کبریا مستبد کے دوزخ کی ایک چنگاری

کی ہوتا کہ وہ اس سے شرافت انسانیت کو جلا کر خاک سیاہ کرے اس سے زیادہ واضح اور صاف تعریف یہ ہے کہ انسان جابر و ظالم کی طرف سے ایک تلوار لگائے پھرے جو یہ ثابت کرے کہ وہ دولت استبداد کا جلاد ہے یا اپنے سینہ پر کوئی تمغہ لگائے پھرے جو بتاتا ہو کہ اس کے پاس ایسا ذوق وجدان ہے جو جھوٹا دعوی کو جانچ کر رد کر دیتا ہے یا کچھ زرد تار فیتوں سے محلی و مزین ہو جن سے معلوم ہو کہ وہ مردوں کی بہ نسبت عورتوں سے زیادہ قریب ہو گیا ہے تو اصح اور سب سے مختصر عبارت میں یہ کہو کہ وہ بڑے مستبد کے زیر سایہ چھوٹا مستبد بنا جائے۔

ہم نے ابھی اوپر بیان کیا ہے کہ تجدد مستبد اداارات کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ اس لئے کہ آزاد اور عادل حکومت جو قوم کے جذبات کی ترجمان ہوتی ہو وہ کسی واقعی سبب کے بغیر کسی طرح اس امر کو گوارا نہیں کر سکتی کہ شخصی مساوات میں کوئی فرق پڑ جائے اس لئے کسی شخص کو وہ صرف اسی حالت میں کوئی عہدہ دیتی ہے جبکہ وہ کسی عمومی خدمت میں مشغول ہو اور اس خدمت پر اسکو کوئی تمغہ ملتا ہو نہ کوئی منصب اور خطاب ملتا ہو اور اگر کسی وقت ایسا ہوتا بھی ہو تو صرف اس خاص خدمت کے لحاظ سے جو اوروں کے بجائے صرف اسی کی سعی و عمل سے تکمیل کو پہنچی ہو اور خطائے تمغائے لوگوں میں۔ سے بعض کو بعض پر اسی طرح فضیلت عطا فرماتا ہے قدیم اقوام میں عالم تجدد کا پتہ نہیں چلتا۔ خدا کا دعوی کرنے والوں یا خدا کہلوانے والے اور امراء ملی صحیح النسب اولاد اس کی تصداقی قرار پا سکتی ہے۔ تجدد قرون متوسطہ میں شروع ہوا آخر زمانہ میں اس نے رواج پایا اور اب تو یہ حالت ہم پہنچ گئی ہے کہ آزادی اپنے میل کچیل کو جب استطاعت اس سے دور کرتی ہے۔

اگرچہ فی الحقیقت وہ محمود فریب خوردہ ہوتے ہیں مگر گرفتاران تجدد لوگوں کو دیکھ کر دیکھا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے معاملات میں آزاد ہیں کوئی بندش اور کوئی رکاوٹ ان کے راستہ میں نہیں ہے آن کا یہ جھوٹا دعوی ان کو مستبد کی بہت سی برائیوں اور زلتوں کو گوارا کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اور ان زلتوں کے چھپانے کی کوشش بھی کرنی پڑتی ہے بلکہ یہ بھی کرنا پڑتا ہے کہ ان کے ساتھ بڑا اچھا برتاؤ ہوتا ہے اور اگر کوئی اس کے خلاف دعوی کرتا ہے تو اس کا مقابلہ بھی کرنا پڑتا ہے اور لوگوں کو یہ سمجھانے کی کوشش بھی کرنی پڑتی ہے کہ مستبد کی شان اس سے اعلی ہے کہ وہ بھی کسی پر ظلم و زیادتی کرے غرضکہ اس طرح گرفتاران تجدد عدل و انصاف کے دشمن اور ظلم و زیادتی کے مددگار ہوتے ہیں ان لوگوں کو جو کرنے اور زیادہ سے زیادہ گرفتاران تجدد کی تعداد بڑھانے سے مستبد کی یہی غرض ہوتی ہے کہ ان کے ذریعہ سے قوم کو نفع کے نام سے خود اپنے نقصان پر آمادہ کر سکے مثلاً اگر مستبد قوم کو کسی ایسی جنگ میں گھسیٹنا چاہتا ہے جو صرف تقاضائے استبداد سے ہو تو وہ ان لوگوں کے ذریعہ قوم کے ذہن نشین کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ اس جنگ سے غرض دین و مذہب قوم و ملک اور انسانیت کی خدمت ہے۔ یا اگر مستبد لاکھوں روپیہ اپنی ذاتی خواہشات اور اپنے استبداد کی تائید میں صرف کرتا ہے تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ صرف عزت و قوم اور وقار ملک کے لئے کیا جا رہا ہے قوم سے اپنے استبداد کے دشمنوں کی سزا دہی مطالبہ کرتا ہے مگر کہتا یہ ہے کہ یہ لوگ خود قوم کے دشمن ہیں یا ملک اور قوم کے حقوق میں اپنے حب مرضی جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے اور کہتا یہ ہے کہ یہ عین مقتضائے حکمت و سیاست ہے۔

بعض اوقات مستبد ایسے لوگوں کو بھی گرفتار تجدد کرتا ہے جو بالکل اسد میاں کی گائے ہیں نہ کسی کے لات مارتے ہیں نہ کسی کو سینگ مارتے ہیں اور جن کی ذات سے کسی کو نقصان نہیں پہنچتا مگر ایسا وہ صرف کند ذہنی اور جوفرد شی کے لئے کرتا ہے ورنہ اپنے اعوان و انصار کو ہمیشہ رذیلوں اور نفلوں میں سے چنتا ہے اور اسی لئے کہا جاتا ہے کہ دولت استبداد میں رذیلوں کی حکومت ہوتی ہے اور اس میں حکمت ہو وہ اس قدر واضح ہے کہ اسکے لئے کسی تفصیل و بیان کی حاجت نہیں۔

بعض اوقات غلطی سے مستبد ایسے افراد قوم کو بھی اسیر تجدد کرنا چاہتا ہے جو حقیقتاً قوم کے مخلص و دست اور امانتدار خادم ہوتے ہیں وہ خیال کرتا ہے کہ ان لوگوں کی عقلی دانش سے اس کو امداد ملیگی مگر جب تجربہ سے غلطی کا احساس ہوتا ہے تو ان کو ہر ممکن تکلیف دینے کے درپے ہو جاتا ہے اسی لئے مستبد سے فائدہ صرف وہی لوگ حاصل کر پاتے ہیں جو جاہل و عاجز یا خبیث و خائن ہوتے ہیں یہ امتداد خادم و جب حکومت کا تجربہ کر لیتے ہیں تو ان کی رگ حمیت پھڑک اٹھتی ہے اور خدمت قوم کا جذبہ برانگیختہ ہو جاتا ہے مگر صرف اسلئے کہ وہ قوم کے مخلص ہیں ان پر بیڑیاں عائد کر دی جاتی ہیں۔ اب آپ کو اس طرح پابند دیکھکر وہ قوم کو اصلاح حال کی طرف متوجہ کرتے ہیں بعض لوگوں کے متعلق اس قسم کا ناخوشگوار تجربہ ایک ایسی مصیبت ہے جو مستبد کو وقتاً فوقتاً کرنا پڑتا ہے اور اس سے محفوظ رہنے کی کوئی صورت ہی نہیں نکل سکتی مگر اس ناخوشگوار تجربہ کی وجہ سے عام طور پر مستبد صرف ان لوگوں پر بھروسہ کرتا ہے جن کے آباؤ اجداد استبداد کی پسندیدہ خدمات کرتے چلے آئے ہوں خاندانی تجدد کی ابتدا یہیں سے ہوتی ہے اور چونکہ خاندانی حالات کی وجہ سے مجدد تجدد میں بہت بڑی مشابہت ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصیل اور خاندانی کے متعلق کچھ عرض کر دیا جائے۔

اصیل و نجیب اور خاندانی ہونے میں بھی چند در چند خوبیاں ہیں جن کا کسی طرح انکار نہیں کیا جا سکتا وراثی طور پر بیٹا باپ کی عادتوں خصلتوں کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور اپنے اندر رکھتا ہے خاندانی تربیت بھی ضرور ملتی ہے سرچشمی و مروت کا بھی کچھ نہ کچھ اثر ضرور پایا جاتا ہے عام طور پر اہل خاندان کے ساتھ برابری و مساوات کا جذبہ بھی پایا جاتا ہے اعلی امتیاز و برتری کا شوق بھی ہوتا ہے قوم اور وطن سے تعلقات کو تقویت بھی پہنچتی ہے اور چونکہ خاندانی لوگ عام طور پر لوگوں کی نظر میں ممتاز ہوتے ہیں اس لئے وہ عیوب اور کوتاہیوں سے بچنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔

پھر خاندان کی تین قسمیں ہیں۔ خاندان علم و فضیلت۔ خاندان مال و کرم اور خاندان ظلم و حکومت یہی آخری قسم تعداد میں بھی سب سے زیادہ ہوتی ہے اور بلحاظ اپنی نوعیت کے سب سے زیادہ اہم اور مستبد کی توجہات کا سب سے زیادہ مرکز بھی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ اسی قسم کے متعلق دیکھا جائے کہ اس کی اصالت کی طویل تاریخ میں کہاں تک اصل ہیں۔

یہ تقریباً ناممکن سا ہے کہ کوئی شخص اپنے خاندان کے مورث اعلی کی علالت و الطاف پرستی کا بھی وارث ہو یا خاندان میں جو خواہ مخواہ باطل قسم کا کھڑکھڑا ہے اس کے خلاف اس کی تربیت ہو یا خواہشات نفسانی اور زیردستوں کو قابو میں لانے کے بجائے وہ اپنی عدالت کو کسی اور مصرف میں خرچ کرے یا خوشامدی اور

منافع اہل خاندان کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرے یا اس لئے اپنی قوم کو حقیر نہ سمجھے کہ وہ اپنے رتبہ اور قدر کو نہیں جانتی یا محکم و تسلط کے علاوہ اپنے گھر میں کسی اور چیز کا یقین نہیں یا لوگوں سے شرمندہ ہو اور لوگ ہی کون؟ جو صرف جاندار شکلیں ہیں۔

اکثر خاندانیوں کا یہی حال ہوتا ہے مگر انھیں میں چند افراد ایسے بھی نکل آتے ہیں جنھیں علو حکمت کی ہوا لگتی ہے اور گو وہ تعداد میں بہت کم ہوتے ہیں مگر عجیب و غریب ملکات و صفات کا اظہار کرتے ہیں قوت تلب ان کو ورثہ میں ملی ہوتی ہے گو وہ اس کو ہنر کے بجائے خیر میں صرف کرتے ہیں۔ بڑوں کی خودداری اور عزت نفس کے وہ وارث ہوتے ہیں مگر اس سے وہ جرات و جسارت کا کام لینے میں غرضیکہ ان کی تمام خصوصیات فضائل و کمالات کا ذریعہ اور شرافت و محبت کے اظہار کا آلہ ہوتی ہیں۔ وطن اور اہل وطن سے ان کو محبت ہوتی ہے اور ان کے مصائب سے ان کے دل کو کوفت ہوتی ہے بڑے بڑے کاموں کے کرنے میں ان کو کوئی تامل نہیں ہوتا ہاں کسی قوم میں ایسے اصیل و نجیب لوگوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے ان میں سے بعض کے افعال کرامت کی حد تک پہونچ جاتے ہیں اور وہ قوم کو اس نقطہ تک لیجاتے ہیں جہاں پہنچکر کامیابی اور فلاح یقینی ہیں اور ایسا ہونا بھی چاہیئے کیونکہ جہاں کہیں فائق شرافت سے مرصع خاندان کی اصالت بھی شریک ہو جائے وہ مستبد عادل یعنی اپنے اعمال کی بدولت نجاتی ہے جو خارق عادت اور منفصف ہوتے ہیں

[illegible] اصیل ہیں تھا قوم ابتدا سے آزمائش میں اس وقت تک ایک دوسرے کے مساوی رہے ہیں جب تک اتفاقیہ بعض افراد کی نسل نہیں بڑھ گئی۔ بعض افراد کو بعض کے مقابلہ میں ممتاز و مرجح حاصل کرنے کے مواقع پہونچانے اور اس امتیاز کی حفاظت نے اصالت کی ابتدا کی بہرہ اصیل اگر کسی قوم اور ملک میں متوارث قوت رکھتے ہیں تو بقیہ قوم کو اپنا ماتحت بنا لیتے ہیں اور حکومت اشراف قائم ہو جاتی ہے اور اگر اصیلوں کا کوئی ایک خاندان بقیہ اصیل خاندان سے زیادہ ممتاز ہوتا ہے تو وہ خاندان فردی حکومت قائم کر لیتا ہے لیکن چونکہ بقیہ خاندان بھی کچھ نہ کچھ قوت رکھتے ہوتے ہیں اس لئے وہ فردی حکومت کسی قدر غیر مستقل ہوتی ہے لیکن اگر مطلق العنانی سے کوئی شے مانع نہ ہو تو پھر مطلق العنان حکومت قائم ہو جاتی ہے اسی وجہ سے اگر کسی قوم میں اصیل بالکل نہ ہوں یا اصیل تو ہوں مگر عام لوگوں کی آواز زیادہ دبتی ہو تو ایسی قوم میں ایک ایسی انتخابی حکومت قائم ہوتی ہے جس میں ابتدائی وراثت نہیں ہوتی لیکن کچھ ہی دنوں بعد حکومت کرنے والی جماعت کی اولاد اصیلوں کی جگہ پر کر دیتی ہے اور پھر ان میں آپس میں اختلاف ہوتا ہے اور ہر فریق ایک جماعت کو اپنے ساتھ ملا کر کے تمام قوم و ملک پر قبضہ و تصرف کی کوشش شروع کر دیتا ہے۔

اصیلوں کی فوت سے سب سے بڑا نقصان یہ پہنچتا ہے کہ معاندین کے تصادم کے وقت لوگوں کو مرعوب اور ان کی عقلوں کو ماؤف کرنے کیلئے شان و شوکت اور عظمت کے اظہار میں سہل ہو جاتے ہیں اور پھر جب ایک فریق کو غلبہ ہو جاتا ہے تو فریق مغلوب بھی شان و شوکت کے اظہار کو اس لئے ترک نہیں کرتا کہ کچھ تو اس میں اس کو مزہ آنے لگتا ہے اور کچھ اس لئے کہ مستبد سے کسی قدر مشابہت بھی حاصل ہوتی ہے خود مستبد بھی ان کو اس شان و شوکت کے چھوڑنے پر مجبور نہیں کرتا بلکہ ان کو مال و دولت دیکر کچھ معاونت ہی کرتا ہے ان کو خطابات تمغہ جات اور کسی قدر خرد تسلط بھی عطا کرتا ہے کہ اس طرح وہ اس کا مقابلہ کرنے کے خیال سے بالکل دست بردار ہو جائیں پھر جب وہ ان امور کے عادی ہو جاتے ہیں تو ان کے اغلاق بگڑ جاتے ہیں اور لوگ ان سے متنفر ہو کر الگ ہو جاتے ہیں اور اب ان کے لئے مستبد کی دہلیز کے سوا کوئی ملجا و ماوی نہیں رہتا اور نہ اس کے بچانے کہ مستبد کے مخالف تھے اسکے دست و بازو اور اس کے معین و مددگار بنجاتے ہیں۔

مستبد اصیلوں اور نجیبوں کے ساتھ نرمی و گرمی، توجہ و بے پروائی سے بھی پیش آتا ہے کہ کہیں وہ متحد نہ ہو جائیں آپس میں اختلاف و فساد بھی پیدا کراتا ہے کہ اس کے خلاف متحد نہ ہو سکیں کبھی محض لوگوں کی خوشنودی کے لئے نجیب کے ساتھ سخت برتاؤ بھی کرتا ہے بعض اوقات کسی اصیل کے مقابلہ میں کسی ادنیٰ شخص کو اس لئے بھی ترجیح دیتا ہے کہ ان کا اثر زائل ہو جائے غرضیکہ مستبد پہلے تو اصیلوں کو اس حد تک ذلیل کرتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ لڑنے پھرتے ہیں پھر ان کے ذریعہ رعایا کو ذلیل کرتا ہے بعینہ یہی برتاؤ مستبد کا علماء مذہب اور مشائخ دین کے ساتھ ہوتا ہے اور اس طرح مستبد کے لئے رعایا کے ساتھ چھیڑ پیدا کرنے کا سامان صاف ہو جاتا ہے اور وہ رعایا کے ساتھ ٹھٹھے دل سے بد سے بدتر برتاؤ کرنا چاہتا ہے کرتا ہے حکومت خدا کی ہے جب کرنا ہے وَاِذَا اَرَدْنَا اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ (جب ہم کسی بستی کو برباد کرنا چاہتے ہیں تو امر کرتے ہیں اس کے مترفین کو پس وہ اس میں فسق و فجور کرتے ہیں پس اس پر بربادی حق ہو جاتی ہے)

مستبد جس وقت تخت حکومت پر بیٹھتا ہے اور موروثی تاج سر پر رکھتا ہے تو اس کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وہ اب تک انسان تھا مگر اب خدا ہو گیا لیکن جب وہ غور کرتا ہے تو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ عاجز ترین شخص ہے جو اس کو حاصل ہوتی ہے وہ اعوان و انصار پر نظر ڈالتا ہے تو ان کی زبان حال اس کو یہ کہتی معلوم ہوتی ہے کہ کہاں کی جانشینی! اور کہاں کا تاج و تخت! یہ سب تو ہمات ہیں تجھکو اس تخت پر قابض اور مخلوق کی گردنوں پر مسلط ہم نے کیا ہے ہماری دین و مذہب، ضمیر و وطن اور قوم کے ساتھ خیانت نے کیا ہے لہذا سوچ سمجھ لے کہ اب ہمارے ساتھ کیونکر معاملہ رکھیگا پھر جب اس کی نظر عام رعایا کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو وہ اسکو سحر و سیہوت اور ایک جسامے روح نظر آتے ہیں مگر انھیں عوام میں بعض افراد زیرک دانا بھی نظر آتے ہیں جنکی تیز نگاہیں زبان حال سے کہتی ہیں کہ ہم افراد قوم نے تجھکو اگر اپنی جسموں کا مالک بنایا ہے تو اس لئے بنایا ہے کہ تو اس طرح کام کر جس طرح ہماری مرضی اور ہماری مصلحت ہو جس طرح تیری مرضی اور تیری مصلحت ہو اس سے ہمارا نفس نہیں ہو سکتے حالات کا اس طرح جائزہ لینے سے مستبد کو اپنے اعوان و انصار کا خیال آتا ہے کہ ان لوگوں کی ماتحتی میں سفلوں اور ارذال کی فوج کر کے ان اصیلوں اور دانا افراد سے جنگ کرنا ضروری ہے کیونکہ ان لوگوں کی موجودگی میں میرا استبداد قائم نہیں رہ سکتا۔

مستبد حکومت طبعًا اپنے تمام شیعہ جات میں مستبد ہوتی ہے۔ مستبد اعظم سے لیکر پولیس کے چوکیدار، فواش اور سڑکوں کے صاف کرنے والے تک ہر شخص مستبد ہوتا ہے اور ہر صنف اخلاقی لحاظ سے اپنی جماعت کے اسفل ترین طبقہ میں سے ہوتی ہے کیونکہ مغلوں کے نزدیک لوگوں کی محبت اور ان میں ہر دل عزیزی کوئی قابل لحاظ چیز ہوتی نہیں ان کی انتہائی غرض تو صرف اس قدر ہوتی ہے کہ مستبد کو ان پر یہ اعتماد ہو جائے کہ وہ اس کے پیرو اور اس کی حکومت کے انصار و مددگار ہیں اور قوم کی لاش کے بچے کھچے ٹکڑوں سے مستفید ہونے کے حریص ہیں اس طرح مستبد ان کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے اور ان کو مستبد سے کوئی خطرہ نہیں رہتا اور ایک دوسرے کے شریک ہو جاتے ہیں پھر مستبد جماعت کی قلت و کثرت استبداد کی شدت و خفت کے ساتھ گھٹتی بڑھتی ہے جب کبھی مستبد ظلم و زیادتی کا حریص ہوگا اس کو مجتہدین کے ایک لشکر جرار کی ضرورت ہوگی کہ سفلوں میں سے ہی ایسے بدترین قسم کے افراد کا انتخاب کرے جن کے نزدیک دین و مذہب اور ضمیر کوئی شے نہیں آسے اس کی بھی ضرورت ہوگی کہ ان کے درمیانی فرق مراتب ہی کرے مگر نسبت معکوس کی صورت میں یعنی جو شخص سب سے زیادہ سفلہ ہو وہ سب سے زیادہ تنخواہ اور عہدہ پائے۔

عقل تاریخ اور مشاہدہ ان تینوں کی شہادت یہ ہے کہ قوم میں سفلہ ترین شخص مستبد کا وزیر اعظم ہوتا ہے اور وزیر اعظم کے بعد دوسرے وزراء ہوتے ہیں اور اسی طرح جس قدر کہ درجہ بالا کوئی شخص پڑھتا گیا اسی قدر اس کا سفلہ پن کم ہوگا۔ بعض سادہ لوح مورخین اس غلطی میں مبتلا ہو گئے ہیں اور بعض مطالعہ کرنے والے بھی اس فروگذاشت کے مرتکب ہوتے ہیں کہ بعض مستبد وزیر اعظم مستبد کی شکایت کرتے ہیں اس کے ظلم و استبداد کا علی الاعلان ذکر کرتے ہیں اس کے اعمال قبیحہ کی مذمت کرتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ اگر ممکن ہوتا تو وہ قوم پر اپنی جان و مال اور آبرو سب فدا کر دیتے کہ کسی طرح وہ اس مستبد کے ظلم و زیادتی سے نجات پا جاتی تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ جن لوگوں کے یہ خیالات ہیں اور جو لوگ قوم کے لئے اس درجہ تک آمادہ و تیار ہوں وہ قوم میں سب سے زیادہ سفلے اور کمینے ہوں پھر افعیں میں سے ایسے افراد بھی ہوں جنہوں نے فی الواقع استبداد کے مقابلہ میں اپنے آپ کو پیش کیا ہے کبھی اپنی مراد حاصل کر لی ہے اور کبھی ہلاک ہو گئے ہیں۔

مگر اس کا جواب یہ ہے کہ مستبد لوگوں پر زیادتی کرنے کا حریص ہوتا ہے اور اس لئے اس کو ایک ایسی جماعت کی ضرورت ہے جو اس کی آلہ کار ہو ایسی صورت میں عقل اس کو کسی طرح باور کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتی کہ وہ کسی ایسے شخص کو وزارت کے لئے انتخاب کرے جسکے متعلق اسے شک بھی ہو کہ وہ اس کی خواہشات کا اتباع نہیں کرے گا یا کسی ایسے ہی شخص کا انتخاب کرے جسکے متعلق اس کو پہلے سے کوئی تجربہ نہو؛ یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ وزیر حقیقتًا نیک طینت ہو اگرچہ اس لئے بظاہر وہ اپنی قساوت قلب کا اظہار کرتا ہو کہ اس طرح مستبد کو فریب دیکر کام کر سکے کیونکہ مستبد بہرحال مستبد ہے وزیر کا تقرر بھی اس نے محض اپنی خواہش اور اپنے حکم سے کیا ہے اور اس کی برطرفی بھی صرف اسی کی سعی پر موقوف ہے مستبد اس سے ناواقف نہیں ہوتا کہ عوام اس سے اس کی زیادتیوں کی وجہ سے نفرت اور عداوت رکھتے ہیں تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ اپنے دروازہ پر ایسے وزیر کو متعین کرے جن کے متعلق اسے پہلے سے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ اس سے زیادہ ظالم اور اس سے زیادہ لوگوں کے دلوں سے دور ہیں۔

پھر ایسی حالت میں کہ وزیر کے سود و سود دشمن ہوتے ہیں مستبد کی خدمت میں ہر وقت حاضر باشی اور ہر معاملہ میں پیش بینی رہنے کی وجہ سے حاسدوں کی بھی ایک خاصی تعداد ہوتی ہے جو ہر وقت اس کے خلاف کان میں لگے ہوتے ہیں ہر وقت اس کے خلاف چغلیاں کھاتا ایک طوطا رہتا ہے یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ مستبد کی طرف سے اسکے بغیر مطمئن ہو سکے کہ دونوں کے درمیان شیطانی کارروائیوں میں اتحاد و اتفاق ہو ورنہ ذرا سا بھی ایمان یا ذرا سی حیا ذرا سا ضمیر ذرا سی سمجھ اور ذرا سا رحم ہوتے ہوئے یہ ناممکن ہے کہ وزیر مستبد کا آلہ کار اور استبداد کی سیاست کا بلا دین جائے۔

وزیر کے دل میں قوم کا درد بھی نہیں ہو سکتا اس کو معلوم ہے کہ قوم اس سے انتہائی نفرت و بغض رکھتی ہے اور اس کے لئے ہر ممکن برائی کی متوقع ہے اگر وہ قوم کا ہمدرد اور بہی خواہ نہیں ہے اور بھی وزیر سے ناممکن ہے ہاں اس صورت میں ممکن ہے کہ اس کو خود مستبد کی طرف سے بدظنی ہو جائے مگر یہی قوم کی بھلائی اور قوم کی ہمدردی کے خیال سے نہ ہوگا بلکہ مستبد کو دھوکا دینے کے لئے ہوگا یا اس لئے ہوگا کہ کسی دوسرے مستبد کے لئے راستہ صاف ہو جائے اور نہ پھر شاید اس کو اپنا وزیر اور اپنی حرکات شنیعہ کا شریک و سہیم بنا لے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مستبد کا وزیر بہرحال مستبد کا وزیر ہوگا۔ دستور کی حکومت کی طرح قوم کا وزیر ہوگا اور بعینہٖ یہی حال دیگر ارکین حکومت کا ہوگا کہ وہ مستبد کے وزیر ہوں گے قوم کے غارت کریں گے غیرت نہ کریں گے ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ان کا یہ عہدہ اور یہ مرتبہ اس لئے تو کبھی طرح نہیں ہے کہ انہوں نے کوئی جلیل القدر خدمات سرانجام دی ہیں جس کے عوض میں وہ اس گرانقدر عہدہ کے مستحق قرار پائے ہیں ان کا یہ عہدہ تو صرف اس لئے ہے کہ دشمنان استبداد کی تیغ کجی کا کام ان سے لیا جائے اور دشمن استبداد چونکہ قوم ہی تو ہے۔

بنا بریں ایسے سرکار کو وزیروں اور عہدہ داروں کے وعدوں اصلاح اور افکار استبداد سے دھوکہ میں نہیں پڑنا چاہیئے یہ لوگ کچھ کہیں اور کتنا ہی کچھ کریں مگر یہ واقعہ ہے اور ایک دو زبردست اور نکتہ رس کے نزدیک تو ان کی گریہ زاری بھی کسی طرح قابل اعتنا نہیں ہے اور نہ ان پر اور ان کے ضمیر پر عقلا کو کوئی اعتماد اور بھروسہ ہو گا ہو سکتا ہے یہ لوگ کتنی ہی مذہبی احکام کی پیروی اور دینی اعمال کا مظاہرہ کریں کیونکہ یہ ظاہری اعمال و افعال ان کے طرز عمل اور ان کی سیرت کے مخالف ہوتے ہیں اعمال کی کوئی شہادت نہیں کہ جن عادات و خصائل پر وہ بچے سچے جان اور جان سے بڑھ رہے ہوئے اس کو انھوں نے ترک کر دیا ہے آن سے تو ان اعمال کے مظاہرہ سے کچھ توقع کی جا سکتی ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ اس طرح ایک طرف تو مستبد کو ان کی طرف سے ایک گونہ خطرہ لاحق ہو جائے اور دوسری طرف رعایا کی جیبیں خالی کرانی جا سکیں وزیر سے بچ کر مستبد کا سب سے بڑا معاون و مددگار ہے اور جو رعیت مدتوں تک حکومت و دولت سے

لذت اندوز ہو چکا ہے یہ کیونکر توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنی اس تلوار کو جو اس نے آجتک قوم کی گردنوں پر استعمال کی ہے آئندہ قوم کے خلاف استعمال نہیں کریگا اور قوم ہی وہ قوم جس کی عام شہرت فطانت خصائل استبداد کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو چکی ہیں اور اب اس کی حالت اس درجہ تک پہنچ چکی ہے کہ اگر اس کا کوئی کمترین فرد قومی خدمت کے لئے نامزد کیا جاتا ہے تو وہ روتا ہے لیکن ابھی اچھی طرح دردی ہی نہیں پن چکا ہوتا ہے کہ اپنے ماں باپ پر شیر بن جاتا ہے اپنے ابنائے وطن اور اہل خاندان کے خلاف مرجاتا ہے طبع کا پیاسا ہو جاتا ہے جیسے دوست و دشمن کی کوئی تمیز نہیں ہوتی۔

ممکن ہے اس قدر تفصیل بھی بعض لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے کافی نہ ہو لہٰذا ہم ایسی چند یقینی دلائل پیش کرتے ہیں جس سے یہ بات بہت جلد پایہ ثبوت کو پہنچ جائیگی کہ دولت استبداد کے تمام عائدین نارکیس کا نہ کوئی معیار اخلاق ہوتا ہے نہ ان میں فہرست جمعیت ہوتی ہے اور نہ ان سے کسی قسم کی کوئی بھلائی کی امید ہو سکتی ہے

بعض اوقات ان کا اظہار رنج و افسوس صرف اس لئے ہوتا ہے کہ غریب قوم کو ہنکا دے سکیں اور چونکہ ان کو خوب معلوم ہے کہ اس استبداد کے ہاتھوں حقیقتاً ان کے سہارے قائم ہے قوم کی عقل و سمجھ زائل اور ماؤف ہو چکی ہے اس کے قوائے عقلیہ مضمحل اور ناکارہ ہو چکے ہیں اس لئے انھیں جرأت ہوتی ہے کہ وہ اس کو دھوکہ دے سکیں اور قوم کی جو ناکارہ عقل و سمجھ باطل ہو چکی ہوتی ہے اس لئے وہ اتنا محسوس نہیں کرتی ہے کہ ایک عام مصیبت اور ایک بلائے محیط سلطنت گھر وہ پر نہیں ہمیشگی کہ یہ مصیبت اور یہ بلا کہاں سے آئی اور کیوں آئی ایسے وقت اور ایسی حالت میں ایک جماعت تو اسے فریب کے نام سے تسلی و دلاسا دیتی ہے کہ یہ قضا الٰہی ہے صبر و رضا کے سوا اس کے دفعیہ کی کوئی صورت نہیں اور دوسری جماعت جو انھیں اعاظم استبداد کی ہے قوم کے سامنے ریخ و افسوس کا اظہار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ ہم لوگ اس قومی مرض کے طبیب ہیں اور اگر ہمارے مشورہ پر عمل کیا گیا تو مرض کا ازالہ یقینی ہے مگر واقعہ میں یہ لوگ جھوٹے اور سکار ہیں ان کی غرض اکثر و بیشتر محض فریب اور دھوکہ دہی ہے اور بعض اوقات مستبد کو دھکا۔

ایک دلیل یہ ہے کہ یہ مجتہدین اپنی خدمات میں صرف ریاستوں اور عہدوں مقرر کرتے ہیں اور مستبد اعظم کی طرح خوشامدیوں اور منافقوں کی طرف ہی متوجہ ہوتے ہیں دوسرے یہ کہ بعض اوقات ان میں کا کوئی فرد قومی خدمت کو قبول بھی کرتا لیکن زیادہ سے انکار کرنے والا ایک نہیں نکلتا تیسری دلیل یہ ہے کہ ان میں کوئی ایک فرد ایسا نہیں ہوتا جو مستبد اعظم کی طرح قوم کا خون چوسنے کو حلال نہیں سمجھتا اور اتنی بڑی بڑی تنخواہیں اور اتنے زیادہ الاؤنس لیتا ہے کہ حکومت عادلہ ان خدمات پر اس رقم کی چوتھائی یا نصف رقم بھی مشکل سے مہیا کرے گی۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ یہ لوگ اس استبداد کے خلاف جس کا اپنے آپ کو دشمن ظاہر کرتے ہیں فدائیانہ ایک پیسہ پر پیسہ خرچ نہیں کرتے۔

پانچویں یہ کہ بعض ان میں سے اس قدر فضول خرچ اور مسرف ہوتے ہیں کہ وہ شاہنشاہ عادل حکومت دے سکتی ہے ان کے لئے کسی طرح کافی نہیں ہو سکتے اور بعض اس قدر بخیل اور ممسک ہوتے ہیں کہ اپنی تنخواہ کا نصف یا چہارم حصہ بھی خرچ نہیں کرتے حالانکہ اتنی بڑی تنخواہ لیتے اس نام سے ہیں کہ اتنے بڑے عہدے کی اس سے کم تنخواہ ہو جانے سے قوم کی توہین ہے اور اس طرح یہ لوگ قومی خیانت اور توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔

مگر اس سب کے باوجود اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ تاریخ شاہد عادل ایسے ذرا رکا بھی فکر کرتی ہے جو اپنی کرتا جیوں پر نادم ہوئے اور توبہ و استغفار کر کے قوم کی صف میں شامل ہو گئے اور تلافی مافات کے لئے حتی الامکان کوشاں رہے۔ ہر زمانہ میں ظرار اور افراد ان کی بعض شاذ و نادر مثالیں ایسی بھی پائی جاتی ہیں جن کی اصالت و نجابت کا اثر چالیس و پچاس اور بعض اوقات ستر سال کی عمر کے بعد ظاہر ہوتا ہے اور آئندہ کے لئے وہ قوم کے مخلص خادم اور خیر خواہ و دوست بن جاتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ مستبد ایک عاجز شخص ہے جس میں نہ کوئی زور ہے اور نہ قطاً جو کچھ ہے وہ مجتہدین کے بل بوتے پر ہے اور غلام قوم کا کوئی والی وارث نہیں ہوتا جو اس کے آڑے وقت پر کام آئے مقتضائے سکے حقوق اس کو بتا کر اس کی رہنمائی کرتے ہیں اور پھر فرضہ جب قوم میں کچھ عقل و سمجھ آجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس لیے زعیم اور قائد پیدا کر دیتا ہے جو قوم کی مساعت اپنا نقصان کر کے اور قوم کی زندگانی کو خطرہ میں مبتلا کر کے اس کو فنا سے بچاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کا لطف اسی میں رکھا ہے اور جس طرح وہ مکر کو فنا کی دوا خاجر بناتا ہے جس کی غرض و غایت شہوت پرستی و خود غرضی ہے اسی طرح ان کو اسلئے پیدا کیا ہے اور یہ اس کی شان ہے جس کو جس لئے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

تفسیر بیان القرآن از علامہ اشرف علی محدث تھانوی

دس سال کے بعد اعلان ہو رہا ہے کہ کل بارہ جلدوں میں چھپ کر تیار ہوئی ہے میرے حصہ میں صرف دو سو جلدیں ہیں

یہ ختم ہونے کے بعد خدا جانے کب نمبر آئے۔ مولوی اشرف علی صاحب کی یہ تفسیر اس قدر مقبول عام ہے کہ جب یہ ختم ہو جاتی ہے تو قدر دان بچکا اس رد پے میں ہی نے لیتے ہیں اس کا مقررہ ہدیہ سب جانتے ہیں بیس روپیہ ہے اور میں روپے میں یہ قرآنی معارف کا بحر بیکراں مفت ہے اب موقعہ ہے جلد منگا لیجئے ورنہ پھر برسوں اشتیاق باقی رہے گا یہ تفسیر اشتہاری معرفی سے بالا ہے دو ہزار صفحات مولوی سے دو گنے سائز کے میں پانچ سیر وزن ہے اور ۲۰ جلدیں جو میرے پاس ہیں ان طرز مولوی کو کامل پندرہ روپے فی جلد کے حساب سے مل جائینگی ان دو سو کے بعد پھر تقریباً ۱۵ روپے میں ملنی ناممکن ہے اس لئے جو صاحب جلد منگا لیں گے ان کو پارچہ کا فائدہ تو ظاہر ہے اور اگر کہیں بعد میں نہ ملی تو پھر فائدہ ہی فائدہ ہے۔

دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ہماری ترقی کی چند صورتیں

آج تمام دنیا کے مسلمانوں اور خصوصاً ہندوستان کے سات آٹھ کروڑ مسلمانوں کے افلاس کا ایک ایسا مسلم مسئلہ ہے کہ اس کے تسلیم کرنے میں غالباً کسی کا اختلاف نہ ہوگا یہ ایک بدیہی امر ہے کہ مسلمانوں کی مخالف جماعتوں میں نہ صرف اختلاف رائے ہے بلکہ جدوجہد کی مخالفت جاری ہے البتہ جس امر کو سب بالاتفاق تسلیم کرتے ہیں وہ مسلمانوں کا افلاس ہے جس کی وجہ سے ان کی حالت روز بروز ضعیف ہوتی جاتی ہے اور انکی عزت ذلت میں بدلتی جاتی ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہر خیال اور ہر عقیدے ہر طبقہ اور ہر حیثیت کے مسلمان ایک جامع ہو کر افلاس کے متعلق علیحدہ مسئلہ پر غور وخوض نہ کریں۔

اس میں شک نہیں کہ افراد قوم کی مختلف جماعتیں ایک عرصہ سے اپنے اپنے خیال کے مطابق فقر افلاس سے باہر نکلنے کی تدابیر اختیار کر رہی ہیں جیسے جیسے ایام گذرتے جاتے ہیں ویسے ویسے برادران وطن دولت اور خوشحالی میں بڑھتے ہیں اور اسی نسبت سے مسلمانوں کے امراء اعلیٰ طبقے کے اصحاب دولت اور شرفاء میں گھٹ کر غربا کے طبقہ میں شامل ہوتے جاتے ہیں مسلمانوں کے تنزل کی تیز رفتاری دیکھتے ہوئے پیشینگوئی کی جاسکتی ہے کہ اگر بالفعل ممکنہ تنزل کے صحیح اسباب کا پتہ چلا کر اس کے انسداد کی کوشش نہ کریں تو بہت جلد وہ زمانہ آنے والا ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی شمار ذلیل ترین اقوام میں ہو جائیگی کیونکہ مسلمانوں کی جس قدر جائدادیں تھیں ان میں سے کہ ازکم دو لیہ میں ۱۲ آنے کی جائدادان کے ہاتھ سے کل کر ہندوؤں کے پاس منتقل ہو چکی ہے روپیہ چار آنے کی جو جائداد باقی ہے منجملہ ان کے تین آنے کی سودی قرضہ میں مکفول میں وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے ضرور نکل جاوینگی اور جو ایک آنہ کی جائدادیں باقی ہیں اگر یہی لیل ونہار ہے تو بیس پچیس برس کے بعد یہ بھی باقی نہ رہیں گی۔

سود سے آزادی حاصل کرو

مسلمانوں کی آمدنی کا بڑا حصہ سود میں دیا جاتا ہے اسلئے ضرورت ہے کہ سب سے اول ہم سود دینے سے آزادی حاصل کرنیکی کوشش کریں قبل اس کے کہ ہم سود دینا بند کر سکیں کوشش کریں سود لینا اور دینا دونو برابر ہیں وہ علمائے کرام کو چاہیئے کہ آئے دن سود دینے کی مذمت بیان کرتے رہیں صرف سود لینے والوں کے پیچھے پڑ جانے سے تو کامیابی نہیں ہو سکتی ضرورت تو یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے سود دینے والوں کی مذمت بیان کیجائے عذاب الیم کے وہ خوفناک مواعظ جو سود لینے والوں کے متعلق بیان کئے جاتے ہیں اب سود دینے والوں کی شان میں بیان کئے جائیں ملک کے صاحب ثروت مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہر جگہ ملک کھولیں جہاں سے تجارت کے لئے اور ضرورت کے وقت بلا سود قرض دیا جائے اور مسلمانوں سے درخواست کی جائے کہ جو روپیہ وہ بیس انداز کریں اس کا کچھ حصہ وہ بنک میں لگا دیں اب ہم کو ایسے ہی بنک کھولنے کی ضرورت ہے جو مسلمان کاشتکاروں کو روپیہ قرضہ دیں جو مسلمان مقروض ہیں ان کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ اپنا قرض ادا کر دیں اور یہ صرف اس حالت میں ممکن ہے کہ مسلمان کفایت شعاری سے کام لیں اور سادہ زندگی بسر کریں اور اپنی آمدنی سے کچھ بچانے کی عادت ڈالیں۔

عورتوں اور بچوں کی فضول خرچی

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مارچ ۱۹۳۸ء کے روزنامچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ فضول خرچی بچوں اور عورتوں سے شروع ہوتی ہے اس لئے پہلے عورتوں اور بچوں کو حساب کی تعلیم دینی چاہیئے اور ان کو ایک مقررہ رقم دیکر کفایت شعاری سے خرچ کرنے کا امتحان لینا چاہیئے جو عورت اور بچہ مقررہ رقم کو خرچ کرکے اور کام چلائے اس کو انعام دینا چاہیئے اپنی جیب میں رقم رکھی چاہیئے اور جب کسی ضرورت سے بازار جانا ہو تو اتنی ہی رقم رکھنی چاہیئے جو اس ضرورت کے لئے کافی ہو تاکہ بازار میں نئی ضرورت پیدا کرنے کا موقع نہ ہونے پائے۔

آپ اسی روزنامچہ میں فرماتے ہیں کہ "مکان سے زیادہ فضول خرچ کون جانتا ہے میں کو ہمیشہ آمدنی رہتی ہے یعنی جیسا مکان اور کفایت سے خرچ کرنے کا ہنر جانتا ہے اس کا مکانی کا ایک تیار استعمال معلوم ہو جاتا ہے اپنے خرچ پر قابو پانے کا کاآپ یہ تحریر فرماتے ہیں اور بجا تحریر فرماتے کہ آمد و خرچ کا حساب لکھا کرے اس سے آپکا یہ مطلب ہے ع

چوں دخلت نیست خرچ آہستہ ترکن

کفایت شعاری کی صورتیں

مسلمانوں کا روپیہ مسلمان کیا ہر انسان کا روپیہ زیادہ تر ان امور پر یا ان امور میں خرچ ہوتا ہے۔ غذا۔ لباس۔ مکان۔ متعلقات۔ دوا۔ زیور اور رسوم ان میں سے کوئی بات ایسی نہیں جس کو ترک کر دیا جا سکے البتہ ان میں سے ہر ایک میں تخفیف ممکن ہے مثلاً غذا۔ اس کے متعلق اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ پر تکلف اور قیمتی غذا زیادہ لذیذ اور زیادہ صحت بخش ہوتی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے غذا کی لذت اشتہا پر موقوف ہے سچی اشتہا کی حالت میں معمولی اور کم قیمت غذا بھی نہایت لذیذ معلوم ہوتی ہے پر تکلف غذاؤں کی نسبت سادہ غذائیں مقدار کا بہت کم حصہ رکھتی ہیں اور زود ہضم ہونے کی بنا پر جسمانی طاقت اور خون صالح کی تولید کا باعث ہیں اگر ہم پر تکلف اور غیر ضروری غذاؤں کو چھوڑ کر سادہ غذائیں اختیار کریں تو ہمارا خرچ بہت کم ہو سکتا ہے اور ہمارے جسم کو نقصان پہنچنے کی جگہ نفع پہنچے گا۔ جو مسلمان بغیر گوشت کے زندگی بسر کرنا ناممکن سمجھتے ہیں وہ گائے وغیرہ کا گوشت خرید کر پکانے کی بجائے بکرے کا گوشت خریدنا شروع کریں وہ کم از کم قوت اور کم از کم طاقت نفع ہی میں رہیں گے۔

لباس میں کفایت شعاری

ہم قیمتی لباس صرف دو سردی پہننے میں اگر ہم اس خیال کو چھوڑ دیں اور لباس صرف آرام اور صحت اور صفائی کا خیال رکھیں تو ہمارا بہت سا روپیہ بچ سکتا ہے آجکل ہندوستانی موسم بہت ہی ارزاں اور خوشنما کپڑے دستیاب ہو سکتے ہیں جن کے سامنے غیر ملکی بیش قیمت کپڑے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

مکان میں کفایت شعاری

مکان۔ خوراک اور پوشاک کے بعد مکان کے معاملہ پر بھی نظر رکھنی چاہیئے مکان میں روپیہ لگانا اتنا اچھا نہیں جتنا غذا اور لباس میں۔ اگر ضرورت ہو تو بیشتر اور ضرور ہو تو مکان ہونا چاہیئے مکان جائداد کی صورت رکھتا ہے اور نہ صرف اپنی ہی ذات

کے لئے نہیں بلکہ آئندہ نسلوں کے لئے بھی ہوتا ہے ایک پختہ ہوا دار مکان صحت بخش ہوتا ہے اس لئے کہ ایک خام مکان میں رہ کر انسان کو ملیریا یا طاعون اور دیگر وبائی امراض کے جن حملوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ ایک پختہ مکان میں کبھی لاتوقع نہیں ہوتے پس کہا جاتا ہے کہ اس طرح بھی ایک پختہ مکان کی لاگت جلد وصول ہو جاتی ہے کہ اس میں رہ کر ہمیں دوا علاج نسبتاً کم خرچ کرنا پڑتا ہے۔

تکلفات سے پرہیز کرو

تکلفات: غذا، لباس اور طریق ماند و بود میں ہم ہیں اور ربا و کن بھی ہیں اور ان میں کمی کرنے سے کافی بچت ہو سکتی ہے میں یہ نہیں کہتا کہ تکلفات کو ایسا مفقود کر دو کہ ضروریات عریاں رہ جائیں اور زندگی بے لطف ہو جائے لیکن تخفیف کی سخت ضرورت ہے۔ تمہاری آمدنی اتنی ہے کہ تم بمشکل اپنے مکان پر دو چار روپیہ ماہوار کرایہ دے سکتے ہو لیکن اس کی کیا ضرورت ہے کہ مجلدار کوچ رکھے جائیں اور دہ دہ دیوار پر ریشمی پردے پڑے رہیں۔

دوا سے پرہیز بہتر ہے

دوا اور علاج میں بھی ہمارا بہت سا روپیہ خرچ ہوتا ہے اگر ہم اپنے اور اپنے متعلقین کے مزاج سے یا قفیت حاصل کر لیں، حفظ ماتقدم کا خیال رکھیں اور خود نوشی وغیرہ میں محتاط رہیں تو ان مصارف سے بہت کچھ نجات حاصل کر سکتے ہیں بہت سی بیماریاں ہماری بے احتیاطی کا نتیجہ ہوتی ہیں اس طرح کی بے احتیاطی میں نہ صرف ہمارے صحت کے لئے تباہ کن ہے بلکہ ہماری فارغ البالی اور خوشحالی کو بھی برباد کرتی ہے۔

زیورات میں اصلاح

زیور یہ بھی معاشرت کا ایک جزو ہے اس میں شک نہیں کہ روپیہ پس انداز کرنے کا ایک بہترین اور خوشگوار ذریعہ ہے لیکن کچھ تو اسی وجہ سے کہ سونے چاندی کا بھاؤ گھٹتا بڑھتا ہے اور کچھ آسائش کی وجہ سے جو زیور بنانے کے لئے ضروری ہے ایک روپے کا مال اگر سونے کا ہو تو بارہ آنے کا اور اگر جاندی کا ہو تو اللہ آنے کا رہ جاتا ہے۔ موجودہ زمانے میں جو زیورات رائج ہیں ان میں یہ اوسط بھی نہیں۔ جتنی سادہ کاروں کے بنائے ہوئے نئی وضع کے زیورات بڑے نام سونے کے ہوتے ہیں اگلا سنعمال کے بعد انہیں علیحدہ کیا جائے تو روپے میں چار آنے کی اوسط بھی نہیں بیٹھتی پس اگر مسلمانوں کو اپنی کمائی برتر میں آئے اور اپنے قومی خلاص کا احساس ہو تو زیور میں روپیہ برباد نہ کریں البتہ نسوانی اتیاز قائم رکھنے کے لئے دلہن سادہ اور کم قیمت زیورات پر اکتفا کیا جائے تو مناسب ہوگا۔

اصلاح رسوم

دوسرے ایک دردمند دوست نے اپنی ستورات میں ابھی حال ہی میں ایک ترغیبی اور قابل تقلید اعلان کیا ہے کہ اگر وہ اپنے زیورات فروخت کر دیں اور اس رقم سے کوئی جائداد خرید لیجائیں تو وہ اپنی جانب سے اتنی رقم اور دیں گے قابل فخر ہیں وہ بیبیاں جو اپنے عزیز ترین زیورات نکال رہی ہیں۔ یہ ترغیبی اور تحریصی طریقہ فاتحی قابل تقلید ہے سب مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

مسلمانوں کو سب سے بڑھ کر جس چیز سے نقصان پہنچا ہے وہ رسوم ہیں ان میں ہمارے پس انداز روپیہ کا بیشتر حصہ تباہ ہوتا ہے اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ رسوم کے معاملہ خصوصیت کے ساتھ پابند شرع بنجائیں اور خواہ کیا ہی مورد ملامت بننا پڑے لیکن اپنے قائم کردہ اصول سے کبھی تجاوز نہ کریں اس کا یہ مطلب نہیں کہ جہیز نہ دیا جائے اور شادیوں میں ولیمہ سے احباب و اعزہ کی خاطر نہ کی جائے مردوں کیلئے خیرات نہ دی جائے اس سے میرا مطلب یہ ہے کہ ان سب باتوں میں سادگی کفایت شعاری اور سب سے بڑھکر کہا جا سکتا ہے کہ اعتدال کو ملحوظ رکھنی چاہیئے۔

مسلمانوں میں فی زمانہ لاتعداد رسوم گنوائی جا سکتی ہیں بچہ پیدا ہونے کے قبل سے لیکر ایک بڑھے کے مرنے کے بعد تک وہ غیر اسلامی اور مسرفانہ رسوم ادا کئے جاتے ہیں کہ عیاذاً باللہ بچہ ابھی ماں ہی کے پیٹ میں ہوتا ہے رسوم کی ابتدا گود بھرائی سے ہوتی ہے پھر چھٹی چھلہ، دودھ چھڑائی، کھیہ چٹائی اور اسی کے بعد ہزاروں رسوم شادی بیاہ کے موقع پر مہندی، ساچق وغیرہ کے ناموں سے ہوتے ہیں مرنے کے بعد بھی سوم و ہم چہلم وغیرہ کا دم چھلا ساتھ لگا رہتا ہے ہمارے مسلمان بھائی ان مراسم پر جو روپیہ صرف کرتے ہیں ان کا بیشتر حصہ سودی قرضہ کا ہوتا ہے اور اس سودی قرض کی اکثر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی جائدادیں غیروں کے قبضہ میں چلی جاتی ہیں اور مسلمان مفلس و نادار ہو کر اغیار کے دست نگر ہو جاتے ہیں مفلس ہونے کے بعد انسانی فہرستیں کمی کی جاتی ہیں اس لئے ایسے غیور اور خود دار اور ضبط سیرت کے انسان زہت کم ہوتے ہیں جو افلاس کے باوجود خصائص غیرت کو برقرار رکھ سکیں لہٰذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایسی تمام رسموں سے کنارہ کشی اختیار کریں جو فضول خرچی کی طرف نہائی کرتی ہیں اور جن کا نتیجہ بالآخر ناہنجار سود در سود قرض کی وجہ سے ملکی اداری کی صورت اختیار کرتا ہے۔

بچت کرو

اوپر لکھا جا چکا ہے کہ روپیہ حاصل کرنا اور شور و شر نہیں جتنا اس کا حرف کرنا ہے روپیہ کا پس انداز کرنا تو اور بھی دشوار ہے روپیہ پس انداز کرنے کے لئے نفس کے ساتھ ایک عظیم جہاد کرنا پڑتا ہے جب کسی شخص کے پاس کچھ روپیہ پس انداز ہو جاتا ہے تو سب سے پہلے خواہشیں مسرتوں کا دروازہ کھڑکا کر اسے دھکا دینے کے لئے آتی ہیں اس دھکے سے بچنا مشکل ہی انسان عموماً یہ تو فیصلہ کر لیتا ہے اور اپنا ارادہ پختہ بھی کر لیتا ہے کہ اس کی نذر کر دیتا ہے اگر وہ ہمیشہ ہوا خواہوں اور ضرورتوں میں متبلا کر سکتا ہے تو اس کا روپیہ محفوظ رہتا ہے لیکن زمانہ عصمت میں گزرتا کہ رسوم بھی کا فولادی ہاتھ آگے بڑھتا ہے انسان دبکنے کا دبکتا رہ جاتا ہے اور وہ روپوں کی تھیلی لے اڑتا ہے پس جو لوگ کفایت شعاری کی زندگی بسر کرنا چاہیں گے ان کو دو دشمنوں سے مقابلہ ہوگا اگر ان دشمنوں پر انہوں نے قابو پایا تو منزل مقصود تک راستہ صاف ہے پہلا دشمن تو ان کا نفس ہے جو ہر مجلس سے لذت و تکلفات چھوڑنے پر ناخوشی ہوگا اور دوسرا دشمن وہ گروہ ہے جس نے عزت و وقار کا غلط معیار قائم کر رکھا ہے اور جو سادہ اور کم خرچ معاشرت کو ذلت کی نظر سے دیکھتا ہے پہلے دشمن پر فتح پانا ترغیبات کی بنا پر آسان ہے جو کفایت شعاری کے امداد موجود ہیں لیکن اس دوسرے دشمن سے عہدہ برآ ہونے کے لئے سوسائٹی کی امداد درکار ہے جب تک سوسائٹی نفور بجائے تکلفات کے متعلق نفرت و ذلت اور کفایت شعاری و سادگی کے متعلق رغبت و عزت کے جذبات دلوں میں پیدا نہیں کرے گی اس وقت تک کفایت شعاری کا عملی صورت میں آنا دشوار ہے پس ضرورت ہے کہ قوم کے وہ معزز افراد جن کا دانشمند اور قابل تقلید ہونا مسلمہ ہے کفایت شعاری کا خوگر نہ بنکر دوسرے سوسائٹی کے مسرفین کو نظارت کی نظر سے دیکھا جائے اور سادہ معاشرت اختیار کرنے والوں کی عزت کی ہر محفل میں لوگ جمع ہوں رسوم کی ایک لہر بنائی جائے جو رسوم متفقہ رائے سے متروک ہو سکیں ان کو ترک کیا جائے باقی ماندہ رسوم کے متعلق متفقہ طور سے تجویز کی جائے کہ کس آمدنی کا آدمی ان پر کب صرف کرے اس طرح تکلفات کی حد بندی سے بہت آسانی پیدا ہو جائے گی ان قرار دادوں کی کتابی

تحریک کھدر کے منافع اور مسلمان

(نوشتہ عبدالحمید خاں)

گذشتہ تیرہ چودہ سال سے کھدر، کھادی اور گاڑھا کی صدائیں زور شور سے بلند ہو رہی ہیں اور ملک کے طول و عرض میں کھدر کے متعلق پروپگنڈا کیا جا رہا ہے یہ تحریک، تحریک خلافت کے زمانہ میں شروع ہوئی تھی اور اسی وقت دو ڈھائی سال کے اندر اس کھدر کی تحریک نے ہندوستان کے طول و عرض میں اور جملہ فرقوں کے اندر ہر دلعزیزی حاصل کر لی تھی اور باوجودیکہ پانچ چھ سال تک ملک میں ہندو مسلم نزاع اور فسادات ہوتے رہے شدھی، سنگھٹن اور تنظیم و تبلیغ کی تحریکوں سے ہندوستان فسادوں اور جھگڑوں کا جہنم بن گیا مگر کھدر کی تحریک زندہ رہی لاکھ کانگریس اور خلافت کی تحریکیں سرد پڑ گئیں لوگوں کی توجہ فرقہ وارانہ جھگڑوں کی طرف سے ہٹ گئی کانگریس اور خلافت دونوں پر لوگ کچھ دنوں کے لئے لعنت بھیجنے لگے مگر کھدر اپنی جگہ بدستور قائم رہا اس کو نہ کسی نے گالیاں دیں اور نہ اس پر کسی نے لعنت بھیجی اور نہ کسی فرقے اسلئے خلاف کچھ کہا یہی وجہ تھی کہ کھدر کی تحریک قائم و برقرار رہی اور آہستہ آہستہ ترقی کرتی رہی۔

کھدر کھادی اور گاڑھا یہ تینوں ایک ہی چیز ہے ہیں یعنی ہاتھ کے کتے ہوئے اور ہاتھ کے بنے ہوئے سفید کپڑے کو کھدر کھادی اور گاڑھا کہا جاتا تھا مگر اب ہر رنگ ہر قسم اور ہر طرح کے اس کپڑے کو جو ہاتھ کے کتے ہوئے سوت سے ہاتھ ہی سے بنا جائے وہ کھدر و کھادی کہلاتا ہے۔

جب تک بڑی بڑی مشینیں نہیں نکلی تھیں اور ولایت سے کپڑا نہیں آنا شروع ہوا تھا اس وقت تک ہندوستان میں ہر قسم کا نہایت خوبصورت اور عمدہ کپڑا اسی ہاتھ کے کتے ہوئے سوت سے معمولی کرگھوں پر بنایا جاتا تھا یہ کپڑا اتنا عمدہ ہوتا تھا کہ ساری دنیا میں جاتا تھا جس طرح آج ہمارے یہاں ولایت سے لنکا شائر اور مانچسٹر کا کپڑا آتا ہے اسی طرح ہندوستان سے ڈھاکہ اور مرشدآباد کا کپڑا ولایت جاتا تھا کیونکہ اس وقت تک اچھی مشینیں تیار نہیں ہوئی تھیں اور نہ باریک اور عمدہ کپڑا لنکا شائر اور مانچسٹر والے تیار کر سکتے تھے اس زمانہ میں بھی امراء و روسا اور شاہی خاندان کے لوگ ہندوستان ہی کے تیار شدہ کپڑے استعمال کرتے تھے اور حیران ہوتے تھے کہ اس قدر باریک اور اس قدر خوبصورت اور نفیس کپڑا ہندوستان میں کس طرح تیار ہوتا ہے جس طرح آجکل کروڑہا روپیہ کا کپڑا انگلستان سے ہندوستان آتا ہے اور ہماری جیبوں سے ساٹھ ستر کروڑ روپیہ ہر سال نکل جاتا ہے اسی طرح ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ میں مرشدآباد اور ڈھاکہ کا کپڑا انگلستان جاتا تھا اور وہاں سے ہمارے یہاں دولت آتی تھی اور انگلستان کی حکومت سخت کوشش کرتی تھی کہ وہاں کے لوگ بدیشی کپڑا نہ استعمال کریں اور ہندوستان کے کپڑے کا بائیکاٹ کر دیں مگر چونکہ ہندوستان کا کپڑا بیحد نفیس اور عمدہ ہوتا تھا اور امراء و روسا کی عورتوں کو بھی پسند تھا اور اس جیسا کپڑا ان کو انگلستان کا بنا ہوا نہیں ملتا تھا اس لئے وہ باوجود حکومت کی کوشش کے ہندوستانی کپڑا ہی خریدتی رہیں۔

ہر ایک ملک کو ایسی حالت میں کہ غیر ملک کی مصنوعات ویسی مصنوعات کے نقصان پہنچانے لگیں تو اس ملک کو حق حاصل ہے کہ بدیشی مصنوعات کے داخلہ پر پابندی عائد کر دے اور محصول وغیرہ لگا کر بدیشی مصنوعات کو اپنے ملک میں آنے سے روکے تاکہ ملکی صنعت ترقی کرے اور ملک کی دولت ملک ہی میں رہے اور اس سے اہل ملک فائدہ اٹھائیں اس اصول کے ماتحت انگلستان کی حکومت نے ہندوستانی کپڑے پر سو فیصدی سے بھی زیادہ محصول لگا دیا اور جب اس پر بھی ہندوستانی کپڑا انگلستان میں داخل ہونے سے نہ رکا تو حکومت نے ہندوستانی کپڑا خریدنے اور استعمال کرنے والوں کے لئے ایسا قانون بنا دیا جسکے ذریعہ ان کو سزا دی جا سکے گویا ہندوستانی کپڑا پہننا ایسا ہی کوئی بڑا جرم تھا جیسا آجکل لوگ کین بھجانا یا افیون وغیرہ بھیجنا۔

انگلستان کی حکومت نے ہندوستانی کپڑے کو اپنے ملک سے خارج کرنے کے لئے جو کچھ کیا ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور اپنے ملک کی صنعت کو ترقی دینے اور اپنے ملک کی دولت کو باہر جانے سے روکنے کے لئے اس کو ایسا ہی کرنا چاہئے تھا مگر افسوس کہ اس کا دوسرا رخ بہت ہی تاریک ہے اور ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے ہندوستان کی صنعت پارچہ بافی کو تباہ کرنے کے لئے جو ظالمانہ طریقہ اختیار کیا وہ نہایت ہی سیاہ کارنامہ ہے جن جن ملعون طریقوں سے ہندوستان کی اس سب سے بڑی اور پرفخر صنعت کو تباہ کیا گیا اس کی داستان نہایت دردناک اور درد انگیز ہے اور اس کی تمام تفصیلات مستند حوالوں اور معتبر معلومات کی دو بیسہ کتابوں میں محفوظ کر دی گئی ہے یہاں بیان کا دھڑا طوالت کا باعث ہوگا مختصر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ہندوستان کی یہ مایہ ناز صنعت نیوساری دنیا سے بہتر تھی وہ برباد ہو گئی وہ ہندوستان نیوساری دنیا میں عمدہ قسم کا کپڑا بھیجتا تھا خود اس قدر بے دست و پا کر دیا گیا کہ دوسرے ملکوں میں اپنا کپڑا بھیجنا تو ایک طرف اپنے ملک کیلئے بھی بنانے سے محروم کر دیا گیا اور وہ ہندوستان جو ساری دنیا کا اعلیٰ قسم کا کپڑا فراہم کرتا تھا دوسروں کا دست نگر بنا دیا گیا اور وہی انگلستان جس نے بندریعہ قانون اپنے یہاں سے ہندوستانی کپڑے کو خارج کیا تھا اس نے اپنے یہاں کی مشینوں سے بنے ہوئے سستے کپڑے سے ہندوستان کی صنعت پارچہ بافی کو تباہ کر کے رکھ دیا اور وہی ملک جو لاکھوں کروڑوں روپیہ کا کپڑا ہندوستان سے خریدتا تھا ساٹھ ستر کروڑ کا کپڑا ہندوستان کے ہاتھ بیچنے لگا۔ انقلاب محض غیر ملکی اور غیر ہمدرد حکومت کی وجہ سے رونما ہوا اگر حکومت اپنی ہوتی تو یہ انقلاب ہرگز نہ ہونے پاتا اور وہ اپنی صنعت کو تباہی سے بچانے کی کوشش کرتی اور جس طرح انگلستان نے بھاری محصول لگا کر ہندوستانی کپڑے کو انگلستان سے خارج کیا تھا اسی طرح ہندوستان لنکا شائر اور مانچسٹر کے کپڑے پر بھاری محصول لگا کر ہندوستانی صنعت پارچہ بافی کی حفاظت کرتا مگر یہ کیونکر ممکن تھا جبکہ ہندوستان اپنی حکومت کھو چکا تھا اور وہی قوم ہندوستان پر مسلط تھی جس نے ہندوستان کا کپڑا اپنے یہاں سے نکالا تھا اور اپنا کپڑا ہندوستان کے بازاروں میں بھیجنا چاہتی تھی۔

بہرحال نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان کی صنعت پارچہ بافی بالکل تباہ ہو گئی اور وہ ملک جو ساری دنیا کو نفیس اور عمدہ کپڑا مہیا کرتا تھا خود لنکا شائر اور مانچسٹر کا محتاج اور دست نگر

ہوگیا اور جس صنعت کا ہم ذکر کر رہے ہیں وہ موجودہ اصطلاح میں کھدر ہی کی صنعت تھی یعنی چرخہ پر ہاتھ سے کاتے ہوئے سوت کا کپڑا یہاں کے جولاہے بُنتی کرگھوں پر بنتے تھے اسی کپڑے کا نام آج کھدر یا کھادی یا کھاڈ ہے اسی صنعت کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے کھدر کے ازسرنو احیا کی تحریک ۱۹۲۰ء میں اس وقت شروع کی گئی تھی جبکہ تحریک خلافت کا زور تھا اور اس کا فوری مقصد یہ تھا کہ لنکا شائر اور مانچسٹر کے کپڑے کا بائیکاٹ کرکے برطانوی حکومت پر دباؤ ڈالا جائے تاکہ مسئلہ خلافت اسلامی نقطۂ نظر کے ماتحت طے پائے اور جو خلافتانہ طرز عمل تھا وہ ترک ہو یعنی مقصد یہ تھا کہ ترکوں کے ساتھ انصاف ہو۔

لیکن اس کا سہل پہلو یہ تھا کہ ایک پرانی صنعت زندہ ہوگی غریب بڑھیوں اور عورتوں کو سوت کاتنے کا موقع ملیگا اس سے وہ کچھ کما سکیں گے لالچی ہو جائینگی اور جولاہوں کو از سرنو کام ملنے لگے گا اور ساڑھے ستر کروڑ روپیہ جو ہر سال ہندوستان بدیشی کی جیب سے نکل جاتا ہے اور پھر کبھی واپس نہیں آتا وہ ہندوستان ہی میں رہے۔

اگر کسی تحریک کا صرف ایک ہی پہلو ہو یعنی اگر کوئی تحریک محض تجریدی ہو تو وہ زیادہ عرصہ تک نہیں چل سکتی اور بہت جلد اس کا خاتمہ بالخیر ہو جاتا ہے لیکن کھدر کی تحریک سلسلہ سے ابتک جاری ہے اور نہ صرف جاری ہے بلکہ ترقی کر رہی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ تحریک نہیں بلکہ تعمیری تحریک ہے اور اس کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جس سے کسی قسم کا کوئی نقصان ہوتا ہو ہندوستان کا کوئی فرقہ کوئی جماعت اور کوئی انجمن اس تحریک کی مخالف نہیں ہے اور اس تحریک کی خوبیوں اور اس کے فوائد کا ہر شخص قائل ہے لیکن اس کے باوجود یہ تحریک جس قدر کامیاب ہونی چاہیئے اتنک اس قدر کامیاب نہیں ہوئی۔

یہ امر حیرت انگیز ہے کہ اس قدر عام تائید حاصل ہونے اور کسی قسم کی مخالفت نہونے کے باوجود کھدر کی تحریک کیوں مکمل طور پر کامیاب نہیں ہوئی لیکن جب اہل ہند کے موجودہ رجحان ان کے کیرکٹر اور افتاد طبع پر نظر ڈالی جائے تو صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ اس کی وجہ کیا ہے درحقیقت اس کی وجہ عدم احساس جذبہ حب الوطنی کی کمی فرض شناسی میں دماغ سے محرومی عیش پسندی اور راحت طلبی کی مذموم صفات ہیں یعنی چونکہ ہندوستانیوں کے اندر ذمہ داری کا یہ احساس نہیں ہے کہ ان کے طرز عمل سے ان کی ذات ان کی قوم اور ان کے ملک پر کیا اثر پڑیگا اور جب الوطنی کا جذبہ اس قدر کمزور ہے کہ اپنی ناقص چیز کو بدیشی پر ترجیح نہیں دے سکتے اور اپنے ملک اور قوم کے متعلق اپنے فرائض کو نہیں پہچانتے اور عیش پسندی و راحت طلبی اس قدر ہوگئی ہے کہ موٹے کپڑے نہیں پہن سکتے اور باریک و خوبصورت کپڑوں کی مثلاً ملائی رہتے ہیں اس لئے کھدر کی قدر نہیں کرتے اور اس کو دوسرے کپڑوں پر ترجیح نہیں دیتے اور افسوس اس امر کا ہے کہ کھدر تو ایک طرف ملک کے دیسی ملوں کے کپڑے پر ہم بدیشی کپڑے کو ترجیح دیتے ہیں حالانکہ ملوں کا کپڑا ہر قسم کا باریک اور خوبصورت بننے لگا ہے۔

ہم کھدر کی تحریک کے حامی ہیں کیونکہ کھدر کی تحریک جس قدر زیادہ ترقی کرگی اسی قدر غریبوں کو فائدہ پہنچے گا ہماری یہ پختہ رائے ہے کہ ہر ایک شخص کو صرف کھدر ہی پہننا چاہیئے اس کے معنے یہ نہیں ہیں کہ ہم دیسی ملوں کے مخالف ہیں لیکن یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اعلیٰ اور حقیقی فائدہ کھدر ہی کی تحریک کی ترقی میں

منحصر ہے۔

جہانتک کپڑے کا تعلق ہے اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ایک تہائی کپڑا ملوں میں تیار ہوتا ہے ایک تہائی غیر ملکوں سے آتا ہے یعنی لنکا شائر مانچسٹر اور جاپان وغیرہ اور ایک تہائی کچھ مشین اور کچھ چرخہ کے سوت سے دستی کرگھوں میں ہتا ہے کھدر کی تحریک کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کو جس قدر کپڑے کی ضرورت ہے وہ ہندوستان ہی میں تیار ہونے لگے اور ہندوستان بدیشی کپڑے اور غیر ملکی سوت سے بے نیاز ہوجائے لیکن اسی کے ساتھ کھدر کی تحریک کا یہ مقصد بھی ہے کہ ساڑھے ستر کروڑ روپیہ جو ہر سال باہر چلا جاتا ہے اس سے بچے یہ روپیہ غریبوں میں تقسیم ہوجائے یہ نہ ہو کہ چند بڑے بڑے کارخانہ والے اور ملوں کے مالکوں کی جیب میں یہ روپیہ چلا جائے کیونکہ اس طریق کار سے ہندوستان کے عوام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور نہ غریبوں کی غربت دور ہو سکتی ہے۔ محض اس غرض سے کہ ہندوستان کی دولت غیر ملکوں میں نہ جائے کانگریس جدوجہد نہیں کر رہی ہے بلکہ کانگریس کی جدوجہد کا مقصد یہ ہے کہ غریبوں کی غربت دور ہو اور یہ غرض صرف کھدر ہی کی تحریک کی ترقی سے حاصل ہو سکتا ہے ملوں کی ترقی سے نہیں ہو سکتا۔ فرض کیجئے جس قدر کپڑا خارجہ ملکوں سے آتا وہ آتا بند ہو جائے اور اس کی بجائے سوت یا سوت کا تانا اور کھل جائیں وہ بدیشی کپڑے کی کمی کو پوری کریں تو اس سے ملک کو ہرگز کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اس لئے کہ یہ ساڑھے ستر کروڑ روپیہ لاکھوں آدمیوں کی جیب سے نکل کر چند آدمیوں کی جیب میں چلا جائے گا جس طرح اگر سارے دنیا کی دولت سمٹ کر یورپ و امریکہ میں پہنچ گئی ہے اور وہاں بھی چند بڑے بڑے کارخانہ داروں کی مٹھی میں بند ہو گئی ہے۔ اسی طرح اگر ہندوستان میں بھی گیا تو اس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوگا اس لئے کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ہمارا اقتصادی نظام سرمایہ دارانہ نہ ہو بلکہ ایسا ہو کہ جو دولت ملک میں پیدا ہو وہ سب پر تقریباً مساوی تقسیم ہو جائے لیکن یہ کام تو حکومت کا ہے اور جب ہندوستان کے ہاتھ میں حکومت آئے گی اس وقت دیکھا جائیگا مگر فی الحال اس سلسلہ ہم جو کچھ کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ بطور خود رضاکارانہ طریق پر ایسی صورت اختیار کریں کہ غریبوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو اور ان کا افلاس حسب موجودہ حالات میں دور ہو سکتا ہے وہ دور ہو۔

کھدر کی تحریک کا یہی منشا ہے کہ ہندوستان کی دولت کو باہر جانے سے روک کر غریبوں تک پہنچایا جائے۔

سوال کیا جا سکتا ہے کہ کھدر کی تحریک سے روپیہ کیونکر غریبوں تک پہنچ سکتا ہے اس کا جواب صاف ہے کہ کھدر کے ہر ایک جزو کا تعلق براہ راست غریبوں سے ہے روئی غریب کسان پیدا کرتا ہے سوت بھی غریب ہی لوگ کاتتے ہیں جس میں غریب عورتوں کا حصہ زیادہ ہوتا ہے پھر اس سوت کا کپڑا بھی غریب جولاہے بنتے ہیں اور بیچنے والے بھی بڑے بڑے سرمایہ دار نہیں ہوتے بلکہ یا تو خود جولاہے فروخت کرتے ہیں یا چھوٹے چھوٹے بزاز بیچتے ہیں اس لئے اگر ہم بدیشی کپڑے کے بجائے کھدر استعمال کرنے لگیں تو ساڑھے ستر کروڑ روپیہ روئی پیدا کرنے والے کسانوں سوت کاتنے والے مرد اور کاتنے والی غریب عورتوں اور کھدر بننے والے غریب جولاہوں اور کپڑا بیچنے والے بزازوں کے پاس یہ روپیہ جائیگا اور اس طرح کروڑوں غریب مردوں اور غریب عورتوں کی مدد اس سے ہوگی

اہل شہر کی سمجھ میں یہ امر مشکل سے آتا ہے کہ کھدر کی ترقی سے غریبوں کی امداد کیونکر ہو سکتی ہے اس سلسلہ میں ایک بات تو بالکل صاف ہے یعنی یہ کہ اگر ہندوستانی بدیشی کپڑے کے بجائے کھدر استعمال کرنے لگیں تو ساٹھ ستر کروڑ روپیہ باہر جانے سے رک جائیگا اور کھدر کے تیار کرنے والے غریب ہیں اور فہرست کے نہیں بلکہ دیہات کے غریب کسان مرد عورتیں اور جولاہے اس کو تیار کرتے ہیں اس لئے ساری رقم جو بیرونجات جانے سے رک جائیگی وہ انہی غریبوں کی جیب میں جائے گی۔

ہاں تو اہل شہر کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ کھدر سے غریبوں کی امداد کیونکر ہو سکتی ہے کیونکہ اہل شہر کی کم سے کم آمدنی یہی اس سے بہت زیادہ ہوتی ہے جو سوت کاتنے اور کپڑا بننے سے ہوتی ہے اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ کیوں کر ہی اتنی کم آمدنی کا پیشہ اختیار کرے لیکن اہل شہر کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہندوستان کی ۸۰ فی صدی آبادی دیہات میں رہتی ہے اور با فیصدی سے بھی کم شہروں میں رہتی ہے اور دیہاتی آبادی کے پاس سوائے کاشتکاری کے دوسرا کوئی کام نہیں ہے اور کاشتکاری میں سارا وقت صرف نہیں ہوتا بلکہ تقریباً چار فیصدی کاشتکار بالکل خالی ہوتے ہیں ان چار فیصدی میں ان کے لئے کوئی کام نہیں ہوتا عورت مرد بوڑھے جوان سب ہی کا وقت بیکار ضائع ہوتا ہے اگر فرصت کے ان چار فیصدیوں میں دیہاتی عورت مرد سب چرخوں پر سوت کاتا کریں اور جولاہا اس سوت کا کپڑا بنکر تیار کر دیا کریں اور اہل شہر بدیشی کپڑے کے بجائے اس کپڑے کو خریدا کریں تو دیہاتی آبادی کو بہت نفع پہنچ سکتا ہے جن کی آمدنی بہت ہی کم ہوتی ہے۔

اہل شہر کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہندوستان میں اس قدر افلاس ترقی کر گیا ہے کہ یہاں کی اوسط آمدنی فی نفس صرف ڈیڑھ روپیہ یومیہ ہے اور یہ زیادہ سے زیادہ ہے اور یہ اوسط اس وجہ سے اور بھی کم ہو جاتی ہے کہ سینکڑوں کروڑپتی ہزاروں لکھپتی اور لاکھوں ہزاروں پتی بھی ہیں جو کہ ان دولتمندوں کی دولت ہمارے روزانہ اوسط آمدنی کا ایک حصہ ہے اسلئے غریب یہاں کے کسانوں اور مزدوروں کی آمدنی کا اوسط بھی کم رہ جاتا ہے اگر تمام دولت جو سال بھر میں پیدا ہوتی ہے سب پر برابر تقسیم ہو جائے تو فی کس بڑتی ہے لیکن جب بہت سی دولت کر و پنیوں تک پہونچتی ہے سیٹھ ساہوکاروں زمیندار وں جاگیرداروں بڑی بڑی تنخواہ دار سرکاری ملازموں کے حصہ میں آجاتی ہے تو غریبوں کا حصہ اور بھی کم ہو جاتا ہے یعنی چار پیسہ سے زیادہ آمدنی کا اوسط نہیں رہتا اب اگر یہ لوگ بیکاری کے زمانہ میں سوت کاتنا شروع کریں تو دن بھر میں اتنا سوت کاٹ سکتے ہیں کہ دو آنہ کی مزدوری ہو سکتی ہے اس میں شک نہیں دن بھر کی محنت کی مزدوری دو آنے نہیں ہی ہے مگر جہاں کوئی دوسرا کام نہیں ہے وہاں دو آنے کی مزدوری کیا بری ہے خالی بیٹھنے اور بیکار وقت ضائع کرنے سے کیا ٹانک اور چرخہ کاتنا اس قدر آسان ہے کہ گھر کے سب عورت مرد بوڑھے بچے کات سکتے ہیں اس لئے یہ ایسی صنعت ہے جو دیہاتی کسانوں اور مزدوروں کے لئے موجودہ حالات میں نعمت غیر مترقبہ ہے جن لوگوں کی آمدنی صرف ایک آدھ یومیہ ہو اگر چار پانچ پیسے کے لئے ان کی آمدنی میں دو آنہ یومیہ اضافہ ہو جائے تو یہ کم نہیں ہے اس سے بہت بڑی ان غریبوں کو مدد مل سکتی ہے۔

اسی طرح جولاہوں کو مدد مل سکتی ہے جو موجودہ حالات میں جن کی حالت بہت ہی ناگفتہ بہ ہو گئی ہے اسی طرح غور کیجئے کہ ہر سال ساٹھ ستر کروڑ روپیہ غیر ممالک میں جانے سے رک جانا اور غریب کسانوں مزدوروں اور جولاہوں کو اس سے نفع پہنچنا ہے مگر یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب اہل شہر باریک و خوبصورت کپڑے کے بجائے کھدر استعمال کرنا شروع کر دیں اہل شہر سے اسلئے کہا جاتا ہے کہ باریک و خوبصورت کپڑے زیادہ تر اہل شہر اور ان کے بعد اہل قصبات ہی استعمال کرتے ہیں یعنی دلائتی مال کی زیادہ تر کھپت شہروں اور قصبوں ہی میں ہی ہوتی ہے دیہاتی تو خود ہی دیسی اور موٹے کپڑے استعمال کیا کرتے ہیں لہذا اگر ہمارے اندیشہ کا احساس ہو کہ کپڑے کے ذریعہ جو کروڑوں روپیہ غیر ممالک میں چلا جاتا ہے جس سے ہم روز بروز مفلس ہوتے جاتے ہیں یہ نہ جائے اور ہندوستان کے سرمایہ دار وں کی جیب میں جانے سے رکے اور غریب کسانوں مزدوروں اور جولاہوں میں تقسیم ہو کر ان کے افلاس میں کمی کا باعث ہو تو اس کی بس ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ اہل شہر اور اہل قصبات بدیشی کپڑے کے بجائے کھدر استعمال کریں۔

کھدر کی تحریک کی ایک بنیاد اور ہے اور وہ یہ کہ لوگ سادگی اور کفایت شعاری اختیار کریں ہندوستان کا موجودہ افلاس اس امر کا تقاضی ہے کہ عوام نہایت سادہ زندگی بسر کریں اور بہت کفایت شعاری سے کام لیں خصوصاً وہ طبقے جن کے اندر افلاس زیادہ ہے مثلاً مسلمان۔

کھدر کا استعمال آدمی کو قدرتی طور پر نہایت سادگی پسند بنا دیتا ہے یعنی کھدر کے استعمال سے یہی نہیں ہوتا کہ انسان بیش قیمت کپڑوں کی خریداری سے بچ جائے حالانکہ یہ امر بجائے خود اہمیت رکھتا ہے لیکن اس کے علاوہ یہ امر واقعہ ہے اور جن لوگوں نے کھدر کو اپنا لباس بنا لیا ہے ان کا یہ تجربہ ہے کہ بغیر قصد و ارادہ کے خود بخود انسان کے اندر سادگی پیدا ہو جاتی ہے اور خود بخود کفایت اور اخراجات میں اعتدال پیدا ہو جاتا ہے مثلاً کھدر کا استعمال کرنے کے بعد پھر بہترین قسم کے بوٹ موزے بنیان اعلیٰ درجہ کے جوتے لوپیاں ریشمی رومال ٹائیاں اور دلائتی کینٹ لونڈر اور تمام سامان آرائش و بیالغ ضروری ہو جاتا ہے اور ان چیزوں کی طرف سے رفتہ رفتہ بے تعلقی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ پھر یہ چیزیں بیکار اور بالکل نظر کو کھٹکنے لگتی ہیں اس طرح چند دنوں کے بعد کھدر پوش ایک کفایت شعار اور جفاکش انسان بن جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کھدر پوشی انسان کے اندر طہارت و پاکیزگی کے جذبات پیدا کرتا ہے اور قانع و مطمئن بناتا ہے غرض یہ کہ اس وقت اگر سب سے زیادہ مفید اور سب سے زیادہ مجتلط اور ہر قسم کے اخلاقیات سے پاک اور مسلمانوں کے امراض افلاس کے لئے اکسیر اعظم ہے۔

ہم جو کچھ لکھ چکے ہیں اس کی روشنی میں مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے کہ کھدر کی تحریک میں ان کا کس قدر نفع ہے یاد رکھنا چاہیئے کہ اس وقت جو کھدر تیار ہوتا ہے اس کا بیشتر فی صدی نفع مسلمانوں کی جیب میں جا رہا ہے کیونکہ سوت کاتنے والیاں زیادہ تر مسلمان عورتیں ہوتی ہیں اور کپڑا بننے والے زیادہ تر مسلمان جولاہے ہیں اور پہننے والے زیادہ تر شہری ہندو۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں نے کھدر پہننے کی طرف بہت کم توجہ دی ہے اگر مسلمان کھدر پہننے لگیں تو نہ صرف فوائد بیان ان کو حاصل ہو جو کھدر کے استعمال سے عمومی طور پر حاصل ہونے ہیں جن پر ہم اوپر بحث کر آئے ہیں ہم مسلمانوں سے پر زور اپیل کرتے ہیں کہ وہ کھدر کی تحریک کو اپنا بنا لیں خود کھدر استعمال کریں دوسروں کو اس کے استعمال کی ترغیب دیں مسلمان عورتوں کو سوت کاتنے کی طرف توجہ دلائیں اور جولاہوں کو مشین کی بجائے چرخہ کے سوت کا کپڑا بننے کی طرف توجہ کریں غرضکہ اگر مسلمان غفلت

ہوں تو کھدر کی تحریک سے بے انتہا نفع اندوز ہو سکتے ہیں۔

گاندھی جی کا فرمان

(از جناب فضل شاہ صاحب عاقل دہلوی)

کہئے بھائی جان! آج کا اخبار پڑھا! دیکھا گاندھی مہاتما نے گلی پٹی رکھے بغیر صاف کہدیا کہ مسلمان سب کچھ کریں مگر اچھوتوں کو مسلمان نہ بنائیں؟

رشیدہ۔ جی ہاں دیکھا اور پڑھ بھی لیا لیکن اپنا اپنا خیال ہے۔

عزیزہ۔ اگر "اپنے اپنے خیال" ہی کا معاملہ ہے تو قصہ پاک ہو کسی کو کسی پر اعتراض کا حق نہیں دیہ گاندھی جی کرتے ہیں وہ ہی اچھا ہے، جو بھائی پرمانند کر رہے ہیں وہ بھی اچھا اور جو کچھ مولانا سفیع داؤدی فرمادیں اس پر بھی کوئی حرفگیری کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

رشیدہ۔ نہیں نہیں میرا یہ مطلب نہیں۔ زبان سے ایسی بات نکالی جائے جس سے دوسروں کے جذبات کو ٹھیس نہ لگے اور نہ وہ ملیت دقوم پرستی کے مغائر ہو، گاندھی جی نے جو کچھ کہا ہے اس سے کس کی دل شکنی ہوتی ہے؟ کس کے جذبات کو ٹھیس لگتی ہے نہ کسی پر اعتراض اور نہ کسی پر حرفگیری، اچھوت ہندو ہیں ان کے گھر کا معاملہ ہے ہر شخص قدرتاً اپنے گھر کی حفاظت کا خیال ہوتا ہے گاندھی جی کو بھی ہے اس میں اعتراض کی کونسی بات ہے۔

عزیزہ۔ جی ہاں کچھ نہیں میں نے غلطی کی جو ناواقفیت میں ان کی اس روش کی طرف اشارہ کر دیا مگر مولانا سفیع داؤدی یا بھائی پرمانند یہ اعتراض کیا جاتا ہے بولتے کہہ سکتے ہیں کہ میں ہندو قوم کو تو جداگانہ انتخاب پر مجبور نہیں کرتا اپنی قوم اور اپنی ملت کیلئے انتخاب جداگانہ کا مطالبہ کرتا ہوں نہ کسی کی دل آزاری ہے اور نہ کسی کے اتلاف حقوق۔

رشیدہ۔ یہ تو بالکل سیاسی معاملہ ہے اس کا اثر تو براہ راست ملک و قوم پر پڑتا ہے۔

عزیزہ۔ اور اچھوتوں کی ہستی ملک کے مستقبل پر اثر انداز نہیں ہو رہی!

رشیدہ۔ کیا اثر انداز ہو رہی ہے مسلمانوں نے تو خواہ مخواہ شور مچا رکھا ہے بہن اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر فرمائیے اور خالصتاً کہئے کہ اچھوت ہندو نہیں، ہندوؤں جیسے نام نہیں، کہتے صدیوں سے ہندوؤں میں شمار ہوتے نہیں چلے آرہے حکومت کی انگشت تدبر کی یہ اولین گاذ مانی تھی کہ اس نے پہلے ہندو اور مسلمانوں کو دو ٹکڑے کیا اور اب اپنے مقاصد نرانوازی کے پیشہ اس نے اچھوتوں کا سوال کھڑا کر دیا اور مسلمان ان کی حمایت میں کھڑے ہو گئے خود ہی غور فرمائیے کہ ان حالات میں مسلمانوں کی یہ حمایت حق بجانب ہے یا غیر حق بجانب اور گاندھی جی نے جو یہ کہدیا کہ مسلمان الگ رہیں اور اچھوتوں کو مسلمان نہ بنائیں تو انھوں نے کیا برا کیا۔ سوچھوت ختم ہوتے ہیں اقتدار و فوقیت میں ضعف پیدا ہوتا ہے اور فیشنلزم کو تقویت ملتی ہے اس لئے تو لوگوں کو گاندھی جی کا ممنون ہونا چاہئے نہ یہ کہ الٹا ان پر اعتراض کیجئے۔

عزیزہ۔ بالکل بجا فرمایا واقعی کہ اگر میں آپ اور آپ کے گاندھی جی دونوں کے ممنون اور شکر گزار ہوں اور اس سے زیادہ قابل شکریہ امر اور ہو بھی کیا سکتا ہے کہ وہ ہی ایک عزیز اور ہمسایہ قوم کے اس جھگڑے اور بکھیڑے میں پڑنے سے روک رہے ہیں اور نہیں چاہتے کہ "بچکی کا بالے" ان کے گلے سے اتر کر دو مسلمانوں کی گردن میں پڑ جائے۔

رشیدہ۔ آپ تو طعن و تعریض پر اتر آئیں۔

عزیزہ۔ آپ نے جس فعل و عمل کو قابل شکریہ بتایا اس پر میں نے اظہار شکر کر دیا لیکن آپ میرے مظاہرۂ شکر و ممنونیت کو ہی طعن و تعریض سمجھنے لگے اچھا اب آپ ہی فرمائیں کہ میں کیا صورت اختیار کروں کچھ کہتی ہوں تو وہ آپ کو شکوہ بیجا نظر آتا ہے میرے اظہار شکر میں آپ کو مطاعن کی تلخی محسوس ہوتی ہے غالباً بہتر یہ ہے کہ میں خاموش رہوں اور میری طرح ساری ہو شنیدہ بنا خاموش رہے اور گاندھی جی اپنے ہمنواؤں کی معیت میں ہر فرض میں بلا روک ٹوک پر وار کر سکیں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا حق کہیں بے یار و مددگار رہا ہے اور نہ رہے گا ایک میں خاموش بھی ہو جاؤں تو کیا ایک زبان بند ہی ہو جائے تو اور صدہا زبانیں موجود ہیں جو نہایت بیباکی کے ساتھ اس کی حمایت میں کھلیں گی۔

رشیدہ۔ خوب! میں نے کب آپ سے کہا کہ آپ خاموش رہیں بولیں مگر انصاف کی آنکھیں بند نہ کیجئے۔

عزیزہ۔ تو کیا یہ انصاف ہے کہ جبر و کرور افراد ہند انتہائی ذلت و نکبت کا شکار بنے رہیں اور ہند والے ہندو کہتے ہوئے بھی ان سے وہ سلوک کریں جو وہ اچھوتوں کے ساتھ بھی نہیں کرتے کیا اس قوم کو "ہندو" کہا جا سکتا ہے جس سے ہندو "روٹی بیٹی" کا تعلق قطعاً مسدود کئے ہوئے ہیں۔

رشیدہ۔ بہن معاف کیجئے یہ آپ کی کم نظری ہے جنھیں آپ اعلیٰ ہندو کہتی ہیں شادی بیاہ اور کھان پان کے تعلقات تو باہم ان کے اندر بھی نہیں رہی نہیں کہ ایک برہمن کی شادی اور کھترانی سے نہیں ہو سکتی اور ایک کھتری ایک ویشیہ کو اپنی زوجیت میں نہیں لے سکتا بلکہ تفریق در تفریق ہے اور برہمنوں کے اندر بھی ایسے فرقے اور طبقے موجود ہیں جن میں وہ صرف یہ کہ باہمی شادی نہیں ہو سکتی بلکہ ایک دوسرے چھوت چھات بھی برتی جاتی ہے اور ایک ذات کا برہمن دوسری ذات کے برہمن کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہیں کھاتا۔ اس چھوت اور اس احتراز و فرق کے باوجود ان کی ہندو ملت مجروح نہیں ہوتی اور نہ اس کی وجہ سے ایک دوسرے کو برا کہتا ہے پھر اچھوتوں ہی پر منحصر نہیں ان کے دوسرے کچھ آئین ہی ایسا واقع ہوا ہے ان کے یہاں نام فرقوں میں باہم چھوت برتی جاتی ہے اور اس چھوت کے ہوتے ہوئے بھی وہ باہم بھائی بھائی رہتے ہیں میں اللہ کے فضل سے مسلمان ہوں لیکن اچھوتوں کے سلسلہ میں مسلمانوں کی طرف سے جو اعتراض کیا جاتا ہے اس کی فلاسفی ایک لمحہ کو بھی کبھی میری سمجھ میں نہ آئی اور نہ کسی فہیم اور صاحب نظر انسان کی سمجھ میں آسکتی ہے۔

عزیزہ۔ سمجھ میں نہیں غالباً ہندو کی ترکش کا یہ آخری تیر ہے جس سے وہ اپنے حریفوں کے مقابلہ میں کام لیتے ہیں۔

رشیدہ۔ تو کیا جو کچھ میں نے کہا وہ حقیقت نہیں اور آپ یہ سمجھتی ہیں کہ میں اس وقت آپ کے سامنے کسی غلط بیانی سے کام لے رہا ہوں؟

عزیزہ۔ (مسکرا کر) تو یہ تو یہ نعوذ باللہ میں اور آپ کے خلاف اس قسم کی بیگانی اور بیوفائی سے کام لوں آپ ہوں یا آپ کے گاندھی مہاتما اس قسم کے کفر کا ارتکاب

ان سے ہو ہی نہیں سکتا یہ خصوصیت تو کچھ ہم حریفوں ہی سے مخصوص ہے میں تو آپ کے الفاظ کو اگر فرق نہ کہہ لیا جائے تو حدیث کے بعد جو درجہ صداقت ہو سکتا ہے وہ دیتے کو تیار ہوں میں نے بارہا آپ کی صداقت و عقائد کی قسم کھائی ہے یقین نہ ہو تو ہاجی آمنہ سے پوچھ لیجئے" (آمنہ بیگم کی طرف مخاطب ہو کر) کیوں ہاجی ٹھیک ہے نہ۔

آمنہ بیگم بالکل دست بہ پرسوں ہی کی تو بات ہے آپ نے پہم سات بار ان کی صداقت کی قسم کھائی تھی اس پر آمنہ بیگم عزیزہ خاتون دونوں کو ہنسی آئی رشید کچھ خفیف ہو گئے گردہ سنبھلے اور ایک ساتھ سمجھ کر بولے کیوں آمنہ یہ آپ ہی منافق کی سوجھی اور آپ بھی ان حضرت کی طرح لگیں جھوٹ آدمے کہنے۔ انھیں تو بچپا سیاں کے لاڈلے پیار نے بہت شوخ بنا ہی دیا ہے ان کی اکلوتی بیٹی ہیں لیکن آپ ہی انکی دیکھا دیکھی کچھ شوخیاں سیکھ گئیں۔

آمنہ بیگم:۔ نہیں رشید بھائی میں سچ کہہ رہی ہوں بھلا مجھے غلط بیانی سے کونسا فائدہ تھا میرے نزدیک دونوں برابر ہیں انھیں آپ سے محبت بھی ہے اور آپ کی صداقت کا بار بار تجربہ کر چکی ہیں اس لئے انہوں نے ایسا کہا۔ رشید بولے اچھا اس بحث کو جانے دیجئے کل میں آپ سمجھوں گا عزیزہ مسکرا کر کہنے لگی کہ بھائی جان آپ ایسی بات کہتے کیوں ہیں جس پر آپ خفیف ہوں بڑے بھلے معلوم ہوں گے جب ہی آپ نہ سمجھ سکیں گے اس لئے آپ کی عقل کا نور تو گاندھی جی کی عقیدت کے حجاب میں مستور ہو کر رہ گیا رشید یہ کہکر چلے گئے کہ خیر کل آنے دیجئے۔

(۲)

دوسرے روز جب مسٹر رشید عزیزہ کے یہاں آئے اور آتے ہی کہنے لگے عزیزہ مجھے یقین ہو گیا کہ ایک بات کی کمی اور دقت نے آپ کے خیالات کی اصلاح کر دی ہوگی اب غالباً آپ کو اچھوتوں کے متعلق اپنی غلطی کے اعتراضوں کی نوعیت کا بھی تھوڑا سا احساس ہو گیا ہوگا تو براہ کرم اب آپ کو میرا کہنا ماننا پڑے گا کہ بھلائی جان کر آپ ایسی بات کہتے کیوں ہیں جس پر آپ خفیف ہوں بڑا بے وقوف سمجھا" کیا اگر آپ دس برس بھی سمجھیں گے جب بھی آپ نہ سمجھ سکیں گے اس لئے آپ کی عقل کا نور تو گاندھی جی کی عقیدت کے حجاب میں مستور ہو کر رہ گیا رشید یہ کہکر چلے گئے کہ خیر کل آنے دیجئے۔

(۳)

دوسرے روز جب مسٹر رشید عزیزہ کے یہاں آئے اور آتے ہی کہنے لگے عزیزہ مجھے یقین ہو گیا کہ ایک بات کی کمی اور دقت نے آپ کے خیالات کی اصلاح کر دی ہوگی اب غالباً آپ کو اچھوتوں کے متعلق اپنی غلطی کے اعتراضوں کی نوعیت کا بھی تھوڑا سا احساس ہو گیا ہوگا تو براہ کرم اب آپ کو میرا کہنا ماننا پڑے گا کہ بھلائی جان کر آپ ایسی بات کہتے کیوں ہیں جس پر آپ خفیف ہوں بڑا بے وقوف سمجھا" کیا اگر آپ دس برس بھی سمجھیں گے جب بھی آپ نہ سمجھ سکیں گے اس لئے آپ کی عقل کا نور تو گاندھی جی کی عقیدت کے حجاب میں مستور ہو کر رہ گیا رشید یہ کہکر چلے گئے کہ خیر کل آنے دیجئے۔

(۴)

دوسرے روز جب مسٹر رشید عزیزہ کے یہاں آئے اور آتے ہی کہنے لگے عزیزہ مجھے یقین ہو گیا کہ ایک بات کی کمی اور دقت نے آپ کے خیالات کی اصلاح کر دی ہوگی اب غالباً آپ کو اچھوتوں کے متعلق اپنی غلطی کے اعتراضوں کی نوعیت کا بھی تھوڑا سا احساس ہو گیا ہوگا تو براہ کرم اب آپ کو میرا کہنا ماننا پڑے گا کہ بھلائی جان کر آپ ایسی بات کہتے کیوں ہیں جس پر آپ خفیف ہوں بڑا بے وقوف سمجھا" کیا اگر آپ دس برس بھی سمجھیں گے جب بھی آپ نہ سمجھ سکیں گے اس لئے آپ کی عقل کا نور تو گاندھی جی کی عقیدت کے حجاب میں مستور ہو کر رہ گیا رشید یہ کہکر چلے گئے کہ خیر کل آنے دیجئے۔

(۵)

دوسرے روز جب مسٹر رشید عزیزہ کے یہاں آئے اور آتے ہی کہنے لگے عزیزہ مجھے یقین ہو گیا کہ ایک بات کی کمی اور دقت نے آپ کے خیالات کی اصلاح کر دی ہوگی اب غالباً آپ کو اچھوتوں کے متعلق اپنی غلطی کے اعتراضوں کی نوعیت کا بھی تھوڑا سا احساس ہو گیا ہوگا تو براہ کرم اب آپ کو میرا کہنا ماننا پڑے گا کہ بھلائی جان کر آپ ایسی بات کہتے کیوں ہیں جس پر آپ خفیف ہوں بڑا بے وقوف سمجھا" کیا اگر آپ دس برس بھی سمجھیں گے جب بھی آپ نہ سمجھ سکیں گے اس لئے آپ کی عقل کا نور تو گاندھی جی کی عقیدت کے حجاب میں مستور ہو کر رہ گیا رشید یہ کہکر چلے گئے کہ خیر کل آنے دیجئے۔

(۶)

دوسرے روز جب مسٹر رشید عزیزہ کے یہاں آئے اور آتے ہی کہنے لگے عزیزہ مجھے یقین ہو گیا کہ ایک بات کی کمی اور دقت نے آپ کے خیالات کی اصلاح کر دی ہوگی اب غالباً آپ کو اچھوتوں کے متعلق اپنی غلطی کے اعتراضوں کی نوعیت کا بھی تھوڑا سا احساس ہو گیا ہوگا تو براہ کرم اب آپ کو میرا کہنا ماننا پڑے گا کہ بھلائی جان کر آپ ایسی بات کہتے کیوں ہیں جس پر آپ خفیف ہوں بڑا بے وقوف سمجھا" کیا اگر آپ دس برس بھی سمجھیں گے جب بھی آپ نہ سمجھ سکیں گے اس لئے آپ کی عقل کا نور تو گاندھی جی کی عقیدت کے حجاب میں مستور ہو کر رہ گیا رشید یہ کہکر چلے گئے کہ خیر کل آنے دیجئے۔

(۷)

دوسرے روز جب مسٹر رشید عزیزہ کے یہاں آئے اور آتے ہی کہنے لگے عزیزہ مجھے یقین ہو گیا کہ ایک بات کی کمی اور دقت نے آپ کے خیالات کی اصلاح کر دی ہوگی اب غالباً آپ کو اچھوتوں کے متعلق اپنی غلطی کے اعتراضوں کی نوعیت کا بھی تھوڑا سا احساس ہو گیا ہوگا تو براہ کرم اب آپ کو میرا کہنا ماننا پڑے گا کہ بھلائی جان کر آپ ایسی بات کہتے کیوں ہیں جس پر آپ خفیف ہوں بڑا بے وقوف سمجھا" کیا اگر آپ دس برس بھی سمجھیں گے جب بھی آپ نہ سمجھ سکیں گے اس لئے آپ کی عقل کا نور تو گاندھی جی کی عقیدت کے حجاب میں مستور ہو کر رہ گیا رشید یہ کہکر چلے گئے کہ خیر کل آنے دیجئے۔

(۸)

دوسرے روز جب مسٹر رشید عزیزہ کے یہاں آئے اور آتے ہی کہنے لگے عزیزہ مجھے یقین ہو گیا کہ ایک بات کی کمی اور دقت نے آپ کے خیالات کی اصلاح کر دی ہوگی اب غالباً آپ کو اچھوتوں کے متعلق اپنی غلطی کے اعتراضوں کی نوعیت کا بھی تھوڑا سا احساس ہو گیا ہوگا تو براہ کرم اب آپ کو میرا کہنا ماننا پڑے گا کہ بھلائی جان کر آپ ایسی بات کہتے کیوں ہیں جس پر آپ خفیف ہوں بڑا بے وقوف سمجھا" کیا اگر آپ دس برس بھی سمجھیں گے جب بھی آپ نہ سمجھ سکیں گے اس لئے آپ کی عقل کا نور تو گاندھی جی کی عقیدت کے حجاب میں مستور ہو کر رہ گیا رشید یہ کہکر چلے گئے کہ خیر کل آنے دیجئے۔

(۹)

دوسرے روز جب مسٹر رشید عزیزہ کے یہاں آئے اور آتے ہی کہنے لگے عزیزہ مجھے یقین ہو گیا کہ ایک بات کی کمی اور دقت نے آپ کے خیالات کی اصلاح کر دی ہوگی اب غالباً آپ کو اچھوتوں کے متعلق اپنی غلطی کے اعتراضوں کی نوعیت کا بھی تھوڑا سا احساس ہو گیا ہوگا تو براہ کرم اب آپ کو میرا کہنا ماننا پڑے گا کہ بھلائی جان کر آپ ایسی بات کہتے کیوں ہیں جس پر آپ خفیف ہوں بڑا بے وقوف سمجھا" کیا اگر آپ دس برس بھی سمجھیں گے جب بھی آپ نہ سمجھ سکیں گے اس لئے آپ کی عقل کا نور تو گاندھی جی کی عقیدت کے حجاب میں مستور ہو کر رہ گیا رشید یہ کہکر چلے گئے کہ خیر کل آنے دیجئے۔

(۱۰)

دوسرے روز جب مسٹر رشید عزیزہ کے یہاں آئے اور آتے ہی کہنے لگے عزیزہ مجھے یقین ہو گیا کہ ایک بات کی کمی اور دقت نے آپ کے خیالات کی اصلاح کر دی ہوگی اب غالباً آپ کو اچھوتوں کے متعلق اپنی غلطی کے اعتراضوں کی نوعیت کا بھی تھوڑا سا احساس ہو گیا ہوگا تو براہ کرم اب آپ کو میرا کہنا ماننا پڑے گا کہ بھلائی جان کر آپ ایسی بات کہتے کیوں ہیں جس پر آپ خفیف ہوں بڑا بے وقوف سمجھا" کیا اگر آپ دس برس بھی سمجھیں گے جب بھی آپ نہ سمجھ سکیں گے اس لئے آپ کی عقل کا نور تو گاندھی جی کی عقیدت کے حجاب میں مستور ہو کر رہ گیا رشید یہ کہکر چلے گئے کہ خیر کل آنے دیجئے۔

اسے میں تو بیان تو نہیں کہہ سکتی اور آپ کی حیرت بھی بتا رہی ہے البتہ اسے آپ کی عالمانہ تجویز کا ایک انوکھا نکتہ ضرور کہہ سکتی ہوں دین و مذہب کی باتیں اور مذہب کے اصول و مبانی دقیق اور پیچیدہ نہیں ہوا کرتے بلکہ ان کی حیثیت دوا کی ہوتی ہے مذہب یا دین کس چیز کا نام ہے۔ اصلاً تو مذہب بہت جامع چیز ہے اور صحیح مذہب وہی ہے جو ضروریات انسانی اور حیثیت بشری کے تمام شعبوں اور پہلوؤں پر حاوی ہو اور کسی امر میں بھی افراد کو کسی چیز کا محتاج نہ رہنے دے یہ نہ سہی ذرا کم از کم اتنا تو ہو کہ مبدء و معاد کے تعلقات کی وضاحت کر دی جائے۔

رشید۔ یعنی؟

عزیزہ۔ یعنی یہ کہ وہ عبد کو معبود کی پرستش پر مجبور کرے اور اس پرستش کے کچھ آداب تو ایسے ہونے چاہئیں جو جملہ افراد کے لئے قابل اتباع ہوں لیکن غالباً آپ کو یہی معلوم ہوگا کہ ہندو مت برہمنوں، کھتریوں اور ویشیوں کے لئے تو مساوات تسلیم کرتی ہے یعنی تجویز کرتی ہے طریقہ ہائے پرستش بتاتی ہے اور ان سب کو پرستش اور پوجا پر مجبور کرتی ہے مگر اچھوتوں کے متعلق یہ بھی نہیں کہ وہ خاموشی ہی اختیار کرے بلکہ انہیں پاس بھی نہیں پھٹکنے دیتی۔ بلکہ صاف طور پر کہتی ہے کہ اچھوتوں کو مندر اور کے اندر داخل ہونے دینا اور دکانداروں کے سامنے والی سڑک پر سے بھی اچھوت کو نہ گذرنے دو مندر دیوتا کا کوئی اشلوک اگر اس کے کان میں پڑ جائے تو اس میں سیسہ گرم کر کے ڈالو اگر کوئی اچھوت برہمن کے پاس بیٹھ جائے تو اس کا چوتڑ کاٹ ڈالو اسے نہ پاک سمجھو اس کا سایہ بھی اپنے اوپر نہ پڑنے دو بھائی جان غور کیجئے دنیا میں اور مذاہب بھی ہیں کسی نے انہوں کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے ہندو مت ایک ہندو کے ساتھ کبھی یہ برتاؤ روا نہ رکھ سکتی تھی اور نہ کوئی روادار کہہ سکتا ہے منو کا قانون آج بھی دنیا کے سامنے ہے کوئی اسے پڑھ کر ایک لمحہ کے لئے بھی یہ کہہ سکتا ہے اور سمجھ سکتا ہے کہ اچھوت ہندو ہیں اور ہندوؤں کے متعلق ہندو دھرم میں ایسے قوانین وضع کر رہا اس زمانہ میں بھی رنگ نسل کے صدہا اختلافات موجود ہیں مگر کیا آپ کوئی ایک مثال بھی ایسی پیش کر سکتے ہیں کہ کسی قوم نے کسی قوم کے لئے ایسے قوانین بنائے ہوں جیسے رشی منو نے اچھوتوں کے لئے بنائے ہیں لازماً بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اپنے نہ تھے غیر تھے ان سے بہت اندیشے تھے اور انہیں کچلنے کے لئے یہ صورتیں اختیار کیگئیں

رشید۔ کیوں دنیا میں کیا ایسی مثالیں ناپید ہیں۔ امریکن آج بھی حبشیوں کو زندہ جلا دیتے ہیں جرمنی سے ہر تلر نے یہودیوں کا صفایا کر دیا۔ مثال میں ہندوستان کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا گیا۔ زمانہ قدیم میں تو دستور ہی ایسے تھے بدھوں کی اقتدا ہوا تو انہوں نے ہندوؤں پر برہمنیت توڑ دیں پھر جب شنکراچاریہ کا قابو چلا تو انہوں نے ہندوستان سے بدھ دھرم کا صفایا کر دیا عیسائیوں نے مسلمانوں کو کیسا کیسا عذاب و عقوبت سے دوچار کیا۔ بخت نصر نے یہودیوں کی قوم کو نصف صدی سے بدترین غلامی کے شکنجوں میں کسے رکھا زمانہ قدیم میں ایسی سختیاں اور اس قسم کے شدائد عام تھے اچھوتوں کے ساتھ جو برتاؤ یہ بھی اس زمانہ کی مقتضیات تھیں جنہیں آپ اس دور و نیت کے معیار پر پرکھ کر حیران ہو رہی ہیں اور قدم قدم پر ٹوک رہی ہیں۔

عزیزہ۔ بھائی جان! آپ دنیا کی تاریخ کی ورق گردانی کر ڈالئے ہزار دلائل سے کام لیجئے آپ ہرگز یہ ثابت نہ کر سکیں گے کہ اچھوت ہندو ہیں کا جزو ہیں۔

——— (۴) ———

رشید۔ جی ہاں! جب جواب نہ بن پڑا تو ادھر ادھر کی باتوں میں ٹالنے لگیں میرے سوال کا جواب دیجئے ہندو مت نے کوئی انوکھی بات نہیں کی۔

عزیزہ۔ جس چیز کو آپ بہت بڑی دلیل سمجھ رہے ہیں آسے اگر میں کوئی دلیل سمجھوں تو جواب دوں جب آپ تعلیم یافتہ ہو کر اتنا نہیں سمجھتے کہ "دودھ پانی سے گاڑھا" ہوتا ہے تو میں کیا کہوں لیجئے کو تو آپ سب سمجھ کہہ گئے اور چند منٹ کے اندر اندر پانچ ہزار کے زمانہ کی تاریخ کی ورق گردانی کر ڈالی لیکن یہ بات وہی ہوئی کہ ساری نہ لیجانا پڑھے اور یہ پتہ نہ چلا کہ زچا عورت تھی یا مرد۔ بھائی میں یہ سب کچھ تسلیم کرتی ہوں لیکن یہ تو بتایئے کہ امریکنوں کا کب یہ دعویٰ ہے کہ حبشی اپنے میں دو تو بڑا برا تھیں غیر تہذیب چلے جاتے ہیں مثال والوں نے بھی ہندوستانیوں کو غیر ہی سمجھا، یہودی ہر ملک کے مقیم نہیں اور نہ بنی اسرائیل کو بخت نصر سے کوئی نسلی اور مذہبی تعلق تھا انہوں نے جو کچھ بھی کیا غیروں کے ساتھ غیر تہذیب کا رہی تو کیا ہندو بھی اگر اچھوتوں کو غیر کہدیں تو قصہ تمام ہے۔

رشید۔ حضرت سید الشہداء امام حسینؓ کے ساتھ ولید نے ظالمانہ کرنے والے تو غیر نہ تھے اب آپ کیا کہیں گی۔

عزیزہ۔ یہ کہو گی کہ وہ ایک وقتی ہنگامہ سے وہ خاندان تھا۔ میدان جنگ کا قصہ تھا پھر بھی وہ جنگ ایک حریفانہ جنگ تھی اور محض اقتدار سیاسی کے لئے لڑائی تھی تم تو وہ لوگ بھی انہیں پامال کرنا چاہتے تھے بلکہ منشاء تھا کہ حضرت امام حسینؓ یزید کی بیعت کر لیں اور بس، مگر یہاں تو صدیوں کے لئے مستقل اور ابدی نیت کی بنیاد قائم کر دی گئیں اور ایک قوم کی قوم کو مستقل بنا دیا گیا۔

رشید کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا آمنہ پاس بیٹھی ہوئی تھی کہنے لگی بھائی رشید آپ کیوں بحث میں ان کا اور اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ جس امر کا ثبوت خود زندہ شواہد ہیں اس کے بطلان کی سعی لاحاصل ہے خود اچھوتوں ہی سے پوچھ لیجئے، ڈاکٹر امبیدکر سے پوچھ لیجئے، ان کی حالت ان کی معاشرت اور ان کا تمدن دیکھ لیجئے یوں میں کہنے کو کہدیں کہ سکھ مسلمان ہیں تو کیا میرے کہنے سے وہ مسلمان ہو جائینگے۔ رشید کہنے لگے کہ آپ تو واضح ہے کہ ہندوؤں نے اچھوتوں کے ساتھ جو سلوک اب تک روا رکھا ہے وہ حد درجہ غیر انسانی نہیں بلکہ شرمناک ہے اور میں اعتراف کئے لیتا ہوں کہ واقعی نہ یہی تاریخی، نہ نسلی اور مذہبی اعتبار سے بھی دونوں میں بعد المشرقین ہے لیکن آخر ہندو جو اند وعائد کے پاس بھی کچھ وجوہ و دلائل ہوں گے ہی جو وہ اچھوتوں کو اپنا بنانے اور اپنا کہنے چلے آرہے ہیں۔

عزیزہ۔ وجہیتی کمی "گلگلے" کا محاورہ جو زبان میں ایجاد ہو گیا ہے یہ بے معنی تو نہیں اور اس کا مصداق بھی کوئی ہونا ہی چاہئے کوئی مزاح نہیں اگر آپ کسی کا نام لیں اور اس چیز اور اس دعوی ہی کو یہ سمجھ لیں اس پر ایک قہقہہ پڑا۔ رشید بھی معترفانہ ہنسی ہنسے اور اٹھ کر چلدیئے۔

——— (۵) ———

شام کا وقت ہے عزیزہ اپنے پائیں باغ کے وسط میں ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی چند نوجوان لڑکیوں سے مصروف گفتگو ہے اور کسی سیاسی مسئلہ پر بحث چھڑی ہوئی ہے۔ رشید دیوار کے قریب پہنچے تو انہوں نے کئی عورتوں کی آوازیں سنیں اس لئے وہیں رک گئے اور اپنی آمد اطلاع کرائی عزیزہ نے کہا ملا لو یہاں کوئی غیر

نہیں۔ عزیزہ نے دیکھا کہ رشید اور پارتی دونوں چلے آرہے ہیں۔ عزیزہ کھڑی ہوگئی اور مسکرا کر کہنے لگی کہ اخاہ! آج تو شیخی جی کو اپنے ہمراہ اپنی امداد کے لئے لیکر آئے ہیں خدا خیر کرے۔ پارتی بولی کیوں کیا آپ مجھے اپنا مخالف سمجھتی ہیں آجتک تو میرا خیال یہ تھا کہ میں اور آپ یک جان و دو قالب ہیں اور دو ہندو یا دو مسلم خواتین میں بھی باہم اتنی موافقت و محبت نہیں ہوسکتی جتنی ہمارے اور آپ کے مابین رہی ہے دیکھئے اسی کو دنیا کی کیا حالت ہے دو بھائیوں میں خاندان والوں میں محبت دانوں میں بحث ہوتی ہے اور بحث سے دلوں میں بال پڑجاتا ہے مگر ایک ہیں کہ کوئی مہینہ خالی نہیں جاتا جس میں دو ایک مذہبی و سیاسی گرمجوشیں نہ ہوجاتی ہوں لیکن کبھی ایک لمحہ کو بھی دل و زبان سے متاثر نہ ہوا۔ رشید کوئی غیر تو ہیں نہیں آپ کے چچا زاد بھائی ہی ہیں ان کی حمایت آپ کی دشمنی کے مترادف ہرگز نہیں سمجھی جاسکتی دوسرے آپ جانتی ہیں کہ رشید گرجو بیٹے ہی ہیں اور آپ کے نشانے بھی انھیں میری حمایت کی ضرورت ہی کیا ہے۔

عزیزہ۔ یہ گرجو بیٹے میں تو کیا آپ بھی ہے۔ اے نہیں۔ بھائی جان بڑا تو مانیں گے مگر میں یہ کہے بغیر نہ رہوں گی کہ آپ کی بحث اور تقریر دونوں ان سے بہتر ہوتی ہیں پارتی کہنے لگی کہ بہن یہ تو آپ کی محض حسن ظن ہے کجا مسٹر رشید اور کجا میں البتہ اتنی بات ہے کہ آج مجھ سے رشید صاحب نے یہ کہا تھا کہ عزیزہ نے کل سے گاندھی جی کے الفاظ پر لے دے کر رکھی ہے اور اس شدت و شور سے بحث کر رہی ہیں کہ کسی پہلو پر چھوڑتی ہی نہیں دیتیں چلئے آپ بھی ذرا رنگ دیکھئے۔ مجھے آپ سے محبت ہے اور آپ کی لیاقت علمی کی بھی معترف ہوں اس لئے چلی آئی اب آپ اسے حمایت سمجھیں یا کچھ اور۔ عزیزہ کہنے لگی بہن پارتی میں نے تو مذاق کے طور پر کہا تھا دل و درنہ میں بھی طرح حاضر ہوں۔

پارتی۔ اچھا بھئی یہ تو بتایئے کہ گاندھی جی کے وہ کون سے ایسے الفاظ ہیں جن کی بنا پر آپ نے اپنے رشید کا ناطقہ بند کر رکھا ہے۔ عزیزہ نے پارتی کے سامنے نہ صرف یہ کہ گاندھی جی کا مابہ النزاع فقرہ پیش کیا بلکہ اپنی بحث کا خلاصہ بھی پیش کر دیا۔ پارتی نے کہا تو بجا ہے کہ اس پر اعتراض کا کیا حق ہے گاندھی جی تو پھر قائد ملک ہیں میں کہتی ہوں کہ ایک عالمی کو بھی یہ حق پہنچتا ہے کہ مسلمانوں کو مخاطب کرکے یہی الفاظ کہے اور باتوں کو جانے دیجئے کہا آپ یہ گوارا کرلیں گی کہ ہندو قوم اجتماعی طور پر مسلمانوں کو شدھ کرنے کی مہم شروع کرے اور اگر ایسا ہو تو آپ یہ نہ کہیں گی کہ ہندوؤں کو ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ جانے دیجئے مذہبی سوال کو اب چند ہی سال گذرے ہیں کہ ہندوؤں کی طرف سے شدھی کی مہم شروع ہوئی تھی تو مسلمانوں میں کس قدر ہیجان پیدا ہوا تھا اور ملک کے اندر کتنے فتنہ ہائے خوابیدہ بیدار ہوگئے تھے۔

اب مسلمانوں کی طرف سے ایسی اور اسی قسم کی سعی کی جاری ہے تو کیا آپ سمجھتی ہیں کہ اس سے کوئی بہتر نتیجہ مترتب ہوگا۔ دل سچے سینہ میں دھڑکتا ہو اگر مسلمانوں کو ایک مسلمان کا شدھ ہوجانا ناگوار گذرتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہندوؤں کو ناگوار نہ گذرے آپ کچھ سمجھیں صحیح یا غلط ہمیشہ اچھوتوں کو اپنا جزو خیال کرتے ہیں مسلمان ان کی طرف قدم بڑھائیں گے تو ہندوؤں کی طرف سے اس کا جواب الٹا دیا جائے گا اور نتائج کچھ اچھے پیدا نہ ہوں گے اس صورت حال کے پیش نظر خواب مبنی کے طور پر اگر گاندھی جی نے مسلمانوں سے یہ کہہ بھی دیا کہ وہ اچھوتوں کو مسلمان نہ بنائیں تو کون سی برائی کی ہے حیرت ہے کہ تمام واقعات و حوادث کے پیش نظر بھی آپ گاندھی جی کے متعلق سوء ظنی سے کام لے رہی ہیں مجھے تو آپ کی یہ پوزیشن بہت کمزور اور قابل اعتراض نظر آتی ہے اگر اس وقت آپ کی بجائے میری مخاطب کوئی دوسری مسلم خاتون ہوتی تو میں اسے متعصب کہہ لینے میں ذرہ برابر باک نہ کرتی لیکن چونکہ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ جہاں آپ جیسی اور مسلمان میں اور لوگوں کے زمرہ میں شامل ہوچکی ہیں وہاں آپ پر تعصب و تنگدلی سے کوئی دوسری کی نسبت بھی نہیں یہی وجہ ہے کہ میں علانیہ آپ کے اس نظریہ و اعتراض پر حیرت و استعجاب کا اظہار کر رہی ہوں امید ہے کہ اب آپ کا خیال بدل جائے گا اور آپ اپنی غلطی کو محسوس کرچکی ہوں گی۔

جتنی خواتین اس صحبت میں شریک تھیں وہ اور رشید عزیزہ کا منہ تکنے لگے اور رشید کے چہرہ پر تو کچھ مسکراہٹ کے آثار بھی نمایاں ہونے لگے اور واقعی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پارتی کے زور خطابت اور زبردست دلائل نے عزیزہ کو چپ و خاموش کر دیا ہے اور جو کچھ پارتی نے کہا ہے اس کا عزیزہ کے پاس کوئی جواب نہیں اور نہ ہوسکتا ہے تھوڑی دیر تک عزیزہ خاموش رہی اس کے بعد دفعتاً عزیزہ نے سر اٹھایا اور بولی بہن میری پوزیشن کمزور سہی لیکن میں آپ سے پوچھتی ہوں نور سے جواب دیجئے کہ جب شدھی کی تحریک زوروں پر تھی اس وقت بھی گاندھی جی نے ہندوؤں کو یہی نصیحت کی تھی جو وہ آج مسلمانوں کو کر رہے ہیں مسلمان تبلیغ کا کام آج سے نہیں تیرہ سو سال سے کر رہے ہیں اس نہتے دور میں بھی وہ ہزار سال سے موجود ہیں اور ان کی طرف سے کہ وہ بیس برابر تبلیغ جاری رہا ہے لیکن کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ ان کی تبلیغی مساعی کے سلسلہ میں کہیں کوئی جھگڑا اور فساد پیدا ہوا انہیں اور ہرگز نہیں لیکن ہندو نے پہلی ہی بار ایک اجتماعی کوشش کی اور ہر طرف شعلے بھڑکنے لگے کیا آپ کو اس میں وہاں فرق کی وجہ معلوم ہیں اور آپ میرے سامنے ان کی صراحت کر سکتی ہیں میں کہتی ہوں آپ کر نہیں سکیں گی اور یہ فرض بھی مجھے ہی ادا کرنا ہوگا سنئے ہندو بہت یہودیت کی طرح نہ کبھی تبلیغی مذہب تھا اور نہ ہے اسی لئے اس کے اندر تبلیغی جد و جہد اور تبلیغی آئین کے متعلق اس کے پیروؤں کو کوئی ہدایت نہیں دی گئی کچھ ایسے ہی ہندو بزرگ موجود ہیں جو ہر چھوکرے اور ہر اچکے کی قدامت کو دیدے سے ثابت کرنے کا دعویٰ کر دیا کرتے ہیں اور آج ہی وہ یہ کہتے سنے جارہے ہیں کہ ہندو بہت میں تبلیغ کی اجازت موجود ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اگر کوئی ایسی اجازت موجود ہوتی تو ہزار ہا سال کی ہندو تاریخ میں کہیں تو اس کا ذکر اور کوئی نشان ملتا ہندوؤں کو اسلام کے دیگر مسائل و آئین کی طرح تبلیغ کی اہمیت کا بھی احساس ہوا اور انھیں اپنی دیگر مذہبی خامیوں کی طرح ایک یہ خامی بھی نظر آئی اس لئے وہ جھٹ شدھی کا شاخسانہ لیکر کھڑے ہوگئے ان کے یہاں یہ کوئی نہ سہی چیز ہوتی تو وہ کچھ احتیاط و اصول بھی برتتے وہ محض تعداد بڑھانے کی طرف گئے اور قدرتاً ان سے بے احتیاطیاں اور غلطیاں سرزد ہوئیں جو آگے چل کر ایک فتنہ عظیم کا باعث بن گئیں۔

تبلیغ کا مقصد یہ نہیں کہ محض تعداد بڑھانے پر اپنی تمام توجہات مرکوز کر دی جائیں اور اس ضمن میں جارحیت کی کوئی پرواہ نہ کی جائے بلکہ اس سے مقصد

یہ ہے کہ بندگان خدا کو صحیح راستہ دکھایا جائے انھیں اللہ کے بتائے ہوئے تبلیغ کا طریقہ کے جائیں اور اللہ کے وضع کئے ہوئے قواعد وضوابط کے ماتحت انھیں اللہ کے دین میں داخل کیا جائے مسلمانوں کی تبلیغ میں فساد نہ پیدا ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جب وہ تبلیغ کرنے اٹھتے ہیں تو اُن کے سامنے اپنا مفاد نہیں بلکہ دوسروں کا فائدہ ہوتا ہے تعداد نہیں فلاح عامہ کا جذبہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ میں علانیہ کہا کرتی ہوں کہ مسلمان مبرہ کی تبلیغ کرتے ہیں اور ہندو اقتدار سیاسی کے لئے۔ ہندوؤں نے شدھی میں روز وزر دونوں سے کام لیا اور جا بجا گرگئے یہ کہئے ہوئے گئے کہ اب کیا ہے اب تو ہم ایران و افغانستان کیا تمام دنیائے اسلام کو شدھ کرکے رہیں گے اور کہ میں بھی اوم کا جھنڈا نصب کریں گے پھر انہوں نے شدید غلط بیانیوں سے بھی کام لیا اور یہ بھی کہا کہ اب ہم اسلام کا نام مٹا کر رہیں گے یہ کہنے سے نوعیت انخاب کے جھگڑے فنا کردینے والے ہیں اور سوراجیہ کا راستہ صاف ہوا جا رہا ہے جس سے مسلمانوں کا دل بڑھا اور فتنہ و فساد کی بنائیں استوار ہوئیں میں آپ پر حملہ کردوں گی آپ کے دھرم پر یوش آور ہوں گی جبر و زور سے کام لوں گی تو یقیناً آپ کا دل بھی کہیگا اور آپ کی طبیعت تنگ بھی پیدا ہوگا اور اگر میری یہ نیت نہ ہو اور نہ میں آپ کی برائی کروں اور نہ آپ کے مذہب کی اور نہ آپ کے خلاف ناجائز ذرائع و وسائل سے کام لوں تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ مجھ سے ناراض ہوں گانڈھی جی آخر ہندو قوم کے ایک فرد ہیں انھیں اپنی قوم کے دعا دی وغائمہ و رکارماؤں کا اچھی طرح علم ہے وہ جانتے ہیں کہ ہندوؤں نے شدھی کی تحریک محض اپنی فراوانی تعداد اور اقتدار سیاسی کے حصول کے لئے کی تھی اس لئے انہوں نے یہ خیال کرلیا کہ مسلمانوں کے سامنے بھی تبلیغ دین کے امر آہی نہیں بلکہ بھی جذبہ اور یہی مقصد ہوتا ہے اسلئے انہوں نے بلا غور و تحقیق جھٹ کہدیا کہ مسلمان اچھوتوں کو اسلام میں داخل نہ کریں اگر وہ یہ سمجھتے کہ مسلمان اپنے مفاد کے لئے نہیں بلکہ جذبہ بہبود انام کے پیش نظر اپنے مذہبی احکام کے ماتحت تبلیغ کرتے ہیں تو ہرگز ممکن تھا کہ وہ یہ الفاظ اپنی زبان سے نکالنے میں تامل کرتے اور میں دردِ دل سے اس طرح اپنے بھائی جان کے پیچھے نہ پڑتی پارتی۔ بہن زمانہ برا ہے اعتماد حق ایک کمزوری اور اپنی قوم کی دشمنی کے مترادف ہو کر رہ گیا ہے اور دنیا بحث جنیس میں سراسر ہندو اور سبھا دھرمی سے کام لیتی ہے ورنہ میں صحیح کہتی ہوں کہ میں اس وقت صاف اقرار کرلیتی کہ آپ جو کچھ فرما رہی ہیں بجا فرما رہی ہیں اور اس سلسلہ میں آپ کی اور آپ کی قوم کی نوازش بہت صحیح و درست ہے اور ہندو غلطی پر ہیں آپ کی بحث نے گو باہر حقیقت بالکل عریاں صورت میں میرے سامنے پیش کردیا اور میری نگاہوں کے سامنے سے بہت سے حجابات اٹھا دیئے مجھے بھی علم ہے کہ ہندوؤں کا مقصد شدھی سے افزونی تعداد کے سوا اور کچھ نہیں اور یہ نکتہ جو آپ نے واضح کیا کہ مسلمانوں کے سامنے تبلیغ دین کے وقت اپنا مفاد نہیں بلکہ دوسری قوم کا فائدہ ہوتا ہے میرے قلب میں گھر گیا اب میں کہہ سکتی ہوں کہ گاندھی جی کو واقعی کوئی حق نہ تھا کہ وہ مسلمانوں کو ان کے ایک فریضہ مذہبی دعلی کی ادائگی سے باز رکھنے کی سعی کریں میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہندو بھی اسی جذبہ کے پیش نظر شدھی کا رشتہ نہ سمجھا لیں تو مسلمانوں کو ہرگز ناگوار نہ گذرے گا اور نہ گذرنا چاہیے کیونکہ ہر شخص اور ہر قوم کو آزادی عمل حاصل ہونی چاہیئے۔

(۶)

عزیزہ نے نہایت مسرت کے ساتھ کہا بیشک اور یقیناً ہونی چاہیئے مسلمان فی نفسہ شدھی کے مخالف نہیں بشرطیکہ وہ اپنے حقیقی معنوں میں استعمال ہو وہ تو شدھی کے مقصد اور شدھی کے جابرانہ اور عیارانہ طریقہ ہائے کار پر معترض ہوتے ہیں پارتی آپ کا بھی تو وہ جوہر انسانیت دستی پڑ رہی ہے جس پر میں اس طرح نثار ہوتی ہوں جس طرح تمہارے بھی یہی تمہارے عارض رنگین اور لبہائے لعلین کو دیکھ کر نثار نہ ہوتے ہوں گے خدائے قدوس نے جہاں آپ کو حسن و جمال میں امتیاز بخشا ہے دولت علم عطا کی ہے وہاں عقل کامل (ذہین اور مزاج سلیم سے بھی بہرہ وافر بخشا ہے پھر رشیلہ بھائی کہہ کر ہنس گئے ذرا انھیں تو بلاؤ کہ یہ انجمیں کہ ان کے ساتھ آنے والی بہن پارتی کی زبان پر کس طرح جاری ہوگئیں۔

رشیدہ ایک پھول توڑنے کے حیلے سے باغ کے گوشے میں چلے گئے تھے اس آواز پر وہ بھی چلے آئے اور کہنے لگے تو بات کیا ہوئی پارتی آخر تو آپ کی بھنس ہیں وہ بھلا میری حمایت کیوں کر سکتی تھیں میں تو اب بھی یہی کہتا ہوں کہ گاندھی جی نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے جو ہم بیٹھے بٹھائے دس بیس اچھوتوں کو مسلمان بنانے کی خاطر اپنی پوری ہمسایہ قوم کی ناراضگی مول لیں اور اچھوتوں سے بُرے دل کریں پہلے جو مسلمان ہیں انھیں تو سچا مسلمان بنایا جائے پھر دوسروں کی طرف توجہ کی جائے پھر تبلیغ ثواب بھی صحیح مگر جب اس سے فساد کا اندیشہ ہو تو یہی ثواب الشاعت اب بتلاؤ تم میں مسلمان ہوں اور تبلیغ کو ایک مذہبی فریضہ سمجھتا ہوں لیکن ساتھ ہی میرا خیال یہ ہے کہ ابھی اس کے لئے فضا سازگار نہیں اور یہیں برادران وطن سے لڑنا نہیں چاہیئے بہتر یہی ہے کہ مسلمان گاندھی جی کی بیعت پر عمل کریں۔

عزیزہ۔ غلط اور بالکل غلط مسلمانوں کے لئے یہ بہتر نہیں اور ہرگز نہیں کہ وہ گاندھی جی کے اس فرمان کے سامنے اپنی گردن اطاعت خم کردیں بلکہ یہ بہتر ہے کہ اس کے جواب میں اپنی بھولی ہوئی تبلیغی سرگرمیوں کو پوری سرگرمی کے ساتھ زندہ کریں اور ہندوستان کے اچھوتوں میں اپنی تبلیغ کا جال بچھا دیں۔

رشیدہ۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟

عزیزہ۔ یہ ہوگا کہ اچھوت مسلمان ہوجائینگے ان کی معاشری رتبہ یک بیک بلند ہوجائے گا وہ جس اسکول میں چاہیں گے اپنے بچوں کو داخل کرسکیں گے جس سڑک سے چاہیں گے بلا روک ٹوک گذر سکیں گے جس محفل میں چاہیں گے جاسکیں گے پھر کسی کی مجال نہ ہوگی جو انھیں اچھوت کہہ سکے ان سے تنفر برت سکے، مسجدوں، خانقاہوں اور بیت اللہ شریف کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے وہ عبادت خداوندی کے ارمان پورے کرسکیں گے پھر کسی کی مجال نہ ہوگی جو انھیں اچھوت کہہ سکے وہ اسرار کی صف میں بلا تکلف کھڑے ہوسکیں گے انھیں مسلمانوں کے خانوں میں رہنے، آنے جانے، اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے اور تعلقات قرابت قائم کرنے میں کوئی پابندی نہ ہوگی اب ان کے ساتھ حیوانوں جیسا سلوک کیا جاتا ہے اس وقت ان سے انسانوں جیسا برتاؤ ہوگا انھیں مسلمانوں کی برابر سیاسی و معاشری حقوق حاصل ہوجائینگے اور جو درجہ مساوات وہ ہندو دیکھ رہا عیائیوں کا پیشہ لگا کر قیامت تک یہی حاصل نہ کرسکیں گے وہ انھیں مسلمان ہوکر قرآن و احد میں حاصل ہوجائیگے خدا لگتی کہیئے کہ اچھوتوں کے لئے بحالات موجودہ

مسلمان ہونے کے سوا اور کوئی صورت ہی ایسی ہے کہ انھیں مساوات کا درجہ حاصل ہو جائے نہیں اور ہرگز نہیں۔

رشید۔ کیا ہندوؤں پر چہ کر دو افراد کے ان کے اندر سے نکل جانے کا کوئی اثر نہ پڑے گا؟

عزیزہ۔ پڑے گا اور ضرور پڑے گا۔

رشید۔ کیا پڑے گا ذرا تشریح بھی تو کر دیجیے۔

عزیز۔ یہ کہ ہندوستان جلد آزاد ہو جائے گا اور وہ محکومی و غلامی کی ذلت سے نجات پا جائینگے۔

رشید۔ آخر کس طرح؟

عزیزہ۔ اس طرح کہ ابھی ہندوؤں کو یہ غرہ ہے کہ ملک کی وہ سب سے بڑی اور اتنی بڑی اکثریت ہیں کہ ملک کی تمام اقوام مل کر بھی ان کی برابری نہیں کر سکتیں جس کی وجہ سے انھیں یہ زعم ہے کہ یہ جوش اٹھتا ہے کہ فرنگی ہند کی عنان تنہا ان کے ہاتھوں میں آجائے دیگر اقوام کی کمزوری اور قلت تعداد نے ان کا حوصلہ بڑھا دیا ہے وہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتے اور ان کے اکثر افراد کی سمجھ ہی نہیں رہتی ہے کہ تمام اقوام ملک دو ملک کے حقوق کے اجارہ دار واحد رہ ہی نہیں کیوں جہاں چہ کروڑ اچھوت ان کے اندر سے نکلے ان کے ہوش ٹھکانے آجائینگے ان کا غرور واقتدار فنا ہو جائیگا اور یہ سمجھنے لگیں گے کہ اب تنہا اقوام ہند سے ملاپ کئے بغیر ٹھکانا نہیں ایک طرف ہندوؤں کی تعداد گھٹے گی اور دوسری طرف مسلمانوں کی تعداد میں معقول اضافہ ہو جائے گا جس کی وجہ سے جداگانہ نیابت و انتخاب کے جھگڑے بھی ازخود ختم ہو جائینگے نہ ہندوؤں کو زعم اقتدار رہے گا اور نہ مسلمانوں کو خطرہ اخلاف حقوق اس وقت سب کے خیالات باہم آویزش کے محاذ سے ہٹ کر حریت و استقلال کی سعی کی طرف مرکوز ہو جائینگے اور آفتاب آزادی جلد افق ہند پر طلوع ہو جائیگا۔

پارسی کہنے لگی یہ تو آپ نے بالکل ٹھیک کہا۔ آمنہ میگی بولی بہن کسی اسلوب و انداز میں مخاطبین کا اظہار ہو رہا ہے آپ کا طرز بیان تو مجھے راقص دے رہا ہے رشید نے کہا بس بہنیں رک جایئے گاندھی جی پر آپ کا سب سے بڑا الزام یہ تھا کہ وہ اور ان کی قوم ہر شعبہ پر مقاصد سیاسی کے لئے زور دیتی رہی ہے نیز اچھوتوں کو مسلمان نہ بنانے کی حکمت سے بھی سیاسی فائدہ ہی مقصود ہے نہ اعتبار مذہب کو گونہ دخل ہو لیکن اب جو آپ نے دلائل پیش کئے کیا وہ سیاسی اور محض سیاسی نہیں اگر گاندھی جی کا مقصد یہی سمجھ لیا جائے کہ وہ اپنی قوم کے اقتدار ہی کے لئے اچھوتوں کو اپنا بنائے ہوئے ہیں تو کیا یہ لحاظ وہ گاندھی جی آپ کے نقرات کو بھی یوں نہیں کہا جا سکتا کہ اچھوتوں کو اس لئے مسلمان بنانا چاہئے کہ ان کے حلقہ بگوش اسلام ہونے سے مسلمانوں کی تعداد ہندوستان میں دوگنی ہو جائیگی اور وہ ہمکلمت بلند ہو کر ہندوؤں کے برابر آبیٹھیں گے اور دونوں کی تعداد تقریباً مساوی ہو جائیگی۔

عزیزہ۔ بھائی آپ تو کچھ حد سے زیادہ مسٹ واقع ہوئے ہیں یہی سہی مگر اس سے مسلمانوں کے سامنفعہ کو ہم قوم کو پہنچتا ہے اچھوتوں کو گویا نئی زندگی حاصل ہوگی ملک کے جھگڑے مٹ جائینگے جمع نیشنلزم کی بنا میں استوار ہو جائینگی ہندوستان کی اقوام کی طاقت میں ایک مناسب توازن پیدا ہو جائیگا اور آزادی کی راہیں صاف ہو جائینگی علاوہ ازیں اچھوت اگر ہندو ہی رہتے ہیں تو کو بالفرض محال ان کا نام اچھوت سے بدل کر ہریجن ہو جائے لیکن ہندو تا قیام قیامت ہی انھیں درجہ مساوات عطا نہ کر سکیں گے یہ ہمیں ان سے تعلقات قرابت قائم کرنے پر آمادہ نہ ہوں گے اور ان کی تاریک رات کو ان کی زندگی میں کبھی سحر و روشنی نصیب نہ ہوگی ہندو پن کا آفتدار انھیں برابر کمذبہ بناتا چلا جائے گا اور مسلمانوں کے اندیشے بھی بڑھتے اور اضطراب و بیتابت کے جھگڑے ہی اسی طرح فروغ پاتے رہیں اور ملک حالات کو خواب حریت کثرت تعبیر کی نذر ہو کر رہ جائے گا۔

سوچئے اور غور کیجئے کہ ملک کا فائدہ اور دونوں قوموں کی فلاح اس صورت میں ہے یا اس صورت میں۔ یہ تو تہائی کا واقعی سیاسی پہلو نہ ہی اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ کتنے بڑے اجر جلیل اور ثواب عظیم کی بات ہے کہ نہ صرف یہ کہ مسلمان چند کروڑ افراد کو لوائے اسلام کے ماتحت لاتے ہیں بلکہ ایک پوری قوم کو صدہا ہزار صدیوں کی فقید المثال اور لرزہ خیز و ہفت ناک غلامی و لعنت سے نجات دلانے کی سعادت حاصل کرتے ہیں میں کہتی ہوں اور بانگ دہل کہتی ہوں کہ برادران وطن کو حرص استیلا نے انھیں تاریخ کی ایک خوفناک ستم رانی اور سنگدلی پر آمادہ کر دیا ہے نہ وہ خود انھیں عملاً کچھ دینے اور برابر سمجھنے کے لئے تیار ہیں اور جب تک ہندو دہرم اور سنسکار کا قانون اپنی حقیقی صورت میں موجود ہے اور صفحہ ہستی پر موجود اور قائم رہے گا وہ ان کے ساتھ کچھ کر نا بھی چاہیں تو نہ کر سکیں گے اور نہ وہ دوسروں کو دینے دیتے ہیں ظلم و بربریت کی یہ کس درجہ سفاکانہ مثال ہے اچھوت مظلوم ہے، معتوب ہے اور ہزار ہا سال سے ذلت و ظلم کی ٹھوکروں سے ٹھکرایا جا رہا ہے وقت آگیا ہے کہ مسلمان اٹھیں اس کا نام لیکر اٹھیں اور اچھوتوں کو اس ظلم و شقاوت سے نجات دلائیں۔ زمانہ سازگار ہے اچھوتوں میں اضطراب پھیلا ہوا ہے ان کے قلب کے اندر مساوات اور حقوق انسانی کے حصول کی ایک لگن اور ایک تڑپ پیدا ہو چکی ہے اگر اس وقت فرزندان توحید نے غفلت برتی وہ ان کی یا ریگزی کو آگے نہ بڑھے اور انھیں بیکس چھوڑ دیا تو قدرت کی طرف سے انھیں اس غفلت کی اتنی خوفناک اور شدید سزا ملیگی جس کے صدمہ سے ان کی ہستی تک خطرہ میں پڑ جائے گی۔

تبلیغ اہم فریضہ ہے بلکہ میں تو یہاں تک کہنے کو تیار ہوں کہ مسلم کا وجود ہی تبلیغ حق کے لئے کیا گیا ہے اس وقت ہر طبقہ و خیال کے مسلمانوں کو اس فرض کی تکمیل میں دامے درمے اور قدمے امداد کرنی چاہیئے بھائی کیا ہو گیا ہے دیکھتے نہیں گاندھی جی پر محور کر دو انھوں نے اچھوتوں کے اضطراب و احساس کا اندازہ لگا لیا ہے اس لئے ان کی تمام تر سعی و جہد انھیں ہندو رکھنے اور مطمئن کرنے پر مرکوز ہے حتیٰ کہ وہ سیاسیات کو بھی اس کے مقابلہ میں ثانوی درجہ دے رہے ہیں اور برابر ہندو قوم کو ابھار رہے ہیں لیکن ان کا دہرم انھیں کبھی کامیاب نہ ہونے دیگا مسلمانوں نے غفلت کی تو عیسائی انھیں نگل جائیں گے گاندھی جی کا نعرہ مسلمانوں کے لئے ایک تمہیہ عمل ہونا چاہیئے بحث و تمحیص کو جانے دیجئے اور خالی الذہن ہو کر سوچئے کہ وہ کونسا ولی اضطراب ہے جس نے گاندھی جی کو اس طرح زبان کنائی پر آمادہ کر دیا رستیاناسی کرسی سے یکدم نکڑا ہو گیا اور بہنے لگا ہیں عزیزہ میں ہمنوں کر آپ نے میری گاہوں کے سامنے سے ایک پردہ ہٹا دیا ہے کی صورت وہ نہیں جو میں سمجھے ہوئے تھا میں آج ہی سے دس ہزار روپیہ اس کام کیلئے وقف کر دینے کا اعلان کرتا ہوں اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں بھی خود بھی ہر ممکن کوشش کروں گا اور مسلمانوں کو بھی آمادہ کرونگا۔ عزیزہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے

اس جذبہ پر دلی مسرت کا اظہار کیا اور اپنی مرمریں پیشانی سے پسینہ کے قطرات پونچھتی اللہ نیشی رومال میں انھیں جذب کرتی ہوئی دلکش کھڑی ہو گئی۔

اذان

(از جناب مولانا قاسم صاحب اولوی)

رات کے وقت چاند فی قلب مجروح کے لئے باعث تسکین ہوا کرتی ہے لیکن جب کالے کالے بادل ماہتاب کے درخشان چہرہ پر سیاہ نقاب ڈالدیتے ہیں تو رات کی خاموشی میں مرہم روشنی کے سیلاب میں غم واندوہ کا شکار ایک مغموم و پریشان حال کے دل پر چرکے لگانی کر دیتا ہے۔

اس دن بھی جو ہوں شب کا سایہ لمبا چادر بڑی آب و تاب کے ساتھ دنیا کی ہر شے کو سمیٹ کر رہا تھا کوئی پہاڑ کوئی دریا کوئی شہر کوئی جنگل غرض کوئی مقام کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جہاں اس قدرتی گیس نے اپنی لطیف روشنی کے پہنچانے میں بخل کیا ہو۔ لمبے لمبے درختوں کے ذریعہ سے چاندنی خوبصورت باغ کے اندر داخل ہو چکی تھی موسم سرما کا ابتدائی زمانہ تھا ٹھنڈی اور خشک رات تھی نوجوانان چمن کی عطر میں بسی ہوئی پوشاکیں فضا کو معطر کئے ہوئے تھیں چاروں طرف شہر خموشاں کا سناٹا تھا کبھی کبھی بوم کرخت الحان کی بھیانک آواز کانوں کے پردوں سے آکر ٹکراتی تھی یا کسی خلک کے سائے ہوئے کی بار بار ٹھنڈی آہیں بھرنے کی صدا تھی کہ منتظر کی باغات کے راستے پر چلنے والوں کے دلوں کو ملکرے ٹکڑے کئے دیتی تھی یہ پریشان حال کون تھا؟ اور ایسے نازک وقت میں وہاں کیوں تھا؟ اس کے متعلق سوائے اسی قدر رسیدہ کے کوئی نہیں بتا سکتا نامہیدوں نے آسے قتل حواس کر دیا تھا باغ میں ایک بنچ پر بیٹھا ہوا اپنے پر حسنہ مقدر کا نوحہ پڑھ رہا تھا کہ یکایک ایک مار سیاہ کو قریب ہی لگاس پر رینگتے ہوئے دیکھا، "ہاں" "ہاں" اے کالے سانپ! کیا اچھا ہوا جو تو مجھے ڈس لے اور اس زندگی کا جو میرے لئے مصیبت بن گئی ہے خاتمہ کر دے۔ بخدا مجھے یوں عنفوان شباب میں جان دینے کا قطعاً افسوس نہ ہوگا۔ تمنائیں سردل پر خاک اڑا رہی ہیں بیکسی۔ بیکسی پر نوحہ خواں ہوگی۔ یاس و ناامیدی جنازے کے ہمراہ شایعت کریگی۔ یہ کہتے کہتے گریہ گلوگیر ہو گیا اور شکستہ دل بار بار منہ کو آنے لگا آنکھیں وفور غم سے اشکبار ہو گئیں ایک گھنٹہ گذرا ہوگا کہ ایک سایہ سا پیچھے گشت لگاتا ہوا ادھر آیا اور سوال کیا یہ کون ہے جو بنچ پر بیٹھا ہوا ہے اور ایسے وقت میں جبکہ دنیا سوئی ہوئی ہے کیا کرتا ہے لیکن جواب بر نخواست جواب کون دیتا کہ اب یہ شخص بنچ پر بیٹھا ہوا میٹھی نیند کے مزے لے رہا تھا اس کے ریشمین سوٹ کو دیکھکر پولیس مین کا شک و شبہ بالکل جاتا رہا اس نے خیال کیا کہ ایک اعلیٰ درجہ کا لباس پہنے ہوئے شخص جس کے قریب موٹر سائیکل بھی رکھی ہو چور کسی حالت میں نہیں ہو سکتا تاہم اس نے اس کی گاڑی کا نمبر ضرورت اپنی ڈائری میں درج کر لیا اور چلا گیا۔

تاروں کی روشنی کے مدہم پڑ جانے سے صبح صادق کی آمد کی نوید دی جہاں لاتے ہوئے ستاروں نے سوئی ہوئی دنیا پر حسرت بھری نگاہیں ڈالیں۔ اور ایک ایک کر کے رخصت ہونے لگے ہوا نے سرد کے جھونکوں میں ملی ہوئی مؤذن کی آواز۔ اللہ اکبر اللہ اکبر کے کان میں پہنچی اس نے فوراً جوتے اتارے اور وہیں گھاس پر عبادت خدا میں سربسجود ہو گیا۔ نہایت خضوع و خشوع سے نماز ادا کی اور اس طرح پر عاکر نے لگا:۔

"اے پاک بے نیاز! اے زمین و آسمان کے مالک اور پیدا کرنے والے اس وقت جبکہ ہر عزیز و قریب نے منہ موڑ لیا ہے تجھ بندہ کمتر کی مدد فرما یہ میری غلطی تھی کہ عیش و آرام کے وقت تجھکو کبھی بھول کر بھی تیرا نام نہ لیا کبھی نماز نہ پڑھی نہ روزہ رکھا گو یہ صحیح نہ سہی لیکن اے ہر جگہ موجود رہنے والے تو ہر جگہ ہے میری خبر لے اور میری حالت پر رحم فرما اب جبکہ موت نے اپنے ظالم ہاتھوں سے میرے باپ کو تجھ سے چھین لیا ہے۔ اے پروردگار تو اعانت کر رحم فرمانے والے رحم کرنے والے رحم فرما۔"

احمد کا باپ ایک مشہور انجینیر تھا جس زمانہ میں وہ رائل مکینیکل کالج لکھنؤ میں تھا اس نے انگریزی طرز پر اپنی رہائش اختیار کر لی تھی جب وہ ہندوستان واپس ہوا تب بھی اس نے اپنی اس روش کو جاری رکھا اور یورپین لائف بسر کرنے لگے لیکن پانچ بچوں کا باپ ہونیکی وجہ سے جن میں تین لڑکیاں اور دو لڑکے تھے اخراجات وسیع ہو گئے تھے آسنے اپنے بچوں کو سوائے احمد کے جو اپنی ماں کا لاڈلا تھا مکمل تعلیم دلوادی احمد زمانہ طفولیت ہی سے بیمار رہتا تھا جب وہ بڑا ہوا تب بھی وہ ایک لمبے قد کا پتلے چہرہ والا دبلا پتلا جوان تھا اس کی بڑی بہن کی شادی عرصہ ہوا ہندوستانی فوج کے ایک لفٹنٹ کے ساتھ ہوئی تھی اور اب وہ کوئٹہ میں اپنے شوہر کے پاس رہتی تھی اس کا دوسرا بھائی اختر تھا جو پٹاور میں سیرسٹر تھا اس کی تیسری بہن رضیہ تھی جو شادی کے چند سال بعد فضا کر گئی آخری بہن امیمونہ تھی جو صف نازک کی بہترین مثال تھی وہ خوبصورت اور احمد کی طرح دراز قد تھی اس کی آنکھیں بڑی بڑی جھیلی تھیں وہ عصمت و عفت کی دیوی نرم دل خالی عورت تھی اس کی عمر سولہ سال کی تھی نا تجربہ کاری کی وجہ سے اپنی ماں اور بھائی احمد کے ساتھ رہتی تھی ایک ماہ کا عرصہ ہوا کہ اس کے باپ نے ایک طویل علالت کے بعد مرض سل میں انتقال ہوا تھا مرنے سے پہلے اس نے احمد کو اپنے پاس بلایا اور اس طرح وصیت کی: بیٹا احمد موت و زیست پایۂ اختتام کو پہنچ چکی ہے موت کا فرشتہ قبض روح کے لئے آنے ہی والا ہے کاش کاہیر کی شادی میری زندگی ہی میں ہو جاتی تو میں بڑے اطمینان سے بستر مرگ پر جان دیتا میں اب بھی نہایت خوش خوش دنیا سے سفر کرتا اگر تم میرے ساتھ اپنی ماں اور بہن کی خبر گیری کا وعدہ کر لو مجھے امید نہیں کہ وہ ان کی ذرہ برابر بھی امداد کر سکے گی تم میری اس آخری خواہش کی تکمیل کے لئے تیار ہو۔ احمد کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہا "بابا جان! اگر قسمت میں یتیمی ہی لکھی ہے تو میری ہے آپ اس قدر پریشان کیوں ہوتے ہیں انشاء اللہ جلد شفا ہو جائے گی اگر نصیب دشمناں وہی ہوا جیسا جناب نے ارشاد فرمایا تو آپ اپنے احمد کو سعادت مند پائینگے میرے اوپر کچھ بھی گذر جائے لیکن آپ کے حکم کی تعمیل

میں سرمو فرق نہ کروں گا اور آپ کی پاک روح کو رنجیدہ ہونے کا موقع نہ دوں گا۔" آخری چکی نے داستان تمام کی ختم کردی احمد کی ماں بیوہ اور ایسرہ کو یتیم کر دیا۔ احمد کے باپ نے ان غریبوں کی گذارہ وقات کے لئے کوئی ذریعہ نہیں چھوڑا تھا البتہ ایک عالیشان کوٹھی ان کے رہنے کے لئے چھوڑی تھی یہ انگریزی وضع کی شاندار عمارت تھی جس میں ایک بائیں باغ تھا باغ لگانے والے تھے مختلف پھلوں اور پھولوں کے درخت لگائے تھے جس کی وجہ سے کوٹھی کی شان دوبالا ہوگئی تھی مرحوم انجنیر کی بیوہ کے پاس اخراجات نہایت وسیع ہونے کی وجہ سے جہیز کی رقم میں سے یہی بہت قلیل باقی رہا تھا جو کفایت سے برتا جاتا تو تین یا چار ہی سال تک ہی ساتھ دیتا۔ ایسرہ کی شادی اور احمد کی تعلیم کا خیال یہ ویسے لاینحل سوالات تھے جو اس بیکس کے لئے سوہان روح تھے۔ احمد کی خواہش تھی کہ وہ ڈاکٹری کا امتحان دے لیکن موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے فطعی ناممکن تھا کہ ان کی تعلیم جاری رکھی جائے چنانچہ اس کی ماں نے اس کو صاف طور سے مطلع کر دیا تھا کہ امتحان ختم ہو جانے کے بعد ایسرہ اور احمد دونوں کو کالج کو خیرباد کہنا پڑے گا اور یہ سانحہ اس قدر عظیم تھا کہ جس نے احمد کو نہایت پریشان کر دیا۔

رات کے آٹھ بجے ہوں گے۔ ایسرہ اور اس کی ماں کمرہ میں بیٹھے ہوئے تھے کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں جاڑے ساتھ رکھتی تھی کسی آنے والے کا انتظار تھا باغ سے بھینی بھینی پھولوں کی خوشبو کھڑکیوں کی راہ سے کمرہ میں آرہی تھی اور بیٹھنے والوں کو طراوت دیتی تھی لیکن ایسرہ اور اس کی ماں خاموش تھے آج احمد کے آنے کا دن تھا اتوار کے دن تینوں ایک جگہ بیٹھکر مختلف عنوانات پر تبادلہ خیالات کیا کرتے تھے اور اس طرح غم غلط کرتے تھے احمد اور اس کی بہن کو اپنی ماں کا ہر وقت خیال رہتا تھا اور ہمیشہ اپنی بیوہ ماں کی دلجوئی کرتے تھے ایسرہ کے پیدا ہونے کے بعد اس کی ماں کی بینائی بعارضہ جھپک جاتی رہی تھی جب کبھی تعلیم سے فرصت ملتی تو اپنی ماں کا دل بہلاتا ان کا فرض ہوتا جس کی وجہ بیوہ انجنیر بھارت نرمونے کے غم کو بھول گئی تھی آج بھی ایسرہ اور اس کی ماں بیٹھے ہوئے تھے احمد ابھی تک نہیں آیا تھا سکنڈ منٹ اور گھنٹے ہوتے گئے لیکن احمد آنا نہ آیا جس کی وجہ سے احمد کی ماں کو پریشانی پیدا ہوگئی لیکن ایسرہ نے یہ کہکر کہ آج سینما ہال میں ایک نہایت اچھا کھیل ہونے والا ہے اس کی تشفی کر دی مطمئن ہو کر ایسرہ کی ماں نے کہا بیٹی ایسرہ میں دیکھتی ہوں کہ رات دن تم خیالات میں مستغرق رہتی ہو نہ اچھی طرح کھاتی ہو نہ پہنتی ہو گو تمہارے والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا ہے لیکن رشیدہ (اس کی ماں) ہنوز بقید حیات ہے تم ہر وقت کیوں داب رہتی ہو اس زمانہ کا خیال جبکہ تقدیر موافق تھی اور تمہارے دسترخوان پر روزانہ کھانا کھانے والے بیسوں تھے اس کا خیال عبث ہے یہ زمانہ کی نیرنگیاں ہیں اور زمانہ سدا ایسا ہی کرتا چلا آیا ہے ؎

مدت سے یہی رنگ گلستان جہاں ہے
جس گل پہ بہار آج ہے کل اس پہ خزاں ہے

لیکن خیر اسی کو انقلاب دہر کہتے ہیں تم ہرگز ایسے روح فرسا خیالات کو دلمیں جگہ نہ دو جاؤ اب آرام کرنے کا وقت ہے اپنے کمرہ میں جاکر آرام کرو فالحال کسی بات کا فکر نہ کرو۔

ایسرہ نہایت کشمکش و پیچ میں الجھی۔ اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اس کا بھائی کیا ہوا آخر وہ اپنے معمول کے مطابق ابھی تک کیوں نہیں آیا وہ انھیں خیالات میں غلطاں اس کے کمرہ میں پہنچی لیکن اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اسکو بھی خالی پایا اب شبہات نے اس کے دل میں یقین کی جگہ اختیار کرلی تھی وہ یہ سمجھنے لگی کہ اس کا بھائی ضرور کسی مصیبت میں مبتلا ہوگیا۔ گھبراہٹ میں اس نے دربان کو بلایا۔

ایسرہ۔ چھوٹے صاحب کہاں ہیں؟

دربان۔ بیگم صاحب! خانہ زاد کو علم نہیں کہ اس وقت کہاں تشریف فرما ہیں۔

ایسرہ۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آج اس وقت تک گھر واپس کیوں نہیں ہوئے خدا کے لئے جہاں بھی ممکن ہو تلاش کرو۔

بڈھا دربان نہایت پریشان ہوا کہ اس کے شفیق آقا پر کیا افتاد پڑی۔ لاہور کوئی چھوٹا مقام تو تھا نہیں کہ آسانی سے پتہ چل سکے "کلو تم ابھی تک بت ہی بنے کھڑے ہو" ایسرہ نے دوبارہ سوال کیا۔ کلو آہستہ آہستہ چلنے لگا اور اپنی ذات میں سب جگہ ڈھونڈھ مارا لیکن کہیں پتہ نہ چل سکا اور بے نیل و مرام واپس ہوا۔

گیارہ بج چکے تھے لیکن احمد کا کہیں پتہ نشان نہ تھا۔ ایسرہ غم و رنج کی تصویر بنی ہوئی اپنے کمرہ میں خاموش بیٹھی تھی آج اس نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا اس کی ماں سونے کے لئے کمرہ میں جا چکی تھی ایسی حالت میں گھڑی نے رات کے ساڑھے تین بجائے۔ صبح کاذب کا وقت تھا کہ موٹر کے ہارن کی آواز ایسرہ کے کان میں پہنچی اور یہ خیال کر کے کہ یہ احمد کی گاڑی کی آواز ہے اس نے خدائے لایزال کی حمد و ثنا کی۔

خدا کا شکر ہے کہ اس کا گمان بالکل صحیح ثابت ہوا درحقیقت یہ اس کا بھائی ہی تھا لپک کر اس نے بھائی کے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے اور نہایت محبت سے دریافت کیا:۔

"احمد! پیارے بھائی! اب تو رہی ہو بیکسوں سے منھ موڑتے ہو۔ ابھی تو بابا جان کا کفن بھی میلا نہ ہوا ہوگا کہ تم نے ان کی وصیت کو فراموش کر دیا لیکن میں جب تک کل کا واقعہ تمہارے ملّہ سے نہ سن لوں کوئی رائے نہ قائم کروں گی یہ آخر تم تمام شب کہاں رہے۔

احمد۔ معلوم ہوتا ہے کہ آج رات تم نے قطعی آرام نہیں کیا مجھے افسوس ہے کہ میں نے تم کو تکلیف دی جس کی وجہ سے تمہارا شاداب چہرہ کملا گیا ہے۔

ایسرہ۔ خلاف عادت آج تمہارے غیر حاضر رہنے سے نہایت خوفناک خیالات مجھے ستاتے رہے۔ میں نے سمجھا کہ تمہارے دشمن آج شاید کسی بلا میں پھنس گئے۔

احمد۔ نہیں نہیں صرف آج میں کچھ پریشان سا تھا۔ دل بہلانے کی خاطر منٹگمری باغات کی طرف نکل گیا تھا وہاں بنچ پر بیٹھا ہوا نہ معلوم کن خیالات میں غرق رہا کہ نیند آگئی جس کی وجہ سے یہ وقت ہوگیا فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔

ایسرہ نے جب اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا تو بخار شدت کا چڑھا ہوا تھا وہ جلدی سے اس کو کمرہ میں لے گئی اور مسہری پر لٹا دیا اور اس کی تیمارداری

میں مصروف ہوگئی۔

سورج نکل آیا تھا رنگریز فطرت نے افق آسمان پر ہلکا گلابی رنگ چڑھا دیا تھا امیرہ بھائی کے لئے چائے لینے نیچے اتری ماں سے کہا کہ احمد آگیا ہے لیکن طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے ابھی بستر ہی میں ہے لیکن جب وہ چائے لیکر واپس ہوئی تو دیکھا کہ اس کو ہلکا بخار چڑھا ہوا ہے اور انجرات دماغ پر چڑھ جانے کی وجہ سے وہ ابھی تباہی بک رہا ہے۔

"امیرہ! کالج! ہاں! ہاں! میرا کالج! میرا امتحان! اماں کہتی ہیں کہ کالج چھوڑ دو ہرگز نہیں۔ امیرہ میں کالج جاؤں گا۔"

یہی وہ مایوس کن خیال تھا جو رات کو اس کو باغ میں پریشان کر رہا تھا اس کو اس امر کا بخوبی احساس تھا کہ اس کی ماں بصارت سے معذور ہے اور امیر کی شادی ہی کرنی ہے اسوا اس کے کہیں سے امداد ملنے کی بھی امید نہیں آپس میں تقابض ہونے کی وجہ سے یہ ناممکن ہے کہ اس کا بھائی ایسی حالت میں بھی کسی طرح کی اعانت کرے۔ وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ ہندوستان میں لڑکی کی شادی گڑیوں کا بیاہ نہیں ہے سمجھتا سب تھا لیکن یہ سمجھ سکا تو یہ کہ کس طرح اس گتھی کو حل کرے ایک ہندوستانی لڑکا خواہ وہ کتنا چھوٹا کیوں نہ ہو اگر گھر میں قسمت نے اس کا ہاتھ بٹانے کے لئے کسی کو بھیجا نہیں کیا تو پھر بھی وہ ان تمام ذمہ داریوں سے برگشتہ مقدر نے اس کے سر پر ڈالدیں نہایت متانت کو سنجیدگی سے سبک ہونے کی کوشش کرتا ہے انہیں میں ایک احمد ہی تھا وہ ایف اے کا امتحان پاس کر چکا تھا اور میڈیکل اسکول کے پہلے سال میں تھا اس کی زبردست خواہش تھی کہ ڈاکٹر ہو جاوے اور یہی اس کی اکیلی آرزو تھی لیکن واقعات بتلاتے تھے کہ ایسا خیال است و محال است و جنوں اس کی ماں مجبور تھی کہ اس کو کالج سے ہٹالے اور اس طرح اس کی زندگی بظاہر برباد ہوتی نظر آتی تھی۔

امیرہ نے ڈاکٹر کو بلایا اس نے تشخیص کیا کہ یہ مرض دماغ سے تعلق رکھتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مریض کو کسی سخت ناکامی سے سابقہ پڑا ہے خدا کا شکر ہے کہ ڈاکٹر کی لگاتار کوشش اور امیرہ کی رات دن کی تیمارداری ضایع نہ گئی پندرہ دن صرف لگے لیکن احمد بالکل تندرست و توانا ہو گیا احمد نے پورے چھ سال کے بعد خدا کو اس دن باغ میں یاد کیا تھا اور اس سے امداد طلب کی تھی اس سے قبل اس نے بھولے سے بھی سجدہ میں قدم نہ رکھا تھا نہ کبھی مگر پر ہی اس کی یاد کی تھی عیش و آرام کے ایام میں وہ اپنے پیدا کرنے والے کو بالکل بھول گیا تھا جیسا کہ اکثر لوگوں کا ایسی حالت میں قاعدہ ہوا کرتا ہے افسوس و صد ہزار افسوس! وہ خدا جس نے سکہ ماورین غنا پہنچائی جب عالم وجود میں آئے تو طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا کو یعنے سن بلوغیت تک، آزاد ہی رکھا کہ ان دنوں میں عبادت کرنا سیکھے لے لیکن جب یاد کرنے کے دن آتے ہیں تو ہم کبھی بھول کر بھی اس کا خیال دل میں نہیں لاتے ہیں۔

"اے خدا! اے مالک کون و مکان! میں نے اپنی زندگی کو برباد کر لیا ہے تو میری مدد کر" وہ بے اختیار چیخ اٹھا صرف ایک امیرہ کا دم تھا جو اس کی حالت سے کماحقہ واقف تھی وہ اکثر اس کے پاس بیٹھکر اس کو سمجھایا کرتی تھی کہ خدا کی عبادت کرنا کوئی عجب نہیں ہے بلکہ بہترین عمل کرنے کا ایک ذریعہ ہے انسان کو اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت کرنے میں کسی قسم کی شرم نہ کرنی چاہیے اور جب مصیبتیں آتی ہیں تب ہی انسان اس مالک حقیقی کی طرف رجوع کرتا ہے بس کے اس سمجھانے پر احمد خدا کے سامنے جھک گیا مسجد سے پہر ایک دفعہ اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی اور احمد کو عبادت خدا کی طرف مائل کر دوا آلے والی مصیبتیں تکلیفیں انسان کے دل کو خدا کی طرف جھکا دیتی ہیں۔

صبح کا وقت تھا نسیم صبح کے سرد و معطر جھونکے شام جان کو فرحت بخش رہے تھے۔ احمد برآمدہ میں بیٹھا ہوا اخبار کے مطالعہ میں محو تھا کہ اس کی نگاہیں چند سطروں پر جم سی رہ گئیں دل سینہ میں اچھلنے لگا آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے جلدی جلدی سانسیں لینے لگا۔ کیا تھا؟ جلی قلم سے لکھا ہوا تھا:-

"ایک غریب پرور ان طالبعلموں کو جو میڈیکل ٹریننگ حاصل کرنا چاہتے ہیں معقول وظیفہ دینا چاہتا ہے۔"

امیرہ! امیرہ۔ وہ مسرت آمیز لہجہ میں چلایا، امیرہ فوراً دوڑی آئی اور اخبار دیکھنے لگی۔

الحمد للہ کہ یہ ایک عطیہ ہے جو منجانب اللہ عطا ہوا ہے تم ہی اس کے لئے درخواست کرو۔ اب اٹھا حاسر قم ہی اس سے محبت کرنے لگے ہو اور اسی پر توکل کیا ہے تو اس نے ہی تمہارے لئے ترقی کی راہیں کھولدی ہیں ہمیشہ اسی پر بھروسہ کرو تم اس سے بھاگتے لیکن اس نے فنا کشی کی اور آخر اپنے پاس بلا ہی لیا خوش آمدید اے گمگار و اور مرحبا اے متقی و پرہیزگار روح

وعظ سعید یا کھرا مولوی

وعظ سکھانے وعظ کہنے اور متاثر و بہوت کر دینے والے آسان رہنمان کے وعظوں کا مجموعہ ہے جو حضرت مولانا مولوی احمد سعید وظیفہ یاب سرکار نظام کے سرشار کن ۱۹ وعظوں کا مجموعہ ہے جو خلعت عنوانوں پر لکھے ہیں یہ پانچسو صفحہ کی جلد کتاب ہے اور زبان نہایت صاف و آسان ہے کہ ہندوستان کے ہر حصہ میں بھی اور موثر پڑھ سکتی ہے۔ تمام وعظ وامر و نواہی اسلام پر ہیں اور بڑی خوبی اور دلچسپی اس میں تمثیل سے پیدا کر دی ہے۔ یعنی کوئی وعظ ایسا نہیں جو متعدد حکایات الانبیاء قصص الاولیا اور صلحاء اور لطائف سے پُر نہ ہو گویا احادیث و نہیات شرعی کا بیان قصص و حکایت سے کیا ہے اور عوام کو متوجہ کرنے اور مواعظ ان کے لئے قابل عمل ہونے کے لئے بہترین طریقہ ہے اور پھر خوبی یہ ہے کہ یہ سب قصص و حکایات قرآن و حدیث سے ماخوذ ہیں

قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ (عہ) محصول ۸ رکل عگر

منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی کو لکھئے

بڑی ندامت کیساتھ

معاونین مولوی سے ان فروگذاشتوں کی معافی چاہتا ہوں، جن کی فراہمات کی تعمیل بہت تاخیر سے ہوئی، ہرچند کہ میں نے اپنی امکانی کوشش میں کمی نہیں کی، لیکن معاونین کی یہ عنایت کبھی نہیں بھولی جاسکتی کہ وہ باوجود علالتوں کے بھی اپنے مولوی کو بھی نوازتے رہیں، میرے پاس کوئی عنقا چیز نہ تھی وہی کتابیں اور قرآن شریف اور جگہ بھی نہیں لیکن انکا یہ احسان مولوی کے لیے حیات تازہ بن گیا جو انہوں نے قرآن شریف خرید کر مولوی کو نوازا جزاہم اللہ احسن الجزا، الہم افعل بہم

واقعہ یہ ہے کہ اس مرتبہ قرآن شریف اس قدر ارزاں ہدیہ ہوئے کہ سالہائے گذشتہ میں کوئی مثال نہیں ملتی اسی لیے طلب زیادہ تھی، بارش کی وجہ سے جلدیں بروقت طیار نہ ہوئی تھیں اور میری سب کوششیں رائگاں ہوجاتی تھیں اس سے اور بھی انفعال ہوتا تھا کہ دلی میں آنے والے بھائی بدخواری دفتر تک مجھے نوازنے آتے تھے اور ان کو طیار شدہ قرآن شریف نہ ملتے تھے، انکی یہ تکلیف انشاء اللہ ضرور راجو رہے گی، کیونکہ انکی نیت تو مولوی کی اعانت تھی،

اس سے بھی زیادہ ندامت

اس کی ہے کہ فرنکاتی خطوط کی صحیح تعمیل نہیں ہوئی، کام کی زیادتی کی وجہ سے ایسے خطوط موخر ہوجاتے تھے اب عید کے بعد جب انکا جائزہ لیا گیا تو بے حد غلطیاں ملیں اور میری عدم نگرانی نے ناظرین کو بہت تکلیف دی ہوگی، خدا کرے وہ اس فروگذاشت کو بھول چکے ہوں، اب شوال کا پرچہ پہنچنے کے بعد جن حضرات کے پتے تبدیل نہ ہوئے ہوں یا رمضان کا پرچہ نہ پہنچنے کی شکایت پر دوبارہ نہ پہنچا ہو، وہ پتہ بھی درست کرالیں اور پرچہ بھی دوبارہ منگالیں، اور گذشتہ غلط پر چشم پوشی فرمالیں، بدقسمتی سے میرا مددگار عملہ اپنی ذمہ داری کو محسوس نہیں کرتا اور میری ذاتی غفلت یا دوسری مصروفیت آنکھ بالکل فراغت سے آزاد کردیتی ہے اور میں ہی مجبور ہوں کہ اتنی ارزاں فروختی پر اس سے زیادہ گراں عملہ فراہم نہیں کرسکتا،

قرآنی پرچہ پاکٹ سائز

رمضان کا پرچہ قرآنی پروپگنڈے کے لحاظ سے عدیم النظیر رہا، اور ہر طرف سے پسند کیا گیا، الحمدللہ کہ مولوی کی یہ خدمت بہت مقبول ہوئی، میرے پاس صرف پانچ پرچے زائد تھے جن میں سے تین سو پرچے تقسیم کردیے، دو سو پرچے ابھی اور روک لیے ہیں کہ خریداروں میں ان بھائیوں کو بھیجے جائیں جن کو درمیان کی درست پرچہ نہ ملا ہو،

رمضان کے پرچے کی مقبولیت کا اندازہ اس سے فرمایئے کہ مولوی عبدالودود صاحب ناظم کتب خانہ نذیریہ نے مجھے اجازت طلب کی ہے کہ وہ قرآن والا مضمون چھپوا کر تقسیم کردیں، مجھے اس سے کب انکار رہتا، بلکہ میں نے یہ خدمت ہی اپنے متعلق کرلی کہ میں آپ حضرات کے ذریعہ اس کو تقسیم کردوں، وہ صاحب خیر حضرات کو اسمیں شریک کررہے ہیں غالباً یہ دس ہزار چھپے گا، آپ سب حضرات نے تو وہ مضمون پڑھ ہی لیا ہے، اب دوسرے بھائیوں کے پتے بھیجدیجئے تاکہ یہ ندائی پیغام ہر مسلمان تک پہنچ جائے، جن بھائیوں نے پہلے نام و پتے بھیجے تھے ان میں سے تین سو کو تو رمضان کا پرچہ بھیجا جاچکا ہے اور نام میرے پاس محفوظ ہیں، ان کے علاوہ آٹھ نو ہزار نام و پتے اور چاہئیں، چونکہ طلبا کے نام نہ لیجئے بلکہ ایسے لوگوں کے نام چاہئیں جو قرآن و قرآنی تعلیم سے ناآشنا ہیں، یا ان کو تفاسیر و تراجم قرآنی پڑھنے کی مہلت نہیں ملتی، وہ اس مضمون سے اختصاراً قرآنی معلومات بہم پہنچالیں گے

جو بھائی اپنے پاس سے پوسٹیج نہ خرچ کرنا چاہیں وہ کھلے لفافہ میں (بغیر ٹکٹ کے) بیرنگ بھیجدیں ایسا کھلا منہ والا لفافہ یہاں بیرنگ ہوکر ایک آنہ میں مل جائے گا بند منہ ہوگا تو ۲ آنہ دینے پڑیں گے، لفافہ کے اوپر ایک کونہ میں لکھدیجئے بک پوسٹ حسب قواعد ڈاکخانہ نمبر ۳، جو لوگ اپنے پاس سے ٹکٹ لگانا چاہیں وہ ایسے بک پوسٹ لفافہ (کھلا منہ) پر صرف دو پیسے کا ٹکٹ لگادیں اور مذکورہ عبارت لکھدیں وہ یہاں مجھے پیڈ مل جائے گا، یہ ضرور نوٹ کرلیں کہ اس لفافہ کے اندر سوائے پتوں کے دوسری کوئی بات نہ ہو،

آپ کی یہ محنت بھی تبلیغ اسلام میں داخل ہے، کیونکہ اس ذریعہ سے جو لوگ معلومات قرآنی حاصل کرینگے اس کا ثواب آپ کو بھی ملے گا،

جو حضرات اس کار خیر میں روپے سے شریک ہونا چاہیں، وہ روپیہ تو ہرگز نہ بھیجیں صرف اطلاع دیدیں کہ کیا دینا چاہتے ہیں، اگر ضرورت ہوئی تو ان سے منگا لیا جائے گا، تاکید اً پھر عرض ہے کہ روپیہ ہرگز نہ بھیجیں صرف اطلاع عدد دیدیں

بخاری شریف ختم ہوگئی

بخاری شریف رمضان کے پرچہ شایع ہونے کے دو روز بعد ختم ہوگئی تھی، رمضان شریف میں اس کی بہت طلب تھی، اب نیسری جلد چھپ رہی ہے، لیکن میرے پاس اس کے ختم کرنے اور جلدیں طیار کرانے کے لیے روپیہ نہیں ہے، رمضان شریف میں جو کچھ قرآن شریف سے آمدنی ہوئی تھی وہ کاغذ کے قرض میں ادا ہوئی، اب پھر وہی خالی جیب ہے جو ہمیشہ سے خالی تھی، تجاری شریف کے خریداروں سے اتنی درد جانبا ہوں کہ وہ محصولڈاک واجب الوصول بجائے وی پی وصول کرنے کے منی آڈر کے ذریعہ بھیجدیں، انکو نوہر حال وہ دینا ہے اب دیدیں گے تو میری پریشانی دفع ہوجائے گی، اور ان کو تحفہ بخاری کا ثواب بھی مل جائے گا، تیسری جلد کا محصولڈاک ۹ ہوگا، یہ حساب ہے سمجھ کر بھیجدیجئے

جن حضرات کو پہلی جلد اور دوسری جلد الگ الگ ملی ہے وہ پہلی جلد کے ۸، دوسری کے ۹ اور تیسری کے ۹ کل یہ بھیجدیں،

جن حضرات کو اول دوم جلد ساتھ ملی ہیں وہ دونو جلدوں کے ۱۵ اور تیسری جلد کے ۹ کل ۲۴ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں

جن حضرات کے کئی کئی جلدیں منگانی ہیں وہ سابقہ محصول کا حساب کرکے تیسری جلد کے محصول کا اور اضافہ فرمالیں، رجسٹر سے منگانے والے کچھ نہ بھیجیں،

میری ضرورت ایسی شدید ہے کہ صاحب الفرض ہونے کی حیثیت سے اگر یہ کہدوں کہ ۲ نہیں سی آمد بھی اسی میں سے دیدیں تو آپ اس کو اہانت تصور نہ فرمائیں

کتاب الاسلام

الحمدللہ خوب جاری ہے اور بے حد مقبول ہے اسلام کے شیدائیوں کی ہمت بہرے خطوط بھی اس کی تعریف میں بہت آرہے ہیں، اچھے آپ سب محفوظ ہیں، سوائے رمضان کی چند مصروف تاریخوں کے جن حضرات کے خطوط آئندہ دو ماہ میں نہ پہنچیں وہ دوبارہ لکھدیں، حقیقتاً یہ کتاب الاسلام کی تعریف نہیں بلکہ آپ کی اسلام دوستی کا مظاہرہ ہے،

خدائے کارساز کا واقعی یہ فضل ہے کہ ایسی نایاب کتاب اردو میں آگئی، ورنہ میں کیا اور میری کوشش کیا، اکثر بھائی قیمت کی شکایت کرتے ہیں، آپ ذرا حاب تو کیجئے کہ ۱۲ سو صفحے ضخامت چمڑے کی جلد اور چار روپے قیمت اور پھر معلومات اتنی کہ پورا اسلام اور پورا اسلامی کتب خانہ اس کتاب میں، ان سب کو چھوڑ دیجئے اگر میں بارہ آنے مجھے مل جاتے ہیں تو کیا میں وہ کہا لیتا ہوں وہ پھر آپ کو مولوی کے ذریعہ واپس مل جاتے ہیں، کبھی کہاں گیا کھجڑی میں، میں تو آپ کا وہی پچاس روپے کا نوکر ہوں اپنی کو چاہے اور ڈھوں چاہے پچھاڑ لے

نصف صدیہ میں دو ترجمہ والا معجز نما قرآن شریف کامل تفسیر

آپ حضرات میں سے کس کس نے اب تک نہیں طلب فرمایا

میرے پاس تو تقریباً ختم ہو گیا

اب اور تاجروں سے نفع دے کر لے رہا ہوں، اور زیادہ طلب نہ ہوئی تو ایک مہینہ نشاید اور نجھ جائے پھر تو وہی پانچ روپے میں ملے گا کیونکہ نیا اڈیشن محرم ۱۳۵۳ھ سے قبل کسی طرح پریس سے نہیں آسکتا، اس لیے آپ حضرات میں سے جو صاحب ابتک اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہ گئے ہوں وہ فوراً طلب فرمالیں، صرف اتنی اجازت کے ساتھ آرڈر بھیجیں کہ اگر ۶ میں ممکن نہ ہو تو دو روپے وس آنے میں بھیجدوں، یقین فرمایئے کہ میں یہ کوشش تو ضرور کرونگا کہ ڈھائی روپے میں ہی فراہم کروں تاہم ۲ زائد کی اجازت ضرور دیدیجئے، یہ اجازت ہی صرف ان سے لیتی ہے جو ایک جلد منگاتے ہیں، ایک سے زائد جلد منگانے والوں کو ۲ گراں ہونگے ان سے یہ درخواست نہیں ہے،

معجز نما قرآن اتنا کیوں مقبول ہے، (۱) اس لیے کہ اب کل وہ بیملے پاجزوبے کے ڈھائی روپے میں ہدیہ ہو رہا ہے (۲) اس لیے کہ باوجود کامل چمڑے کی نفری جلد اور جلد کے بھی وہ ڈھائی روپے میں ملتا ہے (۳) اس لیے کہ اس کی طباعت ہندوستان کے سب قرانوں سے افضل ہے، اس لیے کہ اس میں دو ترجمہ ہیں اول ترجمہ لفظی مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دوسرا ترجمہ مولانا شاہ اشرف علی صاحب کا بامحاورہ ہے (۵) اس لیے اسمیں بہت بڑی تفسیر ہے اور اتنی کامل تفسیر اور کسی بڑے سے بڑے قران میں بھی نہیں ہے (۶) اس لیے کہ وہ باوجود مفصل ہدیہ ہونے کے ضخامت وہ ہی ہے (۷) اس لیے کہ وہ ضخامت میں بھی مروجہ تمام قرانوں سے زیادہ ہے ایک ہزار سے زائد صفحات ہیں، یا قریب قریب (۸) اس لیے اس کے ابتدا ایک بہت طویل مقدمہ ہے اتنا بڑا مقدمہ اور اس قدر معلومات قرانی سے پر مقدمہ کسی قران مجید میں نہیں ہے (۹) اس لیے کہ اس سے زیادہ صحیح قران بڑی سے بڑی قیمت کا بھی نہیں ہے، پھر یہ سب باتیں دیکھئے اور صرف ڈھائی روپے اب اگر قران شریف فنے جلدی ختم ہو جائے، یا مہینہ پندرہ دن بعد بالکل نہ ملے تو تعجب کی کونسی بات ہے

ھدیہ مجلد چرمی کامل صرف ڈھائی روپے محصول ڈاک ایک روپیہ، دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بجھ سے ناراض ہے کہ تو اس کے ظلوں بدنہ چلا روح نکلنے پر اس کو لیکر آسمانوں کی طرف چڑھتے ہیں اور دروازہ کھلواتے ہیں آسمان والے فرشتے پوچھتے ہیں کہ کون شخص ہے ساتھ والے فرشتے اسکا نام اور پتا بتلاتے ہیں پس آسمان والے فرشتے کہتے ہیں کہ مبارک نہ ہو ایسے شخص کو جو ناپاک تھا اور بدن ناپاک میں تھا پس تو لوٹ اور رسوا ہو ۱۲ پھر بھیجے سے مراد یہاں ملک الموت اور اعوان ملک الموت ہیں وہ گھر کر پھر کے ساتھ یہ سوال ان سے کریں گے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور جو معبود تم نے ٹھیرائے تھے وہ اب کہ حرہیں کہاں ہیں اب آئیں تم کو چھڑائیں، بچائیں وہ جواب ۱۳ دیں گے کہ ہم نہیں جانتے کہ

ع کہ ہر غائب ہونگے اب وقت ۸

پر کچھ ہمارے کام نہ آئے یہ ان کا اقرار ہو گا وقت موت کے اپنی جانوں پر کفر کا اللھم احفظنا ۱۲ منہ ف قائل اس قول کا کہ تم داخل ہو ہمراہ اُمم گذشتہ کے اللہ پاک سے حرف فی بمعنی مع ہے یا یہ قول مالک خازن نار کا ہے امت کو امت یعنی ہمزن کہا اس اعتبار سے کہ دین ۴

ملنے کا پتہ حسب ہدایت پریس دہلی

فِيهَا جَمِيعًا ۙ قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا

بیچ اس کے سب کہیں گے پچھلے ان کے واسطے اگلوں کے اے رب ہمارے انہوں نے گمراہ کیا تھا ہم کو

سب جمع ہو جاویں گے تو پچھلے لوگ پہلے لوگوں کی نسبت کہیں گے کہ ای ہمارے پروردگار ہم کو ان لوگوں نے گمراہ کیا تھا

فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۖ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ

پس دے ان کو عذاب دوگنا آگ سے کہے گا واسطے ہر ایک کے دوگنا ہے

سو ان کو دوزخ کا عذاب ہم سے دوگنا دیجیے۔ اللہ تعالیٰ فرماویں گے کہ سب ہی کا دوگنا ہے لیکن (اجی) تم کو (خبر) نہیں

وَلَٰكِن لَّا تَعْلَمُونَ ۝ وَقَالَتْ أُولَاهُمْ لِأُخْرَاهُمْ فَمَا كَانَ

و لیکن نہیں جانتے تم ۳ اور کہا اگلوں ان کے پچھلوں سے پس نہ ہوئی

جب نہیں اور پہلے لوگ پچھلے لوگوں سے پس ہیں گے تم پر ہم تم کو (ہم پر)

لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ

واسطے تمہارے اوپر ہمارے کچھ زیادتی ۱۴ پس چکھو عذاب کو بسبب اس کے کہ تھے تم

کوئی فوقیت نہیں سو تم بھی اپنے کردار کے مقابلہ میں عذاب کا مزہ

تَكْسِبُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا

کماتے تھے تحقیق جن لوگوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری کو اور تکبر کیا ان سے

تھے رہے جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں اور ان کے ماننے سے تکبر کرتے ہیں

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ

نہ کھولے جائیں گے واسطے ان کے دروازے آسمان کے اور نہ داخل ہوں گے بہشت میں یہاں تک

ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جاویں گے اور وہ لوگ کبھی جنت میں نہ جاویں گے جب تک کہ

۔ مطبوعات ۔ مکتبہ حمیدیہ پریس دہلی

لیجئے آسان ترجمہ والا قرآن ایک (رمضان) ہی ماہ میں ختم ہو رہا ہے

سستا ھدیہ ہو تو یہ وقت ہوتی ہے

ابھی پورا ایک مہینہ بھی نہیں ہوا، کہ آسان ترجمہ والہ قرآن شریف صرف پانسو باقی رہ گیا، جہان سستا ہدیہ ہوا اور دو کانداروں نے مال بھرنا شروع کر دیا، ایک ایک خریدنے والے بھائی اسی میں رہتے ہیں کہ اب نہیں اگلے مہینے میں، اور یہاں ذخیرہ ختم ہو جاتا ہے، صرف پانسو قرآن شریف ہے جس جس کا جی چاہے لے لے، یہ قرآن شریف بھی نصف ہدیہ میں فروخت ہوا۔ اور بڑے بڑے تاجر اور چھاپے خانے والے حیران و مستعجب تھے کہ ۲۹ سے ۳۲ تقطیع کا مترجم، مفسر، خانشدہ قرآن شریف اور وہ بھی مجلد جرمی پشتہ آخر کس حساب سے فروخت ہو رہا ہے، حساب کتاب کچھ نہیں مقصد تو یہ ہے، کہ مولوی کے خریداروں کے لئے ڈھونڈ ڈھونڈ کے قرآن شریف لانے اور حیرت کن نرخوں پر ہدیہ کرنے، فائدہ ہوا تو ناظرین کا کہ مولوی میں وہ روپیہ لگ گیا، نقصان ہوا تو ناظرین کا کہ مولوی قرضدار ہو گا تو وہی نقصان و قرضہ کو بھی پورا کرتے ہیں، اس لئے مجھے تو نہ نقصان سے غرض نہ فائدے سے، جب تک ہے اور مل سکتا ہے حاضر ہے اور جب نہیں ہو گا تو پھر آپ میں سے جو رہ گیا وہ رہ گیا

ڈیڑھ روپیہ ۱½

اتنے جلدی کیسے ھدیہ ہو گیا

سننے سے پہلے تو خدا کا کرم اور معاونین مولوی کی حسن نیت، اسباب یہ ہیں کہ ایک تو ترجمہ آسان لفظی سحر البیان علامہ شاہ رفیع الدین صاحب کا، دوسرے تقطیع مولوی کے صفحہ سے بھی بڑی تیسرے کتابت بہت خوشنما چوتھے حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن، چھٹے خانشدہ، ساتویں کاغذ خوب موٹا اور سفید، آٹھویں جلد بھی مضبوط جرمی پشتہ بھی چمڑے کا اور نقرئی، دسویں ڈیڑھ روپیہ میں اب ذرا ڈیڑھ روپے کو دیکھئے اور اتنی خوبیوں، اب بھی اگر ہاتھوں ہاتھ نہ جاتا تو کب جاتا، اور اعلان ہی ہوا تو رمضان میں، فقہ مختصر یہ کہ اب فقط پانسو باقی ہیں، اور یہ سن لیجئے کہ چھ ہزار چھپا تھا، **ہدیہ مجلد چرمی ڈیڑھ روپیہ محصولڈاک ایک روپیہ** پانچ جلدوں پر اب کوئی رعایت نہیں اور نہ اس سے آگے **حمیدیہ پریس دہلی**

تفسیر موضح القرآن

وا یعنی بیوند لے اپنے دین اور کتاب کا علم چھوڑ دیا اور لگے علم سحر کی تلاش کرنے۔ سحر لوگوں میں دو طرح کا ہے ایک حضرت سلیمان کے عہد میں آدمی اور شیطان لے رہتے تھے ان شیطانوں سے سیکھا وہ یہود اسکو نسبت کرتے تھے حضرت سلیمان کی طرف کہ انہوں نے پہنچا ہے اور انکو حکم جن وانس پر بھی کے زور سے تھا سو اللہ نے بیان کر دیا کہ یہ کلمہ کفر کا ہے سلیمان کا کام نہیں اسکے عہد میں شیطانوں نے سیکھ لیے اور دوسرا سحر ہاروت کی طرف سے وہ شہر بابل میں دو فرشتے صورت آدمی رہتے تھے انکو علم سحر معلوم

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ ۖ وَمَا كَفَرَ						
اور پیروی کرنے لگے اس چیز کی جو پڑھتے تھے شیطان			اوپر	وقت	سلیمان کے	اور نہیں کفر کیا
سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَ						
سلیمان نے	اور لیکن	شیطانوں نے	کفر کیا تھا	سکھاتے تھے	لوگوں کو	جادو اور
مَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ ۚ وَمَا يُعَلِّمَانِ						
پیروی کرتے تھے اس چیز کی کہ اتاری گئی اوپر دو فرشتوں کے بیچ شہر بابل ہاروت ماروت						اور نہیں سکھاتے تھے وہ دونوں
مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۖ فَيَتَعَلَّمُونَ						
کسی کو	یہانتک کہ کہتے تھے سوائے اس کے نہیں، کہ ہم آزمایش ہیں، پس مت کافر ہو۔					پس سیکھتے ہیں۔

لاثانی بلاترجمہ نورانی بچوں کے لئے سب سے بہتر قرآن شریف

ہے اس سال کا بہترین تحفہ ہے دعوی ہے کہ کتابت کے لحاظ سے اس سے بہتر قرآن شریف دنیا بھر میں نہیں ہے، اور نہ آئندہ لکھا جا سکتا ہے (۲) اس حجم اور تقطیع پر اس سے زیادہ صاف اور چھپا ہوا اور کوئی قرآن شریف نہیں ہے (۳) نہایت صحیح ہے ادھر ایک اعراب کی بھی غلطی نہیں، (۴) بچوں کے پڑھنے میں بہت سہل ہے کیونکہ اعراب بالکل ٹھیک ہیں (۵) دوسرے قرآنوں کی نسبت اسمیں سبق جلدی یاد ہوتا ہے (۶) اسا دپر پڑھانے کا بار اس کی کتابت کی خوبی کی وجہ سے کم پڑتا ہے (۷) ہر پارہ علیحدہ ہو سکتا ہے تاکہ ساتھ میں جلدیں ہو اکر دیدیں (۸) چھپائی اس قدر صاف ہے کہ دہلی کا کوئی اور قرآن شریف اس سے بہتر نہیں (۹) جلد اس چمڑے کی ہے کپڑے کی نہیں ہوا لگی (۱۰) بہت سستا ہے اس سے نصف خوبیوں کا بھی اور کوئی قرآن اس ہدیہ کا نہیں صدیہ مجلد چرمی کامل نقرئی صرف سوا روپیہ محصولڈاک ۱۳ر ۵ جلد پانچ روپے دس آنے، محصولڈاک دو روپے گیارہ آنے اس سے آگے کوئی رعایت نہیں، ریل کے ذریعہ منگائیں تو قیمت بھیجئے، ملنے کا پتہ **حمیدیہ پریس دہلی**

بڑی سوانح عمری

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان صحت تاریخ خوبی کاغذ صفائی طباعت کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے تاریخ عرب اور سیاد رسول سے لیکر وفات تک کے حالات نثر دلنشیں میں درج ہیں اس کتاب میں عاشق رسول مصنف نے ایسے نازک اندازمیں لکھا ہے کہ اسکا مطالعہ بجائے بصیرت افروز ہونے کے بیت کشا دہ ہو پر نتو آپ کے رسول کی صداقت کا سوا نحصر پڑھی ہوگی لیکن اس کا مطالعہ آپ کی حیات دینی میں خاص جوش پیدا کریگا ضخامت ۵۶۷ صفحات قیمت اعلیٰ عمدہ عاشق قیمت مجلد ۱۲ر محصول ۹ر

پانچ مقدس ہستیاں

۱ سوانح انبیا یعنی رسول کریم کی سوانح عمری آسان زبان میں دلچسپ انداز بیان میں ۹۶ صفحے۔

۲ صدیق الرسول رفیق رسول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کے حالات نہایت دلچسپ و موثر ۱۴۴ صفحے

۳ فاروق الاسلام حضرت عمر فاروق کی سوانح عمری کے دلچسپ حالات عمدہ نوٹوں اور تصویروں کی بہتات کے موافق

۴ جامع القرآن عثمان نوٹوں اور تصویروں کی زینت کو ملحوظ رکھکر حضرت عثمان کے حالات لکھے ہیں۔

۵ شیر خدا حضرت علی اور حضرت خاتون جنت کے حالات ان پانچ ہستیوں کے تعلقات یہ پانچوں کتابیں ایک جگہ مجلد ۴ ۴ ضخامت قیمت ۱۲ محصول ۸

سیرت غوث پاک

آسمان تصوف کے آفتاب حضرت پیران پیر غوث الاعظم کی بڑی سوانحعمری دنیا کا کونسا فرقہ ہے جہاں محبوب سبحانی حضرت عبدالقادر جیلانی کے عقیدتمند موجود ہیں آپکے اس اندازسے اس قدر مفصل حالات بڑے پیر کے اردو زبان میں نہیں چھپے ہے جیسے کہ اس کتاب میں ہیں اسی وجہ سے اسکا پہلا ایڈیشن غوث پاک کے پرستاروں نے ہاتھوں ہاتھ لیا اس کتاب میں آپ کی ولادت سے لیکر وصال تک کے حالات ہیں خصوصاً حضور کی کرامات بہت مفصل ہیں نہایت اعلیٰ چھپائی اور کاغذ ہے قیمت مجلد عمدہ روپے محصول ڈاک ۱۲ عہ (ریجی)

چھیانوے اولیاء

عوام کے حالات انکی کرامات ان کے خوارق عادت تعلقات انکی داعیانہ تبلیغ اسلام ان کی تعداد ان کے اسرار بالغہ ان کی الوہیت کا اتحاد اس کتاب سے ہوتا ہے اس کتاب کا نام تذکرۃ الاولیاء ہے یہی وہ کتاب ہے جو جس میں اکابر اولیاء ماضیہ کے حالات ہیں انہیں ہندوستان کے بھی ہیں اور ایران کے بھی عراق کے بھی ہیں اور شام کے بھی حجاز کے بھی ہیں اور یمن کے بھی مشرق و مغرب کے بھی ہیں اور بعید کے بھی یہ کہنا بے خطا سیرہ لوگوں کی تعلی آئینہ ہو بلکہ تقطیع ضخامت ۴۰۰ صفحات قیمت عمدہ عاشقی ۱۰ر محصول ڈاک ۱۱ر

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام لیکر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں انکے حالات کا ذکر اس شریف میں کر رہے ہے کی مکمل سوانح عمری سے بڑی مستند کتابوں سے مستنبط ہے ۴۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے انبیا کے حالات ظاہر ہے کہ عجیب و غریب حالات سے پر ہونگے سب سے ہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ بچگانوں کے مختصر ترین ریاضات کے مقابلہ میں امت محمدی کی ملکی عبادتوں اور اعلیٰ اجر سے عبادات الٰہی کی توفیق ہوتی ہے بہتی ضخیم کتاب اور ہدیہ بہت کم مجلد عہ رعاشق ۱۲ر محصول ڈاک ۹ر کل عہ

الفاروق مجلد

کیا اسلام تھے اور کیا ہم ہو گئے ہو الفاروق میں کیا تھا اس میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی کی زندگی کے مختصر حالات ہیں یہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کی نورانی زمین پر پھر پیدا نہیں ہوا انصاف اس کی فرضی رعایت عدل پر عیش کرنے والو ذرا اس عدل فاروقی کے حالات پڑھ جب معلوم ہوگا کہ عدل کسے کہتے ہیں مساوات مساوات کے سراپٹے والو ذرا اس جلیل المرتبت صحابی کی شان مساوات تو دیکھو بیت المقدس میں شاہ ظلم ہے مگر کس طرح غلام سوار اور آقا جمار بردار حضرت کے سب سے بڑے بادشاہ کے حالات پڑھو ۲۰۰ صفحے مجلد ۱۲ر

امام ابوحنیفہ

کے حالات پڑھنے چاہئے ہر حنفی مسلمان کے لئے ضروری ہیں کیونکہ جن کی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بخبر رہنا ہی ناموزوں ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارناموں مناظروں اور دقیق مسائل کے حل کرنے کیلئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کا سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جس سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں درحقیقت میں امام موصوف کا یہ بابہ الانبیاء فن ہیں ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت عمدہ عاشقی ۷ر محصول ۷ر

الہارون

خلفائے عباسیہ میں جلیل القدر بادشاہ ہارون رشید کی سوانح حیات اس میں ان ابتدا میں تاریخ عرب کے حالات عہد رسالت تجارت نسب قبائل عرب ایسے کی تاریخ اس کے بعد عباسیوں کی تاریخ ہارون بادشاہ رشید کی تخت نشینی ہارون رشید کا زمانہ خلافت کمال عروج زوال خاندان برمکی ہارون رشید کی خلافت کا آخری زمانہ اور وفات ہارون ہارون رشید کے عجیب حالات نہ صرف ہارون بلکہ برمکیوں کی الف اور عروج زوال خاندان اسلامی کے تغیرات کا تفصیلی ضخامت ۴۰۰ صفحات قیمت عمدہ عاشقی ۱۲ر محصول ڈاک ۸ر کل عہ

پانچ برگزیدہ صوفی

۱ امام غزالی تصوف کے سب سے بڑے علمبردار ۲ حالات اسرار ربانی بزرگ کے حالات قیمت ۸ر

۲ مولانا روم جن کی مثنوی مست قرآن ہندوستان ہمہ وسیع انتخاب شرح مثنوی قیمت ۸ر

۳ حافظ شیرازی دیوی شیراز کا صاحب عرفان دیوان کے دیوان کی فی فائدہ صحیح زبردست قیمت ۳ر

۴ شیخ سعدی شیرازی کی کرامات کے بیان بلند پایہ بیسیوں حکایتیں ہیں جو بڑے ہی مہک رہے ہیں قیمت ۳ر

۵ [illegible] مجدد الزمان صوفی معانی جن کی [illegible] ہندوستان قیمت ۳ر

پانچوں ایک وقت میں منگانے پر محصول ۸ر

گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا سید سلیمان ندوی کی تاریخ نگاری میں جو مولانا مرحوم کو شہرت علی ہوچکا ہے اور تحریری دلنشینی جو انکی مقناطیسی قلم سے شاید ہی کسی دوسرے کو حاصل ہوا اس کتاب میں جب ذیل مشاہیر کے حالات میں محمود ایاز علی بیگ اعوج بن عنق قوم جلیلہ قتل ابوالکرم ابن مہر حسان بن ہانی خلافت بنی امیہ بلال الیہ رسالہ میر علی شیر چغتائی ان مشاہیر کے حالات پڑھنے سے معلومات میں اضافہ ہوتے کے ساتھ لطف لازم ہے قیمت عمدہ رعاشقی بارہ آنے محصول ڈاک ۷ر کل ایک روپیہ تین آنے

کفرستان کے تین ولی

حضرت خواجہ معین الدین اجمیری آپ کی بدولت ہندوستان میں آدھ تبلیغی سرگرمیاں کرتا ہے حاضرین سے مقابلہ اور بدیہ طرق فی دین اللہ ضیاء جا۔

۲ حضرت بابا فرید گنجشکر آپکے خاندان کے حالات لقب کی وجہ خواجہ بختیار کاکی کے عقیدت چلہ تبلیغ دین کرامات کا ذکر اور عبرت خیز حالات

۳ سیرت صابر کلیری آپکے ابتدائی حالات مجاہدات مرشد کامل لنگر تقسیم کرنا اور فوت نہ کھانا صابر کا لقب پانا خرقہ خلافت حاصل کرنا کلیر شریف بجانا اور جلالی کرامات کا ظہور تینوں کی قیمت عمدہ محصول ڈاک ۷ر

کتاب الاسلام

اسلام اور فقہ اسلامیہ کی معلومات کی وہ سب سے بہتر (اردو) کتاب جس کا پہلا ۱۰ ویں صدی میں چھپنے میں ہدیہ ہوگیا اور جس کو ۸ بڑے بڑے عالموں نے مرتب کیا اور جس کی ایک ذرا سی کوتاہی پر کتابت شدہ کتاب دی کلوڑی اور ذرا سی بات پر آٹھ سو روپے برباد ہوگئے اور جس معلومات اسلامی کی کوئی بھی علمی یا فنی بات نہیں چھوڑی گئی، اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد ایک مسلمان کو معلومات اسلامی کے سلسلہ میں کسی اور کتاب کے پڑھنے کی مطلق ضرورت نہیں رہتی، اس کی ضخامت ۱۲ سو صفحات ہیں، کاغذ بہت اعلیٰ ہے مجلد چرمی ہے اور قیمت صرف چار روپے مصولڈاک ۱۲ عمر لیجیے

بہشتی زیور کامل

مجلد چرمی نہایت اعلیٰ یہ نفیہ حنفیہ کا پورا انصاب ہے اس کے گیارہ حصے ہیں حصہ اول بچے اور بچیوں کے عقائد و ضروریات اور نماز کے مسائل حصہ دوم زکوٰۃ حج قربانی حصہ طلاق نکاح، بہترین عورت بچیوں کا حصہ معاملات حقوق معاشرت زوجین حصہ اصلاح باطن تہذیب اخلاق حصہ اصلاح رسوم مروجہ شادی غمی حصہ نیک بیویوں کی حکایتیں حصہ ضروری اور مفید علاج۔ حصہ دنیا وی ہدایتیں حصہ مردوں کے لئے خاص خاص مسائل یہ سب ایک جگہ مجلد ہیں ضخامت ۱۰ صفحے قیمت مجلد چرمی دو روپے مصولڈاک عمر کل سے

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف رکن دین مجلد نور سیم ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں جو ہمیں کا حال اس کتاب میں نہ ہو غرضکہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب بھی منگائیے ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر چھوٹے بڑے مسئلے سے واقف ہو جائیں گے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے یہ ایڈیشن مصنف نے بجد قانونی خوبی چھپوایا ہے ۲۵۰ صفحات قیمت مجلد دس آنے محصول ڈاک ۷ رکل عمر

نماز کے عملی فائدے

فائز پڑھنا بلا ہر خدا کے حکم کی پابندی ہو لیکن میں اسکے ہزاروں فوائد نہاں ہیں جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں رہ جائینگے کہ نماز مجھے اتنا فوائد کی اچھی ضروریات کو کس حد تک پورا کرتی ہے اس کے علاوہ اس کتاب میں ہر ضرورت کی علیحدہ نماز ہے اور تنہا نماز کی بھی حل مشکلات ہے اور تنہا نماز ہی سے دینی اور دنیا وی فائدا الرامی مطلب ہوتی ہے ایک جدید امکان مصری عالم کی کتاب مرصاد العباد کا اردو ترجمہ ۳۰۰ صفحات قیمت ۲ رمحصول ۲ ر

تفسیر موضح القرآن

اردو تفاسیر کے ڈوبتے ہوئے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کی مقبول ترین کی شاندار کامیاب اردو تفسیر جس کو ہر مؤمن مفسر نے اپنے لئے شمع راہ ہدایت بنایا اب بھی ویسی ہی مقبول ہو جیسے پہلے تھی اس کے قدردان اب بھی ای کوڑی موڑ مٹھے ہیں لاکھوں چھپتی ہے اور اب ہدیہ ہو جاتی ہے ۱۲ سال کی طباعت سال ماسبق سے بہتر ہے اور اتنی سستی ہو رہے قرآن شریف کی تفسیر اور کونی بیس بڑی تقطیع کے ۱۴۰۰ صفحے کی تفسیر ہے دنیا جانتی ہے کہ مجلد کی قیمت ساڑھے چار روپے سے ایک پیسہ کم نہیں ہوئی اب حاتی مجلد ساڑھے تین روپے مصولڈاک عمر

تفسیر ام الکتاب

اکمہ شریف کی تفسیر ہے مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم اسی سے شروع ہوتی ہے کوئی مسلمان ایسا ہی نصیب ہوگا جس نے یہ سورت یاد نہ کیا ہو لیکن آپنے سر جھکا کر اس میں کیا کیا معارف ہیں اس کتاب میں محمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ پورے سو صفحے میں آئے ہیں اور یا اصل کی وہ دو مکالمتیں اور بیانات لطیفہ ہیں کہ آپ جو چاہیں آجائینگے حضرت مولانا احمد سعید کی لکھی ہوئی ہے حنفیہ عقائد کی آئینہ دار ہے اور اس میں صدہا اعمال بھی ہیں ۱۰۰ صفحات قیمت غیر تہی ایک ۱۲ محصول ڈاک ۷ ر کل ایک روپیہ تین آنے۔

پارہ مجالس

وعظوں کی آسان اردو میں سب سے پہلی کتاب اس میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں ۱۔

..... ۱۱ مستی باری تعالیٰ، توحید کے پر دانے توحید الٰہی ثبوت و رسالت ختم نبوت فضائل رسول اسوہ رسول محرم محبت رسول فضائل واخلاق حسن معاشرت اسلامی وحدت اسلام مع حقوق کے حقوق راقعات کربلا یہ بہت ہی مقبول کتاب ہے درآسان وعظوں میں سب سے بہتر کتاب ہے اس کی فیملیہ ہے کہ بہت ہی تہذیب اردو جاننے والے بھی بہت آسانی سے پڑھ لیتے ہیں۔

قیمت مجلد ۱۲ رمحصول ڈاک ۷ ر

گھر کا مولوی مجلد

مجلد، جس کی وعظ کی بے نظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی مرتبہ ہے اس میں ایک سو سات وعظ ہیں جس میں تمام امراض روحانی عرض حسد بغض دنیا تکبر چوری تہمت ہر گمانی بخل غصہ غلامی زنا، سعایت غرضکہ ترتیب وار تمام نقائص انسانی کے متعلق وعظ ہیں اغلاط و زیادت ہیں تیرا ہی جمیع انعام الٰہی اور برکت ایزدی اخلاق حسنہ کے متعلق ہی بہت سے وعظ ہیں، اگر اس کتاب کو منگا کر ہر حنفیہ اپنے محلہ یا قصبہ یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کر کے ایک ایک وعظ بیان کر دیا جائے تو بہت فائدہ ہو قیمت ڈیڑھ روپیہ

اوراد وظائف

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی تدبیر دعا مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں پھر انسانی ہمتی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے، کام اوراد و وظائف ہو یہی انسانی مکان کا آخری زینہ ہے یہیں وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں فقراء کی کرامت اپنی اوراد و وظائف میں مضمر ہے ان میں بہت خوبیت محمدیہ تجربہ ناپیدا ہیں ہر وظائف کے ساتھ قرآن پاک کی بہت ہی محبوب دعائیں ہیں بہت ہی مقبول ہونے کی وظائف کو ہے کیونکہ یہ بہت نایاب ہیں۔

قیمت دس آنے محصول ڈاک ۲ رکل عمر

قرآنی دعائیں

آپ کی دعا کیوں قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو پھر خدا کے فضل سے آپ کی ہر دعا قبول ہو اگر آپ بے اولاد ہیں گے تو صاحب اولاد ہو جائینگے مفلس پتی زردار بنینگے بے یار ہیں تو مددگار ملیں گے فراق کشیدہ ہیں تو صاحب وصال ہوں گے پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائینگے فرشتے آپ کے ہر مراد کی کلید قرآنی دعائیں ہیں کیونکہ اس میں طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک کی بہت ہی محبوب دعائیں ہیں بہت ہی مقبول ہونے موتی ہے قیمت ۸ رمحصول ڈاک ۲ رکل ۱۴ ر

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہو جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ دل کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو خاوند کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو محکوم کا ہو دوست کا آشنا کا ہو جو چاہے کا سو بزرگ کا ہو ہمسایہ سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کرنیکے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر خواص میں کیا ہو اس سے عامل بنجائیں جا بیگا، آخر ہمارا زمانہ مرد کا ملکیتا آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا، اس کہنے کے آدمی کے لئے معمولی باتیں ہوا ایک نہایت دلچسپ عجیب و غریب کتاب ہے ہزارہا فروخت ہو چکی ہے قیمت ۸ رمحصول ۷ ر

فالنامہ ناصری

کام شروع کرلے سے پہلے جس دلچسپی سے یہ کتاب دیکھی جاتی ہے کسی اور کتاب کی نہیں دیکھی جاتی اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ سے ہر شخص اپنے کام کا انجام بخوبی معلوم کرسکتا ہے اس میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب سے استخارہ قرآنیہ کا ترجمہ ہے اس کے علاوہ قرعۂ الانبیا فالنامہ پیمبران فالنامہ اسیاکلام فالنامہ غوثیہ الاعظم فالنامہ دیوان حافظ فالنامہ مثنوی شریف شامل کردیا گیا ہے فالنامہ بہت ہی مقبول ہوا بنگ اس میں بیت ٹھیک جواب ملتے ہیں جو شیدا اور فالنامیں ہیں ہر دل اس کے بہت فروخت ہوتا ہے۔

قیمت آٹھ آنے

خواب نامہ صدیقی

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے یہ باشد دریافت کرنے کے لئے آپ کس قدر خوش رہتے ہیں جب آپ کے گرد و پیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ملتا اول تو لاکھوں میں سے کوئی ایک آدھ ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر کرسکے اس لئے اگر آپ خواب کے مفہوم مفید اثرات معلوم کرنا چاہیں تو خواب نامہ صدیقی پاس رکھیے اس میں خواب کی تمہیں قابل اور نافع تعبیر خواب دونوں کے اثرات بہت کی خرابی خلیفہ خواب اور خواب کے متعلق صدہا مضامین ہیں

قیمت صرف ایک روپیہ

جلد آنے محصول ڈاک ۷ رکل ۱ عدد

کتاب التعویزات

یا علاج روحانی (عقدۃ المفرین زینۃ الجبین) نواب محمد صدیق حسن صاحب بڑی تقطیع کے ۲۰۰ صفحہ کی کتاب ہے اور اس میں ہر مرض کا روحانی علاج ہے اس کے علاوہ قرآن شریف کی تمام سورتوں کے اعمال و تعویذ ہیں اس کے اندر کوئی ایک بھی ضرورت ایسی نہیں چھوڑی جس کا علاج تعویذ و نقش کی صورت میں نہ ہو اس کتاب کے مصنف کی فاضلیت تبحر علمی اور اس کے مستند ہونے کی ضامن ہے ہر عمل تیر بہدف ہے اور ہر چار ناضرورت اس کتاب کے ذریعہ خدا کے فضل سے پوری ہوتی ہے

قیمت بدس آنے

چار ولیوں کے اعمال

اور ان کی سوانح عمریاں اور تیر بہدف مجرب وظائف۔

۱ عملیات غوثیہ اجتبا اس میں سوانح حالات مجاہدات اور باقی کتاب میں عملیات و تعویذات ۹۶ صفحے

۲ عملیات چشتیہ اس میں اول خواجہ معین الدین حسن چشتی کے حالات اس کے بعد مجرب عملیات ۹۶ صفحے

۳ عملیات صابریہ اجتبا اس میں مناجات و مجاہدات حضرت صابر اور ہم پنجتن صدری عملیات ۹۶ صفحے

۴ عملیات نجیریہ یہ دو عملیات ہیں جو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے بہت مجرب ہیں ۸۰ صفحات ہر ایک کی قیمت ۱۲ ہر اگر مجموعہ منگائیں تو مجلد بنگی و قیمت فی جلد صرف ایک روپیہ

دس زنانہ بستہ

دس علمی پمفلٹوں کا مجموعہ یا دس پیش بہا کتابوں کا مجموعہ (۱) بیمار اصل کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب (۳) کھیل کی کتاب (۴) نکے کی کتاب (۵) نماز کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) تندرستی کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب (۹) پرورش کی کتاب (۱۰) اصلی بہشتی کی کتاب جو کتابیں مضمون پر شمول کی ہیں اس کو مکمل کردیا ہے اپنی بچیوں کو ضرور اس کتاب کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھر داری کے تمام کاموں سے واقف ہو جائے اور ساتھ ہی مذہبی معلومات سے بیگانہ نہ رہے۔

قیمت ایک روپیہ محصول ۶ ر

۸ اسلامی کتابیں

بچوں کی مذہبی معلومات بڑھانے کے لئے آسان کتابیں پہلی کا اسکی صفتیں نعمتیں تلاوت وغیرہ کا بیان دوسری ایمان مفصل، عقائد، ضروریات ایمان وغیرہ۔ تیسری نماز کی پوری تفصیل اور نہایت آسان مسائل جو تیسری عمر کے بعد اور پہلے کے حالات و مسائل۔ پانچویں زکوٰۃ کا بیان اور روزہ کا پورا بیان چھٹی حج کا بیان اور حقوق کا بیان۔ ساتویں ارکان ایمان کا بیان ارکان اسلام معاشرت وغیرہ آٹھویں حقوق العباد، توکل اور گناہ صغیرہ۔ آٹھویں حقوق العباد توکل اور گناہ صغیرہ آٹھوں کی ضخامت ۲۰۴ صفحے قیمت مجلد عہ محصول ۱۰ ر

۷ اخلاقی کتابیں

اس میں جو ذیل سات اخلاقی کتابیں ہیں، دو ہر کتاب عورتوں کیلئے بہترین ارمغان ہے ہدیۃ النساء عورتوں کی مذہبی معلومات۔ ادب نسواں بچیوں کے ادب سکھنے کے مضامین، انتظام خانہ داری مضمون نام سے ظاہر ہے کھانا پکانا، بنانا کھلانا ہے لیکر بڑے بڑے کھانوں تک، نہر آموزی مختلف نہروں کا بانی سلامتی زندگانی لیڈی ڈاکٹر اس میں مخصوص نسوانی امراض کا علاج ہے۔ اخلاقی گیت مضامین نام سے ظاہر ہے۔ کوئی کتاب علیحدہ نہیں ملے گی سب یکمشت مجلد ہے ۲۸۴ صفحات۔

قیمت مجلد ۱۳ ر محصول ڈاک ۸ ر

سات تاریخی کتابیں

یہ سات تاریخی و مذہبی کتابیں ہیں جس میں مختلف برگزیدہ مذہبی خواتین کے حالات ہیں مستند و مدلل ہیں خواتین کی اخلاقی زندگیاں جس میں ہر مذہب کی عورتیں شامل ہیں خصوصاً مسلمان شہزادیوں کے حالات بہت مفصل جنہ مخصوص اخلاقی قصے خواتین کے ہیں جن میں خدا پرستی بیوی کا فقدہ بہت مفید ہے یہ کتاب ہیں ۵۲۰ صفحات کی ہیں بہت نیر ہیں اور عورتوں کے اخلاق سنوارنے میں بیحد مؤثر اور آج کل بگڑتے کے حالات میں کسی کے نام منہا نہیں ہیں آنکھ مجلد کی قیمت ۱۲ ر محصول ۱ ر کل عہ

۵ سلسلہ العلیم الاسلام

جس کو مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کے لئے خاص طور سے مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا ہے اس کے پانچ حصے ہیں اول تا عدہ ہے اس کے بعد پہلا حصہ اس میں عقائد کی ابتدائی باتیں اور طہارت۔ دوسرا حصہ اس میں عقائد کی تفصیل اور نماز کا بیان۔ تیسرا حصہ اس میں عقائد کی انتہائی باتیں اور روزہ۔ چوتھا حصہ اس میں زکوٰۃ حج اور حقوق العباد وغیرہ ۱۲ تک ان رسائل کی تعداد تین لاکھ چون ہزار شایع ہو چکی ہے اور شاید ہی کوئی کتب ایسا ہو جہاں یہ رائج نہ ہو ایک جگہ مجلد قیمت مجلد عہ محصول ۱ ر

چار تعلیم نسوان

عورتوں اور بچوں کے لئے بے نظیر اخلاقی اور مذہبی سیٹ (۱) اسکی صفتیں نعمتیں بیغمبروں کے حالات مقدس عورتیں مشہور محدثین ۳۰۲۔ خواتین

اسکے احساسات نبیوں کے متعدد علاوت اذکار کتابچے عورتوں کی خصوصیات ۹۶ صفحے

ایمان اسلام قرآن موسم کے حالات زینت سنگھار والی چیزیں اور اخلاقی سبق ۲۰۴ صفحے

فلیم طریقہ زندگی، لباس وزیور، مہمان نوازی دعائیں اور صحابیات کا طریق زندگی یہ چاروں کتابیں ۳۵۱ صفحات کی ہیں اور ایک جگہ مجلد ہیں۔ قیمت صرف دس آنے محصول ۱ ر

تین دینی کتابیں

۱۶ پیغمبروں کے حالات بہت آسان زبان میں تاکہ بچے عورتیں کم پڑھے لکھے مرد آسانی سے پڑھ لیں کتابت اچھی اعلیٰ ۸۰ صفحات

اقوال الرسل بچوں اور عورتوں اور کم پڑھے لکھے مردوں کے لئے صحاح ستہ کی مفید انتخاب کا صحیح ترجمہ روزمرہ کی باتیں ۶۰ صفحے۔

عقائد حنفی۔ تحفۃ الاسلام امام محمد غزالی کی کتاب الاقتصاد کا بہت آسان ترجمہ قابل مترجم نے بڑی فلسفی بحثوں کو آسان طریقہ پر ترجمہ کیا ہے اگر بچے اور عورتیں بھی سمجھ لیں قیمت سہ جلد صرف دس آنے مجلد ہے محصول ڈاک ۱ ر

دو طلسمی قاعدے

اعظم فہم قاعدہ ۱ ر دو پڑھ لے کا ایک عجیب و غریب تعداد ۳۲ صفحے کی ضخامت ہے متعدد تصاویر میں ابھی چھپا ہے اور بہت مقبول ہے اس میں اردو پڑھانے کے نئے طریقے ہیں اس لئے نابینا بچے کے لئے بڑی آسانی ہے قیمت ۱ ر

۲ معجز الاطفال بڑا مکرر آلا رتا عدہ صدہا فاضلوں میں بچتا بڑی خوبی اس میں یہ ہے کہ اگر حفظ الفاظ ضروع میں ہیں تو ذرا فکر ہر سبق میں ان کو دہرایا جائے پھر کوئی دقت نہیں رہتی کسی کی حاجت ہی نہیں ہے ۱۲ بار بار دہرانے الفاظ ذہن نشین ہوتے ہیں قیمت ۱ ر عہ ۲۰ ۔

نادر خواتین مجلد

جنہوں نے اپنے عہد عالمہ میں بادشاہ وقت کی سلطنت قدموں سے روندیں جنہوں نے بہادر اور صحیح جرأتوں کی نظیریں کر دیں جنہوں نے دائرہ حسن نوجوانوں کے جہاد کے جہانبانی چلائی صورت پر قربان کر ڈالے اس کتاب میں ایسی خاتونوں کے حالات ہیں جن کے نام یہ ہیں زبیدہ خاتون، ام الخیر رابعہ، مصنفہ زبیدہ، رابعہ شامیہ شہرہ، کاتبہ علیہ، بنت محمدی ظریفہ بنت الغنیم، ام ہانی مریم فاطمہ فضیہ، فاطمہ نیشاپوری، الیلیا الملکہ مصر مقبول وغیرہ مجلد قیمت عمدہ عاینی ۱۲ر محصول ۱ر

ساوتری

ایک ہندو خاتون کی سچی اور انتہا درجہ تبلیغی مقاصد کے لئے بہت مفید ہے جس میں ذکر کیا گیا ہے کہ ایک ہندو خاندان اسلام کی حمایت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گیا اور کھوٹ نمک کے مقابلہ میں ایک نومسلم خاتون نے کس طرح ہزارہا مصائب برداشت کر کے اور باوجودیکہ وہ سے داغ جلائے گئے آخر دم تک مسلمان رہی یہ افسانہ ہندو سماج میں بھر میں مقبول ہے اور ہمعصر عارف نے خاص طور پر اچھی تنقیدیں لکھی ہیں اہل خیر حضرات اس کو مفت تقسیم کرتے ہیں۔

قیمت اجرہ آنے محصول ۶ر

اندلس کی شہزادی

جب مسلمانوں کی خانہ جنگیوں نے اندلس کی حکومت کو ان سے چھلوا دیا اور عیسائیوں نے ہتھیا لیا اس وقت بھی ان کا ایک کٹڑ یہ تھا کہ وہ اپنے دلمن سے خاندان بہنیں کئے تھے اور جب ایک دوسری عیسائی سلطنت نے اس پر حملہ کیا تو انھوں نے وطن عزیز کی خاطر نہ صرف جان بلکہ جان سے پیاری جہاں عیسائی سپاہ کا دم بھرنے لگے تھے وہاں ایک جوانہ ہے نے ملکہ اندلس کی جان بچالی تاریخی افسانہ ہے دلچسپ ہے کیونکہ مولانا راشد الخیری مظلہ العالی کی تصنیف ہے۔ قیمت ۸ر محصول ڈاک ۲ کل جودہ آنے

صحت النسار

عورتیں جو اپنے شباب میں مردوں کے لئے لذت کے خزانے بے رشید و کہنی ہیں وہی جوانی کے خاتمہ کے ساتھ ہی بے آب آلہ کار بنی رہتی ہیں کہ کچھ حصہ مردوں سے ملنا تو چاہئے گرم دلی خود غرضیاں اپنے لطف کے دوسری طرف نگاہ ہی نہیں رکھتیں اور اجتماعی افراط تفریط کے سلسلہ میں عجب صورتیں پیدا ہوئی ہیں امراض میں مبتلا ہو جاتی ہیں کہ بالآخر انھیں سے دوچار ہونا پڑتا ہے نیز دوچار بچے ہو جاتے ہیں جن مردوں کی عمر ڈھلنے پر ڈھلی ہوئی ہو اس سے ایک دنیا واقف ہے یہ کتاب ان تمام امراض کا علاج ہے قیمت ۸ر محصول ۱ر

مجربات طبی

سیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب اور افاضل الاطباء جناب حکیم نور الدین صاحب امیر ہدی کے شاگرد سند اور ادب پنجاب یونیورسٹی کے سند یافتہ فاضل اجل طبیب سالہا سال کی محنت جگر خونریزی سے مرتب کیا ہے یہ وہ کتاب ہے جس میں قابل مصنف نے سر سے پاؤں تک کل امراض کا مفصل حال ان کی تشخیص کا طریقہ ان کا علاج بہت ہی سہل طریقہ سے لکھا ہے جس سے ہر شخص بلا کسی حکیم کی امداد کے خود کچھ دنوں اپنا اور اپنے خویش و اقارب کا علاج کر سکتا ہے قیمت ۱۲ر کل ۱۵ر

غریبوں کا سستا علاج

ایسے تو ہر جگہ اپنے روپیہ کے زور پر علاج کرا لیا کرتے ہیں غریبوں میں جنہا نہ ناکہاں ان کو تو دو چار پیسے بھی خرچ کرنے گراں ہیں یہ کتاب منگا کر آپ غریبوں کی بڑی خدمت کر سکتے ہیں اس کتاب میں کوئی ایسے نسخے نہیں وہ نسخے گھر میں طیار کر لیں اور غریبوں کو مفت تقسیم کریں فضل الناس خدمت انسان دسول کو ہر کہ ہر جا ہے یہ کتاب ایسی ہے کہ ہر ضرورت ہی ہر گھر میں ہونی چاہیئے کیونکہ اگر علاج کی ضرورت ہی پڑے تو فقط حفظ ماتقدم ہی تمام مرضوں کی آمد سے محفوظ رکھے ضخامت ۲۲۸ صفحات قیمت ۸ر محصول ۸ر کل ۱۵ر

اسرار صنعت

جب مالی پریشانیوں سے آپ مضطرب ہوں اگر معاش کی کوئی راہ سمجھ میں نکلے تو ایک روپیہ خرچ کر کے یہ کتاب منگائیے اس کے بعد اپنی جیب کا حال دیکھئے اگر آپ کسی بڑے شہر میں ہیں تب بھی جھولے سے قصبہ میں ہیں جب بھی یہ کتاب آپ کی ایک اس مدد کرے گی اور آپ کا چھوٹا سا سرمایہ جو بھی ہے گا اس کے مطابق یہ کتاب آپ کو بتا دیگی غرضکہ اس کتاب کے ذریعہ سے آپ ایک روپے سے لیکر ہزاروں تک اپنا سرمایہ فاؤ رسلس طریقہ پر لگا سکتے ہیں۔

قیمت عاینی مجلد دس آنے محصول ۶ر

استاد روزگار

یہ وہ کتاب ہے جس میں مصنف نے خلق خدا کی بھلائی کے لئے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام صحیح صحیح تجربہ کر کے لکھ دیئے ہیں اس میں ہر ایک کام کے ہر قسم کے طریقے ہر قسم کے شربت اور مربے دربہ کے طاس لگانے ڈاکٹری نسخے اتوں کا صاف کرنا مصنوعی اشیاء عطر و عرق خمیرہ کا کام پوٹ پالش رنگ بنانا شیشہ جات جلا دینے کا سہ آتشبازی بنانا فوٹو گرافری گھڑی صاف کرنا وغیرہ فنون کے طریقے صحیح ہیں اس کی سب کو خریدنے میں بھائی دوستوں سے لگ گئے ہیں۔

قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ۱ر

غیبی اشارے

ایک حیرت انگیز علم جو یہ بتا بگا کہ آپ کی قسمت میں کیا لکھا ہے اس علم کی مدد سے آپ آئندہ آنے والے واقعات معلوم کر سکتے ہیں حال میں ہی ایک جدید علم پور پنچے دریافت کیا ہے جو علم عجم و رمل وغیرہ سے بہت ہی زیادہ بہت سہل ہے لیکن ان علوم سے بہت ہی زیادہ عمدہ ثابت ہوا ہے امریکہ کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ ہر ہائی سکول میں یہ علم پڑھایا جاتا ہے اس علم کو حاصل کر لینا امریکہ کا طبائع کر دیتا ہے علم انسانی ترقی کے لئے بے انتہا معاون ہے اس علم کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے کسی قابلیت کی ضرورت نہیں اردو میں پہلی کتاب ہے۔ قیمت صرف دس آنے محصول ۱ر

جادو بیانی

کون نہیں چاہتا ہے کہ اسکی بات کا اثر سامع دل پر ہو سب کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کی زبان سے کلام ایسا ہو کہ فقرہ بہ فقرہ بے ساختہ ہو جائے لیکن یہ ہی ایک فن ہے کتاب جادو بیانی پڑھ کر آپ ہر سامع کی زبانی کیفیت سے واقف ہو جائیں گے اور جرأت بھی ایسی ہو جائیگی کہ بڑے بڑے مجمع میں بولنے لگ جائیں گے آخر امور مقررہ کے پاس کوئی عمل تو ہوتا ہے نہیں، آپ بھی ویسے ہی مقرر بن سکتے ہیں، ذرا اس کتاب کو پڑھنے تو سہی تب معلوم ہو کہ کتنی کی اوٹ پہاڑ تھا۔ بڑی مقبول کتاب ہے متعدد اڈیشن میں پہنچ چکی ہے، قیمت ۶ر محصول ۱ر

ملنے کا پتہ۔ منیجر دفتر نمونہ یہ پیس ورکس

اگر آپ بالکل بوڑھے ہو چکے ہیں

اور آپ کی بیوی بھی بڑھیا ہو گئی ہیں تو معجون مدگار غدود نہ منگائیے

اللہ سے لو لگائے اور بیٹھا رہیے۔ یا پوتا پوتی میں جی بہلائیے۔ مجھے افسوس ہے کہ تک میں معجون مدگار غدود کہلایا کیونکہ یا دعوے کے ساتھ کی ہیت ڈ ڈ ڈ

ہمالیہ پہاڑ جہاں سونا چاندی کی لوہے کی کانیں ہوتی ہیں وہاں ان کا سب سے بڑا غنایت پروردگار ہی یہ سیلاجیت پیدا ہوتا ہے کہ ہم ایسے دشوار گذار مقامات سے عرصہ ۴۴ سال سے سنگاکر طب ویدک طریقہ سے صاف کرتے ہیں جو کہ ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے جس کے ہزارہا سرٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہیں

تمام دنیا کی مشہور تجارتی نمائش میں تمغہ کے جرمانوں سے مسلسل اول درجہ کی ڈگری حاصل کرنے والی

اکسیر اعظم سلاجیت

اصلی — اصلی

عمدہ ویدوں نے متفق ہو کر تجربہ کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ دنیا میں جتنی ادویات ہیں سلاجیت کی برابر تمام جسم کے جرمانوں کو دور کرنے کی طاقت دینے والی کوئی دوا نہیں ہے جس کے استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان بن جاتے ہیں دودھ خوراک دینی فائدہ نظر آتا ہے بدن سے سستی اور کمزوری بالکل ختم ہو جاتی ہے کھانا ہضم ہو کر بدن کی تمام رگوں اور کمزوری دور ہو کر بدن میں طاقت اور خون پیدا ہوتا ہے پیشاب کی جلن اور پیشاب کا کم آنا یا بند ہو جانا پیشاب میں شکر کا آنا یا پیشاب کی کمزوری ناطاقتی رکاوٹ دھکاوٹ دماغی کمزوریاں سر کا درد چکر آنا بال بن جانے کی وغیرہ بیماریاں کے لیے دور ہو جاتے ہیں اور نئی دھات کو طاقتور بناتا ہے اس کے استعمال سے جسم میں خون پیدا ہوتا ہے دل دماغ اور جسم میں طاقت آ جاتی ہے ہفتے دن میں پھر نئی جوانی محسوس ہونے لگتی ہے ایک خوراک ہی سے پیشاب کی جلن اگر بہت سخت ہو تکلیف دور ہو جاتی ہے سات دن استعمال کرنے سے نئے رانے سوزاک کو آرام ہو جاتا ہے ایسی ہی خوفناک بادی بواسیر کو بھی دو کر لیتا ہے ہر قسم کے بادی دانے پھوڑے پھنسیاں کسپی کاوڑ پرانی جوت کا درد دینی جسم کی ہر تکلیف کو اور دو ہفتہ میں زکام کھانسی کف دمہ تپ دق بدن پیلا پڑ جانا پیٹ اور تلی کی بیماری کو دور کرنے کی خاص طاقت اور تاثیر رکھتا ہے اس کے اوصاف یونانی اور مصری طب و حکمت کی بڑی بڑی کتابوں میں لکھتے ہیں دنیا میں کوئی بیماری نہیں ہے جس کی دفع سلاجیت نہ ہو زنانہ عورتوں کی کمزوری اور پیشاب کیا تہ سفیدی آنے کو دور کرنے کی خاص دوا ہے۔

ہر سال جو شخص کہ سے کہ ہماری سلاجیت کو ایک ماہ میں پانچ تولہ کھا نا رہیگا تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچکر ہوا تازہ اور تندرست رہیگا اور عمر بھی زیادہ ہو گی

طریقہ استعمال جیسے بیماروں میں چھپی ہوئی کتاب بلا قیمت بھی ہر مرض فائدہ ہر خاص و عام بہت کم کھائی ہے

پانچ تولہ کی قیمت سوا دو روپے ۱۰ دس تولہ کی قیمت سوا چار روپے للہ بیس تولہ کی آٹھ روپے محصول ڈاک

چالیس تولہ آدھ سیر کی قیمت ساڑھے پندرہ روپے اور اسی تولہ کی قیمت تیس روپے علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور Himalaya Depo Hardowar Dt Saharanpur — U. P.

تصدیق

ہماری سلاجیت کی صداقت میں کہ دیوبند سہارنپور کے مسند بلند جناب منتی حکیم سید برکت اللہ صاحب مدرسہ دارالعلوم دیوبند طاب ثراہ نے تحریر فرمایا ہے کہ آپکی سلاجیت بیش قیمتی طور پر بھی استعمال کیا و نیز اکثر مریضوں کو استعمال کرایا۔ بڑی مسرت کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے ہردوار کو بھیجا ہے کہ آپکی صاف شدہ سلاجیت نہایت مفید اور بہتر ہے ہر دو نسخہ تیار کیا اور قیمت ارسال فرمائی ہے

عبدالمجید مینیجر دبدبہ نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوایا

مولوی

سالانہ چندہ
ایک روپیہ

مدیر مسئول۔ عبدالحمید خان

فی پرچہ
دو آنے

کارخانہ دواخانہ

فدائے ملک و ملت حضرت مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب مرحوم

زیر سرپرستی مسیح الملک حکیم جمیل خاں صاحب خلف حضرت مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم

فرید آباد متصل دہلی منتقل کرنے میں کون سے وجوہات کارفرما ہیں؟

وہ جذبات ہمدردی جو معالج کے سینہ میں دکھیا مریضوں کے لئے موجزن ہونے چاہئیں

تفصیل

۱۔ دواسازی کے لئے فرید آباد کی ہوا بمقابلہ دہلی بہت زیادہ مفید و موثر ثابت ہو چکی ہے۔

۲۔ جڑی بوٹیوں اور بہت سی خالص چیزوں کے مہیا کرنے کے ساتھ خام ادویات کو اپنے طور پر دواخانہ کے عملہ کی زیر نگرانی کاشت کرکے لاکھوں روپے کی بچت۔

۳۔ خام ادویات کو دہلی کی چنگی سے بچانا۔

۴۔ اور اس طرح بہتر سے بہتر اور کم سے کم لاگت پر مرکبات تیار کرکے جو کچھ بچایا جا سکتا ہے اس کو ۳ رفی روپیہ کی صورت میں مریضوں کو واپس دیدینا

لہٰذا!

اپنے دیرینہ دوستوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب مرحوم کے خاص الخاص مجربات تازہ ترین اور ۳ رفی روپیہ کی کفایت سے اس کارخانہ سے براہ راست حاصل کریں اور مفصل حالات مرض لکھکر مرض دادویات تجویز کرائیں مکمل فہرست مجربات مفت روانہ کی جائیں منوشا پیش کی جاتی ہیں ۳ رفی روپیہ ان قیمتوں پر مجرد یا جائے گا۔

اجملین ۱ عام کمزوری کو دور کرتا، اعصاب کو قوت دیتا، خصوصیت کے ساتھ اعضائے رئیسہ کو قوی کرتا، خون صالح پیدا کرکے نئی زندگی بخشتا اور قوت مردی کو اسماک کے ساتھ عروج کمال پر پہنچاتا ہے، مکمل علاج ۴۰ خوراک، قرص کی شیشی قیمت پانچ روپے علاوہ محصولڈاک

اجملین ۲ بے عنوانیوں غلط کاریوں اور کثرت ..... نے اگر جریان پیدا کر دیا ہو، پیشاب سے قبل یا بعدہ قطرہ آتا ہو نہایت درجہ کمزوری نے ناکارہ کر دیا ہو تو یہ قرص زندگی کو زندگی کہلانے کا مستحق بنا دیں گے جریان سے نجات حاصل کرنے کی بہترین دوا ثابت ہوئی ہے مکمل علاج چالیس قرص پانچ روپے علاوہ محصولڈاک۔

طلا اجمل ۱ عضو مخصوص کو ہر قسم کی کمزوریوں کو خواہ وہ بے عنوانیوں غلط کاریوں یا کثرت ..... کی وجہ سے ہوں دور طاقتور بنا دیتا ہے اور قدرتی طریقہ پر ایک خاص قوت اسماک پیدا کرکے قابل فخر مرد بنا دیتا ہے۔ قیمت مکمل علاج چار روپے علاوہ محصولڈاک

طلا اجمل ۲ غلط کاریوں بدعنوانیوں اور کثرت ..... کی وجہ سے اگر رگ پٹھے ناکارہ ہو کر آپ بے کار ہو چکے ہوں تو اس استعمال کیجئے اور قدرت خدا کا تماشہ دیکھئے کہ بہت جلد آپ کے تمام نقائص دور ہو کر آپ قابل فخر مرد بن جائیں مکمل علاج کی قیمت چار روپے علاوہ محصولڈاک۔

قرص آرام ہمیشہ کے واسطے قبض کو دور کرتے ہیں معدہ کو قوی کرکے اجابت باقاعدہ کرتے ہیں، بھوک بڑھاتے خون صالح پیدا کرتے ہیں غرض یہ ہے کہ صحت کو آرام دہ بنا دیتے ہیں۔ چالیس قرص کی شیشی دو روپے محصولڈاک علاوہ۔

پتہ یہ لکھئے

منیجر کارخانہ دواخانہ حکیم اجمل خان فرید آباد ضلع گوڑگانوہ متصل دہلی

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی دہلی

ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شایع ہوتا ہے

جلد ۱۸ | بابت ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۲ھ | نمبر ۵

خطبہ

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و نشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ وصلی اللہ تعالی علی محمد و آلہ و صحبہ و سلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

حمد رب العالمین اور نعت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد۔

برادران اسلام۔ آج کے خطبہ میں ہر آپ کی توجہ مسلمانان ہند کے افلاس اور تنگدستی اور اس کے یعنی دو دیناوی نقصانات اور طعنوں کی طرف دلانا چاہتے ہیں نیز اس کے فلسفہ کی کیا کیا صورتیں ہیں ان پر بھی غور کرنا ضروری ہے۔

برادران اسلام۔ افلاس نہایت ہی مضر اور مہلک مرض ہے خصوصاً جب کہ پھیلی ہوئی فلاکی کی حالت میں ہو۔ افلاس ہمیشہ اقوام کے لئے مہلک رہا ہے لیکن اتنا کبھی ہلاکت آفرینی بہت زیادہ موثر اور طاقتور ہوگی جب کہ یہ نادانستہ مادہ پرستی کا ہو۔ خدا پرستی کا جذبہ خدا پرست اقوام کے اندر ہی کمزور پڑ گیا ہے اس لئے افلاس یا تنگدستی کی ہلاکت آفرینیاں بے پناہ ہوگئی ہیں افلاس کی تباہ کاریوں کا مقابلہ صرف ایمان باللہ خدا پرستی اور خدا ترسی سے ہو سکتا تھا کیونکہ اصلی اور حقیقی دولت تو خدا پرستی و خدا ترسی ہی کی ہوتی ہے لیکن جب اس اصل و حقیقی قوت کا سرچشمہ سوکھ چلے یا کمزور پڑ جائے تو افلاس کی ہلاکت خیزیاں اور اس کی تباہ کاریاں بے پناہ ہو جاتی ہیں خصوصاً محکومی و غلامی کی صورت میں تو ہر مرض حد سے زیادہ مہلک ہو جاتا ہے اور زندگی کے ہر ایک شعبہ پر اثر انداز ہوتا ہے چنانچہ مسلمانان ہند کی موجودہ حالت پر نظر ڈالی جائے تو یہ اندیشہ کی حقیقت ہمارے سامنے آجائیگی کہ افلاس و تنگدستی نے مسلمانان ہند کی زندگی کے ہر پہلو کس قدر زبوں اور مضمحل کر ڈالا ہے اور ان کی دینی اخلاقی معاشرتی تمدنی و علمی غرضکہ زندگی کے ہر گوشہ پر انفرادی و اجتماعی اور تخصصی و طبقی دونوں حیثیتوں سے اس موذی مرض نے اس قدر نقصانات اور مضرتیں پہنچائی ہیں کہ کسی ایک خطبہ میں ان کے اپر پوری طور سے روشنی بھی نہیں ڈالی جا سکتی حقیقت یہ ہے کہ اس افلاس نے مسلمانان ہند کی زندگی کو شدید نقصان پہنچایا ہے نہ انکی دینی زندگی صحیح حالت پر ہے نہ دنیاوی زندگی صحیح حالت پر ہے دونوں زندگیوں میں ایک تغیر عظیم و تباہ کن ہے دینی پہلو کو جو نقصان پہنچا ہے اس کا اندازہ صرف اس امر سے ہو سکتا ہے کہ بہت تھوڑے نفع کی خاطر ہم نہایت اہم دینی و اخلاقی اصول و پابندیوں کو چھوڑ دیتے ہیں حقیر سے حقیر مالی منفعت ہم کو صراط مستقیم سے منحرف کر دیتی ہے یہ روزمرہ کے واقعات ہیں اور ہیں خود اپنی زندگی کے اندر ایسی مثالیں مل جائینگی کہ تھوڑی سی مالی منفعت ہمارے قدموں کو ڈگمگا دیتی ہے ذرا سے نفع سے ہمارے سکہ میں بالی آجاتا ہے اور ہر دین اور اس کی حدود جو مقرر ہیں ان سے تجاوز کر جاتے ہیں یہ کیوں ہے ایسا کیوں ہوتا ہے؟ محض اس وجہ سے کہ خدا پرستی و خدا ترسی کے کمزور پڑ جانے کے بعد افلاس کے حملہ کی مدافعت کرنے سے ہر عاجز ہیں اگر خدا کی خدا ترسی و دینداری اور اس کی قدرت کاملہ اور رزاقی پر اس کے مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرنے کی باز پرس کا یقین کامل ہوتا تو افلاس کی حملہ آوری ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی جس طرح عہد رسالت میں ہوا کہ باوجودیکہ مسلمان نہایت مفلس اور تنگدست تھے مگر اس افلاس نے ان کی زندگی کے کسی گوشہ پر کسی قسم کا کوئی مضر اور خراب اثر نہیں ڈالا کیونکہ ان کے پاس ایمان و تقوی کی نہایت مظبوط بستکلہ ڈھال تھی جس پر افلاس کی تلوار مطلق اثر نہیں کر سکتی تھی وہ خدا پرستی و خدا ترسی کے سنگین قلعہ میں رہتے تھے جس پر افلاس کی فوج حملہ آور ہو کر ہمارا پناہی سر پھوڑ لیتی تھی لیکن موجودہ حالت نہایت افسوسناک ہے کیونکہ نہ وہ ڈھال ہے اور نہ وہ قلعہ اور تلوار نہایت تیز ہے جو اپنا اثر دکھلاتی ہے۔

دینی و مذہبی شعبۂ حیات کے بعد اخلاق و معاشرت پر افلاس کا جو زبردست اثر پڑ رہا ہے وہ بھی پوشیدہ نہیں ہے ہماری اخلاقی و معاشرتی حالت افلاس و تنگدستی کے ہاتھوں بہت ہی پست ہو گئی ہے ہماری زندگیوں کے اندر اس افلاس کی وجہ سے ایسی دردناک خرابیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں کہ مسلمانوں کے لئے ان کا وجود ہی باعث صد ندامت ہے ایسی ذلت انگیز اور لائق صد ملامت حالتیں اور واقعات ہی ہماری انفرادی و اجتماعی ہر دو زندگیوں میں روزانہ پیش آتے رہتے ہیں اور اگر ان کا تذکرہ شروع کر دیا جائے تو یہ داستان اس قدر طویل ہو جائے گی کہ اس خطبہ میں آ ہی نہیں سکتی اس کے بعد ہماری سیاسیات پر اس افلاس نے جو زبردست اثر ڈالا ہے اس پر ایک نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ اس موذی مرض نے ہمارے جسم ملت کے اندر کس قسم کی خرابیاں پیدا کر دی ہیں یہ افلاس ہی ہے جو ہمارے بہترین قوموں کو ملک و ملت کے خلاف غداری کرنے پر مجبور کر دیتا ہے بڑی بڑی ہستیاں عظیم ملکی و ملی اور اسلامی مفاد کو بہت حقیر ذاتی مفاد پر قربان کر دیا کرتی ہیں اس قسم کی مثالیں آئے دن نظر آتی رہتی ہیں گذشتہ چند برسوں کے اندر غیر ملکی حکومت نے ہمارے آدمیوں کے اس قسم ایمان اخلاق کی دولت خریدی ہے کہ اس کا تذکرہ حد درجہ افسوسناک ہے یہ سب کچھ افلاس کی کارفرمائی ہے افلاس محکومی کی حالت میں انسانی سیرت کے لئے

اکثر و بیشتر تباہ کن ثابت ہوتا ہے انفرادی یا گروہی کیونکہ قومی دلی کیونکر کو بھی اخلاص بالکل کمزور اور ناکارہ کر ڈالتا ہے چنانچہ ذرا تامل کی نظر سے سیاسی حالات پر غور کیا جائے تو یہ اندیشناک حقیقت نمایاں ہو جائے گی کہ افلاس کی تباہ کاریاں سیاست میں سب سے زیادہ تباہ کن اور ہلاکت انگیز ہیں اگر شمار میں دی جائیں تو انکے اعداد و ارقام کے شمار لینے پڑیں گے اور ہم نہیں چاہتے کہ اپنے جسم ملت کے گنندے اعضاء کو نمایاں کریں جو لوگ سیاسیات میں دلچسپی لیتے رہتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کیسے کیسے اشخاص کس طرح ضمیر و ایمان کو مادی نفع کے عوض فروخت کر ڈالتے ہیں اور جب حکومت اپنے سست سے مشکلات کو دور کرنا چاہتی ہے تو کس طرح اور کس قدر سستے داموں لوگوں کی رائیں ان کا ضمیر اور ان کا ایمان مزید نے میں کامیاب ہو جاتی ہے گذشتہ گول میز کانفرنس کی روداد اس سلسلہ کا ایک مرقع عبرت ہے۔

غرضکہ تین مہلک نتائج شدید پیدا کیا کرتا ہے: اس کا بخت افلاس نے جرمت کے ہر ایک عضو کو تباہ کر دیا ہے اس سے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس روحی مرض کے علاج کی کوئی سبیل نکالی جائے اور کوشش کی جائے کہ یہ مرض دفع ہو اور جماعت صحت و اتحاد سے سرفراز ہو جائے۔

برادران اسلام! سطور بالا میں افلاس اور اس کے دور کرنے کے اسباب پر جو گفتگو کی جا چکی ہے وہ کوئی علمی نوعیت کی یا مادی اشارات کے سطحی تاثرات پر اس مسئلہ کے متعلق پیش مضامین آپ کی نظر سے گذر چکے ہوں گے اور جلسوں کے پلیٹ فارموں سے نہایت دل سوز دول پذیر تقریریں بھی آپ سن چکے ہوں گے اور علماء و زعماء کے نصائح اور پند سے بھی آپکے کان ناآشنا نہ ہوں گے خود مولوی کے مصلحات پر بارہا آپ نے پڑھا ہوگا کہ اس نے آپ کو اپنا افلاس دور کرنے کا مشورہ دیا ہے لیکن اس کے باوجود آج یہ خطبہ میں پھر اسی حقیقت کا اعادہ کیا جا رہا ہے جو بارہا آپ سن چکے ہیں بارہا آپکے کانوں میں پڑ چکی ہے اور جس سے روز آپ کو واسطہ پڑتا رہتا ہے۔

برادران اسلام! بات یہ ہے کہ افلاس ہر ایک ملک اور قوم کے لئے اس زمانہ میں صیحت ہنا عواب مگر مسلمانوں کو اس مقدس کی لعنت نے بالکل تباہ و برباد کر دیا ہے ان کا دین اور ان کی دنیا دونوں خسر الدنیا والآخرۃ ہو گئی ہیں اصلاح کی زندگی کے نام کو بھی خستہ و خراب حالت میں جس طرح زلزلہ سے کسی شہر میں بے ترتیب تباہی پھیل جاتی ہے وہی حال افلاس کے زلزلہ نے شہریات مسلم پر کیا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ زیادہ سے زیادہ توجہ دلا کر اس تباہی کو دور کرنے کی کوشش کی جائے اور غافل و بے پرواہ ملت کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر متنبہ کیا جائے کہ اے قوم جس اور اے ملت مفلس خدا کے لئے ہشیار ہو جا اور رسول اصول اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو اس طرح فراموش نہ کر بیٹھ جس سے یہ ترجمہ ثابت ہوتا ہے جس حضور کا ارشاد کاد الفقر ان یکون کفرا یعنی قریب ہے کہ فقر و افلاس کفر تک پہنچ جائے مطلب یہ ہے کہ افلاس اور فقر ایک ایسی لعنت ہے کہ اگر ایمان کو نہ برباد کرتا تو یہ لعنت انسان کو کفر کے گڑھے میں دھکیل دیتی ہے اور افلاس کی مصیبت سے تنگ آکر انسان کفر تک اختیار کر لیتا ہے کیسی شدید لعنت ہے اور کس قدر لعنت بد ہے کہ اسلام جیسی نعمت کو چھڑا دیتے اور کفر جیسی ضلالت و گمراہی اختیار کر لینے پر انسان کو یہ افلاس مجبور کر دیتا ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ بار بار اس کو متنبہ کیا جائے بار بار جھنجھوڑا جائے اور پوری طاقت اور زور کے ساتھ یہ آواز دل کے کانوں تک پہنچائی جائے کہ اب افلاس اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ حضور صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی طرف مسلمان متوجہ ہوں اور محسوس کریں کہ وقت آگیا ہے کہ اس لعنت سے مسلمان اپنے دامن ملت کو دھو ڈالیں۔

برادران اسلام! سوال یہ ہوتا ہے کہ وہ کیا طریقہ اور وہ کونسا ذریعہ ہے جس پر عمل کر کے مسلمان افلاس کے گڑھے سے نکل سکتے ہیں اور کب کوئی اب مسلمان ہی ہے جس کی یہ خواہش ہو کہ وہ فقر و افلاس میں مبتلا رہے اور کیا کوئی ایسا مسلمان ہو جس کو تمول پسند نہ ہو اور فقر و افلاس کی زندگی ہی کو ترجیح دیتا ہو اور چونکہ ایسا کوئی شخص نہیں ہو سکتا اور ہر شخص کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ تمول و دولت حاصل کرے اس لئے اس پر صفحہ دینا غیر ضروری ہے مگر یہ خیال کسی وجوہ سے غلط ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہر ایک خواہش رکھنے کے باوجود اس کی تکمیل کے لئے جو صحیح ذرائع ہیں ان کا اختیار نہیں کرتے اس لئے اس پر کامیابی نہیں ہوتی بلکہ یہ بھی ہوتا ہے کہ ایسے ذرائع کے علاوہ اور متضاد و مضر ذرائع اختیار کرتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے اس خواہش سے اور زیادہ بعید و دور ہو جاتا ہے مثلاً وہ کون انسان ہے جس کی یہ دلی آرزو اور خواہش نہ ہو کہ وہ اللہ اور اس کی رسول کی مرضی کے عین مطابق زندگی بسر کرے مگر اس خواہش و آرزو کے باوجود ہماری زندگیاں اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات سے دلی زندگی سے کس قدر مختلف ہیں یہ کیوں؟ محض اس وجہ سے کہ خواہش خواہ کچھ ہو مگر عمل اس کے برعکس ہوتا ہے اسی طرح افلاس کا مسئلہ ہے کہ گو ہر شخص کی یہ دلی خواہش ہے کہ وہ فقر و افلاس کی لعنت سے نجات پائے اور اس کا دامن دجیب مال و دولت سے بھرے مگر زندگی اس نہج کی بسر کرتے ہیں جو افلاس اور فقر افزا ہوتی ہو اور دلی خواہش کے خلاف فقر و افلاس میں اضافہ ہی ہوتا ہے اس لئے سوچنے اور غور کرنے کی جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ افلاس کو دور کرنے کے ذرائع اور وسائل کیا ہیں سو برادران اسلام حقیقت تو یہ ہے کہ اصلی اور حقیقی ذریعہ تو یہ ہے کہ حکومت اہل ملک کی ہو اور نہ بھی بہرحال اخلاق حکومت ہو اگر اپنی حکومت ہو تو یہ بہت جلد ملک کے افلاس کو دور کر سکتی ہے اور اگر کوئی طبقہ خصوصیت کے ساتھ افلاس میں مبتلا ہو تو اس کی ایسے طریقہ پر مدد کر سکتی ہے کہ وہ بھی اس نجات پائے حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے ملک کی دولت کو حتی الامکان باہر نہ جانے دے اور باہر سے اپنے ملک میں دولت لانے کی کوشش کرے وہ تمام ممالک جو آزاد ہیں اور جہاں صحیح قسم کی جمہوری حکومتیں قائم ہیں ان سب کا یہی طرز عمل ہے اور یہ ملک نہایت تمول اور دولت مند ہیں لیکن مسلمان ملک غلام اور محکوم ہیں وہ سخت افلاس میں مبتلا ہیں وہ اور روز بروز زیادہ سے زیادہ مفلس ہوتے جاتے ہیں اور ان ممالک کے باشندوں میں جو زیادہ حبس اور غفلت شعار ہیں وہ اور زیادہ فقر و افلاس کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں پھر حال سب سے زیادہ مؤثر اور سب سے زیادہ فقر ذلیل اور وسیلہ جس سے ہمارا افلاس دور ہو سکتا ہے وہ تو یہ ہے کہ ملک کو غلامی و محکومی کی ذلت سے نجات دلائی جائے اور ایک حر اور خود مختار حکومت قائم کی جائے جو ملک کے قدرتی ذرائع سے کام لیکر ملک کی دولت بڑھائے لیکن اس کے لئے ہمنے نہیں کہ رہے کہ ملک آزادی حاصل نہ ہو اس وقت تک ہم فقر و افلاس کے اس ملعون بوجھ کو اپنے سر پر اٹھائے ہی رہیں بلکہ ہمارا فرض یہ ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس بوجھ کو اتار کر پھینک دیں پس اے برادران اسلام! اس کے علاوہ بھی دیگر ذرائع پر بھی غور کرنا چاہئے اور ان ذرائع میں سے اول درجہ اور ذریعہ حصول دولت کا تجارت و صنعت ہے یعنی مصنوعات پیدا کرنا اور ان کو پھیلانا اور بیچنا، بدقسمتی سے غلامی و محکومی کی وجہ سے اس صنعت میں بھی خاطر خواہ کامیابی نہیں ہو سکی تاہم

محض اپنی کوششوں محنتوں اور دیانت سے بہت کچھ اپنی مدد آپ کر سکتے ہیں اور اس شدید درجہ کے افلاس سے ایک حد تک نجات حاصل کر سکتے ہیں باوجود مکمل غلامی کے اور باوجودیکہ ملک ایک عام افلاس میں مبتلا ہے پھر بھی بعض فرقہ کچھ نہ کچھ ہاتھ پاؤں مار کے اپنے افلاس میں کمی کر رہے ہیں مگر افسوس ہے کہ مسلمان اس طرف مطلق توجہ مبذول نہیں کرتے وہ ملازمتوں کے لئے تو اپنے ہمسایوں سے لڑتے رہتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ جاہل بنیا یا تعلیم یافتہ مگر کسی قسم کی نوکری مل جائے حالانکہ ملازمت اور نوکری بندگی بیچارگی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی اور اگر ملک کی تمام ملازمتیں صرف مسلمانوں ہی کو مل جائیں تب بھی تمام مسلمانوں کا افلاس دور نہیں ہو سکتا کیونکہ گورنمنٹ کی تمام ملازمتوں کی تعداد ایک کروڑ سے زیادہ نہیں ہے اس میں تین روپے کے چوکیدار سے لیکر بیس ہزار روپے ماہوار کا وائسرائے تک شامل ہے اگر تمام ملازمتیں صرف مسلمانوں کو حکومت دیدے تو آٹھ کروڑ مسلمانوں میں صرف اکیاون حصہ کام میں لگے گا۔ باقی کو در کے لئے پھر بیروزگاری کا سوال رہے گا اور ظاہر ہے کہ ملک کی تمام ملازمتیں صرف مسلمانوں کو نہیں دی جا سکتیں زیادہ سے زیادہ آبادی کے تناسب سے ان کو ملازمتوں میں حصہ دیدیا جائیگا جس کے یہ معنے ہوئے کہ ایک کروڑ میں سے ۲۵ لاکھ ملازمتیں مسلمانوں کو مل جائینگی اور آٹھ کروڑ مسلمانوں میں سے صرف ۲۵ لاکھ کام اور دھندے سے لگیں گے نزلہ ہے کہ اس طرح افلاس کے دور ہونے اور فقر و تنگدستی سے نجات پانے کی کوئی امید نہیں ہے جس افلاس کا مسلمان شکار ہیں اس سے نجات حاصل کرنے کا تا حد ذریعہ تجارت و صنعت ہے اور فضول خرچی و بیجا ترک یعنی ایک طرف صنعت و تجارت اختیار کر کے دولت حاصل کرنا اور دوسری طرف اس کو احتیاط و اعتدال سے خرچ کرنا اس سے بھی کوئی زیادہ نہیں کہ ہر کس میں تو زیادہ تر فضول کاموں میں خرچ آمدنی سے بھی زیادہ کر ڈالیں کیونکہ اس صورت میں بھی افلاس کے پنجہ سے ہمیں ہرگز نجات نہیں مل سکتی۔

برادران اسلام! افلاس سے نجات حاصل کرنیکا واحد ذریعہ صنعت و تجارت ہے مگر ہماری حالت یہ ہے کہ تجارت سے ہم اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح کوئی ذلیل و کمینہ کاموں سے شرفاء اپنا دامن بچاتے ہیں اور ہماری ذہنیت یہ ہو گئی ہے کہ ہماری ملت کی اکثریت واقعتہً تجارت کو ایک ذلیل پیشہ تصور کرنے لگی ہے اور اپنے لئے باعث ننگ و عار سمجھتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن حکیم میں اپنے فضل سے تعبیر فرمایا ہے اور کائنات کے شریف ترین انسان یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تجارت فرمائی ہے اور کئی فی صد حصہ تجارت کے ذریعہ سے معاش حاصل فرماتے رہے ہیں اور صحابہ کرام کا تو ذریعہ معاش ہی تجارت تھا اسی تجارت کے ذریعہ حضرت عثمان اس قدر دولتمند تھے کہ غنی کا لقب مل گیا اور اس دولت سے اسلام کی خدمت جس قدر حضرت عثمان نے فرمائی ہے کسی سے پوشیدہ نہیں ہے اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق بھی کپڑے کی تجارت کرتے تھے حضرت عبدالرحمن بن عوف بھی نہایت متمول صحابی تھے اور تجارت ہی کرتے تھے بہرحال تمام صحابہ کا ذریعہ معاش تجارت ہی تھا اور اس زمانہ میں تجارت کے سوا کوئی دوسرا اہم پیشہ متمول معاش کا تھا ہی نہیں یا پھر دوسرا ذریعہ صناعی کا تھا یعنی اشیاء کی ساخت اور مصنوعات کی تیاری کا مگر چونکہ اس وقت تمام کام ہاتھوں سے انجام دیئے جاتے تھے اور مشینیں ایجاد نہیں ہوئی تھیں اس لئے صناعی کو ذریعہ معاش تو ہی مگر اس کے ذریعہ غیر معمولی تمول حاصل نہ ہوتا تھا بہرحال سید کائنات سردار موجودات اشرف المخلوقات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اپکے صحابہ تجارت ہی کرتے تھے اسلئے جو لوگ تجارت کو ذلیل پیشہ سمجھنے لگے ہیں درحقیقت وہ ایک خدشناہ کے مرتکب ہوتے ہیں کیا وہ پیشہ ذلیل ہو سکتا ہے جس کو سید لولاک نے اختیار کیا ہو کیا وہ پیشہ باعث شرم ہو سکتا ہے جس کو صدیق اکبر نے اختیار کیا ہو کیا وہ پیشہ جس کو تمام صحابہ کرام نے اختیار کیا سارے کے سارے تو ہیں ذلیل کا سبب ہو سکتے ہیں اصل یہ ہے کہ ہماری بدبختی و نگوں طالعی کا سبب ہی یہ ہے کہ ہم نے سنت کے وہ ذرائع ترک کر دیئے ہیں اور ان کو اپنے لئے باعث ذلت سمجھنے لگے ہیں جن ذرائع کو رسول خدا اور صحابہ کرام نے اختیار کیا تھا۔

برادران اسلام! اگر فلاح ہماری یہ خواہش ہے کہ ملت اسلامی کو افلاس کی لعنت سے نجات ملے تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم تجارت کی طرف اپنی توجہ مبذول کریں اور اس پیشکو تا حد امکان اصولوں پر اختیار کریں ہمیں چاہیئے کہ انفرادی طور پر بھی تجارت کریں اور مشترکہ سرمایہ سے بھی تجارت میں حصہ لیں اور ہماری کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ملکی مصنوعات کو فروغ دیں بائیکاٹ کی ملیں قائم کریں شیشہ سازی کے کارخانے کھولیں آہنی اشیاء تیار کرنیکی ورکشاپ بنائیں اور اسی طرح جن جن چیزوں کی ضرورت اہل ملک کو ہے وہ بنائیں اور بجائیں ملکی مصنوعات کے بنانے اور بیچنے کی تجارت کا مقابلہ بالمقابل بدیشی اشیا کی تجارت کے زیادہ آسان ہے کیونکہ وطن پرور غیر ملکی تجارت کو روکیں گے اور ملکی مصنوعات کی تجارت کو فروغ ہوگی بہرحال مسلمانوں پر فرض ہے کہ اگر وہ افلاس کے تباہ کن نتائج سے بچنا چاہتے ہیں تو تجارت کو حصول معاش کا ذریعہ بنائیں بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک رؤف رحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وآلہ واصحابہ ومن اتبعہ۔

درود و سلام بھیجو آقائے دوجہان رحمت عالم و عالمیان پر جس نے خود تجارت کر کے تمہارے لئے اسوۂ حسنہ پیدا کر فرمایا کہ تم بھی حصول معاش کے لئے تجارت ہی کو ذریعہ معاش بناؤ اور درود و سلام بھیجو آنحضرتؐ کے حلفاء حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ تاجر حضرت عثمانؓ غنی اور حضرت مولا علیؓ پر جو کہ معاش کے لئے تجارت ہی کو ذریعہ بنایا کرتے تھے اور درود و سلام بھیجو آنحضرتؐ کی بیبی حضرت سیدہ فاطمہؓ اور آنحضرتؐ کے نواسے امام حسنؓ و امام حسینؓ اور آنحضرتؐ کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت ام المومنین خدیجہؓ پر جو تجارت کیا کرتی تھیں اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ پر اور درود و سلام بھیجو آنحضرتؐ کے چچاؤں حضرت عباسؓ و حضرت حمزہؓ پر جو تجارت کے ذریعہ دولت حاصل کرتے تھے اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جو اکثر و بیشتر تجارت کے ذریعہ کسب معاش کرتے تھے اور درود و سلام بھیجو حضرات ائمہ اہل بیت اور ائمہ اربعہ اور جملہ اولیائے کرام و علمائے عظام پر اور مومنات پر۔ اور اے امت مسلمان ہندکو توفیق عطا فرما کہ وہ تجارت کی طرف متوجہ ہوں اور تجارت و صنعت کو ذلیل اور معیوب پیشہ سمجھیں اے امت مسلمان کو افلاس فقر کرا اور اس کو دور کرنیکی مسلمانوں کو طاقت عطا فرما۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم عبادہ وانہ اوصیکم بتقوی اللہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ اکبر واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

شذرات

قیامت صغریٰ

شمالی بہار پر زلزلہ کی صورت میں جو قہر الٰہی نازل ہوا ہے اس پر مختصر الفاظ میں روشنی ڈالی جا چکی ہے اگرچہ پہلے ہی اس زلزلہ کی ہولناکی و تباہ کاری کا حال معلوم ہو چکا تھا مگر اب جو حالات سامنے آئے ہیں وہ اس قدر دردناک و ہولناک ہیں کہ اس سے قبل ان کا تصور بھی ہمارے ذہن میں نہیں تھا تباہی و بربادی کا جو نقشہ ہمارے ذہنوں میں تھا وہ اگرچہ بہت شدید تھا مگر سرزمین بہار پر جو ہلاکت و بربادی آئی ہے وہ ایک ایسی بربادی اور ایک ایسی شدید تباہی ہے جس کا نہ وہ لوگ صحیح اندازہ ہی نہیں لگا سکتے جنھوں نے اس برباد سرزمین کو اپنی نگاہ سے نہیں دیکھا چار پانچ اضلاع اس طرح برباد اور تباہ ہو گئے ہیں کہ گویا انسانی بستیاں الٹ دی گئی ہیں اور اس لاکھوں تو یوں سے بسا ہوا دی گئی ہے وہ شہر جن میں دن رات چہل پہل رہتی تھی جہاں دولت کے انبار لگے ہوئے تھے اور جہاں لوگ ہر قسم کے مصائب سے بیخبر صبح سے شام تک دنیا کے دھندوں میں مشغول رہتے تھے اور بیخبر سوتے تھے ایسے شہر جن کو انسانی کاریگری نے بہترین شکل و صورت دے رکھی تھی آج وہ شہر وہ قصبے اور وہ گاؤں اس طرح برباد ہو گئے ہیں گویا وہ کبھی آباد بستیاں نہ تھیں بلکہ برباد شدہ کھنڈر تھے، ان کھنڈروں کے بیچ سینکڑوں بچے سینکڑوں عورتیں سینکڑوں مرد سینکڑوں بوڑھے اور جوان دبکر مر گئے جن کی تعداد کم انکم بیس ہزار ہے مرنے والے مر گئے مگر ان کے پیچھے جو لوگ رہ گئے ان کی مصیبتوں کا کون اندازہ لگا سکتا ہے ہزاروں بچے یتیم ہو گئے ہزاروں عورتیں رانڈ ہو گئیں ہزاروں مائیں اولاد سے محروم، نہ باپ بے اولاد ہو گئے پھر یہی نہیں نہ رہنے کے لئے گھر ہے نہ سردی سے بچنے کے لئے کپڑے نہ کھانے کے لئے غلہ بچا نہ پینے کے لئے صاف پانی رہا مکانات سارے برباد ہو گئے تمام مال و دولت تباہ ہو گیا کھیتیاں برباد ہو گئیں کنوئیں برباد ہو گئے تمام مال و دولت تباہ ہو گیا غرضکہ ہر چیز جو زمین پر موجود تھی برباد ہو گئی اور خود زمین ہزاروں جگہوں سے شق ہو کر یا تو جھیل بن گئی یا بالکل پانچ چھ فٹ ریت اگل دی جس سے آئندہ زمین کاشت کے لئے ناقابل ہو گئی دریاؤں نے اپنا رخ بدل دیا زمین اونچی نیچی ہو گئی آباد بستیاں ویرانے میں تبدیل ہو گئے غرض قدرت الٰہی نے غافل و سرکش انسان کو اس کی تمام کاخیف سانو نہ دکھلا دیا جس کا ذکر سورۂ زلزال میں کیا گیا ہے۔

مساجد کی بربادی

اس قیامت خیز زلزلے سے صرف مساجد کو اس قدر نقصان پہنچا ہے کہ کہ از کم پچیس تیس لاکھ روپیہ ان کی مرمت اور از سر نو تعمیر کرنے میں صرف ہو گا کیونکہ کم و بیش چودہ پندرہ سو مسجدیں منہدم اور شکستہ ہو گئی ہیں پٹنہ جہاں بہت خفیف اثر زلزلہ کا ہوا وہاں بھی یہ حال ہے کہ کوئی مسجد اپنی اصلی حالت پر قائم نہیں رہی بہت سی قدیم مساجد منہدم ہو گئیں جو انہدام سے بچ گئیں وہ اس قدر شکستہ اور قابل مرمت ہو گئی ہیں کہ ہر وقت ان کے زمین پر گرنے کا خطرہ ہے یہ حال تو صرف پٹنہ کی مساجد کا ہے اور مظفر پور دربھنگہ وغیرہ کا تو ذکر ہی کیا ہے کہ وہاں تو ایک عمارت بھی صحیح سلامت باقی نہیں بچی۔

عبرتناک مناظر

اس زلزلہ نے اہل بصیرت کی آنکھیں کھول دی ہیں برباد شدہ عمارتوں کے ملبے کے نیچے ایسے مناظر نظر آئے ہیں کہ صرف ان کا ذکر سنکر عبرت ہوتی ہے ایک جگہ پورا اسکول زمین کے اندر دھنس گیا اور پھر زمین نے اپنے دہنہ فنج منہ سے اس کو اگل دیا وہ اس حال میں اندر آ گیا کہ تمام لڑکے اور استاد مر چکے تھے اس اسکول میں ساڑھے چار سو کے قریب لڑکے پڑھ رہے تھے سب بچوں کے سامنے کتابیں کھلی ہوئی رکھی تھیں کوئی سلیٹ پر سوال نکال رہا تھا کوئی سبق پڑھ رہا تھا کوئی تختی لکھ رہا تھا کوئی استاد کے سامنے سزا بھگت رہا تھا استاد کے ہاتھ میں چھڑی تھی اور سامنے لڑکا کھڑا تھا اسی حال میں عذاب الٰہی نے اس خطۂ زمین کو آدبوچا اور پورا اسکول زمین کے اندر دھنس گیا اس اسکول میں سے ایک متنفس بھی زندہ نہیں بچا تمام لڑکے کام اساتذہ اور تمام ملازم فنا جاں ہو گئے اس قسم کے سینکڑوں دردناک مناظر نظر آئے ہیں، میں اپنے بچوں کو گود میں لئے، دودھ پلاتے ہوئے معصوم بچوں کے موت کی آغوش میں چلے گئیں ذرا چشم تصور سے کام لیجئے کہ صرف اسی تین منٹ کے اندر چار پانچ ضلع موت کی ہلاکتوں اور بربادیوں کے مند ہو گئے کروڑوں کی دولت خاک میں مل گئی لاکھ کے گھر خاک میں مل گئے اور زلزلہ سے ایک منٹ قبل جو لوگ اپنی تئیں عیش و آرام کے سامان جن کو مہیا کئے ہوئے تھے اور دولت سے جو بالکل ناواقف تھے وہ چشم زدن میں کنگال محتاجوں کی طرح دانہ دانہ کو ترسنے لگے جو محلوں اور کوٹھیوں کے رہنے والے تھے ان کی عالیشان عمارتیں اس طرح پیوند خاک ہو گئیں کہ سر چھپانے کی ایک کوٹھری بھی نہ بچی اور ان امیروں اور ان غریبوں میں کوئی فرق نہ رہا جو پہلے ہی کنگال اور فقیر تھے۔

امیروں کی غفلت اور بیحسی

کیسی شدید مصیبت اس بدقسمت صوبہ بہار پر نازل ہوئی ہے اگر سینوں کے اندر دردمند دل ہوتا اگر دوسروں کی مصیبت سے متاثر ہونے والی روح ہوتی تو ناممکن تھا کہ یہ منظر پ نہ اٹھتا اور اس کا عملی اثر یہ ہوتا کہ امرا کے خزانے کھل جاتے مگر افسوس ان امرا اور دولتمندوں کی آنکھیں اب بھی نہیں کھلیں حالانکہ انہوں نے دیکھ لیا کہ ان کے بھائی بند ہی اس مصیبت سے نہیں بچے جس سے غریب دوچار ہوئے اور یہ کہ جب قدرت کا دست غضب دامن ہتا ہے تو امیر و غریب میں کوئی فرق و امتیاز نہیں کرتا۔

لیکن افسوس کہ مالیان ملک اور امرا رحین کے خزانے اور جیبیں دولت سے معمور ہیں ان کے دل اس مصیبت سے مطلق نہیں پسیجے اور محض اس طرح اس قیامت خیز آفت کو انہوں نے ٹال دیا جس طرح کوئی معمولی بات ٹال دی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیے کہ حضور نظام کی حکومت نے صرف پندرہ ہزار زلزلہ فنڈ میں مرحمت فرمایا ہے جہاں یہ حیدرآباد نے صرف پانچ ہزار عطا فرمایا ہیں جن کے خزانے میں پچاس کروڑ روپیہ دفون ہے وہاں یہ حیدرآباد کو الیار کے خزانے میں سے بھی کروڑوں روپیہ بھرا پڑا ہے مگر افسوس کہ سوائے ایک ریاست کوٹہ نڈل کے جس نے ایک لاکھ کی رقم دی ہے باقی کسی والی ریاست نے دس پندرہ ہزار سے

زیادہ نہیں دیا۔ حالانکہ یہ وہ جماعت ہے جو اپنی عیاشیوں پر احضر نظام کو چھوڑ کر رات دن لاکھوں روپیہ برباد کرتی رہتی ہے ہر سال لاکھوں کی موٹریں خریدتی رہتی ہے ایک ایک دن میں محض لغو اور فضول کاموں میں لاکھوں روپیہ برباد کر دیتی ہے۔ ایک دفعہ ایک والی ریاست نے ایک عورت کے پھندے میں پھنسکر بیک وقت ساٹھ لاکھ روپیہ دیدیا تھا۔ ابھی دو مہینہ کا واقعہ ہے کہ ایک والی ریاست لندن کے بازار میں نکلے اور گھنٹہ بھر میں واپس آگئے اور دو چیزیں خرید کر ہمراہ لائے یعنی ایک گرہ یا کا گھر اور ایک گرہ یا کی موٹر اور یہ دونوں چیزیں تین سو پونڈ سے زیادہ کی نہیں یعنی کم و بیش ساڑھے چار ہزار روپیہ کے دو کھلونے خرید لے گئے جس رئیس کا یہ ذکر ہے اس نے وائسرائے کے زلزلہ فنڈ میں ایک کوڑی بھی نہیں دی یہی حال سب کا سمجھ لیجئے اگر وائسرائے کسی ریاست میں چلا جائے تو لاکھوں روپیہ خرچ کر دیا جاتا ہے سالگرہ کے جشنوں پر لاکھوں روپیہ برباد کیا جاتا ہے زلزلوں کی مصیبتوں میں لاکھوں روپیہ جاتا ہے مگر افسوس کہ لاکھوں انسانوں پر نہایت دردانگیز مصائب نازل ہو گئے ہیں اور ہزاروں انسان تڑپ رہے ہیں مگر ان امراء کو اپنی عشرت سامانیوں اور عیش کوشیوں سے فرصت ہی نہیں کہ ادھر توجہ کریں۔

غور فرمایئے سر آغا خاں لاکھوں روپیہ گگوڑ دوڑ میں ہر مہینہ خرچ کرتے رہتے ہیں اور دنیا کے جو چند متمول اور دولتمند انسان ہیں ان میں سے ایک سر آغا خاں ہیں مگر آپ نے صرف تین ہزار زلزلہ فنڈ میں مرحمت فرمائے ہیں اور چشم بد دور آپ مسلمانوں کے لیڈر بھی ہیں مسلمانوں کا درد آپ کے دل میں آپ دعویٰ ہے کہ ان لوگوں سے بھی زیادہ ہے جو خلافت کے زمانہ میں جیلوں میں گئے یا ۱۹۳۰ء اور ۱۹۳۲ء میں جیلوں میں گئے اور جو ہمیشہ حکومت کے مقابلہ میں سینہ سپر رہتے ہیں مگر جب عملی ہمدردی کا وقت آیا تو اس خزانے میں سے صرف تین ہزار روپے کی حقیر رقم نکلی جو رات دن اپنے عیش و آرام پر لاکھوں روپیہ خرچ کرتا رہتا ہے گویا یہ جواہر سونے چاندی سے شب و روز کھیلتے رہتے ہیں اور کونہ مزا ہے اور نہ خدا کے سامنے جانا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر اس قیامت خیز زلزلہ سے بھی ہم سبق حاصل نہ کریں اور ہماری آنکھوں پر سے غفلت کے پردے نہ اٹھیں تو اس سے زیادہ بدبختی اور کیا ہو سکتی ہے مسلمان کا دل اس کا دماغ اور اس کی روح ہر وقت اسی کی طرف رجوع رہنی چاہیئے اور اس زلزلہ نے بتلا دیا ہے کہ دست قدرت کس قدر طاقتور کیسا منتقم اور کیسا شدید البطش ہے۔

یورپ کی پیچیدہ سیاست

یونہی جنگ کے خاتمہ کے ساتھ ہی یا یوں کہئے کہ ابھی متحارب ممالک نے صلح نامہ پر دستخط کئے بھی نہ تھے کہ نئی سیاسی پیچیدگیاں پیدا ہونی شروع ہو گئی تھیں مگر گذشتہ سالوں سے یورپ کی مطلع سیاست اس قدر تاریک ہے کہ ہر وقت یہ خطرہ دامنگیر رہتا ہے کہ خدا معلوم کس وقت صورت حال خطرناک ہو جائے اور جنگ شروع ہو جائے جرمنی میں پہلے جمہوری حکومت تھی اب ڈکٹیٹر شپ ہے ہر ہٹلر مختار مطلق ہو گیا ہے اس نے ان سب ذلتوں کے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے جو شکست خوردہ ہونے کی وجہ سے فاتحین نے اس پر ڈال دی ہیں اس نے یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ جرمنی کو بھی مساوی حقوق حاصل ہیں اور وہ بھی دوسری حکومتوں کے برابر فوج رکھنے کا حقدار ہے فرانس اس کا سخت مخالف ہے وہ چاہتا ہے کہ جرمنی پونہی برباد رہے اور انگریز چاہتے ہیں کہ جرمنی آہستہ آہستہ طاقتور ہو کیونکہ انگریز نہیں چاہتے کہ فرانس اس قدر زیادہ طاقتور ہو جائے کہ انگریزوں کو خطرہ پیدا ہو جائے۔ بہرحال مریکہ بھی یورپ کی سیاسیات میں دلچسپی لے رہا ہے کیونکہ انگریز اور فرانس دونوں امریکہ کے قرضدار ہیں۔

دوسری تجارتی۔ سالمیت کا جذبہ پھر رنگ لا رہا ہے بظاہر صورت حال یہ ہے کہ تخفیف اسلحہ کی کوششیں کی جاتی ہیں کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں لمبی چوڑی تقریریں ہوتی ہر ایک حکومت کی طرف سے اس کی شدید ضرورت بتلائی جاتی ہے کہ اسلحہ سازی میں حکومتوں کی طرف سے جو دوڑ ہو رہی ہے وہ بند ہونی چاہیئے کیونکہ اس کا نتیجہ جنگ کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا مگر اس کے باوجود ہنوز روز اول ہے اور تخفیف اسلحہ کی بجائے روزانہ اسلحہ میں اضافہ کیا جا رہا ہے اس وقت صورت یہ ہے کہ انگریزوں کی بحری قوت سب سے زیادہ ہے اور فرانس کی ہوائی طاقت سب سے زیادہ ہے اور اب ہوائی طاقت سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے کیونکہ ہوائی جہازوں کو کسی جگہ بھی پہنچنے سے کوئی طاقت روک نہیں سکتی آن کی آن میں فرانس کا ہوائی بیڑہ لندن اور اس کے دوسرے شہروں تک پہنچ کر ان پر بمباری کر سکتے ہیں اور سارے شہروں کو شدید نقصان پہنچا سکتے ہیں اس لئے انگریز چاہتے ہیں کہ فرانس اپنے ہوائی جہازوں میں تخفیف کرے اور فرانس چاہتا ہے کہ انگریز اپنے بحری بیڑہ میں تخفیف کریں مگر کوئی ایک دوسرے کی تجویز سے متفق نہیں ہوتا اور شب و روز اپنی اپنی جنگی قوت میں اضافہ کرتے چلے جا رہے ہیں اور اس عمل کے باوجود کہ اس کا نتیجہ بالآخر خونریز جنگ کی صورت میں نکلیگا یہ بالکل تباہی کے آثار ہیں مگر کون ہے جو ان کو اس گڑھے میں گرنے سے روک سکتا ہے کیونکہ درحقیقت یہ خارجی قوت ہے جو اس وقت اقوام یورپ کو ہلاکت کی طرف لے جا رہی ہے۔

آسٹریا اور فرانس کی کشمکشیں

حال میں آسٹریا اور فرانس میں اندرونی سیاسی پیچیدگیوں کی بنا پر سخت شورشیں برپا ہوئیں اور دونوں ملکوں کے اندر انقلاب برپا ہوتے ہوتے رہ گیا یہ معمولی شورشیں نہ تھیں بلکہ مسلح انقلابی ہنگامے تھے جس میں عوام اور فوج و پولیس کے درمیان جنگ ہوئی اور سینکڑوں آدمی جاں سے مارے گئے اور فوج و پولیس کے آدمی بھی مارے گئے۔ عرصہ سے فرانس کی یہ حالت ہے کہ ایک حکومت قائم ہوتی ہے اور ہفتہ عشرہ کے بعد اس کو مستعفی ہونا پڑتا ہے دوسری حکومت قائم ہوتی ہے ایک ہفتہ کے بعد اس کو بھی استعفا دینا پڑتا ہے اسی طرح متعدد حکومتیں قائم ہوئیں اور مستعفی ہوئیں اسی دوران میں ایک حکومت قائم ہوئی جس کے خلاف لوگوں کے اندر سخت جذبہ تھا حتیٰ کہ بادجودیکہ فرانس کی پارلیمنٹ نے اکثریت سے اعتماد کا اظہار کر دیا مگر اس حکومت کی مخالف جماعتوں نے ہر جگہ شورشیں برپا کر دیں اور حکومت کو مجبوراً یہ بیان دینا پڑا کہ خونریزی کو روکنے کے لئے حکومت کو مستعفی ہونا پڑا ہے اس کے بعد فرانس میں امن و امان قائم ہو گیا مگر صورت حال بہتر نہیں کہی جا سکتی ہو سکتا ہے کہ جدید انتخابات کئے جائیں اور ملک کی رائے عامہ طلب کی جائے اکثریت کس قسم کی حکومت چاہتی ہے۔ آسٹریا کے اندر بہ نسبت فرانس کے زیادہ سخت ہنگامے برپا ہوئے اور کئی دن تک خون ریزی اور خونریزی کا بازار گرم رہا یہ اندرونی انقلاب آفرینی ہنگامہ

سوسلسٹوں یعنی انسٹرائیکیوں کی طرف سے برپا کیا گیا تھا آسٹریا میں جو جمہوریت اس وقت قائم ہے اس کے صدر ڈاکٹر ڈولف ہیں جن پر کچھ عرصہ ہوا کسی نے پستول سے حملہ کیا تھا اور صدر موصوف بال بال بچ گئے تھے یہ حملہ گویا ابتدائی الارم تھا اب یکایک اطلاعات آنی شروع ہوگئیں کہ آسٹریا میں انسٹرائیکیوں اور فوج و پولیس میں خونریز جنگ ہو رہی ہے فعل و غارتگری کا بازار گرم ہے اور عوام قلعہ بند ہوکر فوج اور پولیس کا مقابلہ کر رہے ہیں صرف ایک اسپتال میں سوا سو لاشیں گنی گئی ہیں تیس پولیس والے بھی مارے گئے ہیں سارے ملک کے اندر خونریز ہنگامے برپا ہیں سینکڑوں آدمی جان سے مارے گئے سینکڑوں مجروح ہوئے اور سینکڑوں گرفتار کئے گئے ہیں لیکن اب ہفتہ عشرہ کی ہنگامہ خیزی کے بعد امن قائم ہوگیا ہے

یہ ہنگامے معمولی نہیں ہیں ان کی تہ میں نہایت اہم پیچیدگیاں ہیں اور ان سے یورپ کی اندرونی نازک حالت کا اندازہ ہوتا ہے۔

روس و جاپان

یورپ کا سیاسی مطلع کسقدر مکدر ہے اس پر ہم کسی قدر ہم روشنی ڈال چکے ہیں اب ایشیا اور مشرق کا حال سنئے مشرق کی حالت بھی بہت نازک ہے اور بعض مدبرین کا تو یہ خیال ہے کہ اس دفعہ جنگ مغرب کے مشرق سے جنگ کے شعلے بلند ہوں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ روس و جاپان کے مفاد ایک دوسرے کے مخالف ہیں جاپان جس تیز روی کے ساتھ ترقی کر رہا ہے اور صنعت و تجارت میں جس قدر اس نے ترقی کی ہے اسی تدریز رفتاری کے ساتھ وہ خوراک میں بھی ترقی کرنا چاہتا ہے اس نے غریب چین کو اسی طرح ہضم کرنے اور اس پر قبضہ کر لینے کی ٹھان لی ہے جس طرح یورپین حکومتیں ایشیائی ممالک کے ساتھ کر چکے ہیں تنجور یا کوریا جاپان ہضم کر چکا ہے لیکن اس سے اس کی بیت بھری نہیں وہ روس کے بعض حصوں کو ہضم کر لینا چاہتا ہے اور بعض ایسے بندرگاہوں پر بحر الکاہل کے قبضہ کرنا چاہتا ہے جو امریکا کے مفاد کے بھی خلاف ہے۔

بہرحال روس و جاپان اور امریکہ کے درمیان کشمکش جاری ہے اور اسی سیاسی الجھنوں کی بنا پر حال میں روس اور امریکہ کے درمیان معاہدہ ہوگیا ہے اور تعلقات دوستانہ کا انقلاب روس کے بعد بہت بعد آغاز ہوا ہے اس کے یہ معنے لئے جارہے ہیں کہ چونکہ جاپان جارحانہ طرز عمل اختیار کئے ہوئے ہے اور شدید رد و فنی طیاریوں میں مشغول ہے اس لئے نہ صرف روس کو بلکہ امریکہ کو بھی خطرہ تھا اور ہے کہ جاپان بہت جلد جنگ کی راہ اختیار کر لیگا اس لئے روس و امریکہ میں ایک دوستانہ معاہدہ ہوگیا ہے جسکے معنے یہ لئے آجاتے ہیں کہ اگر جنگ چھڑ گئی تو ایک طرف جاپان ہوگا اور دوسری طرف روس و امریکہ ہوگا سیاسی حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ جاپانی افواج کے سپہ سالار اعظم جنرل آرا کی جواب اپنے عہدہ سے مستعفی ہوگئے ہیں یہ چاہتے تھے کہ فوراً روس سے جنگ چھیڑ دینی چاہئے اور اچانک حملہ کرکے روس کے ان حصوں پر قبضہ کر لینا چاہئے جو زار السلطنت سے دور دراز فاصلے پر واقع ہیں لیکن جنرل موصوف کی رائے سے حکومت جاپان نے اتفاق نہیں کیا اس لئے وہ مستعفی ہوگیا جنرل موصوف کی یہ رائے ہے کہ اگر ہم حملہ نہ کرینگے تو فوراً روس ایک ایلڈ حملہ کریگا اور روس کی ہوائی طاقت بہت بڑھی ہوئی ہے اس لئے وہ چند گھنٹوں کے اندر جاپان کو تباہ کرکے رکھ دیگا اس لئے ہمیں پیشقدمی کرکے اپنا مقصد حاصل کر لینا چاہئے ابھی حال میں وزیر خارجہ جاپان اور روس کے وزیر خارجہ نے

چند تقریریں کی ہیں ان سے کسی شخص کو یہ سمجھنے میں شبہ نہیں رہا کہ جاپان اور روس کی ایک نہ ایک دن ضرور جنگ ہو کر رہے گی دونوں طرف سے دھمکیاں دی گئی ہیں اور ایک نے دوسرے پر الزام لگایا ہے کہ نہ حملہ آور ہونا چاہتا ہے اور اگر ان دونوں کی جنگ چھڑ گئی تو اس کا عالمگیر ہو جانا کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔

نجد و یمن میں مصالحت

دو تین مہینہ سے نہایت سخت تشویش انگیز اطلاعات موصول ہو رہی تھیں کہ سلطان ابن سعود اور امام یحییٰ کے درمیان بعض سرحدی مقامات کے متعلق اس قدر کشمکش بڑھ گئی ہے کہ دونوں سلامی تاجداروں کے درمیان جنگ چھڑ جانے کا قوی خطرہ پیدا ہوگیا ہے اور اندیشہ کیا جاتا تھا کہ صرف دنوں کا سوال باقی ہے طرفین کی فوجیں تیار کھڑی ہیں اور طبل جنگ پر چوب پڑنے ہی والی ہے اس وحشت اثر خبر سے اسلامی ہند میں جس قدر تشویش پیدا ہو جاتی کم تھی کیونکہ اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا کہ اغیار کو اور زیادہ ممالک عربیہ اسلامیہ میں پنجے جمانے کا موقع مل جاتا آج ہی کوئی ایک عربی تاجدار خود مختار سمجھے معنوں میں نہیں ہے بلکہ خارجی اثرات کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے بہرحال خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ دونوں مسلمان تاجداروں کے درمیان ایک صلحنامہ پر دستخط ہو گئے ہیں اور جس پر اس تک کسی قسم کے باہمی جھگڑے میں نہ پڑنے کا عہد ہوگیا ہے اس عہدنامہ کی رو سے دونوں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرینگے خدا کرے کہ اس عہدنامہ کی دونوں تاجدار دل سے پابندی کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ توفیق عطا کرے کہ یہ متحد و متفق رہیں اور ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوکر اسلام اور مسلم ممالک کو فائدہ پہنچائیں۔

افغانستان

افغانستان کے متعلق تازہ ترین اطلاعات اس قسم کی موصول ہوتی ہیں کہ مرحوم امیر شاہ کے دو سگے بھائیوں میں سخت اختلاف رونما ہوگئے ہیں جس سے افغانستان میں مزید پیچیدگیوں کے پیدا ہو جانے کا سخت خطرہ پیدا ہوگیا ہے بیان کیا گیا ہے کہ نادر شاہ کے فرزند ارشد شاہ جہاد شاہ بنائے گئے ہیں جو یہ خود سالی کا تجربہ کاری کے اپنے سوتیلے چچا ہاشم خاں وزیر ملک کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں اور ہاشم خاں کی سخت گیر پالیسی سے افغانستان کی حالت روز بروز بد سے بدتر ہوتی چلی جارہی ہے نادر شاہ مرحوم کے دوسرے سگے بھائی جو افغانستان سے باہر یورپ میں ہیں وہ سردار ہاشم خاں کی اس پالیسی کے خلاف ہیں اور ان کی یہ رائے ہے کہ افغانستان کے حق میں یہ بہتر ہے کہ امان اللہ خاں سے کوئی مفاہمت اور مصالحت کر لی جائے کیونکہ جب تک امان اللہ خاں سے کوئی مفاہمت نہ ہوگی افغانستان میں امن و امان قائم نہیں ہو سکتا بلکہ موجودہ حکومت کے خلاف شورشیں اور بغاوتیں برابر ہوتی رہیں گی مثلاً ابھی گذشتہ ہفتہ یہ اطلاع موصول ہوئی تھی کہ سردار ہاشم خاں برسر کیا گیا گروہ بال بال بچ گئے۔

اگر یہ خبر صحیح ہے کہ نادر شاہ مرحوم کے سگے بھائی کی یہ رائے ہے کہ امان اللہ خاں سے کوئی مفاہمت کر لی جائے تو ہمارے خیال میں یہ تجویز نہایت مناسب اور صحیح ہے واقعتاً افغانستان کی قسمت اس وقت چمک اٹھیگی جبکہ ان خاندان کے نامدار اور خاندان امان اللہ خاں متحد و متفق ہو جائینگے خدا کرے کہ ہمارے دل سے اس تجویز پر سردار ہاشم خاں غور کریں اور کوئی ایسی صورت نکلے جس سے افغانستان کی بدنصیبی

اور امن و ترقی کی کشمکش کا خاتمہ ہو اور ہمارا اسلامی ہمسایہ ملک ترقی کرے اور اغیار کی خارجہ ریشہ دوانیوں سے اس کو ہمیشہ کے لئے نجات ملے۔

آغا خاں اور ہندوستان کی سیاسیات

انہیں سال کے بعد سر آغا خاں صاحب

یورپ سے سرزمین دکن میں تشریف لائے ہیں وہ تین ہفتہ بمبئی میں قیام کے بعد دہلی کو اپنے قدوم سے سرفراز فرمایا ہے اور یہاں سیاسیات ہند میں آپ دلچسپی لے رہے ہیں مگر یہ دلچسپی بالکل اسی قسم کی ہے جیسی کہ امرا رسیاست میں دلچسپی لیا کرتے ہیں یعنی لی پارٹی گاڈن پارٹی اسٹیٹ بوم۔ لنچ ڈنر وغیرہ موسم سے تھے اور ان دعوتوں کے موقعوں پر سیاسیات ہند اور مسلم سیاسیات پر گفتگو میں ہوتی رہیں گو بالفرض بھی مشاغل تھے اور ہندوستان اور مسلمانوں کی قسمت کے ساتھ تفریحی مشاغل کا سلوک کیا جا رہا تھا۔ سر آغا خاں وہی بزرگ ہیں جنہوں نے ۱۹۱۸ء میں جنگ عظیم کے پہلے جنگ طرابلس و جنگ بلقان کے زمانہ میں ترکوں کو یہ "اسلامی" مشورہ دیا تھا کہ ترکوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی سلطنت کے یورپین حصہ کو عیسائی اقوام کے حوالہ کر دیں اور خود ایشیا کے حصہ پر قناعت کریں یعنی یورپ کے اس حصہ پر جس پر آجتک اسلام کا ہلالی پرچم لہرا رہا ہے یعنی قسطنطنیہ بحر دیدہ دانیال گیلی پولی اور تمام یورپین مقامات پر سے اسلام کی علامتوں کو اسلامی علم کی بجائے صلیبی علم اس پر لہرا دیں وہی جناب تقدس مآب سر آغا خاں صاحب آپ کھلی خوشی قسمتی سے سلطانوں کے لیڈر بنے ہوئے ہیں اور اسلامی ہند کی سیاسی پیڑھی کی ناخدائی کے فرائض انجام دینے کے لیے یورپ سے سفر کر کے غلام آباد ہندوستان میں تشریف لائے ہیں۔

جب سے آغا خاں صاحب ہندوستان میں تشریف لائے ہیں اس وقت سے اب تک اخبارات کے نمائندوں کو دو تین بیانات دیچکے ہیں ایک جہاز پر سے اترتے وقت دوسرا ایک ہفتہ کے بعد اور اب ایک لنچ کے موقعہ پر ہوٹل کے اندر تقریر کی تھی تینوں موقعوں پر ہندوستان کی عام سیاسیات پر آپ نے اظہار خیال فرمایا ہے اور سب کا لب لباب یہ ہے کہ فرقہ وارانہ حل نہایت خراب ہے۔ جداگانہ انتخابیہ وغیرہ ایک زہر ہے جو جمہوریت کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا مگر اس وقت سب کا سیاسی سرکاری حل کو قبول کر لینا چاہیئے تاکہ ہر ایک فرد کو معلوم ہو جائے کہ یہ فرقہ پرستی کس قدر مضرت رساں چیز ہے اور پھر سب لوگوں کی اس سے نفرت ہو جائے اور سب اس کو مسترد کر دیں دوسری بات جو ارشاد فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ نیا سٹ بیسر کو اور اس کی بنیاد پر جو آئین و دستور پارلیمنٹ بنائے اس کو سب لوگ قبول کر لیں تیسری بات یہ فرمائی ہے کہ تحریک سول نافرمانی اور عدم تعاون بہت بڑی چیز ہے اور مسلمہ میں خلافت کی تحریک بہت غلط تحریک تھی اور اس قسم کی چیزوں میں ہمدرد لوگوں کو کوئی حصہ نہ لینا چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ سر آغا خاں انگریزوں کے ہاتھ میں ایک ایسا ہتھیار ہے جس پر ان کو پورا بھروسہ اور اعتماد ہے اور وہ جب کبھی ان کو ضرورت ہوتی ہے استعمال کرتے ہیں موجودہ تحریک آزادی میں سب سے زیادہ مضر خدمت جو سر آغا خاں سے انگریزی حکومت نے لی تھی وہ یہی تھی کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں جو حکومت کی بالیسی ہے وہ سر آغا خاں کے ذریعہ انجام دی جائے چنانچہ گذشتہ تین سال کی روداد ہمارے سامنے ہے اور ہر شخص کو معلوم ہے کہ سر آغا خاں محض انگریزی استعمار کے لئے مسلسل و متواتر کام کرتے رہے ہیں اور کوئی ایک موقعہ بھی ایسا نہیں آیا کہ انہوں نے حکومت کے نقطۂ نظر سے ہٹ کر کوئی خفیف سی حرکت بھی کی ہو بہرحال دہلی میں سب سے بڑی شغولیت ان کی یہی رہی کہ وہ لوگوں کو حکومت کا ساتھ دینے کے لئے ہموار کرتے رہے اس کے علاوہ ان کی کوشش ایک یہ بھی تھی کہ وہ مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کو ایک کر دیں تاکہ مسلم کانفرنس کی طرح مسلم لیگ پر بھی ان کا قبضہ ہو جائے یا دوسری مسلم جماعتوں کی بھی وہ مسلم کانفرنس میں مدغم کرا دینا چاہتے تھے تاکہ ہر طرف سے وہی آواز بلند ہونے لگے جو سر آغا خاں کے منہ سے حکومت سننا گوارا فرمانی چاہیئے اور کوئی دوسری آواز باقی نہ رہے اس غرض کے حصول کیلئے بہت سے لوگوں سے آغا خاں نے گفتگو میں کیں اور بہت کچھ سبز باغ دکھلائے مگر نتیجہ میں ناکامی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوا اور آخر کار ان کو اعلان کرنا پڑا کہ اد غام کی تجویز ناکامی میں مدغم ہو گئی اور اس کی ضرورت نہیں ہو کہ مسلم ایک جیسی تدبر جماعت مسلم کانفرنس کی قبر میں دفن کر دیا جائے بہرحال حکومت نواز حضرات کی یہ سکیم فیل ہو گئی اب آئندہ سر آغا خاں کیا قدم اٹھائینگے اور کیسی چال چلیں گے اس کا کچھ علم نہیں ہے غالباً وہ اخراج تک اپنی اور ہندوستان میں رہیں گے اس کے بعد پھر یورپ میں دادِ عیش دینے کیلئے روانہ ہو جائینگے۔

پنڈت جواہر لال کی گرفتاری و سزایابی

بالآخر شہید ہفتہ حریت فلادی

پنڈت جواہر لال نہرو کو پھر گرفتار کر کے دو سال کی سزا دیدی گئی اس کے خلاف کیا کہنا فضول ہے کیونکہ پنڈت جی ہر وقت اپنی گرفتاری کے متوقع رہتے تھے انہوں نے کبھی اپنے خیالات چھپائے نہیں وہ ڈنکے کی چوٹ بر ملا کہتے تھے چنانچہ عدم سماعت کے بعد پنڈت جی نے جو بیان مجسٹریٹ کے سامنے دیا اس میں صاف لفظوں میں اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ اگر ہندوستان کو آزاد کرانا اور غیر ملکی اقتدار کا خاتمہ کرانا میرا خواہش رکھ بغاوت ہے تو یقیناً کئی سال سے میری سرگرمیاں باغیانہ ہیں میں کئی سال سے اپنی پوری طاقت سے اس مقصد کے حصول کے لئے جدوجہد کر رہا ہوں جو حق تنخ گذشتہ کا جانتا ہے میرا عقیدہ پختہ ہوتا جاتا ہے کہ جب تک ہندوستان میں برطانوی حکومت کا خاتمہ نہ ہو یہاں نام و نشان موجود ہے اس وقت تک ہندوستان آزاد نہیں کہلا سکتا اسی بنا پر میں نے برطانوی حکومت کا خاتمہ کرنے کیلئے تہوڑی بہت کوشش کی ہے اگر اسی کا نام بغاوت ہے تو میں سالہا سال سے باغی ہوں؟ اس کے بعد کسی کو یہ اپیل نہ کرنی چاہیئے کہ حکومت اس قسم کے آدمی کو آزاد رہنے کا موقع دیگی لیکن یہ ضرور کہا جائیگا کہ ایسے لوگوں کو جیل کے اندر رکھنا کچھ زیادہ مفید نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کا جیل کے اندر رہنا خود ایک خاموش باغیانہ تقریر ہے جو لوگ جیل کو اپنا وطن نہ سمجھ لیں ان کے لئے جیل کوئی اہمیت نہیں رکھتا بلا شبہ نزدیک حکومت نے ان کو سزا دلوا کر بجا شدت کا ثبوت نہیں دیا کیونکہ پنڈت جواہر لال نہرو کی رہائی کے لئے زبردست جلسے ہوئے ہیں اس قوت میں ہوں نے اپنے خیالات کا پوری صفائی سے اظہار کیا ہے گمان کی تقریروں مضامین اور اخباری بیانات کا سول نافرمانی کی تحریک پر کوئی اثر نہیں پڑا حکومت یہ نہیں کہہ سکتی کہ پنڈت جواہر لال کی باغیانہ جدوجہد نے سول نافرمانی کی تحریک کو طاقت بخشی تھی اس لئے ضروری تھا کہ ان کے ساتھ قانونی سلوک کیا جاتا لیکن حالات میں ان کی مساعی کو اثر سول نافرمانی کی تحریک پر کچھ نہیں پڑا تھا پنڈت جی کو خواہ مخواہ جیل جا کر دنیا اور ملک کے اندر جیسی بیداری پیدا کرنے اور سیاسی فضا کو صاف بنانے کے مواقع ہے اس کے علاوہ اس وقت پنڈت جی کی تمام تر توجہ ہمارے زوال کی طرف لگی ہوئی تھی اور وہ نہایت بیش قیمت امداد صحبت زندگان کی کر رہے تھے اور آئندہ بہت کچھ توقعات ان سے وابستہ نہیں پنڈت جی کو جیل میں بھیجکر گویا ہمارے مصیبت زدگان کے ایک نہایت ہی با اثر ہمدرد کو ان سے جدا کر دیا

وہی رفتار بے ڈھنگی جو پہلے تھی سو اب بھی ہے

رمضان شریف کو بعد شوال کا مہینہ بالکل سوکھا گذرا، رمضان میں منہ کا روزہ تھا اور شوال میں کاروبار کا روزہ، خدا خدا کرکے کئی مہینوں کے بعد رمضان شریف میں ایسی صورت ہوئی تھی، کہ کچھ کاغذ کا بار ہلکا ہو گیا تھا لیکن شوال کے مہینے میں جو بیتی ہے وہ یہ اول ہی جانتا ہے، شوال کا پرچہ دیر میں گیا تو اس لئے کہ رمضان کے بعد اسٹاک کا کام شروع ہوا تھا، لیکن ذیقعدہ کا پرچہ محض اسوجہ سے دیر میں جا رہا ہے کہ کاغذ اور ٹکٹوں کا بروقت بندوبست نہ ہو سکا۔ آپ نے اب اپنی توجہ کو ہٹا لیا، یا وہ کہیں بٹ گئی، جدید خریداروں کے لیے آپ کوشش نہیں کرتے۔ قدیم خریدار کتابیں نہیں خریدتے کام چلے تو کیونکر، آپ ہی کی کوشش کا ثمرہ تھا کہ مولوی کی اشاعت ۱۲ ہزار ہو گئی، اب اگر وہ ترقی کی بجائے گھٹنے لگے تو اسمیں بھی آپ ہی کی بدنامی ہے، مجھے توصف یہ بتلا دیجئے کہ میں نے اپنی کوشش یا اپنی محنت میں کونسی کمی کی، یا کس وقت میں نے اپنے فرائض سے غفلت برتی

مولوی کی اشاعت کا کام میرا کام نہیں ہے اور میں اس سلسلہ میں کچھ بھی نہیں کر سکتا اور نہ ایسا کچھ کیا، کیونکہ یہاں کے کام سے ہی مجھے سر اٹھانے کی فرصت نہیں ملتی، پرچہ جائیداد باہر جا کر ترقی اشاعت کے لیے دورہ کروں، اس لئے اگر آپ نے ذرا بھی بے توجہی برتی تو موجودہ صورت برقرار نہ رہ سکے گی،

بے کاری کا عام دور دورہ ہے، کیا وہ بہائی جو فی الحال کوئی کام نہیں کر رہے ہیں مولوی کی اشاعت کے لیے اپنی خدمات نہیں دے سکتے، مولوی غریب کے پاس پیسہ تو نہیں جو وہ باقاعدہ سفیر مقرر کرے ہاں یہ ضرور ہے کہ اجرت کے ساتھ ریلوے کمیشن کچھ مولوی کے چندے میں سے وہ بھی لے لیں، اور اس کے لئے مجھ سے لکھکر پوچھ لیں،

کس قدر سہل ترکیب تھی کہ میں نے معاونین مولوی کے خستا سا احباب کے نام دیتے سنگوائے تھے اس پر بھی سب بہائیوں نے توجہ نہیں کی حالانکہ میری استدعا یہ تھی کہ اگر وہ چاہیں تو کھلے لفافہ میں بند کئے بھیج دیں، اسمیں سوائے سادہ کاغذ اور تھوڑی محنت کے کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا لیکن اس التجا کو بھی صرف چند بہائیوں نے نوازا اور سب خاموش رہے، اس صورت میں یہ فائدہ تھا کہ میں ہر ماہ مولوی کے ہزار پانسو پرچے نامہ چھپوا کر تقسیم کر دیتا اور پھر نمونہ دیکھنے کے بعد مولوی کو وہ انہیں پسند کرنے لگتے،

اب پھر التجا کرتا ہوں کہ اگر آپ کے پاس تامل وقت نہیں ہے کہ مولوی کی خریداری پر لوگوں کو آمادہ کریں، یا اپنے پاس سے احباب کے نام مولوی کا اجرا کرائیں، تو یہ تو کر سکتے ہیں کہ اپنے قصبہ، محلہ، شہر، محکمہ جات، اغزا، احباب کے سرپرآوردہ یا مذہبی ذوق والے بہائیوں کے نام اور پتے لکھ دیں،

مجھے تو شرم ہی آتی ہے اور آپ کی توہین بھی سمجھتا ہوں، ورنہ ہزاروں پتے اس طرح سے مل سکتے ہیں کہ دو سطر دواخانوں اور کتب خانوں کی گیچھ سادہ کا اعلان کر دوں، اسمیں آپ کی بھی سبکی ہے اور میری بھی، اگر آپ اس سے متفق نہ ہوں تو مجھے مطلع فرمادیں،

مولوی کی موجودہ ترتیب، سبک، مضامین اور ضخامت کے متعلق مجھے ایک برادر ان نے بالکل تنبیہ نہیں کیا کہ اسمیں کچھ خامی ہے اس لیے میں نے بھی صورت مستقل کر دی، صرف کتابت کے متعلق شکایت کی گئی کہ وہ باریک ہے، میں نے اس کو زیادہ ضروری سمجھا کہ ضخامت زیادہ نہ ہو، لیکن اکثریت مضامین کم اور علم جلی کی طرف ہے تو میں بھی تابعدار ہوں، اگر محرم آئندہ سے مولوی کا مسطر دل دو کالم بمشتملات کیا عرض کروں کہ بڑا ہی نہیں سکتے ورنہ ضخیم اور بڑا ہوتا، ہاں کاغذ ہلکا لگنے لگے تو یہ بھی ہو جائے لیکن یہ صورت جب تک ممکن نہیں ہے جب تک اپنے اکڑہ سے کاغذ نہ بنوایا جائے اور دو لایت سے کم از کم ۵ ٹن کاغذ خرید جائے تو اپنا کاغذ بنوانا ممکن ہے، خدا کی ذات سے کیا بعید ہے کہ وہ اس قدر سرمایہ فراہم کرادے گو بظاہر اس کے آثار نہیں معلوم ہوتے

معاونین کے نام شائع نہیں ہوئے

شوال میں آنوخریدار دینے والوں کی تعداد بہت ہی کم تھی، رمضان کے خطوط گم ہو گئے، بہت تلاش کیا، نہ ملے اس لیے جن حضرات نے رمضان میں خریدار دیئے ہیں وہ دوبارہ مطلع فرمادیں، تفصیل لکھنے کی ضرورت نہیں صرف تعداد لکھدیں، اور اسمیں سبکی بھی محسوس نہ کریں، کیونکہ یہ دوسرے بہائیوں کی ترغیب کے لیے لکھے جاتے ہیں ورنہ خریدار دینے والوں کا احسان فقط نام چھپنے سے پورا نہیں ہو جاتا، ان کا اجر تو خدا ہی دیگا انشاء اللہ۔

شکایات کی تعمیل

یہ پہلے ذہن نشین فرمالیجے، کہ یہاں سے پرچہ تمام خریداروں کو تمام اضافی احتیاطوں کے ساتھ روانہ ہوتا ہے، یہ ضرور ہے کہ یہ سلسلہ ۵ روز تک جاری رہتا ہے، اس کے بعد بھی تقریباً ایک ہزار پرچہ روزانہ روانہ کیا جاتا ہے، اسمیں بعض کے پتے راستے میں خراب ہو جاتے ہیں، بعض کے پرچے پھٹ جاتے ہیں، یہ پرچے تو بلا شکایت کئے دوبارہ فوراً روانہ ہو جاتے ہیں، اس کے علاوہ ڈاک کا ڈاکہ، اور خریداروں کے دوستوں اور بچوں کے دستبرد سے بھی پرچے دوبارہ بھیجنے پڑتے ہیں یہ اسوقت روانہ ہوتے ہیں، جب عام رسم کے خطوط آتے ہیں

اب ایک طبقہ ایسے بہائیوں کا ہے جو پتہ کی تبدیلی کی اطلاع دیئے بغیر شاکی ہوتے ہیں کہ ہمیں چند ماہ سے پرچہ نہیں ملتا، یہاں علی العموم ہر ماہ کا پرچہ دوسرا پرچہ آنے سے قبل ختم ہو جاتا ہے اب ۲ ماہ بعد پرچے کہاں سے لاؤں جو ان کو دوں اور انکی بھاگی دوڑ کروں، اس لئے

براہ بندہ نوازی چاند کی میں تاریخ تک انتظار فرما کر اگر پرچہ نہ ملے تو دوبارہ لکھنا بے سود ہے

یہ طلب زیادہ سے زیادہ دو سرا پرچہ شائع ہونے تک جاری رکھنے اس کے بعد مجھے بالکل معذور تصور کیجئے، یہ کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ واقعتاً پرچہ پہنچتا ہی نہیں ہے،

ایک طبقہ ایسے بہائیوں کا بھی ہے جو پہلے گالی دیتے ہیں اور بعد میں شکایت لیے بہائیوں کے خطوط علی العموم بیکار رہتے ہیں، کیونکہ گالی کا تو مجھ پر اثر نہیں ہوتا بہت عادی ہو گیا، اور گالی دینے سے قبل و بعد لکھنے والے بہائی کا داغ داغ ہو جاتا ہے اور نہ خریداری وغیرہ لکھنا ہو جاتے ہیں، یا سرے سے پتہ ہی نہیں لکھتے، ایسے لوگ خطوط کی تعمیل بھی تو کیونکر، ایسے بہائی یہ کیا کریں کہ اصل مطلب سمعہ نمبر خریداری کے پہلے لکھدیں اور بعد میں خط و خدا ترسی کے اندر گالیاں، تاکہ دو تو چیزیں الگ الگ ہو جائیں اور خط کا مطلب خبط نہ ہو

ایک اور بات ہی ذہن نشین کر لیجئے، کہ اگر آپ کے پروس میں ڈاک مولوی آگیا ہو اور آپ کے پاس نہیں آیا تو پانچ روز منتظر رہ کر انتظار کر لیجئے کیونکہ یہاں سے پانچ روز تک روانہ ہوتا ہے، ممکن ہے کہ آپ کا پرچہ آخر میں آئے

نمبر خریداری کے بعد آپ یقین کر لیجئے کہ کسی خط کی تعمیل ہونی تقریباً ناممکن ہے اس لیے نمبر خریداری تو ضرور لکھیں، ہی جگہ نوٹ کر لیجئے جو ہر وقت آسانی سے آپ معلوم کر لیں جو لوگ جدید خریدار ہوں اور نمبر خریداری نہ ملا ہو، تو وہی پی کے ذریعہ چندہ دیا ہو تو روانگی نمبر کا حوالہ دیدیں کافی ہے اور جنہوں نے منی آرڈر بھیجا ہو، وہ یہاں روپیہ پہنچنے کی تاریخ تیلادیں بہرحال کچھ نہ کچھ آپتہ ضرور ہونا چاہیے

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ نہیں فرماتے تمہاری قسموں میں لغو قسم پر لیکن مواخذہ اس پر فرماتے ہیں کہ تم قسموں کو مستحکم کر دو سو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا دینا اوسط درجہ کا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا اور جس کو مقدور نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جبکہ تم قسم کھا لو اور اپنی قسموں کا خیال رکھا کرو اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے اپنے احکام بیان فرماتے ہیں تاکہ تم شکر کرو۔"

تفسیر امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق اس آیت کی شان نزول تفسیر ابن جریر اور خازن وغیرہ میں جو بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ترک دنیا کے طور پر جب بعضے صحابہ نے قسم کھا کر بعضی چیزیں اپنے اوپر حرام کر لیں اور یہ آیت یا ایھا الذین امنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم میں اس کی ممانعت نازل ہوئی تو ان صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت ہم لوگوں نے حلال چیزوں سے باز رہنے کی جو قسم کھائی تھی اس قسم کا اب کیا حکم ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ سورۂ بقر میں گذر چکا ہے کہ جیسے کلام کے طور پر واللہ یا اللہ ایسے لفظ جو آدمی کے منہ سے نکل جاتے ہیں یا ایک بات کو کوئی شخص سچ گمان کر کے اس پر قسم کھا بیٹھے اور حقیقت میں وہ بات اس طرح نہ ہو یہ صورتیں قسم میں داخل نہیں ہیں ان کا کچھ کفارہ ہے انھیں صورتوں کو یہاں لغو کہتے ہیں۔ کفارہ کے قابل وہی قسم ہے جو دلی ارادہ سے ہو۔ اس دلی ارادہ کی قسم پر قائم نہ رہنے کی حالت میں اس کے کفارہ کی یہی چار صورتیں ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے کہ یا دس مسکینوں کو کھانا کھلا دیا جائے یا کپڑا پہنا دیا جائے یا ایک بردہ آزاد کر دیا جائے ان تینوں باتوں میں سے کسی بات کا بھی مقدور نہ ہو تو تین روزے رکھے جائیں ان دونوں کے درمیانے ہونے اور یا نہ ہونے میں۔ کھانے کی جگہ کچا اناج دیا جاوے تو اس کے مقدار میں کپڑوں کی گنتی میں، بردہ کے مسلمان ہونے یا نہ ہونے میں سلف کا اختلاف ہے جس کی تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔ بیچ کی راس کے کھانے کا یہ مطلب ہے کہ نہایت اعلیٰ درجہ کا جو نہ بالکل ادنیٰ درجہ کا ہو بلکہ متوسط درجہ کا ہو قسموں کے توڑنے میں کفارہ کا یہ مطلب ہے کہ بلا ضرورت قسم کے توڑنے میں جلدی نہ کی جاوے احکام الٰہی کے احسان ماننے اور شکر گذار بننے کا یہ مطلب ہے کہ ان احکام کے موافق عمل کیا

جاوے سورہ بقر میں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری رضی کی حدیث گذر چکی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ کے آگے تو بہری ہر ایک قسم ایسی ہوگی کہ قسم کھانے کے بعد کوئی اچھی اگر اس سے بہتر میں دیکھ پاؤں گا جس پر میں نے قسم کھائی ہے تو میں قسم کا کفارہ دیکر میں اس سے بہتر کام کو کروں گی۔ قسم کی حالت پر قائم رہنے یا نہ رہنے کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے جو اللہ کے رسول نے اپنی امت کو سکھائی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کو فلاح ہو شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کرے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے سو اب بھی باز آؤ گے اور تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور رسول کی اطاعت کرتے رہو اور احتیاط رکھو اور اگر اعراض کرو گے تو یہ جان رکھو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف پہنچا دینا تھا۔"

تفسیر: معتبر سند سے طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ فرمایا کے نشہ میں پہلے صحابہ کی آپس میں تکرار ہو کر مار پیٹ کی نوبت آجاتی ہے جس کے سبب سے ان لوگوں کے آپس کے سلوک میں روز بروز خلل پڑتا جاتا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں شراب کی چار حالتیں جاہلیت میں رہی ہیں ان کا ذکر تو سورہ بقرہ کی آیت یسئلونک عن الخمر والمیسر کی تفسیر میں گذر چکا ہے ان چاروں حالتوں میں ایک حالت سورۃ النساء کی آیت یا ایھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری کے نازل ہونے کے بعد کی تھی جس میں نماز کا وقت ٹال کر لوگ شراب پیا کرتے تھے اس حالت کے زمانہ میں یہ آپس کی تکرار اور مار پیٹ ہوا کرتی تھی اس پر یہ شراب کے ہر وقت کے قطعی حرام ہونے کا حکم نازل ہوا شراب پینے سے آپس کی دشمنی اس سبب سے پیدا ہو جاتی ہے کہ شراب پیکر آدمی کے ہوش و حواس بالکل ٹھکانے نہیں رہتے ہر ایک سے لڑنے جھگڑنے لگتا ہے جو اس سبب کے باعث عداوت ہے کہ جو شخص جوے میں اپنا مال ہار جاتا ہے وہ بھی بعد اس کے کہ ایک سے لڑنے لگتا ہے شراب میں ایک یہ بھی خرابی ہے کہ اس کا نشہ

آدمی کو ذکر الٰہی اور نماز سے روکتا ہے اس سورہ میں یہ اثر بھی لکھا ہے کہ انصاب پتھروں کے تھان تھے اور ازلام جوا کھیلنے کے پانسے ان پتھروں کے تھانوں پر بتوں کے نام کے جانور یا مال جاہلیت میں ذبح کئے جاتے تھے شراب خواری اور قمار بازی بھی بہت ہوتی تھی جوے کے پانسے بھی یہیں رکھے رہتے تھے اس لئے ان سب کا ذکر ایک ساتھ ایک جگہ فرمایا۔ اسی طرح کے برے کاموں کو جس کہتے ہیں۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابن ماجہ کی حدیث اوپر گذر چکی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان تو دودھ پیتا بچہ سمندر کے پانی پر پہنچا کر اس تخت پر بیٹھ جاتا ہے اور شیاطینوں کو لوگوں کے بہکانے کے لئے ہر روز بھیج دیتا ہے ان آیتوں میں ان کے کاموں کو آپس میں بھی کے ڈالنے کو ذکر الٰہی اور نماز سے روکنے کو شیطان کے ارادہ کا ذکر فرمایا ہے یہ حدیث گویا اس کی تفسیر ہے۔

حاصل مطلب یہ ہے کہ شیاطین شراب کے نشہ اور جوئے کی دھن میں لوگوں کی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈال دیتے ہیں کہ لوگوں کو ان برے کاموں کی برائی نہیں سوجھتی اس لئے ان کاموں سے باز رہنے کی ہدایت فرما کر ہمارا نمازوں کے چھوڑنے کی تاکید کو اس ہدایت کے موافق عمل کرنے پر منحصر رکھا ہے اور اس کو اللہ اور رسول کی فرمانبرداری ٹھہرایا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ کے رسول کا کام یہی ہے کہ وہ ہم لوگوں کو اس کا حکم پہنچا دیں اب جو کوئی اس کو نہ مانے گا وہ عقبیٰ میں اس نافرمانی کا نمازہ چکھے گا۔ صحیح مسلم میں ابو سعید خدری سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ سوا اس نماز کے اوقات کے اور وقتوں میں جب شراب کا پینا جائز رکھا گیا تھا تو شراب کے نشہ میں طرح طرح کے جھگڑے فتنے جو ہوا کرتے تھے اس کی حال سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کے پاس کچھ شراب ہو اس کو دھو ڈالے یا اور کسی کام میں لے آوے نزول شراب کے باب میں کوئی قطعی حکم نازل ہونے والا ہے اس کے تھوڑے دنوں کے بعد یہ آیت انما الخمر الخ نازل ہوئی اس کے نازل ہونے کے بعد آپ نے فرمایا اس حکم سے اللہ تعالیٰ نے شراب حرام فرما دی اب جس مسلمان شخص کے پاس کچھ شراب ہو تو وہ اس کو بیچ سکتا ہے نہ پی سکتا ہے آپ کے اس حکم کے بعد لوگوں نے وہ شراب بھی اس کو مدینہ کی گلیوں میں بہا دیا اور اس کے پینے کو سب نے حرام قرار دیا اس مضمون کی اور بھی حدیثیں ہیں۔ آیت اور ان حدیثوں کے ملانے سے یہ مطلب ٹھیرتا ہے کہ اس آیت میں شراب سے بچے رہنے کا جو ارشاد ہے وہ شراب کے حرام ہونے کا ایک قطعی حکم ہے جس کے بعد اسلام میں شراب پھر نشہ کے قابل ایک چیز قرار پائی۔ یہ جو ایک اختلاف مشہور ہے کہ آیت میں تم کا لفظ ہے اور انگور کے سوا کسی دوسری چیز سے جو شراب بنائی جاتی ہے اس کو تم نہیں کہتے اس صورت میں آیت کا حکم انگور کی شراب پر منحصر ہونا چاہیئے یہ اختلاف خمر کے لغوی معنے کی بنا پر ہے ورنہ شرع میں یہ امر احت موجود ہیں کہ کھجور گیہوں جو وغیرہ سے جو شراب بنائی جائے اس کو بھی خمر کہتے ہیں۔ چنانچہ مسند امام احمد ترمذی ابو داود وغیرہ میں نعمان بن بشیر کی حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ خمر کے ساتھ ہی ساتھ فرمایا ہے اسی طرح لفظ خمر کے بھی شرعی معنے احکام شرع میں معتبر ہوں گے نعمان بن بشیر کی حدیث کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن المہاجر ہے جس کو بعضے علماء نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن امام احمد نے ابراہیم بن المہاجر کو ناقابل اعتراض ٹھیرایا ہے اس صورت میں یہ حدیث معتبر اور آیت کے لفظ خمر کی تفسیر قرار پا سکتی ہے۔ صحیح مسلم ترمذی ابو داؤد وغیرہ میں انس بن مالک کی حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے سکہ بنانے کو منع فرمایا ہے اکثر علماء امت کا مذہب بھی اس حدیث کے موافق ہے لیکن بعضے علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے جس کی تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوا وَأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝

ترجمہ:۔ ایسے لوگوں پر جو ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے پیتے ہوں جبکہ یہ لوگ پرہیز کرتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں سے محبت رکھتے ہیں

تفسیر:۔ نسائی اور مسند امام احمد بن حنبل میں اس آیت کی شان نزول جو بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جب صحابہ اکابر کی بلوائی کے وقت شراب کے نشہ کی حالت میں شہید ہو چکے تھے اس لئے شراب کے حرام ہو جانے کے وقت صحابہ کو ان شہیدوں کے حال پر قرآن میں ہوا کہ بڑی چیزوں کے پیٹ میں تھی جس وقت وہ شہید ہوئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی حاصل آیت کا یہ ہے کہ اس وقت جتنے کاموں کا اللہ کا حکم تھا جب انہوں نے وہ کام کئے تو جس چیز کے حرام ہونے کے وقت وہ موجود ہی نہیں تو اس چیز کے حرام ہونے کے پہلے کے استعمال سے ان پر کچھ گناہ نہیں:

قاعدہ یسنا القرآن

قاعدہ یسنا القرآن کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینے میں صرف دو گھنٹہ روزانہ تعلیم سے نہایت آسانی کے ساتھ بفیض درد سری کے قرآن شریف ختم کر لیتا ہے اور بچا کے بخوبی پڑھتا ہے اس لئے وہ قرآن شریف کے علاوہ ہر ایک اعراب اور عربی تحریر کو پڑھ سکتا ہے اور اس کو اردو پڑھنا بالکل آسان ہو جاتا ہے اس طرح جو استاد دینی کا پڑھنا کہ بچہ کا تصور سمجھتے ہیں ان کی مار سے بچہ محفوظ رہتا ہے اور پڑھنے سے جی نہیں چراتا قاعدہ بغدادی کی طرح یہ ایک مکمل اور صرف ابتدائی قاعدہ نہیں ہے بلکہ اس قاعدہ میں قرآن ختم شریف پڑھنے کے تمام قواعد درج ہیں کوئی قاعدہ باقی نہیں رہا مختصر یہ کہ اس قاعدہ کو پڑھکر پھر قرآن شریف کسی استاد سے سبقاً سبقاً پڑھنے کی حاجت نہیں رہتی اس قاعدہ کو پڑھ لینا گویا تمام قرآن شریف کو پڑھ لینا ہے یہ قاعدہ بچوں کے علاوہ ان بڑی عمر والوں کے واسطے بھی مفید ہے جو قرآن شریف پڑھنے کے باریک قواعد سے نابلد ہیں اور قرآن شریف کو صحیح نہیں پڑھتے بڑی عمر والے انگریزی خواں جو قرآن شریف بالکل نہیں پڑھ سکتے اگر وہ قرآن شریف پڑھنا چاہیں تو ان کے لئے یہ قاعدہ عجیب چیز ہے قیمت فی جلد ۸ر ۸ جلدیں عدہ مصولہ ڈاک آنہ علیحدہ ۸ر صفحات ۴۸ صفحے۔

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

صحیح بخاری شریف اُردو

بسلسلہ سابقہ

کتاب الصلوٰۃ

باب۔ اذان کے وقت منبر پر بیٹھ جانا چاہیئے

۸۵۳۔ سائب بن یزید کہتے ہیں کہ دوسری اذان کا خطبہؓ نے حکم دیا تھا جبکہ مسجد کے لوگ زیادہ ہوگئے اور جمعہ کے دن جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا اس وقت اذان ہوتی تھی۔

باب۔ خطبہ کے وقت اذان دینا (کیا ثابت ہے)

۸۵۴۔ سائب بن یزید کہتے ہیں رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے زمانہ میں جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جائے پھر جب عثمانؓ کی خلافت ہوئی اور لوگ بہت ہوگئے تو عثمانؓ نے جمعہ کے دن ایک تیسری اذان کا حکم دیا چنانچہ وہ اذان زوراء پر دی گئی پھر اسی پر بات قائم ہوگئی۔

باب خطبہ منبر پر (چڑھ کے) پڑھنا چاہیئے) اور انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھ کے خطبہ پڑھا۔

۸۵۵۔ ابوحازم بن دینار کہتے ہیں کہ کچھ لوگ سہل بن سعد ساعدی کے پاس گئے اور انھیں منبر کے بارہ میں شک تھا کہ اس کی لکڑی کس قسم کی تھی تو انہوں نے سہل سے اس کی بابت پوچھا سہل بولے کہ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ یہ کس لکڑی کا تھا اور بنانے میں نے اس کو دیکھا ہے سب سے پہلے دن جو وہ رکھا گیا اور سب سے پہلے دن جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس پر چڑھے (اس کی نیو کی کیفیت یہ ہے کہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک عورت سے (جس کا نام سہل نے لیا تھا مگر ابوحازم بھول گئے) یہ کہلا بھیجا کہ تو اپنے غلام بڑھئی کو یہ حکم دیدے کہ وہ میرے لئے چند لکڑیاں بنا دے جن پر میں بیٹھا کروں جب میں لوگوں سے بات کروں چنانچہ اس عورت نے اپنے غلام سے کہا دیا اور اس نے (مقام) غابہ کے جھاؤ سے منبر بنا دیا اور اس کو لے آیا تو اس عورت نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجدیا آپ نے حکم دیا تو وہ اس جگہ رکھدیا گیا پھر میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اس پر نماز پڑھی اور اسی پر کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہی پھر اسی پر رکوع کیا بعد اس کے پیچھے پیروں اترے اور منبر کی جڑ میں سجدہ کیا پھر منبر پر چلے گئے پھر جب فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ اے لوگو میں نے یہ اسی لئے کیا تاکہ تم میری اقتدا کرو اور میری نماز سیکھ لو۔

۸۵۶۔ جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ ایک ستون تھا جس پر (خطبہ) کھڑے ہوتے تھے پھر جب آپؐ کے لئے منبر کہدیا گیا تو ہم نے ستون سے حاملہ اونٹنیوں کی جیسی آواز سنی یہانتک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور اپنا ہاتھ اس ستون پر رکھا۔

۸۵۷۔ عبدالرحمن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ منبر پر خطبہ پڑھتے تھے کہ آپ نے فرمایا جو شخص (نہانا) جمعہ کے لئے آئے تو وہ غسل کرلے۔

باب خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیئے) اور انسؓ نے کہا ہے کہ اس درمیان میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ پڑھ رہے تھے۔

۸۵۸۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے بعد بعد اس کے بیٹھ جاتے تھے پھر کھڑے ہو جاتے تھے جیسا کہ تم اب کرتے ہو۔

باب لوگوں کا امام کی طرف منہ کرنا جب وہ خطبہ پڑھے (مسنون ہے) اور ابن عمرؓ اور انسؓ نے امام کی طرف منہ کیا ہے۔

۸۵۹۔ ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور ہم آپ کے گرد بیٹھ گئے۔

باب۔ جو شخص خطبہ میں بعد ثنا کے اما بعد کہے (تو وہ موافق سنت کے کرتا ہے) اس کو عکرمہ نے ابن عباس سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۸۶۰۔ اسماء بنت ابی بکر کہتی ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) حضرت عائشہؓ کے پاس گئی اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے میں نے کہا کہ لوگوں کا کیا حال ہے تو انھوں نے اپنے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا میں نے کہا کہ کوئی نشانی ہے حضرت عائشہؓ نے سر سے اشارہ کیا (یعنی ہاں) اسماء کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کو بہت طول دیا یہانتک کہ مجھ پر غشی طاری ہوگئی اور میرے پہلو میں ایک مشک تھی جس میں پانی تھا میں نے اس کو کھول لیا اور اس سے اپنے سر پر ڈالنے لگی پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب فارغ ہوئے تو آفتاب روشن ہو چکا تھا پھر آپؐ نے لوگوں سے خطاب کیا اور اللہ کی حمد و ثنا کی جیسا کہ اس کے لائق ہے پھر فرمایا کہ اما بعد اسماء کہتی ہیں کہ انصار کی کچھ عورتیں ہانک نے لگیں تو میں ان کی طرف متوجہ ہوگئی تاکہ ان کو چپ کروں (اس درمیان میں جو کچھ آپؐ نے بیان فرمایا میں نے نہیں سنا تو میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ آپ نے کیا فرمایا وہ بولیں کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ جو چیز میں نے (اب تک) نہ دیکھی تھی اسے میں نے (اس وقت) اپنی جگہ میں دیکھ لیا یہانتک کہ جنت اور دوزخ کو اور بعد فراغ کے اور بعد تکمیل میری طرف یہ وحی بھیجی گئی ہے کہ قبروں میں تمہاروں کی آزمائش کی جائے گی مثل یا قریب آزمائش مسیح دجال کے تم میں سے ہر ایک کے پاس فرشتے آئیں گے اس سے پوچھیں گے کہ اس مرد کی بابت تیرا کیا علم ہے تو مومن یا موقن (پتہ نہیں کس شک کیا ہے) یہ کہے گا کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وہ محمدؐ ہیں ہمارے پاس معجزات اور ہدایت لیکر آئے تھے ہم نے ایمان لائے اور ان کا کہا مانا اور پیروی کی اور ان کی تصدیق کی پس اس سے کہا جائیگا کہ اچھی طرح سو رہ یقیناً ہم جانتے تھے کہ تو ان پر ایمان رکھتا تھا لیکن منافق یا مرتاب (پتہ نہیں کس شک کیا ہے) اسے جب کہا جائیگا کہ اس مرد کی بابت تجھے کیا علم ہے تو وہ کہے گا کہ میں

نہیں جانتا میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا تھا تو میں نے بھی وہی کہہ دیا رمشام کہتے ہیں ظاہر سے مجھ سے کہا کہ میں نے اس حدیث کو پورا پورا یاد کیا تھا سوا اس کے جو اسماء نے بیان کیا مجھا کہ سنانی برے سمجھی جائے گی۔

۸۶۱ عمرو بن سلمہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال یا کوئی چیز لائی گئی تو آپ نے اس کو تقسیم کر دیا کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ لوگوں کو نہیں دیا پھر آپ کو یہ خبر ملی کہ جن کو آپ نے نہیں زیادہ ناخوش ہو گئے ہیں تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا کہ اما بعد خدا کی قسم میں کسی کو دیتا ہوں اور کسی کو چھوڑ دیتا ہوں حالانکہ جس کو چھوڑ دیتا ہوں وہ میرے نزدیک اس سے جس کو دیتا ہوں زیادہ پیارا ہوتا ہے دلیکن میں کچھ لوگوں کو اس لئے دیتا ہوں کہ ان کے دلوں میں جزع اور بے صبری ہوں اور کچھ لوگوں کو اس کے حوالہ کر دیتا ہوں جو غنی میں اور اللہ نے خیر ان کے دلوں میں پیدا کی ہے انھیں لوگوں میں عمرو بن تغلب بھی ہے عمرو بن تغلب کہتے ہیں، خدا کی قسم میں نہیں چاہتا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلمہ کے عوض میں مجھے سرخ اونٹ ملیں۔

۸۶۲ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں ایک شب آدھی رات میں باہر تشریف لے گئے اور مسجد میں نماز پڑھی تو کچھ لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی پھر صبح کو لوگوں نے اس کا چرچہ کیا تو دوسرے دن زیادہ آدمی جمع ہو گئے اور انھوں نے آپ کے ساتھ پڑھی پھر صبح کو انھوں نے چرچہ کیا تیسرے دن مسجد میں بہت لوگ ہو گئے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی پھر جب چوتھی رات ہوئی تو مسجد لوگوں سے تنگ ہو گئی اس رات کو آپ باہر نہیں آئے یہاں تک کہ صبح کی نماز کے لئے آپ نکلے پھر جب فجر کی نماز آپ پڑھ چکے تو لوگوں کی طرف متوجہ کر کے آپ نے تشہد پڑھا بعد اس کے فرمایا اما بعد مجھ پر تمہارا یہاں موجود ہونا مخفی نہ تھا لیکن مجھے یہ خوف ہوا کہ اگر یہ نماز لازم کر دی جائے تو تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ۔

۸۶۳ ابو حمید ساعدی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات کو جلد نماز کے کھڑے ہو گئے اور تشہد پڑھا اور اس کی تمجید بیان کی جیسی کہ اس کے لائق ہے پھر فرمایا اما بعد۔

۸۶۴ مسور بن مخرمہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو جب آپ تشہد پڑھ چکے میں نے آپ کو اما بعد کہتے ہوئے سنا۔

۸۶۵ ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک رفاعی نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے تو وہ آخری پہلی تھی جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے آپ ایک بڑا تکیہ جمائے اپنے شانوں پر ڈالے ہوئے تھے آپ نے اپنا سر ایک پنی سے باندھ لیا تھا پس آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر آپ نے فرمایا کہ اے لوگو میرے قریب آجاؤ چنانچہ لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے پھر اس کے بعد آپ نے فرمایا اما بعد پس یہ قبیلہ انصار کے موتے جائیں گے اور دوسرے لوگ بڑھتے جائیں گے پس جو شخص محمد کی امت میں کسی چیز کا مالک ہو اور وہ خیار رکھتا ہو کہ اس میں کسی کو ضرر پہنچائے یا اس میں کسی کو فائدہ پہنچائے اس کو چاہئے کہ ان میں سے نیکوکار کی نیکی کو قبول کرے اور ان میں سے بدکار کی برائی

لہ جزع اور بے صبری کے معنے ہے بے صبری کے ہیں یعنی ان کے دل میں صبر اور قناعت نہیں ۱۲

دوسرے جمعہ تک۔ وہی، ابو علی یا انس نے کہا کہ دوسرا جمعہ کے وقت، پھر کھڑا ہو گیا اور اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ دابہ غلہ کی کثرت سے مکان اکثر گئے اور مال ڈوب گیا پس آپ اللہ سے ہمارے لئے دعا فرمائیے ۱۲

کتاب الفقہ

(بقیہ گذشتہ)

باب الصوم

قدوری کے قول کی ایسی صورت میں ہر حالت صحیح روزہ کی تصادیق مستفاد ہوتی ہے کذا فی الہدایہ و فتاویٰ قاضی خاں و جامع الرموز و غیرہ بعض کے نزدیک ایسی صورت میں کفارہ بھی لازم ہے۔ الاشباہ والنظائر۔

شک کے بعد تعدیر سحری کھانے میں روزہ برا ہو جائیگا کیونکہ شک میں یہ تو ضرور ہے کہ رات ہی باقی تھی۔ ہدایہ

۴۔ اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہو کہ جہاں طلوع فجر کا حال معلوم نہیں ہو سکتا بادلوں کا ہونا ہو یا اس شخص کی بینائی میں فرق ہو تو اس کو نہیں چاہیئے کہ شک کی حالت میں سحری کھائے اگر کھائیگا تو گنہگار ہوگا کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس چیز کو ترک کر جس میں شک ہو اور اختیار کر جس میں شک نہ ہو۔ اگر اس کے بعد امن کا ظن غالب ہوا کہ جب سحری کھائی تھی تو صبح ہو گئی تھی تو اس پر اس روزہ کی قضا لازم ہوگی کیونکہ اس کا گمان غالب تھا کہ صبح ہو گئی تھی مگر ظاہر روایت کے بموجب قضا لازم نہیں کیونکہ یقین کے رفع کرنے کو مقابلہ میں یقین ہی چاہیئے کیونکہ پہلے تو اس کو یقین تو یہ تھا کہ شب تہی اور ظن غالب سے رفع نہیں ہو سکتا، جب تک کہ یقین ہی نہ ہو جائے کہ صبح ہو گئی تھی، اگر اس کے بعد یعنی سحری کھانے کے بعد یہ ظاہر ہو جائے کہ صبح ہو گئی تھی تب بھی کفارہ لیس دینا ہوگا کیونکہ اس شخص نے سحری کے متعلق دلیل ظاہر پر اعتماد کیا تھا یعنی بنائے شب پر اور اسی خیال پر اس نے سحری کھائی تھی تو ثابت نہیں ہوا کہ وہ روزہ توڑنا چاہتا تھا۔ ہدایہ

(۵) سحری بہت آخر وقت میں یعنی دیر کر کے کھانی سنت ہے اس قدر دیر کرنی چاہیئے کہ صبح صادق میں تھوڑی دیر رہ جائے چنانچہ ابن ماجہ (صفحہ ۱۲۳) میں یہ بن ثابت کی روایت سے جو حدیث لکھی ہوئی ہے اس کا ترجمہ ہم لکھتے ہیں۔

یعنی زید نے کہا کہ ہم نے سحری کھائی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پھر ہم کھڑے ہوئے نماز فجر کے واسطے تو اس کہتے ہیں کہ میں نے زید سے پوچھا کہ سحری کھانے اور نماز شروع کرنے کے درمیان کتنی دیر کا فاصلہ تھا زید نے کہا جتنی دیر میں پچاس آیتیں پڑھی جائیں۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ صبح صادق کے طلوع ہونے سے اس قدر پہلے ہی کھانا پینا درست ہے یوں سمجھنا چاہیئے کہ سحری اور صبح کی نماز کی اذان میں اتنا فاصلہ دے کہ سورہ ق جس میں ۵۰ آیتیں ہیں پڑھ سکے اور خدا اور وقفہ دے کہ پانچ آیتیں اور پڑھی جاسکیں (ترمذی و کتاب الصیام) میں طلق بن علی سے مرفوعاً روایت ہے کلوا واشربوا الخ جو یہی بالکل اسی مضمون کے مطابق ہے۔

سحری کھانا بجائے روزہ کی نیت کے ہے

رمضان میں سحری کھانا روزے کی نیت کے قائم مقام ہے ذکر کیا اس کو مجد الدین لبنی نے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

اگر رمضان میں کسی شخص نے سحری کھائی مگر روزہ کی نیت نہ کی تو یہ سحری کھانا قائم مقام نیت کے ہے مگر سحری کھانا روزہ کے واسطے نیت اس صورت میں ہے کہ جب سحری کھانے میں یہ قصد نہ کرے کہ کل روزہ نہ رکھونگا اگر یہ قصد کیا تو سحری کھانا قائم مقام نیت نہ ہوگی۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ یہ روزہ کی نیت ہوگی اور بحر الرائق میں ظاہر یہ سے نقل کیا ہے کہ سحری کھانا روزہ کی نیت ہے۔

اگر علماء رمضان کے کسی اور روزہ کے واسطے سحری کھائی (روزہ کی نیت سے) تب بھی یہی حکم ہے۔

فصل دوم

روزہ کی نیت و روزہ

خلاصہ۔ روزہ کے واسطے نیت کرنی ضروری ہے اور نیت کے واسطے یہ حکم ہے کہ دل سے بھی کرے اور زبان سے بھی کہے کہ میں روزہ رکھتا ہوں بعض علماء کہتے ہیں کہ رمضان میں اگر سحری کھائی روزہ رکھنے کی نیت سے تو روزہ ہو جاتا ہے اور اگر بجز نیت کے یا سحری روزہ رکھنے کی نیت سے نہ کھائی اور صبح کو روزہ رکھ لیا اور اس کو توڑ دیا تو اس روزہ کی صرف قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں کیونکہ رمضان کا روزہ ہی نہیں مانا گیا۔ جملہ جہاں میں جو چاہے نیت کی ہو (مگر رمضان میں) اگر روزہ رکھ کر توڑ دیا تو قضا کفارہ لازم ہونا چاہیئے۔ اس مسئلہ فرعیہ سے ہی خیال کیا جاتا ہے کہ رمضان میں روزہ رکھنا فرض ہے اور اگر بلا عذر توڑ دیا تو گویا نیت کی جو برباد کی ہو اس روزہ کی قضا و کفارہ دینا چاہیئے اور اگر رمضان میں کسی اور روزہ کی نیت کی تب بھی وہ بدلہ رمضان ہی کا دافع ہوگا۔

ہر روزہ کے واسطے نیت کرنی ضروری ہے

روزہ کی نیت ہر روز کرے اگر روزہ دار تمام رات اور تمام دن میں ہر روزہ کی نیت کرتا رہے (فتاویٰ قاضی خاں) امام ابو حنیفہ کے نزدیک رمضان کے روزے بغیر نیت کے رکھنے جائز ہیں (کنز)

نیت سے مطلب یہ ہے کہ دل میں جانتا ہو کہ روزہ رکھتا ہے لیکن مسنون یہ ہے کہ نیت زبان سے بھی کرے (عالمگیری) رمضان کے واسطے نیت اس طریق پر کرے تو اچھا ہے۔

نَوَيْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ فَرْضَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

نیت کی ہے کہ صبح ماہ رمضان المبارک کا روزہ جو فرض خدا تعالیٰ کا ہے رکھوں پس اے پروردگار میرا روزہ قبول کر لے بیشک تو ہی سننے والا دانا ہے۔"

نیت شرطیہ یا اور کسی طرح پر بھی ہو سکتی ہے

اگر روزہ نفل کے واسطے کل دعوت میں بلایا گیا تو روزہ نہیں رکھوں گا اور اگر نہ بلایا گیا تو رکھ لوں گا تو روزہ نہیں رکھا گیا تو یہ نیت کی کہ اگر نہ بلایا گیا تو روزہ رکھوں گا تو نیت صحیح ہے (عالمگیری)

اگر کسی شخص نے یہ نیت کی کہ کل روزہ رکھوں گا اگر قضا رمضان کے تو شمس الائمہ حلوانی کہتے ہیں کہ اس مسئلہ کا ذکر کسی کتاب میں نہیں پایا مگر صحیح یہ ہے کہ روزہ درست ہے (عالمگیری)

اگر روزہ کی نیت دن کو کرے تو اس طرح کرے کہ جب سے دن شروع ہوا ہے تب سے روزہ دار ہوں کیونکہ اگر یہ نیت کی کہ جب سے نیت کرتا ہوں تب سے روزہ دار ہوں تو روزہ نہیں ہوگا۔ (سراج الوہاج)

رمضان میں روزہ کی نیت یہی ہے کہ سحری کھائے اس خیال سے کہ روزہ رکھونگا۔ اگر رمضان یا نذر معین کے روزہ میں مطلق روزہ کی نیت کی (یعنی نہ فرض نہ نفل وغیرہ کا ذکر کیا) تو وہ روزہ رمضان یا نذر معین ہی کا واقع ہو

دلیل۔ مطلق روزہ کی نیت کے متعلق شافعی کے دو قول ہیں ایک تو علمائے حنفیہ کے مطابق۔ دوسرا یہ ہے کہ اس طرح روزہ فرض ادا نہ ہوگا لیکن ہمارے علما رکھتے ہیں کہ رمضان تو خاص فرض روزوں کے واسطے مقرر ہے لہذا اگر مطلق روزہ کی نیت کر لی تو اس پر چسپاں ہو جائے گی۔ جیسا کہ اگر کسی مکان میں ایک ہی شخص ہے تو اسم جنس اس پر چسپاں ہو جائیگا (یعنی اگر کہیں کہ اس مکان میں تو انسان ہے تو اسی شخص سے مراد لی جائے گی۔

اسی طرح اگر رمضان میں نفل روزہ کی نیت کرے یا کسی واجب کی جیسے روزہ نذر مطلق کی) تو ان دونوں صورتوں میں بھی وہ روزہ رمضان ہی کا رہے گا۔ گویا اصل روزہ کی نیت تو ہوئی اور واجب یا نفل کی نیت یہ وصف زائد ہوگئی اور یہ وصف لغو تو لغو ہوگئی اور اصل باقی رہ گئی یعنی مطلق روزہ کی نیت۔ اور اس سے روزہ رمضان کی نیت ہو ہی جائے گی جیسا کہ ہم نے ابھی بتایا ہے۔ اور یہ حکم صاحبین کے نزدیک سب کے واسطے برابر ہے چاہے روزہ رکھنے والا مسافر ہو یا مقیم ہو یا تندرست ہو یا بیمار ہو کیونکہ روزہ نہ رکھنے کا حکم مسافر اور بیمار کے متعلق اس وجہ سے ہے کہ وہ روزہ رکھنے سے معذور ہیں بوجہ مسافرت اور بیماری کے اور جبکہ روزہ نفل یا واجب رکھیں گے تو گویا وہ معذور نہ شمار ہوں گے ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ بیمار اور مسافر اگر واجب روزہ کی نیت کریں تو وہ روزہ واجب ہی واقع ہوگا کیونکہ اس نے اس وقت میں نہ روزہ رکھا جو اس پر اس وقت واجب تھا اور رمضان کے روزے کے متعلق بیمار اور مسافر کو اختیار ہے کہ جب بیمار شفا پا جائے اور مسافر مقیم ہو جائے تب رکھیں اور روزہ نفل کی نیت کے متعلق امام ابو حنیفہ سے دو روایتیں ہیں ایک روایت کے بموجب تو روزہ نفل واقع ہوگا اور وہ روزہ رمضان کا نہیں رہے گا کیونکہ رمضان کا روزہ رکھنے کے متعلق اس کو اختیار دیا گیا ہے اور اس کو بیماری یا مسافرت میں نہ رکھنا جائز ہے تو ماہ رمضان اس کے حق میں ایسا ہے جیسے ماہ شعبان اور دوسری روایت کے بموجب وہ روزہ رمضان کا واقع ہوگا کیونکہ جب اس شخص نے روزہ نفل کی نیت کی تو اس نے اس وقت میں نہ روزہ نہ رکھا جو اس پر اس وقت واجب تھا بوجہ رمضان کے (ہدایہ)

اگر رمضان میں مطلق روزہ کی نیت کرے تو امام اعظم کے نزدیک وہ روزہ رمضان کا ہوگا (عالمگیری) شافعی کے نزدیک بیک روایت یہ روزہ رمضان کا ہوگا اور دوسری روایت سے نہیں ہوگا (کنز)

اگر رمضان میں نفل روزے کی نیت کرے تو امام اعظم کے نزدیک یہ روزہ رمضان کا ہوگا۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک یہ روزہ نفلی شمار ہوگا نہ فرضی۔ (لغو، عالمگیری)

اگر رمضان میں کسی اور واجب روزہ کی نیت کی تو امام اعظم کے نزدیک یہ روزہ رمضان کا ہوگا۔ امام محمد و امام ابو یوسف کے نزدیک اس حکم میں مسافر اور مقیم برابر ہیں لیکن امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسافر رمضان میں دوسرے واجب کی نیت روزہ رکھے تو اس واجب ہی کا ہوگا۔ (عالمگیری)

اگر عرفہ کے دن کے روزہ میں نیت روزہ قضا یا نذر یا کفارہ اور نیز نیت روزہ عرفہ کی کرے تو بعض علماء کے خیال میں وہ ایک روزہ دونوں روزے واقع ہو جائینگے۔

یوم شک کے روزے کے واسطے نیت اس طرح کرے کہ جس شخص کو اس دن روزہ رکھنے کی عادت ہو وہ نفل روزے کی نیت کرے مگر دل میں یہ خیال نہ لاوے کہ اگر کل رمضان ہوگا تو یہ روزہ رمضان کا ہو جاوے گا۔

نفل روزے کے واسطے صرف نفل کی نیت کافی ہے یا صرف روزہ کی نیت۔

اگر روزہ دار نے روزہ توڑنے کی نیت کی مگر کوئی فعل روزہ توڑنے کا نہیں کیا تو بھی روزہ ہو گیا۔

قضاء رمضان کی نیت میں رمضان کی قضا کا ذکر ضروری ہے۔

اگر رمضان کے دو روزوں کی واجب ہے تو اس طرح نیت کرے کہ میں فلاں رمضان کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہوں جس کی قضا مجھ پر واجب ہے اور اگر پہلے دن کا ذکر نہ کرے تب بھی جائز ہے اور جبکہ کسی پر دو رمضانوں کے دو روزوں کی قضا واجب ہو تو تب بھی یہی حکم ہے چنانچہ اگر اس نے صرف نیت قضا کی اور کچھ نہ کہی تب بھی جائز ہے اگرچہ کسی خاص دن کا تعین نہ کیا ہو۔ (فتاوی عالمگیری)

اگر کسی ایسی جگہ قید ہو کہ رمضان کی خبر نہ ہو سکے اور پھر اکمل پر روزہ رکھے تو ایسے موقع پر قضا کی نیت نہیں کی جائے گی۔

روزہ کی نیت کس وقت کی جائے

ہمیشہ نیت کرنے کا وقت غروب آفتاب کے بعد سے ہو جاتا ہے اس سے پہلے نہیں ہوتا (فتاوی عالمگیری)

اگر غروب آفتاب سے پہلے یہ نیت کی کہ کل روزہ رکھوں گا اور پھر سو رہا یا بیہوش یا غافل رہا یہاں تک کہ دوسرے روز آفتاب ڈھل گیا تو نیت صحیح نہیں ہوئی۔ ہاں اگر غروب آفتاب کے بعد ہی نیت کر لی تھی تو صحیح ہے۔ (عالمگیری)

نیت کرنی نہ وقت غروب پر نہ قبل غروب جائز ہے۔ (درمختار)

رمضان اور نذر معین کے روزوں کی نیت غروب آفتاب کے بعد سے دوران روزہ میں قبل نصف روز شرعی تک کر سکتا ہے۔ (کنز)

تشریح۔ زوال سے پہلے نیت صحیح جب ہی رہے گی جبکہ طلوع فجر کے بعد کوئی فعل مفسد روزہ کے واقع نہ ہوا ہو۔ اگر ایسا ہوا مثلاً کھایا پیا یا جماع کیا تو پھر نیت جائز نہیں ہوگی (شرح مجاری)

دلیل۔ روزہ ماہ رمضان اور روزہ نذر معین کی نیت اگر رات سے کرے تو جائز ہوگی اگر رات سے نہ کی اور صحیح ہوگئی تب بھی صحیح ہے نہ زوال کے وقت تک کر سکتا ہے مگر شافعی کہتے ہیں کہ روزہ کی نیت رات سے کرنی فرد فرد ہے اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص رات سے روزہ کی نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں ہے دوسرے یہ کہ اگر رات سے نیت نہ کرے بلکہ صبح کے بعد نیت کرے تو جبکہ روزہ کا پہلا حصہ بوجہ نیت ہونے کے صحیح نہ ہوگا تو دوسرا حصہ نیت سے کس طرح صحیح ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ روزہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے حصے نہیں ہو سکتے کہ اس کا ایک حصہ صحیح ہوا اور دوسرا غیر صحیح۔ مگر یہ حکم شافعی کے نزدیک روزہ واجب کے متعلق ہے بخلاف روزہ نفل کے کہ اس میں صبح تک بھی نیت کرنے سے ہی روزہ ہو جائے گا

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

مقالہ انچاسواں

(نیند کی برائی)

فرمایا بیداری ہر، جو ہوشیاری اور آگاہی کا سبب ہے جس نے نیند کو اختیار کیا اس نے ناقص اور ادنیٰ چیز کو اختیار کیا اور مردوں سے اور تمام مصالح خیر، سے غفلت کی اس لئے کہ نیند موت کی بہن ہے اور اسی لئے اسے برخواب جاگو نہیں (دانا) کہا گیا، کیونکہ تمام نقائص اس سے وقوع میں اور اسی طرح فرشتوں سے بھی نیند دور ہے کیونکہ وہ اسے عزوجل کے قریب ہیں اور اسی اہل جنت سے جبکہ وہ زیادہ بلند مرتبہ ہوں گے اور زیادہ پاک زیادہ نفیس اور زیادہ اعزاز کی جگہ میں ہوں گے نیند دور کی گئی ہے اس لئے کہ نیند اق کی حالت کے لئے (موجب) نقصان ہے بس تمام بھلائیوں میں سے بہتر بھلائی جاگنے میں ہے اور سب برائیوں میں سے بدتر برائی سو جانے اور نیکیوں سے "غفلت کرنے میں ہے، بس جو اپنی خواہش نفس سے بھاگیگا وہ زیادہ کھائیگا یا وہ پئے گا اور زیادہ سوئے گا تو ہمیشہ ہی نیکیاں اور بھلائیاں فوت ہونگی اور جس نے حرام میں سے قدر قلیل بھی کھایا یا اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے سوائے نفس سے مباح چیز زیادہ کھالی اس نے حرام دوزخ کا کوئلہ کھالیا اور تاریک کر دیتا ہے جیسے کہ شراب عقل کو کوئلہ کھانے والے اور تاریک کر دیتی ہے اور جب ایمان تاریک ہوگیا تو پھر نہ نماز ہے نہ عبادت ہے اور نہ اخلاص ہے اور جس نے امر الٰہی کے ساتھ حلال میں سے بہت کھایا وہ اس شخص کے مانند ہوگا جس نے حلال میں سے تھوڑا کھایا یا اور اسی لئے کھایا تاکہ عبادت میں ذوق اور قوت پائے، بس حلال جانوروں میں ایک نور ہے اور حرام ظلمتوں میں ایک ظلمت، تاریکی ہے حرام میں کوئی نیکی اور بھلائی نہیں ہے پھر وہ دن امر محض اپنی خواہش نفس سے "اکل حلال" ہی اکل حرام کی مانند ہے کہ یہ نیند لانے والا ہے پھر اس میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں ہے۔

مقالہ پچانسواں

(بعد الٰہی سے قرب الٰہی کس طرح حاصل ہو)

فرمایا۔ تیرا معاملہ دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو اسے عزوجل کے قریب سے غائب ہوگا یا اسے قریب اور پاس سے دیکھ رہا ہے اگر تو اسے سے غائب اور دور ہے تو کیا سبب ہے تیرے بیٹھ رہنے کا اور دین و دنیا کی نعمت اور دائمی عزت اور نفع عظیم اور لذت کبریٰ اور سلامتی اور تونگری اور مجموعیت کے بڑے حصے حاصل کرنے میں تیرے سستی کرنے کا بس اٹھ اور دونوں بازوؤں سے اندر کی طرف جلد پرواز کر۔ ایک بازو حرام و مباح لذات و شہوات اور آسائش سب کو چھوڑ دینا ہے اور دوسرا بازو تکلیف و کریہات کو برداشت کرنا، فرائض کا ادا کرنا عمل میں سختی الٰہی مخلوق و خواہش نفس اور آرزو دارادہ دنیا و آخرت سے کل جانا ہے یہانتک کہ قرب و وصول الی اللہ کے معرکہ میں فتحیاب و ظفرمند ہو جائے پھر اس وقت جس شے کی تمنا کرے گا اسے پائے گا اور تجھے کرامت عظمیٰ اور عزت کبریٰ حاصل ہوگی اور شاید تو ان مقربین اور واصلین میں سے ہو جائے گا جن کو عنایت ربانی نے پالیا اور رعایت وہبہ ربانی حق جن کے شامل حال ہوئی اور محبت الٰہی نے جنہیں ملتجیٰ لیا اور اس کی رحمت و بخشش نے جن کو گھیر لیا بس اچھا ادب کر اور اپنے حال پر مغرور نہ ہو جا کہ تو ادائے خدمت کی کمی کرنے لگے اور آداب خدمت میں کوتاہی نہ کر اور رعونت اصلیہ جہل اور ظلم اور عجلت کی طرف مائل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انا نحت الٰہی کو انسان نے اٹھایا بیشک انسان ظالم و جاہل ہے اور فرمایا انسان جلد باز ہے تو چاہیے کہ تیرے خواہش اور مخلوق و ارادہ و اختیار و تدبر سے جس چیز کو چھوڑ دیا اس کی طرف (پھر) مائل نہ ہو) اور قلب کی حفاظت کر کہ وہ بلا نازل ہونے کے وقت صبر رضا اور مواقفت (حق) کو نہ چھوڑے بلکہ تو اللہ کے سامنے گیند کی طرح جسے سوار اپنی چوگان سے پلٹتا ہے اور غلام کے سامنے مرغے کے طور پر اور ماں اور دایہ کی گود میں فیر خانہ بچہ کے مانند بلکہ اللہ کے سوا جو کچھ ہے سب سے اندھا ہو جا اور وجود و حضور نفع عطا اللہ منع میں حق کے سوا کسی کو نہ دیکھ اور تکلیف دینا کے ہنگام میں تمام مخلوق اور اسباب کو نابینے لے، اللہ کا نازیبا سمجھ جس نازیبا دے سے وہ تجھے مانگتا ہے اور نعمت عطا کے وقت اس سے راضی اسی مخلوق و اسباب سے، تجھے اللہ اس طرح چاہتا ہے جیسے کہ اپنے ہاتھ سے (تجھے) نقد لیتا ہے۔

مقالہ اکیانواں

(زاہد کو دوہرا ثواب ہے)

فرمایا۔ زاہد کے اعتبار سے دو مرتبہ ثواب دیا جائے گا اول دنیا کے ترک کرنے کی وجہ سے، جبکہ وہ (دنیا کو) اپنی خواہش و ہوا نفس سے نہیں لیتا ہے (بلکہ) اسے محض حکم خدا سے لیتا ہے بس جب زاہد سے اپنے نفس کی دنیاوی اور اپنے خواہش کی مخالفت ثابت ہو جاتی ہے اور وہ محققین اور اہل ولایت میں شمار کیا جاتا ہے اور زمرہ ابدال میں اور جماعۃ عارفین باللہ میں داخل کیا جاتا ہے تو اس وقت زاہد کو ان اقسام نعم کے لیے احسان سے تعلق (قائم) کرنے دیا جاتا ہے کیونکہ (اب اس حال میں) وہ حصے (نعمتوں کے) اس کے لئے ضروری ہیں یہ اس کے غیر کے لئے پیدا نہیں کئے گئے ہیں یہ ازل سے مقدر ہو چکا، اور اس پر قلم خشک ہو گیا اور علم اس پر سے گذر گیا پھر زاہد جب قبول نعم کے، اس حکم کو کہ لیتا ہے یا پہر علم الٰہی پر مطلع ہو جاتا ہے پھر تقدیر اور فعل الٰہی کے اپنی شان میں جاری ہونے کے سبب زبان نعمتوں سے ملتمس ہوتا، اور ان سے تعلق پیدا کرتا ہے بغیر اس کے کہ اس میں نہ اس کا دخل ہو نہ اس کی خواہش کا نہ ارادہ کا اور نہ ہمت کا (کوئی لگاؤ) ہو، تو زاہد پر اس بلا قصد و ارادہ لینے کے سبب سے دوہرا ثواب دیا جاتا ہے کیونکہ وہ اس حال میں فعل حق کی موافقت یا امر حق کی بجاآوری کر رہا ہے اگر اعتراف کیا جائے کہ

کہ آپ نے ایسے شخص پر ثواب دینے کا قول کیونکر اطلاق کیا جو بڑے مقام میں ہو اور جس کی اپنے اس طرح ذکر کیا کہ وہ ان عارفین و ابدال کے زمرہ میں داخل کیا گیا ہے جن میں تصرف کیا گیا ہے (اور وہ) مخلوق اور نفس اور خطرات اور ارادہ سے اور حصہ اور آرزو سے درجہ اعمال کے لینے سے فانی ہیں اور یہ لوگ اپنی تمام طاعتوں اور عبادتوں کو اللہ کا فضل اس کی رحمت اور توفیق اور ہدایت کا ہی دیکھتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہم خدا کے بندے ہیں اور بندہ اپنے مولیٰ پر کوئی حق نہیں رکھتا کیونکہ بندہ اپنی ذات سے اور اپنی تمام حرکات و سکنات اور اپنے ہر کسب سے اپنے مولیٰ کی ملک ہے جب یہ ہے (تو پھر کیونکر اس کے حق میں کہا جائے گا کہ وہ ثواب دیا جائے گا حالانکہ وہ اپنے کام کا بدلہ اور ثواب (دیکھنا) نہیں چاہتا اور وہ کسی عمل کو اپنی طرف سے نہیں دیکھتا بلکہ اعمال کے لحاظ سے اپنے کو بطال بیکار اور مفلسوں سے زیادہ مفلس سمجھتا ہے تو اس مستغرق کے جواب میں کہا جائے گا کہ تو نے سچ کہا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے (محض) اپنے فضل سے ثواب پہنچاتا ہے اور اپنی نعمت کے نازیں اسے رکھتا ہے اور اپنے لطف و مہربانی اور رحمت و احسان بخشش سے اس کی پرورش کرتا ہے کیونکہ اس نے مصالح نفس اور نفس کے چھوٹے باقی ہیں اور آخرت میں جمع ہیں ان کی تلاش اور نفس کے لئے جلب منفعت اور دفع مضرت کرنے سے (دنیا میں) اپنے ہاتھ کو روک لیا ہے وہ شیر خونخوار بچہ کی طرح ہو گیا ہے جس میں اپنے نفس کی مصلحتوں کے لئے کوئی بخشش نہیں ہے اور جسے خدا کے فضل اور ماں باپ کے ہاتھوں پہنچنے والے زری کے ساتھ نماز نعمت میں رکھا گیا ہے اور ماں اور باپ (خدا کی طرف سے) اس (بچہ) کے ضامن اور کفیل ہیں پھر جب اسولے (اپنے اس بندہ) کو نفس کی مصلحتوں سے بے نیاز اور (یکسو) کر دیا تو مخلوق کے دلوں کو اس کی طرف جھکا دیا اور اس پر مخلوق کو مہربان کر دیا اور اپنی رحمت و شفقت کو لوگوں کے قلوب میں (اس کے لئے) پیدا کر دیا کہ پھر ہر شخص اس پر مہربانی کرتا ہے اور اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ احسان کرتا ہے پس ہر اس شخص کی یہی حالت ہے جو اللہ کے سوا سے فانی ہوا جسے اللہ کے امر و فضل کے سوا کوئی بھی حرکت اکو جنبش نہیں دیتا اور (یہ بندہ) دنیا اور آخرت میں اللہ کے فضل سے ہے اول سے اور وہ دونوں عالم میں نازو نعمت کے ساتھ رکھا گیا ہے اس سے تکلیف دور کر دی گئی ہے اور اللہ کا فضل ہر حال میں اس کا کفیل ہو گیا ہے اور عزوجل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ بندہ کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ جس نے قرآن کو نازل کیا اور جو صالحین کو دوست رکھتا ہے۔

مقالہ بانوان

(بعض اولیاء اللہ پر بلا نازل ہونیکا سبب)

اللہ تعالیٰ مومنین میں سے ایک گروہ کو جو احباب (اہل ولایت و معرفت سے ہیں، انہیں بلا میں مبتلا کرتا ہے مگر اس سے کہ ان کو بلا کی وجہ سے سوال و دعا کی طرف لائے پھر جب (وہ) سوال کرتے ہیں تو اللہ ان کے سوال کو پورا بند کرتا ہے (اور ان کے سوال کے بعد پھر ان کے سوال کی قبولیت کو دوست رکھتا ہے تاکہ کمال جود و کرم کی ان پر عطا اور بخشش کرے پھر بلکہ خود جود و کرم جبکہ مومن سوال کرتا ہے، اسے اجابت و قبولیت (دعائے مومن) کی مستدعا کرتے ہیں کبھی دعا قبول ہو جاتی ہے اگر مقصود عدم اجابت و حرمان (نصیبی) کی وجہ سے نہیں بلکہ غیر قدر کے سبب سے فوراً حاصل نہیں ہوتا پس چاہئے کہ بندہ بلا مانند ہونے کے وقت ادب کرے اور ترک اذام اور اتکاب گناہ کے اندر اپنے ظاہر و باطن گناہوں کی تلاش کرے اور دیکھے کہ کہیں تقدیر پر تو چون نہ چرا انہیں کی (وجہ) کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی کو بمقابلہ گناہ (بلایا) مبتلا کیا جاتا ہے پھر اگر بلا دور ہو گئی مقصود حاصل ہو گیا ورنہ چاہئے کہ دعا اور تضرع اور عذر خواہی کرنے میں ہمیشہ (مشغول) رہے اور اس پر مداومت کرے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کا ابتلا اسی لئے ہو کہ وہ خدا سے سوال کرتا رہے اور قبولیت دعا میں تاخیر ہونے پر (ایسا نہ کرے) کہ خدا پر تہمت لگانے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

مقالہ ترپنواں ۵۳

(خوشنودی الٰہی طلب کرنیکی تاکید)

فرمایا۔ اسے طلب کر در رضا بالقضا کو یا فعل مولیٰ میں راضی ہو جانے کو کیونکہ یہی راحت کبریٰ اور دنیا کے اندر تنہا جنت عالیہ اور قرب الٰہی کا باب اعلیٰ ہے اور بندہ مومن کے لئے (یہی) سبب محبت الٰہی کا ہے پھر اللہ نے جسے دست رکھا اس پر دنیا و آخرت میں عذاب نہیں کرے گا اس رضا و قضا میں کیا ہے خدا سے ملنا خدا کی طرف پہنچنا اور خدا کے ذکر سے آرام پانا (بس) ان حاصل اور مقربات کی تلاش میں تم مشغول نہ ہو جاؤ چونکہ تمہارے لئے تقسیم نہیں کی گئی ہیں یا تقسیم کر دی گئی ہیں۔ چونکہ تقسیم نہیں کی گئی ہیں ان کی تلاش میں مشغول ہونا حمق و رعونت اور جہالت اور اثمہ عقوبات میں سے ہے ایک عذاب سخت ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ عذابوں میں سخت عذاب اس چیز کو طلب کرنا ہے جو مقسوم نہیں ہے اور اگر وہ حظوظ و اقسام تمہارے لئے تقسیم کر دی گئی ہیں تو پھر ان کی طلب و تلاش میں مشغول ہو جانا لالچ اور حرص اور عبودیت محبت حقیقت کے مرتبہ میں شرک ہے اس لئے کہ یہ ماسوی اللہ ہے اور اللہ کے ماسوا میں مشغول ہونا شرک ہے اور قسمت (مقسوم) کو تلاش کرنے والا اللہ کی طلب اور اللہ کی دوستی میں صادق نہیں ہے پھر جس نے اللہ کے ساتھ اس کے غیر کو اختیار کیا پس وہ کذاب ہے اور اپنے عمل پر اجرت کی طلب کرنے والا (مزدور) مخلص نہیں ہے مخلص وہ ہے جس نے اللہ کی عبادت تو اللہ ہی کی، ربوبیت کا حق ادا کرنے کے لئے اور اس لئے عبادت کی کہ اللہ عزوجل مالک اور سزاوار عبادت ہے اور اللہ ہی اس کا مالک اور مستحق ہے کہ ہر عمل و طاعت کا ہے اور بندہ کی تمام چیزیں تمام حرکات و سکنات اور تمام کمائیاں صرف اللہ ہی کی ہیں اور بندہ اس کی ملکیتیں حقیقت میں اللہ ہی کی ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو کہ ہم نے کئی جگہ بیان کیا کہ بیشک تمام عبادات اللہ کی جانب سے ہیں اور بندہ پر نعمت اور اس کا رہبر جلی، نفل ہیں کیونکہ اللہ ہی نے اسے عبادت کی توفیق دی اور اس کو ارادۂ عبادت ہی قادر کیا (جب یہ حقیقت ہے تو عبادت پر غیوض اور جزا کے طلب کرنے سے بہتر اور اولیٰ یہی ہے کہ بندہ اللہ کے تذکر میں مشغول ہو جائے پھر کسی طرح تو دنیا کے اندر حصہ نفس کو طلب کرنے میں مشغول ہو گا (جبکہ حال یہ ہے کہ) تو اکثر مخلوق کو دیکھتا ہے کہ جس قدر ان کے پاس دنیا کے حصے زیادہ ہوتے ہیں اور لذتیں اور نعمتیں اور حصے ان کی طرف بے دریغ آتے ہیں تو اپنے پروردگار کے ساتھ ان کی ناشکری نعمت اور حد بیان کی گری اور غصہ بڑھتا ہے؟

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

ہجرت کا چوتھا سال

سفیان بن خالد ہذلی کی شرارت

وادی عرنات کے قریب ایک متہاما کا نام عرنہ ہے اس میں سفیان بن خالد ہذلی رہتا تھا وہ بھی مسلمانوں کا دشمن تھا اور سخت کافر تھا اس نے مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی تیاریوں کی خبر پہنچنے لگیں اس فتنہ کی روک تھام کے لئے آپ نے ۵ محرم ۴ھ ہجری کو سفیان بن خالد کی طرف عبداللہ بن انیس کو روانہ کیا جس کا مقصد محض اصلی حالات کی اطلاع تھا یہ مدینہ سے روانہ ہوکر رات کے وقت مقام عرنہ پر پہنچے اور وہاں پہنچکر کمی ترکیب سے سفیان بن خالد کا سر کاٹ لیا پھر لطف یہ کہ صاف بچکر نکل آئے اور اٹھارہ دن کے بعد ۲۳ محرم ۴ھ کو مدینہ میں پہنچے اور وہ سر آپ کے قدموں میں ڈال دیا۔

حضرت خبیب بن عدی کی شہادت

قریش مکہ احد کی شکست کھا کر آرام سے نہیں بیٹھے پھر وہی اسلام دشمنی کا جذبہ دل میں بھڑکنے لگا انہوں نے یہ حیلہ اختیار کیا کہ ماہ صفر ۳ھ ہجری میں سات آدمیوں کو نبی کریم صلعم کی خدمت میں بھیجا کہ کسی حیلہ بہانہ سے مدینہ پہنچکر مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں یہ سات آدمی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہماری ساری قوم نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے آپ ہمارے ساتھ چند مبلغین اسلام بھیج دیجئے تاکہ وہ ہمیں اسلام کی تعلیم دیں آپؐ نے یہ سنکر چھ مبلغوں کو اس خدمت پر مامور کیا اور مرثد بن ابی مرثد غنوی اور عاصم بن ثابت کو اس بزرگ جماعت پر سردار مقرر کیا جسیہ لوگ سفر کرتے ہوئے قبیلہ ہذیل کے تالاب رجیع تک پہنچے تو ان مکار بزدلوں نے قبیلہ ہذیل کے دو سو جوانوں کو بلا لیا کیونکہ یہ قبیلہ بھی پہلے ہی سے شریک سازش تھا جب ان مبلغوں نے یہ ساحہ دیکھا تو قریب کی ایک پہاڑی پر چڑھ گئے اور وہیں سے کافروں پر دار شروع کر دیئے مسلمانوں کی جماعت اور بہادری دیکھئے کہ دو سو ڈاہی سو کی جمعیت نے اپنے آپ کو ان پر قابو پانے سے مجبور پایا۔ اب انھوں نے دھوکہ سے کام لینا چاہا اور کہا کہ ہم تو صرف آپ کی بہادری اور شجاعت کا امتحان لینا چاہتے تھے کہ دیکھیں آپ ان کے مقابلہ میں ٹھہرتے ہیں یا نہیں ورنہ ہمیں آپ کا مقابلہ منظور نہ تھا ان مبلغ مجاہدوں نے بھی اپنی نورانی تدبیر سے ناڈ لیا کہ یہ ہیں دھوکہ دیکر گرفتار کرنا چاہتے ہیں چنانچہ ہر دونوں طرف سے حملہ شروع ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ چار صحابی شہید ہو گئے اور دو زندہ گرفتار ہو گئے۔ ان بزرگوں کے نام یہ ہیں۔ خبیب بن عدی انصاری اور زید بن الدثنہ ان دونوں بزرگوں کو گرفتار کر کے یہ لوگ مکہ میں لے آئے قریش نے گرفتار کرنے والوں کو خوب انعام اور صلہ دیا اور ان بزرگوں کو حارث بن عامر کی حراست میں چند روز کے لئے بھوکا پیاسا قید رکھا ایک روز حارث کا چھوٹا بچہ چھری لئے ہوئے کھیلتا ہوا حضرت خبیبؓ کے پاس پہنچ گیا آپ نے بچہ کو لیکر اپنے زانو پر بٹھا لیا اور ہاتھ سے چھری لیکر الگ رکھدی بچہ کی ماں نے دیکھا کہ بچہ قیدی کے پاس پہنچ گیا ہے اور پاس ہی تیز چھری بھی رکھی ہے خیال آیا کہ کہیں ایسا نہو قیدی میرے بچہ کو قتل کر دے وہ بے اختیار چیخ کر رونے لگی حضرت خبیب نے فرمایا کہ تم بیٹھکر رہو میں تمہارے بچہ کو قتل نہیں کروں گا۔

حضرت خبیبؓ کی شہادت اور حقیقی جذبہ اسلام

نہ معلوم اسلام کی تعلیم اور حضورؐ کی تربیت نے اصحاب رسول میں کونسا جذبہ اسلام اور روح ایثار بھر دی تھی کہ ان کی نظروں میں وہ موت جو خدا کی راہ میں آئے اس دنیا کی زندگی سے کروڑوں درجے بہتر اور افضل تھی۔ حضرت خبیب کو کہا گیا کہ اگر اپنی جان اور اپنے نفس کی سلامتی چاہتے ہو تو اسلام سے برگشتہ اور انکاری ہو جاؤ ورنہ سولی پر چڑھنے کے لئے تیار رہو اس کے جواب میں وہ پیکر حق مجسمہ سنت صابر اعظم اور مؤید باللہ فرماتے ہیں کہ زندہ لوٹے ہوئے ہو یہ ایک جان تو کیا چیز ہے اگر ہزار جانیں بھی ہوں تو اسلام پر نثار ہیں چہ جائیکہ میں اسلام سے برگشتگی کا اظہار کروں۔ گویا آپ کی زبان حال یہی ہے ؎

آنکس کہ ترا شناخت جاں راچہ کند فرزند و عیال و خانماں راچہ کند

اس کے بعد آپ کئی ماہ تک بازبیر محبس رہے چند روز کے بعد آپ کو صفوان بن امیہ نے اپنی حراست میں لے لیا اور اپنے باپ کے عوض جو بدر میں مقتول ہوا تھا اپنے غلام نسطاس کے سپرد کیا کہ حرم سے باہر لیجا کر ان کو قتل کرے۔

آخر حقیقی آزادش کا دن، ایمان کے امتحان کی گھڑی، اور حصول سعادت دارین کی آخری سعادت بھی آپہنچی چشم فلک دیکھ رہی ہے کہ مقام تنعیم میں سولی گاڑی گئی ناظرین تماشا بین کا جم غفیر ہو گیا چاروں طرف سکوت چھایا ہوا ہے سمندروں کی مضطرب لہریں خاموش ہیں اور کائنات کا ذرہ ذرہ اس عاشق صادق کے جذبۂ شہادت کو چشم حیرت سے دیکھ رہا ہے۔

تماشائیوں میں سے ابوسفیان نے آگے بڑھکر کہا "زید اب تم بھوکے بیاسے قتل ہوتے ہو کیا ہم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ اس وقت تمہارے اہل عیال میں ہوتے اور ہم بجائے تمہارے (نعوذ باللہ) محمدؐ کی گردن مارتے"، جاں باز پیکر صدق و صفا اور عاشق رسولؐ نے نہایت سختی اور بہادری سے جواب دیا کہ واللہ ہم ہرگز ہرگز یہ بات پسند نہ کریں گے کہ ہم اپنے اہل و عیال میں ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کانٹا بھی چبھے ابوسفیان نے یہ جذبہ اسلام، شیفتگی رسولؐ اور شوق شہادت دیکھکر کہا خدا کی قسم میں نے آج تک کسی کا کوئی دوست ایسا نہیں دیکھا جیسے محمدؐ صلعم کے دوست اس کے بعد حضرت خبیبؓ کو شہید کر دیا گیا۔

تھا اسی جوش شہادت پہ توکاشاں کو ناز نکر یہ تیرہ دروں دی کہ جہاں میں ممتاز
یہ تھیں وہ ہستیاں جن کے قلوب میں حب رسول کا دریا موجزن تھا اسلامی دودھ تھا جن کے سینوں میں ایک بھٹیں تھی، خون میں اسلامی جوش تھا، کانوں میں صدائے

حق کی شہادت دی اور سروں میں سودائے فرمائی تھا آج ہم بھی ہیں کہ اس جوش صداقت کی مواکب نہیں لگی ؎

بادین باقی نہ اسلام باقی ۔۔۔ اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

یہی جوش اسلام تو تھا جس نے صحابہ کو آسمان اسلام کے روشن ستارے بنایا اور ہم اس جوش سے ناآشنا ہونے کے باعث ذلیل و خوار اور بدنام کنندہ جہان اسلام ہیں ؎

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا ۔۔۔ ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

قتل گاہ میں سجدۂ عبودیت

اس شہادت کے سلسلہ میں مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جب حضرت خبیب قتل گاہ میں لائے گئے تو کفار سے مخاطب ہو کر فرمایا :-

"تم میرے خون کے پیاسے اور جان بیواد شمن ہو مجھے قتل کئے بغیر نہ چھوڑو گے لیکن اگر تمہاری انسانیت اور غیرت تمہیں اجازت دے اور تمہاری طبائع اس امر کی مقتضی ہوں تو میری ایک آخری آرزو پوری کر دو اور وہ یہ کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دیدو۔" کفار نے اجازت دیدی اور آپ نے دو رکعت نماز پڑھی نماز پڑھ کر کفار سے کہا میں نماز کو بہت طول دیتا مگر ڈرتا تھا کہ محض اس خیال سے کہ تم یہ سمجھو کہ قتل سے ڈر کر اپنی جان بچاتا ہے یعنی نماز کے بہانہ اپنی موت میں دیر لگاتا ہے اس لئے میں نے نماز جلدی پڑھ لی ہے۔ اللہ اکبر کتنی خودداری اور شان ایمان ہے جس پر اسلام قربان ہو جانا چاہیئے۔

اس سلسلہ میں آپ کے دو شعر بھی مشہور ہیں جو بوقت شہادت آپ نے فرمائے اور ارشاد ہوا تھا ؎

وَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا ۔۔۔ عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ

وَذٰلِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَاْ ۔۔۔ یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٍ

(ترجمہ) اگر میں مسلمان مرنے کی حالت میں مارا جاؤں تو مجھے غم نہیں کہ کس پہلو پر خدا کی راہ میں پچھاڑا جاتا ہوں یہ سب کچھ جو کچھ ہو رہا ہے خدا کی محبت میں ہے اگر وہ چاہے تو جسم کے پارہ پارہ جوڑوں میں برکت نازل کرے۔

حضرت خبیبؓ کی شہادت سے ایک سبق

حضرت خبیب کی شہادت کا یہی سرسری طور پر نظر کرکے نہ گذر جانے بلکہ ذرا چشم بصیرت وا کیجئے اور دیکھئے سولی پر لٹک رہی ہے کفار کے نرغے میں ہیں نہ یار ہے اور نہ مددگار نگاہ یاران میں ذرہ بھر بھی بیتابی نہیں آتی جبین نیاز جھکی ہوئی ہے قلب و لسان پر ذکر الٰہی جاری ہے دماغ معبود حقیقی کے خیال سے معمور ہے اگر آرزو ہے تو صرف یہ کہ آخری مرتبہ سجدہ شکر ادا ہو جائے کہ اس نے راہ حق پر ثابت قدم رکھا اور جان پیاری کی توفیق بخشی اس عاشق جاں باز نے مسلمانوں کو سبق دیدیا کہ سولی کے سایہ میں بھی یوں نماز ادا کیا کرتے ہیں اور یہ ہے مسلم کی شان عبدیت جس کی نظیر فرشتے بھی نہیں لا سکتے

کہاں ہیں ملائی دعوتی کرنے والے اور عشق رسلی کا دم بھرنے والے؟ آؤ میں اور حضرت خبیب کی شہادت سے نماز کی پابندی اور رضا کی محبت و اطاعت کا سبق لیں

حرم بن ملجان کی شہادت

اسی ماہ صفر سنہ ۴ھ میں کا ایک جانگداز واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص ابو براء عامر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی مگر اس بدبخت شقی نے آپ کی دعوت رد کر دی اور اسلام کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھ کر کہا کہ خیر میں تو جب اسلام قبول کروں گا دیکھا جائے گا مگر مجھے اپنے سے زیادہ اپنی قوم کا خیال ہے لہٰذا آپ چند مبلغوں کو میرے ساتھ کر دیجئے کہ وہ نجد میں چل کر میری قوم کو اسلام کی طرف بلائیں حضور صلعم نے فرمایا کہ مجھے اہل نجد سے اندیشہ ہے کہ وہ ان مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں ابو براء عامر نے کہا آپ اس بات کا کچھ اندیشہ نہ کریں میں ان لوگوں کو اپنی حمایت اور حفاظت میں لیکر یہ بات کہہ رہا ہوں۔ مگر حضور صلعم نے ستر صحابیوں کو اس خدمت کے لئے امیر قرار دیا اور ان پر منذر بن عمرو ساعدی کو سردار مقرر کیا یہ ستر اصحاب سب کے سب قاری اور حافظ قرآن تھے جب یہ مقدس جماعت ارض بئر معونہ پر پہنچی۔

ابو براء عامر نے کہ ایک بھتیجا تھا جس کا نام عامر بن الطفیل تھا اس کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم بن ملجان کے ہاتھ ایک خط بھیجا تھا جب یہ خط عامر بن الطفیل کے پاس پہنچا تو اس نے خط کو پڑھا تک نہیں اور حرم بن ملجان کو شہید کر دیا پھر اپنی قوم بنی عامر کو ترغیب دی کہ ان تمام مسلمانوں کو قتل کر دیں لیکن بنو عامر نے اس طرح سفاکی سے انکار کر دیا جب یہ ظالم اپنی قوم کی طرف سے مایوس ہوا تو اب بنو سلیم کو ترغیب دی کہ وہ اس کام کو انجام دیں ان قبیلے کے سردار رعل و ذکوان اور عصیہ آمادہ ہو گئے اور ان ظالموں نے ان سب بیگناہوں کو شہید کر ڈالا ابو براء عامر کو اس حادثہ جانکاہ کا سخت رنج و افسوس ہوا کہ اس کی امان میں یہ لوگ شہید کر دیئے گئے چنانچہ وہ چند روز کے بعد اسی غم میں گھل گھل کر مر گیا۔

عامر بن طفیل کی ہلاکت

عامر بن طفیل کسی موقعہ پر حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو گرفتار کر کے لے گیا تھا مگر پھر ان کے چہرے کے بال تراش کر ان کو جھوٹا ہی دیا تھا اور جھوٹے کا قاعدہ سا مان یہ ہوا کہ عامر بن طفیل کی ماں نے کسی مقصد کے بر آنے پر ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی عامر بن طفیل نے اس منت پوری کرنے کے لئے ان کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے مدینہ میں پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام حالات کی اطلاع دی حضور نے ایک مہینہ تک قاتلوں پر بد دعا کی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ایک مہینہ کے بعد عامر بن طفیل طاعون سے ہلاک ہو گیا۔

جب حضرت عمرو بن امیہ ضمری قید سے چھوٹ کر بیر معونہ سے مدینہ کو آ رہے تھے تو ان کو راستہ میں دو شخص ملے جو قبیلہ بنی عامر سے تھے انہوں نے ان کو دشمن جان کر اور موقع پا کر انتقاماً قتل کر دیا جس وقت یہ واقعہ حضرت عمرو بن امیہ ضمری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو فرمایا تم نے اچھا نہیں کیا وہ تو ہماری امان میں تھے اور ہم سے عہد و پیمان کر گئے تھے۔ اب ان کا خوں بہا دینا ضروری ہے

ڈھائی ماہ میں انگریزی آجائیگی

اگر آپ مومن صادق کی اخمش طپخر کا رونا نہ ایک سبق پڑھ لیں گے روزانہ ایک گھنٹہ محنت کی ضرورت ہے کسی استاد کی بھی حاجت نہیں

قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۶ کل پیمہ

(منیجر تیمور پریس دہلی سے منگائیے)

قرآن پاک اور مسلمان

(ایک مسلسل کتاب جو خاص طور سے مولوی کیلئے لکھوائی جارہی ہے)

قرآن اور نیکوکاری

کسی گذشتہ باب میں واضح کیا جاچکا ہے کہ ایمان کے بغیر اچھے سے اچھے اعمال بھی ضائع ہوجاتے ہیں یہ ممکن ہے کہ کافر دنیا اور شریروں میں بھی نیک ہوں آخر نوشیرواں اور حاتم غیر مسلموں میں ہی ہیں اور غیر مسلموں ہی میں پیدا ہوئے اور آج بھی ان میں ہمارا جہ سر کشن پرشاد موجود ہیں، دیش بندھو داس، مغنی اور مدھو سراس اور اسی قسم کے بہت سے لوگ پیدا ہو چکے ہیں ان میں ضرور اپنی فیاضیوں، ہمدردی بنی نوع انسان کے جذبہ اور نیکیوں کا اجر ملیگا اس لئے خدائے قدوس بندوں کے ساتھ نیکی کرنے والے کو بیحد خوش ہوجاتا ہے پھر وہ نکتہ نواز ہے اس کے شاہی ایڈ خصوصی اختیارات کسی نے سلب نہیں کرلئے وہ انھیں بھی بخش دے سکتا ہے لیکن سنت یہی ہے اور قرآن قوانین قدرت یہی رکھا گیا ہے کہ ایمان شرط ہے اور ہونی ہی چاہیے دنیا ہی کی مثال دیکھ لو کہ انسان کتنا ہی نیک اور فاضل ہو لیکن جب تک وہ فرمانروائے وقت کی اطاعت پر رضامند نہ ہو اور اسے بادشاہ تسلیم نہ کرے اس وقت تک یہی اس کو آزاد نہ رہنے دیگا اپنے باغیوں کو کیوں چھوڑتا ہے بڑے سے بڑے جرائم پر معمولی سزا میں دی جاتی ہیں لیکن بغاوت کی سزا موت ہی ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم (سورہ مائدہ) یہ ان لوگوں کی سزا ہے جو اللہ اور رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں کہ انھیں قتل کیا جائے یا سولی دی جائے یا ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک بدر کردیئے جائیں یہ ان کی دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

ان ہر دو آیتوں میں ان لوگوں کی سزا بیان کی گئی ہے جو اللہ اور رسول کے باغی ہیں اور ان کے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور ملک میں فساد برپا کرتے ہیں ان کی سزا قتل، سولی، ہاتھ پاؤں کاٹنا یا ملک بدر کرنا ہے۔

ان آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ اللہ اور رسول کے باغی ہیں ان کی سزا قتل ہے اور یہ سزا ان کے کفر کی وجہ سے ہے اور کفر ایمان کی ضد ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو خدا یا خدا کا بیٹا ماننے والے کافر قتیل اور جو ایمان لائے ہیں جنت میں جائینگے وہ اپنی نافرمانیوں اور گناہوں کے عوض میں یہی سزا دی جائیگی یا ایھا الذین اٰمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما ومن یفعل ذلک عدوانا وظلما فسوف نصلیہ نارا الی ایماندارو! اپنا مال باطل طریق پر نہ کھاؤ ہاں باہمی رضامندی اور تجارت سے کھا سکتے ہو اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو بیشک اللہ تعالیٰ رحیم اور رحم کرنیوالا ہے اور جو سرکشی اور ظلم سے ایسا کریگا ہم اسے آگ اور جہنم میں داخل کرینگے۔

یہ تو احکام تھے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ایمان و ایقان سے بہرہ حاصل نہیں کیا یا ایمان کے بعد ہی گناہوں اور کبیرہ میں مبتلا رہے اب موحد مسلمان اور ان مومنوں کے متعلق سنئے جنھوں نے ایمان لانے کے بعد نیک عمل بھی کئے اور اس کے حکم پر چلے ومن یعمل من الصلحت من ذکر او انثی وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ جو لوگ نیک عمل کرتے ہیں خواہ وہ مرد ہوں یا عورت بشرطیکہ ایماندار ہو وہ بہشت میں داخل ہوگا یوم لا یخزی اللہ النبی والذین اٰمنوا معہ اللہ تعالیٰ اس روز نبی کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہرگز رسوا نہ کرے گا۔

رحمۃ اور عفو و مغفرت کے متعلق خدائے قدوس فرماتا ہے وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفوا عن السیئات ویعلم ما تفعلون وہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے اور تمہارے افعال سے باخبر ہے فاما من ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ راضیہ واما من خفت موازینہ فامہ ھاویہ جس کے اعمال کا وزن بھاری ہوگا وہ ہمیشہ عیش میں رہے اور جس کا وزن ہلکا ہوگا وہ عذاب میں مبتلا کیا جائے گا ولمن خاف مقام ربہ جنتان جو بروز حشر اللہ تعالیٰ کے سامنے آنے سے ڈریگا اس کے لئے دو جنتیں ہیں والذین اٰمنوا وعملوا الصلحت اولئک اصحاب الجنۃ ھم فیھا خالدون جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کئے وہ اہل جنت ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے اس سے ایک اور حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہ کئی طریق پر معاف کرتا ہے کچھ نیکیوں سے معاف ہو جاتے ہیں کچھ عمال صالحہ سے دب جاتے ہیں کچھ توبہ سے معاف ہوجاتے ہیں اور جو رہ جاتے ہیں اور ..... کا مقابلہ نیکیوں سے کیا جاتا ہے اگر نیکیاں ان کے مقابلہ میں زیادہ نکل ہیں تو بندے کو ضرور معاف کرکے جنت میں داخل کردیا جائے گا یہ اس کی رحمت کا ایک دلیل ہے شرک کے سوا وہ ہر گناہ بخش سکتا ہے حقیقت بھی یہی ہے کہ خدا بھر خدا ہے ہم بھی بُرے ہیں وہ تو ہمارے ساتھ رعایت برتتا ہے

آزمائش رہتا ہے اور بندوں کو بخشنے اور جنت میں داخل کرنے کا بہانہ ڈھونڈتا رہتا ہے حالانکہ من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی جو یہاں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون ان پر کچھ خوف نہیں اور نہ وہ حزین ہوتے ہیں، بالکل ٹھیک ہے جس نے دنیا میں کچھ نہ کیا خاک نصیب ہوگا اور جس نے یہاں اچھے عمل کئے وہ بے خوف اور بلا غم رہے گا اور فائز المرام ہوگا کتنی بہتر اور کتنی برتر یہ تعلیم ہے۔

قرآن اور دعا

خدائے قدوس فرماتا ہے فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون تم بھی سے دعائیں مانگا کرو اور بھی پر ایمان لاؤ تاکہ تمھیں رشد اور ہدایت حاصل ہو، اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ ایزد تبارک وتعالیٰ سے دعائیں مانگنے سے ہی نہیں کہ بندہ فائز المرام ہوتا ہے بلکہ اسے نجات اور ہدایت کا راستہ بھی مل جاتا ہے اور سعادت بھی حاصل ہوتی ہے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں اسی وقت مانگی جائینگی جب اس پر ایمان ہوگا اور جب ایمان بھی ہوگا تو دعاؤں سے اس میں تازگی اور قوت پیدا ہوگی اور انسان خود گو بندہ سمجھکر لاڈ پیار کی راہ اختیار کرنے کی سعی کرے گا گاہ بگاہ دعا میں دینی اور دنیوی ہر دو قسم کے فوائد عظیم میں پھر فرمان ربی ہے ادعونی استجب لکم یعنی تم مجھ سے دعائیں مانگو میں قبول کرلوں گا اس طرح بندوں کو اپنی رحمانیت فائقہ کی سے وعدہ قبول کرنے کا بھی یقین دلا دیا کہ ایک طرف تو شان رحمت کا اظہار ہو دوسری طرف بندوں کے گناہ معاف کرنے کا بہانہ ملے تیسری طرف یہ نادان بندے جو اپنی نادانیوں سے گمراہی اور ضلالت میں پڑکر خود کو نقصان پہنچا رہے ہیں ہدایت وفلاح کی راہ پر پڑ لیں کہ دعائیں مانگیں گے تو لازمی فلاح وسعادت حاصل کرینگے اور فائدہ میں رہیں گے۔

چونکہ بندے غلط فہمیوں میں پڑکر تبوں سے مرادیں مانگنے لگتے ہیں اور اس سے مزید ضلالت اور گمرہی کا اندیشہ رہتا ہے اس لئے فرمایا کہ لہ دعوۃ الحق واللذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال یعنی گمراہی کو پکارنا حق اور ٹھیک ہے جو لوگ خدائے برتر وتوانا کو چھوڑکر اوروں سے دعائیں مانگتے ہیں وہ تو انھیں قبول ہی نہیں کرسکتے اور ان کی حالت ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف اس خیال سے پھیلائے کہ پانی اس کے منہ میں جائے حالانکہ وہ از خود اس کی طرف نہ آئے لہٰذا انہیں اللہ کا فرمان کی دعائیں تو بدستور لمبی چوڑی پھیلا کرتی ہیں، یعنی نہ بہت دعا قبول کرسکتے ہیں اور نہ کافروں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں قبول کون کرے بہت بے بس اور اللہ تعالیٰ کے یہ باغی۔

حضرت نوح نے غفلت کے نشے میں ڈوبی ہوئی سے فرمایا تھا ما لکم لا ترجون للہ وقارا تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی امیدیں نہیں رکھتے بالکل اس کی شان بہت رحیم اور بہت وسیع ہے اور ایک کن میں سب کچھ کرسکتا ہے تم بھی بڑی امیدیں اس سے وابستہ کرو ایک اس کے مطابق کردینا کوئی بڑی بات ہی نہیں جو کریم وبندہ نوازی کے ساتھ ارشاد ہوتا ہے امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ءالہ مع اللہ بھلا کون ہے جو مضطر کی دعا سنتا ہے جس وقت وہ اس سے دعا مانگے اور آسے پکارے وہی اس دعا کو سنتا اور تکلیف دور کرتا ہے اور تمکو زمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تکالیف کا دور ہونا اور دنیا میں جمع پانا اضطراری دعاؤں کا ہی نتیجہ ہوتا ہے اس آیت کو سوالیہ انداز استفہامیہ انداز میں اسی لئے نازل کیا گیا ہے کہ بندے سمجھ لیں اور اسی کی طرف راغب اور اسی کے سامنے دعا مانگیں لیکن واضح رہے کہ دعا زیادہ انہی بندوں کی ہوتی ہے جو فائض وفاجر وبدکار نہیں جن کے شکم میں حرام مال کا لقمہ پڑتا ہے ان کی دعا قبول نہیں ہوتی ویسے وہ مالک ومختار ہے ہر مضطر و بیقرار کی بھی سن لیتا ہے اور کافروں کو بھی روزی دیتا ہے ارشاد باری ہے من عمل منکم سوءً بجھالۃ ثم تاب من بعدہ واصلح فانہ غفور رحیم تم میں سے جو شخص جہالت کے جوش میں گناہ اور بدی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرلے اور آئندہ کے لئے نہ صرف یہ نیکی کرنے کا تہیہ کرلے بلکہ نیک بنجائے تو خدائے قدوس بخشنے والا بھی اور رحم کرنے والا بھی، یہ نہیں کہ عمر بھر ظلم ومعصیت کرتے رہے اور جب موت کی گھڑی آپہنچی تو توبہ کرنے لگے اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے یہ اور بات ہے کہ وہ رحم کرے اور معاف کردے چنانچہ ارشاد ہوا ولیس التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الئن ولا الذین یموتون وھم کفار اولئک اعتدنا لھم عذابا الیما اور ان لوگوں کے واسطے رجوع اور توبہ نہیں جو برے عمل اور مکاریاں کرتے رہے ہیں حتی کہ موت کا وقت آپہنچا اور جب موت سر پر کھڑی دیکھی تو لگے کہنے کہ میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کی توبہ قبول ہوتی ہے جو کفر کی حالت میں مر جائیں ایسے لوگوں کے لئے تو ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

توبہ کا نوٹ بھی یہ ہے کہ گذشتہ گناہوں سے توبہ اور اظہار ندامت کے بعد اپنی اصلاح کرلی جائے اور کبھی برے افعال کے قریب نہ پھٹکا جائے یہ کیا کہ پوری زندگی تو گناہوں کی نذر کردی اور آخری وقت برتوبہ کرلے اور ندامت میں ڈوبنے لگے اس وقت تو توبہ کوئی فائدہ نہیں دیتی وہ پاک ذات ہے رحمت کا دریا جوش میں آگیا اور ندامت ہی قبول کرلی اختیارات خاص ہی کا معاملہ جاتا ہے ورنہ قانون الٰہی تو یہ ہے کہ مرنے سے قبل توبہ کی جائے اور اس توبہ کی صداقت کا ثبوت اپنے نیک اعمال سے دیا جائے۔

توبہ کن لوگوں کے لئے ہے ان کے لئے جو گناہ کرکے فوراً اصلاح وتوبہ کرلیتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجھالۃ ثم یتوبون من قریب فاولئک یتوب اللہ علیھم وکان اللہ علیما حکیما اللہ تعالیٰ تو ان لوگوں کی طرف رجوع کرتا ہے جو جہالت سے گناہ کر بیٹھتے ہیں لیکن اس کے بعد جلد ہی توبہ کرلیتے ہیں بس ایسے ہی لوگوں کی طرف اللہ تعالیٰ رجوع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو سب کچھ جانتا اور سمجھتا ہے وہ بار بار بتاتا ہے اور فرماتا ہے کہ توبہ کی فوراً قبولیت یہی ہوگی کہ آئندہ اچھے عمل شروع ہو جائیں الا من تاب وامن وعمل صالحا فاولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنات وکان اللہ غفورا رحیما جو کوئی توبہ کرے ایمان لائے اور عمل صالح کا پابند ہو جائے وہی ایسا شخص ہے جس کی بدیوں کو اللہ تعالیٰ بالکل نیکیاں کردیتا ہے کیونکہ وہ غفور ورحیم ہے، گویا توبہ کے لئے ایمان اور اعمال صالحہ کی شرط ہے جس طرح ایمان عمل کے بغیر بے روح اور بے آب رہ جاتا ہے اسی طرح نہ توبہ کوئی حقیقت نہیں رکھتی جس کے بعد اعمال صالحہ شروع نہ ہو جائیں موت کے وقت کی توبہ اسی وجہ سے بے اثر ہے قبول رہتی ہے کہ پھر کل کرنے کا موقعہ اور وقت باقی نہیں رہتا اور دار العمل سے انسان جانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

استغفار بھی ایک قسم کی دعا ہے جو گناہوں اور بدکاریوں کی معافی کے لئے اللہ تعالیٰ سے کی جاتی ہے اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بکثرت ہوا تھا واستغفر اللہ ان اللہ

کان غفورا رحیما اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی درخواستیں مانگنے کا درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو قبول کر کے گناہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ قرآن مجید میں آئی ہیں وہ بہت موثر ہیں علی الخصوص سورہ بقرہ رکوع کے آخر میں جو دعائیں ہیں ان کے ان کے مانگنے اور انھیں الفاظ کے ساتھ مانگنے سے دعا کی قبولیت کی بھی توقع ہو جاتی ہے اور ان سے خود بخود خشیت اور تقلب میں رقت بھی پیدا ہوتی ہے جو دعا خوف اور تضرع کے ساتھ مانگی جاتی ہے وہ قبول بھی ہوتی ہے خود قرآن باری ہے ادعوہ خوفا وطمعا خفیہ اپنے پروردگار سے خضوع و خشوع کے ساتھ دعائیں مانگا کرو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو استغفار اور استدعا کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے معاصی و معائب پر خاص رحم و کرم سے انھیں نیک راستہ میں ڈال دے اور دنیا و دین کی کامرانیاں انھیں نصیب کرے اور اس عاصی مولف پر خاص رحم و عفو کی بارش کرے آمین۔

جمہوریت اور قرآن

قرآن کریم نے جہاں ہر شعبہ حیات میں گوناگوں اصلاحیں کیں اور بندوں کی تمدنی معاشرتی۔ اخلاقی مذہبی اور روحانی زندگی کو سنوارنے کی سعی کی وہاں سیاست میں ان کی پوری رہنمائی فرمائی شخصی سلطنتیں اور فرمائیں سے دنیا میں ہمیشہ بڑی بڑی خطائیں سرزد ہوتی رہیں اور خوفناک فتنے پیدا ہوتے رہے۔ ایک شخص واحد کے ہاتھ میں لاکھوں اور کروروں بندگان خدا کی جانیں آجاتی ہیں اور لا انتہا اختیارات حاصل ہو جاتے ہیں تو اس کا دماغ چل جاتا ہے اور وہ بجز نصر ٹیلس نمرود اور خسرو پرویز بن کر دنیا کو ستاتا اور اپنی چند روزہ زندگی کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا بعض تو خدائی کے دعوے کر بیٹھے اور بعض نے کم از کم خدائی کا دعوائی تو نہیں کیا لیکن فرعون ہی بن کر دنیا پر مصائب نازل کرتے اور بندگان خدا کو ستانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا علاوہ ازیں اس کے نتیجہ میں غارگرانہ یلغاریں بھی ہوتی رہیں اور مقتدر اور قوی اور اولوالعزم جنرل اور امیر نے تخت و تاج پر قبضہ جمانے یا اپنی حکومت کو محفوظ کرنے کیلئے اپنے حقیقی بھائیوں اور عزیزوں تک کو قتل و تباہ کرنے میں کوئی باک نہیں کیا ان ادوار نامنہاد یا جاہلانہ اقدامات میں غریب رعایا بھی پستی اور ملک کا امن و امان غارت ہوتا رہا اسی لئے رب قدیر نے فرمانرواؤں کو حکم دیا کہ وہ کوئی عمل مشورے کے بغیر نہ کریں۔

یہ ضرور ہے کہ شخصی حکومت میں اگر کوئی اچھا اور صالح بادشاہ برسر عمل آگیا تو اس نے جمہوری سلطنتوں سے کہیں زیادہ رعایا کو فائدہ پہنچایا اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سلطان غیاث خلجی، خلیفہ ہارون رشید سلطان الپ ارسلان سلطان محمود، سلطان الشمس شہنشاہ جہانگیر شہنشاہ شاہجہاں، شہنشاہ اورنگ زیب اور سلطان ٹیپو یا سلطان صلاح الدین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی فرمانروائیاں کسی جمہوریت سے بھی بہتر نہ تھیں پھر بھی یہ خرابی تو عام رہی کہ لیب تک تخت پر اچھا اور خدا ترس فرمانروا متمکن رہا رعیت سکھ کی نیند سوتی اور ترقیاں کرتی رہی اور جب کوئی نااہل اور عیش پرست حکمران تخت حکومت پر رونما ہوا تو تمام حکومت میں بھی خرابیاں پیدا ہو گئیں اور رعیت بھی امن و چین کو بھلا بیٹھی ہمارا ذاتی خیال اب یہی ہے کہ اگر بادشاہ خدا ترس اور نیک دل اور لائق ہو تو اس کی شخصی حکومت جمہوریت سے کہیں بہتر ہے لیکن حکم کو تو شرط پر لگایا جا نہیں سکتا اسی لئے قرآن کریم نے دنیا کے سامنے فرمانروائی کا ایک جدید تصور پیش کیا جو صورت جس سے بیشتر دنیا بالکل بیخبر تھی اسی اسلامی فرمانرواؤں کے لئے حکماً امتثاله اور مشورہ کو ضروری قرار دیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سنایا کہ وشاورھم فی الامر ہی صدر احکام میں لوگوں سے مشورے کر لیا

کرو یہ شخصی حکومتوں اور مطلق العنان اور خود مختار فرمانرواؤں کے متعلق واضح کیا۔ ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ وکذلک یفعلون جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس میں ایک فساد اور بربادی پھیلا دیتے ہیں، اس کے معززادی بقعہ ذلیل و خوار کو ذلیل کرتے ہیں اور یہی ان کا عمل ہے کتنی بڑی حقیقت بات کہی ہے غربا تو پھر بھی بچ جاتے ہیں لیکن معززین اور امراء کو کوئی بھی نہیں چھوڑتا اور ان کی تذلیل تو لازمی ہوتی ہے پھر یہ عمل عام طور پر دوسری جگہ ایک عام حکم کا تذکرہ کیا ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ ان اللہ کان سمیعا بصیرا (تحقیق اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ حکومت و فرمانروائی کی امانت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دیا کرو جو اس کے اہل طرح اہل ہوں اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو یہ کہ کوئی حکم نہ دو انصاف اور عدل کے مقتضیات کو پیش نظر رکھا کرو بحقیق اللہ تعالیٰ تمھیں اچھے کاموں کی نصیحت کرتا ہے اور وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔"

اس حکم میں یہ حقیقت ہی دافع کر دی کہ حکومت کے معاملہ میں درانت کوئی چیز نہیں جو بھی لائق اور اہل ہو حکومت اسی کے سپرد کی جائے پھر یہاں ذوالعہد شوری بینھم اور شاورھم فی الامر کے احکام بھی پیش نظر رکھنے ہوں گے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تفویض حکومت کے وقت باہمی مشورہ کرنا بھی ضروری ہے تاکہ حکومت کسی نااہل کے ہاتھ میں نہ پہنچ جائے اور پھر وہ اقتدار کے نشہ میں بستیوں کی خراب اور اس کے معززین کو ذلیل نہ کرے خلافت راشدہ کے زمانہ میں بھی ہوتا یہ ہے خود رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنا خلیفہ حضرت علی یا اپنے کسی عزیز کو مقرر نہ کیا حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کے بیٹے بھی تھے لیکن آپ نے یہی مناسب کی یہی حکومت اور انتخاب میں نہ دخل نہ مداخلت نہ دیا ۳۰ برس تک یہی صورت رہی کہ مسلمانوں نے مل جل کر باہمی مشورے اور صلاح سے جسکے سپرد حکومت کر دی وہی فرمانروا بن گیا حضرت معاویہ نے اس مبارک رسم و طریق کو توڑا اور یزید کو جوان کے بیٹے تھے ولیعہد بنایا یہ تھا خاتمہ اس شوریٰ بنکلا اور اس کی مداخلت ہی کی بدولت حضرت حسین نے اس کی ہیبت سے انکار کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کربلا کے معرکے لرزہ خیز اور المناک واقعہ ظہور میں آیا مسلمانوں ہی کے ہاتھوں ہنوز مسلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور اہل طائف ان پوری بیدردی کے ساتھ ایک بے آب و گیاہ میدان میں شہید کر دیئے گئے اور ایک بڑا فتنہ دنیا کے اسلام میں پھیل گیا۔

وہ صحابہ کرام اجمع تک موجود تھے جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کی تھی اور تھیں اور جو قرآن کریم کے معانی و مطالب پر پورا عبور رکھتے تھے وہ ہی کہہ رہے تھے جو قرآن کی بنا پر مدینہ منورہ پر حملہ کیا گیا جلیل القدر صحابہ اس حملہ میں شہید ہوئے جنگ صفین کی تجہیز کی گئی اس کے لئے مدینہ منورہ پر گولہ باری ہوئی اس محاربہ جنگی سے فتوحات اسلامی کا بڑھتا ہوا سیلاب رک گیا ہر خلیفہ ہنگام نے محض موہوم اختلاف پر فتنہ کے لئے تقویت پہنچائی محمد بن قاسم، طارق وغیرہ جیسے کشور کشا اور دیندار جنرل اسلامی سپاہ کی شہید کر اکر ترقی فتوحات اسلام میں ایک عظیم روک پیدا کر دی اگر یہ اولوالعزم فاتحین رہتے تو اسی عہد میں پوری دنیا کو اسلام کے پنجے آجاتی اگر مسلمان خلافت راشدہ ہی کے جمہوری اصولوں پر قائم رہتے تو نہ فتنے پیدا ہوتے اور نہ اسلام کی ترقی کے قدم رکتے پھر تو امام ضرورتی کی بجائے بادشاہ اموی اور عباسی خلفاء جب کسی ولیعہد کو مقرر کرتے تھے تو لوگوں سے بیعت

مضمون نگار کے ان خیالات سے ہم بالکل متفق نہیں ہیں کہ جمہوریت کا کوئی نمونہ اسلام میں نہیں ملتا ہے ہم اس کو قرآن کریم کی آیت وامرھم شوری بینھم اور شاورھم فی الامر کے ماتحت اسلام کا ایک اصول سمجھتے ہیں اور اس کے ثبوت میں خلفاء راشدین کے عہد کی مثالیں پیش کرتے ہیں اور اس کو

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ عماد الدین فمن اقامھا اقام الدین ومن ھدم فقد ھدم الدین اسلامیان عالم پر یہ حقیقت منکشف ہو چکی ہے کہ اسلام کا سب سے بڑا رکن اور افضل ترین عبادت نماز ادا رصرف نماز ہے اور دوسری عبادتوں کا درجہ اس کے نیچے اور اس کے بعد ہے نماز کیا ہے اور اس کی واقعی حقیقت کیا ہے اس میں کون سے راز مضمر ہیں .... اس کو معراج المومنین کیوں کہا گیا ان حقائق اور اسرار سے اس وقت میں بحث نہیں کرنا چاہتا بلکہ اس صحبت میں اس کے فرائض اس کے سنن اور اس کے مستحبات اور مکروہات و مفسدات پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

نماز پنجگانہ جو فرض کفایہ ہے اور عیدین کی دو دو رکعتیں جو واجب ہیں اور نماز جمعہ کی دو رکعتیں جو فرض ہیں ان کے علاوہ دوسری نمازیں روز و شب کی حسب ذیل ہیں:-

اقسام نماز	فرض	واجب	سنت موکدہ	نفل
تعداد رکعت	۱۷	۳	۱۲	حنیر محدود

۱۔ فرائض نماز، یہ چودہ ہیں:-

(۱) تمام ظاہری نجاستوں سے ساتر بدن کی طہارت
(۲) کپڑے کی طہارت
(۳) نماز کی جگہ کی طہارت
(۴) ناف سے گھٹنوں تک چھپانا
(۵) وقت پر نماز پڑھنا
(۶) قبلہ رخ ہونا۔
(۷) نیت کرنا۔
(۸) تکبیر تحریمہ کہنا
(۹) قیام کرنا۔
(۱۰) قرآن شریف کی ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔
(۱۱) رکوع کرنا۔
(۱۲) سجدہ کرنا۔
(۱۳) قعدہ اخیرہ
(۱۴) اپنے کسی قصداً فعل سے نماز سے الگ نہ ہونا۔
(۱۵) خلیفہ نہ ہونا۔

حکم:- اگر کوئی فرض قصداً چھوڑ دیا جائے یا خطأً یا سہواً چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوتی بلکہ پھر پڑھنا لازمی اور ضروری ہے۔

۲۔ واجبات نماز، یہ بارہ ہیں،

(۱) سورہ فاتحہ کا تمام و کمال پڑھنا
(۲) کوئی سورہ جیسے قل ہو اللہ یا انا اعطینٰک الخ۔
(۳) قرأت دو رکعتوں میں متعین کرنا
(۴) پہلا قعدہ
(۵) دونوں قعدہ میں پوری التحیات پڑھنا
(۶) تعدیل یعنی ہر رکن کا باطمینان ادا کرنا۔
(۷) ترتیب یعنی ہر رکن کو باترتیب ادا کرنا
(۸) لفظ "وسلام" سے نماز ختم کرنا۔
(۹) فجر مغرب عشا جمعہ عیدین کی دو رکعتوں میں امام کو قرأت بالجہر پڑھنا۔
(۱۰) ظہر عصر کی کل رکعتوں میں اور مغرب کی تہ رکعت میں اور عشا کی اخیر دو رکعتوں میں اور ان کی ہر نفل و سنت میں آہستہ قرأت پڑھنا۔
(۱۱) وتر میں قنوت پڑھنا۔
(۱۲) تکبیرات عیدین یعنی عید الفطر عید الاضحیٰ کی نماز میں دعا ثنا کے بعد قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت

حکم:- ان واجبات کے قصداً چھوڑ دینے سے نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے اور اگر سہواً چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرنا ضروری ہے

(۱۳) قومہ یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہو جانا
(۱۴) سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ تین بار یا پانچ بار کہنا۔
(۱۵) جلسہ یعنی دونوں سجدہ کے درمیان بمقدار ایک تسبیح کے بیٹھے رہنا۔
(۱۶) دونوں ہاتھ زمین پر رکھنا اس کے درمیان سجدہ کرتے وقت ہاتھوں کو شکم سے اور کہنیوں کو پہلو سے اور پاؤں کو زمین سے الگ رکھنا۔
(۱۷) قعدہ میں پاؤں بچھا کر کے دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر رکھنا۔
(۱۸) جلسہ اور قعدہ میں دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر رکھنا۔
(۱۹) بعد التحیات کے قعدہ اخیرہ میں درود پڑھنا۔
(۲۰) التحیات درود دعا آہستہ پڑھنا۔
(۲۱) سلام پھیرتے وقت داہنے بائیں گردن پھیرنا
(۲۲) السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیکم ورحمۃ اللہ بولنا۔

حکم:- ان سنتوں کے چھوٹ جانے سے اگرچہ نماز ہو جاتی ہے مگر ثواب کم ملتا ہے۔

۴۔ مکروہات نماز:- یہ ہیں جن میں سے چند کی بات لکھ دینا اختصار مدرج ذیل ہیں:-

(۱) بحالت نماز کپڑے یا بدن کے ساتھ کھیلنا۔
(۲) کنکر یا مٹی کا ڈھیلا یا شوخ طبع خادم کا سامنے سے ہٹانا۔
(۳) انگلی چٹخانا۔
(۴) انگڑائی لینا۔
(۵) کمر پر ہاتھ رکھنا۔
(۶) گردن پھیر کے ادھر ادھر دیکھنا
(۷) آستین چڑھا کر نماز پڑھنا۔
(۸) کرتہ ہوتے ہوئے محض پائجامہ یا تہبند سے نماز پڑھنا۔
(۹) چادر کا دونوں کناروں سے لٹکا کر نماز پڑھنا۔
(۱۰) محض کاہلی سے ننگے سر نماز پڑھنا۔
(۱۱) بادجود صاف کپڑے کے معمولی کپڑے سے نماز پڑھنا۔
(۱۲) پہلی صف میں جگہ موجود ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا۔
(۱۳) تصویر دار یا ریشمی کپڑا پہنکر نماز پڑھنا۔
(۱۴) نماز میں آنکھیں بند کرنا۔
(۱۵) قصداً خلاف ترتیب سورہ پڑھنا
(۱۶) ایک سورہ بھولے سے چھوڑ کر پڑھنا۔
(۱۷) خوشبو سونگھنا۔
(۱۸) کوئی قلیل عمل کرنا۔
(۱۹) کسی واجب یا سنت کو قصداً چھوڑ دینا۔

فائدہ:- یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیئے کہ واجب اور سنت موکدہ کے چھوٹ جانے سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے پس اگر کوئی واجب قصداً چھوڑ دیا جائے تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی

قرآن کریم میں خدا کا تصور

(از مولینا ابو محمد مصلح صاحب حیدرآباد دکن)

قرآن کریم کے نازک و لطیف مضامین اردگرد ماحول مفہوم و منہاج کی کسی زبان میں تفسیر و ترجمہ کے متحمل نہیں ہو سکتے اس کا کیف و مزہ تو خود اس کی اصل عبارت کے اندر ہے تاہم عام مسلمانوں کی سہولت کے لئے بعض آیات اور ان کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

ذات باری تعالےٰ

اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات وما فی الارض من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ السموات والارض ولا یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم۔

(دعوی کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ کے یہ اوصاف اور یہ تصور قرآن مقدس کے سوا اور کہیں نہیں ملیگا)

اسا ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ زندہ ہے جس کو کبھی موت نہیں وہ (قائم بالذات) تمام عالم کا سنبھالنے والا ہے اس کو اونگھ ہے نہ نیند آسمانوں زمین کی ساری مخلوقات اسی کی ملک ہیں اب کون ہے جو اس کی بغیر اجازت کے اس کے پاس کسی کی سفارش کر سکے، وہ موجودات کے تمام ظاہر و باطن کو جانتا ہے مگر موجودات اس کے علم میں سے کسی چیز کو احاطہ علمی میں نہیں لا سکتی مگر اسی قدر جتنا کہ وہ علم دینا چاہے اس کی کرسی اتنی بڑی ہے کہ جس نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور اللہ کو ان دونوں (آسمان و زمین) کی حفاظت ملتی گراں نہیں اور وہ اللہ عالی شان عظیم الشان ہے"

نور علی نور

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانھا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتھا یضیٔ ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یھدی اللہ لنورہ من یشاء ویضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیٔ علیم۔

اللہ آسمان و زمین کا نور ہے اس کے نور کی حالت عجیب ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو اس میں ایک چراغ ہے وہ چراغ ایک قندیل میں ہے قندیل چمکدار ستارہ جیسی ہو وہ چراغ ایک نہایت سفید درخت سے روشن کیا جاتا ہو کہ وہ نہ تو پورب رخ ہے اور نہ پچھم رخ ہے اس کے تیل کی لطافت ایسی ہے کہ اگر اس کو آگ بھی چھوئے نہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود روشن ہو جائے گا نور علی نور ہے اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے اپنے نور تک راہ دیتا ہے۔

اللہ تعالےٰ لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے۔

اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

چونکہ قرآن انسان کے لئے نازل ہوا ہے اس لئے بلند سے بلند مسائل کو انسان کی ہی سمجھ کے لائق بیان کیا گیا ہے اور اسی طرح کی مثالیں بیان کی گئی ہیں

لا الٰہ الا ھو

ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو عالم الغیب والشھادۃ ھو الرحمٰن الرحیم ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الملک القدوس السلام المومن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون ھو اللہ الخالق البارئ المصور لہ الاسماء الحسنیٰ یسبح لہ ما فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم۔

وہ ایسا ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے وہ بڑا مہربان رحم والا ہے وہ ایسا اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ ہے پاک ہے سلام ہے امن دینے والا ہے نگہبانی کرنے والا ہے زبردست ہے خرابی کا درست کرنے والا ہے بڑی عظمت والا ہے وہ اللہ ہر طرح کے شرک سے پاک ہے وہ اللہ پیدا کرنے والا ہے وہ ٹھیک ٹھیک بنانے والا ہے صورت گر ہے اس کے سب نام اچھے ہیں آسمان و زمین کی ہر چیز اس کی تسبیح خوانی میں مصروف ہے وہ زبردست حکمت والا ہے"

میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ قرآن مجید کی اصل عبارت کسی ترجمہ اور تفسیر کی متحمل نہیں پس اگر ترجمہ سے یہ بات حاصل نہ ہو تو یہ ترجمہ کا قصور ہے آپ کو چاہیئے کہ ترجمہ کو ذریعہ بنا کر اصل سے مناسبت اور مناسبت پیدا کریں۔

مالک الملک

قل اللھم مٰلک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیٔ قدیر تولج اللیل فی النھار وتولج النھار فی اللیل وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی وترزق من تشاء بغیر حساب۔

کہو اے اللہ تو تمام ملک کا مالک ہے تو جس کو چاہتا ہے بادشاہت عطا فرماتا ہے اور جس کے قبضہ میں چاہتا ہے چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے بلاشبہ تو ہر چیز پر ہر طرح پوری قدرت رکھتا ہے تو رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے تو جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے

اور تو جس کو چاہتا ہے بے شمار روزی دیتا ہے۔

(حقیقت آسمان و زمین کے اندر خدا ہی کا فرمان جاری ہے اور اسی کی حکومت کارفرما ہے یہ ارضی خیالات و فکر مشین سازی کی طرف سے ہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ کسی سیارے نام و نشان نہیں)

معرفت الٰہی کے ذرائع

ان فی خلق السموات والارض

بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور

واختلاف اللیل والنہار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتہا وبث فیہا من کل دآبۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لاٰیت لقوم یعقلون ۔

خدا کی ذات عقل و سمجھ سے باہر ہے اس کی ذات دماغ کی پہنچ سے بھی باہر ہے اس کی ذات اپنی صفات سے ہی پہچانی جا سکتی ہے ۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور آسمان و زمین کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے اسی کا کارخانہ ہے۔

شرک و بت پرستی کی بیخ کنی

قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ۔ آللہ خیر امایشرکون ۔ امن خلق السموات والارض وانزل لکم من السماء ماء فانبتنا بہ حدآئق ذات بھجۃ ما کان لکم ان تنبتوا شجرھا ۔ ءالہ مع اللہ ۔ بل ھم قوم یعدلون ۔ امن جعل الارض قرارا وجعل خلالھا انھارا وجعل لھا رواسی وجعل بین البحرین حاجزا ۔ ءالہ مع اللہ ۔ بل اکثرھم لایعلمون ۔ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ۔ ءالہ مع اللہ ۔ قلیلا ما تذکرون ۔ امن یھدیکم فی ظلمت البر والبحر ومن یرسل الریح بشرا بین یدی رحمتہ ۔ ءالہ مع اللہ ۔ تعالی اللہ عما یشرکون ۔ امن یبدؤا الخلق ثم یعیدہ ومن یرزقکم من السماء والارض ۔ ءالہ مع اللہ ۔ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین ۔

کہدو سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور ان بندوں پر سلام ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا ہے کیا اللہ بہتر ہے یا وہ چیزیں جن کو تم شریک ٹھہراتے ہیں یا وہ ذات نہیں ہے جس نے آسمان و زمین کو بنایا اور اس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے .... وہ باغ اگائے تم سے تو ممکن نہ تھا کہ تم ان کے درختوں کو اگا سکو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ خدا کے برابر ٹھہراتے ہیں ۔ وہ ذات جس نے زمین کو قرارگاہ بنایا اور اس کے درمیان درمیان نہریں بنائیں اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان ایک حد فاصل بنائی کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے بلکہ ان میں اکثر نہ سمجھتے ہی نہیں یا وہ ذات جو بے قرار آدمی کی سنتا ہے جب وہ اس کو پکارتا ہے اور مصیبت کو دور کر دیتا ہے اور تم کو دنیا میں صاحب تصرف بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے تم لوگ بہت کم یاد رکھتے ہو یا وہ ذات جو تم کو خشکی اور دریا کی تاریکیوں میں رستہ سوجھاتا ہے اور جو کہ ہواؤں کو بارش سے پہلے بھیج کر خوشخبری دیتی ہیں کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے شرک سے برتر ہے یا وہ ذات جو مخلوق کو اول بار پیدا کرتا ہے پھر اس کو دوبارہ پیدا کریگا اور جو کہ آسمان و زمین سے تم کو رزق دیتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے کہدو کہ تم اپنی دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو کہدو کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں موجود ہے اللہ کے سوا کسی کو بھی غیب کا علم نہیں اور ان کو یہ خبر نہیں کہ وہ کب دوبارہ زندہ کئے جائینگے ۔

اسلام نے شرک و بت پرستی کی جس طرح بیخ کنی کی ہے وہ قیامت تک کے لئے حق پرستوں کو زیر بار احسان رکھیگا اور تمام مذاہب عالم کی شکر گذاری کا باعث بنا رہے گا۔

الٰہی کتاب

طٰہٰ ۔ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی ۔ الا تذکرۃ لمن یخشی ۔ تنزیلا ممن خلق الارض والسموات العلی ۔ الرحمن علی العرش استوی ۔ لہ ما فی السموات وما فی الارض وما بینھما وما تحت الثری ۔ وان تجھر بالقول فانہ یعلم السر واخفی ۔ اللہ لا الٰہ الا ھو ۔ لہ الاسماء الحسنی ۔

لے محمد صلعم ہم نے قرآن آپ پر اس لئے نہیں اتارا ہے کہ آپ تکلیف اٹھائیں بلکہ یہ تو اس کی نصیحت کے لئے ہے جو (اللہ سے) ڈرتا ہو یہ اس خدا کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جس نے زمین کو اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا ہے وہ بڑی رحمت والا عرش پر جلوہ ان ہے جو چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اسی کی ملک ہیں زیر زمین بھی جو ان دونوں کے درمیان ہیں اور جو چیزیں تحت الثری میں ہیں اور اگر تم پکار کر بات کہو (وہ) چپکے سے کہو وہ اس سے بھی زیادہ مخفی بات کو جانتا ہے اللہ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے سب نام اچھے ہیں ۔

صاحب قرآن

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد ۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا والوں سے) کہدو کہ میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں میرے پاس یہ وحی آتی ہے اور تمہارا خدا وہی اکیلا خدا ہے۔"

دراصل قرآن کے مصنف کو قرآن سے ہی دریافت کرنا چاہیئے کیونکہ یہی طرح ہر چیز کے لئے قول فیصل ہے اپنے لئے بھی دعویٰ اور ثبوت ہے۔

قرآن

قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا ۔ ولقد ضربنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل ۔ فابی اکثر الناس الا کفورا ۔ وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا ۔ او تکون لک جنۃ من نخیل وعنب فتفجر الانھر خلالھا تفجیرا ۔ او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملئکۃ قبیلا ۔ او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرؤہ ۔ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا ۔ وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءھم الھدی الا ان قالوا ابعث اللہ بشرا رسولا ۔ قل لو کان فی الارض ملئکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیھم من السماء ملکا رسولا ۔ قل کفی باللہ شھیدا بینی وبینکم انہ کان بعبادہ خبیرا بصیرا ۔ ومن یھد اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجد لھم اولیاء من دونہ ونحشرھم یوم القیمۃ علی وجوھھم عمیا وبکما وصما ۔ مأوھم جھنم کلما خبت زدنھم سعیرا ۔ ذلک جزاؤھم بانھم کفروا بایتنا وقالوا ءاذا کنا عظاما ورفاتا ءانا لمبعوثون خلقا جدیدا ۔ او لم یروا ان اللہ الذی خلق السموات والارض قادر علی ان یخلق مثلھم وجعل لھم اجلا لا ریب فیہ فابی الظلمون الا کفورا ۔ قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق وکان الانسان قتورا ۔

کہدو کہ اگر تمام انسان اور جنات سب اس بات کے لئے جمع ہو جائیں کہ ایسا قرآن بنا لاویں تب بھی ایسا قرآن بنا کر نہیں لاسکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں (یعنی اگر وہ سب مل کر اپنی اپنی قسم کی ایک دوسرے کی مدد میں صرف کر دیں تب بھی نہیں بنا سکتے)

اور یہ ایسی کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا جو (اور) جو بڑی برکت والی اور اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔"

قرآن ساری دنیا کیلئے ہے

ان ھو الا ذکر للعالمین

قرآن ساری دنیا کے لئے نصیحت ہے۔

(۱۰)

ہستی باری تعالیٰ کا عقلی ثبوت

(از جناب مولوی ریاست علی صاحب قدوائی خیرآبادی)

معزز برادران اسلام! اکثر دہریہ خیال سے لوگ یہ سوال کیا کرتے ہیں کہ آپ خدا کو کیوں مانتے ہیں کیا درحقیقت خدا کوئی چیز ہے؟ یا محض آپ وہم کے پنجے میں گرفتار ہیں اور خدا خدا اڑا کرتے ہیں" اس سوال کا جواب ہماری طرف سے یہ ہے کہ جو لوگ اس موہوم دنیا میں آنکھیں کھول کر زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنے آزمائش کے واقعات کو بغور و خوض دیکھتے رہتے ہیں وہ عقل پر مجبور ہیں کہ اس ہر لحظہ بدلنے والی دنیا کی تہ میں جو قوت کارفرما ہے اس کا کھوج لگائیں بقول شخصیکہ ع

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

ہر شخص اپنی سمجھ اور عقل کے موافق اپنے دل کو تسکین اور تسلی دینے کے واسطے اور پیچیدہ باتوں کے حل کرنے کے لئے کسی نہ کسی چیز کو اس کی علت قرار دیتا ہے اسی بنا پر کسی نے مادہ کو علت قرار دیا اور اسے ازلی و ابدی مانا کسی نے روح کو کسی نے عقل کو کسی نے نفس کو کسی نے مادہ اور العقل فات مطلق کو کسی نے عناصر کو کسی نے افلاک کو کسی نے حرکت کو کسی نے قوت کو کسی نے خیر مطلق کو کسی نے دہر کو کسی نے انسان کو کسی نے ابرام ظلمی کو کسی نے اجزاء لایتجزیٰ کو کسی نے کہا کہ ضرور کوئی پوشیدہ طاقت ہے لیکن وہ ہمیں نظر نہیں آتی اور ہمیں اس کا علم نہیں اور نہ وہ ہم کو معلوم ہو سکتی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اس دنیا کی بنانے والی سنبھالنے والی اور تباہ کرنے والی جو ہستی ہے وہ صاحب شعور ہے ازلی ابدی خود مختار ہے اور غیر محدود طاقتیں اور خوبیاں رکھتی ہے ہر قسم کے عیوب اور برائیوں سے پاک ہے حاکم و مالک ہے اور اسی کو عرف عام میں خدا کہتے ہیں۔

سچ پوچھو تو کچھ نہ کچھ ماننے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں اگر خدا کو چھوڑ دو گے تو کسی غیر خدا کو ماننا پڑے گا اور نہ حیوانوں کی طرح انسانیت سے ہاتھ دھونا پڑے گی۔

دنیا کو اور اس کے عجائبات اور غرائبات کو دیکھ کر ضرور بلکہ خواہ مخواہ یہ سوالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ وہ کچھ تو ہے جو ہر شخص کچھ نہ کچھ ماننے پر مجبور ہے مگر لطف یہ ہے کہ ان سوالات کے جوابات ہی کچھ نہ کچھ مانے بغیر مل نہیں سکتے۔

پھر یہ دنیا کیا ہے؟ آسمان کیا ہے؟ زمین کیا ہے؟ چاند سورج ستارے کیوں گردش کر رہے ہیں؟ موسموں کی تبدیلی کیوں ہوتی ہے؟ دنیا کہاں سے آئی؟ کب بنی؟ کیونکر بنی؟ کس نے بنائی؟ ہم کیا ہیں؟ کہاں سے آئے؟ کدھر جا رہے ہیں؟ روح کیا ہے؟ جسم سے کیسے مل گئی؟ انسان کی علت کیا ہے؟ غرضکہ اس قسم کے ہزاروں سوالات ہیں جو ہر شخص کے ذہن میں آتے ہیں اور وہ مجبور ہے کہ ان کا جواب سوچے ان کو حل کرنے کے لئے وہ کچھ نہ کچھ ماننے کے واسطے خواہ مخواہ مجبور ہے۔

بس ہم بھی ارسطو کے الفاظ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اس تمام کائنات کا اصلی سبب خدا ہے جبکہ ہر شخص کو کوئی نہ کوئی ..... رائے رکھنے کا حق حاصل ہے تو پھر ہماری طرف توہم پرستی اور کمزوری عقل کا الزام کیوں عاید کیا جاتا ہے؟

لوگ کہتے ہیں کہ نہ دیکھا نہ بھالا۔ ویسے ہی مان بیٹھے کہ خدا ہے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ کی کائنات کی گتھی کو سلجھانے کو جن قدرتی اصول پیش کئے گئے ہیں ان میں سے ایک اصل ضرور ایسا اعتقادی ہے اور چونکہ یہ اصل عقلی طور پر سب سے زیادہ تسلی بخش ہے اس لئے ہم تسلیم کرتے ہیں اور یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ خدا ہے اور بیشک ہے اور ہم جو خدا کو مانتے ہیں تو بلا دیکھے نہیں مانتے ہیں بلکہ سمجھا خدا کو ماننا اور اس پر اعتقاد رکھنا چند وجوہات کی بنا پر ہے اور وہ وجوہات یہ ہیں:-

۱۔ اگر ہم پر یہ الزام ہے کہ ہم نے بغیر آنکھوں سے دیکھے خدا کو تسلیم کر لیا یا اس پر یقین کیا تو کوئی ذرا ان مادہ پرستوں سے دریافت کرے کہ تم نے مادے یا ایتھر کو کب آنکھوں سے دیکھا نفس کو کب آنکھ سے دیکھا قوت کو کب آنکھ سے دیکھا کسی بات کو تسلیم کرنے کے لئے کا صرف ایک ہی ذریعہ نہیں ہے اگر ہم سوال کریں کہ علم الجبہ کا قانون ہے کہ زندگی زندگی ہی سے پیدا ہو سکتی ہے تو بتاؤ! بیجان سے جاندار کیسے پیدا ہوئے اور وہ بے شعور ہے پھر مادہ سے بنے ہوئے انسان میں شعور کہاں سے آیا؟ پس ثابت ہوا کہ تمام کائنات کا خالق مادہ نہیں بلکہ کوئی اور ہستی ہے اور اسی ہستی کو اہل مذاہب اللہ خدا گاڈ پرمیشور اور پرماتما کے نام سے پکارتے ہیں اور اس بلا یمان لاتے ہیں۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ صرف ایک خدا پر ایمان لانے سے تمام دنیا کے مسائل حل ہو جاتے ہیں اور تمامی کائنات کی گتھی سلجھ جاتی ہے اور ہر ایک سوال کا جواب مل جاتا ہے ہرگز نہیں کیونکہ تمام باتوں کا جواب تو کسی اور نظریہ یا عقیدے کی مدد سے بھی نہیں ملتا الحاد، مادیت۔ لا ادریت۔ دہریت اس کے علاوہ اور بھی جس قدر اصول یا نظریے قائم کئے گئے ہیں ان میں سے کائنات کے مسائل کا حل تامہ بکمال کسی سے بھی نہیں ہوتا ہے البتہ جب ہم تمام مذاہب کے مقابلہ میں الوہیت کا تصور کرتے ہیں تو یہ خیال زیادہ تسلی بخش ثابت ہوتا ہے الوہیت سے ہماری مراد صرف یہ ہے کہ جو کچھ ہمیں مظاہر مختلفہ نظر آرہے ہیں ان کی تہ میں ان سب سے بالاتر کوئی ایک ہستی بلا شرکت غیرے کام کر رہی ہے۔ جو قدرت عقل۔ اور نیکی کی صفات سے متصف ہے اور دنیا جدا وحدہ لاشریک ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ ہم کسی دہریہ مادہ پرست کو ہاتھ پکڑ کر خدا کا دیدار نہیں کرا سکتے لیکن اس میں بھی کچھ شبہ نہیں کہ اس اعتقاد سے ہماری زندگی میں نیکی و پاکیزگی۔ پرہیزگاری۔ تقویٰ۔ محبت اور سکون پیدا ہوتا ہے پریشانی۔ مایوسی اور تکالیف کے وقت اس اعتقاد سے سکینہ اور تسلی حاصل ہوتی ہے۔

ایک بہت بڑے سائنسدان سے جب مسائل کائنات کی گتھی نہ سلجھ سکی تو عاجز اور مجبور ہو کر انہی کہتے بن پڑا کہ "ہمیں پتہ نہیں کہ زندگی کی مختلف شکلیں کس طرح صفحہ ہستی پر جاوہ گر ہوئیں۔ ہم اس قدر جانتے ہیں کہ زندگی زندگی ہی سے حاصل ہو سکتی ہے پھر بھلا بیجان مادے سے جاندار کیسے ظہور میں آگئے اور بے شعور ذات سے باشعور انسان کیسے بن گیا؟ بھلا کیا مردہ شے سے بھی زندگی حاصل ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

سائنس کا کام تو صرف حقائق سے بحث کرنا ہے نہ کہ حقائق کا راز دان کی ماہیت معلوم کرنا سائنس نے اس قدر پتہ چلا لیا کہ دنیا یا کائنات چند قوانین کے تحت

چل رہی ہے، اور غور و فکر کے بعد ان قوانین کے نام رکھ لئے مثلاً قانون کشش قانون ارتقاء قانون بقائے اصلح قانون تنازع للبقا۔ قانون علت و معلول وغیرہ۔ لیکن سائنس نے یہ نہیں بتایا کہ یہ قانون کہاں سے آئے اور کون ان کو چلا رہا ہے۔ حالانکہ یہ موٹی سی بات ہے کہ قانون بغیر کسی قانون گر کے ہو نہیں سکتا اس جگہ مذہب ہماری مدد کرتا ہے اور ہم کو بتاتا ہے کہ ایک زبردست ہستی حکیم علیم قدیر اور خبیر ہستی ہے جو ان قوانین کی موجد ہے اسی کو خدا کہتے ہیں۔

مشہور انگریزی مصنف مسٹر ہالفور جو علاوہ بروست سیاست دان اور فلاسفر ہونے کے نہایت اعلیٰ درجہ کا دماغ رکھتے ہیں لکھتے ہیں کہ بے شعور ذرات نے کس طرح علم و دانش ان دو صفات کو پیدا کیا جبکہ وہ خود ان سے کورے ہیں؟ ذرات کے باہمی میل جول سے ہمہمار السان کیسے پیدا ہو گیا؟ یہ دنیا جس میں صرف جس کہنے والے حیوانات سے لیکر باشعور انسان پائے جاتے ہیں ایسی عمدہ ترتیب کے ساتھ کیونکر برپا ہو گئی؟ کیا صرف مادہ نے ارسطو اور افلاطون پیدا کر دیئے جنھوں نے خود مادے یعنی اپنے موت اعلیٰ کی دو بجیاں کھیر کر رکھ دیں؟ ناممکن ہے۔

ہنری برگسان مشہور فرنچ فلسفی کا قول ہے کہ "اس دنیا میں جو ہر وقت عمل جاری و ساری ہے وہ زبان حال سے شہادت دیتا ہے کہ پس پردہ کوئی حکیم و علیم ہستی موجود ہے۔ اگر ایک جہاز بغیر ناخدا کے نہیں چل سکتا تو دنیا کا جہاز بغیر خدا کے کس طرح چل سکتا ہے۔

۲۔ دوسری وجہ ہمارے اس اعتقاد کی یہ ہے کہ انسانی زندگی کے ہر ایک شعبہ کا تقاضا ہی یہ ہے کہ خدا پر ایمان ہو جب ہم اپنی ذہنیت اور دماغی حالت پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اندر دوسرے کا سہارا ڈھونڈنے کی جس قدر جڑ ہے ہم مختار نہیں ہیں۔ آزاد نہیں ہیں۔ مالک نہیں ہیں اس کے علاوہ ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ہم مشربہ اور ہمارے کی طرح ہی نہیں ہیں بلکہ ذمہ داری کا احساس بھی رکھتے ہیں ان باتوں کے علاوہ ہم میں کسی آستاد پر جس سائی کرنے کا بھی جذبہ موجود ہے۔

جان ڈیوئی مشہور امریکن فلسفی لکھتا ہے کہ۔ "ہمارا اندرونی دماغی نظام کچھ اس طور پر واقع ہوا ہے کہ وہ کسی بیرونی فی الحقیقت موجود ہستی سے مطابقت کا بھی ہے ایک ماں کے دل میں پیار اور پرورش کا جذبہ ہو موجود ہے کیونکہ خارج میں اس کے سامنے اس کی اولاد موجود ہے۔ انسانی آنکھ کی بناوٹ خارجی روشنی سے مطابقت رکھتی ہے اگر ہم میں مل جل کر رہنے کی خواہش موجود ہے تو اس خواہش کو پورا کرنے کے واسطے قوت گویائی بھی حاضر خدمت ہے۔ پس اگر ہر ایک باطنی خواہش کے مقابلہ میں ایک خارجی مقصود موجود ہے تو کیا وجہ ہے کہ خدا کا خیال دل میں موجود ہو اور خدا خارج میں موجود نہ ہو عقل کا تقاضا یہ ہے کہ ضرور موجود ہونا چاہیئے مسند ارتقاء نے بھی یہی سبق پڑھایا ہے کہ انسانی عقل و روح جو ذہنی کے معاملہ میں کارفرما ہے کسی وہم میں مبتلا نہیں بلکہ جس طرح آنکھ روشنی کے ساتھ کان سماعت کے ساتھ زبان محبت اور دوستی کے ساتھ مربوط ہے اسی طرح دلی جذبات حقیقی خدا کے ساتھ مربوط ہیں اگر حسیات میں یہ قانون جاری ہے کہ ہر جسمانی خواہش کا مقصود خارج میں موجود ہے تو روحانیت میں بھی یہ قانون جاری ہے کہ روح کی خواہش کا مرکز یعنی خدا فی الحقیقت موجود ہے۔

۳۔ تیسری وجہ جو اس اعتقاد کی خود ہمارے ضمیر کی آواز ہے ظاہر ہے کہ یہ قوت یا صفت ہماری پیدا کی ہوئی نہیں ہے دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس نے اس مقدس آواز کو سنا نہ ہو۔ ہاں جب اس مقدس آواز پر دھیان نہیں دیا جاتا تو وہ آواز اس قدر مدھم ہو جاتی ہے کہ سنائی نہیں دیتی لیکن کوئی شخص اس سے ضمیر کی اس مقدس آواز کی عدمیت ثابت نہیں کر سکتا جب ہم تنہائی میں کوئی کام ایسا کرنے لگتے ہیں جو ضمیر کی آواز پیدا کرنے والے کی مرضی کے خلاف ہوتا ہے تو فوراً یہ سنتہ ہی جو ڈانٹ پر سرزنش کھڑا رہتا ہے (یعنی ہمارا کانشنس یا ضمیر) ہمیں جھنجھوڑ کا کاٹا اور خبردار کر دیتا ہے کہ یہ کام برا ہے مت کرنا یہ اور بات ہے کہ ہم اس کے کہنے پر چلیں یا نہ چلیں پس اگر واقعی کوئی ہستی نہیں کہ جس کے منشاء کے خلاف وہ کام کرتا ہے تو پھر یہ آواز کیسی مادہ تو بے شعور ہے اسے بھلائی اور برائی سے کیا سروکار۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ جناب آپ جس ضمیر کی آواز کو نہیں معلوم کیسے کہہ گئے ہیں یہ آواز تعلیم اور تہذیب تمدن و شائستگی کا نتیجہ ہے اور کچھ نہیں اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ حضرت یہ آواز تو ابتدائے آفرینش سے بدستور موجود ہے اگر آپ اس کا ثبوت چاہتے ہیں تو آپ افریقہ جنوبی امریکہ اور آسٹریلیا کے وحشیوں میں چلے جائیے جو آج بھی اسی تاریکی میں بستے ہیں لیکن ضمیر کی آواز وہ بھی سنتے ہیں خدا کا اعتقاد محض کسی مہذب ملک اور قوم سے وابستہ نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک عالمگیر تحریک ہے دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں گزری اور نہ آج موجود ہے جس میں کسی نہ کسی طرح خدا کا تصور موجود نہ ہو چونکہ ہمارے عمر خدا کے خلاف لکچر دیا کرتے ہیں مرنے وقت وہ بھی ضمیر کی گرفت سے نہ بچے چنانچہ امریکہ کا ایک مشہور ملحد انگرسال مرتے وقت گڑگڑا کر یوں گویا ہوا کہ "اے خدا اگر تو ہے تو میری روح کو تسلی عطا فرما۔"

۴۔ چوتھی وجہ ہمارے اعتقاد پر خدا کی وہ گواہی ہے جو دنیا کے تمام عقلاء و فضلاء حکماء اور حضرات انبیاء علیہم السلام نے دی ہے کہ واقعی خدا ہے کیونکہ تمام دنیا جھوٹ پر متفق نہیں ہو سکتی اور نہ یہ عقلاء فضلاء حکماء اور حضرات انبیاء علیہم السلام کا گروہ خدانخواستہ (نعوذ باللہ منہا) بے وقوف تھا پھر کیا بات ہے کہ انہوں نے اپنے ذاتی تجربہ سے خدا کی ہستی کا احساس کیا، اگر کوئی بالائی قوت (کہ جسکو خدا کہنا بالکل درست ہے) نہ تھی تو کس طرح ان کی تمام پیشگوئیاں پوری ہوئیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا ہے اور ضرور ہے۔

۵۔ پانچویں وجہ (وجہ کہنا چاہیئے کہ سب سے آخری وجہ ہے) ہمارے اعتقاد کی یہ ہے کہ خود ہماری عقل کا تقاضا ہے کہ قانون بغیر قانون گر کے اور صنعت بغیر صانع کے نہیں ہو سکتی جس طرح کوئی ملحد اس بات کا جواب نہیں دے سکتا کہ بے شعور مادہ سے باشعور انسان کیسے بن گیا اسی طرح کوئی منکر خدا اس بات کا بھی جواب نہیں دے سکتا کہ معمولی مادہ کے ذرات مختلف خواص کہاں سے آگئے؟ وہی مادہ کان میں سننے لگا آنکھ میں دیکھنے لگا اگر اتفاق سے ایسا ہوتا ہے تو پھر ہمیں ایسا آدمی دکھائیے کہ جو آنکھوں سے سنتا ہو اور کانوں سے دیکھ سکتا ہو ورنہ ماننا پڑے گا کہ کسی علیم ہستی نے ایک مقصد کے ماتحت انسان کو پیدا کیا چنانچہ مشہور فلسفی ہیکل بھی تسلیم کرتا ہے کہ انسان کا جسم ایک مقصد کے ماتحت بنا ہے بہت خوب مقصد تو ایک ذی شعور ہستی ہی کہہ سکتی ہے وہ کون ہے؟ کہہ دیجئے اگر ایک کیمرے کو دیکھ کر اس کے موجد کی لیاقت کا اندازہ ہو سکتا ہے اور اس کی لیاقت کی داد دینا پڑتی ہے تو کیمرے سے بڑھکر آنکھ ہے جس میں ہر وقت تصویر اترتی رہتی ہے پس اسکو دیکھکر ہم کیوں بے اختیار پکار اٹھیں کہ تبارک اللہ احسن الخالقین۔

اللہ کی محبت

(از حضرت مراد مارہروی)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ مومن کا ایمان امید و خوف سے بہم درجا کے درمیان ہوتا ہے ایک عام ضرب المثل ہے کہ در کو توڑ دے نہ خدا کے خوف سے ڈر" مسلمان اس حدیث سے بھی واقف ہے اور مذکورہ ضرب المثل سے تو شاید کوئی ایک انسان بھی ایسا نہ ہوگا جو آگاہ نہ ہو پھر بھی کسی کو احساس نہیں ہوتا پردہ ہی نہیں کی چالی کیا پڑھ گئے۔ دنیا مسلمانوں سے پٹی پڑی ہے مگر کتنے میں جنہوں نے اس پر غور کیا ہے اور ایک نظر ڈالی ہے اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے "کاین من آیات فی السموات والارض یمرون علیھا وھم معرضون یعنی آسمان و زمین میں اللہ کی نشانیاں پھیلی پڑی ہیں لوگ انھیں دیکھتے ہیں ان کی نگاہیں ان پر پڑتی ہیں لیکن وہ کوئی غور کئے اور اثر لئے بغیر گذر جاتے ہیں اور پردہ ہی نہیں کرتے۔

ایک ایک سیارہ ابر و باد دل کا ایک ایک ٹکڑہ مہر و ماہ کی ایک ایک شعاع انسان کے لئے ایک ایک درس بصیرت ہے زمین پر اگی ہوئی گھاس کا ایک ایک پتہ پھیلی ہوئی مٹی کا ایک ایک ذرہ صدہا ہزار کیڑے مکوڑوں اور وحوش و بہائم کی ایک ایک نوع کتاب و زبان کا ایک ایک حرف اور ایک ایک لفظ اپنے اندر ایک لکھنے والی نگاہ اور سر چشمہ والے دماغ کے لئے کتنے موثر اسباق و حقائق نہاں رکھتا ہے اسے بھی جانے دیجئے اپنے گرد و پیش اور اپنی روزمرہ کی رسالی کے عدد کے اندر نظر کیجئے اور دیکھئے کہ آپ کی نگاہوں کے سامنے ساعت بہ ساعت اور لحہ بہ لحہ کیسے کیسے مختلف نظارے آتے ہیں کتنے انقلاب ہوتے رہتے ہیں کتنی چیزیں آنکھ کے اندر سے گذرتی ہیں لیکن کسی کو بتاؤ تو کہ تم نے کبھی اسے غور کرتے دیکھا ہے کسی کا ذکر نہیں سب سے پہلے اپنی حالت پر غور کرو اپنے دل کو ٹٹولو اپنے حافظہ کا جائزہ لو کبھی کسی اکیلی کسی ایک شام کو کسی ایک نا ئیہ میں ہی ان تغیرات ان نظاروں اور پروردگار کی ان صناعیوں پر غور کیا ہے کیا ٹٹولو گے اور کیا جائزہ لو گے "ایک" دانہ نہیں" کے سوا آپ کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔

غور ہی کرتے سوچ ہی کی عادت ہوتی تو آپ پر زوال و انحطاط کی یہ المناک داستان سنانے والی ساعتیں گزر رہی ہوتیں اور آپ آج دنیا میں سرگوں زندگی بسر نہ کر رہے ہوتے۔ علمیات میں عضویات میں حرفیات میں برقیات میں، نفسیات میں سیاسیات میں، معاشیات میں آئے دن انقلاب ہو رہے ہیں بڑے اور بڑے ہوتے جاتے ہیں غریب امیر اور امیر سیٹھ بن رہے ہیں کل جس کے سر پر ٹوکری نہیں تھی آج اسی سر پر تاج جگمگا رہا ہے اور جمع جس کے قدوم کو تخت بوسہ دے رہے تھے آج شام کو اسے سر چھپانے کے لئے ایک جھونپڑی بھی نظر نہیں آتی دس سال پہلے کے مزدور کل ہی تو آپ نے سیٹھ اور ساہوکار بنے دیکھے ہیں۔ جانے دیجئے کہ سولہویں صدی عیسوی میں آپ کا آفتاب اقبال خطہ استوا پر چمک رہا تھا پوری دنیا کی بڑے بڑے گردن فرازوں کی عظیم جلیل اقوام کے سر آپ کے اور صرف آپ ہی کے سامنے جھک رہے تھے اور صرف آپ ہی کے سر پر تاج تھا آپ ہی تخت کے مالک تھے اور آپ ہی کے پرچم اقبال ہر ملک میں لہرا رہا تھا اتنا ہی سوچ لیجئے کہ ۱۸۵۷ء میں ہندوستان کی سب سے زیادہ تعلیم یافتہ سب سے زیادہ اقتدار قوم کون تھی۔

بے تکلف اور بے ساختہ کہہ اٹھو گے کہ وہ ہمیں تھے بجا ہے کی ہنسی ہی ہنسی میں گئے مگر بدبخت مسلمانو! اور عہد الست بھول جانے والے بدنصیبو! اگر اسی وقت تم سے سوال کر دیا جائے کہ آج ۱۹۴۳ء میں ارض ہند کی سب سے زیادہ کنگال سب سے زیادہ جاہل اور سب سے زیادہ کمزور قوم کون ہے تو کیا اس وقت بھی سینہ تان کر فخر و ناز سے یہی کہو گے کہ ہمیں ہیں نہیں کہو گے اور کہنا پڑے گا لیکن یہ کہتے ہوئے کندھے جھکے ہوئے ہوں گے لبوں پر تھرتھری ہوگی اور آنکھیں زمین میں گڑی ہوئی آخر ستر برس میں یہ انقلاب کیوں ہو گیا؟ اور تو میں کیوں آگے نکل گئیں اور تم پیچھے ہاتھ ملتے رہ گئے "کیوں" اور "کیا" پر اگر غور ہی کیا ہوتا تو آج تمہاری رفتار میں سرعت پیدا ہو چکی ہوتی غور کرنے کی تو عادت ہی نہیں رہی۔

بہترین امت اور اسلام

کیا تم بہترین امت نہیں تمہاری ہی شان میں تو تنزیل خیر امۃ کہا گیا تھا پھول تو نہیں گئے! اس میں تو کچھ فخر کی نہیں ہوتا بلا تو کر تو جنہوں نے غور کیا اور غور کے بعد سعی و جہد کے قدم اٹھائے وہ بڑھ گئے اور جنہوں نے نہ غور کیا اور نہ سعی کی وہ جہاں تھے وہیں رہ گئے بلکہ وہاں سے بھی سرکتے رہے ذلت کے مرہلوں میں جا پڑے۔ نظر کو بہت وسیع نہ کرتے اور صرف اتنا ہی سوچ لیتے کہ یہ جو تمہارے محلہ کا پکوڑی والا اس وقت آنے دال کی بگھار لئے بیٹھے ہیں اور جن کے گھر میں سینکڑوں بوریاں بھری پڑی ہیں اور ہزارہا روپیہ کا لین دین کر رہے ہیں چار آنہ روز کی پکوڑیاں بیچتے بیچتے اتنے متمول کیوں ہو گئے تو تم پر کم از کم کلوا واشربوا ولا تسرفوا کا راز تو کھل جاتا اور کچھ تو عبرت ہوتی ہر کیف تمہاری بے غوریوں اور بے پروائیوں نے تمہیں دین سے بھی گھو یا اور دنیا سے بھی نہ تم گھر کے رہے نہ گھاٹ کے ارے عرش سے گرکر فرش پر آتا ہے تو کیوں کے سے عقاد اور کہتا ہے جنتیوں جیسے کام کرتا ہے اور اپنے حسن عمل سے وہ جنت سے قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ فردوس بریں کے دروازہ پر جا کھڑا ہوتا ہے اس وقت خدائی قدرت اسے اٹھا کر دور پھینک دیتی ہے یہاں تک کہ وہ دوزخ میں جا گرتا ہے اس کے مقابل ایک دوسرا شخص ہے جس کی سیاہ کاریاں حد انتہا کو پہنچ گئی ہیں اور پہرہی بات نہیں آتا اور برے کام کرتا ہی چلا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ دوزخ کے دروازہ پر پہنچ جاتا ہے لیکن اس کی قدرت ایزدی اس کے اور دوزخ کے درمیان حائل ہو جاتی ہے اور اسے اچانک اٹھا کر دور پھینک دیتی ہے اور وہ خود بخود جنت میں پاتا ہے کوئی یہ نہ سمجھے کہ خدا نے خدا نہ انصافی کرتا ہے بلکہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو واضح کرنا یہ مقصود ہے کہ انسان عمد سے بکر شدید خطرات میں گھسے ہوئے شیطان ہر وقت تاک میں لگا ہوا ہے اور موقع پاتے ہی فوراً گرا دیتا ہے ایک چھوٹی سی چھوٹی بات اور ذرا سی

بے احتیاطی بھی تباہی کا باعث بن جاتی ہے گویا انسان کے اعمال اور انسان کا قلب دونوں خطرات میں مبتلا ہیں اور انسان کو بڑی ہوشمندی اور چوکنا پن سے زندگی بسر کرنی چاہیئے۔

انسان کا ہر خیال، ہر تمنا اور ہر سانس خطرات میں گھرا ہوا ہے ذرا سی لغزش اسے ادھر سے ادھر کر دیتی ہے وہ ذرا سی جنبش بن جاتا ہے اور جنبش دو ذخی زندگی بسر کرنا بھی بفساد سے گذرنا ہے دینی معاملات ہی میں نہیں دنیوی معاملات اور کاروباری امور میں بھی ایک خفیف سی لغزش اور معمولی سے احتیاطی انسان کو تباہ کر دیتی ہے اور ہزاروں لاکھوں کا نقصان آناً فاناً میں ہو جاتا ہے اس لئے ہر وقت نہ صرف یہ کہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے بلکہ خدائے ذوالجلال سے مدد مانگتے رہنا بھی لازمی ہے وہی ذات باری ہے جس کی دستگیری سے انسان ایک کامیاب زندگی بسر کر سکتا ہے۔ اسی طرح انسان کی ہر حرکت میں بھی برکتیں اور سعادتیں پنہاں ہوتی ہیں۔

خوفناک لغزش

دیکھئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کو کتنی بہت بڑی سعادت کا منصب عطا کرتے ہیں جسے بارگاہ رسالت میں ایسے بھی ہیں جنھیں اس تقرب پر رشک ہے کہ اسے نزدیکی در بار رسالت کا شرف حاصل ہے یہ سب سے پہلے جی سننا اور سب سے پہلے لکھتا ہو بڑی عظمت کا کام ہے لیکن ایک روز یہی مقرب بارگاہ نبوت بیٹھے ہوئے وحی لکھ رہے ہیں انوار ربانی کا نزول ہے وحی کا زبردست اثر سلسلہ ہے ان کی زبان پر بکثرت وحی جاری ہو جاتی ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لکھواتے جاتے ہیں یہ کیا بات تھی قرآنی فصاحت قرآنی ادب کا زور قرآن کی طبعی ترکیب چیز تھی ایک جادو تھا جو سر چڑھ کر بول رہا ہے اور اس کی زبان پر وحی کے الفاظ جاری ہو جاتے ہیں قیامت تک احسن الخالقین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرماتے ہیں ہاں یہی الفاظ ہیں لکھو کتنا بڑا فضل تھا کتنی عظیم سعادت تھی اسے اسی وقت اس فضول شرف پر سجدہ میں گر پڑنا چاہیئے تھا کہ اس کے دل پر بھی اس کے کلام کا اثر ہو پڑا گیا اور اسرار ربانی نے اس کے ذہن کو بھی روشن و منور کر دیا۔

لیکن یہ بخیلی ملاحظہ کیجئے کہ اس کے دل میں احساس شکر و سپاس پیدا ہونے کے بجائے فوراً ہی یہ خیال گذرتا ہے کہ یہ کلام کا یہ ابدی نہیں انسانی کلام ہے میں نے ایک فقرہ کہا یہ پسند آگیا اور اسی کو وحی کی صورت دیکر قرآن میں لکھوا دیا شیطان سر وقت تاک ہی میں لگا رہتا ہے اس نے اسے ورغلایا موقعہ مغتنم سمجھا اگر یہ خیال کرتے ہی وہ استغفار پڑھ لیتا تو اتنا بڑا درجہ رسید کرتا کہ بچہ نہ تھا معاف کر دیا جاتا مگر نہیں وہ گمراہ ہوتا ہے اور بری طرح ہوتا ہے اس خیال نے اسے مرتد بنا دیا کون کہہ سکتا ہے کہ یہ جنت کے دروازہ پر نہیں بیٹھا تھا بیٹھا تھا اور یقیناً بیٹھا تھا مگر اس خیال کے دخل ہو جانے کی دیر تھی بعض لوگ سستی عمل کے باعث مرتد ہوئے اور بعض اس لئے کہ ان کی گندم نمائی نہ چلی لیکن اسے کوئی یہ بہی نذیہ تھا یہ مرتد ہوتا ہے تو اس خیال سے کہ نعوذ باللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فریب کار ہیں اور خود وحی گھڑ کے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں کیا ٹھوکر یہی لگی تو انتہائی اس کے سامنے حقائق پھیلے ہوئے تھے رسول کریم کی پوری زندگی اور صدق و دیانت کے واقعات تھے قرآن کریم کی نوعیت خاص تھی مگر شیطان نے اسے نہ سنبھلنے دیا اور وہ فوراً ہی مرتد ہو گیا۔

جبلہ بن ایہم ایک رومی و شامی امیر تھا اس کے قلب میں نور اسلام چمکا اور مسلمان ہو گیا اور جنت کے دروازہ پر پہنچا ایک روز طواف کعبہ کرتے ہوئے اس کے احرام کا ایک پلہ کسی اعرابی کے پاؤں تلے دب جاتا ہے یہ ایک ٹھیٹ رسید کردہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے حکم دیتے ہیں کہ اسی طرح تو بھی اپنے گال پر تھپڑ مار، اتنی سی بات اسے گوارا نہیں ہوتی راتوں رات بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور مرتد ہو جاتا ہے اور جنت کے دروازہ پر پہنچکر بھرے دھڑ دغ میں جا گرتا ہے۔

ابن زیابہ کو بھی ایسی ہی ٹھوکریں لگتی ہیں حسن بن صباح میں کیا کمی تھی کتنا بڑا منصب رکھتا تھا مگر جنت نصیب میں نہ تھی جانتا تھا کہ میں احادیث گھڑ رہا ہوں مگر قاری کے وقت بھی فخر کے طور پر کہا کہ دو پیش ایک لاکھ موضوع احادیث کو صحیح بنا کر ملک میں رواج دے چکا ہوں پکڑا دھاب کیا ہوتا ہے پھر بھی توبہ نہ کی۔ یہ ٹھوکریں کتنی خوفناک ٹھوکریں ہیں کہ اپنی مکاری اور دغا بازی کی صداقت کا یقین ہے اور پھر باز نہیں آتے۔

انعام الٰہی

اب مخالف صورتوں پر غور کیجئے ایک دفعہ رسول کریم نے لعاب جنت کا ذکر فرمایا ہے اور اسی سلسلہ میں اس فضل کا ذکر بھی کر جاتے ہیں جو خدائے قدوس ان پر نازل کرنے والا تھا یہ فرماتے ہیں کہ جنت میں انبیاء اللہ تعالیٰ کیا کیا احسان کریگا مجمع عام میں ایک شخص بتایا نہ کھڑا ہو جاتا ہے اور ایک دارفتگی و دالہیت کے رنگ میں کہتا ہے کہ یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ میں بھی ان نعمتوں میں شریک ہو جاؤں حضور نے تبارک و تعالیٰ کو اس کے مبارکہ پن کی یہ آواز پہنچا دی ہے آپ فرماتے ہیں کہ ہاں تم بھی شریک ہو گے۔ اس پر اور لوگ بھی کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہی دعا کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ جسے یہ حق حاصل ہو گیا فعل کرنے والوں کے لئے اب یہ وقعہ نہیں۔

ایک شخص کی نابیاں فرمایا ہیں اور نہ نمایاں عمل دو سروں میں لمبے لمبے شرف و سعادت کے بزرگ موجود تھے تاہم اول الذکر کی بتایا نہ ترتیب اصر تعالیٰ کو پسندگی کوئی مستبعد امر نہیں آخر دوسرے بھی تو سن رہے تھے انہوں نے کیوں اس نظر بے کا مزہ لیا وہ فضل مصلحت اندیش کو کیوں عاشقانہ بنایا پر غالب آنے دیا حدیث ذیل میں مولا کی بندہ نوازیوں کا ایک اور دلربا اور جان نوازی کا مذکرہ موجود ہے کہ ہر زد حشر بارگاہ ربانی میں وہ اپنے اعمالنامہ میں گناہوں کی کثرت دیکھکر سہم لیگا کہ اب میری نجات کا کوئی ذریعہ نہیں اس کے سامنے برابر بڑے چھوٹے گناہ پیش ہوتے رہیں گے اور وہ ہر بار شرمندگی کے ساتھ کہتا رہے گا بیشک میں نے یہ گناہ کئے اور آہ! کہ اب فضل ربی کے سوا سمجھے کوئی چیز نہیں بچا سکتی ایزد ذوالجلال کو اس کی یہ ادا پسند آجائیگی فرشتوں کو حکم دیا جائیگا کہ اس کے اعمالنامہ میں سے گناہوں کی نیکیاں لکھدو اس وقت یہ بندہ کہیگا کہ بار الٰہا میرے اور بھی تو گناہ ہیں انھیں بھی شمار کیا جائے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنا فرما کر ہنس دیئے اور فرمایا کہ باری تعالیٰ ہی ہنسیگا کہ میرے بندہ کو دیکھو کہ میری مغفرت پر کتنا دلیر ہو گیا ہے اور اپنے گناہ فوراً گنا رہا ہے۔

یہ کیا چہرے بظاہر بہت چھوٹی باتیں ہیں بہت معمولی عمل ہے مگر ان سب میں خدا پر سچا اخلاص اور سچی محبت جلوہ گر ہے۔ خبر ہے کہ شیوخ دت اور تصوف میں حضرت فضیل بن عیاض کا کتنا بڑا درجہ ہے آپ ڈاکو تھے اور بڑے جتھے کے ساتھ بڑے بڑے ڈاکے مارا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ ایک بڑے قافلہ کو لوٹ رہے تھے کہ ایک طرف سے الہم یأن للذین ان تخشع قلوبھم الا یۃ کی آواز آئی یعنی کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ بندوں کے قلوب اللہ کی خشیت اور ہراس سے لرزاں ہوں ایک تیر تھا جو آپ کے قلب پر پڑا۔ آگیا آگیا کہتے ہوئے والہانہ کھڑے ہو گئے محبت ربانی کی آگ کے شعلے قلب میں بھڑک اٹھے آنکھیں کھل گئیں قلب نہ ہو الوار الٰہی بن گیا اور شاہیر اولیائے کرام میں شامل ہو کر جنت و دغ سے ہی بے نیاز ہو گئے۔

حضرت حبیب عجمی نہایت فسق القلب سیہ خو تھے ایک گھر تین وقت کے فاقے سے تھا کہیں سے ایک سری مل گئی تھی وہ آپ کا قرض دار تھا آپ نیچ گئے بہت منت کی گئی کچھ اثر نہ ہوا اور سری اٹھا کر لے آئے راستہ میں جد ہر نکلتے تھے چھوٹے چھوٹے بچے کھیلتے ہوتے تھے وہ بھاگ جاتے تھے کہ حبیب سیہ خو آرہا ہے آپ کے قلب پر ایک ضرب پڑی دل کی دنیا بدل گئی اسی وقت توبہ کی اور سجدے میں گرے کہ الٰہی میری نافرمانی میں میری یہ حالت ہوگئی کہ کوچہ و برزن میں رسوا ہو گیا سب کچھ راہ خدا میں لٹا کر خدا ہی کے در پہ ہے پھر کیا تھا ایک قدم اٹھانے تو اس کی طرف سے سو قدم اٹھتے ہیں مقبول بارگاہ ہوئے اور ولی اللہ کہلائے۔

ایسی ایک نہیں لاکھوں مثالیں ہیں کہ بشر بھر کیسہ فریب میں مبتلا رہے گناہ کئے اور جب اس کی طرف رجوع کیا تو وہ سامنے تھا۔

محبت کی چنگاری

محبت الٰہی کی چنگاری جس قلب میں ہو اس پر دوزخ ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور آگ اسے نہیں جلا سکتی اور آگ میں جلا جائے تو وہ خود جنت بن جائے حضرت ابراہیم کو کلیمی اور شعلہ زن آگ میں ڈالے گئے تو دنیا نے کیا دیکھا کہ یہ انگارہ ایک لہلہاتا ہوا پھول تھا آگ آگ تھی جس میں آگ کی مجال کیا تھی جو حضرت ابراہیم کو جلا سکتی یہ تو وہ چنگاری ان کے قلب کے اندر محبت کی آگ اور اللہ کا نور روشن تھا مخلوق الٰہی کا طاقت تباہ یہ آگ بھلا کیا کر سکتی تھی، آفتاب کے مقابلے میں، مہتاب اور سیاروں کی روشنی کب ہستی ہے شمعیں اس کی شعاعوں کے سامنے کب اپنا دامن پھیلا سکتی ہیں انسان کبھی کبھی بشری کمزوریوں محبت کی خرابیوں اور تعلقات کی پستیوں کے باعث گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے لیکن جس کے دل میں اس کی محبت ہوتی ہے اور حقیقی محبت ہوتی ہے، گداز ہوتا ہے، درد ہوتا ہے تو ایک نہ ایک روز اس کا دل صاف اور آئینہ بنکر رہتا ہے۔

کبھی یہ محبت نظری ہوتی ہے اور ازل سے ساتھ آتی ہے کبھی کشتگان محبت کے تذکرے پڑھکر پیدا ہو جاتی ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس کی کرمی اور اس کی بندہ نوازیوں کی مثالیں اس کی محبت دل میں پیدا کر دیتی ہیں کبھی ادھر ادھر سے کوئی چنگاری اثر قلب سے چمٹ جاتی ہے کبھی کوئی حادثہ اور کوئی واقعہ دن کے ساتھ اس شدت سے ٹکراتا ہے کہ محبت کی آگ پیدا ہو جاتی ہے کبھی عشق مجازی درد پیدا کر دیتا ہے کبھی ایسی آیت قرآنی اور کسی بزرگ کے قول کی نسبت کا نور اندر سمجھکر یک بیک دل میں سوز پیدا کر دیتا ہے، کسی صاحب نسبت بزرگ کی صحبت اور کثرت عبادت سے بھی شعلہ بھڑک اٹھتا ہے اور کبھی اپنا شیخ کامل اپنے دل سے اٹھا کر ایک چنگاری اس کے دل میں رکھ دیتا ہے انبیائے کرام کی بعثت اور بیعت شیخ کا مقصد یہی ہوتا ہے کوئی صورت ہو کسی نیچ پر ہو کسی طرح پیدا شاہ محبت پیدا ہو ہونی چاہیئے اور گونہ تڑپ کے ساتھ ہونی چاہیئے پھر گویا اس کی اصلاح کا موقعہ ہے اور کچھ نہیں تو اسے توبہ ہی کی توفیق عطا ہو جائے گی عذاب مار ہی سے رہائی مل جائے گی اور اگر کہیں خاص کرم ہو گیا تو بیڑا پار ہے۔

انبیائے کرام کا مقصد اولین یہی رہا ہے کہ وہ بندوں کے قلب میں آقائے حقیقی کی محبت کا سوز پیدا کر میں محبت کیا ہے ایک لگاؤ ہے اگرچہ گناہ زیادہ ہیں مگر رب اکرم سے لگاؤ تو ہے یہ لگاؤ جتنا اگر اس کا اتنا ہی قوی ہو گا اور بندہ کو کھینچ کر کہیں سے کہیں پہنچا دیگا۔

وادی غیر ذی زرع کی لمعانی

حضرت بی بی ہاجرہ کو جب حضرت ابراہیم نے وادی غیر ذی زرع میں چھوڑا جہاں نہ کھانے کو دانہ نہ پینے کو پانی اور نہ دیکھنے کو انسان تھا تو آپ نے پوچھا اس بے آب و گیاہ میدان میں بچہ سمیت مجھے کیوں چھوڑے جاتے ہو، محبوب بیوی بار بار پوچھ رہی ہیں آپ کے منہ سے رقت و درد کے باعث کوئی بات نہیں نکلتی تو آپ سمجھ گئیں سوال کیا کہ کیا خدا کے حکم سے مجھے یہاں چھوڑے جاتے ہو آپ نے کہا ہاں! یہ الفاظ سنتے ہی اس نیک بی بی کا سارا اضطراب رفع ہو جاتا ہے اور یہ کہتی ہوئی واپس آجاتی ہیں اور پھر تو خدا انہیں ضایع نہ کریگا، آپ کے یہ یقین و ایقان حاصل تھا کہ جب مولا کا حکم یہی ہے کہ ہم ماں بچہ یہیں رہیں تو یہ ہمارے خورد و نوش کا بندوبست واہتمام بھی آپ ہی کرلے گا۔ محبت ہر ہاں کو ہوتی ہے اور وہ اپنے بچہ کے لئے قربانیاں بھی کرتی ہے مگر وہ حالات عام ہوتے ہیں مگر یہ مجبوری ہوتی ہے لیکن بی بی ہاجرہ جو کچھ کر رہی ہیں رضائے الٰہی کے لئے کر رہی ہیں اور مولا تک مقام پر اللہ کی رضا کا نام اللہ کا حکم سنکر راضی برضا ہو گئی تھیں۔

جب ایک بندی اسکی رضا اور اللہ کی محبت میں تنہا ایک بے آب و گیاہ میدان میں ٹھہر جاتی ہے تو کہیں اللہ کی غیرت یہ گوارا کر سکتی تھی کہ وہ اسے بھلائے نصرت کی آنکھ سے دیکھو میدان سوکھ کا میدان ایک بے آب و گیاہ میدان شباب کا زمانہ مکمن بچہ کا ساتھ دور دور تک نہ انسان نہ انسان کا نام و نشان راتدن بیس بیس کرنے کا خیال رفیق جاں ہی جارہا ہے نہ کوئی مدد ہے اور نہ معاون ہر ظاہر بین یقین یہی کہتا ہے کہ دونوں بچہ اور ماں کہیں فاقے کر کے اور تڑپ تڑپ کے مر جائینگے پھر ایک عورت دل کا کانپ اٹھنا ہی جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے مگر ہاجرہ تسلیم و رضا کا ایک پیکر ہے خدا کے حکم کے آگے سر جھکا دیتی ہے اور ہر مصیبت کے برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کو بی بی ہاجرہ کا یہ عمل اس درجہ پسند آتا ہے کہ وہ قیامت کے لئے صفا و مروہ کے مابین سعی کا حکم دیکر ان کی یاد گار قرار دیتا ہے۔

آج صفا و مروہ کے مابین یہ سلسلہ دوڑ جو جاری ہے وہ اسی نیک اور عظیم الشان بیوی کی یہی محبت کو یاد دلانے کے لئے ہوتی ہے۔

جنگ بدر کے موقع پر تلواریں چل رہی ہیں مسلمانوں کو فتح حاصل ہو چکی ہے کفار قریش کی جان شدید خطرہ میں ہے اتنے میں ایک مشرک عورت بیتابانہ آتی ہے اور اپنے بچہ کی تلاش شروع کر دیتی ہے کبھی لاشوں کو دیکھتی ہے اور کبھی زندہ بچوں کو حالانکہ اس وقت ہر ایک کو اپنی جان کا شدید خطرہ ہے لیکن اس بیاس وقت ماتا اور محبت نے دیوانگی کا عالم طاری کر رکھا ہے آخر اسے اپنا بچہ مل جاتا ہے اور یہ اسے اپنے سینے سے لگا لیتی ہے اسے کوئی خیال نہیں کہ اس کی قوم کے سپاہی جنگ میں بکثرت مارے گئے اور سرداران کی قتل ہو گیا اس نے اپنے بچے کو ساتھ لیا اور اطمینان سے ایک طرف جا کر بیٹھ گئی گویا دنیا مل گئی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کی نقل و حرکت بغور دیکھ رہے تھے آپ نے اس عورت کی طرف اشارہ کر کے صحابہ سے کہا کہ تم نے اس عورت کی بیتابی کو دیکھا اور یہ بھی مشاہدہ کیا کہ بچہ ملنے پر اسے کتنا اطمینان ہو گیا پھر فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی جب اس کا کھویا ہوا بندہ مل جاتا ہے تو اس سے بھی زیادہ مسرت ہوتی ہے اللہ کو اپنے بندوں سے ماں سے زیادہ محبت ہے یہ رسول کریم کا قول ہے افسوس ہے کہ بندے ہی بڑے ہیں بندوں ہی کو احساس نہیں دنیا میں ایسے کتنے انسان ہیں جنھیں خدائے قدوس سے بھی اتنی ہی محبت ہے جتنی ہونی چاہیئے یہ یقین ہو کہ خدا کو ان کی ماں سے زیادہ محبت ہے وہ ان کا بیڑہ اور اللہ کہکر چین پر جاتا ہے وہ اُنکی طلب

نہیں دیکھ سکتا اور جب تکلیف میں دیکھیگا تو ضرور ان کی مدد کرے گا اور وہ کبھی بھی ضائع نہ ہونے دیگا مصیبت تو یہی ہے کہ بندوں کو آقا کی بالکل پرواہ ہی نہیں اور بدولہ کیسی کچھ وہ اسے برابر ستاتے اور ناراض کرتے رہتے ہیں۔

بندہ نوازی کا مظاہرہ

حضرت بی بی ہاجرہ جس جگہ اور جس مقام پر تھیں اور جس حالت میں تھیں ان کا زندہ رہنا محال کیا بلکہ غیر ممکن تھا لیکن اس وقت کے لئے تو کوئی امر ناممکن نہیں کیونکر ہو سکتا تھا کہ بی بی ہاجرہ اس پر اور اس کی ذات پر اعتماد و یقین کر رہی ہوں اور وہ پھر ان کی مدد نہ کرے اور انھیں ضائع ہونے دے وہ پالی گئیں ان کی مدد فوراً کی گئی اور وہ کام کیا جو اکثر نبیوں کے ساتھ بھی نہ کیا گیا واضح رہے کہ اس وقت حضرت اسمٰعیل نبی بھی تھے مگر ابھی تک بچے ہی تو بعد میں ہوئے ہیں۔ ان کی ماں نے یقین، اعتماد اور تسلیم و رضا کا جب ایک پہاڑ سامنے لا کر کھڑا کر دیا خود سمجھ سکتی ہیں کہ کیا کیا غیرت الٰہی جوش میں آئی اور اس دیوانہ پن زمین سے ایک چشمہ پھوٹ پڑا۔

ممکن نہیں کہ کوئی اللہ سے محبت کرے اور نہ اس سے محبت نہ کرے پھر جس سے وہ محبت کرے اُسے کون گزند پہنچا سکتا ہے زمین و آسمان اس کے مطیع و فرماں بردار ہو جاتے ہیں ولیائے کرام عناصر روحانی مہتے ہیں اسی لئے ان پر انوار الٰہیہ کا بھی نزول ہوتا ہے اور موجودات عالم بھی ان کے فرمانبردار رہتے ہیں جو اس کا ہو جاتا ہے اس کا ہو گیا ہمیں ہر سال فریضہ حج کے سلسلہ میں صفا و مروہ پر یہی سبق دیا اور یہی بتایا جاتا ہے کہ جو امر سے محبت کرے گا اس پر اعتماد کرے گا اور اس سے محبت کرے گا اُسے ضائع نہ ہونے دیگا اور اس کے لئے اس کی رحمت کاملہ خشک میدانوں میں زمین سے پانی کے فوارے جاری کر دیتی ہے جو یہ سمجھتے ہیں اور وہاں سے محبت یقین اور اعتماد علی الحق کا سبق لیکر آتے ہوں افسوس کہ اب تو عمل باقی ہے اور روح فنا ہو چکی ہے۔

تزکیہ نفس

اسلامی عبادات رسمیات و روحانیات کا مجموعہ ہیں مگر جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے روحانیت فنا ہوتی جاتی ہے حالانکہ اصل یہی ہے جس عبادت میں روحانیت نہیں وہ ایک جسد بے روح ہے۔ رسمیات جوں کی توں باقی ہیں اور انھیں کی ادائگی کمال عبادت سمجھا جاتا ہے۔ حج ہی رسم رہ گئی اور روحانیت فنا ہو گئی۔ یہی صورت ہمارے روزہ نماز اور ہر عمل کی ہے اسلام کا مقصد تو یہ تھا کہ آقا اور بندہ کے تعلقات قائم کر رہے ہیں اور بندہ اپنے آقا کی یاد سلیک لمحہ اور ایک ثانیہ کے لئے غافل نہ ہو جب بندوں کا خیال ہر وقت اپنے آقا کی طرف رہتا ہے تو بتدریج ان میں ایک علو ایک پاکیزگی اور ایک بلندی پیدا ہو جاتی ہے یہ علو اور پاکیزگی ان کے قلب کو اپنے رنگ میں رنگ دیتی ہے جہاں قلب صاف ہوا ان میں انوار الٰہی متعکس ہونے شروع ہوئے جیسے جیسے صفائی اور استعداد بڑھتی جاتی ہے ویسے ہی انوار الٰہی کی لمعانیاں بڑھتی رہتی ہیں اور ملکوتیت پیدا ہو جاتی ہے یہ لمعانیاں اور یہ پاکیزگیاں روحانیت کی ابتدا ہوتی ہے ہم سے یہ چھا جائے تو ہم یہی کہیں گے کہ اصل روح یہی ہے نہیں اگر سر و رشتہ کے سمندر اسنڈتے ہیں نہیں محبت و شیفتگی کے جوہر کھلتے ہیں نہیں لطف و لذت کی نسیم روح پرور چلتی ہے اور نہیں سے انسان اوپر اٹھتا اور تقرب الٰہی کا شرف نصیب ہوتا ہے۔

عام مسلمانوں کے لئے یہ غلط دسعادت کہاں۔ لیکن آنا تو ہونا ہی چاہیئے کہ ان میں خشیت الٰہی پیدا ہو جائے اور عبادت ربانی میں انھیں لذت آنے لگے یہ اسی صورت میں ہوتا ہے جب مسلمان اپنے سینوں کو آلائش نفسانی سے پاک رکھیں لباس جسم کی پاکیزگی کا تو بڑا اہتمام کیا جاتا ہے ۔ مگر باطنی اور قلبی پاکیزگی کی طرف کسی کی توجہ نہیں۔ جھوٹ، فریب، حسد، ریا، غرور، تکبر، نخوت، خیانت اندرونی غلاظتیں ہیں ان سے قلب پر زنگ آجاتا ہے اور ایسا ہی بڑھتی جاتی ہے کہ شیشہ اسی قلب میں پیدا ہوگی عبادت میں ذوق اسی کو حاصل ہوگا محبت الٰہی اسی کو نصیب ہوگی جس کا باطن پاک ہو، زبان و دل اور جوارح مطہی سے پاک رہیں لوگ محض اٹھنے بیٹھنے کا نام نماز سمجھے ہوئے ہیں ورنہ یہ بہت بڑی چیز ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ باطنی غلاظتوں سے بھی اپنے قلب کو پاک کریں تاکہ ان میں محبت الٰہی پیدا ہو اور انھیں عبادت میں لطف آئے۔

کیا آپکو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے واقف نہ ہوں آیئے نماز کے فرائض و واجبات و سنن و نفل نہیں بلکہ یہ معلوم ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کیلئے صرف چار پیسے خرچ ہونگے فائدہ ہوگا جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے قریب قریب تمام مسائل لکھدیئے ہیں تاکہ دوسرے رکنوں سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھیے کہ اصدق الصلوٰۃ کی نمازیں کیسی ہوتی تھیں سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کی برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب ضرور تو کو ضرور پڑھائیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۶

یہ سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائی تو جلد اور جلد کی قیمت نہیں لی جائیگی۔ قیمت پانچوں کتابیں مجلد ایک روپیہ (عہ)

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ **مینیجر حمیدیہ پریس دہلی**

مُسلِم اوّل

از جناب چوہدری غلام احمد صاحب
پروفیسر جموں کو پارٹیشن (سرشمہ)

دنیا کے بڑے بڑے مذاہب میں جسے دیکھئے کوئی نہ کوئی اپنے بانی کے نام سے منسوب ہے جیسے بدھ مت عیسائیت وغیرہ اور کوئی اس قوم کے نام سے معروف جس قوم کی طرف وہ داعی مذہب مبعوث ہوئے مثلاً ہندو مت یہودیت وغیرہ لیکن اس کلیہ میں اگر کہیں استثناء نظر آئے گا تو دنیا کے سب سے بڑے مذہب اسلام میں یہ نہ تو اپنے داعی (صلعم) کے نام سے منسوب ہے اور نہ اس قوم کے نام سے معلوم جس میں اس داعی الی الحق کی بعثت ہوئی ہی وجہ تھی کہ جب یورپ اسلام کے نام سے آشنا ہوا تو وہ اس حقیقت کو بادی النظر کر سکا کہ مذہب اپنے نام کے بغیر بھی مکمل سے بہرہ آسکتا ہے اور دنیا میں اس کا چلن اس طریق سے بھی ممکن ہے۔ لہٰذا دیدہ دلیری اس سنت قدیمہ اور گمبھیر اپنی ذہنی افلاس کی بنا پر اس نے اسلام کا نام محمدیت اور اس کے متبعین کا نام محمدی رکھ دیا۔ یورپ تو خیر ناواقف تھا لیکن حیرت کا مقام ہے کہ ہمارے بعض مسلمان روشن خیال حضرات نے بھی بلا اتباع یورپ اسلام اور مسلم کو یورپ کے وضع کردہ ناموں سے بکثرت شروع کر دیا اور آج بلا تکلف محمدیت اور محمدی کے الفاظ سننے میں آرہے ہیں حالانکہ داعی اسلام صلعم کی بے غرض عبودیت للہ الصمد کے ثبوت میں منجملہ دیگر دلائل و براہین کے ایک یہ بھی تھا کہ انہوں نے کبھی اس عظیم الشان دعوت میں نام کی شہرت تک کے لئے بھی دخل نہیں۔

اب قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ نام بھی داعی اسلام کا وضع فرمودہ نہیں تو بالآخر اتنے بڑے جلیل المرتبت مذہب کا نام اسلام کس نے رکھا اور اس کے پیروؤں کو مسلم کے لقب سے کس نے یاد فرمایا اور عالم دنیائے مذہب کے قاعدے کے خلاف ایسا کیوں کیا گیا؟ قرآن کریم نے اس سوال کا جواب بڑی شرح و بسط سے دیا ہے اور مختلف گوشوں اور متنوع عنوانوں سے اس پر روشنی ڈالی ہے قرآن نے اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے کہ اسلام کسی انسان کا وضع کردہ مذہب نہیں ہے ایک صداقت ہے اور دنیا میں اس وقت سے موجود ہے جب سے حق سے کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں صداقت ہے مختلف زمانوں میں مختلف اقوام و ملل عالم میں اس صداقت مبین کے داعی حسب ضرورت منجانب اللہ مبعوث ہوتے رہے لیکن ان کی بنائی ہوئی عمارتیں یکے بعد دیگرے انسانی سرکشی و تمرد کے سیلاب میں ہستی چلی گئیں ان حقیقتوں پر انسانی تعریفات کے بردے ڈالے گئے اور اس طرح سے اس صداقت کا حسن اصلی دنیا کی نگاہوں سے ستور ہوتا چلا گیا حتیٰ کہ جب اس رب العالمین کو منظور ہوا تو اسی شباب وحدت کو قرآنی آئینوں میں بھر کر انہیں سنا کر دوبارہ اثرات زمانے کے تغیرات سے محفوظ و مصئون رہے۔ اور خود اس کے تحفظ کا بھی ذمہ لے لیا۔ نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون قرآن نے دنیا میں آکر اگرچہ کوئی نئی عمارت نہیں قائم کی لیکن آسمانی آثار قدیمہ کے کھنڈرات میں سے خشت و سنگ کو یکجا کر کے اسی اصلی عمارت کو اس درجہ مکمل و مستحکم کر دیا کہ حوادث ارضی کے متنوع تھپیڑے آکر بھی نہ اس کی بنیادیں ہلا سکے اور نہ کھوکھلا کر سکے اور اس نے صاف صاف اعلان کر دیا کہ میں جب سابقہ ادیان گذشتہ کی تکذیب کے لئے بلکہ اس کی اصل تعلیم کی تصدیق کے لئے آیا ہوں جو اس وقت تلاش سے بھی دنیا کو کہیں نہیں مل سکتی تھی اس لئے تمام ادیان سابقہ اور امم گذشتہ پر احسان عظیم کیا کہ ان کی کھوئی ہوئی دولت گرانمایہ کو جس کے متعلق انھیں علم تک بھی نہ تھا کہ کہاں سے کہاں اڑی اور کہاں کہاں فہیری ایک محفوظ خزانہ میں بند کر کے ان کے حوالے کر دیا اور اس آثار صداقت اس دعوت حقانیت کا نام بھی کوئی نہ دیا کہ یہ گوں کو مغالطہ نہ لگ جائے بلکہ نام بھی نہ رہنے دیا جو ادیان حقہ کے میراث اعلیٰ نے تجویز فرمایا تھا اسلام جیسا کہ عرض کیا گیا ہے ایک صداقت ازلی ہے لیکن سب سے پہلے اس صداقت مبین کو ایک شریعت الہیہ کی شکل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پیش کیا تھا اور اس پر ایمان لانے والوں کا نام مسلم بھی انھیں کا تجویز کردہ ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ دین کوئی نصبی دین نہیں بلکہ ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سمکم المسلمین یعنی توحید کے اولین داعی جناب ابراہیم کی ملت ہے جنہوں نے تمہارا نام مسلمان رکھا نام ہی نہیں بلکہ اس دین مبین کی حقیقت بھی ابھی بیان فرمائی کہ:-

قل انني هداني ربي الى صراط مستقيم دينا قيما ملة ابراهيم حنيفا وما كان من المشركين۔	اے رسول عربی کہدیجئے کہ میرے رب نے ایک صراط مستقیم کی طرف میری رہنمائی کی ہے یہی دین حق ہے قیم ہے ابراہیم حنیف کی ملت اور ابراہیم مشرکین میں سے نہ تھے

گویا اسلام بمعنی دین قیم حضرت ابراہیم کی ملت ہے جو اسلام کے لحاظ اول اور موحدین کے میراث اعلیٰ ہیں۔

لہ مشہور مستشرق ڈاکٹر ٹامل نے اپنی کتاب "جامع الاسلام" میں قرآن کریم پر ایک بہت بڑا الزام یہ بھی عائد کیا ہے کہ اس کی تعلیم و عبادت کا ماخذ تعلیم ابراہیم ہے (قدیمی مناسک حجادات میں بھی قرآنی تعلیم انہی کی متبع ہے اور اس سے نتیجہ یہ مستنبط کرتا ہے کہ تعلیم قرآنی کا سرچشمہ ہدایت علم الٰہی و وحی ربانی نہیں بلکہ یہ محض شرائع سابقہ کی نقل چینی ہے یہ کتاب اور اس کے پیرؤں کی بہاقت و سعادت متعہد سر ولیم میور کے نزدیک کس قدر بہتم بالشان ہیں کہ انہوں نے بڑے زور کے ساتھ لکھا ہے کہ اس کتاب کا ترجمہ خاتمہ اس شرح میں ہونا چاہیئے تاکہ مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں ماخذ اسلام کو بے نقاب دیکھ لیں گویا سر ولیم میور کے نزدیک ڈاکٹر صاحب کی ریسرچ و تحقیق اس قدر بلند پایہ ہے کہ اس خفیف کی بردہ کشائی کے بعد تمام قرآنی دعاوی کی عمارت خاک میں مل کر رہ جائے گی۔ مصنف۔ ترجمہ کتاب اور ان کی دعاوی کے متعلق تو کچھ کہنا ہی بیکار ہے کیونکہ ان کا تو یہ مشن ہی ٹھیرا کہ عوام کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھائیں۔

لیکن ہم اپنے ان نادان مسلمان روشن خیال حضرات سے جو مستشرقین یورپ کے ہر ایک قول کو وحی منزل سے بھی زیادہ واجب التسلیم سمجھتے ہیں اتنا عرض ضرور کریں گے کہ وہ علماء یورپ کی اس درجہ قرآن فہمی کی ذرا داد دیں کہ جس چیز کو قرآن نے اپنی دعوت کا بنیادی اصول قرار دیا ہے وہ اسی چیز کو بڑے دور دراز گوشوں سے جا کر تلاش کر کے لاتے ہیں اور اسے اس قدر بڑے الزام کی صورت میں پیش کرتے ہیں کہ گویا مسلمانوں سے اس کا جواب بن آئیگا اور ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ بہ تحقیق ہر مسلمان کے گمان تک بھی پہنچا دی جائے۔

ہمدرد بھی میں مہرباں کیسے کیسے (ربر وفیر)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم کو کس خصوصیات کے حامل تھے کہ انھیں قرآن کریم نے پرستش وعبادت خدائے واحد کے اولین داعی کی حیثیت سے پیش کیا ہے ان کے تجویز فرمودہ نام سے اس دین حنفہ کو یاد کیا ہے جو نظر نہ لسٹ عالم میں قانون فطرت کی طرح جاری ہے اور اس نام سے امت کو موسوم کیا ہے جس کے متعلق خود اس کا ارشاد ہے کہ :-

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس — تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کیلئے ظاہر کیا گیا ہے

جس کے فرائض میں یہ چیز داخل کر دی ہے کہ :-

تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر — تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو۔

اور جنہیں امت وسطاء قرار دیکر تمام انسانوں پر گواہ ٹھہرایا ہے۔

قرآن حکیم میں ایک بڑا حصہ انبیاء سابقین کے قصص واعمال اور امم گذشتہ کے سوانح واحوال کا ہے لیکن یہ قصے اور کہانیاں ایک افسانہ کی طرح بیان نہیں کی گئیں ہیں کہ دفع الوقتی کے کام آئیں کفار نے قرآن پر جب یہ اعتراض کیا کہ

ان ھذا الا اساطیر الاولین (کہ یہ تو بس اگلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں تو قرآن نے فوراً جواب دیا کہ یہ قصے محض افسانے نہیں بلکہ بصائر وحکم ھذا بصائر للناس اور عبرت وموعظت بذکرہ کا مرقع ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں عہد عتیق کے قصص وحکایات کی طرح کوئی قصہ شروع سے آخر تک بطور کہانی کے بیان نہیں ہوا بلکہ اس کا عام انداز بیان یہ ہے کہ وہ پہلے ایک خاص تعلیم پیش کرتا ہے اور پھر اس تعلیم صداقت کے ثبوت میں امم سابقہ اور انبیاء گذشتہ کے حالات وواقعات سے ایک خطابی استدلال کرتا ہے تاکہ تعلیم اور اس کے نتائج بیک وقت سامنے آجائیں چنانچہ ان قصص وحالات کے مختلف ٹکڑے حسب موقع مختلف مقامات پر مذکور ہیں گے انہی واقعات میں حضرت ابراہیم کے کوائف حیات منتشر موتیوں کی طرح جا بجا بکھرے پڑے ہیں لیکن اس افراط سے کہ انھیں اگر ایک سلسلہ میں دیکھا جائے تو حضور علیہ السلام کی حیات مقدسہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑ جاتی ہے اور یہ اس لئے کہ تمام قرآن میں آنحضرت کے لئے کسی کی زندگی اس درجہ اپنا عمل بطور نمونے کے پیش نہیں کی گئی ہیں اور ان کے اتباع کی دعوت دی ہے تو وہ صرف دو نمونے ہیں خود شریعت اسلامیہ کے داعی کریم کی صلعم کی نسبت فرمایا :-

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ — بیشک تمہارے رسول اللہ صلعم کی زندگی (مبارک) میں بہترین اتباع کیلئے ایک بہترین نمونہ ہے۔

اور پھر ملت حنیفی کے داعی اول کے لئے ارشاد ہوا :-

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ — بیشک تمہارے لئے بہترین نمونہ حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کے اعمال حیات میں ہے۔

یہ بات یقیناً غور طلب ہے کہ تمام قرآن میں بیسیوں انبیائے سابقین کے کوائف حیات بیان کئے گئے ہیں لیکن اتباع کے لئے کسی کی تمام زندگی کو نمونہ بنانے کے پیش نہیں کیا گیا الا حضرت ابراہیم اور ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ بتائی ہے کہ :-

اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العلمین۔ — جب حضرت ابراہیم سے ان کے رب نے کہا کہ مسلم (فرمانبردار) بن جاؤ تو انہوں نے کہا کہ میں تمام جہانوں کے پروردگار کا فرمانبردار بن گیا۔

اس سے ظاہر ہے کہ اسلام کے پہلے داعی کی زندگی تمام تر پیکر اسلام تھی اور ان کا ہر عمل حیات اپنے اندر حقیقت اسلام کا ایک عملی نمونہ رکھتا تھا اس لئے اسلام کے صحیح معنے ہی اسوۂ ابراہیمی میں ڈھالے گئے۔

اسلام کا مادہ لفظ سلم ہے جو مختلف اشکال میں آکر مختلف معانی پیدا کرتا ہے لیکن لغت میں سلم کے معنی اطاعت گردن جھکانے اور کسی چیز کے سونپ دینے کے ہیں اور قرآن کریم میں ان معانی کے شواہد بکثرت ہیں لہذا سب سے نمایاں یہی حقیقت اسلام ہوئی جو حضرت ابراہیم کی زندگی پر طاری ہوگی لیکن اس آخری نتیجہ پر پہنچنے کے لئے حضور سلیم کی حیات مقدسہ کا شروع سے مطالعہ کرنا ضروری ہے تاکہ وہ سلسلہ اول جن منازل کو طے کر کے اس مقام تسلیم ورضا تک پہنچا وہ تمام سامنے آجائیں اور استنباط نتائج میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔

آج سے تقریباً پانچ ہزار تین سو برس پیشتر سرزمین عراق میں ایک جابر ومتمدن قوم حکمران تھی جو اس زمانہ کے تمدن وعاشرت کی مالک تھی مادی ترقی کے نشے نے انھیں خدا سے بھلا رکھا تھا اور بندگان خدا کے ساتھ ظالمانہ استبداد کے تمام سلوک روا رکھے جاتے تھے بادشاہ وقت بطور دیوتاؤں کے پوجا جاتا تھا اجرام سماوی مثل چاند سورج اور ستاروں کی پرستش ہوتی تھی اور یہی نہیں بلکہ مٹی اور پتھر کی مورتیوں کے سامنے یہ سر جھک رہے تھے جو تاج خلافت دنیا بت آلہی سے مزین ہونے کے لئے بنے تھے جب قدرت کا ملہ کی یہ تاریکی ظلمت سالمی منظور ہوئی تو اسی قوم کے اندر اسی مرکز جہالت وظلمت سے ایک عظیم الشان ضیا نشاں کو ظہور دنیا کے لئے پیام توحید کا مرکز بھی اور مہبط بھی ہوا جس کی نور بیمین کی ضیا پاشیوں نے ظلمت وضلالت کے پردوں کو چاک چاک کر دیا اور جس نے ستارہ پرست قوم کو آسمانوں اور زمینوں کے خدا سے روشناس کرایا یہ بزرگ وبرتر ہستی حضرت ابراہیم کے نام نامی سے منعکہ شہود پر جلوہ گر ہوئی۔

انہوں نے جب آنکھ کھولی تو اپنے گرد وپیش بت پرستی کے مناظر دیکھے خود اپنے گھر کے اندر بتوں کے قالب موجود پائے جب وہ کوٹھا یا کے بازاروں میں جاتے تو لوگوں کو بتوں کے سامنے سربسجود دیکھتے جب خدا کی کھلی فضا میں نکلتے تو یہی سراجرام سماوی کے سامنے جھکے ہوئے ملتے انہوں نے اس ماحول میں پرورش پائی لیکن عامۃ الناس اور ایک نبی میں یہی فرق ہے۔ انسان بقول ایک مشہور مصنف انگریز کے گرد وپیش واقعات کا مرقع ہوتا ہے وہ وہی کچھ کرنے لگ جاتا ہے جو کچھ دیکھتا ہے لیکن نبی اپنے ماحول کے اثرات سے یکسر غیر متاثر رہتا ہے اور اس وقت جبکہ اس کے سامنے کوئی مثال موجود نہیں ہوتی نہ بغیر کسی انسانی ذرائع کے ایک ان سنے نغمے کی لے سے مست ہوتا ہے جو اندر ہی اندر اسے ایک اندیکھے خدائے قدوس کی طرف کھینچتی رہتی ہے اور وہ تمام گرد وپیش کی ان چیزوں سے منہ موڑ کر جنہیں آنکھوں سے دیکھتا کانوں سے سنی جاتی ہیں اس ایک مجبوب حقیقی کی طرف رجوع کر لیتا ہے جسے اس وقت اس کے سوا اور کوئی آنکھ دیکھنے والی نہیں ہوتی یہی وہ ملکہ نبوت ہے جو جملہ ملکات اکتسابیہ سے بالکل جداگانہ ہے اور یہ اس وقف وہبی طور پر عطا ہوتا ہے جبکہ "اہل الکتاب" کے ہاں اس کے تصور کا بھی کوئی ذریعہ نہیں ہوتا۔

ولقد اتینا ابراھیم رشدہ من قبل وکنا بہ عالمین۔ — ابراہیم کو ہم نے ابتدائے عمر سے ہی فہم سلیم عطا فرمائی تھی اور ہم اس سے اچھی طرح واقف تھے۔

ہر چند کہ اکثر پرست قوم کا مجمع گرد پیش تھا لیکن ستاروں کی نظر فریبی چاند کا حسن و جمال اور سورج کی عظمت و شوکت ان کے قلب سلیم کو مرعوب نہ کر سکی اور اسی وہبی رشد و ہدایت کی آواز نے برملا کہہ دیا کہ انی لا احب الآفلین میں غروب ہو جانے والی ہستیوں کو دوست نہیں رکھتا یعنی وہ اجرام فلکی جو اپنے وجود و عدم طلوع و غروب اور ضیاء و ظلمت پر خود قادر نہیں بلکہ کسی اور نظام کے ماتحت سرگرداں پھر رہے ہیں وہ خدا نہیں ہو سکتے ان باطل معبودوں کے بجائے اس ہستی مطلق کی طرف رجوع کیوں نہ کیا جائے جس کی مشیت اور ارادے کے ماتحت یہ تمام سلسلہ کائنات اپنے وظائف حیات میں مصروف اطاعت ہے۔

انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفا و ما کان من المشرکین

میں ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اس ذات کی طرف پھرتا ہوں جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

وکذلک نری ابراهیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین۔

اس طرح ہم نے ابراہیم کو زمین و آسمان کا انتظام دکھا دیا تاکہ وہ انھیں ہماری قدرت کی نشانیاں سمجھ کر کامل یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے

ایمان و ایقان کے ان مراحل کے بعد دعوت الی اللہ اور امر بالمعروف کا فریضہ عائد ہوا اور حکم ہوا کہ اس کی ابتدا اپنے ہی گھر کی جائے چنانچہ سب سے پہلے اپنے باپ کو بت پرستی کے خلاف وعظ فرمایا سورۂ مریم میں مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یا ابت! آپ ان پتھر کے ٹکڑوں کی کیا پرستش کرتے ہیں جو نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ آپ کو نفع پہنچانے پر قادر ہیں۔ اے میرے باپ! مجھے بصارت و حکم کا ڈھونڈھا گیا ہے کہ آپ کو اس کا کچھ علم نہیں اگر منزل مقصود پر پہنچنا ہے تو میرے تعاقب قدم پر چلئے اے باپ شیطان کی پرستش نہ کیجئے کہ شیطان تو درگاہ ایزدی کا مبتکار اور سرکش ہے اے باپ مجھے خوف ہے کہ آپ لوگوں کی اس سرکشی اور اعراض عن الحق کی وجہ سے آپ پر خدا کی عذاب نہ آجائے اس لئے اس خدا کی طرف رجوع کیجئے۔

لیکن حق و صداقت کی آواز سے ہمیشہ منہ موڑا گیا ہے ان کے باپ نے ان کی ایک نہ سنی بلکہ الٹا ان کو دھمکایا کہ اگر وہ ان کے معبودان باطل کے خلاف کچھ کہیں گے تو سخت سزا دی جائے گی۔

یہ واعظ حقانیت معلم صداقت کی آواز سے ہمیشہ منہ موڑا گیا ہے ان کے باپ نے بھی ایک نہ سنی بلکہ الٹا ان کو دھمکایا کہ اگر وہ ان کے معبودان باطل کے خلاف کچھ کہیں گے تو سخت سزا دی جائے گی۔

یہ واعظ حقانیت معلم صداقت اپنی آواز ان تک پہنچا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے مانا نہ ماننا ان کا کام تھا۔ اب اس کے بعد دعوت عام کا وقت آگیا اور صعوبات تبلیغ کی برداشت و ادی شروع ہو گئی جس میں سے ہر داعی الی اللہ کو گذرنا پڑتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں شجاعت قلب جرأت لسان اور قوت بازو کی آزمائش ہوتی ہے۔ پہلی منزل میں اگر اعزا و احباب کی مودت و محبت کے خلاف جہاد ہوتا ہے تو اس دوسری منزل میں جملہ ماسوی اللہ سے قطع علائق اور جان و مال کی قربانی کا سوال درپیش ہوتا ہے اسے اس راہ میں نہایت سنگلاخ منازل سے گذرنا ہوگا جسکا سے مشکل امتحان دینے ہوں گے اور قدم قدم پر ہمت و حوصلہ کی آزمائش ہوگی یہ وہی راہ ہے کہ جس میں

صد منزل ست و منزل اوّل قیامت است

ایسی سرکش و متمرد قوم کے معبودوں کے خلاف لب کشائی کرنا کچھ آسان کام نہ تھا لیکن جو پہلے ہی سر بکف میدان میں آئے اسے خوف کس بات کا۔ کہا اور برملا کہہ کہا اور علانیہ کہا۔ چنانچہ سورہ انبیاء میں نہایت دلکش پیرایہ میں اس واقعہ کو بیان کیا گیا ہے جو ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔

اذ قال لابیه وقومه ما هذه التماثیل التی انتم لها عاکفون

جب انھوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ کیا پتھر کی مورتیں ہیں جن کی پرستش پر تم جمے بیٹھے ہو۔ انھوں نے کہا کہ ہم اپنے بڑوں کو ان کی پرستش کرتے دیکھتے چلے آئے ہیں اس کے سوا تو ہم کچھ جانتے نہیں آپ نے کہا یقیناً تم اور تمہارے بڑے بڑے کھلی ہوئی گمراہی میں پڑے رہے یہ سن کر انہوں نے کہا کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو کیا سچ مچ کہتے ہو یا یوں ہی دل لگی کر رہے ہو آپ نے فرمایا کہ بھلا اس میں دل لگی کی کونسی بات ہے یہ تو امر حقیقت ہے کہ تمہارا پروردگار صرف وہی ذات ہے جس نے زمینوں اور بلندیوں سے سب کو پیدا کیا اور میں حق و یقین سے اس کی شہادت دیتا ہوں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں قسم کھاتا ہوں معبودوں کے ساتھ تمہارے جانے کے بعد ایک چال چلوں گا دیکھوں تو بھلا یہ اپنی حفاظت کس طرح کر سکتے ہیں،

چنانچہ حضرت ابراہیمؑ ان کے تہخانہ میں گئے اور بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور سب سے بڑے پتھر صنمکدہ کو چھوڑ دیا کہ وہ لوگ شاید اس کی طرف رجوع کریں جب ان لوگوں نے واپس آکر یہ ماجرا دیکھا تو کہنے لگے کہ ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا جس نے ایسا کیا ہے یقیناً اس نے اپنے آپ پر سخت ظلم کیا ہے اس پر بعضوں نے کہا کہ وہ جوان ہے جسے ابراہیم کہتے ہیں وہ ان بتوں کا ذکر برا بھلا کہتا ہے موسیٰ کی کارروائی معلوم ہوتی ہے دراں حالیکہ وہ سخت برہم ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اس نوجوان کو گرفتار کر لیا جائے سب کے سامنے امر واقعہ کی تحقیق ہو جائے اور یہ لوگ گواہ رہیں چنانچہ لوگ حضرت ابراہیم کو لیکر آئے اور انہوں نے پوچھا کہ اے ابراہیم تم نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ گستاخی تم نے کی ہے آپ نے الزاماً فرمایا کہ اس بڑے بت نے یہ کچھ کیا ہوگا بھلا ان سے یہ ہو تو سہی اگر یہ جواب دے سکتے ہیں یہ جواب سنکر وہ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے اور کہنے لگے تم ہی کہنے کہ تم ہی بر سر ناحق ہو لیکن گمراہی اور ہٹ دھرمی کا رنگ اتنی جلدی اثر نہیں کر سکتا تھا۔ لہٰذا حضرت ابراہیمؑ سے کہنے لگے کہ واہ یہ تم نے کیا بات کہی تم تو خود جانتے ہو کہ یہ بات نہیں کر سکتے اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ کیا تو وہی عقل ہے کہ جو جانتے بوجھتے ہوئے اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہو جو خود ہی مجبور محض ہیں جو نہ کچھ نفع نقصان پہنچا سکیں تف ہے تمہاری عقلوں پر اور ان چیزوں پر جنھیں تم معبود بنائے بیٹھے ہو کیا تم اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے؟

حق و صداقت کی اس باطل شکن آواز کے سامنے جب کچھ بن نہ پڑا تو اپنے ان اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے جو ہر باطل پرست کا آخری حربہ ہوتا ہے جسے اپنی باطل قوتوں کے استیلا پر بھروسہ ہوتا ہے انہوں نے کہہ دیا کہ اگر یہ اپنے اس وعظ سے باز نہیں آتا تو ایسے شخص کو آگ میں ڈال کر جلا دو اور اس طرح اپنے معبودوں کا بول بالا کر دو۔

اللہ اللہ وہ بھی کس قدر جبار و نامرحلہ تھا سامنے آگ کی شعلہ سامانیاں آماجگاہ دکھائی دے رہی ہیں یقین ہو چکا کہ اگر اپنی بات پر جما رہا تو آگ میں جھونک دیا جائیگا

لیکن شجاعت قلب ہو کہ نیرو پر دل نہیں پڑنے دیتی صداقت و خلوص سے زبان نہیں رکتی جبر و استقلال کے قدم میں ذرا لغزش نہیں آنے دیتا ایمان و ایقان کا غلبہ ہو کہ خوف و ہراس کو پاس نہیں پھٹکنے دیتا اور ایمان و ایقان ہے کہ اس غلبہ و استیلا کو تمام عشیرت سے زیادہ وقعت نہیں دیتا۔ وہ وقت ہے کہ جب دل و دماغ کی باہمی جنگ شروع ہو جایا کرتی ہے اور اس کشمکش میں کہ ؎

کھنچے ہے جسے کعبہ تو درد کے ہے تیچے دیر

بڑے بڑے صاحب ہمت منطقی توجہات کی قوت فریبی میں آکر بارگاہ عشق سے ہمیشہ کے لئے رائدے جاتے ہیں لیکن اس پیکر جبودیت و کشتہ محبت یعنے خلیل اکبر کا مقام اس سے بہت بلند: بالا تھا وہ خراماں خراماں بڑھا آگ کے جوش کو دیکھ کر متبسم ہوا اور

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

یہ تو ایک آزمائش اور امتحان کے لئے نیچہ پیش کر کے دکھانا تھا ورنہ کس کا بس اور کس کا بوتا جلانا رحمت الٰہی جوش میں آئی اور سحاب کرم کے ایک چھینٹے نے کلدانیوں کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراھیم ٹھنڈی اور سلامتی والی ٹھنڈی رکہ کہیں سرد نہ ہو جائے۔

لیکن ابھی سلم کا خطاب نہیں عطا ہوا اس کے لئے ابھی اور منازل باقی ہیں۔ استقلال و تحمل کے علاوہ ایک داعی الی الحق کے لئے اس خصوصیت کا ہونا بھی نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنی دعوت کو نہایت موثر اور دلنشین پیرایہ میں بیان کرے اس کا انداز مخاطب ایک مناظرانہ بحث و جدل نہیں بلکہ ناظر نہ رشادانہ ہدایت کا پہلو لئے ہوئے ہوتا ہے اس کی بات اگرچہ اپنے سیدھے سادے فطری اصول کے مطابق سچی ہوتی ہے لیکن ایسی تاثیر میں ڈوبی ہوئی کہ تیر نشانہ پر جا کر لگے اس لئے کہ اس کا مقصد اس کا منشا اسکات خصم نہیں بلکہ تسکین مطلوب ہوتا ہے وہ محض کرسی محفل کے لئے سخن پرور کے کام نہیں لیتا بلکہ فطری اسلوب بیان سے ایمان و ایقان کی بنیادیں مضبوط کرنا چاہتا ہے وہ جاہلانہ رنج کو غنی کرنے والوں سے جدل نہیں کرتا بلکہ ان کی فکری استعداد کے مطابق معارض کے دل کی گرہ ہی دور کرنے کی کوشش کرتا ہے چنانچہ حضرت ابراہیم کے ساتھ ان کے ہمعصر بادشاہ نے خدا کے بارے میں حجت کی مثال کے طور پر قرآن حکیم نے اس مکالمہ کو سورہ بقر میں بیان فرمایا ہے۔

الم تر الی الذی حاج ابراھیم فی ربہ ان اٰتاہ اللہ الملک اذ قال ابراھیم ربی الذی یحیی ویمیت قال انا احیی وامیت ط قال ابراھیم فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب فبھت الذی کفر ط واللہ لا یھدی القوم الظٰلمین	کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیم سے اس کے پروردگار کے بارے میں حجت کی ہی کیونکہ اللہ نے اسے بادشاہ دی تھی جب ابراہیم نے کہا کہ میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے بادشاہ نے کہا میں بھی جلاتا ہوں اور مارتا ہوں (حضرت ابراہیم نے یہ سنکر فرمایا کہ خدا مشرق سے سورج نکالتا ہے تو ذرا مغرب سے تو نکال دے اس پر وہ بیہوت ہو کر رہ گیا اللہ ظلم کرنے والوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

دیکھ لیجئے وہی جلانا مارنا نوع بحثی سے اعراض اور بحث ہمعہ سوال دوسرا سے اجتناب پہلی دلیل پر پختہ اصرار اور دلیل تھی لیکن اس نے جب طفلانہ حیرت و سرمری کا ثبوت پیش کیا تو بجائے اس کے کہ اس کی دلیل کی خامیوں کی قلعی کھول کر رکھ دیتے بحث و نظر سے ہٹ کر اس کی فکری بلکہ اعتقادی استعداد کے مطابق طریق دعوت اختیار

کریا جو سکت نہیں بلکہ ممکن تھا نتیجہ یہ نکلا کہ جب حقیقت اس طرح بے نقاب ہو کر اس کے سامنے آگئی تو اس میں کچھ بھی کرنے کی جرأت ہی نہ رہی لہ

یہاں تک تو ان کا لیف و مشکلات کا ذکر تھا لیکن اسوہ ابراہیمی والی آیت میں والد بن سعد کا بھی ذکر ہے اس کے آگے وہ آزمائش تھی جس میں مال اولاد اور ہوی بھی شامل ہیں مال و اولاد کو فتنہ اسی لئے کہا گیا تھا کہ آدمی کی اپنی ذات تک جن مصائب کا اثر پڑتا ہو وہ تو برداشت کر لیتا ہے لیکن مال و اولاد کی قربانی بڑا صبر آزما مرحلہ ہوتا ہے مسلم کی خطاب خلص کرنے کے لئے ان تمام منازل سے گذنا ضروری ہے آپ کی عمر زیادہ ہو چکی تھی اور اس وقت تک اولاد عطا نہیں ہوئی تھی اولاد کی خواہش ایک جائز اور فطری جذبہ ہے خواہ وہ بھی اسی کی خدمت و اطاعت کے لئے ہی مانگی جائے چنانچہ آپ کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا ہوا اور ایک حلیم بردبار فرزند کی بشارت دی گئی فبشرنٰہ بغلٰم حلیم ان منتوں اور دعاؤں کا پھل پھر کبر سنی میں جنمی ہی خوشی بھی کم اندوہ جس قدر بھی بھاری ہو لیکن صحیح آزمائش اور امتحان حسنہ کے مقابلہ ہو کا وقت بھی اب ہی آیا تھا حکم ہوا کہ بیوی اور بچہ کو ایک ایسی غیر ذی زرع وادی میں چھوڑ آئیں جس میں زندگی کی سرسبزی و شگفتگی کا کہیں نشان نظر نہ آئے اس بندہ اطاعت نے بیوی اور بچہ کو ساتھ لیا اور ایک بے برگ و گیاہ حق دوی صحرائے عرب میں جا کر چھوڑ آئے ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع محبوب اور پیارے بچے اور فقہ حیلت کو توکل علی اللہ اس کس مپرسی کی حالت میں چھوڑ دینا بھی کچھ آسان کام نہ تھا لیکن نہیں ابھی اس سلسلہ ابتلاء و امتحان کی آخری کڑی باقی تھی وہ ایسا مقام تھا کہ جہاں فی الواقع ایک عبد مسلم کی ہمت سکتا ہے بچہ بڑا ہوا۔ چلنا پھرنا لگا اور ابراہیم کو ان ہو اقلما بلغ معہ السعی اس قابل ہو گیا کہ باپ کے ساتھ کاروبار کو باہر جانے لگا تو خواب میں حکم دیا گیا کہ اے ابراہیم اپنے بیٹے کو ہماری راہ میں قربان کر دے

اللہ اکبر کہنے کو تو یہ حکم ایک جملہ واحدہ میں ادا ہو گیا لیکن

دل صاحب اولاد سے انصاف طلب ہے

بال بچے والے کا جگر تمام کر ذرا سوچیں تو سہی کہ اس حکم کی تعمیل میں کتنی قیامتیں پوشیدہ ہیں ایسا انسان کا بچہ برابر کا جوان بیٹا عصائے پیری تمام زندگی کی امیدوں کا ایک ہی آسرا اور اپنے ہاتھ سے ذبح کر دیا جائے اپنا مایۂ حیات اپنے ہاتھ سے مٹا دیا جائے لیکن پریم کی ریت نیاری ہے دیار محبت کے قانون اس دنیا سے بالکل جداگانہ ہیں: ہاں تو اپنا کچھ بھی نہیں ہوتا حکم ملا اور لبیک اللھم لبیک کہتے ہوئے سر جھکا دیا ہوی کا۔ ہاں اس موسم قاتلہ میں بیوی نے بیٹے کو نہلایا دھلایا عید کے لئے بچے کو باپ کے ہمراہ بھیج رہی ہیں راستہ میں باپ نے بیٹے سے پوچھا کہ

لہ ہمارے اکثر مفسرین نے اس سبب سے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہے کہ مصطفےٰ مناظرہ کا رنگ دے رکھے اور پھر اس پر منطق استدلال اور فلسفیانہ بحث و جدل کے جو عجب عجب نتیجے برآمد ہوئے ہیں اور جن مناظرے کے تمام اصول و آداب اس پر منطبق کرنے کی کوشش کی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اشکال و اشکال سے معاملہ الجھتا چلا گیا ہے جس کے سلجھانے کے لئے پھر کئی دور اظہار تاویلات سے کام لیا گیا ہے اور کثرت تعبیر سے خواب اور بھی زیادہ پراسرار بن چکا ہے حالانکہ یہ ایک منطقی مناظرہ نہیں بلکہ رشد و ہدایت کے لئے ایک عام مکالمہ تھا ہر حال یہ قضیہ ایک مستقل بحث چاہتا ہے یہاں آنا ہی کافی ہے اس باب میں معلماً آزاد کے تبرے الفرقد سے استفادہ کیا گیا ہے (مرتب)

انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری

اے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے اور دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں، کہو تمہارا کیا خیال ہے

سیدنا آپ نے سن ہی لیا اب اس بچے کا جواب بھی سن لیجئے ذرا غور سے سنئے کہ ایک مسلمان نے کن فضاؤں کی بات چیت پر کہا ہے عرض کیا۔

یا ابت افعل ما تومر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین۔

کہ ابا جان جو آپ کو حکم دیا گیا ہے بلا تامل کر گذریئے انشاء العزیز آپ مجھے صابرین میں سے پائیں گے

سبحان السمیع سبحان اسد باپ تو ان ارادوں کا باپ ملے تو اس حوصلہ کی ماں اور بیٹا تو اس حوصلہ کا بیٹا یہیں خاندان آفتاب است باپ نے بیٹے کو زمین پر لٹا دیا چھری ہاتھ میں لیلی آسمان ساکت ہو گیا کہ اس کی آنکھوں نے ایسا تماشا کبھی نہ دیکھا تھا زمین تھرا الٰہی کہ خون اسمٰعیل کے ایک مقدس قطرہ کی بھی تحمل نہ ہو سکتی نبی فرشتے محو حیرت تھے کہ اے اصرخون ریز اور بضد انسانوں کی بستیوں میں تیرے ایسے بیٹے بھی موجود ہیں باپ نے اپنی محبت اور جذبات اور بیٹے نے اپنی جان و نفس کو نوب حقیقی کے ایک اشارہ پر قربان گاہ عشق میں بلا تکلف بھینٹ کے لئے حاضر کر دیا اطاعت و انقیاد، تسلیم و رضا سپرد کر دینے اور سونپ دینے، بھید دینے اور سر جھکا دینے کی یہ آخری منزل تھی یہ وہ مقام تھا کہ جہاں پہنچ کر وہ صحیح معنوں میں مسلم ہونے چاہئے عین اس مقام پر ارشاد ہے:۔

فلما اسلما و تلہ للجبین و نادینا ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین ان ھذا لھو البلاء المبین و فدینہ بذبح عظیم و ترکنا علیہ فی الاخرین سلام علی ابراھیم انا کذلک نجزی المحسنین۔

کہ جب وہ دونوں مسلم ہو گئے اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا تو ہم نے آواز دی کہ (صد مرحبا) اے ابراہیم تو نے تو کمال کر دکھایا، بیشک تو نے اپنے خواب کو سچا کر دیا نیکوکاروں کو ہم اسی طرح اجر دیا کرتے ہیں یقیناً یہ امتحان بلست بھاری تھا۔ اس کے بدلے میں ہم انہیں ایک بڑی قربانی دیتے ہیں جو قیامت تک باقی رہے گی درود و سلام ہو ابراہیم پر ہم اسی طرح اپنے نیک بندوں کو اجر دیتے ہیں بیشک ابراہیم ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔"

یہ ہے وہ مقام جہاں پہنچ کر ایک خدا پرست انسان مسلم و مومن کہلا سکتا ہے یوں ہی منہ سے کہہ دینے سے کچھ نہیں بنتا ہے

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

اس جانداز حمیت کی قربانیوں کا تقاضا تھا کہ ایک یادگار عظیم قائم کی جاتی جو قیامت تک باقی رہتے دنیا میں خدا پرست انسانوں کی عبادت گاہ کو الٰہی مرکزی مقام نہ تھا اللہ تعالےٰ نے اس سب کردہ عالم میں اپنا ایک گھر بنانا چاہا اور اس کے لئے خشک و غیر ذی زرع وادی کی اسی صحرائی فرمانگاہ کو منتخب کیا اور اس یادگار عظیم کی تقریب میں اسی باپ بیٹے کو حکم دیا

ان طھر بیتی للطائفین و القائمین والرکع السجود

کہ میرا گھر طواف کرنے والوں معتکفوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاکیزہ کر کے بنائیں

کس قدر عجیب سماں تھا کہ ابراہیم علیہ باپ اور اسمٰعیل علیہ بیٹا علیہما الصلوٰۃ والسلام، دنیا کے جنگ سے میں وہ پہلا گھر خدا کا بنا رہے ہوں بیٹا پتھر اور چونا لاتا تھا اور باپ دیواریں کھڑی کر رہا تھا کام بھی کرتے جائے اور ساتھ ساتھ دعا بھی یہی مانگتے جائے کہ:۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ربنا واجعلنا مسلمین لک و من ذریتنا امۃ مسلمۃ لک و ارنا مناسکنا و تب علینا انک انت التواب الرحیم ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتک و یعلمھم الکتاب والحکمۃ و یزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔

الٰہی جو کچھ ہم تیرے لئے کر رہے ہیں اسے قبول فرما بیشک تو ہی دعاؤں کا سننے والا ہے اور ارادوں کے حال جاننے والا ہے الٰہی ہم کو اپنا مسلم بنا اور پھر ہماری نسل میں سے ایک ایسی قوم پیدا کر جو ہماری ہی طرح مسلم ہو تو ہم کو اپنی اطاعت کے راستے دکھا اور ہماری خطاؤں سے درگذر کر کہ تو ہی غفار و رحیم ہے اے خدا اس امت میں سے رسول بھیج جو ان کو تیری آیات پڑھ کر سنائے کتاب و حکمت کی انہیں تعلیم دے اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرے اے اللہ تو ہی صاحب اختیار اور حکمت والا ہے۔"

دونوں مسلم ابراہیمی اور اسمٰعیلی کی دعا کے یہ الفاظ اور ہر زبان سے نکل رہے تھے اور ابراہیم اجابت بارگاہ ایزدی سے بہ استقبال آ رہی تھی۔ وہ پتھر اور چونے کی عمارت جس سامان و شوکت جو آج سے تیرہ سو برس پہلے تھی عود کر سکتی ہے الٰہی تو مسلمانوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ خالص تیرے بندے بن جائیں

اے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے اور دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں، کہو تمہارا کیا خیال ہے

سیدنا آپ نے سن ہی لیا اب اس بچے کا جواب بھی سن لیجئے ذرا غور سے سنئے کہ ایک مسلمان نے کن فضاؤں کی بات چیت پر کہا ہے عرض کیا۔

یا ابت افعل ما تومر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین۔

کہ ابا جان جو آپ کو حکم دیا گیا ہے بلا تامل کر گذریئے انشاء العزیز آپ مجھے صابرین میں سے پائیں گے

سبحان السمیع سبحان اسد باپ تو ان ارادوں کا باپ ملے تو اس حوصلہ کی ماں اور بیٹا تو اس حوصلہ کا بیٹا یہیں خاندان آفتاب است باپ نے بیٹے کو زمین پر لٹا دیا چھری ہاتھ میں لیلی آسمان ساکت ہو گیا کہ اس کی آنکھوں نے ایسا تماشا کبھی نہ دیکھا تھا زمین تھرا الٰہی کہ خون اسمٰعیل کے ایک مقدس قطرہ کی بھی تحمل نہ ہو سکتی نبی فرشتے محو حیرت تھے کہ اے اصرخون ریز اور بضد انسانوں کی بستیوں میں تیرے ایسے بیٹے بھی موجود ہیں باپ نے اپنی محبت اور جذبات اور بیٹے نے اپنی جان و نفس کو نوب حقیقی کے ایک اشارہ پر قربان گاہ عشق میں بلا تکلف بھینٹ کے لئے حاضر کر دیا اطاعت و انقیاد، تسلیم و رضا سپرد کر دینے اور سونپ دینے، بھید دینے اور سر جھکا دینے کی یہ آخری منزل تھی یہ وہ مقام تھا کہ جہاں پہنچ کر وہ صحیح معنوں میں مسلم ہونے چاہئے عین اس مقام پر ارشاد ہے:۔

فلما اسلما و تلہ للجبین و نادینا ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین ان ھذا لھو البلاء المبین و فدینہ بذبح عظیم و ترکنا علیہ فی الاخرین سلام علی ابراھیم انا کذلک نجزی المحسنین۔

کہ جب وہ دونوں مسلم ہو گئے اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا تو ہم نے آواز دی کہ (صد مرحبا) اے ابراہیم تو نے تو کمال کر دکھایا، بیشک تو نے اپنے خواب کو سچا کر دیا نیکوکاروں کو ہم اسی طرح اجر دیا کرتے ہیں یقیناً یہ امتحان بلست بھاری تھا۔ اس کے بدلے میں ہم انہیں ایک بڑی قربانی دیتے ہیں جو قیامت تک باقی رہے گی درود و سلام ہو ابراہیم پر ہم اسی طرح اپنے نیک بندوں کو اجر دیتے ہیں بیشک ابراہیم ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔"

یہ ہے وہ مقام جہاں پہنچ کر ایک خدا پرست انسان مسلم و مومن کہلا سکتا ہے یوں ہی منہ سے کہہ دینے سے کچھ نہیں بنتا ہے

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

اس جانداز حمیت کی قربانیوں کا تقاضا تھا کہ ایک یادگار عظیم قائم کی جاتی جو قیامت تک باقی رہتے دنیا میں خدا پرست انسانوں کی عبادت گاہ کو الٰہی مرکزی مقام نہ تھا اللہ تعالےٰ نے اس سب کردہ عالم میں اپنا ایک گھر بنانا چاہا اور اس کے لئے خشک و غیر ذی زرع وادی کی اسی صحرائی فرمانگاہ کو منتخب کیا اور اس یادگار عظیم کی تقریب میں اسی باپ بیٹے کو حکم دیا

ان طھر بیتی للطائفین و القائمین والرکع السجود

کہ میرا گھر طواف کرنے والوں معتکفوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاکیزہ کر کے بنائیں

کس قدر عجیب سماں تھا کہ ابراہیم علیہ باپ اور اسمٰعیل علیہ بیٹا علیہما الصلوٰۃ والسلام، دنیا کے جنگ سے میں وہ پہلا گھر خدا کا بنا رہے ہوں بیٹا پتھر اور چونا لاتا تھا اور باپ دیواریں کھڑی کر رہا تھا کام بھی کرتے جائے اور ساتھ ساتھ دعا بھی یہی مانگتے جائے کہ:۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ربنا واجعلنا مسلمین لک و من ذریتنا امۃ مسلمۃ لک و ارنا مناسکنا و تب علینا انک انت التواب الرحیم ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتک و یعلمھم الکتاب والحکمۃ و یزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔

الٰہی جو کچھ ہم تیرے لئے کر رہے ہیں اسے قبول فرما بیشک تو ہی دعاؤں کا سننے والا ہے اور ارادوں کے حال جاننے والا ہے الٰہی ہم کو اپنا مسلم بنا اور پھر ہماری نسل میں سے ایک ایسی قوم پیدا کر جو ہماری ہی طرح مسلم ہو تو ہم کو اپنی اطاعت کے راستے دکھا اور ہماری خطاؤں سے درگذر کر کہ تو ہی غفار و رحیم ہے اے خدا اس امت میں سے رسول بھیج جو ان کو تیری آیات پڑھ کر سنائے کتاب و حکمت کی انہیں تعلیم دے اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرے اے اللہ تو ہی صاحب اختیار اور حکمت والا ہے۔"

دونوں مسلم ابراہیمی اور اسمٰعیلی کی دعا کے یہ الفاظ اور ہر زبان سے نکل رہے تھے اور ابراہیم اجابت بارگاہ ایزدی سے بہ استقبال آ رہی تھی۔ وہ پتھر اور چونے کی عمارت جس سامان و شوکت جو آج سے تیرہ سو برس پہلے تھی عود کر سکتی ہے الٰہی تو مسلمانوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ خالص تیرے بندے بن جائیں

ان ابراھیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا ولم یک من المشرکین۔

بیشک ابراہیم ایک اطاعت گذار امت تھا جو ایک اللہ کا ہو گیا تھا اور وہ مشرکین میں سے نہ تھا۔"

اگر آج مسلمان اسوۂ ابراہیمی اور اسوۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہو جائیں اور اسی اللہ سے علیحدہ ہو کر ایک اللہ کے ہو جائیں تو پھر وہی سابق

مسلمانوں کا اصول حیات

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب مصنف کتاب اسلام)

کنارہ کش ہیں زمانہ میں یہ اخوت سے — بھرے ہوئے ہیں دماغ ان کے کبر و نخوت سے
نہ کام ہم سے ان کو نہ کچھ محبت سے — غرض اگر ہے تو بے باہمی عداوت سے

اسلام دنیا میں اقوام عالم کا ہادی اور رہبر بنکر آیا تھا اور اس دنیا میں اس کا مشن یہ تھا کہ خدا کے بندوں کو خدائی حکومت و بادشاہی میں لے آئے اور ان کو صراط مستقیم پر چلاوے تاکہ دنیا رہنے کے قابل ہو سکے اور دنیا میں امن و امان کی ایک عام فضا پیدا ہو جائے ظاہر ہے کہ اسلام کا یہ عظیم الشان مشن محض کتابی صورت میں تو پورا نہ ہو سکتا تھا جب تک دنیا میں ایک ایسی مبارک جماعت اور قوم نہ پیدا ہو جاتی جو ذکرہ بالا امور کو اپنا مقصد حیات بنا کر دین حقہ کے قیام و استحکام کے لئے آپ کو وقف نہ کر دیتی چنانچہ اس ضرورت حقہ کے ماتحت ہادی برحق اور دنیا کے پیشوائے اعظم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جاں نثار صحابہ کی ایک مقدس جماعت تیار کر دی جس نے اعلاء کلمۃ الحق کو اپنی زندگی کا واحد مقصد بنایا اور اس کے بعد ہمارے اسلاف کرام نے جو عہد نبوت اور خلافت راشدہ کے قدم بہ قدم چلتے رہے دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلام کا نور اور پیغام ربانی پہنچا دیا اور دنیا کی علمی و تمدنی حالت میں وہ انقلاب عظیم سونپا ہوا جو آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں ؎

اب جو آئی ہوئی ہے گلشن گیتی میں بہار — رنگ اڑا لالہ کی ہے کی گلستانوں سے

اگر ہمارے صحابۂ کرام اور اسلاف عظام نے اپنے علم و روشنی سے دنیا سے جہالت و گمراہی کی تاریکی کو دور کیا اور دنیا کے سامنے وہ حیات افروز مسرت افزا اور نصائح نوازا صول و قوانین چھوڑے جن پر آج دنیا کی قومیں چل رہی ہیں تو اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ انہوں نے مذکورہ بالا امر کو اپنا مقصد حیات بنا لیا تھا اگر وہ آسمان ترقی پر آفتاب و ماہتاب بنکر چمکے تو اس وجہ سے کہ انہوں نے اسلام کے علم و عمل کے نور سے اپنے آپ کو منور کر لیا تھا اور اسلام کی زندہ تصویر اور عملی نمونہ تھے اور اگر وہ دین و دنیا میں سرخرو و کامیاب ہوئے فتح و اقبال نے ان کے قدم چومے دولت و حکومت ان کی لونڈی بن گئی کائنات ارضی و سماوی کو انہوں نے مسخر کر لیا اور دنیا پر ابر لطف و کرم بنکر برسے تو اسلئے کہ وہ خدا کے دین کا بول بالا کرتے تھے خدا نے ان کا بول بالا کیا وہ خدا کے تھے اور خدا ان کا تھا

صحابہؓ کی ترقی اور کامیابی کا راز

دنیا حیران ہے کہ عرب والے دنیا میں کچھ نہ تھے مگر جب آغوش اسلام میں آئے تو سب کچھ بن گئے اور اسلام کی تعلیم و تربیت نے مس خام کو کندن بنا دیا اور ایک قلیل مدت میں وہ ساری دنیا پر چھا گئے یہ کیا بات تھی کوئی سحر تھا یا جادو لیکن اگر غیر مسلم حیران ہوتے ہیں تو ہونے دو کیونکہ ان کی چشم بصیرت سے اسلام کی رہنمائی پنہاں ہے اس لئے ان کے نزدیک واقعی یہ ایک لاینحل معمہ ہے اور یقیناً ایک محیر العقول انقلاب ہے مگر مسلمانوں کو حیران ہونے کی کوئی بات نہیں یہ تو اسلام کی پابندی کا ایک لازمی نتیجہ تھا اور آج بھی اسلام اپنے متبعین سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے میں آج بھی وہی ہوں جو صحابہ کے زمانہ میں تھا اور اس بطری دنیا کو وہی محیر العقول انقلاب اور کارنامہ دکھانے کے لئے تیار ہوں مگر میرے متبعین ہی وہ نہیں جو پہلے تھے۔ اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ صحابہ کی ترقی و کامیابی کا کیا راز تھا تو اس کا جواب دیا جا سکتا ہے کہ صحابہ نے جو اپنی علمت و دانائی تہذیب و اخلاق اور پاکیزہ تمنی اعمال سے لوگوں کے دلوں کو رام کیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ مسلم و متقن تھے مغز الکلہ تھے دین الٰہی کی حبل المتین کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے مرکزیت کے دامن سے وابستہ تھے اور وہ سب کے سب ایک جسم و ایک جان تھے، سرشتہ تنظیم پر قرار تھا اور ان کی جمعیت قائم تھی۔

حیات قومی کا ایک زرین اصول

یہاں تک جو کچھ میں نے لکھا ہے اس کو ذرا قرآنی اصول کی روشنی دیکھیں آج سے تیرہ سو سال پہلے خدائے قرآن نے اسلام کے وجود داروں کو صاف طور پر تاکید و ہدایت کر دی تھی کہ

اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ — دین کو قائم برقرار رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو"

یہ خدائے قدوس کا حکم ہے جس نے دین اسلام کی نعمت ہم کو عطا کی اور ہمارا نام مسلم رکھا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ حضرت حق جل علی شانہ نے کتاب مبین یعنی قرآن مقدس ہمارے ہاتھ میں دیکر کہا تھا کہ دنیا میں پھیل جاؤ اعلاء کلمۃ الحق کرو باطل کو مٹا کر حق کا سکہ بلند کرو اور دین حقہ کو قائم رکھو مگر ان مذکورہ بالا فرض حقہ کی انجام دہی کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ متحد الکلمہ رہو مرکزیت کو قائم کرو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو۔ ایک دوسری جگہ ارشاد ہے :۔

ان تنصروا اللہ ینصرکم۔ اگر تم اس کی مدد کرو گے تو خدا اس کی مدد کریگا

ظاہر ہے کہ خدا کی مدد کرنے کے معنے ہی ہو سکتے ہیں کہ ہم خدا کے دین کی حمایت و اشاعت کا حق ادا کریں اس معنے میں جب ہم اس کی مدد کرینگے تو یقیناً ہماری مدد کریگا اور اس کی مدد کے معنے یہ ہیں کہ وہ تمکن فی الارض کا عہد پورا کرے، مسلمانوں کو دارین کی فائز المرامی و کامیابی بخشے اور کائنات ارضی و سماوی کے خزانوں کی کنجیاں ان کے قدموں میں ڈالدے پس ان دونوں آیتوں کے ملانے سے حیات قومی اور ترقی کا یہ اصول ہاتھ آیا کہ ہر مسلمان دین کے قیام و استحکام کو فرض جانے حق کے نفوذ و اشاعت میں ہر وقت سرگرم عمل رہے اخوت اسلامی کے رشتہ میں جکڑا رہے اور اپنی جمعیت میں تفرقہ و پھوٹ نہ پیدا ہونے دے خلاصہ یہ ہوا کہ استحکام دین اور نشر حق کی بجاآوری میں مسلمانوں کی زندگی اور ترقی کا راز مضمر ہے اور ان فرائض کی انجام دہی کے لئے اتحاد و اتفاق باہمی لازمی۔

اب اس اصول کو ذہن میں رکھو اور دنیا کی حالت پر غور کرو کہ آج کس قدر اہم و مقدم ضرورت ہے کہ ہم استحکام دین اور نشر حق کے فرض مقدس کو نہایت سرگرمی اور منظم قوت کے ساتھ سرانجام دیں اور خدا کا پیغام دنیا کے کونہ کونہ میں پہنچا کر زمرۂ زندہ اور کامیاب ہو جائیں۔

دنیا میں اسلام کے لئے حیرت انگیز ترقی کا میدان موجود ہے

ہمارے وہ علماء جنھوں نے نہ تو اسلامی حقائق اور علوم و فنون کا بامعان نظر مطالعہ کیا ہے اور نہ سائنس سے واقفیت بہم پہنچائی ہے شور مچایا کرتے ہیں کہ ہائے ہم سے لگے اسلام تباہ ہو گیا مغرب سے الحاد و دہریت کی تیز و تند آندھیاں اسلام کی بنیادکو متزلزل کئے دے رہی ہیں اور رفتہ رفتہ دین خطرہ میں ہے مگر ان متقدمین کو یہ معلوم نہیں کہ اسلام کو ہرگز ہرگز خطرہ نہیں اگر الحاد و دہریت کے تمام علمبردار دنیا کے تمام ملحدوں کو بھی اپنے اچھے اور ناکارہ فلسفہ کے تیھیاروں سے اسلام پر حملہ آور ہوں تو اسلام کا بال بیکا نہیں کر سکتے اسلام کے عالم افروز اصول و قوانین اپنی جگہ قیامت تک تاباں و درخشاں رہیں گے جن کو دنیا جہاں کی محدود سی بنجریوں اور ذہنیتوں فرقہ بندیوں کی بھوکیں نہیں بجھا سکتیں برخلاف اس کے یہ مشعل ایزد افروز کفر و الحاد کی تاریکیوں اور عالمگیر آندھیوں میں اپنی ضوفشانی کو تیز تر کرتی جائے گی اور بالآخر ایک زمانہ آئیگا کہ ساری دنیا اسلام کے سامنے سرنگوں ہوگی ایسی حالت میں ہمارے علما کو دین کے خطرہ کا لارم بجانے کی مطلق ضرورت نہیں بلکہ احساس فرض کی ضرورت ہے اگر وہ استحکام دین اور نشر حق کی بجاآوری کے لئے متحدہ قوت سے دین حقہ کی حمایت و اشاعت کی ٹھان لیں تو اسلام کو کوئی بھی خطرہ نہیں۔ کیا ہمارے علما کو اس حقیقت باہرہ کا علم نہیں کہ موجودہ علوم و فنون نے ایک حد تک اسلام کی تبلیغ کا راستہ صاف کر دیا ہے تلوب و ارواح میں قدرتی طور پر قبول حق کا مادہ پیدا ہو چکا ہے اور اسلام کے لئے موقعہ ہے کہ وہ دنیا میں اپنا نور پھیلائے اور کائنات انسانی کے قوائے فکری پر اپنی حکومت قائم کرے کیونکہ اسلام ہی ایک ایسا جامع و نافع شاندار تمدن نواز اور عقلی و فطری مذہب ہے جو ترقیات زمانہ کا ساتھ دیتا ہے اور دنیا کے سامنے ہر قسم کی مادی و روحانی ترقی کے راستے کھولتا ہے اسلام کی فطرت میں ایک عظیم ترین قوت مخفی ہے اور اس کے سینہ میں ایسی چنگاریاں دبی پڑی ہیں جو کائنات عالم کو ترقی و ہدایت کے نور سے بریز کر سکتی ہیں اور دنیا میں اسلام کے لئے حیرت انگیز ترقی کا میدان موجود ہے اور وقت آگیا ہے کہ وہ اقوام عالم کی نجات و رستگاری کے لئے اپنے آپکو نمایاں کرے۔

کیا مذکورہ بالا حقیقت میں کسی انسان کو کلام ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں اگر اس حقیقت سے کسی غیر مسلم کو انکار ہو تو ہو لیکن ایک مسلمان کو تو کسی صورت اس انکار کی ہی نہیں سکتا

حضرات علمائے کرام سے ایک سوال

سوال یہ ہے کہ جب اس بات میں کسی کو کلام نہیں اور زمانہ کے حالات و واقعات بتلا رہے ہیں کہ آج پوری غیر اسلامی دنیا اسلام کے دہانہ پر کھڑی ہے تو اب ہمارے علما بتلائیں کہ انہوں نے استحکام دین اور نشر حق کے لئے اب تک کیا کیا ہے ان مبلغین اور علمائے کرام کو چھوڑ دیجئے جو صحیح معنوں میں خدا کے دین کو خدا کے بندوں کو پہنچا رہے ہیں اور استحکام دین اور نشر حق کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہتے ہیں ایسے مقدسین کی تعداد اس گئے گذرے زمانہ میں بھی کافی ہے مگر سوال تو تمام علما کی جماعتی حیثیت سے ہے میرا دعویٰ ہے کہ اگر علما کی اکثریت استحکام دین اور نشر حق کے فرض کی بجاآوری میں کوشاں ہوتی اور اس اصول حیات پر کاربند ہوتی جو میں پہلے بیان کر چکا تو آج دنیا کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا یعنی ہنوز دنیا کی غالب و حکمران قوموں میں شمار ہوتا مگر اب نہیں تو لامحالہ کہنا پڑے گا کہ علما نے اس بارے میں غفلت و کوتاہی سے کام لیا۔

دیکھو احساس فرض اور دینی خدمت اسے کہتے ہیں کہ آج عیسائی مشنری دنیا کے چپہ چپہ پر عیسائیت کی تبلیغ کا جال پھیلائے ہوئے ہیں اور اتنے جوش و سرگرمی سے کہ آدھی عیسائیت کا پیغام دنیا کے انسانوں کو پہنچا رہے ہیں کہ ان کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تبلیغی سرگرمیاں برکہ کی برابر بھی حقیقت نہیں رکھتیں۔

مثلاً کتنے علماء ہیں جن کی تبلیغ قرآنی بصیرت کی روشنی میں ہو رہی ہے کونسی انجمن ہے جس کی شاخیں ہندوستان کے گوشہ گوشہ اور مغربی ممالک میں عیسائی مشنریوں کی طرح تبلیغ دین کر رہی ہیں؟ کیا انجمن مرکزیہ تبلیغ اسلام انبالہ، جمعیۃ دعوت و تبلیغ اور جمعیۃ العلما نے اس ضرورت اور کوتاہی کو پورا کر دیا اور مسلمانوں کے ذمہ جو فرض عائد تھا وہ پورا ہو گیا؟ ہرگز نہیں۔ غیر ممالک میں دور کیوں جائیے ہو خود ہندوستان میں دیکھ لو جہاں لاکھوں کروڑوں علماء موجود ہیں کیا ہی عام جہالت باقی ہے اور فیصدی بیس مسلمان ہی شاید ایسے نہ ملیں جنھیں اسلام کے ارکان عقائد اور اعمال کا صحیح علم ہو پھر بھلا خدا کے دین کا بول بالا ہو تو کیسے اور ہم ترقی کریں تو کیونکر جب ہم اسلام کے بنائے ہوئے اصول ترقی و کامیابی ہی پر عمل پیرا نہیں تو کیسا خاک ترقی کریں گے۔

ہماری اس کوتاہی و غفلت سے ایک جماعت کیا فائدہ اٹھا رہی ہے

پچھلے لاہور میں ایک خاص قسم کی تبلیغی جماعت کے امیر سے ملنے کا اتفاق ہوا اور ان گفتگو میں جب میں نے اس جماعت کے بانی کے متعلق سنجیدہ کہا تو انھوں نے فوراً جواب دیا کہ اگر ہماری جماعت کے بانی ایسے ہی تھے جیسا کہ تم سمجھتے ہو تو بتلاؤ ہمارے اندر یہ تبلیغی جوش کہاں سے آیا کہ ہم چین میں، امریکہ میں، انگلستان میں اور دنیا کے دور دراز گوشوں میں مسجدیں بنا رہے ہیں اور خدا کے دین کی تبلیغ کر رہے ہیں جو مسلمان کا مقصد حیات ہے ہماری جماعت کے بانی نے یہی تو سب سے بڑا کام کیا ہے کہ اس نے ایک تبلیغی جماعت بنا کر کھڑی کر دی اور تمھارے علما اب تک ایک دوسرے کو کافر بنانے اور مسجد کی مدعیٹوں پر لڑنے میں لگے ہوئے ہیں میں نے ان کو جو جواب دیا اس کا لطف تو وہی جانتے ہوں گے میں اس کو یہاں معرض بحث میں لا کر کسی کی دل آزاری کرنا نہیں چاہتا البتہ مقصود یہ کہنا ہے کہ یوں جواب دینے کو تو دے دیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ شرم و ندامت سے گردن جھکا لینی پڑی۔

مگر یاد رکھیے کہ یہ جماعت ہمارے علما کی غفلت و کوتاہی سے ابھی خاص تبلیغی سرگرمی میں اتنی فائز ہو گئی ہے اور اپنی کامرانی کے جوش کو بھی وسیل صداقت

ٹھہرا کر عوام الناس کو خاموش کر دیا گیا ہے اور وہ اس طرح ہمارے علماء کی کوتاہی سے فائدہ اٹھا رہی ہے اور ہمارے علماء کی یہ حالت ہے کہ وہ زبان سے تو اس غیبت کو بہت کچھ برا بھلا کہہ لیتے ہیں مگر عملی نوٹ کچھ نہیں رکھتے۔ اب بتلایئے کہ من جو کچھ سابق میں لکھا ہے وہ غلط ہے؟ مختصر یہ کہ ایک ناقابل انکار حقیقت یہ ہے کہ اہل دین کے قیام و استحکام اور حق کے نشر و اشاعت کا فرض ملت مسلمہ نے کما حقہٗ ادا نہیں کیا۔

استحکام دین اور نشر حق میں یہود کوتاہی ہو رہی ہے

اب ہمارے تمہارے سمجھنے اور سوچنے کی بات یہ ہے کہ مسلمین کے قیام و استحکام اور حق کے نشر و اشاعت کا فرض کیوں سرانجام نہیں دیا گیا اور اس طرح ترقی و کامیابی کی راہ پر نہیں لگ سکے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مسلمان متحد اور منظم نہیں اور مسلمانوں کی تبلیغ کو متحدہ قوت اور نتیجہ خیز طاقت حاصل نہیں اور دین کا قیام و استحکام اتحاد باہمی کے بغیر ایک امر محال ہے

اور جو شخص اور ناصر اور مسلمانوں کو یہ کون سمجھائے کہ وہ ناحق اپنا وقت، اپنا سرمایہ اور اپنی کوشش انجمن سازی، پروگرام بازی اور پمفلٹ بازی میں ضائع کر رہے ہیں اس طرح مسلمان قیامت تک بھی فلاح یاب نہ ہو سکیں گے کیونکہ ضدی دستوروں کو پس پشت ڈال کر کامیاب ہو سکتے ہیں؛ ہرگز نہیں پھر یہ کیا قیامت اور اندھیر ہے کہ وہ جو کرنے کی بات ہے اس کو نہیں کرتے اور جو سمجھنا چاہیے وہ نہیں سمجھتے مسلمانوں کو کان کھول کر سن لینا چاہیئے کہ جب تک وہ دین کے قیام و استحکام کا فرض ادا نہ کریں گے کبھی ترقی اور کامیابی حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ دین ہی کے قیام و استحکام میں تمام ترقیوں اور کامیابیوں کا راز مضمر ہے پس مسلمانوں کی ذلت و نامرادی کا واحد سبب یہ ہے کہ ان پر تفرق و شقت کی لعنت مسلط ہے اور وہ منظم و متحد نہیں۔

انقلابات فتح و شکست جمعیت تفرقہ کا لازمی نتیجہ ہیں

دین کا قیام و استحکام کیونکر ہو جبکہ ہم نے فرقہ آرائی کا نام دین باہمی بغض و عناد کا نام اسلامی خدمت اور پھوٹ کا نام اخوت اسلامی رکھ لیا ہے حق پرستی کے شعار کو چھوڑ کر شخصیتوں کی پرستش کر رہے ہیں، وحدت و جمعیت کا شیرازہ پراگندہ ہے تو ملت متحدہ کی ناؤ کبھی کی افتراق و نفاق کے سمندر میں غرق ہو چکی ہے علماء اپنا وقت الطائل مباحثوں اور مناظروں میں صرف کر رہے ہیں عوام ایک دوسرے کا سر پھوڑ رہے ہیں سچے سینوں میں شخصیت پرستی اور فرقہ پرستی کے اندر جو خوش حق پرستی کے جوش کو ٹھنڈا کر دیا ہے اصول اسلام فروع کے گرد و غبار میں چھپ کر اپنی ضیا پاشی سے محروم ہو گئے ہیں اور ہم نے اپنا متفقہ کام ہر جدال سر لڑش کو پس پشت ڈال دیا ہے اسی لئے ہم قیموالدین کی شاہراہ اور مضبوط دستگاہ سے پھسل کر گر پڑی۔

ہماری فرقہ بندی اور مذہبی تفرقہ کا یہ نتیجہ ہے کہ حقیقی اسلام قرآن و حدیث میں بند ہے اور اس کی جگہ نئے نئے عقاید اور اختلافات نے لے لی ہے مسلمانوں کو صرف مسلمان کہلانا چاہیئے حالانکہ وہ اپنے آپ کو سنی، شیعہ، اہل حدیث، احمدی اہل قرآن وغیرہ کہلا کر فخر کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ یہ خدا کے رکھے ہوئے نام "مسلم" کو ترک کر کے خدا کے ساتھ غداری کر رہے ہیں۔

خدا نہ مسلمانوں کو کیا ہوا کہ وہ اس بات کو نہیں سمجھتے اور اگر سمجھتے ہیں اتحاد باہمی کے اصول زرین پر کاربند نہیں ہوتے کہ نہ ہی تفرقہ اور باہمی بھوٹ ہی نے ان کو دین و دنیا سے کھویا اسلامی حکومتیں اسلامی تلوار نہ سے نہ شاہ ہوئیں ان کا تسلط و اقتدار غیروں کے ہاتھوں فنا ہوا اور ان کو دنیا جہان کے مصائب و آلام نے چاروں طرف سے گھیر لیا اور یہ سب کچھ فرقہ بندی اور گروہ سازی ہی کا نتیجہ ہے بتلایئے دین کا قیام و استحکام کون کرے جبکہ ہم دوسروں کو دعوت حق دینے کے بجائے خود راہ حق سے منحرف ہیں بھلا افتراق و پراگندگی اور تفرقہ و پھوٹ کی حالت میں اسلام کا قیام و استحکام ؎

این خیال است و محال است و جنوں

تاریخ شاہد ہے کہ دنیا میں ہمیشہ وہی قومیں سربلند و سرفراز ہوئی ہیں جنہوں نے اتحاد باہمی کو قائم رکھا اور اپنی مرکزیت سے وابستہ رہے اور وہی قومیں غلام ذلیل اور تباہ و برباد ہوئیں جنہوں نے مذکورہ بالا اصول کو ترک کر دیا اور خانہ جنگی میں محو ہو گئیں حقیقت یہ ہے کہ اتفاقات فتح و شکست اور عروج و زوال جمعیت و تفرقہ ہی کے رہین منت ہیں فتح و کامرانی کا یہ سرانجام جمعیت اور اتحاد باہمی اور شکست و خلوبیت کا یہ سرانجام پھوٹ اور فرقہ آرائی ہے۔

فرقہ بندی اور پھوٹ کی تباہ کاریاں

جو مذہبی اور سیاسی لیڈر و رہنما اپنے غلط ناڑے کی خاطر مسلمانوں میں پھوٹ ڈالتے ہیں ان کو کسی ایک مرکز اور نقطۂ خیال پر جمع نہیں ہونے دیتے ان کو اس عنوان کا بغور مطالعہ کرنا چاہیئے یہ بس جانتا ہوں کہ وہ مجھ کو تباہ فہم سے زیادہ فرقہ بندی اور پھوٹ کی تباہ کاریوں سے واقف ہیں اور وہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ مسلمان اس حالت کو فرقہ بندی اور گروہ سازی کے سبب پہنچے ہیں اس لئے میں ان کو دعوت غیرت نہیں دیتا بلکہ عوام الناس کو مخاطب کرتا ہوں کہ وہ سوچیں اور غور کریں کہ دیکھیں کہ وہ اپنے علماء و زعماء کے ہلاکت آفرین طرز سے تباہی و بربادی کے کنارے لگے ہوئے ہیں ذرا غور کریں۔

اسپین کی پر اہمیت و جہ عزت اسلامی سلطنت کیوں تباہ ہوئی

بایزید یلدرم کے دست جہاں گشا سے پورے یورپ کی فتح و تسخیر کو کونسا امر مانع ہوا؟ جبکہ اس کو یورپ میں فتوحات پر فتوحات ہو رہی تھیں۔

مغلوں کی وسیع سلطنت کیوں برباد ہوئی۔

ہندوستان کے مسلمان کیوں غلام و محکوم اور ذلیل و خوار ہیں وہ اپنی کی غالب اور حکمران قوم سے اقوام عالم میں مغلوب و مغلوب کس وجہ سے ہیں؟

سلطنت عثمانیہ کیوں پارہ پارہ ہوئی۔

مقامات مقدسہ پر گولہ باری اور اجنبی سنگینوں سے اسلام کا سینہ کیوں چھلنی ہوا۔

افغانستان میں کیوں خانہ جنگی اور انقلاب کی آگ بھڑکتی رہتی ہے اور افغانستان کا خونی تخت نادر کی لاش ہیتہ بی کی بھینٹ لیتا رہتا ہے۔

اسلامی حکومتیں یورپین طاقتوں کے ہاتھوں کیوں فنا ہوئیں اور اب بھی تہ و بالا ہو رہی ہیں؟

اور ہندوستانی مسلمان کیوں اپنے ہندو ہمسایوں کے ہاتھوں زندگی کے ہر شعبہ میں شکست کھا رہے ہیں؟ ان تمام سوالات کا جواب صرف یہی ہے کہ یہ سب کچھ مسلمانوں

کی آپس کی خانہ جنگی، فرقہ بندی اور پھوٹ کے ہاتھوں ہوا۔ مسٹر آف دی سپرنشن امپائر آف یورپ، لکھا خاصا مصنف مسٹر ایس بی سکاٹ فتحمند عربوں کے زوال پر بحث کرتا ہوا لکھتا ہے۔

"نظامی خرابی ہی فاتحین کی تباہی کی فال بن ثابت ہوئی۔ ان کی فرقہ بندی ہی سرزنگ سے بھی زیادہ خطرناک بن گئی جس نے سلطنت گانگھک کی بنیادوں کو اُڑا دیا تھا"

خانہ جنگی کے تباہی خیز انجام سے قرآن نے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا

میں نے خانہ جنگی کی تباہی اسپین کی اسلامی حکومت کے عہد سے متعلق مختصر سا خاکہ صرف یہ دکھلانے کے لئے پیش کیا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو اس سے کہیں زیادہ خانہ جنگی نے تباہ و برباد کیا ہے جس کو بیان کرنے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ دیکھئے قرآن کریم نے شروع ہی سے کیسے کرارس ہونناک اور تباہی خیز انجام قرآن سے آگاہ کر دیا تھا

ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم۔	آپس میں جھگڑا اور تنازعہ نہ کرو نہ تمہارے تفرقات کا میدان گرم کرو نہ تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی اور ساکھ پٹ جائے گی۔

ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءھم البینات	ایسے لوگوں میں شامل نہ ہو جنھوں نے بین اور واضح احکام کے صدمے بعد گروہ سازی اور فرقہ آرائی کی۔
واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا	مسلمانو! تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور پھوٹ نہ ڈالو۔

اسی طرح قرآن کریم میں مختلف عنوانات کے ساتھ اور متعدد جگہ اتحاد باہمی کی پرزور تلقین کی ہے اور تفرقہ و پھوٹ سے مجتنب رہنے کی سختی کے ساتھ تاکید فرمائی ہے مگر آہ ہماری نافرمانی و سرکشی کا یہی کچھ نتیجہ نکلنا تھا کہ ہم نے اس تعلیم کی کچھ قدر نہیں کی ہم نے خدائے قدوس کی تنبیہات کی پرواہ نہیں کی رہانی ہدایت کا کچھ بھی وقعت نہیں دی اور اسلام نے ہمیں جس قدر اتحاد باہمی کی تاکید کی تھی اسی قدر شدت و قوت کے ساتھ ہم نے اخوت اسلامیہ کو پارہ پارہ کیا اور تفاق و شقاق کی آگ بھڑکانی ہماری ساری تحریری اور تقریری قوت اور اسلامی خدمت سمٹ سمٹا کر بس اس امر پر مصرف ہو رہی ہے کہ ہم ایک دوسرے کو کافر، مشرک اور بدعتی بنائیں اپنے آپ کو حق پر سمجھ کر دوسروں کو گمراہ سمجھیں اپنے فرقہ اور خانہ ساز عقائد کی حمایت و حفاظت میں دوسروں سے نفرت، عداوت کا ثبوت دیں اور دین کی آڑ میں شوق سے مسلمانوں کا گلا کاٹتے رہیں ہماری ذہنیت اس قدر مسخ ہو چکی ہے کہ اگر کسی فرقہ کے عالم سے کہا جائے کہ خدا کے بندو تم تکفیر کے فتووں کی تلوار دل اور بعض و عناد کے تیر دل سے ملت مسلمہ کا سینہ خوب اچھی طرح چھید چکے ہو خدارا اب تو مسلمانوں پر رحم کھاؤ اور مقتضیات وقت کو پہچانو آپ کے طرز عمل اور ذرا عاقبت اندیشی سے مسلمان جاں بلب ہیں تو کہا جائے گا کہ واہ جناب واہ یہ آپ کی اچھی اسلام دوستی ہے اخلاق اخاذ کی آواز ہے تو یہ دین دکھلا کر آج ہر مسلمہ ہے دین اعتصم کو اور بدعتی اہل حق کے منہ آرہا ہے بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم گمراہ لوگوں سے اتحاد کریں۔

ضروری ہوا کہ یہاں میں اتحاد بین المسلمین کا صحیح مفہوم و مطلب آپ کے ذہن نشین کرادوں کیونکہ اس باب میں عام طور پر افراط و تفریط ہو رہی ہے اور اعتدال مفقود ہے

اتحاد بین المسلمین کا مفہوم

عام طور سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ تمام فرقہ کیونکہ کسی ایک عقیدہ پر جمع ہو جائیں حالانکہ اتحاد بین المسلمین سے یہ مراد ہرگز نہیں کیونکہ یہ ایک امر محال ہے جو فرق صدیوں سے اپنے اپنے عقائد پر جمے ہوئے ہیں اور جن کے قلوب میں یہ بات مستحکم ہے کہ وہی حق پر ہیں اور باقی لوگ گمراہ ہیں وہ بھلا کیسے اپنے اپنے عقائد کو چھوڑ دیں اور اگر عوام کسی صورت سے اس بات پر بالفرض محال تیار ہو بھی جائیں تو فرقہ بند علماء ان کو یہ اجازت نہ دیں گے جن کے دم سے فرقہ بندی اور گروہ سازی کا وجود قائم ہے غرض اتحاد بین المسلمین کا یہ مطلب نہیں کہ وہ فرق باطلہ میں تمیز نہ کریں کسی کافر کو کافر نہ کہیں مشرک کو مشرک اور بدعتی کو بدعتی نہ جانیں جو قطعیات کا منکر ہے اور اسلامی عقائد میں اصولی اختلاف رکھتا ہو اس کی تکفیر بھی نہ کی جائے اور حق و باطل میں کوئی فرق و امتیاز نہ کیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ تمام مسلمان اسلام کی حمایت و حفاظت اور تبلیغ و اشاعت میں ایک ہو جائیں اور فروعی کاموں میں ایک دوسرے کے ہمدرد و غمخوار بنیں کسی سے اپنے عقائد کی بنا پر نفرت و عداوت نہ رکھیں اور کسی کی توہین و تذلیل نہ کریں غرض مسلمانوں کو خدا کے دین کی خدمت و اشاعت میں ایک ہونا چاہیئے اور یہی اتحاد بین المسلمین کا مطلب ہے

اتفاق کو قائم رکھنے کی کیا صورت ہے

آپ نے گذشتہ بالا تفصیلات سے بخوبی اندازہ لگا لیا ہوگا کہ استحکام دین اور نشر و تبلیغ اسلام کا فرض اولین اور مقتضیات ہے اور اس کے لئے اتحاد و اتفاق باہمی لازمی ہے اور تفرقہ و نفاق اور خانہ جنگی سے دین میں رخنہ پڑتا ہے دین کا علم سرنگوں ہوتا ہے اور دین و دنیا کی تباہی آتی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اتفاق کے قائم رہنے کی کیا صورت ہے اس کا اصول حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی بتلا دیا تھا اور وہ یہ ہے:۔

لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ	تم میں سے کوئی بامراد نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اپنے ہی مسلمان کے لئے وہی چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔

یعنی جیسے ایک مسلمان اپنے نفس کے لئے یہ چاہتا ہے کہ وہ عیش و آرام میں رہے اسی طرح دوسرے مسلمان کے عیش و آرام کا بھی خیال رکھے اور جیسے ایک مسلمان اپنی جان مال اور عزت و آبرو کے لئے گوارا نہیں کر سکتا کہ اس کو نقصان پہنچے اسی طرح دوسرے مسلمان کی جان و مال اور عزت و آبرو کو بھی نقصان نہ پہنچائے یعنی ایک مسلمان اپنے نفع و نقصان سے زیادہ دوسرے مسلمان بھائی کے نفع و نقصان کا خیال رکھے جو بات اپنے لئے گوارا نہیں کرتا وہ دوسرے مسلمان کے لئے بھی گوارا نہ کرے اپنے دیکھ دوسرے زیادہ دوسرے مسلمان کے دکھ درد کو جانے اپنی جان و مال سے زیادہ قوم کے مفاد کو خیال اور فکر رکھے۔

جہاں اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اخوت اسلامی کو کتنی مضبوط بنیادوں پر قائم کیا ہے اور کتنے شدید اتحاد کو مستحکم کیا ہے کہ اگر مسلمان اس تعلیم پر عمل کرنے کی ٹھان لیں تو واقعی وہ ایک جسم اور ایک جان بن جائیں اور پھر ان کی قومی قوت و شوکت کے آگے باطل کی تمام طاقتیں اور شیطنتیں سرنگوں ہو جائیں مگر جناب یہ تو ہوا تو یہی کہ مسلمانوں نے اپنے اصول حیات کو بھلا دیا ہے یہی دین و دنیا کی تمام دشمنیاں ہم پر مسلط ہو گئیں۔ آہ اسلام نے تو بتلایا تھا کہ مسلمان وہ ہے جو دوسرے مسلمانوں کا ہمدرد و خیر خواہ اور شفیق ہو مگر آج کل مسلمان وہ ہے جو ذرا سے اختلاف پر دوسرے مسلمان کو کاٹ

کھانے کو دوڑے اور خونخوار بھیڑیا ہو سکتا ہے اس مسلمانی اور انسانیت کا اور کیا کہنے ہیں ان مسلمانوں کے جو دن رات مسلمانوں کے درپے آزار رہتے ہیں اور حق موت واخت ادا نہیں کرتے۔

اتحاد بین المسلمین کا اصول

اسلام کی مذکورہ بالا تعلیم کی روشنی میں اتحاد بین المسلمین کا اصول یہ ہوا کہ مسلمان اپنے نفس پر دوسرے مسلمان بھائی کو مقدم رکھے اور اس کا ہمدرد و خیر خواہ اپنا عقیدہ اور مذہب کچھ رکھے تمرجت اخوت کی ادائگی میں کوتاہی نہ کرے آپ خواہ حنفی ہیں یا وہابی، شیعہ ہیں یا سنی اور مقلد ہیں یا غیر مقلد شوق سے ہوا کریں اگر آپ اسلام کی سیدھی سادھی تعلیم میں زبردستی اختلافات کی غلاظت ملانا چاہتے ہیں تو ملاتے رہیں اگر خدا را اپنے طلائی عقیدہ رکھنے والے مسلمان کی توہین و تذلیل نہ کریں اور اس کو دیوبندی آزاد نہ ہوں اگر آپ دوسرے لوگوں کو اپنا ہمخیال بنانا چاہتے ہیں اور دوسرے کو گمراہ ثابت کرنا چاہتے ہیں تو شوق سے ایسا ہی کریں مگر حکمت بہ موعظت اور اخلاق کے ساتھ نہ کہ دوسرے کی دل آزاری کر کے بس کسی مسلمان سے اختلاف عقائد کی بنا پر دل میں بغض وعناد نہیں رکھنا چاہیئے یہ ہے اتحاد بین المسلمین کا اصول

بتلایئے کہ کیا مسلمان اس اصول پر عمل نہیں کر سکتے؟ پھر کیا اندیشہ ہے کہ مسلمانوں کا اتحاد و اتفاق ہونے میں نہیں آتا نصف صدی سے دنیا کے مسلمان انجمنوں، پلیٹ فارموں اور تحریروں و تقریروں سے چلا رہے ہیں کہ خدا را ایک ہو جاؤ مگر وہ اور زیادہ منتشر اور پریشان ہوتے جا رہے ہیں اور اس کا واحد سبب یہ ہے کہ فرقہ بند مولویوں نے مسلمانوں کے قلب و دماغ میں بغض و عناد کے گہرے جذبات پیدا کر دیئے ہیں اور یہ مسلمانوں کو ایک نہیں ہونے دیتے۔

مسلمان کیونکر متحد ہو سکتے ہیں؟

اس کا طریقہ صرف یہ ہے کہ جو علماء جذبات نفاق و تشاق کو ابھاریں اور مسلمانوں کے خلاف نفرت و عداوت کی تعلیم دیں ان کی پیشوائی کا انہدام کر دیا جائے یعنی عام مسلمان ایسے نفاق پرور علماء اور ان کے کارکنوں کو صاف جواب دیدیں کہ آپ ہم کو بہت دنوں تک قوم و مذہب کے نام پر لڑاتے اور خانہ جنگی کراتے رہے ہیں اب ہم آپ کے پھندے میں زیادہ دن پھنسے رہنا نہیں چاہتے ہم آپ کے پیچھے نہیں اگر آپ کو مسلمانوں سے لڑنے کا شوق ہے تو شوق سے ان کی سرپھٹول میں مگر ہمارا راستہ الگ ہے اور تمہارا الگ میں دعوی کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر مسلمان فرقہ بند علماء کی پیشوائی کا انہدام کر دیں اور ان کی تقلید و اطاعت سے صاف جواب دیدیں تو مسلمان ایک ہی دن میں متحد ہو سکتے ہیں اور اگر عوام اندھا دھند فرقہ بندوں کی تقلید کرتے رہے اور ان کے پنجہ عقیدت میں پھنسے رہے تو یہ دنیا میں کبھی ایک نہیں ہو سکتے۔

حضرات! ہمارے فرقہ آرا علماء اور گروہ ساز رہنما اپنے طرز عمل سے فجر اسلام کی جڑ میں کلہاڑا مار رہے ہیں جس کی مسلمان سلف نے اپنے خون اور پسینہ سے آبیاری کی تھی اور آپ ہیں کہ ان کی ہر طرح حوصلہ افزائی کر رہے ہیں فرقہ آرائی کو ترقی دینے کے لئے ان کی زر و مال سے مدد کر رہے ہیں ان کے غلط کار جوش کو اپنی نادانی سے تقویت دے رہے ہیں اور ان کی اسلامی خدمت کے گیت گا رہے ہیں۔

اس وقت مسلمانوں کا کیا فرض ہے

غالباً آپ کو اس حقیقت میں کوئی شبہ نہ رہا ہوگا کہ بات پر کفر کے فتوے دینے والے، فاتحہ و میلاد کے جھگڑے کھڑے کرنے والے اور حنفی وہابی کا سوال پیدا کر کے مسلمانوں کو آپس میں لڑانے والے مذہب اسلام اور قوم کی جڑوں پر تیشہ لگا رہے ہیں اب آپ کا فرض ہے کہ آپ نام نہاد علماء و پیشوایان مذہب کے اس ہلاکت آفرین طرز عمل کے خلاف علی الاعلان پر زور احتجاج بلند کریں اس لئے نہیں کہ ان کے طرز عمل سے آج تک مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا ہے اور نفاق و شقاق نے ان کو اس حالت تک پہنچایا ہے بلکہ اس لئے کہ ان کے طرز عمل سے غیر قوموں کی نظروں میں اسلام ذلیل و رسوا ہو رہا ہے مسلمانوں کی ساکھ ٹوٹ رہی ہے اسلام کی مقبولیت و تبلیغ و اشاعت کی راہ بند ہے مسلمان ایک انچ بھی ترقی نہیں کر سکتے اور دین کا قیام و استحکام نہیں ہو سکتا جو ملت مسلمہ کا مقصد حیات اور طغرائے امتیاز ہے غرض فرقہ بند علماء کے طرز عمل سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان عظیم پہنچ رہا ہے اور اس کی ذمہ داری ہر سبب پر یکساں عائد ہوتی ہے جو علانیہ یا خفیہ بلاواسطہ یا بالواسطہ زبان قال یا دست عمل سے بے اعتنائی یا اغماض سے ان کی اعانت کرتے اور ان کے حوصلوں کو بڑھاتے ہیں ہم نے سرور کائنات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نہیں پکڑا بلکہ فرقہ بند علماء کے دامن سے وابستہ ہیں ہم شہنشاہ ارض و سما کی خدائی سے انکار و نافرمانی کرتے ہیں مگر مکفرین علماء کو نافرمانی کرنا نہیں چاہتے آہ ہم غرض پرستوں اور نفس کے بندوں کے پنجہ عقیدت میں بری طرح پھنسے ہوئے ہیں اور دشمنان اتحاد کے پیچھے لگ کر اپنے مسلمان بھائیوں کو ہر جائز و ناجائز طریقہ سے ذلیل کرنے کو قومی خدمت تصور کرتے ہیں کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ مسلمان مسلمانوں کے ہمدرد و شفیق بنیں اور فرقہ بندی کو بھاڑ میں جھونک کر خدا کے دین کی خدمت اور اشاعت کیلئے ایک ہو جائیں تاکہ دنیا پر اسلام کا غلبہ ہو اور خدا کے بندے خدا کی حکومت و بادشاہی میں آکر امن کی زندگی بسر کریں۔

مسلمانو! دیکھو دین کے قیام و استحکام میں ہماری فرقہ بندی اور پھوٹ سے رخنہ پڑ رہا ہے ہم سیرت کچھ تھا، پر باد ہو چکے آؤ واعتصموا بحبل اللہ اور اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ پر عمل کریں اعلاء کلمۃ اللہ کریں دین کا پھر پرچار دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچائیں اپنے بھائیوں اپنے سے اختلاف رکھنے والوں اور تمام بنی نوع انسان کو دعوت حق دیں گرم گفتاری نلخ کلامی اور نامعقولیت سے مجتنب رہیں حکمت و دانائی تہذیب و اخلاق اور پاکیزگی کلام سے اپنے اور غیروں کے دلوں کو رام کریں۔ اتحاد و اتفاق کے زرین اصول کو اپنا مقصد حیات بنائیں فرقہ آرائی باہمی بغض و عناد اور ایک دوسرے کی تذلیل و تحقیر کی آلائش سے اپنے دامن اور قلوب و ارواح کو پاک و صاف کر لے اور گرد و پیش کی آگ سے اپنے سرمایہ ہستی کو بچا کر اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے دنیا میں پھیل جائیں فرقہ آراؤں کے مظالم اور ناجائز اقتدار سے اسلام اور مسلمانوں کو نجات دلائیں اور چہار دانگ عالم میں توحید الٰہی کا ڈنکہ بجا دیں۔ کاش آپ میری اس حقیر و ناچیز آواز کو بگوش ہوش سنیں اور بیدار مغزی کا ثبوت دیں اور دین کے قیام و استحکام پر کمربستہ ہو جائیں کہ ہمارے لئے یہی وہ صراط مستقیم اور اصول ترقی و کامرانی ہے جس پر چلکر مسلمان سلف نے کائنات ارضی کو مطیع و مسخر کیا تھا۔ آج اسلام اپنے ہر فرزند سے جس کو اپنے سلسلہ حیات پر ناز ہے اور دین و دنیا میں عزت و کامرانی کی زندگی چاہتا ہے اس وقت اداء فرض کا طالب اور متوقع ہے اے مسلمانو کو سوچنے سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے اور ان کو ایک اور نیک بنائے۔ آمین۔ یارب العالمین۔

دعوت تفکر

(از جناب مولانا حکیم عبدالحمید صاحب لاہور)

مغرب اور اسکے تمدن پہ مٹے جاتے ہو — دیکھو اپنے عمل اور فکر مکافات کرو
اپنے ہاتھوں سے گلا کاٹ رہے ہو اپنا — وشہ غیر کی ناحق نہ شکایات کرو
حدیث عشق و مستی زمن بشنو نہ از واعظ
کہ باجام و سبو ہر شب قرین ماہ و پروینم

تعلیم کا حقیقی مقصد

تعلیم کا مقصد حکومت برطانیہ کی مشین کے پرزے بنانا نہیں بی اے ایم اے ہو جانا نہیں بلکہ اخلاق و کیرکٹر کی مضبوطی ہے جبکہ کسی قوم کی معنوی زندگی کا وجود نہیں نیز افراد قوم کے سامنے کوئی متحدہ و متفقہ مقصد پیش کرنا ہے جس کے حصول کے لئے افراد اپنی ذاتی اور شخصی اغراض زندگی کے ساتھ ساتھ من حیث المجموع مصروف و منہمک ہوں اور اس کی دھن میں وہ سرگرم عمل ہوں اور یہ مقصد ان کو آشنا عزیز ہو کہ جب کبھی ان کے ذاتی اور شخصی مقاصد ان کے مشترکہ قومی مقاصد سے متصادم ہوں تو بے تامل وہ اپنے تمام ذاتی مقاصد اور شخصی فوائد یہاں تک کہ جو اپنے وجود کو بھی اس پر نثار کر دیں یہی تعلیم کی اصطلاح میں علامہ سید سلیمان ندوی نے اپنے خطبہ صدارت علیہ میں اسی "ذہنی وحدت مقصد" کو ایمان سے تعبیر کیا ہے۔

ہمارے نوجوان

اسی چیز کا فقدان ہمارے نوجوان طبقہ میں ہے اور وہ یہ مقصد تعلیم کے حصول کے بعد بھی کوئی مفید کام نہیں کر سکتے اس ضرورت کا احساس ہمیشہ ماہرین تعلیم نے کیا ہے "آکسفورڈ" خلیفہ شجاع الدین صاحب نے مجلس استقبالیہ کے صدر کی حیثیت سے جو خطبہ ۵ اپریل ۱۹۳۳ء کو مسلم یونیورسٹی کے کنووکیشن کے تعرض میں دیا اس میں فرماتے ہیں:-

"یہ قطعاً غلط ہے کہ محض خواندگی سے ہماری مشکلات کا خاتمہ ہو جائے گا حقیقی مقصد تو قوم کا رتبہ بلند کرنا ہے اور یہ مقصد صرف لاعلمی میں کمی واقع ہو جانے سے حاصل نہیں ہو سکتا ضرورت ہے کہ نظام تعلیم میں بنیادی تبدیلی کی جائے تاکہ اس کے مطابق درس و تدریس کا ایسا لائحہ عمل تیار ہو سکے جس سے طالب علم سوسائٹی کا کارآمد رکن بن سکے"۔ صفحہ ۶۔ سطر ۱۰۔

اس مقصد کے متعلق استاذ عبدالعزیز میمنی رکن مجمع العربی دمشق و استاد علیگڈھ مسلم یونیورسٹی نے ایک انٹرویو میں فرمایا:-

"اس زمانہ میں جو سعی اور جہاد کے لئے مخصوص ہے مسلمانوں کی صحیح قیادت کرنے والا کوئی نہیں ساتھ ہی ان میں فرقے اور احزاب پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے ان کو وحدت قومی سے دور پھینک دیا ہے مسلمان اتحاد کی قوت سے نا آشنا ہیں"

سانحہ غدر سے قبل مسلمانوں کی تعلیمی حالت

اس میں کوئی شک نہیں کہ سانحہ غدر سے پہلے مسلمانوں کی تعلیمی حالت بیشک ابھی تھی میرے اس دعوے کے اثبات میں بنگال سول سروس کے پنشنر سٹر ہنری ہیرنگٹن طامس کے یہ الفاظ جو انہوں نے ۱۸۵۸ء میں کہے تھے شاہد عادل ہیں:-

"عزم تعلیم اور ذہنی صلاحیت کے لحاظ سے مسلمان ہندوؤں سے کہیں زیادہ قابل ہیں اور بیشتر ہندوان کے سامنے طفل مکتب معلوم ہوتے ہیں علاوہ اس کے مسلمانوں میں کارگذاری کی اہلیت زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے سرکاری ملازمتیں زیادہ تر انھیں کو ملتی رہیں اس طرح ان کو سرکاری کاموں اور ملکی مصالح سے واقفیت کا موقع ملا اور ان کی رائے کو وقعت حاصل ہوگئی"۔

اسی سلسلہ میں اس وقت کے نظام تعلیم کے متعلق خان بہادر مولوی غلام یحییٰ احمد ڈپٹی انسپکٹر اسکولز نے ۱۸۶۲ء کے سسم آؤٹ لک میں گورنمنٹ کی تعلیمی پالیسی کے متعلق آرٹیکل دیا تھا وہ بھی باعث دلچسپی ہوگا فرماتے ہیں اگر میں غلطی نہیں کرتا تو نظام تعلیم کے مشہور طامس ارنلڈ نے اس وقت ۱۸۵۴ء میں اس صوبہ کی سب سے پہلی تعلیمی رپورٹ مرتب کی تھی سٹر ارنلڈ نے اس وقت سررشتہ تعلیم کو مسلمانوں کے ہاتھوں میں پایا تھا انہوں نے لکھا ہے کہ بحیثیت معنی میدان ان کے ہاتھوں میں ہے نفاست جات سے سکولوں میں مسلمان بچوں کی زیادتی ظاہر ہوتی ہے اس امر سے بلاشک و شبہ واضح رہے کہ علمی کے پیشہ پر مسلمانوں کی قبضہ کا ایک خاص قابل لحاظ امر یہ ہے کہ مسلمانوں کے سکولوں میں فارسی پڑھنے کے لئے بہت سے ہندو لڑکے ان پر اعتماد کرتے ہیں میں یہ بھی سمجھنے پر مجبور ہوں کہ مسلمان طلبہ کی جو تعداد پنجاب میں بڑھ رہی ہے وہ اسی اعتماد کا نتیجہ ہے اس میلان کو رد کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

مذہبی شغف

میرا ایمان ہے کہ یہ سب کچھ اسی برکت کا نتیجہ تھا جو مغربی تہذیب کے ہلاکت آفرین حملہ سے قبل مذہبی شغف کی وجہ سے مسلمانوں میں موجود تھی آج ہم بری طرح محسوس کر رہے ہیں کہ موجودہ جہل مادی تعلیم نے ان خاصی چشموں کو خشک کر دیا ہے۔

انیسویں صدی کے ہندوستانیوں کا خدشہ کہ انگریز ہندوستانیوں کو لازماً مذہب یا عیسائی بنانا چاہتے ہیں بالکل درست تھا ۱۸۳۵ء میں مسلمانوں نے اٹھہ ہزار آدمیوں کے دستخطوں سے درخواست دی تھی کہ انگریزی تعلیم کا مقصد مسلمانوں کو عیسائی بنانا ہے اسلئے اعلیٰ و ادنیٰ مدارس کے سکولوں میں انجیل کی تعلیم نہیں ہونی چاہیے۔

۱۸۵۳ء میں بھی اسی مضمون کی درخواست ہندوؤں نے بھی پارلیمنٹ میں پیش کی تھی اور یہ پادریوں کے ان کے پاس کئی قرآن موجود تھے باوجود اس جیچ پکار کے گورنمنٹ کی پالیسی میں کچھ فرق نہ آیا چنانچہ سٹر میکلس کی ایک تقریر جو اس نے ۱۸۵۳ء میں پارلیمنٹ کے دارالعوام میں کی، کے الفاظ یہ تھے۔

"خداوند تعالیٰ نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے کہ ہندوستان سلطنت انگلشیہ کے زیر نگین ہے تاکہ عیسیٰ مسیح کی نیچ کا جھنڈا ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے تک لہرائے ہر شخص کو اپنی تمام تر قوت تمام ہندوستان کو عیسائی بنانے کے عظیم الشان کام کی تکمیل میں صرف کرنی چاہیے اور اس میں کسی طرح کا تامل نہیں کرنا چاہیے"

دفاتر کی زبان فارسی تھی جو بہت عرصہ تک ہمارے علوم کے اجراء و بقا کا سبب تھی لیکن شاہ عالم ثانی سے معاہدہ کرنے کے باوجود کہ دفاتر کی زبان فارسی ہی رہے گی ایک

۱۹۲۸ء میں پاس کر کے نافذ کر دیا گیا جس کی رو سے بقول مس ریڈ "ایک چھوٹا سا بیج بو دیا گیا اور اس کے پھل سے ہم اب بہرہ اندوز ہو رہے ہیں یہ عدالتوں کی زبان کی تبدیلی تھی جو فارسی سے انگریزی کر دی گئی ہندوستان کی تعلیم کو مغربیت کا رنگ دینے کا قانونی نتیجہ یہ تھا یہ تبدیلی معمولی معلوم ہوتی تھی مسلمانوں نے اس تبدیلی پر سخت احتجاجات کئے اور فی الواقعہ یہ صورت ان کے لئے سخت برباد کن تھی"

مسلمانوں کی بربادی

طامس آرنلڈ کے اس مشورہ کو گورنمنٹ نے قبول کیا جو آخری فقرہ میں اس نے دیا تھا اب مسلمان ہر لحاظ سے پیچھے رہ گئے۔

۱۸۵۴ء میں مسٹر میو نے مسلمانوں کی پسماندگی پر اظہار افسوس کیا ۱۸۸۲ء میں سر ولیم ہنٹر نے مسلمان حکام ہندوؤں کے سر تھے یا حالانکہ نظام تعلیم انگریزوں کے ہاتھوں میں تھا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"چالاک ہندوؤں نے تمام ملک کو ایسے سکولوں سے پاٹ کر دیا ہے جو خود ان کی ضرورت کے مطابق ہیں اور قطعاً مسلمانوں کے حسب حال نہیں"

۱۸۸۲ء میں تعلیمی کمیشن نے مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے لئے سفارشات کیں لیکن ان پر عملدرآمد نہیں کیا گیا۔

۱۸۹۳ء کے اعداد و شمار ملاحظہ ہوں۔

صوبہ بنگال میں ۲۷ ہزار پبلک اسکولوں میں سے صرف ۲ مسلمان تھے۔

" " ۱۰۹ اب اسکولوں میں سے صرف ۹ مسلمان تھے۔

" " ۲۹۰ استادوں میں سے صرف ۱۱ مسلمان تھے۔

گورنمنٹ نے اپنے اس قابل کی تائید کی چنانچہ ۱۸۹۶ء میں ۲۴ جون کی قرارداد میں ہے:

"نقشہ جات کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بادجود گورنمنٹ کے بدیہی احکام کے ۳۹۲ استادوں میں سے صرف ۲۶ مسلمان ہیں"

مغربی تعلیم کی خاصیت

ان حقائق کے بعد روشن کی طرح ظاہر ہے کہ ہمارے نوجوان مسلمانوں میں مذہبی رجحان کا نہ ہونا ایک گہری چال کا نتیجہ ہے اور قرآن حکیم اور مذہبی تعلیم ہی وہ تریاق ہے جو اس بے کاندوں کے گروہ کو ذمہ دار شہری بنا سکتا ہے۔ مغربی تعلیم کی خاصیت خود مسٹر الفنسٹن اور الیف ڈارلوں کی زبانی سن لیجئے وہ اپنی تعلیمی یادداشت میں لکھتے ہیں:۔

"ہم نے ہندوستانیوں کی ذہنیت کے چشمے خشک کر دیئے ہیں اور ہماری فتوحات کی نوعیت ایسی ہے کہ اس سے نہ صرف یہ کہ تعلیم کی طرف رغبت نہیں ہوتی بلکہ اس سے حقیقی علم سب ہو جاتا ہے اور علم کے پچھلے ذخیرے الٹا ضائع ہو جاتے ہیں ہمیں اس الزام کے رفع کرانے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے" مگر اس الزام کا اندفاع اس طرح کرتے ہیں "میں علانیہ تو نہیں یا بالواسطہ پادریوں کی حوصلہ افزائی کرتا رہوں گا کہ ہو سکتا ہے اگرچہ مجھے محمد صاحب سے اس بارہ میں اختلاف ہے کہ مذہبی امور میں امداد کرنے سے انتظار کیا جائے تاہم جب تک کہ ہندوستانی لوگ عیسائیوں کی شکایت نہ کریں تب تک ان کی تعلیم کے مفید ہونے میں شک نہیں اگر اس تعلیم سے ان کی آمد میں یقینی بلا پیدا نہ ہو سکے کہ وہ اپنے مذہب کو لغو سمجھنے لگیں تاہم وہ اس سے زیادہ محنتی اور ایماندار رعایا ثابت ہو جائینگے"

یہ خیال پورا ہوا اور ہمارے نوجوان آج واقعی مذہب کو لغو سمجھ رہے ہیں بہتر ہو کہ آپ اس تعلیم کے نتائج علامہ شبلی کے الفاظ میں سن لیں۔

۱۹۱۴ء میں جب مولانا مرحوم مویشیوں کے مدد سے کو چھوڑ کر گڈھ کالج میں گئے تو وہاں کے طلبہ کو وہ بلکہ حسب ذیل فقرے کہے۔

"یہاں اگر میرے خیالات مضبوط ہو گئے معلوم ہوا کہ انگریزی خواں فرقہ نہایت اہم فرقہ ہے مذہب کو جانے دو خیالات کی وسعت سچی آزادی بلند ہمتی ترقی کا جوش برائے نام نہیں یہاں ان چیزوں کا ذکر نہیں آنا بس طالی کوٹ پتلون کی تماشا گاہ ہے ہمارے شہر کے نوخیز لڑکے مجھ کو بی اے کی نسبت یقین دلاتے تھے کہ وہ مذہبی باتوں کو تمام تر ضیعت شمار کر دیں گے لاحول ولا قوۃ غرب تو زمین کی حرکت کو بھی نہیں سمجھ سکتے (مکاتیب)

اس ہلاکت کا علاج اور طریق کار

ان امور کے ذہن نشین کرنے کے بعد صاف ظاہر ہے کہ نوجوانوں کی اس مردنی اور لامذہبی کا علاج صرف پیغام اسلام کی تعمیل حفاظت اور بقاء سے ہو سکتا ہے اب اس وقت تعلیم پاکر بقول پاکر جو مدرسے نہ پڑھتے تو سطوح کھاتے کہا کر وہ مکھیے گئے اور تعلیم پاکر اس مکھوئے گئے گروہ کی اصلاح صرف اس تریاق کے ہم پہنچانے سے ہو سکتی ہے جو ان کو مقصد زندگی بتائے اور ان پر حیات ملی کے اسرار کھولے

(۱) اب سوال یہ ہے کہ کالج کے طالب علموں کے سامنے کس طرح اسلام کے حقائق پیش کریں ظاہر ہے کہ جو طلبہ کالج میں داخل ہوئے ہیں ان میں سے بعض تو وہ ہوں گے جن میں کچھ مذہبی احساس ہو گا لیکن اس احساس کی صحیح معاونت نہ ہونے سے اس کے مٹ جانے کا اندیشہ ہے۔ بعض ایسے طالبعلم ہوں گے جو سکول کا لائف میں ہی اس جذبہ کو کسی حد تک مٹا چکے ہوں گے اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اول الذکر کے اس رجحان مذہبی کے لئے ایسی شاہ راہ تجویز کر دی جائے جس سے ان کے قلوب ہمیشہ کے لئے اس روحانی کیفیت سے آشنا ہو جائیں ثانی الذکر کے سلسلہ میں زیادہ وقت ہو گی لیکن بیراگدشت چند سالوں کا تجربہ ہے کہ ان کے سامنے اگر حقائق قرآنی اس طرح پیش کئے جائیں کہ دیکھ

نظام کائنات وہی ہے ذوابین فطرت وہی ہیں انسان بھی وہی ہے اور اس کے اصول بھی وہی ہیں اگر آج سے تیرہ سو سال پہلے نبی آدم کے ایک بدترین طبقہ نے اس مقدس کتاب کے پیش کردہ اصولوں پر عامل ہو کر ترقی کے منازل طے کر لئے تھے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہر محض اس سے نفرت کریں کہ ان دنوں اس کے اکثر حاملین بے عمل ہیں اور ان کی بے عملی کی وجہ سے ہمارا فنی خیال طبقہ قرآنی علوم سے متنفر ہے پھر یقیناً اس تنخ کیجا سے تمسک کرنے کی بدولت عزت و عروج کے اسی مقام پر فائز الدام ہو سکتے ہیں جس پر ہمارے اسلاف ہوئے مغربی تعلیم بظاہر خوشنما ہے مگر درحقیقت ایک چمکتا ہوا ریتا ہے جس پر ایک مسافر آب رواں کا دھوکہ کھائے ترجمان حقیقت نے کیا خوب

قدح طرفہ فروزند کہ فرنگ فادمارا ہمہ آفتاب لیکن اثر سحر نہ دارد

ان نوجوانوں کے سامنے یہاں ہیں قرآن حکیم پیش کرنے سے: ہاں یہ بھی خیال رکھنا ہے کہ ہم صرف وعظ کہنے سے کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک اس وعظ کی اہمیت کا بھی ان کو احساس نہ کرا دیں ان کے قلب سے یہ خیال مٹا دینے پڑینگے کہ سائنس مذہب کے خلاف ہے بلکہ ان کو بتانا پڑے گا کہ مذہب اور سائنس روشنی کی دو کرنیں ہیں مذہب خدا کا قول ہے تو سائنس خدا کا فعل ہے ان دونوں میں تضاد

ناممکن ہے آج اگر یورپ ترقی کر رہا ہے تو محض اسلئے کہ وہ قوانین فطرت کا مطالعہ کرتا ہے جس کا بہترین درس قرآن حکیم دیتا ہے

ہمیں معلوم ہے کہ ازمنہ وسطیٰ میں جب مارٹن لوتھر وغیرہ نے ان سفید پڑی والوں کو نظام کلیسائی سے چھڑایا نہیں یہ اس قعر ذلت سے نہیں نکل سکے۔ اور ان کے زمانہ جہالت میں قرآن حکیم کے دستور کے بہتر ادبیات کے علاوہ معقول انسانی پر بھی حکمران تھے ان کی تصنیفات یورپ میں اسی نظر سے دیکھی جاتی تھیں جس طرح یورپ کی تصنیفات آج ہندوستان میں دیکھی جاتی ہیں: ۔ ۔ ۔

دورِ تغیر و انقلاب میں مسلمانوں کا فرض

از جناب مولانا نذیر احمد صاحب

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی، نہ جو کسی خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا دنیا کا کون و فساد کا گہوارہ اور تغیر و انقلاب کا گھر ہے۔ اس میں ایک ہی وقت میں سینکڑوں ہزاروں محل بنتے اور سینکڑوں ہزاروں بگڑتے ہیں کائنات کا ذرہ ذرہ تغیر و تبدیلی کا منظر ہے، دنیا کی کسی چیز کو قرار نہیں، وہ گویا ایک مسافر خانہ ہے جس میں ہمیشہ مسافروں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور یا یوں سمجھئے کہ دنیا ایک ایسا اسٹیج ہے جس پر دنیا کی قومیں اور افراد اپنا اپنا اچھا یا برا ایکٹ کر کے چلے جاتے ہیں غرض جس طرح طبیعیات کی دنیا میں بھی پے در پے انقلابات ہوتے رہتے ہیں اور یا قوام و افراد کے لئے تعمیر و تخریب اور عروج و زوال ایک لابدی چیز ہے۔

جہاں تک تاریخ اقوام کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے اس کے متعدد اسباب ہیں جن میں سے ایک بڑا سبب انسان کی زندگی میں پیدا ہونے والے تغیرات پر ایک نگاہ غائر ڈالی جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ جس صحیح حالات اور گردوپیش کی ضروریات انسان کے دل میں نظام عالم کی بعض خامیوں کا احساس پیدا کرتی ہیں اور یہی احساس ایک صاحب نظر کے دماغ میں نئے خیالات کی تخلیق کا باعث بنجاتا ہے سمجھدار اور ہوشمند قومیں ذرا سی زبان تبلیغ و ارشاد کے آئینہ میں اپنے احساسات قلبی کو منعکس ہوتا دیکھکر اس کے گرد و پیش ہو جاتی ہیں اور تازہ دماغ اور نیا دل زمانہ کی نئی تعلیم سے کسب فیض کر کے ایک نئے زندگی انقلاب کی بنا ڈالدیتا ہے پھر یہ ذہنی انقلاب پختہ ہو کر دنیا کے عمل میں کامیاب ہو جاتا ہے اور یہ تمام تغیر و تبدل کی کہانی کا آخری انجام عروج و ارتقاء پہونچ جاتی ہیں پرانا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ نیا نظام لے لیتا ہے۔

زندہ اور مردہ قوموں کا فرق و امتیاز

آپ نے معلوم کر لیا کہ اقوام کی تعمیر و تخریب کے کام میں ہر وقت مشغول ہوتی ہیں دنیا میں یہ سلسلہ کبھی انقلابات ہوتے رہتے ہیں اور قوموں کا عروج و زوال ایک عارضی چیز اور چلتی پھرتی چھاؤں ہے اب جو قومیں زمانہ شناس صاحب نظر، بیدار اور ہوشمند ہوتی ہیں وہ زمانہ کے انقلاب اور اپنی ذلت و شکست سے گھبراتی نہیں بلکہ مردانہ وار زمانہ کی اضطراب انگیز موجوں میں کود پڑتی ہیں حوادث و مصائب کا ہمت و استقلال کے ساتھ مقابلہ کرتی ہیں، اتفاد زمانہ کو پہچانتی ہیں مقتضیات وقت کا ساتھ دیتی ہیں انقلاب کے سانچے میں ڈھل جاتی ہیں ہمہ گیر تغیرات دنیا کے نتائج کا باحسان نظر مطالعہ کرتی ہیں، اور بدلے ہوئے رسم و رواج اور دنیا کی نئی نظام حیات کو خیر باد کہکر نئے نظام کے ماتحت اپنی زندگی کی بنیادیں استوار کرتی ہیں ایسی ہی قومیں زندہ کہلاتی ہیں ہوشمند ترقی پذیر اور پر اقتدار سمجھی جاتی ہیں، اس کے مقابلہ میں جو قومیں زمانہ شناس کو گناہ نظر انا سمجھ بیٹھتی ہیں جاہل اور ذلیل و محکوم ہوتی ہیں وہ زمانہ کے تغیر و انقلاب اور ذلت و شکست سے گھبرا کر عقل و خرد کو جواب دیدیتی ہیں خطرات و مصائب کو طوفزدہ ہو کر گوشہ عافیت ڈھونڈھتی ہیں ہمت و استقلال کو خیر باد کہدیتی ہیں رفتار زمانہ سے قطعاً ناآشنا ہو جاتی ہیں مقتضیات وقت سے منہ موڑ لیتی ہیں زمانہ کے انقلاب سے آنکھیں بند کر لیتی ہیں ہمہ گیر اثرات و نتائج سے سراسر غافل ہو جاتی ہیں وہ غرض کنڈم سو جاتا ہے سوچئے سوچنے کی قوت باقی نہیں رہتی بلکہ دماغ الٹا ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو بات سمجھ میں آنی چاہیئے اور جس پر دھیان دینا چاہیئے وہ سمجھ میں نہیں آتی اور نہ اس پر دھیان دیا جاتا ہے اور جو بات سمجھنے کی نہیں ہوتی وہ جلدی سمجھ میں آجاتی ہیں ترقی و تقدم کی راہوں پر جلد اور دشوار ہو جاتا ہے اور تباہی و بربادی کی راہیں کھل جاتی ہیں برائے رسم و رواج اور دقیانوسی نظام حیات کو الہامی مان لیتی ہیں اور نیا نظام ان کی قوم میں داخل نہیں ہو سکتا مختصر طور پر سمجھ لیجئے کہ مردہ اور بیمار قوم کسی سے پہلے لوازم بگڑ جاتا ہے اور وہ زمانہ اور تغیر و انقلاب سے الگ تھلگ کر کے دائمی قدامت پسندی کر دیتی ہے یہی حال بدقسمتی سے آج مسلمانوں کا ہے اگرچہ ان میں زمانہ شناس مبصر بن ملت اور رہبران قوم کی کافی تعداد ہے جن کا وجود مغتنمات میں سے ہے تاہم ان کی اکثریت خاص کر سوسائٹیوں اور افراد نے مقتضیات وقت کو نہیں پہچانا اور عوام ابھی تک قدامت پسندی کے غار میں پڑے ہوئے موت کا انتظار کر رہے ہیں۔

کمزور قوموں کیلئے عبرت و موعظت

قوموں کا عروج و زوال ایک عارضی چیز اور چلتی پھرتی چھاؤں ہے دنیا ہمیشہ انقلاب و تغیر کا یہ ہوشربا منظر دیکھتی رہی ہے کہ ہر قوم اپنی اپنی باری اسٹیج عالم پر آکر اپنے اپنے محیر العقول پارٹ ادا کر کے اور دوسری قوموں کے لئے جگہ چھوڑ کر چلی گئی یہ تماشہ ہمیشہ ہوتا رہا اور ہمیشہ ہوتا رہیگا عبرت اور نصیحت حاصل کرنے والی قومیں اپنی داستان تنزل سنا سنا کر روتی رہتی ہیں اور زندہ و بیدار قومیں گزرے ابھرتی رہتی ہیں۔

ذرا جنگ عبرت والے کو دیکھئے اور دیکھئے کہ گذشتہ جنگ عمومی میں وہ کونسی بربادی اور تباہی تھی جو جرمنی پر نہیں آئی جنگ نے اس کو دیوالیہ کر دیا خزانے خالی ہو گئے صنعت و حرفت فنا ہو گئی لاکھوں نوجوان قتل ہو گئے پورا ملک بیکاری اور بھوک و فاقہ میں مبتلا ہو گیا خام پیداوار جاتی رہی بیرونی مقبوضات نکل گئے اور تباہی و بربادی کی رہی سہی کسر تاوان جنگ پوری کر دی اور ایک برباد شدہ ملک کو دنیا نے پیغام فنا سنا دیا جرمنی کے دوست دو شمن سب کو یقین ہو گیا تھا کہ اب جرمنی کا زندہ رہنا اور ابھرنا ناممکن ہے اور اب اس کی تاریخ ختم ہو گئی حقیقت یہی ہی تھی کہ جرمنی برباد یا ل جرمنی پر آئی تھیں ان کا نتیجہ یہی نکلا جا سکتا تھا کہ اگر جرمنی کی جگہ دنیا کی کوئی اور قوم ہوتی تو یہی نتیجہ بالکل یقینی اور صحیح تھا۔

مگر یہ کس کو معلوم تھا کہ اتنی سخت ضربوں کے بعد بھی یہ مردہ قبر سے نکل آئیگا تباہی و بربادی کے عمیق سمندر میں فنا کے تھپیڑوں سے اپنی کشتی حیات کو صحیح سالم بچا کر لیجائے گا اور ساری دنیا کو اپنی زندگی اور ترقی کا ایک دلچسپ طلسم اور معجزہ دکھائے گا جس پر عقل انسانی حیران و ششدر رہ جائیگی کسے خبر تھی کہ یہ محض جرمنی کے آسمان پر اڑتی ہوئی نظر آرہی ہے یہ محض نہیں بلکہ جرمنی کی یہ قومی عظمت

بالکا سرائی ہے اور یہ علم و حکمت اور انسانی اولوالعزمی کا تخت ہے جو فضائے آسمانی میں برابر ترقی کر رہا ہے۔

مایوسی کی تاریک گھٹاؤں سے آفتاب اقبال کا طلوع

دنیا کی پسماندہ اور مردہ قومیں وہ دیکھیے خوفناک موت اور مایوسی کے تاریک بادلوں سے جرمنی کا آفتاب اقبال طلوع ہو رہا ہے اور فضائے آسمانی میں رائٹر مہیبی لاش دنیا والوں کو پیغام حیات سنا رہی ہے اگر گوش شنوا ہے تو سنو اور چشم حقیقت بیں ہے تو دیکھو آج جرمنی پھر اول درجہ کی یورپین طاقت بنتی جا رہی ہے فرانس اور برطانیہ نے آج سے دس برس پہلے ورسیلز کے محل میں بیٹھ کر جس کا گلا گھونٹا تھا وہ پھر نئم ٹھونک کر میدان ترقی میں آگیا ہے اپنے دشمنوں اور بدخواہوں کو للکار رہا ہے اگر ابھی اور اب مقابلہ ہے تو آؤ اور اس مردہ سے آنکھ ملاؤ تم زندوں کا ناطقہ بند کر دوں تو سہی۔

مسلمانو! تمہارا تاج و تخت گئے ہوئے تقریباً سو سال ہو گئے اور ترکی نصف صدی سے زندہ ہونے اور ترقی کرنے میں لگے ہوئے ہیں مگر تم زندہ ہونے اور ترقی کرنے میں نہیں آتے بلکہ اپنی خانہ جنگی، پھوٹ اور اختلاف سے تباہی کی طرف جا رہے ہو مگر جرمنی کو ہی تو دیکھو کہ صرف دس ہی برس میں کیا سے کیا بن گیا تم رو رہے تھے اور وہ تباہی کے سمندر سے گویا مرسٹ صعود نکال لایا۔

آج جرمنی دنیا کی تیسری اقتصادی طاقت ہے برطانیہ اور امریکہ کے بعد سب سے بڑی تجارت کا مالک بن گیا ہے اس کی صنعت و حرفت بڑی تیزی کے ساتھ اسی سطح پر آرہی ہے جہاں جنگ سے پہلے تھی اور اپنی فوجی طاقت کے بل پر اپنے حریفوں کو دعوت مبارزت دے رہا ہے کیا تمہارے لئے اس میں کوئی عبرت و موعظت ہے کیا تم جرمنی سے خطرات و مصائب اور مایوسی و درماندگی کے سمندر میں زندہ رہنا اور ترقی کرنا سیکھو گے اور اس بات کا کھوج لگاؤ گے کہ آخر جرمنی کی اس حیرت انگیز ترقی اور کامیابی کا راز کیا ہے۔

جرمنی کو کس چیز نے موت کے منہ سے نکالا

یہ سمجھنے سمجھنے کے لئے تو جرمنی کی کامیابی میں کوئی عبرت و موعظت نہیں لگتا قسمت اندیش قوموں کے لئے بہت کچھ سرمایہ عبرت ہے آؤ میں تمہیں جرمنی کا راز کامیابی بتلا دوں ذرا بجل بیسمارک سنو جرمنی کو جس چیز نے موت کے منہ سے نکالا اس کی زندہ شناسی، علم و حکمت ہمت، محنت، عملی جد و جہد اشتراک عمل، صنعت و حرفت اور اپنی حالت کا صحیح اندازہ لگا لینا ہے جرمنی قوم میں ایک امتیازی صفت یہ ہے کہ وہ فتح و شکست دونوں حالتوں میں بہادر اور مستقبل مزاج رہتی ہے وہ نہ فتح کی مسرت سے دیوانہ ہو کر اپنے مستقبل کو نظر انداز کرتی ہے اور نہ شکست سے ہراساں ہو کر ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ رہتی ہے علاوہ ازیں جرمنوں میں خود اعتمادی کا جذبہ اتنا قوی اور زیادہ ہے کہ دنیا کی کسی اور قوم میں اتنا نہیں مختصر طور پر یہ سمجھ لیجئے کہ جرمنی میں جو کچھ بھی ہے عمل، کارفرمائی اور ہمت و استقلال کی کارگذاریاں ہیں۔

جرمن سے کمزور و درماندہ قومو کو کیا سبق ملتا ہے

یہی کہ اگر دنیا میں زندہ رہنے اور حاصل کرنے کی تمنا ہے تو پہلے رفتار زمانہ کو پہچانو اپنے دوست دشمن میں تمیز کرو جو قوم اپنے دوست دشمن اور ہمدرد و بدخواہ میں تمیز نہیں کرتی وہ ہمیشہ خانہ جنگی، نزاعات و اختلافات اور نفاق و شقاق میں مبتلا رہتی ہے جیسی کہ آج جنوبی سے مسلمانوں کی حالت ہے، علوم و حکمت کے مالک بنو قوم کے افراد کو زیور علم و عقل سے آراستہ کرو ہمت و استقلال سے کام لو، اپنی قوم سے بیکاری اور تنبلی کو دور کرو قوم کا کوئی فرد بیکار نہ رہے سب کار ہوں اور محنت سے کام لیں عمل جد و جہد سے غافل نہ رہیں تو یہ تمام افراد قوم کی فلاح و بہبود میں اشتراک عمل کریں کسی قسم کی چھوٹ اور اختلاف نہ رہے اس کا نصب العین صاف، بلند اور اعلیٰ ہو اور قوم کے رہنما و پیشوا قوم کی صحیح حالت کا اندازہ لگانے میں نہج و شکست اور عروج و زوال دونوں حالتوں میں مستقل مزاج رہنا چاہیئے اور کسی حال میں بھی اپنے مستقبل سے غافل نہ رہیں اور قوم کا بچہ بچہ خود اعتمادی کے جذبہ سے سرشار نظر آئے۔

یہ ہیں قوموں کی ترقی و کامرانی کے وہ شاہراہ اصول جن پر جرمنی نے عمل کیا اور دوسری قوموں کو سبق دیا کہ تم بھی الٰہی پر کار رہنا ہو۔

افسوس صد ہزار افسوس کہ مسلمان چیختے چلاتے تو بہت کچھ ہیں مگر سوچتے سمجھتے کچھ نہیں ان اصولوں پر عمل پیرا تو کیا ہوتے اور الٹا ان کے برعکس باتوں پر عمل کر رہے ہیں یعنی زمانہ شناسی کے جوہر سے عاری ہیں علم و حکمت سے بے بہرہ ہیں جس قوم کے نوے فی صدی افراد تعلیم سے ناآشنا ہوں اس کو علم و حکمت سے بے بہرہ کہا جا سکتا ہے باقی جو لوگ علم و حکمت کے مالک ہیں ان کا نام قوم نہیں، ہمت و استقلال نام کو نہیں عمل خانوں رہتے ہی تمہارے ہیں قوم کے لئے قربانی اور ایثار تو کیا خاک کریں گے محنت و مردی سے گھبراتے ہیں سہل انگاری کو سب کرنے پر حریص ہیں ملازمت امد کونسل کی ممبریوں کو ہی معراج کمال سمجھتے ہیں جہاد کے نام سے موت آتی ہے حکمت و چالاکی کو شعار زندگی بنا رکھا ہے خدا جانے تم کیا ہو، تم پر فخر ہے قوم اور مذہب کو اپنے مفاد کی خاطر پہاڑ میں جھونک دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں دوسری اقوام کا خوف تمہارے اوپر مسلط ہے اپنی زندگی کو ہندوؤں یا انگریزوں کے رحم و کرم پر منحصر سمجھتے ہیں صنعت و حرفت کا خیال تک نہیں آتا غرض ان تمام پندوں سے جو کسی قوم کی تعمیر و اصلاح کے لئے لازمی ہیں مسلمان نابلد ہیں اور جو چیز میں قوم و مذہب کی جڑوں کو کھوکھلا کرتی ہیں وہ ان میں بدرجۂ اتم موجود ہیں گویا زندگی اور ترقی سے بیر اور موت و پستی سے پیار ہے۔

مسلمانو! ابھی وقت ہے زمانہ کی رفتار کو پہچانو ورنہ مٹ جاؤ گے آئے دن انقلابات سے باخبر رہو دنیا کی زندہ قوموں کا جائزہ لو ان کے عروج و ترقی کے اسباب پر غور کرو قوموں سے سبق حاصل کرنا کمال کے گنبد سے نکل کر میدان عمل میں آؤ قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ کا مطالعہ کرو اور ایثار و قربانی پر بسمل و جاں آماد ہو جاؤ کہ نصرت و مصائب کے حوالہ کر دو تمہاری زندگی اور ترقی اسی میں ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

ہندوستان کے مبلغ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے ملفوظات

پڑھنے سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کتاب کس پایہ کی ہوگی جبکہ اس کے مرتب ایسے فاضل اور جمع کرنے والے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ہوں۔

قیمت صرف آٹھ آنے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دُنیا میں امن اسلام قائم کرسکتا ہے یا یورپ؟

اس وقت دنیا یورپین طاقتوں کی باہمی کشمکش، رقیبانہ چشمک زنی اور گھوڑا گھاری سے بہنہ کدہ بنی ہوئی ہے جنگ و جدل کا دیو تا اپنی پوری شان تباہ کاری کے ساتھ دل و دماغ پر حکمرانی کر رہا ہے اور دنیا جہنم کی لپٹ میں آئی ہوئی ہے اس وقت یہ مضمون یقیناً دلچسپی کے لئے بڑا ہوگا جو علی الخصوص بہ تخفیف اسلحہ کانفرنس کی ناکامی کے ساتھ ختم ہوگئی ہے یہ مسئلہ پوری دنیا کی توجہ کا مرکز بن گیا ہے اور امن پسند ان عالم بجا طور پر متفکر اور پریشان ہیں کہ اب دنیا کا کیا حشر ہوگا۔

تخفیف اسلحہ کانفرنس کیوں ناکام ہوئی

اب دیکھنے اور سوچنے سمجھنے کی بات یہ ہے کہ آخر سالہا سال کی جانفشانہ جہد اور کوششوں کے باوجود یہ کانفرنس یورپین طاقتوں کی اصول کا غلط تھا، وہ یورپین طاقتوں کی رضا فرماں ہتھیار بندی کو موقوف کرنا چاہتے تھے مگر جنگ و جدل کے مؤثرات و مہیجات کا سدباب ان کے پیش نظر نہ تھا وہ اسلحہ کی تسدید توڑنا چاہتے تھے مگر اپنی اپنی جوع الارضی کا راستہ مسدود کرانا نہیں چاہتے تھے اور وہ جنگ عمومی کے صحموں کا زوال تو ضرور چاہتے تھے لیکن بغض و عناد اور رشک و حسد کے جو چھالے یورپین طاقتوں کے دلوں میں موجود ہیں ان کا مداوا نہ چاہتے تھے پھر یہ کانفرنس کامیاب و بامراد کیسے ہوتی غرض دنیاوی غلطی صرف یہ ہوئی کہ یورپین طاقتیں تہیہ بندی کا مقصد صرف یہ سمجھتی تھیں کہ صرف یورپ اور اگر کسی ہتھیاروں سے حریف و مقابل طاقتوں کو نہتا کر دینا چاہیے حالانکہ صحیح اصول کار یہ تھا کہ وہ یورپین طاقتوں کو سیاسی، اطلاقی اور اقتصادی حیثیت سے بھی نہتا کر دینے کی کوشش کر دیتے مگر ایسا نہیں ہوا اس لئے یہ کانفرنس ہر لحاظ سے تاریک مستقبل کے ساتھ ختم ہوئی۔

یورپ کے امن و امان کی بنیادی شرط

بھلا جہاں یہ ہے تو بھی انصاف تھا کہ تہیہ بندی میں فرق و امتیاز روا رکھا گیا یعنی بعض طاقتوں کو نہتا کر دینے اور بعض کو آزاد چھوڑ دینے کی پالیسی پر عمل کیا گیا۔ اس طرح جنگ کو تو بند کر دیا جاتا مگر جنگ کے اسباب روکنے کی کوشش نہیں کی۔ ذرا غور کرو کہ بعض سے ہتھیار رکھوا لینے اور بعض کو ہتھیار بند رکھنے کی کوشش کرنا امن کی کوشش تھی یا جنگ کی درحقیقت یہ امن کا نہیں جنگ کا موجب تھا۔ یورپ کے امن و امان کی بنیادی شرط یہ تھی کہ تمام سلطنتیں ایک ساتھ اور ایک قسم کا قدم اٹھائیں یا تو سب کے سب ہی جاتیں اور یا سب ہتھیار رکھ دیتیں اور مختلف قوموں کے مابین عدل قائم ہو جاتا مگر جناب یہ تو جب ہوتا جبکہ امن پسندی کا حقیقی جذبہ دلوں میں موجزن ہوتا جہاں زبانوں پر کچھ اور دلوں میں کچھ ہو وہاں یہی ہوا کرتا ہے جنگ جیسا نہ حالت میں امن و امان قائم کر دینے کی ناکام کوشش کرنا کیسی ہنسی انگیز حرکت تھی جو کہ یورپین طاقتوں ہی کو زیب دیتی تھی ہمارے مشرقی اس اصول کا رفرمائی کو کیا جانیں۔

آج سے کئی سال پہلے ایک جرمن داعی کاؤنٹ رچرڈ کوڈ لہ کیلوگی نے لکھا تھا:۔

"یورپین ساحل کی سب سے زیادہ آسان اور عملی صورت یہ ہے کہ برطانیہ اپنے جنگی بیڑے کے بذریعہ حفاظت کی ذمہ داری لے لے۔ یہ کہ سلطنت اپنی بحری قوت بڑھا کر جنگ کا اور ایک خطرہ بیدا کرے اگر برطانیہ اس پر راضی ہو جائے کہ اپنا جنگی بیڑہ یورپ کی ضرورتوں کے لئے وقف کر دیگی تو بلاشک دنیا کا امن یقینی ہو جائیگا لیکن برطانیہ یہ اسی وقت منظور کر سکتی ہے جب تمام دول یورپ ملے کر لیں کہ اپنی مجموعی بحری قوت برطانیہ کی بحری قوت سے کم کر دینگی"؟

جرمن داعی کے یہ الفاظ اس کی ریشہ خصمیری اور امن پسندی کے سرمایہ دار ہیں اگر واقعی تخفیف اسلحہ کانفرنس کا نقطۂ نظر یہی ہوتا تو غالباً یہ کانفرنس یوں ناکام نہ ہوتی بہرحال یہ کانفرنس کسی وجہ سے ناکامی کے ساتھ ختم ہوگئی اور یورپین طاقتیں کو جنگ و جدال کے دیوتا کی شمن میں دیدہ و دانستہ اب دنیا کا کیا حشر ہو۔

اسلام ہی امن عالم کا محافظ اور ذمہ دار ہے

یورپ والوں نے اپنی کوشش کر کے دیکھ لی انہوں نے شہزادہ امن کا ہر طرح علاج معالجہ کر لیا مگر وہ بدستور سرگرم پیکار ہوا دم توڑ رہا ہے اور ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہیگا میرا دعویٰ ہے اور ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ جب تک دنیا اسلام کے غلبہ و تسلط کو قبول نہ کرے اس وقت دنیا میں امن و امان نہیں ہو سکتا کیونکہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو مسرت افزا حضارت و تمدن اور حقیقی امن و امان کی بنیاد رکھتا ہے اپنے متبعین کے نہ صرف جسم پر بلکہ قلوب و ارواح پر بھی اپنی حکومت قائم کرتا ہے، اخوت انسانی، ہمدردی خلق اور امن عالم کی حفاظت و آبیاری کرتا ہے انسانیت کبریٰ کی بول بالا کرتا ہے اور خدا کے بندوں کو خدا کی حکومت میں لاتا ہے اس کے ثبوت میں حسب ذیل آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا — بعد اس اصلاح کے زمین میں فساد نہ کرو۔

(۲) ان اللہ لا یحب المفسدین — بیشک اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا

(۳) من قتل نفسا بغیر نفس او فساد — جس نے کسی نفس سے بغیر جان کے یا فساد

فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا — کے قتل کر دیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل

یعنی اسلام میں ایک انسان کا قتل ساری دنیا کا قتل ہے، دنیا والو! کیا انسانی جان کی یہی قیمت تم اپنے اپنے مذاہب میں پا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں پھر اگر میں کہہ رہا ہوں کہ دنیا میں اسلام ہی امن عالم کا محافظ اور ذمہ دار ہے تو اس میں مبالغہ کیا ہے بلکہ ایک آفتاب سے زیادہ روشن اور سہ پہر حقیقت ہے

یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم — انسانو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو

من نفس واحدۃ الخ — ایک نفس سے پیدا کیا۔

یعنی تمہاری اصل ایک ہی ہے اور تمہارا معبود بھی ایک ہی ہے اس لئے تمہیں آپس میں محبت و رواداری سے رہنا چاہیئے اور ایک دوسرے کا ہمدرد ہونا چاہیئے۔

الحمد للہ رب العالمین۔ تمام حمد وستائش کا سزاوار وہی اللہ ہے جو عالموں کا پروردگار کنندہ ہے

یہ مبارک ومقدس آیت اخوت انسانی کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرتی ہے اور ربوبیت کا تصور پیش کرکے تمام بنی نوع انسان کو سلک وحدت میں پرونا چاہتی ہے اور تعصب، بغض وعناد کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اللہ کے نزدیک صاحب عزت وعظمت وہ انسان ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔

بس جنسی ونسلی عصبیت کی بنا پر دوسرے انسانوں سے نفرت وعداوت کرنا انسانیت نہیں نیک وپرہیزگار آدمی خواہ کسی مذہب اور فرقہ کا ہو اس کی عزت کرنا تمہارا فرض ہے۔

ذرا ان آیات بینات پر غور کیجئے اور بصیرت سے کام لیکر دیکھئے کہ اسلام کیونکر امن وسلامتی کی فضا پیدا کرکے اس عالم کا محافظ ونگہبان بن سکتا ہے۔ ان آیات کے ساتھ اگر اس ارشاد نبوی کو بھی ملا دیا جائے تو پھر اسلام کی امن پسندی اور بھی روشن ہو جاتی ہے۔ ارشاد ہے:۔

خیر الناس من ینفع الناس بہتر انسان وہ ہے جو انسانوں کو نفع پہنچائے اب مجھے کہنے دیجئے کہ:۔

امن عالم کا انحصار اسلام کے غلبہ وتسلط پر ہے

کیونکہ دنیا میں صرف اسلام ہی امن وسلامتی کی فضا پیدا کرتا ہے وہ دنیا میں آیا ہی اس لئے ہے کہ دنیا امن وسلامتی کی راہ پالے اسلام کے معنے ہی صلح وآشتی کے ہیں اس نے اسلام سلامتی چاہتا ہے اسلام کے بھیجنے والے کا نام السلام المومن المھیمن العزیز الجبار المتکبر ہے اسلام کا نتیجہ بہشت ہے اور بہشت کا نام ہی دارالسلام یعنی سلامتی کا گھر ہے دنیا والوں کو اسلام خدا کی طرف سے سلامتی کا تحفہ ملا ہے اس کے ذریعہ رب العالمین نے دنیا کے تمام انسانوں کی سلامتی، عزت، بزرگی اور حفاظت چاہی ہے اس مذہب کے ماننے والے کا فرض ہے کہ وہ ہر وقت رضائے الٰہی کی طلب میں لگا رہے اور خلق خدا کی خدمت کے لئے اپنے وقت کے وقت کرے غرض دنیا جب تک اسلام کا غلبہ قبول نہ کرے اس وقت تک کسی صورت سے بھی وہ جنگ وجدال کی تباہ کاریوں سے نہیں بچ سکتی خواہ تخفیف اسلحہ جیسی لاکھوں کانفرنسیں ہوں اور دنیا کے سارے انسان مل کر امن کے لئے کوشش کریں اور مغربی طاقتیں امن کی کوششیں کریں گی تو وہ امن کی نہیں بلکہ جنگ کی کوششیں ہونگی اگر وہ تخفیف اسلحہ میں کامیاب بھی ہو جائیں اور تمام طاقتیں ہتھیار بندی کی قید میں آجائیں تو پھر بھی دلی ارادوں اور ذہنیتوں کی تبدیلی کے بغیر مطلوب ومقصود حاصل نہیں ہو سکتا اور یہ بات عیانیت میں نہیں بلکہ اسلام میں ہے۔

آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ امن وسلامتی، صلح وآشتی اور اخلاق وروحانیت کا اصول کیا ہے؟ اور دنیا کی آبادی تعمیر صلاح، اور خیر خواہی کا منبع کہاں ہے۔

امن وسلامتی کا منبع

قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ نے انسان کی دو متناقض قوی شامل کئے ہیں عقل اور نفس عقل کا کام ہے ہر بھلی بری چیز کی بھلائی اور برائی دریافت کرنا۔ اور نفس کا کام خواہش اور ان چیزوں کی لذت حاصل کرنا ہے جن سے انسان کی زندگی قائم رہتی ہے ایک تیسری چیز قلب ہے جس کا کام محبت کرنا۔ دشمنی کرنا اور ارادہ کرنا ہے انسان کے ان تینوں کے کام ہر زمان ایک دوسرے کی مدد ومعاونت کے پورے نہیں ہوتے جس کی عقل نفس پر غالب ہو اس کے سب کام عبادت ہوتے ہیں درحقیقت انسانیت اسی چیز کا نام ہے کہ نفس عقل کی تعلیم اور تابع فرمان ہو جس کا نفس عقل پر غالب ہو گیا سمجھ لیجئے کہ انسانیت دم دبا کر بھاگی اور سر پر شیطان کے ایک شیطان چڑھا اور جس کا قلب ان دونوں پر غالب رہا تو آخر کی طرف جھکا تو سبحان اللہ کیا کہنا ہے دین اور دنیا دونوں کی کامیابیوں اور فائز المرامیوں سے شاد کام ہوا اور اگر کہیں نیز وہ کی طرف جھک پڑا تو آخرت کی تباہ حالتیں کہیں غرض قلب کی بھلائی بڑائی عقل ونفس کے سبب ہوتی ہے اس لئے قلب کی حفاظت انسان کا سب سے بڑا فرض ہے۔

اگر عقل ونفس دونوں کو آزاد چھوڑ دے تو یہ دنیا کی تباہی کا باعث ہوگی اور ان دونوں کا مقید کر دینا بھی تباہی وبربادی کا موجب ہے اگر عقل کو چھوڑ دیا جائے اور نفس پر مذہب واخلاق کی پابندیاں عائد کر دی جائیں تو اس سے کمال انسانیت کا خاتمہ ہوتا ہے اور دنیا میں امن وسلامتی کی فضا پیدا ہوتی ہے عقل ونفس دونوں کا آزاد چھوڑ دینا ایسا ہے جیسے دنیا کو جہنم میں داخل کر دیا کیونکہ ان دونوں کا تصادم انسانی زندگی کو حیوانی اور شہوانی زندگی کا نمونہ بنا دیتا ہے۔

سو اسلام نے اپنی تمام تعلیمات کی بنیاد قلب کی حفاظت پر رکھی ہے نفس کو مذہب واخلاق کی قید سے مقید کرکے عقل کو آزاد رکھا اس کے نشوونما کی حمایت وحفاظت کرتا ہے اور یہی ہے سچی مدنیت اور امن وسلامتی کی راہ اس سازِ تمدن کو دنیا کے کسی مذہب نے نہیں سمجھا پس امن وسلامتی اور صلح وآشتی کا منبع اسلام ہے دنیا والوں کو اس ملیگا تو یہاں اور نجات ملیگی تو یہاں۔

شر وفساد اور جنگ وجدل کا دہانہ

جب نفس سرکش کی بغاوت پر آمادہ ہو جاتا ہے تو عقل اس کے راستے سے ہٹ جاتی ہے اور دنیا کو شر وفساد کے حوالہ کر دیتی ہے مغربی تمدن حاضر نے چونکہ عقل ونفس دونوں کو آزاد چھوڑ دیا ہے اس لئے مغرب کی سرزمین پر مذہب واخلاق دونوں کا قتل عام ہو رہا ہے جہاں نہ دنیا کی قومیں کسی سے عقل کی بدولت عہد ایجادات واکتشافات کی بدولت فوائد زندگی اور بہار لے رہے تھے وہاں ساتھ ہی خانہ جنگی، خود غرضی، اضطراب، بے چینی اور شر وفساد کی موت بھی لے رہے ہیں اور اس کی بدولت سے انسانیت کے اعضا مسموم ہو رہے ہیں۔

چونکہ مغربی تمدن نے عقل ونفس دونوں کو آزاد چھوڑ دیا ہے اس لئے آزاد نفس عالم آشوب وہ ناسے حیا انیت وشہوانیت کا وہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بلا آسا ہے جس کی موجیں قعر اطلاق کی تہلیوں میں ہلائے دے رہی ہیں اور جس میں اس عالم کا دیوتا ڈبکیاں کھا رہا ہے۔

نفس نے جو عقل ومذہب پر ادھار کیا ہے اس سے دنیا چیخ الٰہی ہو انسانیت مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہی ہے مغربی تمدن نے دنیا کو شر وفساد سے بھر کر ایک جہنم کدہ بنا دیا ہے مفاسد وفواحش کا مادہ طبیعتوں میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے جدید اسلحہ کی ایجادوں سے بنکی اور حرص جرأت کاٹ دی ہیں یورپ کا تمدن زدہ مریض فرط انبساط اور سرور نشاط سے اندھا ہو گیا ہے کیف غفلت میں اسے ہیر پھیر ما صفت انسان بنا دیا ہے، اطراف عالم میں بغض وحسد، خود غرضی، خود نمائی، ظلم

نا انصافی اور ستم و جور کے آتشیں ذخائر میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور ایک انسان دوسرے انسان کے خون کا پیاسا ہے۔

آزاد نفس کی تباہ کاریاں

آزاد نفس عیش و عشرت کا اس قدر دلدادہ ہو گیا ہے کہ ملی زندگی حد سے زیادہ گراں بار ہو گئی ہے اور ضروریات زندگی کے دفتر کو طویل اور عمر و عیار کی زنبیل بنا دیا ہے اگر ایک تمدن زدہ مریض کو تمام دنیا جہان کی دولت اور اسباب راحت بھی مل جائے تو یہ بندہ زر کبھی بھی یہ نہ کرلے تو چونکہ ضروریات زندگی میں اضافہ ہو گیا ہے اور ہو رہا ہے اس لئے نفس کی تسکین اور ضروریات زندگی فراہم کرنے کے لئے تہذیب تمدن کے بو جاریوں کو اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا کہ اپنے جنس کی آزادی سدب کر کے ان کے جائز و ناجائز طاک پر غاصبانہ قبضہ کر لیں دنیا کی ضعیف و درماندہ قوموں کے پیدائشی حقوق غصب کر کے ان کی دولت اور ذرائع دولت پر ڈاکہ ڈالیں اور اپنی زندگی کے لئے درماندوں اور کمزور قوموں کو فنا کر دیں یا ان کو زندہ درگور کر کے عرصہ حیات تنگ کر دیں مگر اپنا دہن آز و تمنا کو کبھی نہ بھریں لیکن پھر بھی "ہل من مزید" کا نعرہ مارتے رہیں۔

ہر تمدن زدہ مریض اپنی بقا اور تسکین نفس کے لئے دوسروں کے حقوق غصب کر لینے کو لہا دی سمجھتا ہے اپنا پیٹ بھرنے کے لئے دوسروں کی روزی چھیننے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا ہر طرف خانہ جنگی غدر بغاوت قتل و غارت و مکر و فریب جوری اور ڈکیتی کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور یہ سب کچھ مغربی تمدن کی تباہ کاریاں ہیں۔

دنیا کی نعمتیں اور ساری دلچسپیاں چند سرمایہ داروں نے اپنے لئے مخصوص کر لی ہیں جو حریت اور مساوات اور ہمدردی و دلنوازی کی چمک دار اور نظر فریب نقاب اپنے مکروہ چہرے پر ڈالے ہوئے دوسروں کے اسباب راحت پر ڈاکہ ڈال کر اپنے لئے سامان خوش عیشی جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور جہاں کوئی قوت اس امر میں مزاحم ہوتی ہے جھٹ اس کے سینہ میں اپنے تمدن کی چمکدار خنجر پیوست کر دیتے ہیں اور اس طرح اجتماعی زندگی فنا ہو رہی ہے۔

اب تبلائیے ان حقائق کی موجودگی میں یورپ کے تمدن زدہ مریض اس عالم کے لئے کیا خاک کوشش کر سکتا ہے اگر ایک سانپ سے یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ ڈسنا چھوڑ دے اور ایک بھیڑیئے سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ وہ بکریوں کا محافظ بن جائے تو مغربی طاقتیں بھی انسداد جنگ میں کامیاب ہو سکتی ہیں۔

تم نے مغربی تمدن کی تباہ کاریوں اور یورپ کے سرمایہ داروں کی فطرت کا مطالعہ کر لیا اب ذرا اسلام اور اس کی رہنمائی کو بھی ذہن نشین کر لیجئے۔

مغربی اور اسلامی طریقہ سیاست کا موازنہ

مغربی سیاست کا کسی قدر اندازہ مذکورہ بالا تفاصیل سے ہو گیا ہوگا جس کا خلاصہ یوں سمجھئے کہ مغربی سیاست کی رو سے اپنی قوم کے مفاد کے لئے دیگر اقوام کے حقوق غصب کر لینا اعلیٰ درجہ کی سیاست ہے بھلے ہی دوسروں کی کمزوری کو فائدہ اٹھانا اور عاجز و درماندہ قوموں کی تخریب پر اپنی قومیت کی تعمیر کرنا قوم پرستی اور عقلمندی ہے غرض اس کی تمام تر بنیاد ہی یہ ہے کہ خریب اور مناقشت پر سے سر اٹھائو بات جائز ہے جس کا لازمی نتیجہ فتنہ و فساد جنگ و جدال اور غدر و بغاوت ہوا آجکل کی سیاست کا اصول یہ ہے کہ وہ دوسروں کو کمزور اور فنا کر کے خود زندہ رہو۔ اس طریقہ سیاست سے آج دنیا کی کمزور و ضعیف قومیں نالاں اور زندہ درگور ہیں یہ اسی سیاست کا نتیجہ ہے کہ آج کوئی قوم دوسری قوم پر بھروسہ اور اعتماد نہیں کر سکتی اور ہر جگہ بے چینی اور اضطراب کی آندھیاں چل رہی ہیں ہر طرف بداعتمادی اور غدر بغاوت کا دور دورہ ہے گویا دنیا ایک جہنم کدہ بنی ہوئی ہے جس میں امن و سکون خیالات پس جب تک اس طریقہ سیاست سے دنیا کو نجات نہ ملے اس وقت تک کیونکر امن و صلح کا امکان ہو سکتا ہے۔

اس کے مقابلہ میں صحیح سیاست صرف اسلام ہی نے بتلائی ہے جو حق و انصاف عدل و مساوات اور محبت و ہمدردی پر مبنی ہے جس کا لازمی اصول یہ ہے کہ خود زندہ رہو اور دوسروں کو زندہ رہنے دو بلکہ دوسروں کی زندگی اور بھلائی کے لئے خود کو فنا کر دو اور دوسروں کے مفاد کو اپنے مفاد پر مقدم رکھو یہی سیاست ہے جو دنیا کو گہوارۂ امن و سکون بنا سکتی ہے اور اسلام کے سایہ میں ہی یہ دنیا رہنے کے قابل ہو سکتی ہے اگر تمہیں اسلامی سیاست کی بربادیوں اور فتنہ سامانیوں کو عملی رنگ میں دیکھنا ہو اور مذکورہ بالا حقائق کا مشاہدہ کرنا ہو تو اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کر دیں نے جو کچھ لکھا ہے اسے زیادہ پاؤ گے۔ پس بنا بنایا لو اگر واقعی تم امن و سکون کے متلاشی ہو صلح و آشتی کے دلدادہ ہو مجتنب درد والاری کے ساتھ اہل چین کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو اور فلاح و نجاح چاہتے ہو تو اسلام کے سایہ میں آؤ دنیا میں بھی جنت کے مزے پاؤ گے۔ خداوند اسعاد تمندوں کو توفیق دے کہ وہ تیرے پسندیدہ دین کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائیں۔ آمین۔

عربی کا اُستاد

رسول کریم کی زبان سکھانے والی قرآن پاک کا مفہوم سمجھانے والی بے نظیر کتاب یہ کتاب "عربی سکھانے والی کتابوں کا عطر یا کذرہ صفا میں سے صرف صفا کا مجموعہ ہے فاضل مولف نے اس قدر سہل انداز میں اس کو مرتب کیا ہے کہ بغیر استاد کی مدد کے تھوڑی سی داخلی اجتماع کے ساتھ اگر ایک سبق دو تین روز میں ذہن نشین کرلے تو عربی ضرور آجائے اس کے ابتدا میں آسان صرف و نحو ہے جس میں ایک گردان بھی رٹنی نہیں پڑتی اور "صرفیاں را مغز باید چوں مگساں" کی تردید اسی کتاب سے ہوتی ہے یہ ایسی کتاب ہے کہ اگر ابتدا میں اسے پڑھ لیا جائے تو اس کے بعد آسان عربی کی کتابیں خود بخود سمجھ میں آجاتی ہیں اور لغات کی کتاب سامنے ہو تو مشکل سے مشکل کتاب بھی عربی کی اس کے بعد پڑھنی کچھ مشکل نہیں مدارس کے نصاب میں داخل کی جارہی ہے اور غالب خیال یہ ہے کہ یہ ہر مدرسہ عربیہ میں مقبول ہو جائے گی۔

ضخامت ۲۲۴ صفحات۔ قیمت صرف بارہ آنے ۱۲/ محصول ڈاک کلاں

ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے شہر کے کھنڈر

اثری تحقیقات سے طوفان نوحؑ کی تائید

(از جناب ابو حمزہ سید زبیر صاحب حسنی)

اس وقت تک جو ترقی انسان نے اپنی سواریوں میں کی ہے ان میں سب سے تیز رفتار سواریاں ہوائی جہاز اور موٹر کار ہیں لیکن انسانی تخیل کی پرواز ان سواریوں سے بھی بہت زیادہ تیز ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے خیال کی تیز رفتاری سے فائدہ اٹھا کر ماضی کو دیکھیں، ان ٹیلوں پر جا کھڑے ہوں جو بابل و نینوا اور نبی عباس کے بغداد سے پہلے کے تمدن کی یادگاروں کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے خاموش ہیں اور ماضی کا قصہ کہنے کے لئے اپنی بے صدا اینٹ اور پتھر سے بولنے والی زبان میں اور قوم کے مفاخر ثانی بیان کرتے ہیں بابل اور نینوا جو کلدانی اقوام کے تمدن کے چشم و چراغ تھے یہ دونوں شہر آدقوم کے کھنڈروں پر ہی آباد ہوئے تھے اور ان سے پہلے تمدن کے مالک اور اسی ملک کے حاکم تھے مشرق میں جب ان کی سلطنت تھی تو دوسری کوئی سلطنت ایسی نہ تھی جو ان سے سبقت کا دعویٰ کرتی ہم آج ان اینٹوں اور پتھروں کی زبانی ان کے حالات فراہم کر کے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

ان ریت کے ٹیلوں اور کھنڈروں پر جب ہم غور کرتے اور ان کو تصور کی عینک سے دیکھتے ہیں تو ہمیں وہ زمانہ یاد آتا ہے جبکہ یہ شہر جو آج کھنڈروں اور ٹیلوں میں پوشیدہ ہوا اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ نہ صرف عراق بلکہ ایشیا کے بہت بڑے حصہ ملک پر حکومت کر رہا تھا اس کا مشہور برج زقورات آج بھی پانچ ہزار سال سے زمانے کی گردش کا مقابلہ کر رہا ہے۔ اگرچہ اپنی اگلی خوشحالی کو کھو چکا ہے تاہم مضمحل کے ساتھ اپنی جگہ پر قائم اپنے بانیوں کی عظمت دنیا کے سامنے ثابت کر رہا ہے اس برج پر پہنچکر عجیب قدرت خداوندی کا ظہور ہوتا ہے آسمان سے باتیں کرنے والی چوٹی پر چڑھنے والا انسان دور دور افق تک شہر کے کھنڈروں ریت کے ٹیلوں کا ایک وسیع میدان دیکھتا ہے اس شہر کی وسعت کا اندازہ کر کے قدیم ترین قوم آدؑ کی عظمت و شوکت کا سکہ اس کے دل پر بیٹھ جاتا ہے وہ شہر کے آثار حد نگاہ تک دیکھکر محسوس کرتا ہے کہ اپنے زمانہ میں یہ شہر اپنی عظمت و بزرگی میں اس زمانہ کے لندن نیویارک پیرس اور برلن وغیرہ سے کسی طرح کم نہ تھا آج اس وسیع میدان میں اور اس کے قرب و جوار میں یہی آثار حیات کا بس پتہ نہیں ہے، نہ پانی ہے نہ گھاس، نہ کچھ کھانے کو میسر ہو سکتا ہے لیکن پانچ ہزار سال قبل اس جگہ کی یہ حالت نہ تھی یہاں زندگی تھی اور اپنے حقیقی معنوں میں آثار زندگی تھے حرکت تھی اور حرکت ہی حقیقت میں زندگی ہے۔ آج یہ جگہ میدان اور ریگستان ہے لیکن پانچ ہزار برس پہلے یہ ایک زرخیز اور متحرک شہر تھا۔

فرض کرو اگر یہ انقلاب جو آج مشرق میں ہوا اس وقت مغرب میں ہوتا تو کیا ہوتا جس طرح ہم یہاں ریگستان بے آب و گیاہ دیکھتے ہیں اور کسی قسم کے آثار حیات نظر نہیں آتے غالباً مغرب میں یہ حالت نہ ہوتی یہاں سبزہ ہوتا چلوکا ہوتے اور کم سے کم موٹی جڑیں جاتے لیکن یہاں کچھ بھی نہیں ہے اب ہمیں اس ویرانے کو دیکھنا چاہیئے خلیج فارس کے کنارے پر یہ شہر آباد تھا کشتی سے بھی سفر کیا جاتا تھا لنگر گاہ شہر کے پاس تھا یہاں قبائل شہر آباد تھے جن کی زبان اتنی سخت اور لہجہ کرخت تھا بھی قبائل اس شہر کے مالک تھے۔ ادبان کھائیں ٹھیکریاں عمدہ کتابت کے فونے جنتری وغیرہ کے نقوش جو اس ویرانے میں مدفون ہیں ان کے آثار وغیرہ پر غور کرنے سے اس قوم کی اعلیٰ معاشرت کا پتہ چلتا ہے آج بھی ہم ان ساحلوں پر اس قوم کے مزدوروں کو نصف برہنہ بکری کی کھالوں کے کرتے پہنے دیکھتے ہیں اس کے علاوہ روز بروز جو کھدائی کا کام اس شہر کے کھنڈروں میں جاری ہے اور جو جدید آثار یہاں دستیاب ہوتے رہتے ہیں ان سے قوم آدؑ کے حالات روز بروز زیادہ معلوم ہوتے جاتے ہیں جس سے ہماری پچھلی تحقیقات کی تصدیق ہوتی جاتی ہے جن امور کا ہم تصور اور قیاس کرتے تھے ان کی تائید ہوتی ہے روز بروز تحقیقات سے مزید ثبوت فراہم ہوتا جاتا ہے یہ ہم قوم آدؑ کی عظمت و شوکت سے واقف ہوتے جاتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانے میں ان کا تمدن حکومت دوسری دنیا کے مقابلہ میں کس پائے کے تھے۔

نقشہ دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ جائے وقوع کے اعتبار سے یہ شہر کس قدر عمدہ جگہ پر واقع تھا دریائے فرات کی جنوب و مغربی سمت میں جہاں دجلہ کر ملتا ہے یہ شہر آباد تھا اور اس کے پاس ہی سمندر تھا اب سمندر اس سے دور ہٹ گیا ہے اور زمین نکل آئی ہے سمندر کے پانی کے خشک ہونے اور زمین نکلنے کا عمل رفتہ رفتہ تدریجی طور پر ہوتا رہا ہے۔

علمائے طبقات الارض کا خیال ہے کہ خلیج فارس کی دونوں سمتوں میں جو ممالک ہیں آٹھ ہزار سال قبل یہاں پانی تھا، یہ پانی سمٹا۔ اطراف برآمد ہوئے اور نہایت زرخیز ممالک پیدا ہو گئے چنانچہ عراق عرب بھی اس میں سے ایک ملک ہے توریت کی کتاب تکوین میں جس پانی کے خشک ہونے اور زمین برآمد ہو کر قابل زراعت ہونے کا ذکر ہے یہ بھی مقام ہے

بعض ایسی روایتیں جن کی تاریخی شہادت فراہم نہیں ہوئی سنی گئی ہیں کہ جب سمندر کے نیچے سے یہ زمین برآمد ہوئی اور سب سے پہلے یہ خطہ آباد ہوا تو پہلا شہر یہی مقام تھا جس کا ذکر ہم کر رہے ہیں اسی کے کھنڈروں پر بابل و نینوا آباد ہوئے بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ طوفان نوحؑ کے بعد جو شہر آباد ہوا وہ یہی شہر تھا لیکن علمائے آثار قدیمہ جنہوں نے شہر کے کھنڈروں سے مواد برآمد کر کے تحقیقات کی اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس ملک میں جو سب سے پہلا شہر آباد ہوا وہ یہی شہر تھا اس کا ثبوت روز بروز فراہم ہوتا جاتا ہے یہ شہر حقیقت میں شروع میں ایک چھوٹا سا جزیرہ نما خاکہ تھا جو نخلستان کی صورت اختیار کی اور رفتہ رفتہ خطہ الشاما

شہر ہیز گیا قبائل ثمر اس شہر کے مالک اور بانی تھے جو بقول علامہ کرنکل سامی اقوام میں سے تھے جو جلد اور فرات کے اطراف میں آباد تھیں یہ لوگ فن کتابت سے واقف تھے زراعت کا پیشہ کرتے تھے اور کان کنی اور دھاتوں کے استعمال سے آگاہ تھے یہ سب چیزیں خود انہوں نے اپنی ذہانت سے معلوم کی تھیں کسی قوم اور قبیلے سے انہوں نے حاصل نہیں کیں بلکہ یہ کہنا بجا ہے کہ وہ فن کی کان میں کل اقوام کے استاد ہیں انھوں نے شہر تعجب و بہادت آباد کئے فن کتابت سیکھا اپنے پڑوسی ممالک کو سکھایا فن جب میں ماہر تھے حساب جانتے تھے فرات کے اطراف میں ان کی چراگاہیں تھیں مویشی پالتے اور غلہ حاصل کرتے تھے زمانے کے تغیرات ہیں کہ آج یہ جگہ ویران ہے غرض جب پانی اس جگہ سے ہٹا اور رفتہ رفتہ بیابان خشک و نمودار ہوئی تو قبائل ثمر نے ان پر قبضہ کیا چراگاہ نباتی کاشت شروع کی شہد کی غرض سے مکھیاں اور دودھ کی غرض سے مویشی پالے اور رفتہ رفتہ اس ملک میں اس زمانہ کے موافق ایک عظیم الشان سلطنت قائم کرلی جس کی نظیر اس وقت کوئی نہ تھی قبائل ثمر نے قانون تمدن کی بنیاد رکھی اپنی لطیف کو استوار و بنیاد مفید باتیں حاصل کیں مضر باتوں سے اجتناب کیا رفتہ رفتہ ترقی کرتے گئے اس زمانے میں آٹھ دس سال پہلے قبائل ثمر کو کوئی نہیں جانتا تھا سوائے چند علمائے آثار قدیمہ کے کہیں کوئی ان کا تذکرہ ہی نہیں کرتا تھا۔

لیکن آج قبائل ثمر دنیا میں شہرہ ہیں تمام وہ لوگ جن کو آثار قدیمہ اور تاریخی حالات سے دلچسپی ہے ان کو جانتے ہیں روز بروز ان کے کارنامے علمائے آثار کے ذریعہ سے دنیا میں نمودار ہوتے جاتے ہیں کھدائی کا کام برابر جاری ہے اور وہ ان قبائل کی شہرت میں برابر اضافہ کر رہا ہے۔

ان کی حالت سمجھنے کے لئے کہ وہ کیا تھے فرض کرو آج شمالی امریکہ کسی وجہ سے برباد ہو جائے اس کے آثار بے کھنڈر ہو جائیں دنیا رفتہ رفتہ اس کے تمدن کو بھول جائے اب سے پانچ ہزار برس بعد علماء آثار ان کھنڈروں کی کھدائی اور شمالی امریکہ کے تمدن کو دنیا کے سامنے روشناس کریں تو اس وقت اہل امریکہ کی جو حیثیت ہوگی اسی حیثیت و عظمت کے حامل آج اہل ثمر تھے ہیں۔

انگریزوں اور اہل امریکہ نے چند دفعہ ان آثار کی کھدائی کی غرض سے روانہ کئے انہوں نے عجیب عجیب حالات معلوم کئے اور کثرت سے تاریخی مواد فراہم کیا آخری قسم کے اجازت سسٹم لیونارڈ نیں ۱۹۰۰ء سے یہ کام شروع ہوا تاریخ میں اس کو اولین سے انتہائی ضروری اور اہم ترین باب کا اضافہ ہوگیا لیکن سب سے پہلے یہ کام ۱۸۷۶ء میں ہی شروع نہیں ہوا بلکہ ۱۸۵۰ء میں انگریزی حکومت نے سٹر ہنری فصل بھیجو کر حکم دیا تھا کہ وہ شہر قوز کے کھنڈروں کا پتہ لگائے کیونکہ بعض ایسی تختیاں اس زمانہ میں بھی دستیاب ہوئی تھیں جن میں بعض اہم تاریخی واقعات منقوش تھے ۵۰ء میں کھدائی بادشاہ کے سبب سے واپس لوٹ گیا برجرح نے جو ہدایات میں اپنے تحت پر بیٹھا تھا جب ان الواح کی عبارت پڑھی میں آئی تو جذب و شدن دنیا میں ان کی تحقیقات کی طرف توجہ کی تو جانتے ہو گے لوگوں کو کتنا تعجب ہوا جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے اور یہیں وہ واقعات پیش آئے جو توریت میں ان کے متعلق مذکور ہیں سٹر ہنری نے سب سے پہلے یہ امر ثابت کیا کہ پٹرپرک نامی یہودی عظیم آمار کیا تھا یہی شہر جس کے متعلق عرصہ سے خیال کیا گیا تھا کہ وہ سوائے عالم خیال کے اور کچھ نہیں تھا ایک زمانہ میں عالم وجود میں تھا اور اس کی جائے وقوع پیش تھی یہودی اور نصرانی شہر آمد کے متعلق تین امور میں متفق ہیں:-

(۱) انسانی تمدن سب سے پہلے یہاں نمودار ہوا۔

(۲) طوفان کے بعد یہی شہر سب سے پہلے آباد ہوا اور

(۳) حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اسی شہر میں پیدا ہوئے

علما آثار قدیمہ نے جو مواد کھدائی کے ذریعہ حاصل کیا ہے اور اس پر بحث کی ہے ان امور کی بہت کچھ تائید کرتے ہیں ہم کو بھی اس پر کافی روشنی ڈالنی چاہئے۔

اگر ممکن ہوا تو ہم قوم آمد کی ترقی و زوال کے حالات ان کے زمانے کا تعین اور اس کا ثبوت پیش کریں یہ شہر جس کے متعلق اقوام متفق ہیں کہ ایک زمانہ میں عالم وجود میں تھا لیکن یہ نہیں جانتے تھے کہ اس کی جائے وقوع کہاں ہے دو ہزار سال بلکہ انسان کے علم سے باہر رہا پھر کیا وجہ ہوئی کہ وہ اس کی جگہ کے صحیح تعین اور پھر اس کی کھدائی سے اپنے خیال کی تصدیق خود ہم کر سکا دوسری صدی قبل مسیح کے ایک غیر مشہور مصنف نے جس کا نام یولیوس تھین ہے اس شہر کا ذکر کیا تھا تاہم تاریخ اس کے جائے وقوع کا تعین نہ کر سکی لیکن یہ معلوم ہو چکا تھا کہ یہ شہر دریائے فرات کے کنارے آباد تھا اور اس زمین پر آباد کیا گیا تھا جو سمندر سے نکلی تھی عمر خیام مشہور اسلامی ہندسہ فلاسفر نے جو اپنی رباعیات کی وجہ سے زیادہ مشہور ہے، اپنی تحریر میں ظاہر کیا تھا کہ یہ قطعہ زمین ایک تنگ سبزہ زار پر واقع تھا جو زرخیز اور خوبزمین کے درمیان فاصل تھا ان حالات کی بنا پر دریائے فرات کے کنارے یہ زمین تلاش کی گئی جہاں یہ کھنڈر ریت کے ٹیلوں کے نیچے دفن ہے ہم نے اس کی جگہ مقرر کی کہ ان حالات کی بنا پر ہی جگہ شہر آمد کے وقوع کی ہے دریائے فرات پاس ہے سمندر نزدیک ہے جو نوین سمندر سے نکلی ہوئی ہونی سے مغایرت دیگر فرہ جو اس کی زمین سے زیادہ سرسبز ہوتی ہے بڑے بڑے دریا جب طغیانی پر آتے ہیں تو اس پاس کے شہر اور بستیاں سب برباد کر دیتے ہیں یہی کیفیت شہر آمد کی کسی وقت فرات نے کروڑوں ہی یا لاکھوں سال کا زمانہ گذرا ہو جن جن حکومتوں نے اس دربان میں اس ملک پر حکومت کی ان کی تاریخوں میں بھی اس شہر کا ذکر نہیں ملتا قبائل ثمر بابلی آشوری ایرانی یونانی ترک اپنے اپنے وقتوں میں اس ملک پر حاکم ہوتے رہے لیکن شہر قوز کے کھنڈروں کا کسی کسی نے ذکر نہیں کیا لیکن اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ چنداں امور تاریخی کی تحقیقات کی جانب اس زمانہ میں پھر گئے وہ قدیم حکومتوں کو نہ تھا دوسری سب سے بڑی بات یہ بھی تھی کہ یہ دریا عرصہ تک اسی زمین پر بہتا رہا اور کل شہر کو پانی کے نیچے کر کے رفتہ رفتہ فرات اپنی جگہ سے ہٹا اور یہ زمین برآمد ہوئی یہ عمل چند سالوں میں نہیں ہوا بلکہ ہزاروں اور سینکڑوں سال اس میں صرف ہوگئے اس وقت یہ کھنڈر فرات سے پانچ میل دور جانب مشرق واقع تھا۔

اس زمانے میں فرات اپنی جگہ سے نظر بتا دس میل ہٹ گیا قدیم زمانہ میں جو ملک کا انتظام ہوگا بہت اچھا ہوگا جیسا کہ عموماً دستور ہے لیکن گردش زمانہ کا اثر ہر چیز پر ہو سکتا ہے اور شہر اور اس کا انتظام بھی، اس سے محفوظ نہیں رہ سکتا تھا چنانچہ نہیں رہا اس کے ارکان نے جیسا چاہیے تھا حفاظت نہیں کی اور ملک تباہ ہو گیا معلوم ہوتا ہے پانچ سو سال قبل مسیح میں یہاں بالکل ویرانی اور تباہی مسلط ہو چکی تھی یہاں بہت تھوڑے لوگ آباد تھے جو فقر و فاقہ کی تہ کی گزارتے تھے بعد کو یہ لوگ بھی یہاں سے نکل مفاش میں چلے گئے اور یہ جگہ بالکل ویران ہوگئی سوائے ان کے آثار کے اس ویران جگہ میں کوئی ذی حیات باقی نہیں رہا ہاں ویرانی اور تباہی کا سبب یہی ہے کہ موسم گرما میں پینے کے لئے کم سے کم پانچ میل میں سخت ترین آندھی آتی ہے جو اپنے ساتھ ریت لاتی اور بچھاتی ہے اس زمانہ میں آندھی کا مقابلہ سیدان میں نا ممکن

ہوتا ہے اُنکھ کان ناک منہ میں ریت گھس جاتی ہے اور انسان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ اس وقت وہ کیا کرے عقل بخبط ہو جاتی ہے اور کچھ جواب دیدیتی ہے یہ الہی گرم ہوا بھی ہے سانس لینا انسان کے لئے دشوار ہو جاتا ہے تاریکی کی یہ حالت ہوتی ہے کہ دن کو اپنا ہاتھ نہیں سوجھتا ہمارے پاس بعض عربی روایات ایسی بھی ہیں کہ ثمود عاد اسی طرح آندھی کی نذر ہوگئی اور سب بستی برباد ہو گئی آج ان کی جائے وقوع اور ان کے آثار کا تعین کہیں نہیں ہو سکتا یہی حالت قوم آذر کی پہلی جس سے قوم عاد کی تباہی کا ثبوت ملتا ہے اور حال معلوم ہوتا ہے اور اس عربی روایت کا بھی کہیں نہ کہیں آثار کے ذریعے کافی ثبوت فراہم ہو جائے گا۔

ہم کو اس ملک میں موسم سرما میں اپنے متصل گھروں کو ہفتہ میں تین بار صاف کرنا پڑتا ہے اور باریک ریت بلڈ کریں میں داخل ہو جاتی ہے جو ہر جگہ جمع ہو جاتی ہے کبھی کبھی ہوائی جہاں گرمی کی آندھیاں اپنے ساتھ ریت کے پہاڑ لیکر چلیں اور ہفتہ میں پانچ پانچ مرتبہ ان کا دورہ ہوا اس کا کیا حال ہوگا ہم نے بعض بعض حالات ایسے بھی دیکھے ہیں کہ ریت نے تمام گھر بند کر دیا جتی کہ اس کی چھت تک پہنچ گئی جس طرح آج ایک گھر ریت میں بند ہو کر پوشیدہ ہو سکتا ہے اسی طرح ایک ملک اور ایک قوم بنا ہو سکتی ہے۔

اس ریت نے ایک خانہ مزدور پنجابی یا کہ آمد قوم کے کھنڈر صحیح و سالم برآمد ہوئے خانہ بدوشوں اور بدیوں نے ان کو تباہ و برباد نہ کیا جس طرح کہ شام مصر اور خود عراق کے دیگر شہر برباد کر دیئے گئے اس شہر کے آثار چار سو سال قبل مسیح میں جس حالت میں تھے اسی حالت میں آج برآمد ہو رہے ہیں زمانہ کی دست برد سے جو چیز فنا ہو گئی وہ تو ہو گئی باقی سب اشیاء بدستور موجود ہیں اس وقت تک جو آثار برآمد ہوئے ہیں ان سے ہم زمانہ کا تعین ۳۵۰۰ ق م سے ۲۰۰۰ ق م تک کا کر سکے ہیں جو آثار ہمارے سامنے ہیں ہم ان سے اس زمانہ کی تاریخ مرتب کر سکتے ہیں ان میں مخطوطے اور دیگر اشیاء بھی شامل ہیں۔

ہمیں قبائل شمر کی زبان کے متعلق بھی کچھ کہنا ہے جس کے بغیر اس زمانہ کی تاریخ اور اس کے ماخذ کے سمجھنے میں سہولت نہیں ہو سکتی۔ اہل شمر نہ تو کاغذ استعمال کرتے تھے اور نہ جھلی پر لکھتے تھے نہ درختوں کے پتوں پر جیسا کہ اہل مصر اور شامی ممالک میں اس زمانہ میں دستور تھا ان کی تحریر کا دستور بہت سادہ تھا وہ گارا بناتے اور اس کی تختی تیار کرتے جیسے صابون کی سلیٹیں ٹکیاں آجکل بنتی ہیں اسی طرح ان کی تختیاں مٹی کی بنی ہوئی ہوتی تھیں پھر کسی سخت قلم سے جیسے لوہے وغیرہ معدنی چیز کے اوزار سے وہ نقش کیا کرتے تھے ابتدائی کتابت اس طرح ہوئی کہ چیزوں کی تصویریں بنایا کرتے تھے ہر تصویروں سے اصوات و آوازیں پیدا ہو کر ان کی مخصوص بنائی گئیں اسی تصویر کی اوراح مٹی کی دستیاب ہوئی ہیں اور ان پر اپنے زمانہ کے نقوش ہیں پھر صورتوں سے حروف اور حروف سے الفاظ بنائے گئے ایسے الفاظ جن میں ایک سے زیادہ حروف شامل تھے وہ بچے گئے غرض اسی طرح اہل شمر کی زبان میں سب سے پہلے کتابت عراق میں ہوئی اسی اصول پر سامی زبان سب سے پہلے مرتب ہوئی سامی اقوام نے اسی طرح لکھنے کی ابتدا کی اور حرفوں سے لفظ اور لفظوں سے جملے بنائے یہ زبان عرصہ تک ان ممالک میں مروج رہی۔

یہ تمام اصول کتابت وغیرہ بابلیوں سے پہلے ہی مرتب ہو چکے تھے اور یہ کی جو فصیلت ہم اہل بابل کو دیتے تھے اس سے غالباً اب وہ محروم ہو چکے ہیں یہ تحریر اور یہ زبان زمانے کے تغیر کے ساتھ ساتھ متغیر ہوتی ہوئی اس وقت تک قائم رہی کہ اس دنیا میں جہاں

اقوام ظاہر ہوئیں اور انہوں نے اپنے مطابق حروف و الفاظ ترتیب دیئے لیکن اہل بابل و نینوا کی طرز کتابت عرصہ تک دنیا رہا جو ثمریوں کی تھا ہو کتابیں انہیں کے خزانے سے برآمد ہوئے ہیں ان سے اسی قسم کی کتابت پر روشنی پڑتی ہے یہ کتابے اشوریوں اقوام نے نینوا میں جمع کئے تھے اس کا زمانہ ۷۰۰ ق م ہے ان کتابوں سے ہم ۱۵۰۰ ق م تک تاریخ پر روشنی ڈال سکتے ہیں ان کی تائید علمائے افلاک نے بھی کی ہے اس طرح علمائے آثار قدیمہ اور علمائے فلکیات نے اپنی اپنی جگہ پر جو تحقیقات کی اس سے دونوں ایک ہی نتیجہ پر پہنچے اور اس کی اطلاع ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

قوم آذر کی جو زیادہ سے زیادہ تاریخ ہم یقین کر سکتے ہیں وہ ۳۱۰۰ ق م ہے اس سنہ میں بادشاہ اس انی پیامای تخت سلطنت پر بیٹھا تھا یہی پہلا بادشاہ تھا جو قوم آمد میں تخت نشین ہوا اس بادشاہ کی تخت نشینی کی تاریخ ہم نے جملہ علمائے آثار کے اتفاق سے قائم کی ہے اس میں سو برس سے زیادہ کی غلطی ممکن نہیں ہے سو سال قبل یا سو سال بعد اس سے زیادہ غلطی کا احتمال نہیں۔ بس انی پیا سے قبل کے برتن ہی اور بعض تمدنی سامان دستیاب ہوا ہے جو ۳۵۰۰ ق م کا ہے اور اس پراس زمانے کے حکمران خاندان کے نام ہی منقوش ہیں لیکن علماء اس پر یقین نہیں کرتے ان کے نام صاف نہیں پڑھے جا سکے ان کی حقیقت ابھی تک اسی طرح پوشیدہ ہے جس طرح ان آثار کی کھدائی سے قبل تھی اس لئے ہم اس مضمون کو سن انی پیا کی تخت نشینی ہی سے شروع کرینگے اور اس مضمون میں ۳۵۰۰ ق م تک کے حالات ہی بحث کرینگے اس زمانہ میں قبائل شمر کی تمدنی حالت یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ نہایت اچھے صناع تھے نجھلائی کے برتن مختلف آلات وغیرہ جو دستیاب ہوئے ہیں وہ ان کی قوت ایجاد اور کاریگری پر دلالت کرتے ہیں تقریباً پانچ سال ہوئے ایک جگہ کھدائی کے موقع پر ایک خنجر برآمد ہوا جو ان کے بادشاہ مس کلم دغ نامی کا تھا جس جگہ یہ خنجر برآمد ہوا اس جگہ ۵۰ انگلے سولے کے بھی ملے تھے ان پر مٹی نے اس طرح اثر کر رکھا تھا کہ ان کی حقیقت نہیں معلوم ہو سکتی تھی لیکن جب ان کو بالکل صاف کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ان کے نقوش اطالوی فن کے عمدہ کمال سے زیادہ بہتر اور خوشنما ہیں۔ اس انی پیا کے زمانہ کے بعد ۲۵۰۰ ق م تک ہم کوئی ایسی چیز نہیں دیکھتے جس سے اس زمانہ کی تاریخ مرتب ہو سکے لیکن اس درمیان میں جو اہم واقعات پیش آئے وہ ظاہر کئے جاتے ہیں۔

۲۹۰۰ ق م قوم آذر اشیائے کوچک سے تجارتی تعلقات رکھتی اور وہاں آتی جاتی تھی جو چیزیں وہاں سے یہاں آتی تھیں وہ دیگر ممالک سے لائے گئے تھے اور یہاں کی قیمتی اشیاء سامان وہاں بھیجی جاتی تھیں اس وقت سونا، چاندی، تانبا عقیق لاجورد دیگر ممالک سے آتے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قوم آذر فن تجارت میں کافی دستگاہ رکھتی تھی اپنے ملک کی پیداوار دوسرے ممالک کو بھیجتی اور وہاں سے قیمتی پیداوار اور مفید اشیاء لاتی تھی جن ممالک سے ان کے تجارتی تعلقات ثابت ہوتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:-

اشیائے کوچک۔ شام۔ ایران۔ کوہ قاف۔ افغانستان اور ہندوستان وغیرہ قدیم تاریخ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ۲۹۰۰ ق م کے قریب قوم آذر کی کسی ایشیائی سلطنت سے جنگ ہوئی تھی جس میں قوم آذر کو ایسی شکست ہوئی کہ اس کی پرانی سلطنت کے خاندان سے حکومت جاتی رہی علمائے آثار اس کی تفتیقات کی طرف کامل توجہ

سے متوجہ ہوئے انہوں نے کھدائی کے ذریعہ قوم آدر کے وہ مندر دریافت کرلئے جو بابلی لشکروں نے تباہ و برباد کر دیئے تھے اور اب تک ان کے کھنڈر موجود ہیں جس طرح لیک ورق کے بعد کتاب کا دوسرا ورق ہوتا ہے اسی طرح ان آثار کا حال ہے قدیم آثار کے اوپر ان کے بعد والے زمانے کے آثار ہیں سب سے قدیم آثار سب کے بعد دستیاب ہوتے ہیں۔

بابلیوں کے آثار سے قبل جو آثار ہیں وہ قوم آدر کے ہیں کیونکہ اہل بابل نے انکی حکومت خاک کے اپنی حکومت قائم کی جو تین چار سو سال تک یہ قوم مغلوب رہی انکی عمارتوں اور مندروں سے مغلوبیت کے آثار نمایاں ہیں بمقابلہ ان کے فاتحین کی عمارات کے ان کی عمارتیں پست اور ذلیل ہیں اور غلامی کا ثبوت دے رہی ہیں لیکن ۲۰۰۰ ۳ ق م میں یہ قوم اس غلامانہ پستی سے باہر نکلی اور پھر اپنی سلطنت قائم کر کے کامل آزادی کے بعد ترقی کرنا شروع کیا جو تمام اقوام کا خاصہ ہے اور آزادی کے بغیر کوئی قوم بھی دنیا میں ترقی نہیں کر سکتی یہ کلیہ ہے جس کو زمانہ ہمیشہ سے ثابت کر رہا ہے اور کرتا رہے گا قوم آدر نے آزادی کے بعد اپنی گذشتہ غفلت و شوکت بہت جلد حاصل کر لی۔

واقعہ یہ ہے کہ آدر اما موا ایک حاکم تھا جس کا دشمنوں نے خنجر سے جو حال ہیں اس کے مدفن سے برآمد ہوا ہے اور ہم اس کو ظاہر کر چکے ہیں اس نے آدر قوم کو دوبارہ زندگی بخشی اور خود بادشاہ بنا اس نے آدر سلطنت کے استقلال کے بعد اس کے تمدن اور معاشرت کی طرف توجہ کی اور ان کا انتہائی ترقی پر پہنچایا اس کے بادشاہ ہونے کے بعد اس قوم کے عجیب عجیب عمرانی کارنامے ظاہر ہوئے اس نے اپنا نام بادشاہ اقوام شمر رکھا اور اپنے لقب میں اس کا بھی اظہار کیا کہ ملک آدر کی چار دیواری آباد دشمنوں میں اس کی شہنشاہی ہے یہ بات بھی ظاہر کی کہ خلیج فارس سے بحر متوسط تک وہی سلطنت العنان شہنشاہ ہے اور اس نے یہ عظیم الشان سلطنت محض اپنے قوت بازو اور اپنے لشکر کی کوشش و جانفشانی سے حاصل کی ہے جیسا عام دستور ہے کہ فاتحین اپنے رہنے کے مقامات کو مضبوط اور ناقابل تسخیر بنایا کرتے ہیں اسی طرح اس بادشاہ نے بھی اپنے رہنے کے مقامات کو مضبوط اور اپنے شہر کی فصیل اسی طرح بنائی تھی جس طرح قیصر اغسطین نے شہر روما میں بنائی تھی فرق صرف یہ ہے کہ قیصر نے مٹی سے تعمیر کی ہوئی فصیل کو چونے کی عمارت میں تبدیل کر دیا اور بادشاہ آدر اما مو نے شہر آدر کی فصیل پختہ اینٹ اور مٹی سے بنائی تھی اس فصیل کے نیچے سے اس بادشاہ کی عظمت و شوکت اور حسن مذاق کا اندازہ ہوتا ہے یہ فصیل بھی ان ٹیلوں کے نیچے سے کھدائی میں برآمد ہو چکی ہے جو ہم اس کھدائی کے کام پر مامور کی گئی اس کھدائی کا کام دسمبر ۱۹۲۷ء میں شروع ہوا تھا اور معلومات حاصل کرنا تھا چنانچہ کام کے پہلے ہی سال میں انہوں نے ایک مندر کی تعمیل کے آثار معلوم کر لئے ہیں یہ مندر اس شہر کا سب سے بڑا مندر ہے جسے ہیکل زیگورات کہتے ہیں یہ مستطیل ہے تین چوتھائی میل لمبائی میں اور چوتھائی میل چوڑائی میں جس قدر کھدائی اور مقامات اس مندر میں دریافت ہوئے ہیں سب میں چاند دیوتا کی پرستش کی نشانی ملی ہے جس کا نام ان کی زبان میں نناز بتھا یا اس کی زوجہ بن جال سے موسوم تھی پرستش ہوتی تھی لفظ بنجال کے معنے ان کی زبان میں سیدۂ عظیمہ کے تھے شہر آدر کی یہ خصوصیت ہے کہ وہاں چاند کی نقرئی شعاعیں اتنی صفائی سے ضیا پاشی کرتی ہیں کہ باریک حروف کی کتابت بھی آسانی سے پڑھی جا سکتی ہے جب تحقیقات کرنے والے یہ منظر دیکھتے ہیں تو ان کے لئے یہ سمجھنا دشوار نہیں ہوتا کہ اسی خصوصیت کی وجہ سے آدر قوم میں عبادت قمر کا جذبہ پیدا ہوا ہوگا۔ اسی دور میں جبکہ قوم آدر مفتوح حالت میں تھی مشہور اور مضبوط ترین برج زجورات نامی تیار ہوا اس کے پاس ہی کھجور کے باغات تھے اور چاند دیوتا کا مندر گمان ہے کہ اس برج اور مندر کے پاس یا اس کے کسی حصہ میں شاہان قدیم کے تراشا ہوا دیگر اندوختہ دستیاب ہو اس کا فیصلہ مستقبل میں ان مہموں کے اعمال پر منحصر ہے جب ۲۱۷۰ ق م بادشاہ اپنی سن خاندان آدر اما مو کے آخری تاجدار کو عیلامیوں نے گرفتار کر کے سلطنت آدر کا خاتمہ کر دیا اس وقت شہر بابل آباد کیا گیا جس نے آدر قوم کے عام آثار اور اعلام کو چھپا دیا خانہ ان عمومی اس پر حکومت کرنے لگا یہ لوگ سامی عربی اقوام میں سے تھے اس قوم نے اپنے زمانے میں انتہائی ترقی کی یہاں تک کہ تب و جوار میں ان کے مقابلہ کا کوئی بادشاہ نہ تھا آدر قوم مفتوح ہو چکی تھی وہ عراق کے مختلف حصص میں پھیل گئی اور گمنامی کی زندگی گزارنے لگی اس کے بعد قبائل شمر کا وجود تاریخ میں بحیثیت ایک حاکم اور خرامندہ قوم کے نہیں ملتا۔

۱۹۲۸ء میں ہم دانوں نے متمدن دنیا کو مطلع کیا تھا کہ عجیب و غریب انکشافات ہوئے ہیں اور آدر کی تاریخ کے لئے نہایت عمدہ مفید مواد فراہم ہوا ہے لیکن وہ سونے کی تختیاں یا ہتھیار وغیرہ نہیں ہیں جیسا کہ پہلے بادشاہوں کے حالات میں ذکر کیا جا چکا ہے مگر مٹی کے رنگین برتن صندوقچوں کی کاریگری دیگر سامان اور اس قسم کی بہت سی چیزیں اس عہد کی جو دستیاب ہو چکی تھیں اندازہ کیا گیا ہے کہ ۵۰۰ قوم زمانے کی ہیں یہ آثار شہریوں کے آثار سے بیچ بالکل مختلف ہیں جو اس ملک میں بعد میں آباد ہوئے اور یہاں کے تمدن کو ترقی پر پہنچایا۔ یہ آثار مٹی کے ایک کیساں بلندی کے نیچے مدفون تھے جس کی وجہ بارش ہرگز نہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ طبقہ ایک ہی زمانہ میں دفنہ و دفن ہو گیا تھا کئی طبقات کے ملنے سے یہ شکل پیدا نہیں ہوئی نہیں اور ایک ہی زمانہ کا ہے (اکسیڈن) ہونے کا واضح مفہوم یہ ہے کہ بلاشبہ اسی طوفان عظیم کا نتیجہ ہیں ہو سکتی ہیں شہر قوم کے پچھلے کے تمدن کو تباہ کر کے رکھدیا یا اسے یہ قیاس بھی کیا جا رہا ہے یہ وہی خیال ہیں جس کا ذکر تورات میں ہے وہی ہے جبکہ انہ دجلہ و فرات کے درمیانی شہروں میں بارش تھا جس میں ہر سال طغیانی آتی تھی اس لئے گمان غالب یہ ہے کہ مٹی کا یہ مدفون سبقہ انھیں قدیم مقامی طوفانوں کا نتیجہ ہو گا۔

جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں اس میں شک نہیں رہتا کہ یہ وہی طبقہ ہے جو اس مشہور طوفان میں مدفن ہو گیا تھا مگر جو دلائل ہمارے پاس موجود ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ جو طوفان اس طبقہ کے دب جانے کا باعث ہوا وہ وہی طوفان ہے جس کا ذکر کتاب تکوین میں ہے اور وہ وہی طوفان ہے جو بعد میں تورات کے عقیدہ سے عالمگیر طوفان بن گیا جس کو ہم طوفان نوح کہنے میں جس کے دلائل حسب ذیل ہیں:۔

(۱) یہ آثار جو اب دریافت ہوئے ہیں وہ ان سے بھی قدیم ترین آثار ہیں جو قوم آدر کے کھنڈروں میں اس وقت تک دستیاب ہو سکے ہیں جو مٹی اور ریت آثار پر سے ہٹایا گیا ہے وہ دوسرے آثار کے مقابلہ میں قدیم معلوم ہوتا ہے

(۲) جس نوع کا تمدن اس طوفان میں تباہ ہو گیا اس کے آثار پھر قوم آدر کے تمدن میں نہیں پائے گئے قبل از طوفان تمدن کی امتیازی خصوصیات میں

خاص قسم کی مٹی کے رنگین برتن ہیں جو بعد میں کہیں استعمال نہیں کئے گئے۔

(۳) ان آثار سے اوپر جو آثار ہے ہیں ان میں اور قدیم ترین آثار میں بین فرق ہے اور یہ پتہ چلتا ہے کہ قدیم آثار ان سے بہت نیچے دفن ہیں اور اس کے بعد کے اس کے مقابلے میں کم گہرائی میں دفن ہیں۔

یہ آثار جو قدیم ترین آثار کے مقابلہ میں جدید کہے جاسکتے ہیں قوم شمر کے آثار ہیں یہ قوم فن کتابت سے واقف تھی اس میں طوفان کی روایات مشہور تھیں۔ انسان کی کتابوں میں طوفان کا ذکر موجود ہے یہ وہی طوفان ہے جو تورات کے سفر تکوین میں بیان کیا گیا ہے۔

طوفان کے خیال سے انہوں نے عمارتیں مضبوط بنائی تھیں اور فن تعمیر پر خاص توجہ رکھتے تھے چنانچہ برج زجورات کو بھی اسی خیال سے مضبوط بنایا تھا۔ ان آثار سے خصوصاً ان بابلی مٹی کی تختیوں سے جو خود صاحب کشتی کی لکھی ہوئی دستیاب ہوچکی ہیں ہم اس نتیجہ پر ضرور پہنچے ہیں کہ طوفان نوح اور یہ طوفان بہت کچھ مماثلت رکھتے ہیں بہت ممکن ہے کہ یہ ثابت ہوجائے کہ یہ طوفان جس کا ثبوت یہاں فراہم ہورہا ہے وہی طوفان ہو جو طوفان نوح کے نام سے عالم میں مشہور ہے۔ اس کشتی بان کا نام بابستیم لکھا گیا ہے یہ نام نوح سے مقابلے میں ہے اور اس کا بیان تورات کی عبارت سے کس درجہ مشابہ ہے۔

نوح کی عبارت

"چھ دن اور چھ رات سخت آندھی چلتی رہی جو رفتہ رفتہ خطرناک صورت اختیار کرگئی زمین پر طوفان آگیا ساتویں روز دن نکلنے پر آندھی بند ہوئی سمندر ساکن ہوئے طوفان رک گیا انسانوں کی جو جنگ ہوا اور پانی سے ہورہی تھی بند ہوگئی مجھے زمین نظر آئی میں نے روزہ رکھا انسان کیچڑ اور گیلی زمین کی طرف لوٹنے کے لئے بیتاب تھے سوائے میدان کے کوئی چیز نہیں دکھائی دیتی تھی بہت صاف پڑے ہوئے تھے مقدس نور میرے چہرے پر پڑ رہا تھا۔ راستہ نظر آنے لگا ساتویں روز ایک کبوتر کو لیا اور کشتی سے اس کو چھوڑا لیکن اس کو کہیں زمین نہیں ملی کہ وہ آرام پر قیام کرسکتا پھر میں نے ایک کوے کو چھوڑا وہ گیا اور جہاں پانی اتر چکا تھا اور میں برآمد ہورہی تھی وہاں جاکر اس نے کچھ کھایا۔ آواز دی اور واپس نہیں ہوا جلے قربانی کی جس کی خوشبو مقدس معبود کو پہنچی اس کی رحمت نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا"

یہ عبارت اور کتاب تکوین کی عبارت کس قدر مشابہ ہے کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے اگر ہم اس تقابل ہوجائیں کہ دونوں طوفانوں کو ایک ثابت کرسکیں عبارت الفاظ و ناقصہ سب ایک دوسرے سے مشابہ ہیں الفاظ دلدل گیلی زمین اور میدان کے معنوں میں استعمال ہوئے نہ عمارتی کی ان نشیبوں پر مشتمل ہیں جو مابین نہریں واقع ہیں پھر پانی کا اترنا گرمی کی

مجلد چرمی **مقبول عام حنفی خطبات دین محمدی** قیمت عہ
جو رمضان سے ابتک مولوی کے ذریعہ مزید چار سو مساجد میں پڑھے جانے لگے
محصول ڈاک ۱۴ آنہ کل ۴ عہ

یہی وہ خطبات ہیں جن کے پڑھنے اور سننے پر علمائے سنت والجماعت متفق ہوگئے کہ مکہ مکان میں پہلے عربی خطبے میں پھر خطبے کے متعلق وعظ ہیں اور آخر میں تذکیر خطبہ ثانی اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد مسلمانوں کی بہت بڑی ضرورت رفع ہوگئی ورنہ جمعہ کا خطیر ان کو اجتماع عربی خطبوں سے کچھ لیکر خدا اٹھتا تھا اس کتاب میں بارہ ماہ کے بارہ خطبے ہیں تاکہ جس ماہ میں پانچ جمعہ آئیں ان میں پانچوں پڑھے جائیں اور جن میں چار آئیں ان میں ایک کوئی سا خطبہ چھوڑ دیا جائے اور فاضل خطیب نے فضائل شہور کے ساتھ ہی مسلمانوں کی دینی اقتصادی سیاسی ذہنی تاریخ پر بھی لحاظ رکھا ہے۔ مفاسد مٹائے

محرم (۱) توحید کی فضیلت اور شرک کی مذمت (۲) محرم کی فضیلت اور عاشورہ کے روزہ کا ثواب (۳) ایمان اور ارکان ایمان کا بیان (۴) نماز کی فرضیت تاکید اور اس کی فضیلت (۵) وضو طہارت فرضیت وفضیلت نماز

صفر (۱) توکل کا بیان اور یہ کہ سب کچھ خدا سے ہے (۲) جھوٹ کی برائی اور سچائی کی خوبیاں آیت وحدیث سے (۳) پیغمبر خدا کی فضیلت آپکی پیروی اطاعت (۴) صفر وقلب کی نماز اور جماعت کی تاکید (۵) جمعہ کی فرضیت اور فضیلت وآداب

ربیع الاول (۱) ذکر ولادت اور حضور کی وفات کا بیان (۲) حضور کی ولادت باسعادت مجالس میلاد (۳) رسول کریم کی بعثت کا مقصد دنیا کی اصلاح (۴) رسول کریم کی ہجرت اور اسلامی فتوحات (۵) گناہوں کی مغفرت اور توبہ کی ضرورت

ربیع الثانی (۱) اخلاص اور کھانے پینے کے آداب (۲) عمر کی ناپائیداری اور چاند سورج باش کا بیان (۳) حب استطاعت احکام اسلامیہ کی پابندی (۴) کسی کے گھر جانے اور وہاں سے آنے کے آداب (۵) بعض سنتوں کا ذکر جن کا ترک سبب مصیبت ہو

جمادی الاولیٰ (۱) رات کو عبادت اور سونے کی ممانعت (۲) صبح وشام کے ماثورات اور قصص الاولیاء (۳) قرآن مجید کی تلاوت اور صبح کے اذکار (۴) اتباع شریعت کا لزوم اور دنیا کی زندگی (۵) آداب مساجد اور عمر عزیز کی قدر وقیمت۔

جمادی الثانی (۱) اخلاص اور کھانے پینے کے آداب (۲) عمر کی ناپائیداری اور چاند سورج باش کا بیان (۳) حب استطاعت احکام اسلامیہ کی پابندی (۴) کسی کے گھر جانے اور وہاں سے آنے کے آداب (۵) بعض سنتوں کا ذکر جن کا ترک سبب مصیبت ہو

رجب (۱) رات کو سونے اور خواب کے بیانات (۲) قرآن مجید سے تدبر اور بہار پر سی وتعزیرات (۳) بازار میں جانے کے آداب وتزئین لباس (۴) نماز کے فضائل اور معراج کا بیان (۵) زاد آخرت صدقہ خیرات اور زکوٰۃ

شعبان (۱) مومن متقی اور کافر وبدین کی خصلتیں (۲) آخرت کے بلند درجے اعمال صالحہ کے ملنے ہیں (۳) اسے کے نزدیک متقین کے درجے اور رتبے۔ (۴) موت کی تخلیف اور نزع کے حالات (۵) عمر کی وہی ہوئی مصیبت پر راضی رہنا

رمضان (۱) رمضان کے روزوں کی فرضیت وفضیلت (۲) روزوں کے آداب اور رمضان کے خصوصیات (۳) رمضان کی عبادتوں کے ثواب اور ان کا اہتمام (۴) لیلۃ القدر اعتکاف اور فدیہ فرع سے چھٹکارا (۵) رمضان کے دنوں میں گناہوں کی تلافی۔

شوال (۱) عید الفطر کی خاص خطبہ عید الفطر اور شش عید (۲) دنیا کی بے ثباتی اور بے وفائی اور قبر ودن کا ذکر۔ (۳) گناہ کبیرہ اور صغیرہ کا بیان انسانی تخلیق۔ (۴) انسان کی سعادت وشقاوت۔ (۵) آخرت کا کھٹکا ہر وقت رہنا چاہیئے۔

ذیقعدہ (۱) اس کی عبادت بہت بھاری ہے اس کی نسبت کوئی ہے (۲) ہر عمر میں مرنا باعث عبرت ہے۔ (۳) نفس کا عتاب اور گناہوں سے اجتناب (۴) ہر بندہ کے ہر عمل اور ہر خیال سے واقف کا (۵) آدمی کا کام ہے جی کھول کر خیرات کرنی چاہیئے

ذی الحجہ (۱) عشرہ اول اور ذی الحجہ کے آداب (۲) عرفہ ذالحجہ یعنی دنوں کی فضیلت۔ (۳) عید الاضحیٰ کا خطبہ۔ گناہ دلی کو اندھا کردیتا ہے۔ (۴) امر بالمعروف ونہی عن المنکر (۵) اختتام سال کے ساتھ نیکی کرنیکا کیا سال کم ہوگیا

ہندوستانی کاشتکار

ہندوستانی کاشتکار کی خستہ حالی آج ہر محب وطن کو خواہ کے آنسو رلاتی ہے دنیا کی زرعی تاریخ کا اگر مطالعہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ کاشتکار کو قرض لینے کی ضرورت ہمیشہ سے رہی ہے اور آئندہ بھی رہے گی خاصکر ہندوستان جیسے ملک میں جہاں کاشتکاری کی زندگی کا دارومدار بارش پر ہے اور جہاں آبادی بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے اور زمین کی پیداوار اسی نسبت سے کم ہو رہی ہے کاشتکار کے لئے قرض لینا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے ہندوستانی کاشتکار کے متعلق بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ وہ قرض کی ایک بڑی مقدار مدفنہ میں پاتا ہے اپنے عین حیات میں اس میں برابر اضافہ کرتا رہتا ہے اور مرنے پر خود جتنا قرضہ ورثہ میں پایا تھا اس سے کہیں زیادہ اپنے وارثوں کو سونپ جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب ہی کو لیجئے کاشتکاروں کے مجموعی قرض کی مقدار ۴۰ کروڑ روپیہ ہے جو سالانہ مالگذاری سے ۱۹ گنی زیادہ ہے صوبہ کے مالکان اراضی میں سے صرف ۱۷ فی صدی مقروض نہیں ہیں صوبہ کے مجموعی قرض سے معلوم ہوتا ہے کہ زیر کاشت رقبہ کے ہر ایکڑ برانی تخمی اوسطاً ۳۱ روپیہ قرض ہے اور جن لوگوں کی گذر صرف زراعت پر ہوتی ہے ان پر فی کس ۷۰ روپیہ قرض ہے اس قرضہ کا سالانہ سود ۱۳ کروڑ روپیہ ہے جو صوبہ کی سالانہ مالگذاری سے ڈیڑھا ہے (بلاحظہ ہو کتاب "دی پنجاب پیزنٹ ان پراسپرٹی اینڈ ڈیٹ" مصنفہ ایم۔ ایل ڈارلنگ) ہندوستان کے مختلف صوبوں کے اعداد و شمار کو مدنظر رکھکر مختلف اوقات میں ارباب بصیرت نے ہندوستان کے زرعی قرضہ کا تخمینہ لگایا ہے ۱۸۹۵ء میں سر فریڈرک نکلسن نے صوبہ مدراس کے قرضہ کا تخمینہ ۵۰ کروڑ لگایا تھا اور اس کی بنیاد پر سر الیگزنڈر میکلگن نے ۱۹۱۱ء میں ہندوستان کے مجموعی قرضہ کا تخمینہ تین سو کروڑ روپیہ لگایا۔ کسی نے ۵۰۰ کروڑ قرض کا تخمینہ لگایا مسٹر ایم اے ڈارلنگ کے نزدیک ہندوستان کے مجموعی قرض کا تخمینہ ۶۰۰ کروڑ سے کسی طرح کم نہیں ہے۔

ان اعداد و شمار سے کم از کم یہ حقیقت تو ضروری واضح ہو جاتی ہے کہ ہندوستانی کاشتکار ہمیشہ زیادہ مقروض ہے اور اس کے قرض کا بار برابر بڑھتا جاتا ہے اصل کی ادائی تو ایک طرف وہ سود کی ادائیگی سے خستہ حال ہو رہا ہے آخر اس کی کیا وجہ ہے دوسرے ممالک کے کاشتکار بھی قرض لیتے ہیں اور انھیں بھی بلا سود کے قرض نہیں ملتا لیکن اس کے باوجود ان کی حالت پر غور کرنے سے سمجھ میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ غیر ممالک کے کاشتکاروں کے قرض کا بڑا حصہ دولت آفرین کاموں میں بکثرت اصل کے صرف ہوتا ہے جسے اصلاح زراعت یا اضافہ پیداوار زمین سے کوئی تعلق نہیں وہ وقتی ضروریات کی نذر ہو جاتا ہے۔

ہندوستان کی آبادی کے اضافہ کا سارا بار زراعت پر پڑ رہا ہے دوسرے پیشوں کی عدم موجودگی میں لوگ مجبوراً زراعت کے دامن میں پناہ لیتے ہیں ساتھ ہی ساتھ قوانین وراثت کے ماتحت زمین چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہو رہی ہے جس کا اثر پیداوار پر بہت برا پڑ رہا ہے اس کے قبل سوت کاتنے اور کپڑا بننے کی صنعت کا ہندوستان میں عام رواج تھا جس کی وجہ سے قحط سالی کے زمانہ میں کاشتکار کو تھوڑی بہت مدد مل جاتی تھی لیکن اب چونکہ وہ ذریعہ بھی مفقود ہو گیا ہے کاشتکار کو سوائے قرض لینے کے اور کوئی چارہ کار باقی نہیں رہتا کرانی اجناس کا اثر بظاہر کاشتکار کے حق میں مفید ہونا چاہیئے کیونکہ اس صورت میں اس کی پیداوار کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے اور آمدنی بڑھتی ہے دنیا کے ہر متمدن ملک میں یہی ہوتا ہے لیکن ہندوستانی کسان ہر حیثیت سے دنیا سے نرالا ہے وہ اپنے محدود ذرائع پیداوار کی وجہ سے جو کچھ پیدا کرتا ہے وہ اس کے ذاتی خرچ کے لئے مشکل کافی ہوتا ہے یہاں کاشتکاروں کے بڑے حصہ کو پیداوار بیچنے کی نوبت نہیں آتی اور اگر آتی بھی ہے تو اسے بھی اپنی بے بسی کی وجہ سے بہت سستے داموں پر فروخت کر دیتا ہے بخلاف اس کے جب اسے خود خریدنے کی ضرورت ہوتی ہے قیمت زیادہ دام دینے پڑتے ہیں نتیجہ یہ کہ گرانی اجناس کی وجہ سے اس پر دوطرفہ مار پڑتی ہے اور اس کی مجبوری میں اضافہ کا باعث بنکر اسے ساہوکار کا شکار بنا دیتی ہے

ہندوستان میں انگریزی حکومت کے قیام کے بعد سے زمین کی قیمت میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے اس اضافہ کے مختلف اسباب ہیں اس سے قبل ہر گاؤں اپنی ضروریات آپ پوری کیا کرتا تھا اور زمین کی خرید و فروخت بہت کم ہوا کرتی تھی اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد کسان کے پاس خلیج رہتا تو اس کی اتنی زیادہ طلب نہ ہوتی جتنی کہ آجکل ہے۔

ریلوں کے انتظام سے ذرائع آمد و رفت و بار برداری میں جو آسانیاں پیدا ہوئی ہیں وہی غلہ کے اس اضافہ طلب کا اصل باعث ہیں غلہ کی طلب اور اضافہ سے اس کی قیمتیں اضافہ اور اس اضافہ کا اثر زمین کی قیمت پر پڑنا ناگزیر تھا اب بجائے اس کے کہ زمیندار کسان کو تلاش کرتا پھرے کسان کو زمین کی تلاش رہتی ہے اس کے علاوہ ملک کی آبادی میں غیر معمولی اضافہ ہونے لگا اس کی وجہ سے زمین کی تقسیم در تقسیم ہوتے ہوتے نوبت یہاں تک پہنچی کہ اکثر کسانوں کے پاس اتنی زمین بھی نہ رہی جس پر ان کی اور ان کے اہل عیال کی آسانی سے گزر ہو سکے لیکن چونکہ زراعت کے علاوہ کوئی اور پیشہ بھی نہیں ہے جس کی طرف کسان رجوع کر سکے مجبوراً وہ بہت زیادہ قیمت دیکر زمین خریدنی چاہتا ہے زمین کی قیمت میں انگریزی حکومت کے قیام کے بعد بے غیر معمولی اضافہ ہوا ہے اس کا اندازہ اعداد ذیل سے ہوگا۔

ابتداً صوبہ پنجاب میں زمین کی قیمت ۶ روپے تھی ۱۸۶۹ء میں قیمت دس روپے فی ایکڑ ہو گئی ۱۸۷۵ء میں بیس روپے ۱۸۹۵ء میں نہیں اور ۱۹۰۵ء میں ۷۷ روپیہ ہو گئی ۱۹۱۵ء میں اوسط ۱۲۲ روپیہ فی ایکڑ تھا اور ۱۹۱۷ء میں

اس میں اضافہ ہو کر ۱۲۷ روپیہ ہو گیا۔

زمین کی قیمت کے اس اضافہ کا یہ اخیر ہوا کہ ساہوکار کسانوں کو اسی مقدار زمین کی ضمانت پر زیادہ قرض دینے لگے زمین کی قیمت دیکھکر کسان کی بھی ہمت بڑھی وہ بلا تکلف بڑی بڑی رقمیں قرض لینے لگے اور بجائے اصلاح زراعت یا دولت آفرین کاموں میں اسے صرف کرنے کے اپنی ہمتیں ضروریات میں اڑانے لگے ہندوستانی کسان کے اخراجات کی ایک بڑی مد اسکی فضول عدالتی کارروائیاں ہیں آئے دن وراثت کے جھگڑے ہوتے رہتے ہیں اور بہت لوگوں کو تو اب مقدمہ بازی کی لت سی پڑ گئی ہے اور بعض لوگوں کا یہ خیال بالکل صحیح ہے کہ ہندوستانی عدالتیں ہندوستانی کاشتکاروں کے حق میں وہی درجہ رکھتی ہیں جو مانٹی کارلو یورپ اور امریکہ کے کرنپتی جواریوں کے حق میں جس طرح جواری بازی پر بازی لگاتا چلا جاتا ہے بعینہٖ ہمارا مقروض کسان قرض کی بڑی بڑی رقوم بلا تکلف مقدمہ بازی پر صرف کرتا رہتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ جہاں اس کی جائداد کی قیمت میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے وہیں اس کے قرض کی مقدار بھی حد سے آگے بڑھ رہی ہے۔

انگریزی حکومت کے قیام کے بعد سے قرض دہندوں کو اپنے قرض کی وصولیابی جو آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں ان کا بھی کسانوں کی قرض گیری میں بہت بڑا حصہ ہے اس سے قبل ملکیت پر چونکہ پورے خاندان کا مشترکہ قبضہ ہوتا تھا اس لئے عدم ادائیگی قرض کی صورت میں قرض دہندہ کو یہ اختیار نہ تھا کہ وہ زمین پر قبضہ کر لے لیکن انگریزی حکومت میں قانون نے انفرادی ملکیت کو تسلیم کر کے عدم ادائیگی قرض کی صورت میں قانونی چارہ جوئی کے بعد زمین پر قبضہ کرنے کا ساہوکاروں کو جو اختیار دیا ہے اس کی وجہ سے ساہوکار قرض دینے میں بہت کم پس و پیش کرتے ہیں اب یہ حالت ہے کہ ترمیم قانون کے ادائیگی میں ذرا دیر لگی اور ساہوکار نے فوراً قانون کی آڑ تلاش کر کے اس پر دارنٹ جاری کرا دیا اس پر کسانوں کی جہالت اور قانون کی ناواقفیت نے اور بھی غضب ڈھا دیا عموماً ساہوکار بہت زیادہ ایماندار نہیں ہوتے اور جب کسان اپنی مجبوریوں سے تنگ آ کر ان کے پاس پہنچتا ہے تو وہ جس قسم کا بھی چاہتے ہیں وثیقہ لکھوا لیتے ہیں اور یہ غریب بلا چون و چرا انگوٹھے کا نشان کر کے ہمیشہ کے لئے ان کے پھندے میں پھنس جاتا ہے۔

کاشتکاروں کی موجودہ حالت کا اندازہ کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ حکومت ان سے جو مالگذاری وصول کرتی ہے وہ بہت زیادہ ہے اور کاشتکاروں کی قرض گیری میں اضافہ کا باعث عام طور پر انگریز مصنفین اور مستعمرین برطانیہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ موجودہ شرح مالگذاری بہت ممکن ہے یہ خیال صحیح ہو لیکن یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اراضی کے بڑے حصہ کی وہ حالت آج نہیں رہی ہے جو پہلے تھی۔ اضافہ آبادی، گرانی، اجناس اور زراعت کے علاوہ اور چیزوں کا نقدان اور اسی قسم کے دیگر اسباب نے اکثر اراضی کو غیر معاشی حالت پر لا رکھا ہے بحالت مجبوری کاشتکار اپنے پیشے کو جاری رکھتا ہے اور اس کی آمدنی اس کی گذر کے لئے ناکافی ہے ایسی حالت میں شرح مالگذاری کتنی ہی کم کیوں نہ ہو وہ کاشتکار کے حق میں بہرحال ایک بار ہے واقعہ یہ ہے کہ غیر معاشی اراضی پر مالگذاری وصول کرنا کسی طرح قرین انصاف نہیں کہا جا سکتا انگریزی حکومت میں مالگذاری وصول کرنے کے جو طریقے ہیں انہوں نے اور آفت بچا رکھی ہے اس سے قبل حکومت نفع نقصان دونوں میں کاشتکاروں کی شریک رہتی تھی کیونکہ مالگذاری کی کوئی رقم مقرر نہ تھی اور ہر سال کی پیداوار کا ایک حصہ وصول کیا جاتا تھا اب چونکہ حکومت نے ایک رقم معین کر دی ہے کاشتکار اس کی ادائیگی پر مجبور ہے خواہ فصل کی حالت کیسی ہی خراب کیوں نہ ہو چنانچہ ہندوستانی کاشتکار قرض کے روپے سے مالگذاری ادا کرتا ہے جسپر اسے ۲۵ سے لیکر ۳۰ فیصدی تک سود ادا کرنا پڑتا ہے اور جو شرح مالگذاری سرمایہ داروں کے معیار سے مقرر کی گئی ہو وہ ایسی قوم کے حق میں جنس کی صورت میں قرض کی ادائیگی کی عادی رہ چکی ہو اور جس کی معاشی ذمہ داریوں کا سیاسا ایک فصل کی پیداوار سے لئے جاتا ہو بلاشبہ ناقابل برداشت ہوگی۔

غیر ملکی حکومت صورت حال کی اصلاح کی صحیح کوشش نہیں کرتی انجمنہائے امداد باہمی کے ایک ناقص نظام کی بدولت اصلاح حال کی توقع قائم کیجاتی ہے لیکن یہ امید بالکل غلط ہے کاشتکاروں کو قرض گیری کی لعنت سے نجات دلانے کے لئے ضروری ہے کہ نظام حکومت میں تبدیلی ہو قوانین بالکل بدل دیئے جائیں کاشتکاروں کو ان کے نرغہ سے اوقات میں جو وہ بیکاری میں گزارتے ہیں کوئی کام دیا جائے جس سے وہ اپنی آمدنی میں تھوڑا بہت اضافہ کر سکیں۔

علاوہ اس کے ان میں اشاعت علم اور اصلاح رسوم کا بھی انتظام ضروری ہے لیکن یہ جبھی ممکن ہے کہ حکومت طمطراقی سے ان محرومیوں کی مدوکرنی چاہے نہ صرف یہ کہ لگان کی تعصیل پیدا وار پر ہو بلکہ ساہوکاروں کی جیب پر بھی قیود عائد کی جائیں اس کے بغیر ممکن ہے کہ ہندوستان کی یہ سب سے بڑی آبادی کچھ اطمینان کی سانس لے سکے۔

اب ہر شخص بغیر استاد کے انگریزی بخوبی سیکھ سکتا ہے پڑھ سکتا ہے بول سکتا ہے انگریزی سیکھنے میں اس وقت بے انتہا دشواریاں تھیں کیونکہ اس وقت تک کوئی ایسا طریقہ دریافت نہ ہو سکا تھا کہ ایک شخص بغیر استاد کی مدد کے انگریزی سیکھ سکے اس کا بڑا سبب یہ تھا کہ انگریزی سکھانے والی کوئی مکمل اور مستند کتاب اس وقت تک ہندوستان میں نہیں تھی اس کمی کو سمجھتے ہوئے انگریزی زبان کے ماہرین کی مدد سے اس نقص کو رفع کر دیا اور ایک انگریزی سکھانیوالی لاجواب کتاب **پریکٹیکل انگلش ٹیچر** کے نام سے حال ہی میں شائع ہوئی ہے جس کے متعلق عام خیال ہے کہ اس کتاب کا پڑھنے والا صرف چند ہفتے میں انگریزی سیکھ سکتا ہے اس کتاب میں انگریزی کی ابجد سے لیکر آخر تک مکمل تعلیم ہے اس میں انگریزی کا بہترین قاعدہ بتایا گیا ہے انگریزی بولنے کی تعلیم دیجئی ہے اور انگریزی بولنے کے طریقے سمجھائے گئے ہیں اور بجائے خود کتاب کی یہی اصل غرض ہے یہ کتاب طلبہ کے لئے نوجوانوں کے لئے عورتوں کے لئے ملازمت پیشہ حضرات کے لئے غرضکہ سب کے لئے یکساں مفید ہے اس کتاب کا مطالعہ انگریزی مدرسوں کی تعلیم کے برابر ہے اصول اور طریقے اتنے سہل اور دلچسپ پیرائے میں کہ دماغ پر تکلیف بار نہیں ہوتا اردو ترجمہ انگریزی زبان پر عبور حاصل ہو جانے کے بعد اس کتاب کو بیکار بنا دیتا ہے اس کتاب سے عام فہم کوئی کتاب آج تک موضوع پر شایع نہیں ہوئی۔ قیمت ۱۲ محصول ۱۰ علیحدہ

پریکٹیکل انگلش ٹیچر

انگریزی زبان کی دشواریاں ختم ہو گئیں

چند روز میں انگریزی آ جائیگی

حمید یہ پریس دہلی

صحیح انتخاب

(مولوی سید نصیر احمد صاحب جامی)

سلیم کی شادی کو دس برس گذر چکے تھے اس کی بیوی بہت خوبصورت تھی اور یہ دونوں بڑے عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے تھے شہر بھر میں اس شادی کا چرچا تھا سلیم کے دوست اس پر رشک کرتے تھے اور سب کی متفقہ رائے یہ تھی کہ وہ بڑا ہی خوش قسمت انسان ہے۔ اس کی ابتدائی عمر بڑی مصیبتوں میں گذری تھی مدرسے کی تعلیم سے فارغ ہو کر وہ کالج میں داخل ہو گیا تھا اور اپنے والد کی مرضی کے مطابق وکالت کی تعلیم حاصل کرنے لگا لیکن دوران تعلیم ہی میں وہ ایک انقلابی جماعت کا سرگرم رکن بن گیا جب اس جماعت اور اس کے ممبرین کی خبر کالج کے ارباب حل و عقد کو معلوم ہوئی تو سلیم کالج سے نکال دیا گیا۔ باپ کو بیٹے کی اس حماقت کا علم ہوا تو وہ غصے سے دیوانہ ہو گیا اور اس نے سلیم کو گھر سے نکال دیا اور کچھ دنوں کے بعد اپنی وراثت سے بھی محروم کر دیا اس کا خیال تھا کہ سلیم اب دنیا میں کسی کام کا نہیں رہا۔

سلیم کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ وہ کسی طرح اپنا پیٹ پالنے کی کوشش کرے اتفاق سے اسے بینک میں کلرکی کی جگہ مل گئی اس نے دل لگا کر محنت سے کام شروع کر دیا کبھی کسی کو شکایت کا موقع نہیں ملا۔ افسروں کے دل میں سلیم کی کارگزاری اور حسن اخلاق کا اثر بڑھتا گیا چند سال کے بعد بینک کا منیجر مر گیا اب نئے منیجر کی ضرورت تھی ڈائرکٹروں کا جلسہ طلب ہوا اور خلاف امید اس میں سلیم ہی بلایا گیا جلسے میں صدر نے ایک تقریر کی جو اس موقع کے لئے بہت موزوں تھی اور سلیم سے درخواست کی کہ وہ خالی جگہ کو منظور کرے۔

"ہمیں تم پر پورا اعتماد ہے" اس نے تقریر کے آخر میں کہا۔

اگرچہ سلیم کی مسرت اور تعجب کی کوئی انتہا نہیں تھی لیکن اس نے اپنے جذبات کو چھپایا اور کہنے لگا کہ میں پوری شرائط سننے کے بعد جواب دوں گا۔

صدر نے کہا "شرائط وہی ہیں جو پہلے منیجر کے ساتھ تھیں۔

سلیم نے سب فرداً فرداً منظور کر لیں اور شام کے اخباروں سے ان تمام لوگوں کو یہ خبر مل گئی کہ منیجر کے انتخاب سے دلچسپی رکھتے تھے۔

اب سلیم کے سامنے ترقی کا راستہ کھلا تھا اپنے حالات ٹھیک کرنے کے لئے اس نے ایک سال تک شادی نہیں کی جب اس نے دیکھا کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہے تو اس نے شادی ہی کر لی۔

لوگوں کو تعجب تھا کہ اس نے شادی ایک ایسی لڑکی سے کیوں کی جو کہ سموئی جائداد کی ہی مالک نہیں لیکن ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب انھیں یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ لڑکی دو تمسک تیس ہزار چند ماہ پہلے اس کے باپ کو تجارت میں سخت نقصان ہوا اور ایک ہی دن میں اس کا خاندان غریب ہو گیا۔ "تعجب ہے اس نے ایسی لڑکی سے شادی کی جب کہ رئیس اپنی اپنی لڑکیاں دینے کو تیار تھے کیا اس نے پہلے ہی سے وعدہ کر رکھا تھا یا اس کی نسبت ہو چکی تھی۔" یہ جملے تھے جو اکثر لوگ ایک دوسرے سے کہتے رہتے تھے۔

لیکن اس بات سے سب بے خبر تھے کہ اس لڑکی سے شادی کرنے میں سلیم کو کس قدر صبر اور کوشش سے کام لینا پڑا ہے اس کے باپ کا دیرینہ اور عزیز ہو جانا سلیم کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوا لڑکی نے مجبوراً اس وجہ سے کہ اس سے اس کا خاندان دولت و افلاس کی زندگی سے بچ جائیگا۔

شادی ہوئے دس برس ہو چکے تھے سلیم کے اکثر دوست اس کو رشک کی نگاہوں سے دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھو اس کے پاس کوئی سند نہیں ہے لیکن یہ اتنے بڑے عہدے پر پہنچ گیا ہے ان میں سے بہتوں کی شادیاں ہو چکی تھیں اور ان کے کئی بچے بھی تھے ان کی بیویاں اپنی عمر سے پہلے ہی اپنی خوبصورتی اور حسن کو کھو چکی تھیں ان بیچاروں کا ماہوار خرچ ہی بڑی مشکل سے چلتا تھا لیکن سلیم کے پاس موٹر تھی نوکر چاکر تھے اور ایک خوبصورت مکان ہی تھا سال میں ایک آدھ دفعہ وہ ضرور کہیں نہ کہیں سیر و تفریح کے لئے چلا جاتا تھا۔

لیکن ابھی تک سلیم کے کوئی اولاد نہ ہی اس کے دوست نہیں جانتے تھے کہ یہ بات سلیم کے لئے کس قدر تکلیف دہ ہے خدا نے اسے دنیا کی تمام نعمتیں دی تھیں مگر سلیم کہتا تھا کہ اولاد کے بغیر زندگی کا کچھ مزہ نہیں گو اس کے پاس روپیہ تھا اس نے شہرت حاصل کر لی تھی لیکن محض روپیہ اور شہرت انسان کو خوش نہیں رکھ سکتے ماں باپ کا دل تو اولاد ہی کو دیکھ کر خوش ہو سکتا ہے۔

سلیم نے شادی زیادہ تر اس وجہ سے کی تھی کہ گھر میں زندگی کا لطف آئے گا بچوں کے روم سے رونق رہے گی مگر افسوس وہ اس نعمت سے محروم تھا وہ بچپن ہی سے گھر سے نکال دیا گیا تھا اس لئے وہ گھر کا اور بچہ ہو کر بھی اس کی بیدری ہی ہر وقت غمگین رہتی تھی کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ اس بات کا خیال آتے ہی اس کے دل پر غم و اندوہ کی ایک گھٹا چھا گئی۔

سلیم اپنے اکثر دوستوں کو کھانے کی دعوت دیتا تھا کہ اس کے گھر میں تھوڑی دیر کے لئے ہی کچھ چہل پہل ہو جائے اسے ترپنے سے رکھی ہوئی صاف ستھری چیزوں سے نفرت ہو گئی تھی وہ چاہتا تھا کہ ان کا خراب کرنے والا کوئی ہو۔

"تم تو بادشاہوں کی شان سے رہتے ہو" ایک دوست نے اس سے کہا "یہ مکان کتنا خوبصورت ہے اور چیزیں کیا قرینے سے لگی ہیں"۔

"اور فن مصوری کے کیا نادر نمونے ہیں" دوسرے دوست نے کہا "کتنی اچھی تصویریں ہیں وہ سنجیدگی والی تصویر تو لاجواب ہے"۔

"ہونا ہی چاہئے" پہلے نے جواب دیا "حسن ذاتی کو بھی تو تقاضا ہے"

سلیم نے ان چیزوں کو دیکھا جن کی اس کے دوست تعریف کر رہے تھے لیکن اس کو ان سے بالکل دلچسپی نہیں رہی تھی اس وقت یقیناً اسے یہ چیزیں اچھی معلوم ہوتی تھیں جب خریدی گئی تھیں انھیں دیکھتے دیکھتے وہ اکتا گیا تھا اس نے بغیر کسی فخر و غرور کے کہا "کمرے بہت آراستہ ہیں چیزیں بہت خوبصورت ہیں لیکن گھر سنسان معلوم

ہوتا ہے کاش اس امن وسکون میں خلل ڈالنے والا کوئی نہ ہوتا۔"

یہ کہکر اس نے اپنی بیوی کی طرف دیکھا آنسوؤں کے قطرے اس کی آنکھوں میں جھلک رہے تھے۔

ایک دن کسی دوست نے ان کی بیعت کی اس کے تین بچے تھے ان میں سب سے چھوٹا جس کے گھونگھر والے بال تھے بہت بھولا بھالا اور پیارا تھا ایک مشہور ماہر موسیقی اپنے گانے سے ہمالوں کو محظوظ کر رہا تھا لیکن سلیم کی توجہ ادھر نہیں تھی اس نے اس چھوٹے بچے کو اپنی گود میں بٹھالیا بچہ طرح طرح کی شرارتیں کرنے لگا کبھی اس کی ڈاڑھی کھینچ لیتا کبھی اسے مارتا کبھی اس کی ناک پکڑ لیتا لیکن سلیم کو اس سے جو مسرت حاصل ہوتی وہ بیان سے باہر ہے۔

اگرچہ زہرہ دوسری عورتوں سے باتوں میں مشغول تھی لیکن کبھی کبھی اپنے شوہر کی طرف بھی دیکھ لیتی اس کی آنکھوں سے اس کی دلی کیفیت کا پتہ صاف طور سے چل رہا تھا وہ اس نعمت سے محروم تھی۔

اس دوران میں سلیم کی نظر اس پر پڑی وہ سمجھ گیا کہ اس کی بیوی کو کس قدر روحانی تکلیف ہو رہی ہے اس نے سوچنا شروع کیا آخر اس کا علاج کیا ہے انسان کر کیا سکتا ہے یہ محرومی یہ بدقسمتی کس وجہ سے ہے اس کا ذمہ دار کون ہے۔ قصور کس کا ہے۔ اس کا یا اس کی بیوی کا، نہیں نہیں کسی کا قصور نہیں لیکن وجہ آخر وجہ کیا ہے؟

اس کے بعد سلیم نے اپنی گذشتہ زندگی پر غور کرنا شروع کیا۔ اس نے شادی سے پہلے اپنی رفیقہ حیات کو کتنی مرتبہ دیکھا تھا؟ دو یا تین مرتبہ سب سے پہلے منصوری میں۔ اس نے ایک دکان پر ایک شریف آدمی اور ایک خوبصورت لڑکی کو باتیں کرتے دیکھا اس نے ان سے تعارف پیدا کیا اور دو دن تک سائے کی طرح ان کے ساتھ رہا اُسے لڑکی سے محبت ہوگئی تھی۔ اس نے یہ بھی معلوم کر لیا کہ داؤد نگر میں اس کا باپ بہت بڑا تاجر ہے چند ماہ بعد سلیم ان کے وہاں جا ملا سب لوگ اس کے ساتھ اچھی طرح سے پیش آئے وہ تین چار روز تک وہاں ٹھہرا۔

واپسی کے ایک ہفتے بعد سلیم نے لڑکی کے باپ کو شادی کا پیغام دے دیا اس نے جواب میں لکھا کہ وہ لڑکی کو مجبور نہیں کر سکتا اور وہ خود اسے اپنی رائے سے مطلع کرے گی۔

لڑکی نے نرمی سے لیکن صاف صاف الفاظ میں انکار کر دیا۔

"بہت اچھا" سلیم نے اپنے دل میں کہا "یہ قصہ بھی ختم ہوا"

لیکن خلاف توقع ایک لمبا قصہ پیش آگیا چھ ماہ بعد سلیم نے اخباروں میں پڑھا کہ زہرہ کے باپ کو تجارت میں سخت نقصان ہوا ہے اور وہ دیوالیہ ہو گیا ہے۔

اس خبر نے اس کے دل پر عجیب اثر کیا وہ خوشی سے اچھل پڑا اور اب اسے اپنے منصوبے بڑی امید تھی۔ وہ بذات خود داؤد نگر میں جا کر لڑکی کے باپ سے ملا۔

اس ملاقات کا دونوں کے دل پر کیا اثر ہوا نہیں معلوم۔ سلیم نے سب سے پہلے اپنی حیثیت کو اچھی طرح واضح کیا اور کہا کہ وہ زہرہ کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کرے گا اور اسے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ پورے خاندان کی مدد سے بھی دریغ نہیں کرے گا۔

زہرہ کو اس کے باپ نے کسی نہ کسی طرح سے راضی کر لیا اور سلیم سے کہا "وہ ایک

جینے اور مر کر دوبارہ جینے تک انتظار کرنا پڑے تم نہیں جانتے کہ ہمیں کتنا نقصان ہوا ہے ہر ایک چیز بک گئی ہے اپنی ہستی کے انتظام کرنا ہے۔ میں جانتا ہوں تم بڑے فیاض نیک اور ہمدرد ہو اس کا ثبوت تم نے اس وقت دیا ہے کہ ہر ایک آدمی ایسا نہیں کر سکتا۔"

سلیم نے پورے چھ ماہ تک انتظار کیا اس کے بعد زہرہ سے اس کی شادی ہوگئی۔

اس کے بعد وہ ان چند بہت تھوڑے دنوں کا ذکر کرنے لگا کیا اس کے حق میں ہی بہتر تھا زہرہ سے اس کی شادی نہ ہوتی کیا اس مصیبت کی ساری ذمہ داری اسی پر ہے جب وہ یہ خیال کرتا تو اسے بہت ہی رنج ہوتا یہ خیال اسے دیوانہ سا کر دیتا وہ سارا الزام اپنی بیوی کی گردن پر رکھنا لیکن جب رات کو یا کسی اور وقت وہ زہرہ کی دلی کیفیت کا مشاہدہ کرتا تو اس کا خیال بدل جاتا۔

ایک دن وقت سے پہلے سلیم بنک سے چلا آیا گھر کے فرش پر وہ اپنے قدموں کی آواز خود بھی نہیں سن سکا زہرہ کو بھی اس کے آنے کی اطلاع نہ ہوئی۔

جوں ہی سلیم نے دروازہ کھولا زہرہ نے جلدی سے ایک خط جو وہ پڑھ رہی تھی لفافہ میں رکھ دیا سلیم نے بالکل نہیں دیکھا کہ اس وقت زہرہ کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

"یہ خط شاید آج ہی آیا ہے" سلیم نے پوچھا۔

زہرہ کا چہرہ زرد پڑ گیا اور اس نے آہستہ سے کہا "جی ہاں"

"گھر سے آیا ہوگا۔ کوئی تازہ خبر" سلیم نے زہرہ کی بیقراری دیکھے بغیر سوال کیا۔

یہ کہکر سلیم نے میز سے لفافہ اٹھا لیا اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے زہرہ یہاں سے بھاگ جائیگی یا اپنے آپ کو کھڑکی سے باہر پھینک دیگی۔

"کتنا بڑا خط ہے" سلیم نے ہنستے ہوئے کہا "یہ تو اخبار سا معلوم ہوتا ہے"

"نہیں بہت کچھ تو نہیں لکھا ہے" زہرہ نے کچھ اور کہنے کی کوشش کی لیکن اس سے زیادہ اس کی گویائی نے ساتھ نہ دیا۔

سلیم نے زہرہ کو دیکھا اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا لیکن خوار ہی اُسے خیال آیا کہ اُسے لفافے کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیئے تھا کیونکہ زہرہ کبھی سلیم کے خط نہیں پڑھتی تھی اور اسی طرح سلیم بھی زہرہ کے خطوط نہیں دیکھتا تھا۔ آج سلیم نے یہ رسم کو توڑنے والا تھا لیکن کس شکر ہے کہ اس نے خط کو پڑھا نہیں یہ خیال آتے ہی سلیم نے لفافہ میز پر رکھ دیا اور کہا "معاف کرنا زہرہ، یہ میری غلطی تھی کہ میں نے تمہارا خط اٹھا لیا"

زہرہ نے مسکرا کر جواب دیا کوئی بات نہیں اور پھر گفتگو کرتے ہوئے کہا "لیکن آج آپ وقت سے پہلے کیسے چلے آئے؟"

"آج دن بہت اچھا ہے سلیم بولا" میں نے خیال کیا ٹہلنے چلیں گے تفریح رہے گی تم جلدی سے تیار ہو جاؤ۔"

سلیم اپنے کمرے میں لباس تبدیل کرنے چلا گیا زہرہ نے اپنا سوٹ کیس کھولا جس میں اس کی قیمتی چیزیں تھیں اور صندل کی لکڑی کا ایک خوبصورت ڈبہ نکال کر اس میں لفافہ رکھ دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد دونوں سیر کے لئے باہر چلے گئے لیکن سلیم کو نہیں معلوم تھا کہ زہرہ کے دل میں کیا کیا خیال آ رہے ہیں۔

اس واقعہ کے چند دنوں بعد سلیم جب تنہا تھا وہ اپنی تعطیلات گذارنے کے لئے کچھ تجاویز سوچ رہا تھا دس سال سے ان کا یہ دستور تھا کہ سلیم کسی

تعطیلات شروع ہونے سے قبل زہرہ چند دنوں کے لئے اپنے والدین سے ملنے داؤد نگر چلی جاتی تھی اور پھر یہ دنوں کسی پرفضا مقام پر جاکر تعطیل کا زمانہ گزارتے تھے۔ اس کی غیر موجودگی میں سلیم نے سفر کی تیاریاں شروع کر دی تھیں اس کی چھٹی شروع ہو گئی تھی اس لئے وہ گھر ہی پر رہتا تھا۔ اگلے دن زہرہ یہاں پہنچنے والی تھی۔

شام کے کھانے کے بعد سلیم نے ہر ایک کمرے کو دیکھا کہ کہیں وہ کوئی چیز تو نہیں بھول گیا ہے آخر میں زہرہ کے کمرہ میں آیا اور یہاں کے سلیقے اور صفائی سے بہت خوش ہوا۔

اچانک اس کی نظر سوٹ کیس پر پڑی جو بالکل کھلا ہوا تھا "بات کیا ہے؟ یہ کھلا کیوں ہے؟ سلیم نے کہا اس کی سب قیمتی اشیاء اسی میں ہیں اگر کسی نوکر کی نظر پڑ جاتی تو صفایا ہو جاتا"

اس نے سوٹ کیس دیکھا اس میں کپڑے، نیز تصویریں اور نہ معلوم کیا کیا تھا داہنے ہاتھ کی طرف صندل کی لکڑی کا ڈبہ تھا یہ سلیم نے عید کے موقع پر اپنی بیوی کو تحفۃً دیا تھا۔

سلیم نے اس ڈبہ کو اٹھایا اور وہ کھل گیا اس نے اپنے دل میں کہا نہ معلوم پیاری زہرہ نے اس میں کیا کیا ہدیہ رکھا ہے ممکن ہے اس میں میرا وہ خط بھی ہو جس کے جواب میں زہرہ نے شادی سے انکار کر دیا تھا یہ خیال آتے ہی اس نے یہ خط تلاش کرنے کا ارادہ کیا معلوم نہیں خط دیکھنے کا وہ اس قدر اہتمام کیوں کرتا تھا ڈبہ خطوں سے بھرا پڑا تھا سب پر وہی لفافہ تھا جسے چند دن پہلے سلیم نے اٹھا کر واپس کر دیا تھا اس نے اس کو فوراً پہچان لیا لفافہ اچھی طرح سے بند نہیں کیا گیا تھا۔ خط کا ایک کونہ نکلا ہوا تھا سلیم نے ایک دو سطریں دیکھیں یہ کسی بچے کی تحریر معلوم ہوتی تھی۔

اس نے یہ خط نکال لیا پورے کاپر اخط موٹے حروف میں لکھا تھا اس نے پڑھنا شروع کیا۔

"میری پیاری اماں، آپ کا خط چند دن ہوئے ملا تھا جس کو پڑھ کر میں بہت خوش ہوئی میں چاہتی ہوں کہ آپ کو ہر روز خط لکھوں میں آپ کے لئے بہت دعائیں مانگتی ہوں کیونکہ ایک دن ہماری استانی نے کہا تھا کہ بچوں کی دعائیں بہت جلد قبول ہوتی ہیں میں اباجان کے لئے دعا نہیں کر سکتی کیونکہ وہ اللہ میاں کے پاس چلے گئے ہیں آپ کے لئے میں یہ دعا کرتی ہوں کہ آپ میرے پاس آجائیں کیونکہ میں آپ کے پاس نہیں آسکتی۔ میں نہیں سمجھ سکتی کہ مجھے آپ کے پاس آنے سے کیوں روکا جاتا ہے جبکہ ہر ایک لڑکی اپنی ماں کے پاس رہتی ہے جب میں استانی سے یہ بات پوچھتی ہوں تو وہ کہتی ہیں کہ آپ کا آقا میرا آنا پسند نہیں کرے گا میرا خیال ہے آپ کسی رئیس کے ہاں ملازم ہیں اس لئے اپنے پاس مجھے نہیں رکھ سکتیں۔ میری پیاری اماں مجھے اپنے پاس بلا لیں ایک کونے میں خاموش بیٹھی رہا کروں گی۔ آپ کو یہ سمجھ کر خوشی ہوگی کہ مجھے اچھے درجے میں ترقی ملنے والی ہے میں یہ خط ملکہ دادی اماں کے گھر لکھ رہی ہوں کیونکہ چھوٹی بچی کا لکھا خود خط نہیں بھیج سکتیں پیاری اماں اسکے ہی میری سالگرہ کے دن ضرور آنا اس وقت میری عمر دس برس کی ہو جائے گی۔"

(آپ کی پیاری ثمر)

خط ختم کرنے کے بعد سلیم نے خیال کیا کہ یہ غلطی سے یہاں چلا آیا ہے لفافے میں ایک اور بھی خط تھا یہ زہرہ کی والدہ کا تھا جس میں چند باتوں کے علاوہ آخر میں یہ بھی لکھا تھا:-

"میں تم کو یہ خط بھیج رہی ہوں تمہیں پڑھ کر بہت مسرت ہوگی"

سلیم کی عجیب حالت ہو گئی۔ ایک خیال اس کے دماغ میں آیا جس سے وہ تھرا اٹھا اس کا بدن پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔

اس نے اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھا اور ایک مرتبہ پھر ثمر کا خط پڑھا تمام معاملہ اس کی سمجھ میں آگیا۔ اس کی بیوی زہرہ..... پیاری زہرہ..... ناممکن۔

وہ اٹھا اور ڈبہ لیکر اپنے کمرہ میں چلا گیا دروازہ اندر سے بند کر لیا تاکہ کوئی خلل انداز نہ ہو وہ سب خطوں کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا لیکن یہ احتیاط رکھی کہ خطوط بے ترتیب نہ ہونے پائیں تاکہ زہرہ کو کسی قسم کا شبہ نہ ہو۔

وہ خطوں کو دیکھ رہا تھا اور اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اس نے بہت سے خط پڑھے لیکن ان میں کچھ نہیں تھا البتہ دو خط قہر کے اور لے جو چھوٹے چھوٹے تھے۔

وہ اپنے خیالات میں محو ہو گیا۔ زہرہ..... پیاری زہرہ.....

سلیم پھر ڈبے کو دیکھنے لگا کیا اس میں کچھ اور بھی تھا۔ اسے یاد آگیا کہ خریدتے وقت دکاندار نے کہا تھا کہ اس میں ایک پوشیدہ خانہ بھی ہے اس نے آسانی سے اس خانہ کو کھول لیا یہ خانہ بھی کاغذات سے بھرا پڑا تھا اس میں زہرہ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے بہت سے کاغذات تھے جو اس کے روزنامچے کے اجزا معلوم ہوتے تھے۔

اس نے یہ کاغذات پڑھے اور وہ سانس تک لینا بھول گیا اگر زہر ہلاہل قہر کے رشتے میں کچھ شبہ تھا تو وہ بھی رفع ہو گیا۔ وہ تمام حالات سمجھ گیا اُف کس قدر خوفناک انکشاف تھا۔

پہلے کاغذ پر تحریر تھا "موت سے زیادہ خوفناک چیزیں دنیا میں موجود ہیں زندگی میں جو کچھ مجھے عزیز تھا ان سے میں محروم کر دی گئی ہوں ہمارے خاندان کی عزت اور خاندانی قبلہ کی شہرت سب خاک میں مل گئی ہے میرے والد کی محنتوں اور شفقتوں کے تمام پھل برباد ہو گئے یہ واقعات بڑے خوفناک ہیں بالکل چالاک وہم بھی نہیں تھا"

لیکن میری زندگی اس سے بھی خراب ہے۔ شرم، ابدی شرم، یہ ذلت یہ بدنما داغ کبھی نہیں مٹ سکتا"

"یہ واقعہ بالکل خواب کی طرح ہوا لیکن چوٹی بچی کی چیخ پکار اور اس کا رونا جو میں تھوڑی دیر کے لئے سن سکی ہوں اس خواب کو اصلی اور حقیقی بنا دیتے ہیں"

"اور پھر حمید واپس نہیں آیا وہ کہیں غائب ہو گیا ہے معلوم نہیں وہ زندہ ہے یا مر گیا ہے میری تباہی کے ساتھ اباجان بھی تباہ ہو گئے دو مصیبتیں ایک جگہ جمع ہو گئیں تو یہ"

دوسرے ٹکڑے پر لکھا تھا "وہ ابھی تک واپس نہیں آیا وہ شاید موت کی تلاش میں ہے ممکن ہے وہ مر ہی گیا ہو۔ وہ بزدل ثابت ہوا اس کو چاہیے تھا ہمت کر کے نئی زندگی شروع کرتا اس کی یہ کوشش مجھے بھی نئی زندگی بخشتی لیکن مشکل یہی نہیں تھا ایک عجیب بات یہ ہے کہ وہ سزا دی پھر مجھ سے شادی کی درخواست

کر رہا ہے میں عجیب کشمکش میں ہوں اس سے کہی نہ جاتی لیکن میرے والد اگرچہ زبان سے کچھ نہیں کہتے لیکن ان کی آنکھیں سب کچھ کہہ رہی ہیں میری پیاری اماں نے مجھ سے ہاتھ جوڑ کر التجا کی کہ میں انکار نہ کروں۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بچے اور نیک انسان کو دنیا سے کہ دیا جائے میرے والدین کہتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں کیا میں اسے تسلیم کر لوں" اور پھر اس معصوم بے گناہ بچی سے ہمیشہ کے لئے جدائی وہ یقیناً زندہ رہے گی اگرچہ میرے والدین چاہتے ہیں کہ وہ مر جائے لیکن میری دعائیں ضرور اسے زندہ رکھیں گی"۔

تیسرے کاغذ پر یہ الفاظ تھے "فیصلہ ہو گیا ہے انہوں نے مجھے ہبہ دی کیا ہے مجھے ماننے پر مجبور کیا ہے وہ میری بچی ہی نہیں لے گئے ہیں نہ معلوم وہ کہاں ہے میں چاہتی ہوں کہ ایک بار اسے چوم لوں انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر میں شادی کا اقرار کر لوں تو مجھے بچی کو دیکھنے کی اجازت مل جائے گی آہ کتنی مشکل شرط ہے۔

"لیکن شادی کا اقرار؟ میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا ہے" آہ میں حیران رہ گئی آخری ٹکڑے پر کچھ الفاظ کٹے پٹے تھے اور لکھا تھا "کل میری شادی کا دن ہے کاش کسی بجائے میرا جنازہ اٹھتا۔ زمین پھٹ جائے اور میں اس میں سما جاؤں میں اپنی خوشی اور ساتھ ہی سلیم کی خوشی کو بھی رخصت کر رہی ہوں۔

"میرے والدین مجھے گلے لگا رہے ہیں لیکن منہ سے کچھ نہیں کہتے ان کی آنکھیں ان کے دل کا حال بیان کر دیتی ہیں وہ میرے ممنون ہیں کہ میں نے ان کی بات مان لیا ہے گویا اپنے آپ کو فروخت کر ڈالا ہے مجھے نہیں معلوم کہ سلیم کو دیکھ کر میرے دل کی کیا حالت ہوگی"۔

لیکن کم از کم ایک خیال تو باعث تسکین ہے حمید مر گیا ہے دنیا اس کے وجود سے خالی ہے اس کا سایہ میرے اور سلیم کے درمیان نہیں پڑ سکتا وہ کبھی واپس نہیں آئے گا"۔

سلیم نے جب کاغذات کو ختم کر لیا تو رنج و الم کے ہجوم میں صرف ایک بات اس کے لئے باعث تسکین تھی اور وہ یہ چھوٹی عمر کا باپ جو کوئی بھی وہ تھا اس دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔

اس نے پھر ایک دفعہ ان کاغذات کو دیکھا جو اس کے سامنے بکھرے پڑے تھے اس کا سانس اس طرح پھول گیا جیسے اس نے کوئی خوفناک خواب دیکھا ہو اس نے اپنا سر اپنے ہاتھوں میں لے لیا اس کے دل کی عجیب حالت تھی اس کا سر ہاتھ غرض سارا جسم کانپ رہا تھا اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے

سارے بدن میں وہ ایک قسم کا درد محسوس کر رہا تھا پہلے ہی وہ ایسے ہی درد کا مزہ چکھ چکا تھا جبکہ باپ نے اسے گھر سے نکال دیا تھا لیکن اس وقت وہ نوجوان تھا اور دنیا کی سنگدلیوں کو راہیں اس کے سامنے کھلی تھیں۔

سلیم بہت دیر تک سوتا رہا یہاں تک کہ اس کا رونا خود بخود ختم ہو گیا رونے سے اسے بہت کچھ اطمینان ہو گیا تھا اس کے چہرہ پر سکون تھا طوفان گزر چکا تھا اس نے اپنی جیب سے رومال نکالا اور آنکھوں کو صاف کیا اس کے بعد

اس نے کاغذات اور خطوط کو ترتیب سے تہ بہ میں رکھ دیا تاکہ زہرہ کو کسی قسم کا شبہ نہ ہو وہ قلم کا خط اس نے پھر ایک مرتبہ پڑھا میں یہ اب اس پردہ کچھ طور سکتا تھا اس نے سوچا کہ اس بچی کی جدائی اور فرقت سے زہرہ کو کس قدر تکلیف ہوتی ہوگی آفریں ہے اس کے صبر و تحمل کو۔

سلیم نے پھر ان الفاظ کو پڑھا "پیاری اماں اب کے بھی میری لڑکی کے دن ضرور آنا" "ہاں زہرہ نے اس کی یہ خواہش اور آرزو پوری کر دی تھی اس نے کاغذات کو ڈبے میں بند کر کے سوٹ کیس میں رکھ دیا۔

کمرے میں اس کی نظر آئینے پر پڑی اور اس نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں سرخ ہیں اس نے گرم پانی لیکر چہرے کو اچھی طرح صاف کیا بالوں میں کنگھی کی اور ایک کرسی پر بیٹھ کر سوچنے لگا تھوڑی دیر میں اسے بالکل اطمینان اور سکون حاصل ہو گیا طوفان کے کوئی آثار اس کے چہرہ پر نہیں تھے اس نے کچھ فیصلہ کر لیا تھا۔

اس کا فیصلہ آخر کیا تھا؟ کیا وہ اپنی رفیقہ حیات سے ہمیشہ کے لئے قطع تعلق کرنے والا تھا یا کچھ اور لیکن یہ دشوار مشکل تھا وہ ایک مشہور آدمی تھا لوگوں کی تنقید اور بے جا چہ میگوئیوں سے ڈرتا تھا۔

اگلے روز جب زہرہ واپس آئی تو سلیم نے کوئی ایسی بات ظاہر نہ ہونے دی جس سے اس کو کسی قسم کا شبہ ہوتا۔

سلیم نے پوچھا "گھر پر تو خوب وقت کٹا ہوگا کسی قسم کی تکلیف تو نہیں ہوئی نہ بہت اچھی طرح سے زہرہ نے مسکرا کر جواب دیا۔

"سب لوگ خیریت سے ہیں؟"

"ہاں خیریت ہے۔ ایک ماں سے والد قبلہ کی طبیعت ناساز تھی انہوں نے مجھے اس کی بالکل اطلاع نہیں دی لیکن اب وہ اچھی طرح سے ہیں"۔

"تمہارا دل تو وہاں سے آنے کو نہیں چاہتا ہوگا" سلیم نے دریافت کیا۔

زہرہ کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی پیاری قمر سے جدا ہونا واقعی مشکل تھا لیکن جواب دینا بہر حال ضروری تھا ایک منٹ کی خاموشی کے بعد اس نے کہا۔

"آپ جانتے ہیں کہ مجھے اپنے والدین سے کس قدر محبت ہے وہ اب بوڑھے ہو رہے ہیں ہر سال میں انھیں اس امید پر چھوڑ آتی ہوں کہ اگلے سال انھیں دیکھنے کی مسرت حاصل کروں گی"۔

"لیکن وہ یہاں کیوں نہیں چلے آتے انھیں یہاں ہر قسم کا آرام ملیگا"

یہ تجویز ہر سال سلیم زہرہ کے سامنے پیش کرتا تھا زہرہ بھی یہی چاہتی تھی لیکن سوال تو قمر کا تھا۔

"آپ بڑے فیاض ہیں" زہرہ نے جواب دیا "لیکن وہ اب یہاں کہاں آئینگے انھیں دادی قمر سے محبت ہو گئی ہے ان کے علاوہ یہاں اگر خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آگیا تو وہ بھی نہیں سکے گی کہ دادا کو چھوڑنے سے ایسا ہوا"

"اچھا زہرہ سنو" سلیم نے نرمی اور محبت سے کہا "میں تم سے ایک بات کہنے والا ہوں جو میں نے ایک مدت سے سوچ رکھی ہے۔ کتنے ایسے نوزائد اور بچے ہیں جن کا دنیا میں کوئی نہیں اور وہ ہمدردی اور شفقت پدری سے محروم ہیں ہمیں خدا نے اس نعمت سے محروم رکھا ہے کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم کسی یتیم بچے یا بچی کو اپنی اولاد بنا لیں کہو کیا رائے ہے؟"

زہرہ خاموش رہی لیکن اس کے دل کی دھڑکن صاف ظاہر کر رہی تھی کہ اس کے

جذبات میں کتنا زبردست تلاطم ہوا ہے۔

"جواب کیوں نہیں دیتیں کیا تمہیں اس تجویز سے اتفاق نہیں؟"

"آپ کو اختیار ہے" زہرہ نے بہت آہستہ کہا۔

"کیا تم مجھ سے متفق نہیں" سلیم نے بہت نرمی سے کہا "بڑا ہے میں نہیں کتنی مسرت ہوگی کہ میں کسی بچے کی تمنا پوری کروں"

زہرہ کے ہاتھ کانپ رہے تھے وہ بمشکل یہ کہہ سکی "آپ کی جو مرضی ہو وہی مناسب ہے مجھے اتفاق ہے"

زہرہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے وہ جانتی تھی کہ اس زندگی سے موت بہتر ہے کیا اب وہ ہمیشہ کے لئے قمر سے الگ کر دی جائے گی۔ اف قدرت کی طرف سے یہ کتنا زبردست انتقام تھا اس نے چاہا کہ سمت کر کے سلیم سے سب کچھ کہہ دے لیکن پھر سوچا کہ فائدہ؟

چند دنوں کے بعد سلیم نے کہا "مجھے بارہ ایک جگہ کچھ کام ہے میں چاہتا ہوں کہ کہیں جانے سے قبل اس کا فیصلہ ہو جائے ممکن ہے میں واپس نہ بھی جا سکوں لیکن ٹھیک کچھ نہیں کہہ سکتا"

زہرہ نے وقت باتوں باتوں میں اس نے کہا "ہاں زہرہ! ممکن ہے مجھے کوئی یتیم بچہ مل جائے اگر میں اسے ساتھ لیتا آؤں تو کچھ ڈر تو نہیں ہے"

"جیسا آپ کا دل چاہے" زہرہ نے سہمے ہوئے لہجہ سے کہا "آپ کا انتخاب مجھے ہر حالت میں پسند آئے گا"

اگر میں کامیاب ہو گیا تو تمہیں خط لکھوں گا۔ سلیم نے یہ کہکر زہرہ کو پیار کیا اور جلد باہر چلا گیا۔ جو تھے دن سلیم کا خط آیا جس میں لکھا تھا "مجھے وہ چیز مل گئی ہے جس کی مجھے تلاش تھی ابھی اگرچہ بہت چھوٹی نہیں ہے لیکن امید ہے کہ تم پسند کرو گی۔ پرسوں ایک بجے اسٹیشن پر ضرور ملنا"

بادل نخواستہ زہرہ اسٹیشن پر گئی جب گاڑی آئی تو وہ تھر تھر کانپنے لگی سلیم کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ وہ آج نہیں آیا تھا۔

زہرہ نے خیال کیا کہ شاید خط پڑھنے میں اس سے غلطی ہوئی ہو یہ کوئی عجیب بات تو نہیں کیونکہ وہ اور اس کا دل تو قمر کے پاس تھے وہ اور ہی تصور میں محو تھی جب وہ مکان کے دروازہ پر پہنچی تو اسے بند پایا۔ اس نے دستک دی جب وہ اندر داخل ہوئی تو سلیم کو کچھ اور ہی حیرت استعجاب سے وہ وہیں ٹھہر گئی سلیم نے اسے پیار کرتے ہوئے کہا معاف کرنا: زہرہ میں نے اپنا ارادہ بدل دیا اور موٹر سے چلا آیا تمہیں خواہ مخواہ پریشانی اور تکلیف ہوئی۔ لیکن اندر آؤ دیکھو"

زہرہ کا قدم نہیں اٹھتا تھا وہ وہیں کھڑی رہی سلیم نے نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑا وہ چلنے پر مجبور تھی جب وہ دروازہ پر پہنچی تو سلیم نے کہا "آؤ زہرہ اور مجھے بتاؤ کہ تمہیں میرا انتخاب پسند ہے یا نہیں"

زہرہ نے ڈرتے ڈرتے کمرے میں دیکھا۔ صوفے پر ایک پیاری اور شرمیلی لڑکی بیٹھی تھی اس نے سلیم کی آواز سنی جسے چند ہی دن ہوئے اس نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا لیکن جب اس نے زہرہ کو دیکھا تو وہ کود کر فرش پر آ رہی اور چلا اٹھی۔ "اماں پیاری اماں" "قمر"

زہرہ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ آخر اس راز کا انکشاف ہو ہی گیا وہ فرش پر گر گئی "زہرہ" سلیم نے اسے اٹھاتے ہوئے کہا "اٹھو"

سلیم نے کوشش کر کے زہرہ کو اٹھایا۔ اس نے آنکھوں کو اوپر اٹھا کر دیکھا، پھر آنکھیں بند کر لیں وہ آنہا ہی کہہ سکی آپ کو کس نے بتایا تھا"

"کسی نے بھی نہیں" سلیم نے جواب دیا "میں چاہتا ہوں کہ تم بالکل خوش رہو۔ اب اٹھو اور اپنے بچھڑے سے مہمان کو خوش آمدید کہو۔ بیٹی تم ادھر آؤ اور اپنی اماں کا ڈھارس بندھاؤ"

قمر نے ذرا پس و پیش کیا اور پھر ایک مرتبہ دوڑ کر زہرہ سے لپٹ گئی اور پوچھا "اماں یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟"

زہرہ نے جوش میں آکر قمر کو اٹھا لیا سلیم کے لئے نہ معلوم اس کے منہ سے کتنی دعائیں نکلی ہونگی۔ "سلیم پیارے سلیم" زہرہ نے کہا اپنی ہوئی آواز میں کہا "سہر رواں رواں آپ کو دعا دیتا ہے۔ اس بن باپ کی بچی کا دنیا میں کون تھا"

"بن باپ کی بچی" سلیم نے ہنسکر کہا "دو دن سے اس کا باپ اس کے ساتھ ہے تم قمر سے تو پوچھو"

زہرہ نے پھر قمر کو پیار کرنا شروع کیا آخر کار سلیم نے کہا "زہرہ ایسی بچی کو کھانا کھلاؤ بیچاری بہت بھوکی ہے کھانے کے بعد ہیں اس کے کپڑوں کا انتظام کرنا ہے آخر ہمیں ایک ایسی چیز مل گئی ہے جس کی وجہ دل بہلنے کا سامان ہو جائیگا ابھی تفصیل کا بہت سا حصہ باقی ہے" سلیم قمر کے ساتھ کشمیر کی سیر کا لطف اٹھانے گئے۔

منادا اور واعظین کو بشارت

ملک کی جو جو ضروریات دینی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور اس لحاظ سے ہی کہ اسلام کی تمام معلومات اردو زبان میں چھپ گئی ہیں۔ وعظ کہنے کے خاص طریقے مخصوص نہ ہونا چاہئے حمیدیہ پریس دہلی نے ایک نہایت ہی آسان اور بہت ہی دلچسپ طریقہ کی کتاب چھپوائی ہے جس کا نام **وعظ سعید** ہے اس میں تمام مقال وعظ عالیہ اعمال حضرت مولانا مولوی حاجی احمد سعید صاحب خلیفہ یاب سرکار اصفیہ نے اس کو وعظ گویوں اور مبلغوں کی آسانی کے لئے بڑے دلچسپ طریقہ پر ترتیب دیا ہے کہ اس کتاب کے ایک ایک صفحہ کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین بلیغی خدمات انجام دے سکتا ہے اس میں تمام امراض روحانی حرص حسد حب دنیا بکثرت بری تہمت بدگمانی، بخل، ظلم، غصہ، غیبت، بدزبانی، ریا، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، سوالی ریا، شادی، شرکت، شراب، غیبت، جھوٹ، سزا، ایمان، تسبیح صلوٰۃ التسبیح، تواضع، توبہ، توکل، تہجد، جمعہ، خوف، حج، فضائل و مسائل قربانی وغیرہ وغیرہ زیارت مدینہ منورہ، فضائل درود شریف، اسماء شریف، اسماء رجب ربیع الاول روزہ، رمضان شریف، ذکر، اذکار، استخارہ، اتفاق پیشین گوئیاں غرضکہ اس میں ۱۰۴ ابواب ہیں ہر آیات و قرآنی اور احادیث سے مزین ہیں ہر حکایات الصالحین سے بیان کو مزین اور عام فہم کیا گیا ہے جس سے لطف دوبالا ہو گیا ہے سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر ایک حکایت اور ہر قصہ خود اپنی جگہ ایک وعظ کی کتاب ہے انداز بیان بہت ہی دلچسپ ہے وعظ کہنے والی کتابوں میں یہ کتاب بہت ہی ممتاز ہے

اس کی ضخامت ۵۰۰ صفحات کے قریب ہے چونکہ یہ عوام عام کے لئے ہے اس لئے اس کی قیمت صرف عجیب ہے محصول ڈاک گیارہ آنے

لینے کا پتہ **منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

نقاب اُٹھ جانیکے بعد

(مصطفیٰ لطفی المنفلوطی مصری کا بدیع الخیال شاہکار)

میرے دوست پیرس گئے تو خاصے مردِ معقول تھے چند سال وہاں رہ کر واپس آئے تو بالکل ہی بدل گئے تھے تو ان کا چہرہ چڑھی کی دلہن کی طرح دریا تھا آئے میں تو دبلی پتلی جٹان کی طرح بدنما، گئے تھے تو ان کے پہلو میں ایک صاف دل تھا جو درگذر سے آشنا اور عفو سے مانوس تھا آئے میں تو غضبناک دل لیکر جو زمین اور اہل زمین، آسمان اور خالق آسمان سے منفر ہے گئے تھے تو تواضع اور خاکساری کا مجسمہ تھے اور ہر شخص کو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے آئے میں تو کبر اور عزت کا پیکر ہیں اور چھوٹے لوگوں پر نگاہ ڈالنا بھی پسند نہیں کرتے گئے تھے تو محض دانش سے، الامال دماغ لیکر گئے تھے آئے ہیں تو کھوپڑی لیکر جس میں تہذیب جدیدہ کا بھس بھرا ہوا ہے، گئے تھے تو دین اور وطن ان کی آنکھ کا تارا تھا آئے ہیں تو چیزیں ان کی نگاہ میں ذرہ برابر وقعت نہیں رکھتیں۔

مغرب سے آنے والے ان نوجوانوں کی مغربی رنگ میں رنگی ہوئی صورتوں کو دیکھ کر میں سمجھتا تھا کہ یہ ایک بچکانہ رنگ ہے جو آفتاب مشرق کے طلوع ہوتے ہی اڑ جائے گا میں سمجھتا تھا کہ پورپ آنیوالوں کے دلوں کا مغربی تمدن سے تعلق چہرہ اور منہ کا تعلق ہے کہ اگر آئینہ ہٹا لیا جائے تو چہرہ ہی غائب ہو جائیگا اسی غلط فہمی کی بنا پر میں نے اپنے دوست سے قطع تعلق نہ کیا اور حالات کے رونما صلاح ہونے کی امید میں ان کی وہ وہ حماقتیں اور بیہودگیاں برداشت کیں کہ خدا کی پناہ! یہانتک کہ ایک رات حسب قبل الواقعہ واقعہ پیش آیا اور یہی رات میری اور ان کی آخری میعاد تھی۔

ایکروز جب میں اُن کے گھر گیا تو انھیں بہت غمگین اور افسردہ پایا۔ سلام کے بعد میں نے مزاج پرسی کی، اشارہ سے سلام کا جواب دیکر کہنے لگے "یار کیا پوچھتے ہو، اس عورت کی وجہ سے شام سے اسکی میں پھنسا ہوا ہوں۔ اور رہائی کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی"

میں نے کہا "کون عورت"

کہنے لگے "وہی جسے لوگ میری بیوی کہتے ہیں اور میں اُسے اپنے مقاصد کی راہ میں ایک مضبوط چٹان خیال کرتا ہوں"۔ میں نے کہا آپ کے مقاصد کی نہ ہو تو مشاراالیہ بہت لمبی چوڑی ہے آپ کون سے مقاصد مراد لیتے ہیں"

جواب دیا "دوست! میری زندگی میں بس ایک ہی امید ہے وہ یہ کہ ایک مرتبہ آنکھ بند کرلوں اور پھر کھولوں تو دنیا میں کسی عورت کے چہرہ پر برقعہ نہ پاؤں"

میں نے کہا "مگر خاوند یہ تو آپ کے بس کی بات نہیں"!

جواب دیا "اور یہی بہت سے میرے ہمخیال لوگ ہیں اور ان کے دل میں یہی ہی تمنا ہے جو میرے دل میں ہے لیکن پت نہیں اور جھجک جو ہمیشہ سے ایشیائی دماغ کا خاصہ ہے اور ہمیشہ سے مشرقی انسان کو کسی نئی چیز کی طرف پیش قدمی کرنے سے روکتی چلی آئی ہے آج بھی رنگ راہ نئی جولی ہے میں چاہتا ہوں کہ آدم کے زمانہ کی اس پرانی عمارت پر جو عرصہ سے فولکی بیہودی کے درمیان حائل ہے سب سے پہلے ضرب لگاؤں اور جو کام آجتک حریت و آزادی کے بڑے بڑے دعویداروں کے ہاتھوں انجام نہ پا سکا، میرے ضعیف بازوؤں سے تکمیل پائے۔

میں نے آج اپنی بیوی کے سامنے یہ تجویز پیش کی مگر اس نے تو شکر کانوں پر ہاتھ دھرنے کہنے لگی کہ اگر میں مردوں کے سامنے بے پردہ ہو جاؤں تو عورتوں کے سامنے کیا منہ لیکر جاؤں گی؟ حالانکہ یہ شرم ہے اور نہ حیا بلکہ ذلت و عفت کا مرگ آفریں قحط ان عورتوں کی موجودہ زندگی کا پروگرام بس یہ ہے کہ کچھ دن پردہ کی تاریک قبر میں گزار لیا یہانتک کہ موت کا ہاتھ انھیں آبادی کی قبروں سے نکال کر ویرانہ کی قبروں میں منتقل کر دے۔

پس میں یہی صرفہ سمجھتا ہوں کہ اپنی کامیابی کے لئے پوری کوشش کروں اور مشرقی عورت کے اس ٹھوس داغ کا علاج کروں یہانتک کہ یا تو اسے شفا ہو جائے اور یا یہ چمٹا چور ہو جائے۔

یہ سن کر میرا دل غموالم سے بھر آیا ترحم آمیز نظروں سے میں نے اسے دیکھا اور کہا:۔ "میرے دوست! تمہیں معلوم ہے کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟

انہوں نے جواب دیا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ میرے صلاحیت میں ہے"

میں نے کہا اجازت ہو تو میں پوچھوں کہ ایک بے حجاب قوم میں آپنے سالہا سال گذارے ہیں کیا آپکو یاد ہے کہ کبھی آپ کا دل کسی نامحرم کی طرف مائل ہوا ہو اور پھر اس کے جمال و حقارت کی صدمہ موجودگی میں آپ اس سے تاجائز شہوت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہوں"

انھوں نے جواب دیا "ہاں اکثر مگر اس سے آپ کا مطلب"

میں نے کہا "جناب مجھے یہ خوف ہے کہ جس طرح دوسروں کی عزت پر آپنے ڈاکہ ڈالا ہے دوسرے بھی آپ کی عزت پر ایسے ہی ڈاکہ ڈالیں گے"

جواب دیا "ایک شریف عورت بے پردہ ہو کر بھی اپنی عصمت و عفت کے مضبوط قلعہ میں اس طرح محفوظ رہ سکتی ہے کہ کوئی آسے نظر بھر کر دیکھنے کی بھی جرات نہ کرے۔

یہ سنکر میں بیتاب ہو گیا اور کہنے لگا "دوست! یہ ایک بہم ہے جسے شیطان تمہارے دماغ میں داخل کر تا ہے اور وہاں سے رہا ٹھک کر وہ تمہارے دل کی تہ میں پہنچ جاتا ہے اور اسے بیکار کر دیتا ہے شرافت ایک ایسا لفظ ہے جو اگر چہ لغت کی کتابوں میں موجود ہے مگر انسان کے صفحہ قلب سے اس کا نقش مٹ چکا انسان کا نفس ایک موج کی طرح ہے جو اگر چہ کتنا ہی صاف و شفاف ہو مگر جب اس میں کوئی پتھر گرتا ہے تو وہ گدلا ہو جاتا ہے عفت و عصمت نفس انسانی کا ایک رنگ ہے۔ یہ رنگ کتنا ہی گہرا کیوں نہ ہو مگر گناہ کے سورج کی مسلسل شعاعوں کے مقابلہ میں تاب پذیر نہیں ہو سکتا ہے۔

کہنے لگے تو کیا آپ زمانہ حال کے انسانوں میں شرافت کے وجود کے قائل نہیں؟

میں نے کہا بیشک بیوقوفوں اور جاہل لوگوں میں ابتک شرافت کا وجود تسلیم کرتا ہوں لیکن ایک امیر اور عیار مرد اور ایک آزاد اور خلصار عورت کے درمیان اگر پردہ نہ ہو تو مجھے شرافت کے وجود کا یقیناً انکار ہے"

آخر اس ٹھہرے کے کس طبقہ میں آپ جاتے ہیں کہ عورتوں اور مردوں کے بیجا بانہ تعلقات قائم ہوں؟ کیا اسکول کے طلبا کے حلقہ میں جن کا یہ حال ہے کہ جب کوئی ان سے پوچھتا ہے کہ میاں صاحبزادے شادی کیوں نہیں کرتے؟ تو جواب ملتا ہے کہ ہم خانگی

کرکے کیا کریگے شہر کی تمام عورتیں ہماری ہمسایاں ہیں یا کالج کے متعلقین کے فرقہ میں جو شرم کے مارے اپنے دوستوں کو منہ نہ دکھا سکیں اگر کسی دن ان کی نوٹ بک ان کی لکھیوں یہ عورتوں کے نظر فریب فوٹوؤں اور جگر دوز عاشقانہ خطوط سے خالی ہو یا عوام کی جماعت میں جن میں سے اکثر گھروں میں نیل خلوم کی حیثیت سے داخل ہوتے ہیں اور محترم دادا دبلکر سکتے ہیں۔

پھر عورتوں کے معاملات سے آنکھ بچھی اور ان کے حجاب اور بے حجابی آزادی اور قید کے مباحث سے اتنے لگاؤ کے کیا معنے کیا آپ ان تمام فراغض سے سبکدوش ہو چکے ہیں جو صنف قوی کی بہبود کے سلسلہ میں آپ پر عائد ہوتے ہیں کہ اب صنف ضعیف کی طرف توجہ منعطف فرما رہے ہیں عورتوں کو مہذب بنانے سے پہلے مردوں کو مہذب بنائیے اگر مردوں کی تعلیم و تربیت سے تم عاجز ہو تو عورتوں کی تعلیم و تربیت سے عاجز تر۔ تمہارے سامنے فخر عزت کے اور بہت سے دروازے ہیں ان میں سے جس کو چاہو کھولو مگر اس دروازہ کو اسی طرح مقفل چھوڑ دو ورنہ یاد رکھو اگر اس کا قفل کھل گیا تو ایک ابدی بدنصیبی اور دائمی بدبختی کا سامنا کرنا پڑیگا۔

مجھے کوئی ایک وہ ہی ایسا بتاؤ جو اپنی محبوبہ کے سامنے اپنی خواہشات پر قابو رکھ سکتا ہو تاکہ میں باور کر سکوں کہ ایک عورت اپنے محبوب کے روبرو اپنی شرافت پر قائم رہ سکتی ہے تم عورت کو ایک ایسی بات پر مجبور کرتے ہو جس سے خود عاجز ہو تم اس سے وہ چیز چاہتے ہو جس پر خود قادر نہیں زندگی کی ایک منڈی میں تم ایک ایسی تجارت کرتے ہو جسکے متعلق تمہیں نہیں معلوم کہ میں نفع ہوگا یا نقصان اور میں تو سمجھتا ہوں نقصان ہی ہوگا۔

عورت نے تم سے کبھی اپنی مظلومیت کی شکایت نہیں کی نہ اس نے کبھی اس قید سے آزادی کا مطالبہ کیا پھر تمہاری اس مداخلت بیجا کے کیا معنی ہیں؟ اور سوتے ہوئے اصلاح نسواں کی رٹ لگانیکا کیا مطلب ہے؟

عورت کو تم سے اگر شکایت ہے تو تمہاری ہمدرد گیوں اور بے عنوان بخشی تم پر وقت اسکے پیچھے سایہ کی طرح لگے رہتے ہو حتی وہ تنگ آکر اس قید کے علاوہ جس میں وہ مقید ہے اپنے لئے ایک دوسری قید تجویز کر لیتی ہے یوں وہ قید رقیب کی مصیبتوں میں گرفتار ہو جاتی ہے یہ اسلئے کہ کسی طرح تمہارے تعاقب سے نجات پائے اور تمہاری دخانہ برنت کا شکار نہ ہو کیا غضب ہے کہ تم ہی نے اسے قید خانہ کے دروازہ تک پہنچایا اور اب تم ہی قید خانہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر اس کے لئے ٹسوے بہاتے ہو؟

تم نے اپنی گذشتہ زندگی کے پچھلے دن ایک ملک میں گذارے ہیں جہاں کی پردگی کا دریا بہتا ہے اور حیائی اور بے غیرتی کے خواجے چھوٹتے ہیں تم ان نفس پرور مناظر کو باہر کے رستم سمجھ لیا چاہتے ہو کہ وہ چھوٹی ہوئی مزین فضا کسی طرح پھر جنت نظر بنجائے عصمت ہماری عورتوں کے پردوں میں اس طرح محفوظ تھی جس طرح مشک میں پانی اگر تم روزانہ اس میں کچھ کے ڈگاتے رہے ایسی عصمت قہرہ نظرہ ہو کر رہ سکتی ہے یہاں تک کہ وہ مشک مقربتا خالی ہو گئی اب تم چاہتے ہو کہ اس کا بند کھول دو تاکہ اس کا آخری قطرہ نکل جائے ایک زمانہ تھا کہ دہلی عورت نہایت سکون و اطمینان سے زندگی بسر کرتی تھی وہ اپنی پوری سعادت اس بات میں سمجھتی تھی کہ فرائض خانہ داری انجام دے چند لمحے خدا کی عبادت میں گذارے کچھ دیر اپنے بچوں کے ساتھ پیار محبت کی باتیں کرے اور پھر اگر کچھ وقت ملے تو اپنی پڑوسن کے پاس جاکر اپنے دل کی کہے اور اس کے دل کی سنی وہ اپنی عزت اس بات میں خیال کرتی تھی کہ اپنے باپ کی خانہ

اور اپنے شوہر کی نامعلوم ہو وہ محبت کے معنی سے واقف تھی مگر عشق کے نام سے بے خبر وہ اپنے شوہر سے اسلئے محبت کرتی تھی کہ وہ اس کا شوہر تھا جس طرح وہ اپنے بچوں سے اس لئے محبت کرتی تھی کہ وہ اس کے بچے تھے وہ شادی کو محبت کی بنیاد خیال کرتی تھی نہ کہ محبت کو شادی کی اساس۔

تم نے اسے تعلیم دی کہ جو عورت کے معاملات میں جابرانہ داخلت کرتے ہیں وہ نہ عقل میں اس سے بڑے ہیں اور نہ فضل میں بلکہ عورت اپنی نیرنگی بھلائی کو خود زیادہ اچھی طرح سمجھ سکتی ہے نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے اپنے باپ کی نافرمانی کی شوہر سے سرکشی برتی اور وہ گھر جو کل عروسانہ مسرتوں کا گہوارہ تھا آج بدبختی کے مصائب کا مرکز بن گیا۔

تم نے اسے سکھایا کہ عورت کو اپنا خوبصورت لباس پسند کرنا چاہیئے تاکہ وہ رشتہ دار دنیا کی زیادہ سے محفوظ رہے مگر افسوس! اس کا انتخاب اقربا کے انتخاب سے بھی بدتر ثابت ہوا اور اس کی سعادت کی عمر ایکدن اور ایک رات سے زیادہ نہ ہو سکی اور اس کے بعد شقاوت اور بدبختی کے جہنم میں جھونک دی گئی۔

تم نے اسے تعلیم دی کہ اس کا میل ملاپ شادی کی بنیاد ہے نتیجہ یہ ہوا کہ عشق عاشقی نے اسے شادی سے بے پرواہ کر دیا تم نے اس سے کہا کہ عورت کی خوشی تمنی یہ ہے کہ اس کا شوہر اس کی عاشق ہو اب وہ غریب جس کا ہمیشہ سے یہ خیال ہے کہ شوہر عاشق نہیں ہو سکتا روزانہ ایک نئے شوہر کی تلاش میں رہتی ہے تاکہ وہ محبت کی ان چنگاریوں کو پھر بھڑکائے جنھیں پرانے خیر نے بجھا دیا ہے اس طرح نیا شوہر پرانا شوہر باقی رہا اور نہ بنا۔

تم نے اس سے کہا کہ تعلیم بہت ضروری ہے تاکہ تربیت اولاد اور تدبیر منزل کے کام اچھی طرح سے انجام پا سکیں خدا کے فضل سے اس نے جملہ علوم و فنون میں مہارت حاصل کر لی سوائے تربیت اولاد اور تدبیر منزل کے۔

تم نے اس سے کہا کہ ہم ایسی عورت کو اپنی زوجیت میں قبول کرینگے جسے ہم خود پسند کریں جو ہمارے ذوق کے مناسب اور طبیعت کے موافق ہو۔ اب ضروری تھا کہ وہ آپ کی پسندیدگی کے معیار سے واقف ہوتی۔ چنانچہ اس نے آپکے صحیفہ زندگی کا ایک ایک ورق دیکھنا شروع کیا اسے آپ کی مرغوبات کی فہرست میں بے شرم بیحیا اور بیغیرت عورتیں نظر آئیں لہٰذا اس نے آپ کے معیار پسندیدگی پر پورا اترنے کے لئے شرم و حیا کا دامن چاک کر دیا اور وہ نیم برہنہ ہو کر تمہارے سامنے اس طرح آکھڑی ہوئی جس طرح نخاس میں لونڈیاں کھڑی ہوتی ہیں اب تم اس سے اعراض کرتے ہو اور کہتے ہو کہ آہ بدباخت عورتوں سے ہم شادی نہیں کر سکتے گویا تم چاہتے ہو کہ تمہاری بیوی ضرور معصمت ہو اگرچہ دنیا بھر کی عورتیں آہ کو چکی ہوں اب بتاؤ ایسی صورت میں اس میں اس ناکام کے لئے سوائے چوک بازار کے کردوں اور کونسی جائے پناہ ہو سکتی ہو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

افسوس اسی طرح قوم و ہو گئے میں مبتلا رہی اور دونوں صنفوں کے درمیان بدگمانیاں بڑھتی رہیں حتی کہ گھر خانقاہیں مرد راہب اور عورتیں نہیں بن گئیں اسی کو آپ عورتوں کی فلاح و بہبود کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

ہم یہی جانتے ہیں کہ عورت علم کی محتاج ہے لیکن اسے تہذیب و تربیت کی اس سے زیادہ ضرورت ہے اس ضرورت کو اس کا باپ پورا کرے یا بڑا بھائی ہمیں اس سے یہی انکار نہیں کہ اس کا شوہر عادل اور خلیق ہونا چاہیئے لیکن یہ والدین کا فرض ہے کہ اچھے شوہر کے انتخاب میں کوتاہی نہ کریں اور یہ شوہر کا

فرض ہے کہ حسن معاشرت کو نظر انداز نہ کرے ہمیں بھی تسلیم ہے کہ عورت کے لئے سیر و تفریح ضروری ہے اور مناظر قدرت سے متمتع ہونیکی وہ جائز حقدار ہے لیکن اس معاشرہ سرپرستوں کی نگرانی ضروری ہے تاکہ بےعصمت کے ڈاکوؤں سے اس کی اس طرح حفاظت کریں جس طرح چرواہا اپنی بکریوں کی حفاظت بھیڑیوں سے کرتا ہے اگر ہم باپوں بھائیوں شوہروں سے اتنا بھی نہیں کرا سکتے تو ہمیں عورتوں اور مردوں دونوں کی اصلاح سے ہاتھ دھو لینے چاہئیں اسلئے کہ عورت اپنے نفس کی اصلاح اس قدر نہیں کر سکتی جس قدر مرد اس کی اصلاح کر سکتا ہے۔

سب سے زیادہ تعجب مجھے اس بات کا ہے کہ تم نے سب کچھ سیکھا لیکن جو چیز سب سے پہلے سیکھنا چاہئے تھی اس سے نا واقف ہو ہمیں مزاج میں کی ایک مخصوص پیداوار ہوتی ہے اور ہر ملک کا ایک خاص مذاق تم یورپین فاضلوں کو ایک ایسی قوم میں جو صدیوں سے زندگی سے فارغ ہو چکی ہے علوم و فنون کی انتہائی بلندی پر پرواز کرتے دیکھکر ان کی تقلید ایسی قوم میں کرنا چاہتے ہو جسکی اکثریت حرف شناسی سے بے بہرہ ہے۔

تم نے یورپ میں ننگا سفروں کو ایک ایسی علمی قوم میں کفر و دہریت کا فلسفہ پھیلاتے دیکھا جو اپنے علم و عقل کی بنا پر مذہب کی چنداں محتاج نہیں تم ان کی تقلید ایک ایسی جماعت میں کرنا چاہتے ہو جسکے پاس مذہب کا کوئی بدل موجود نہیں اگر واقعی ترک مذہب کوئی بدل ہو سکتا ہے تم نے ایک یورپین شخص کو دیکھا کہ وہ نہایت آزادانہ زندگی بسر کرتا ہوا وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اس لئے کہ وہ اپنے مقررہ حدود آمدنی سے تجاوز نہ کرنے پر قادر ہے یہی آزادی تم ایک ایسے شخص کو دینا چاہتے ہو جو ارادہ کا کمزور اور لغزش کے بعد سنبھلتا نہیں جانتا۔

تم نے ایک یورپین شوہر کو دیکھا جس کی طبعی غیرت کا چراغ اس کی ملکی تہذیب کی ہوا سے بجھا دیا ہے وہ اس امر پر قادر ہے کہ اس کی بیوی جس سے چاہے طے جسکے ساتھ چاہے ٹہلے جائے اور وہ چھڑکا بت بنا ٹکر ٹکر سب کچھ دیکھتا رہے تم نے ٹھوکر لیا کہ ایک حساس اور غیرتمند مشرقی کے سامنے بھی یہی مناظر ہو سکتے ہیں اور وہ بھی اس طرح احساس غیرت کو پکار کر سکتا ہے۔

تم نے بعض خود دار اور جری یورپین عورتوں کو دیکھا کہ وہ بعض صورتوں میں مردوں کے ساتھ میل جول رکھنے کے بعد بھی اپنی عصمت کی حفاظت کر سکتی ہیں تم نے سمجھ لیا کہ معمولی سادہ لوح اور ضعیف الارادہ عورتیں بھی مردوں میں مل جل کر اپنی آبرو کو خاک میں ملنے سے بچا لیں گی۔ سمجھ لو اور اچھی طرح سے سمجھ لو کہ جو پودا نامناسب زمین یا غیر مناسب موسم میں بویا جائیگا یا تو زمین اسے سکھا دیگی اور یا مذمنین کو خراب کر دیگا۔

تمہیں وطن کی عزت اور مذہب کی حرمت کی قسم اقوام کی رہی سہی عورتوں کو ان کے گھروں میں ان چیزوں سے رہنے دو اور اپنے تخیلات کی نظر فریبی سے انھیں کسید سے رکھنے سے نہ بہکاؤ اس نے کہ قوم کے ہر فرد کا ہر مرد مجرم ہو مگر اس جرم کا کوئی مرتکب نہیں جو اس کے ناموس میں رس رہا ہو لیکن اگر تمھیں اس سے انکار ہے اور تم اپنے ارادہ پر اڑے ہوئے ہو تو کچھ دن صبر کرو یہاں تک کے زمانہ کے تغیرات عزت و حرمت کے ان مٹے مٹائے نقوش کو تمہاری بچی کھچی عزت کی نشانی رہ گئے ہیں تاکہ تم اپنی زندگی کے نئے دور میں اطمینان کا سانس لے سکو۔"

اس طویل تقریر کا آخر میرے دوست پر اس سے زیادہ کچھ نہ ہوا کہ وہ مسکرا کر ٹالنے لگے انھیں حاضرین کو سنانے کے لئے تو ہم علاقہ وجود میں آئے ہیں سہارنپور سے جو فی تک گاڑی لگا دیجئے یہاں تک کہ ہم خود فنا ہو جائینگے اور یہ حاضرین نابود ہو جائینگی۔"

میں نے کہا تو آپ جائیں اور آپ کی بیوی جو جی چاہے کہتے اور رہیے یہ صرف میری اجازت دیجئے کہ میں آئندہ آپ کے یہ لکنہ پر حاضر ہونیکی طاقت نہیں پاتا اس لئے کہ میری موجودگی میں آپکے زنانخانے کے کسی گوشہ کا کھلنا مجھے شرم ندامت سے زمین میں گاڑ دیگا یہ کہکر میں اسٹیشن اول پنے گھر کا راستہ لیا یہ میری اور انکی آخری دوستانہ ملاقات تھی۔

کچھ ہی روز بعد میں نے لوگوں کو کہتے سنا کہ مسٹر فلاں نے اپنے گھر سے پردہ اٹھا دیا اور ان کے گھر میں بے تکلفانہ آمد و رفت کا تار بندھا ہوا ہے یہ سنکر میری آنکھوں سے آنسوؤں کے چند قطرے گر ے میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ افسوس غیرت کے تھے یا اپنے عزیز دوست کے ماتم کے!

کل کا ذکر ہے کہ میں ایک بہیرات گزرے بکنگ روم سے اپنے گھر میں آ رہا تھا راستہ میں میں نے انھیں مضطربانہ رفتار سے جاتے دیکھا ان کے ساتھ پولیس کا ایک سپاہی بھی تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سپاہی انھیں اپنی حراست میں لیجا رہا ہو یہ دیکھکر میرے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے پرانی محبت کی سوئی ہوئی چنگاری بھڑک اٹھی بے اختیارانہ ان کی طرف بڑھا اور ان سے پوچھا خیر تو ہے آپ اس وقت کہاں جا رہے ہیں۔

کہنے لگے اس سے زیادہ میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتا کہ یہ سپاہی ابھی میرے مکان پر آیا اور مجھے کوتوالی میں حاضر ہونے کا حکم دیا چنانچہ میں اب اس کے ساتھ وہیں جا رہا ہوں مجھے خود اس بلاوے کی تعمیل طلبی کی کوئی وجہ معلوم نہیں کیونکہ میں کوئی مشتبہ آدمی ہوں اور نہ مجرم کیا میں اپنے قدیم دوست سے امید کر سکتا ہوں کہ وہ پرانے تعلقات کا لحاظ کرتے ہوئے میرے ساتھ چلنے کی تکلیف گوارا فرمائینگے۔

"میں نے کہا بسر و چشم اور ان کے ساتھ ہو لیا۔"

کچھ دیر تک تو نہ وہ مجھ سے بولے اور نہ میں ان سے لیکن تھوڑی دیر کے بعد میں نے محسوس کیا کہ وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں لیکن شرم ان کا سد باندھے دیتی ہو آخر میں نے خود گفتگو شروع کر دی اور کہا کیا انچارج اس ہیئت طلبی کی کوئی مناسب وجہ آپکی سمجھ میں نہیں آئی۔

انہوں نے ایک مضطربانہ نظر مجھے دیکھا اور پھر نظریں نیچی کر کے کہنے لگے سب سے زیادہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں میری ہوسی کی شہرت میں نہ پھیل گئی ہو کیونکہ وہ اپنی خام کاری سے فارغ ہو کر ابتک مکان میں نہیں پہنچی حالانکہ اب تک کہیں اس نے اتنی دیر نہیں لگائی۔

میں نے کہا کیا وہ تنہا سیر کو گئی تھی" جواب دیا مجھے یہ بھی معلوم نہیں۔ پھر میں نے پوچھا، پھر آپ کو اس کے متعلق کس بات کا خوف ہے" جواب دیا مجھے صرف یہ اندیشہ ہے کہ وہ عورت ہے سادہ لوح اور باغیرت کہیں ایسا نہ ہو کہ راستہ میں کسی غنڈے نے اس سے چھیڑ چھاڑ کی ہو اور اس نے اسے آڑے ہاتھوں لیا ہو اور اسی طرح معاملہ بڑھکر بات کا بتنگڑ بن گیا ہو" میں اس بات کا کوئی جواب نہ دینے پایا تھا کہ کوتوالی آگئی اور کوتوال صاحب کے کمرہ کے سامنے پہنچ گئے کوتوال صاحب نے مجھے فوراً اندر بلا لیا پہلے سپاہی سے الگ سے کچھ پوچھا اور پھر میرے دوست کو پاس بلا کر کہا کہ میں آپ کا افسوس کے ساتھ اطلاع دیتا ہوں کہ آجکی رات پہرہ کے سپاہی نے طلاں مقام پر ایک مرد اور عورت کو شرکوک حالت میں پایا اور داخل حوالات کر دیا عورت بتی ہے کہ اس سے آپ سے کچھ قرابت ہے آجکے اس ناخوشگوار واقعہ کی تحقیق و تفتیش ہے عورت کے بیان کی تصدیق کی جائے اگر واقعی اس کا بیان صحیح ہے تو آپ کی عزت کا پاس کرتے ہوئے ہم آپکے ساتھ رخصت کر دینگے ورنہ تعزیرات تعزیر کی فلاں فلاں دفعہ کی رو سے اس کا چالان کیا جائے گا۔"

اتنا کہکر کوتوال صاحب نے ان دونوں کو حاضر کرنیکا حکم دیا دیکھتے کیا ہیں کہ انکی بیوی اور ان کے ایک نئے دوست چلے آرہے ہیں صبر پاش منظر دیکھتے ہی میرے دوست نے اس زور سے چیخ ماری کہ ساری کوتوالی گونج اٹھی اور غش کھا کر زمین پر گر پڑے

میں نے کوتوال صاحب سے کہکر عورت کو اس کے باپ کے گھر روانہ کیا وہ صاحب داخل حوالات ہوئے اور ان کو گاڑی پر بٹھا کر ان کے مکان پر لایا میں نے خود ایک ڈاکٹر کو

بلوایا اس نے تفتیش کی کہ بچہ ایک سخت قسم کے بخار میں مبتلا ہے رات بھر وہ انکی دیکھ بھال میں مصروف رہا چھٹ پٹا ہوتے یہ کہکر واپس چلا گیا کہ اگر ضرورت ہوئی تو میں پھر فوراً حاضر ہو جاؤنگا۔

اب میں اپنے دوست کی ہٹی سے لگا بیٹھا رہا اس کی حالت زار پر مرثیہ خوانی کرتا رہا اور بقدیر الٰہی کے فیصلہ کا منتظر رہا اتنے میں مریض نے حرکت کی اور آنکھیں کھولیں اور مجھے غور سے دیکھنے لگا دیر تک دیکھتا رہا گویا وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہے اور نہیں کہہ سکتا اور آنکھوں آنکھوں میں بے بسی کا اظہار کر رہا ہے۔ میں اس کے پاس کو سرک گیا اور ان کے پاس منہ لیجا کر کہا آپ کو مجھ سے کچھ کہنا ہے" اس نے کپکپائی ہوئی آواز سے جواب دیا میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس کوئی آنے نہ پائے" میں نے کہا کہ آپ کی بغیر اجازت یہاں کوئی پھٹک نہیں سکتا تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں آنسو جھلا رہے ہیں میں نے کہا کہ آپ روتے کیوں ہیں؟

کہنے لگا کچھ معلوم ہے میری بیوی کہاں ہے؟

میں نے کہا آپ کو اس سے کیا کام ہے!

جواب دیا "صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے اس کا گناہ معاف کیا" میں نے کہا کہ وہ اپنے باپ کے گھر ہے"

یہ سنکر ایک آہ کھینچی اور کہا قابل رحم ہے وہ اور اس کا باپ اور اس کا خاندان اس نے کہ میری ذلت سے پہلے وہ سب باعزت تھے میں نے انھیں دائمی ذلت کا لباس پہنا دیا کوئی ہے جو میری طرف سے ان کو مطلع کرے کہ میں دیکھا لاقبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں اور اس خیال سے کانپ رہا ہوں کہ ان کی عزت کے خون کا دھبہ اپنے دامن پر لئے جا رہا ہوں اے کاش اس سے پہلے کہ موت مجھے اپنے پنجہ انتقام میں گرفتار کرے وہ مجھے اس خون کے الزام سے بری کر دیں! میں نے شادی کے وقت اپنے خسر سے قسم کھا کر وعدہ کیا تھا کہ بیوی کی عزت کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کروں گا افسوس میں اپنے قسم توڑ دینے کی کاش وہ میرا یہ گناہ معاف کر دیں تاکہ خدا بھی اسے معاف کر دے"

بیشک میری بیوی نے مجھے قتل کیا مگر میں نے ہی تو اس کے ہاتھ میں وہ خنجر دیا تھا جو اس نے جگر کے پار کر دیا ہے بس میرے جرم کی ذمہ داری اس پر عائد نہیں ہوتی میرا گھر تھا میری بیوی تھی میرا دوست تھا میں نے اپنے دوست کے لئے گھر کا دروازہ کھولدیا اور اسے اپنی بیوی تک پہنچا دیا یہ میری خطا ہے اس میں کسی اور کا کیا دخل!

یہ کہکر وہ کچھ دیر تک خاموش رہا میں نے دیکھا کہ اسکی ملگی سیاہی اس کی پیشانی پر دوڑتی جا رہی ہے تھوڑی دیر بعد اس نے ایک زبردست آہ کھینچی اس زور سے کہ مجھے خیال ہوا کہ اس کے دل کا پردہ پھٹ گیا ہے اور دردناک آواز سے کہنے لگا:-

"میری آنکھیں کے سامنے کیا اندھیرا چھا رہا ہے اور دنیا میرے لئے کس قدر تاریک ہے! آہ میں اپنی بیوی اور اپنے دوست کو پاس بیٹھا دیکھ کر خوشی سے پھول جاتا تھا اور خدا کا شکر ادا کرتا تھا کہ اس نے مجھے ایسا وفادار دوست دیا ہے جو تنہائی میں میری بیوی کا دل بہلاتا ہے اور ایسی بیوی دی ہے جو میری عدم موجودگی میں میرے دوستوں کی خاطر تواضع میں سر نہیں اٹھا رکھتی" ہاں لوگوں نے کہا تھا کہ جو شخص کل تک اپنی عقلمندی پر نازاں تھا آج نہ ہو تو فی پر نادم ہے اے کاش میری ماں میرے تولد کی مصیبت نہ سہتی اور میرا باپ میری پرورش کی مصیبت نہ اٹھاتا۔

شاید لوگ میری حالت سے اچھی طرح واقف تھے میں جب بازار میں گزرتا تو وہ میری طرف اشارہ کر کے آپس میں کانا پھوسی کرتے اسنے کہ میری حالت کی تصویر میرے چہرہ کے آئینہ میں انھیں صاف جھلکتی نظر آتی تھی۔

جو لوگ محبت جتاتے تھے میٹھی باتیں کرتے تھے شاید ان کی آرزوں کی مرکز میں نہ تھا بلکہ میری بیوی تھی یہ میری بیوی کو طوائف سمجھتے تھے مجھے دلال خیال کرتے تھے اور میرے گھر کو قحبہ خانہ! حالانکہ میں اپنے آپ کو بڑا باعزت سمجھتا تھا آہ قابل رحم ہے وہ حصہ زمین جس کی پشت پر میرا بوجھ ہے اور حسرت ہے اس گوشۂ قبر پر جس کی آغوش مجھ سے ملوث ہو۔

یہ کہکر پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور پھر اس پر غفلت طاری ہو گئی اتنے میں دایہ اس کے بچہ کو لئے ہوئے آ گئی اور اس کے پاس لٹا کر چلی گئی بچہ کسمسانے کہلکے باپ کے سینہ سے جا چمٹا باپ نے آنکھیں کھولدیں اور بچہ کو بھینچ کر پیار کرنے لگا پیار کرتے کرتے یکایک اسے کچھ خیال آیا اور بچہ کو الگ کر دیا اس کی چتون پر بل آ گئے اور چیخ چیخ کر کہنے لگا "اے بچا تو یہاں سے میں اسے نہیں جانتا میرے نہ بیوی ہے نہ بچہ اس کی ماں سے اس کے باپ کا پتہ پوچھو اور وہاں پہنچا دو" بچہ کے رونے کی آواز سنکر دائی آئی اور اسے اٹھا کر لیگئی ابھی تھوڑی ہی دور گئی ہوگی کہ اس نے چلا کر اسے واپس بلا لیا اور بچہ کو گود میں لیکر غور سے اس کا چہرہ دیکھنے لگا پھر کہنے لگا "میرے بچے! تیرے واسطے باپ کی طرف سے ننھی کی داغ اور ماں کی طرف سے ذلت کا وہ بیش قیمت خلوص قلب کی بنا پر ہے لہذا تو میرے دونوں کا تصور معاف کرنے میری ماں کمزور تھی جو تقدیر کی ٹھوکر نہ سہہ سکی اور ٹھوکر کھا گئی میرا باپ نیک نیت تھا جس نے اپنے خیال کے مطابق بھلائی کی شاہراہ کی طرف قدم اٹھایا مگر بدقسمتی سے وہ برائی کے گڑھے میں جا پڑا۔

بچے خواہ تو میرا ہو یا نہ ہو بہر حال مجھے تیرے وجود سے کچھ دن مسرت حاصل رہی میں تیرا احسان مرنے سے پہلے بھول سکتا ہوں اور نہ مرنے کے بعد۔

یہ کہکر اس نے اسے اپنے سینہ سے لگایا اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیا میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ ایک شفیق باپ کا بوسہ تھا یا ایک مہربان اجنبی کا۔

اب وہ بہت تھک گیا تھا اس نے اس کی غفلت طور کرائی اس کا درجہ حرارت بھی بڑھ گیا اور رفتہ رفتہ کمزوری زیادہ ہونے لگی میں نے فوراً ڈاکٹر کو بلا بھیجا ڈاکٹر آیا اور اس نے مریض پر ایک گہری نگاہ ڈالی اور پھر حسرت و یاس کے ساتھ سر ہلا دیا اسکے بعد اس کے جسم میں ایک سخت قسم کا کپکپاہٹ پیدا ہوا اور نہ رو دردناک آواز سے کراہنے لگا جتنی آنکھیں اس کی طرف لگ رہی تھیں ان میں سے کوئی باقی نہ رہی جس نے آنسوؤں کے موتی اس کی رخصت ہونے والی روح پر نچھاور نہ کئے ہوں یکایک ایک سیاہ پوش عورت کمرہ میں داخل ہوئی اور مریض کی طرف جھک کر اس کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور کہنے لگی:-

"میرے آقا تم دنیا سے اپنے بچہ کے متعلق شک نہ کرنا جاؤ اس کی ماں خدا کے گھر سدھارتے وقت تمھیں یقین دلاتی ہے کہ اگرچہ وہ گناہ کے خار زار تار کے پاس پہنچ گئی تھی مگر کسی کانٹے سے الجھکر اس کا دامن عصمت چاک نہیں ہوا میرے بچے کے باپ مجھے معاف کر دو اور خدا کے گھر پہنچکر مجھے اپنے پاس بلا لو کیونکہ تمہارے بغیر اس دنیا میں میرا کوئی مونس نہیں" یہ کہکر عورت زار زار رونے لگی گرم گرم آنسو مریض کے چہرے پر گرے اور اس نے آنکھیں کھولدیں مسکراتے ہوئے اس نے اپنی بیوی پر آخری نظر ڈالی اور پھر ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ میں اپنے دوست کو مٹی دیکر اپنی قبرستان سے آ رہا ہوں آہ اس کی جوانی کی بہار کو موت کی خزاں کے ہاتھوں لٹتے دیکھکر میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور میرے آنسوؤں کا تار کسی طرح ٹوٹنے نہیں پاتا اگر مجھے کچھ تھوڑی بہت تسلی ہے تو محض

---

۱۳ ۔ ۱۰ ۔ ۱۹۳۷ء کو ۱۲ بجے دن کے وقت یہ بہت کا کھلاڑی موت کے ہاتھوں کو بھی سدا دوست آگے بڑھا اور خودکشی کر ہو کر ساری قوم کے لئے نظارہ بن گیا۔

کتاب الاسلام خریدنے کے لیے سب سے زیادہ زور کیوں دیتا ہوں

اس لیے کہ وہ مذہبی معلومات کی سب سے بڑی کتاب ہے **اس لیے** کہ مولوی کے اجڑا دربیہ ہی زندگی کا مقصد یہی ہے کہ اسلامی معلومات سے ہندوستان کے ہر مسلمان کو بہرہ ور کردوں **اسلیے** کہ اردو زبان میں آجتک ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی **اسلیے** کہ عالم اسلامی کی بہترین مذہبی ذخائر کا مظہر ہے **اسلیے** کہ مقدر علما کی جانفروش کوشش اور کثیر زرین معاملہ کا ثمرہ ہے **اسلیے** کہ اس میں ضروریات دین کے سلسلہ کی ایک بات بھی نہیں چھوڑی گئی ہے **اسلیے** کہ اس کو پڑھ کر مسلمان مستفید رہ جاتا ہے اور بے اختیار کہہ اٹھتا ہے کہ واقعہ اسلام میں آتنی خوبیاں ہیں کہ وہ بہت سستی کتاب ہے اور تعجب تو الا لگت پر فروخت ہوتی ہے **اسلیے** کہ مولوی کے ناظرین کو اسلامی معلومات کا حد سے زیادہ شوق ہے اور انکا ذوق اسی اور صرف اسی کتاب سے پورا ہو سکتا ہے **اسلیے** کہ وہ صرف چار روپے خرچ کرکے اس سے زیادہ نہیں اس کے برابر نہیں اس سے نصف بھی اسلامی معلومات کسی اور کتاب یا کتابوں سے حاصل نہیں کرسکتے

آخر اس میں کیا خصوصیات ہیں

یہ بارہ سو صفحہ کی مجلد چھپی کتاب ہے جو سات سال کی محنت میں چار سو عالموں نے تیار کی ہے اس کی احتیاط کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ذرا سی غلط فہمی پوری کتاب شروع سے کتاب روی کردی گئی اور آٹھ سو روپے کی بربادی کا مطلق ملال نہیں کیا۔ اسمیں امر و نواہی اسلام اور قانون شریعت تو بالکل ہیں، لیکن جسے پہلے ہمیں بتلا یا گیا ہے کہ مذہب کسے کہتے ہیں، مذہب دنیا میں کتنے ہیں۔ مذہب کی ضرورت کیا ہے۔ دنیا کا مذہب کیا ہو سکتا ہے۔ دنیا کو مذہب کی کیوں ضرورت ہے، مذہب بدیہی اور لاندیہی میں کیا فرق ہے۔ دنیا کے مشہور مذاہب کون کون سے ہیں اور کب سے ہیں اور انکی ایہ الامتیاز مخصوصیات کیا ہیں، اسلام سچے مذہب کے معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں، اسلام کے کہتے ہیں، اسلام کسے کہتے ہے اور اسمیں کب تک باقی رہنے کی صلاحیت ہے، دوسرے موجودہ مذاہب پر اسلام کو کیوں فوقیت ہے۔ اسلام اور اس کی صداقت پر جو اعتراض ہیں ان کے کیا جواب ہیں۔ اسلام اور اسکی تعلیات کے متعلق غیر مسلموں کی کیا رائے ہے، اسلام کی اہم تعلیمات کن کتابوں میں ہے اور وہ کتابیں کب اور کیسے بنیں، اس قدر اہم مباحث اس کتاب کی ابتدا میں ہیں جو ۴۰۰ صفحات میں آئے ہیں، پھر عقائد کا بیان اور اسمیں دو الہی کونسی باتیں عقائد کی نہیں چھوڑی گئی (۳) پھر طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کا بیان ہے یہانتک یہ سب بیان ۹۳۶ صفحات میں آئے ہیں، (۳۱) پھر معاملات، نکاح، طلاق، حقوق کا بیان ہے پھر ذبائح، کھانا پینا، لباس، اور متفرق ہدایات اوامر و نواہی ہیں، (۴) پھر اسلامی اخلاق و آداب یہانتک ان بیانوں میں ۱۰۳۶ صفحات پُر ہوئے ہیں، (۶) پھر اسلامی تصوف، ریاضات، مجاہدات، احوال، اوراد، نقوش اور وظائف میں غرضکہ یہ سارے بیان ۱۲۰۰ صفحات میں آئے ہیں۔ اب ذرا دیکھئے کہ آپ کے ذہن میں کوئی بات ہی اسلامی معلومات کی ایسی ہو سکتی ہے جو اس کتاب میں نہ ملے، **واقعہ یہ ہے کہ پورا اسلامی کتب خانہ اس ایک کتاب میں ہے، تو کیا مسلمان ہونے کے بعد اس کتاب کا پڑھ لینا کچھ کم ضروری ہے** اور اس حالت میں کہ اتنی بڑی کتاب صرف چار روپے میں مل جائے

میرے متعلق تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ اپنی محنت جانفشانی اور سعی کو سراہتا ہے، لیکن ان کے متعلق کیا فرماتے ہیں جنہوں نے اس کتاب کو پڑھا اور سمجھا ہے

محمود یار خاں بہادر خیگویہ "بڑی مسرت ہوئی، الحمدللہ آپ موجودہ فرسودگی سے بالا نکلے، بڑی ضرورت اس کتاب کی تھی، آپ نے اسلام کی بڑی خدمت کی۔

سید حسن شاہ جلالی فیض آباد، ایک طرف تو علمی دلائل کہ گویا ریاضی کی کتاب ہے کہ ایک ایک دو، دوسری طرف مجاہدات و ریاضات گویا بڑے بڑے اولیا، کا تصرف کام کر رہا ہے، میں نے ایسی کامل کتاب آجتک نہیں پڑھی پڑھنے سے متقدد بھائی کو پڑھنے پر آمادہ کردوں گا انشاء اللہ

جلال سیٹھی کانپلہ ضخامت مرعب کن، دلائل محکم، عبارات مبسوط، سوالات پرشکوہ، ریاضات و مجاہدات ایک قیمتی کامل کے، اچھے خواں ہمدرد تو تنہا داری اچھی

چودھری ظفر دین چک نمبر ۱۳۷ لاحول دلاقوۃ میں نے کتنا روپیہ کتب بینی میں خراب کیا۔ اور جو کتاب دیکھی وہ سطحی، کتاب الاسلام پڑھنے کے بعد جو میرے قلب کی کیفیت ہے وہ بیان نہیں کرسکتا، مجھے تو اب یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے میں مسلمان ہی نہیں تھا، اور نہا تو صرف نام کا۔ خدا تعالیٰ ہر مسلمان کو اس کتاب کے پڑھنے کی توفیق دے۔

ایم، این، کٹی ٹیلی چری کتاب الاسلام کا مطالعہ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے خوشی کی بات ہے کہ الا ماشاء اللہ میں ہی اس کتاب کو خوب ذوق سے پڑھا گیا، اردو زبان کا رواج بالکل نہیں ہے ورنہ میں بہت کوشش کرتا، ایک جلد اور بھیجدیجئے، کسی نیکی کو دے دونگا

حامد علی خان انسپکٹر آنولوی زہے نصیب آپ کے کہ آپ نے کتاب الاسلام شائع کی، میں تو اس کو اپنی زندگی کا حاصل سمجھتا اگر یہ موقعہ نصیب ہوتا، کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے کامل نہیں اکمل ہے، ابتدائی ابواب تو بہت ہی عجیب و غریب ہیں۔ آپ نے بہت اچھا کیا یہ اچھا خیال ہے کہ انشاء اللہ اردو میں یہ پہلی کتاب ہے اسمیں جتنا ذخیرہ ہے کسی دوسری کتاب میں شاید کیا یقینی نہیں ہوگا، محنت زیادہ ہے ورنہ چند جلدیں خرید کر تقسیم کردیتا واللہ المستعان

مولوی عبدالغفار مولوی گنج سلہٹ پانچ کتابیں حسب فہرل پیکٹ پوسٹ پارسل بھیجدیجئے، بیشتباری سہالنوں کا خوف رہتا ہے، پھر بھی میں نے کتاب الاسلام منگائی پڑھی اور یہاں کے مولویصاحبان کو دکھلائی پانچ آدمی تو آمادہ ہوگئے، میری رائے کہ اردو زبان میں ایسی کتاب کوئی نہیں ہے، اگر صرف ترجمہ میں ایسا نہیں ملتا ہے، لیکن دیوبند ہی بھیجنے کی بجائے کتاب ہوتی ہے آپ نے کوزہ میں سمندر بند کیا ہے میری دعا ہے کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں

بابو شیر محمد قریشی گارڈ اپنے دوستوں میں صرف آپ ہی مذہبی کتابوں کا ٹوٹن ہے، آپ کا رسالہ تو بہت سے بیانیوں کو دلوا چکا ہوں، اب کتاب الاسلام کی کوشش میں ہوں، بڑی اچھی کتاب، آپنے تبلیغ کی، صرف ابتدائی حصہ تو بالکل اڈ گھلا ہے

یہ سب وہ حضرات ہیں جنہوں نے ازخود بلا پیروی درخواست کے اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا، اگر اسمیں کوئی کوشش ہے تو لوگوں کو اس پر آمادہ کرنے کی ہے، اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ابھی حال میں شائع ہوا، اور ایک ماہ میں تین سو کتابیں فروخت ہوگئیں، پہلا ایڈیشن تین مہینے میں صرف ایک ہزار کے ذریعہ ختم ہوگیا۔

ضخامت بارہ سو صفحات ضخامت فی جلد مجلد چرمی چار روپے محصول ڈاک ۱۴ر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ایک ترجمہ والا معجز نما قرآن شریف چوتھائی ہدیہ میں

ابھی تک عظیم کو کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ ۱۹۱۰ء میں معجز نما ایک ترجمہ والا پیوٹی تقطیع کا قرآن شریف جب پہلی مرتبہ چھپا تھا تو چھ روپے ہدیہ تھا خدا کے فضل سے اب بھی ہزاروں بھائی زندہ موجود ہیں جو اس کے شاہد موجود ہیں، تدریجاً اس کا ہدیہ کم ہوتا گیا، اور پچھلے سال انتہائی رعایت سے جب میں نے اشتہار دیا تو ساڑھے تین روپیہ تھا، دیکھئے اشتہار ۲۰ سجنے والی حمائل شریف کامل تفسیر" یہ قرآن شریف وہی ہے اور اسی سائز چھپ کر آیا ہے اس کے پورے صفحہ کا نمونہ بھی موجود ہے دیکھئے اور تعجب کیجئے، کہ اب یہ قرآن شریف حمیدیہ پریس سے صرف ایک روپیہ بارہ آنے میں ملتا ہے، جو اڈیشن اول کا تقریباً چوتھائی ہدیہ ہے، لاگت سے کم ہدیہ ہے، موقعہ بے ہوٹ لیجئے، پھر یہ نعمت اس قیمت میں کہاں، دوستوں کو اغراء کو محلہ والوں کو بھی خبر کر دیجئے، یقین فرمایئے کہ یہ ہدیہ بار بار نہیں ہوگا، ذرا اس کی کتابت، تفسیر، ترجمہ پر نظر ڈالیئے، اور حساب کیجئے، کہ ۱۴۰۰ میں یہ قرآن شریف مناسبت میں ذوالمنار ہے، اس کی تفسیر بڑی تقطیع والے قرآنوں سے بھی زیادہ ہے۔ جو میں عربی واردو تفاسیر کا عطر ہے، ترجمہ امحاورہ سلیس حضرت علامہ شاہ اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا ہے چھپائی بہت ہی صاف اور اعلیٰ ہے، خانہ ۲ ہے مجلد چرمی پشتہ ہے، ایک ہزار صفحے سے زائد ضخامت ہے، ابتداء میں ایک بسیط مقدمہ ہے جس کے بالغ حصے ہیں (۱) حضرت آدمؑ سے لے کر تمام پیغمبروں کی سوانح عمریاں اور انکی امتوں کے حال، اسلام سے قبل عرب کی تمام قدیم قوموں کی تاریخ اور رسول کریم کی پیدائش سے لے کر وفات تک مفصل سوانح عمری اور ان تمام لڑائیوں کی تفصیل جو کفار عرب نے آپ کے خلاف انجام دیں، بعد میں خلفائے راشدین کے کامل حالات حصہ دوم میں فضائل قرآن اور حصہ سوم میں تمام خاندانوں کے سینہ بسینہ اعمال قرآنی درج ہیں،

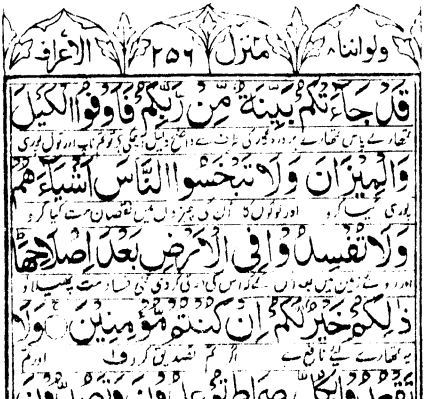

قصہ مدین اور اصحاب لایکہ جو در اصل ایک ہی امت تھی جن میں کہ تو ملے اور کوتاہی کے کارن رائج تھا ان کی ہدایت کے لئے حضرت شعیبؑ بھیجے گئے تھے، لوگ بیٹیاں کمی کی بھی پوجا کرتے تھے اس واسطے اُن کو اصحاب الایکہ سورہ شعراء میں کہا ہے یعنی درختوں کی عبادت کرنے والے حضرت شعیبؑ نے تیری بائی حضرت موسیٰؑ نامکے وقت تک زندہ رہے تھے اور قبطی کو مار کر حضرت مدین کو جب حضرت موسیٰؑ گئے تو ان کی ملاقات حضرت شعیبؑ سے ہوئی اور وہ دو بیٹیاں جن کا قصہ سورۂ قصص میں آویگا انہیں حضرت شعیبؑ کی بیٹیاں تھیں جن میں سے ایک کا حضرت موسیٰؑ سے نکاح ہوا حضرت شعیبؑ بہت بڑے نبی تھے اسواسطے اُن کو خطیب الانبیاء کہتے ہیں۔

قرآن شریف میں حضرت شعیبؑ کی امت کے عذاب کا تین جگہ ذکر ہے ایک جہاں سورہ اعراف میں زلزلہ کا ذکر ہے ایک سورہ ہود میں چنگھاڑ (آسمانی) کا ذکر ہے ایک سورہ شعراء میں عذاب کے بادل کا ذکر ہے جسمیں سے آگ برستی تھی تینوں عذاب ایک ساتھ اس طرح آئے کہ پہلے جب وہ لوگ اپنے گھروں میں تھے تو زلزلہ کا جب گھر سے باہر نکلے تو سخت گرمی معلوم ہوئی اور بادل کی صورت کا ایک ٹکڑا سایہ کا نظر آیا پہلے ایک شخص اُن میں سے اس سایہ میں گیا اور اُس نے اُس سایہ کی ٹھنڈک کی تعریف کی تو پھر سب لوگ اُس جھاڑیوں میں چلے گئے اتنے میں آسمان سے ایک سخت چیخ کی آواز آئی اُس بادل کو آگ برستی جس سے سب لوگ ایک دم میں ہلاک ہو گئے یہ تین قسم کا عذاب بیان کیا گیا ہے۔

ہدیہ بلا جلد ایک جلد ڈیڑھ پیسہ محصول ڈاک ایک جلد مجلد ۱۲ر ۵ جلد ۶ر

" مجلد چرمی پشتہ ایک جلد ایک پیسہ بارہ آنے میں

" مجلد چرمی کامل نقرئی کار دو روپے

" ۵ جلد بلا جلد سات روپے

" ۵ جلد مجلد چرمی پشتہ آٹھ روپے

" ۵ جلد مجلد چرمی کامل نو روپے

اس سے زائد کوئی رعایت نہیں،

۵ جلد ریل کے ذریعہ منگائیے، اور قیمت منگوانے کے علاوہ ۸ خرچ پیکنگ وغیرہ کی زائد منی آرڈر کیجئے

پتہ

دفتر مولوی حمیدیہ پریس دہلی

آسان ترجمہ والا قرآن شریف کی ساتویں جلدیں اور مل گئیں

پچ ذی قعدہ کی ۵ تاریخ کو خدا کے فضل سے آسان ترجمہ والے قرآن شریف کی ... جلدوں کا اور حوالہ ہو گیا، جو زیدہ یا ئیدہ، کس قدر افسوس ہوا کہ گذشتہ ہفتہ سے سب بھائیوں کو لکھ رہا ہوں، کہ قرآن شریف ختم ہو گیا۔ اب ان کے خطوط ہی محفوظ نہیں ہیں جو ان کو اطلاع دے سکوں، لہٰذا جن صاحبان کی فرمائش کی تعمیل نہیں ہوئی وہ اب منگائیں۔ اب انشاء اللہ کہ از کم یوم الاضحیٰ تک تو ملتا ہی رہے گا اس کے بعد پھر تلاش کروں گا۔ اور انشاء اللہ میری محنت رائگاں نہیں جائے گی،

ستا ہدیہ ہو تو یہ وقت ہوتی ہے کہ ایک دو دو ماہ میں پورا آڈرس ناظرین کا ہوں نہ لے لیتے ہیں۔ ستا ہونے کی ہی حد ہو گئی تو سال سے یہ کام کر رہا ہوں، نو سال قبل ترجمہ والا کو لی ہی قرآن شریف چار روپے سے کم نہیں تھا۔ اور اچھے کاغذ کا دس بارہ روپے میں ہدیہ ہوتا تھا۔ یا اب یہ صورت ہے کہ

عمدہ ڈیڑھ روپیہ میں ۲۲۴۹ تقطیع کا ترجمہ نہ ... شدہ قرآن شریف اور وہ ہی مجلد چرمی پشتہ آخر کس سابق فروخت ہو رہا ہے حساب کتاب کچھ نہیں۔ مقصد تو یہ ہے کہ مولوی کے خریداروں کے لیے ڈھونڈ ڈھونڈ کر قرآن شریف لانے اور جرمت کن جوان پر ہدیہ کرنے۔ فائدہ یہ ہوا کہ آڈرس کا کو مولوی میں وہ ... روپیہ الگ گیا۔ نقصان ہوا تو ناظرین کا کہ مولوی قرضدار ہو گا۔ تو وہی نقصان دفترنہ کو بھی پورا کرتا ہیں، پھر میرا جو فرض ہے وہ پورا کر رہا ہوں۔ اور خدا کا احسان ہے کہ میرے منجملہ قرآن شریف پورا قبول کرتے ہیں

یہ قرآن شریف اس قدر جلدی کیوں مقبول ہو گیا سنیے سب سے پہلے تو خدا کا کرم اور بعد ازیں مولوی کی حسن نیت **اسباب یہ ہیں** کہ ایک تو ترجمہ آسان لفظی سحر البیان علامہ شاہ رفیع الدین صاحب کا۔ دوسرے تقطیع مولوی کے صفحے ہی بڑی، تیسرے کتابت بہت خوشنما، چوتھے حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن، پانچویں ملی قلم چھٹے حاشیہ، ساتویں کاغذ خوب موٹا اور سفید آٹھویں جلد ہی سفید طبس پشتہ بیچ پڑے کا منقش ہی نفرتی کارٹونیہ زیب اور دسویں یہ کہ بہت ستا یعنی ڈیڑھ روپیہ میں، اب ذرا ڈیڑھ روپیہ کو دیکھیے اور اتنی خوبیوں کو، اب ہی ہاتھوں ہاتھ نہ جاتا تو کب جاتا۔ اگر آپ ایک دو ماہ بعد منگانے والے ہوں تو عوض کروں گا کہ ابھی منگا لیجے ہدیہ مجلد چرمی پشتہ ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۸ کل ۱۰ دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

موضح القرآن یعنی یہود نے اپنا دین اور کتاب کا علم چھوڑ دیا اور لگے علم سحر کی تلاش کرنے، سحر لوگوں میں دو طرف سے آیا ہے ایک حضرت سلیمان کے عہد میں آدمی اور شیطان لگے رہتے تھے ان شیطانوں سے سیکھا، وہ یہود اس کو نسبت کرتے تھے حضرت سلیمان کی طرف کہ ہم کو انہی سے پہنچا ہے اور ان کو حکم جن و انس پر اسی کے زور سے تھا۔ سو اللہ نے بیان کر دیا کہ یہ کام کفر کا ہے، سلیمان کا کام نہیں، اس کے عہد میں شیطانوں نے سکھایا ہے اور دو فرشتے ہاروت و ماروت کی طرف سے شہر بابل میں دو فرشتے بصورت آدمی

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ		
اور پیروی کرتے ہیں اس چیز کی جو پڑھتے تھے شیطان	اوپر وقت	سلیمان کے اور نہیں کفر کیا
سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَ		
سلیمان نے	اور لیکن	شیطانوں نے کفر کیا تھا سکھاتے تھے لوگوں کو جادو اور
مَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ		
پیروی کرتے تھے	اس چیز کی کہ اتاری گئی اوپر دو فرشتوں کے بیچ شہر بابل ہاروت اور ماروت	اور نہیں سکھاتے تھے وہ دو تو
مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ		
کسی کو	یہانتک کہ کہتے تھے سوائے اس کے نہیں کہ ہم آزمایش ہیں	پس مت کافر ہو پس سیکھتے ہیں

لاثانی بلاثر جمہ نورانی بچوں کے لیے سب سے بہتر قرآن شریف ہے اس سال کا بہترین تحفہ ہے۔ دعویٰ

ہے کہ کتابت کے لحاظ سے اس سے بہتر قرآن شریف دنیا بھر میں نہیں ہے اور آئندہ نہ لکھا جا سکتا ہے (۲) اس حجم اور تقطیع پر اس سے زیادہ صاف اور چھپا ہوا اور کوئی قرآن شریف نہیں ہے (۳) نہایت صحیح ہے اور ایک اعراب کی بھی غلطی نہیں (۴) بچوں کے پڑھنے میں بہت سہل ہے کیونکہ اعراب بالکل نیچے ہیں، (۵) دوسرے قرآنوں کی نسبت اس میں جلدی یاد ہوتا ہے (۶) استاد پر نہ پرانے کا بار اس کی کتابت کی خوبی کی وجہ سے کم پڑتا ہے (۷) ہر پارہ علیحدہ ہو سکتا ہے تاکہ ساتھ میں جلدیں ہو آکر دیدیں (۸) چھپائی اس قدر صاف ہے کہ ولی کا کوئی اور کوئی قرآن شریف اس سے بہتر نہیں (۹) جلد مرصع جھٹے کی ہے کپڑے کی نہیں بنوائی گئی (۱۰) بہت سستا ہے اس سے نصف خوبیوں کا بھی اور کوئی قرآن اس ہدیہ کا نہیں ہدیہ مجلد چرمی نفرتی صرف سوا روپیہ محصول ڈاک ۱۲ پارچہ جلد پانچ روپے وس آنے محصول ڈاک ۱۰ اس سے آگے کوئی رعایت نہیں۔ ریل کے ذریعہ منگائیں تو مد پیکنگ کے زائد روانہ کیجیے حمیدیہ پریس دہلی

دو آنے زائد دے کر معجز نما قرآن شریف و ترجمہ والا نصف سائز میں اب بھی مل سکتا ہے

آپ حضرات مبین سے کس نے ابھی تک نہیں لیا میرے پاس بالکل نہیں ہے اب اور تاجروں سے نفع دے کر خرید لیا ہوں، زیادہ طلب نہیں ہوتی تو شاید کچھ دن اور مل جائے، نیا ایڈیشن انشاء اللہ محرم میں پریس سے آجائے گا، آپ حضرات میں سے جو صاحب ابتک اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہ گئے ہیں وہ فوراً طلب فرمالیں، صرف اتنی اجازت کیلئے کہ اگر چہ میں ممکن نہ ہو تو دور دیہ دس آنے میں بھیجدوں، یقین فرمایئے کہ میں یہ کوشش تو ضرور کروں گا جبا کہ ابتک سب کو چاہے ہی بھیجا، تاہم ہزار ہا کی اجازت ضرور دیدی ہے اجازت بھی صرف ان سے لینی ہے جو ایک جلد منگاتے ہیں ایک سے زائد منگانے والوں سے یہ درخواست نہیں ہے

چند سطریں اصل قرآن خاشدہ جلد نہایت عمدہ قطع کے پورے پڑھنے کی تعریف جلد اور ہے، ابتدا میں سوسفحہ کا ایک بسیط مقدمہ ہے جو صلوات قرآنی اور ادو وظائف اور تمام انبیاء کے حالات سے پُر ہے۔

اصل ہدیہ مجلد چرمی پانچ روپے رعایتی ہدیہ صرف ڈھائی روپے محصول ڈاک عہ کل ۳ ہے دفتر رسالہ مولوی حمید یہ پریس دہلی سے منگائیے

الکتب حتی اذا جاءتہم رسلنا یتوفونہم قالوا این ما

کنتم تدعون من دون اللہ قالوا ضلوا عنا وشہدوا

علی انفسہم انہم کانوا کفرین ○ قال ادخلوا

فی امم قد خلت من قبلکم من الجن والانس فی

النار کلما دخلت امۃ لعنت اختہا حتی اذا ادارکوا

فیہا جمیعا قالت اخرہم لاولہم ربنا ہؤلاء اضلونا

ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب انسان کی موت کا وقت ہوتا ہے اس کے پاس فرشتے آتے ہیں اگر وہ آدمی نیک ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے نفس پاکیزہ جو کہ بدن پاکیزہ میں رہتا تھا تو خوشی کے ساتھ نکل کر مہک جنت اور روزی اور خدا کی خوشنودی کی بشارت سے تو مبارک ہو جہاں کہ وہ جان نکل آتی ہے پھر اس کو لے کر آسمان کی طرف بڑھتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں، آسمان والے فرشتے پوچھتے ہیں کہ یہ کون شخص ہے جو ساتھ والے فرشتے اسکا نام اور پتا بتلاتے ہیں، آسمان والے فرشتے بھی مبارکی اور خوشخبری دیتے ہیں اور دروازہ کھولا جاتا ہے اسی طرح اس آسمان تک جاتا ہے پس یہ اللہ پاک ہے اور اگر وہ شخص بدبخت ہو تو فرشتے آکر کہتے ہیں کہ اے نفس ناپاک جو کہ بدن ناپاک میں تھا تو ذلت اور رسوائی کے ساتھ نکل کہ تجھ کو ہم بہت گرم کی ذلت گرم پانی پیپ لہو کی خبر دیتے ہیں کہ یہ کہ خدا تجھ سے ناراض ہے کہ تو اس کے علیں بڑھ جلاڑوح نکلنے پر اس کو لیکر آسمانوں کی طرف چڑھتے ہیں اور دروازہ کھلواتے ہیں آسمان والے فرشتے پوچھتے ہیں کہ کون

روشن مدید قرآن مجید مترجمہ علامہ شاہ رفیع الدین صاحب مع تفسیر موضح القرآن خاشدہ

قلم اس اشتہار کی سرخی سے یہی موٹا کتابت بہت کشادہ الفاظ بالکل الگ الگ کاغذ سفید شفاف ولایتی، خاشدہ ہونے کی وجہ سے سیاہ چھپائی سفید کاغذ پر بستی خاص ایسی چمکتی ہے کہ ۵ گز کے فاصلہ سے پڑھ لیا جاتا ہے ضعیف العمر اور کمزور نگاہ والوں کے لئے یہ چوب قلم قرآن شریف ایک نعمت ہے بلامبالغہ اگر آپ چاہیں تو چاندی میں یہ قرآن شریف با۔ انی پڑھ سکتے ہیں، اس کے ابتدا میں ایک طویل مقدمہ بھی ہے جسمیں عجیب معلومات قرآنی ہیں، سب سے بڑی خوبی تو اس کا سفید کاغذ اور سیاہ چھپائی ہے جس سے نگاہ پر زور ہی نہیں پڑتا پہلے اس کا ہدیہ سات روپیہ تھا، اب خدا کے فضل سے اس کا ہدیہ صرف چار روپیہ ہے، چمڑے پشتہ لئی مضبوط جلد ہے چار محصول ڈاک صرف ہوتا ہے، دو جلدیں ریل کے ذریعہ منگائیے، پتہ، حمیدیہ پریس دہلی

اسلامی تعلیم مجلد

فقہ اسلامی کی وہ مستند اور مقبول عام کتاب جس کو متعدد سید محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ کمال محنت سے مرتب فرمائی فقہ اسلامی اور آسان طرز ادا میں اپنی آپ نظیر اس کا درجہ بہت بلند ہے جن لوگوں کے پاس یہ کتاب موجود ہے انہوں نے کسی بڑی سے کسی مسئلہ میں فتوی لینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی ہی وجہ ہے کہ ملک میں کم کا شہرہ ہو گیا ہے اپنی آسانی کے لئے علمائے کرام بھی اسے زیر مطالعہ رکھتے ہیں آپ مسلمان ہیں تو مذہبی واقفیت ضروری ہے اور مذہبی معلومات کے لئے یہ کتاب از بس ضروری ہے قیمت فی حصہ ۱۰ر

دینی معلومات

یہ تین سو چالیس صفحوں کی مجلد کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے امام محمد یوسف علیہ امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان سلیس اور مروجہ ترجمہ ہے یہ کتاب ام فقہ اسلامی ہے اور جس قدر فقہی اردو کتابیں ہیں وہ سب اسی ماخوذ ہیں اس میں طہارت نماز روزہ حج زکوٰۃ نکاح طلاق حقوق آپ معاشرت بیع شرعی لباس شکار ذبیحہ خوراک ذوالحاری دینی خواتین زراعت تجارت حکومت صنعت طرز مکلہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق شرعی احکام اس کتاب میں نہ ہوں قیمت مجلد عجیب حصہ ۱۰ر

نماز کے مسائل

آپ کو ایک ایسی جگہ کہیں کتاب میں مل سکتے ہیں نہ وہ صرف (کنز دین) علماء تو ہمیشہ ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی درجہ درجہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہو جو کہ حال اس کتاب میں نہ ہو غرضکہ نماز پڑھنی ہو تو یہ کتاب بھی منگائیے ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے بڑے چھوٹے مسئلے سے واقف ہو جائینگے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے یہ اڈیشن مصنف نے بعد نظر ثانی خوبصورت بنایا ہے ۵۰۰ صفحات قیمت مجلد دس آنے ۱۰ر محصول ڈاک ۷ر کل عہ

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر خدا کے حکم کی پابندی ہے لیکن بالغ میں اس کے ہزاروں فوائد پنہاں ہیں جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر سکتے ہیں اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں رہ جائینگے کہ نماز جیسے اتنی آسان عبادت کو کس طرح ہم نے مشکل بنا رکھا ہے اس کتاب کے علاوہ اس کتاب میں ہر ضرورت کی ملحقہ نماز درج ہے اور بتلایا گیا ہے کہ نماز ہی حل مشکلات ہے اور تنہا نماز ہی دینی اور دنیاوی فائدہ اٹھانے کے لئے کافی ہے ۲۰۰ صفحات قیمت چھ آنے محصول ۷ر

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ فتنہ و فساد و طغیان کا زمانہ ہے قدم قدم پر شک کے لئے عقلی دلائل آگئے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھاتا ہے اور یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر المنار سے منتخب ہے اور ایسے عجیب و غریب اسلوب میں مذہبی اعمال کی وہ ہمہ تفسیر کی گئی ہے کہ بالاخر کھلا ہوا بیان ہے آیا ہے صرف تفسیر کے لحاظ سے رہی یہ تفسیر بہت اہم ہے اور مفصل بھی ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل کے بیان کیا گیا ہے اس کتاب میں بعض مسائل پر بحث بھی ہے قیمت ۸ر محصول ۷ر

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن حضرت مفسر علیہ السلام نے خلق کیا ہے جامع تفسیر ہے اس میں ذیل مضامین ہیں، مبنی روشنی میں قرآن کی تفسیر شیطان اور سائنس خدا کی ہستی کے عقلی دلائل اسلام عقائد کی روشنی میں ملائکہ و جنات انسان قادیانی ہے اور پھر بعد انبیاء کرام کی نظری طاقتیں نواب نبوت عقلی ثابت ہونے کے بعد زندہ ہونا وحی اور سائنس وحی کی حقیقت نجات کا راستہ صداقت رسول قرآن مجید آخر تک کیوں محمد نام ہے غرضکہ ایسے صدہا مضامین علامہ عبدہ مصری کے ہیں قیمت ۸ر محصول ۷ر

تعزیرات دوزخ

یعنی سزا فانی کی سزائیں یہ کتاب ہے پڑھکر پھر گناہوں کا ارتکاب بڑی ہی بے چینی کا کام ہوگی اور اللہ کی وعیدات سے کلیجہ کانپ جاتا ہے اس میں جن قرآنی بیانات میں تارک ایمان تارک نماز تارک صدقہ شرک و کفر وغیرہ کی بیہودہ فقرہ کا بیان دنیا کی بیوقوفی اور اس کی محبت قیامت کا بیان رمضان کا بیان حج کا بیان خدا و رسول کی جھوٹ و مکر جسد و بخشی تحریم غضب تک ہر خلق نیک لوگوں کے قصے توبہ کرنا وہ کیا نہ والوں کی حشر شراب کا بیان جنت دوزخ کا بیان ۲۴۰ صفحے کی کتاب ہے قیمت ۱۰ر آنے محصول ۹

تازیانہ شیطان

یعنی شرح اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہایت فصاحت کے ساتھ اس میں درج ہے شیطان کے بارے میں قرآن شریف میں جس قدر آیات آئی ہیں ان کی تفسیر اور مطالب کا بیان شیطان کی پیدائش عزی آدم علیہ السلام کی تخلیق شیطان کی بنیاد قوت شیطان کی مکاریاں اور خونخوار یاں خلق آدم سے تا یوم قیامت اس میں جا بجا تفصیلی بیانات ہیں جس سے مطالب عالم نہم ہو گئے ہیں آخر میں اور صحابہ کے اقوال سے بیان کیا گیا ہے جس سے شاہ کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ قیمت دس آنے محصول ڈاک ۷ر

پیغمبری دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول پاک کی دعا آثار سلف اور بزرگان دین کے مجرب معمولات سے انتخاب و تالیف کئے گئے ہیں جن کے معمول رہنے میں جب تک کسی کو شبہ نہ ہوا ہو گا اس میں ۳۰ عنوانات ہیں جن کو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی ہیں یا دعائیں جس جو آنحضرت نے کی ہیں اور صحابہ و ازواج کو بھی نے تلقین کیں خدا کی اپنی اور رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں جو آنحضرت نے مانگیں اور صحابہ نے کی یہ تلقین شدہ دعائیں جس قدر بھی مؤثر ہیں کم نہیں قیمت صرف ۸ر محصول ڈاک ۷ر کل ۱۵ر

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس قسم کے بغیر کسی تاثیر کامیابی کے ساتھ نہیں کہا سکتے جب تک کہ مرض معالجات سے مرض نہ کیا جائے اس کی مثال ایسی ہے کہ کچھ لینے کے لئے آپ چاہے جیسی کوشش کریں کنوئیں کھودیں لیکن بغیر قربت ہر تعویذ بیکار ہوتا ہے لوگوں نے جو نقطہ پیروں کے عمل پر کر رکھا ہے جو معالجہ سے بے نیاز ہو جاتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں زیادہ فائدہ نہیں اٹھانے کو وہ بالاتفاق میں تیار کی گئی ہر ایک دوا میں جو دوا ہر فن کے تیار کردہ ہیں قیمت ہر دوا آنہ آنے محصول ڈاک ۷ر کل ۱۲ر

صحیفہ قدسی

اس کتاب میں وہ اسرار عظیم بیان کئے ہیں اسم اعظم خدا کا جو کہ الٰہی نام ہے جس کے ذریعہ ایک نبی سحر کو شکست دیکر اور اس کا عامل ہو کر جیتا ہے وہ کر سکتا ہے یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتوں ٹالیں جن کے غیبی کے بارے ہوئے مقدمات جیتا ہے جس نے سینکڑوں کو مارتا عاشقوں کی آغوش مراد تک جانا ہا جس میں بیسیوں سخت سے سخت کیس کی دم بھر میں بالو کر دیا جس نے ہزاروں بیوی پیسہ روپیہ کو اپنا کیا یہ تو فقد فائدہ ہے اور فرض کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے رضائے مولا ملتی ہے۔ قیمت آٹھ آنے محصول ڈاک ۷ر کل ۱۴ر

حضرت شیخ الہند کی تفسیر موضح فرقان

بڑی سوانح رسول مقبول ﷺ

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان صحت تاریخ خوبی کاغذ صفائی طباعت کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے تاریخ عرب اور سیاد رسول سے لیکر وفات تک کے حالات بشرح و بسط درج ہیں اس کتاب میں عاشق رسول مصنف نے ایسے ۱۰ اسانید اخذ میں لکھا ہوگا اس کا مطالعہ ہی بصیرت افروز ہے کتابت کشادہ ہے یونہی آپنے رسول مقبول کی صدہا سوانح عمریاں پڑھی ہونگی لیکن اس کی مطالعہ آپ کی حیات ذہنی میں خاص جوش پیدا کردیگی ضخامت ۶۷۰ صفحے قیمت ہدیہ صرف ۱۲ محصول ڈاک ۹ رکلاں عجم

پانچ مقدس ہستیاں

۱ سرتاج انبیاء یعنی رسول کریم کی سوانح عمری آسان زبان میں دلچسپ انداز بیان میں ۹۲ صفحے

۲ صدیق الرسول رفیق رسول سیدنا ابوبکر صدیق کے حالات نہایت دلچسپ مشہور ۶۴ صفحے

۳ فاروق الاسلام حضرت عمر فاروق کی پرشکوہ زندگی کے دلچسپ حالات طبقوں اور بچوں کی سمجھ کے موافق

۴ جامع القرآن حضرت عثمان کے حالات لکھے گئے ہیں

۵ سرتاج زہد حضرت علی اور حضرت خاتون جنت کے حالات اور ان میاں بیوی کی پراخلاص زندگی

۴۰۰ صفحات سب کیلئے مجلد قیمت ۱۲ محصول ۸ر

امام ابوحنیفہؒ

کے حالات پڑھنے مسلمان کے لئے ضروری ہیں کیونکہ جن کی نسبت وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بیخبر رہنا نہایت ہی ناموزوں ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام کے حالات علمی کارنامہ اصول استنباط اور فقہ پر مسائل کے معلوم کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جس سے آدمی مشتثنیٰ رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام موصوف کا یہ بابد الامتیاز فن ہی بیسمجھا جائے ۶۰ صفحے قیمت صرف ۷ رجیہ آنے محصول ۷ر

الفاروق مجلد

کیا اسلاف تھے اور کیا ہم ہیں جاننے ہو الفاروق میں کیسے اس میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مختصر حالات ہیں وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کا فوجی زمین پر پھیلا ہوا نوشیروان کی فرضی روایات عدل پر عرش ہل کرنے والا وہ ذات عدل فاروق کے حالات پڑھ کر معلوم ہوگا کہ عدل کے کہتے ہیں سیاسات سیاسات کے دلدادہ ذوالہ اس جلیل القدر ہستی صحابی کی شان سیاست تو دیکھو بیت المقدس میں شاہ دالعلم ہوکر کس طرح غلام سیاہ اور آقا ہمراہ برادر جھریت کے سبب لے باوجود کے حالات پڑھ ۲۶۰ صفحے مجلد ۱۲ر

پانچ برگزیدہ صوفی

۱ علامہ ابن الفارض کے سب سے بڑے عقیدہ وحدۃ الوجود کے قائل تھے اور صوفیہ کے حالات سیرت پر ان کا کلام سمجھ کر سمجھنا بہت ضروری ہے ۲ سلطان روم جلال الدین رومی مثنوی معنوی ہر قرآن دریان پہلوی معانی انتخاب شرح مثنوی قیمت ۸ر

۳ حافظ شیراز کی دیوان کا مکمل صاحب عرفان شاعر جس کے دیوان کا ہر شعر صحیح ترجمہ قیمت ۳ر

۴ شیخ سعدی جنہوں نے کریما بگلستان اور بوستان آجکل ایسے ہی مہک رہے ہیں۔ قیمت ۳ر

۵ امیر خسرو مرحوم کا کلام صوفی صافی جیلی زندگی عجیب پرعرفان بھی قیمت ۳ر پانچوں ایک وقت منگائیں تو بھیم محصول ۱۰ر

کفرستان کے تین ولی

۱ حضرت خانیہ عین الدین اس میں آپ کی پیدائش ہندوستان میں آمد تبلیغی سرگرمیاں کرامات آخر میں سفر بغداد اور وہاں خلوت فی دین اللہ افتاد

۲ حضرت بابا فرید گنج شکر آپ کے خاندان کے حالات نسب کی وجہ سے بعد تحقیق کا لکھا عقیدت جلد جلیل دین کرامات کا ظہور اور عبرت خیز حالات

۳ سیرت صابر کلیری آپ کے ابتدائی حالات تحقیق مرشد کا طرز تفہیم کرنا اور خود بھی کھانا صابر کا لقب یا فرقہ خلافت حاصل کرنا کلیر شریف بھی نامور جلالی کی کرامات کا ظہور۔ تینوں کی قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۱۱ر

تاریخ حریت اسلام

جس میں زمانہ رسالت عہد خلافت راشدہ اور خلافت بنی امیہ خلافت عباسیہ عہد بنی امیہ اندلسیہ سلسلہ فاطمیہ دولت ہمایونیہ غزنویہ کے علاوہ عصر الکی الجزائر مراکش وغیرہ ترکوں کی مشہور خاندان اور سلطان بابر ہمایوں دور زبان وغیرہ مغلیہ وغیرہ اور سلطان بابر ہمایوں اکبر وسندھ وکشمیر کے حالات سے آگہی شدید کا اسباب زوال پست بزرگوں کی تحریر خیز جرأت آفریں اور ولولہ انگیز ہر جوش ایثار کے حریت آموز حالات اور عدل انصاف و حریت و مساوات کا انگیز مجلد کتاب پانصد صفحے ضخامت قیمت مجلد ۵ باقی روپے محصول ۱۱ر کلاں عجم

تاریخ حبیب الہ

جو آج تک کے حالات ہر طبقہ اور ہر خیال کے لوگوں نے لکھے ہیں قلیل نے خوارق کو اہمیت دی ہے بعض نے معجزات کو بالا کیا ہے بعض نے ضعیف و موضوع روایات سے بزم سجا دیا کوئی کر اگر کیا ہے لیکن علامہ دیوبند سے جس عالم نے سیرت حبیب پر قلم اٹھایا ہے اس نے ہر چھوٹی سی چھوٹی اور بڑی سے بڑی روایات پر ہزا قدکے بغیر سند لے اور تحقیق کو نہیں لکھا ان دیوبندی سیلاد ناموں میں کوئی ہدایت اور کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوتا جس پر ذہبی نگاہ یہ مورخ مذکورہ کتاب اسی اہمیت کو ملحوظ رکھکر لکھی گئی ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت مجلد ۱۲ر محصول ڈاک ۸ر

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول کریم تک جملہ نبی ہوئے ہیں ان کا ان کفار ان شریعت میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانح عمری ہے بڑی مستند احادیث سے مستند ہے ۶۷۰ صفحوں کی مجلد کتاب ہے انبیاء کے حالات سے ظاہر ہے کہ عجیب غریب معاملے پیش آئے ہیں گے سب اہم ترین پیش کتاب کا یہ ہے کہ دیگر قصوں کے سخت ترین نقاد کے مقابلہ میں امت محمدی کی ہنگی عیادتوں اور اعلیٰ اجر سے عبادت الٰہی کی تشویق ہوتی ہے اتنی ضخیم کتاب اور یہ بہت کم مجلد کتاب ہے قیمت ۱۲ر محصول ڈاک ۹ رکلاں عجم

چھیانوے اولیا

ان کے حالات ان کی کرامات ان کے خوارق انکی تعلیمات ان کی مدافعانہ تبلیغی اسلام ان کے اسرار طریقہ ان کی ولایت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے جس میں اکابر اولیاء امت کے حالات ہیں اس میں ہندوستان کے بھی عراق کے بھی شام کے بھی ہیں اور ایران کے بھی مشرق قریب کے بھی ہیں اور بعید کے بھی اس کا نام سنہرہ الاولیا رکھا ہے بھی وہ کتاب ہے جس میں اکابر اولیاء امت کے حالات ہیں۔ یہ کتاب ظاہر دیدہ لوگوں کی بھی آنکھ بڑی تقطیع کے ۴۰۰ صفحات کی ضخیم کتاب ہے قیمت مجلد ڈیڑھ روپیہ عجم

بارہ مجالس

وعظ کی آسان اردو میں سب سے پہلی کتاب اس میں جو ذیل بارہ مجالس ہیں (۱) ہستی باری تعالیٰ (۲) توحید کے پروانے (۳) توحید الٰہی (۴) نبوت و رسالت (۵) ختم نبوت (۶) فضائل رسول (۷) اسوہ رسول محترم (۸) محبت رسول (۹) فضائل و اخلاق حسن معاشرت (۱۰) اسلامی عدالت (۱۱) اسلام میں عورت کے حقوق (۱۲) اخلاقیات بہت ہی مقبول کتاب ہے اور آسان و معقول میں سب سے بہتر کتاب ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ بہت ہی تھوڑی اردو جاننے والے بھی بہت آسانی سے پڑھ لیتے ہیں قیمت مجلد ۱۲ر محصول ڈاک ۷ر

سیرت غوث پاک

آسمان تصوف کے آفتاب حضرت پیران پیر غوث الاعظم کی بڑی سوانح عمری دنیا کا کونا گوشہ ہے جہاں محبوب سبحانی حضرت عبدالقادر جیلانی کے عقیدتمند موجود نہ ہوں آجکل اس انداز سے اس قدر مفصل حالات بڑے پیمانے پر اردو زبان میں نہیں چھپے ہیں کہ اس کتاب میں اسی وجہ سے اس کا پہلا ایڈیشن غوث پاک کے پروانوں نے ہاتھوں ہاتھ لے لیا اس کتاب میں آپ کی ولادت سے لیکر وصال تک کے حالات ہیں خصوصاً حضور کی کرامات بہت مفصل ہیں۔ قیمت مجلد تین روپے محصول ۱۰ر کل تین روپے دس آنے ہے

یہ سب کتابیں ہمیشہ ہر قسم کے مذہبی لٹریچر کا بڑا ذخیرہ ہمارے یہاں موجود رہتا ہے

فالنامہ ناصری مع قفانہ

مرکوم شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ سے کے اطمینان کرلیا کریں تاکہ اگر اس کام کا انجام ٹھیک ہو تو اس کو ترک کردیا جائے اس میں حضرت فیض عالم ابن عربی کی کتاب استخارہ قرآنیہ کا ترجمہ ہے اور اس کے علاوہ قرۃ الانبیا فالنامہ پیغمبران اولوالعزم اولیائے کرام فالنامہ غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ فالنامہ مثنوی شریف فالنامہ ہے یہ فالنامہ بہت مقبول ہے اب تک اس میں ایسے ٹھیک جواب ملتے ہیں جو شاید اور فالناموں میں نہ ہوں اس لئے بہت مفید ہوتا ہے۔ قیمت ۸ر محصول ۱۰ر کل ۱۸ر

خواب نامہ صدیقی

آپکے جواب کی تعبیر کیا ہے یہ بات دریافت کرنے کے لئے آپ کس قدر مشوش رہتے ہیں جب آپ کے گرد وپیش کوئی صحیح تعبیہ بتانے والا نہیں ملتا اول تو لوگوں میں سے کوئی ایک آدھ اگر کامل ہو جو صحیح تعبیر کرسکے یا جواب کے مضر و مفید اثرات معلوم کرنا چاہیں تو خواب نامہ صدیقی ساتھ رکھیے عجیب و غریب فن تعبیر خواب میں لایا ہے اس میں خواب کی تیس قابل اور ۳ غیر قابل تعبیر خواب دونوں کے اثرات بیڑ کی ذیلی تخیلات کا اثر طلسم خواب کے صد ہا مضامین ہیں قیمت رعایتی ۱۲ محصول اک ۷ر کل ۱۹ر

دس زنانہ بستہ

دس علمی پھولوں کا گلدستہ یا دس بیش بہا نایاب تحفے (۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کنائیوں کی کتاب (۳) اہبل کی کتاب (۴) کھٹنے کی کتاب (۵) دھاگہ کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) تندرستی کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب (۹) پردے کی کتاب (۱۰) اصلی جہیز۔ جو کتاب میں مضمون ہر شروع کی ہے اس کو مکمل کردیا ہے اپنی بچی کو ضرور اس کتاب کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کاموں سے واقف ہوجائے اور ساتھ ہی نہ ہی معلومات سے بیگانہ نہ رہے ایک ہی بڑی جلد میں قیمت فی جلد عہ محصول ۷ر

چار تعلیم نسوان مجلد

عورتوں اور بچیوں کے لئے بے نظیر مذہبی اور اخلاقی سبق

۱ امہات کی صفتیں یعنی ہمہ وقت کی حالات مقدس و پرتاثیر شوہر خواتین ۳۲ صفحے

۲ امہ کے احسانات نبیوں کے مقدس عادات اور کارنامے عورتوں کی خصوصیات ذہنی ۴۰ صفحے

۳ بیان اسلام قرآن موسم کے حالات زمن سے اگلے دنوں چیزیں اور اخلاقی سبق وغیرہ ۴۰ صفحے

۴ تعلیم طریقہ زندگی لباس زیور مہمان نوازی دیانت اور مصیبات کا طریق زندگی سیدھا چلنا کتابیں ۲۰۷ صفحات کی ہیں اور ایک جگہ مجلد ہیں قیمت رعایتی دس آنے محصول سات آنے ۷ر

سلسلہ تعلیم الاسلام

جس پر مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کے لئے علامہ حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب تالیف فرمایا اس کے پانچ حصے ہیں دل قاعدہ ہے اس کے بعد پہلا حصہ اس میں عقائد کا ابتدائی حصہ اور دوسرا حصہ۔ اس میں عقائد کی تفصیل نماز کا بیان تیسرا حصہ۔ اس میں عقائد اور فقہی باتیں روزہ کا چوتھا حصہ اس میں حج اور حقوق العباد وغیرہ اب تک ان رسائل کی تعداد تین لاکھ سے چون ہزار شایع ہو چکی ہے اور نہایت ہی کوئی کتاب ایسا ہو جہاں یہ رائج نہ ہو پانچوں حصے ساتھ ساتھ ملتے ہیں اور ایک ہی جگہ مجلد ہیں قیمت عہ محصول ۱۰ر

اسہل القرآن

یہ نہایت علمی ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کے بچہ ۶ مہینے میں صرف دو گھنٹہ کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس کتاب میں طریقے کی طرح اٹھنے کی ضرورت نہیں بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں ابتدا میں حروف تہجی کے بجائے ہجائی اشیا کی رنگین تصاویر ہر ایک اس کے بعد الف سے پھر دو حرفی سہ حرفی چہار حرفی اور پنج حرفی الفاظ کی اس کے معانی درج ہیں تاکہ الفاظ کے ساتھ ساتھ معانی بھی ہر ایک عبور ہو جائے۔ آخر میں قرآن شریف کی چند سورتیں ہیں قیمت ۴ر محصول ۱۰ر

جادو بیانی

مناظر تقریر کرنے اور پبلک کو گرمانے کی گرتا نیز الی کتاب نہو طلب مفتی ذاکر جواد الی کی تازہ ترین تصنیف (ذاکر محمود) کے کمالات خطابت، تحریر بیانی شوخیٔ تقریر کی تقریر ملاحامد علی کی سحر حلالی نثر (دلائل کی خطابت مولوی کاظر دیوبندی الیب، اور سوالی کی سحر بیانی صلاح الدین اعظمہ کی تحریر بدیع تدبیم کی مقدر خلاقی فائدہ خاتمی خطابت ڈیوک ڈلنکشن مسٹر بالڈون گبن اور ایڈیسن کی تقریر کی تیاری خطابت کے لوازمات ضروری ہے مخاطب اور فواد علم اہل عرب کے خطابات وغیرہ ضخامت ۱۰۰ صفحات قیمت ۱۴ر محصول ۷ر کل ۱۲ر

غیبی اشارے

ایک حیرت انگیز علم جو شوہر بنا نیگا کہ آپ کی نسبت میں کیا لکھا ہے اس علم کی مدد سے آپ آئندہ آنیوالے واقعات معلوم کرسکتے ہر حال ہی میں ایک عہدہ عالیہ پر پہنچ یا یافت کیا ہے جو علم نجوم و رمل وغیرہ سے بہت سہل ہے لیکن ان علوم سے بہت ہی زیادہ عمدہ ثابت ہوا ہے امریکہ کی یہ حالت ہے کہ وہاں چند ہفتہ اس علم کو حاصل کرکے کیونکر اگر کوئی کاغذ اس علم سے بلا کمال ہے تو کہ اس کو فائدہ اٹھانے کے لئے نئی بہت کی ضرورت نہیں ضرور ہے اس کتاب کی قیمت صرف دس آنے محصول ۲ر

استاد مرغی خانہ

یہ جدید الطبع مرغیوں کی تجارت اور ان کی پرورش سکھانیوالی تین مرغوں کی کتاب ہے اور اس میں ۴۴ مضامین ہیں علاوہ مرغیوں کی پرورش کے کبوتروں اور بطوں کی پرورش و تجارت کی راہ میں بتائی گئی ہے کہ ذریعہ ملتی ہیں یہ تمام عملی کتابوں سے بہتر کتاب ہے کیونکہ اس کا ہر بیان تجربہ کے بعد لکھا گیا ہے اس میں ان مرغیوں کے حالات بھی ہیں جو سستے سے اس وقت تک نئی قسم کی دلایت سے آئی ہیں یا جو یا تو نسل ہیں تمام بیماریوں کے علاج ہیں اور ہر موسم وار ترکیب پرورش جو قیمت عہ

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے جس میں مصنف نے خلق خدا کی بھلائی کے لئے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام صحیح صحیح تجربہ کرکے درج کئے ہیں اس میں بلیون سازی کے ہر قسم کے طریقے ہر قسم کے شربت اچار مربہ دیسک کے خاص نسخے دھلائی کا صاف کرنا مصنوعی اشیاء عطر و عرق و شیشہ کا کام پوش بالش رنگ بنانا فوٹو گرافری گھڑی صاف کرنا وغیرہ فنون کے طریقے درج ہیں اس کتاب کو خرید کر جیسیں بھائی دوستہ سے لگ گئے ہیں۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ۷ر

استاد موٹر کار

اس کتاب کے دو حصے ہیں پہلا حصہ معلم موٹر کار ۳۴ صفحات دوسرا حصہ انجن موٹر ۱۰۰ صفحات ہے ان میں تین جلد صفحوں میں آئے ہیں مختصر سے کہ یہ کتاب پاس ہو تو پھر ولایت تک کی موٹر کی معلومات کی اس سے زیادہ تفصیل نہ ملیگی اس کو موٹر انسٹیکٹر پیڈ یا کہئے یہ موٹل سرکار خاندان کی موٹر نشین سے آگاہی اس کتاب ہو سکتی ہے حد تو یہ ہے کہ موٹر ایکسیڈنٹ تک کا ترجمہ اس میں موجود ہے اس کتاب کا یہ امتیاز ہے کہ اردو میں لکھی گئی اور انگلستان تک میں قبول ہوئی۔ قیمت رعایتی تین روپے محصول اک ۱۰ر

عملی استاد انگریزی

معلم ایڈیٹر انڈیا زجناب ہیرو فیدر سید احمد حسن ایم اے ایف ٹی ایم ایس سی اس کتاب میں آٹھ باب ہیں باب اللفظ یعنی انگریزی حروف کیسے بولے جاتے ہیں باب صرف خونین فقرے کیسے کہتے ہیں باب داراں و متعلق فعل کی مشق کرائی گئی ہے۔ باب لغت بڑھانا۔ باب فقرے بنانے اور سمجھنے کے اصول باب ترجمہ فی مثل صورتیں باب اردو سے انگریزی بنانا باب خط و کتابت اس کتاب سے صرف اس کتاب سے ایک ماہ میں انگریزی لکھنی پڑھنی آجاتی ہے یہ عملی کتاب ہے خیالی نہیں ۲۰۸ صفحہ قیمت صرف ۱۲ر

منجانب حمیدیہ بک ایجنسی رسالہ ۱۰۷۶

کیف وصالت

نسائے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں نہاں ہی
پنہاں ایک مرد اور جوان عورت کے لئے عورت سے صالحت
ادبی وہ کیف افزا ضرور ہے جس پر دنیا کی بقا کا
مدار ہے یونہ نظرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں حیات
ایسی موجود ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی
آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں لیکن یہ
زندگی کو جاوید ہو گذار لیتے ہیں بات یہ ہے کہ اس کیف
پر دشبہ حیات سے ان کو صحیح حاصل کرنا ملے
جو عورت و حیات عالم سے بالا لامثیل ہو یہ کتاب
وہ صالحت کا اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لذت ہی
لذت ہو۔ قیمت عمدہ مصول ڈاک ۶ ر

بہار شباب

صنعی کتابوں میں جس اسلوب بیان کو اپنایا
رہا ہے وہ جذبات کی بیجانی ہے یہ چیز مراہم
کے لئے خواہ کتنی ہی عزیز کیوں ہو لیکن اصل چیز
اس پیغام کے ماتحت ہے جس کے ماتحت بکار انسان
جوانی دیوانی کو قابو میں کر کے یہ بالذات
قائم ہو جائے بہار شباب میں ایسا ہی انتظام ہے
جوانی کی پر کیف زندگی اور اس کو دوام پر لانے کے لئے
بڑے بڑے مجرب طریقے عاقدے نسخے ہدایات حفظ
ماتقدم کی ہزار ہا باتیں اور عورتوں کی اندرونی
کیفیات کو سر دست پر آئینہ کر دیتی ہے قیمت
ایک روپیہ مصول ڈاک ۶ ر کل ۱ ر

عورت

پھولوں کی صحیح چمن کی رعنائیاں دیکھنے سے پہلے
محسن ناز کے تمام پرستاروں سے واقف
ہو جائیے اور یہ عرصہ شاہی صورت میں ممکن ہو جب
آپ کتاب عورت پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ کی
بہترین مصنفہ کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے عورت
کی انوالی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پر شباب
اعضاء جسم عورت کی فطرت عورت کی محبت
عورت کے باغ حسن کی دشمنیں خوشگوار مورد کی
زندگی کے متعلق کیف پر شباب باتیں ہیں جو اس
کتاب میں نہ ہو اس کتاب میں ہو سکے نہ ہو سکے
رنگین فوٹو ہیں قیمت ۱۲ ر

شب ناچہ عروسی

ایک مست شباب دوشیزہ کا شباب بچہ ہو اور بہکا
کی چیز ہاتوں کا وہ سرشار اور کیف انگیز افسانہ
بیان کریں ہے کہ پڑھتے پڑھتے سسکیاں بھرنے
لگتے ہیں یہ صرف چند نشاط افزا الفاظ کا مجموعہ
ہی نہیں ہو بلکہ ازدواجی مسرتوں کے پر شباب
راز اس کتاب سے معلوم ہوتے ہیں تنی و لطیف اور
صنعی معلومات سے پر شباب ہی کوئی اور دوسری
کتاب ہو سکتی ہے جو عروسی میں لاپرکر کے پر کیف
گھونٹوں کے ساتھ ساتھ گیارہ عکسی فوٹو ہیں
تاکہ ذہن و دماغ کے ساتھ ساتھ گیارہ عکسی فوٹو
بھی ہوں تاکہ دل و دماغ کے ساتھ آنکھیں بھی لطف اندوز

لذت شباب

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو آیات شباب صلی ایرانی
یک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس سے آپکو معلوم ہو گا
کہ نباب کو ہمہ صدا نہ رکھنے کے کونسے طریقے ہیں
عورت کے تاثرات کیا ہیں کن کن طریقوں سے
لطف اندوز ہونا چاہیئے کلاسیکل شباب کس طرح
دفعتاً زوال پذیر ہوتا ہے شباب کی روشنی ہوئی دیوی کس
طرح بنتی ہے عورت اگر عورت ہے اور مرد اگر مرد ہے
اپنی خواہش پوری کرنے کو کیسے خطرناک نتائج
پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں سرشار شباب
کو حیات تازہ بخشنے کے لئے صدہا عجرب نسخے بھی ہیں
۱۸۰ فوٹو ڈاک ہیں قیمت عمدہ مصول ڈاک ۷ ر

افسانے راز پنہان

اردو زبان کی سب سے پہلی کتاب اور ایسی عجیب و غریب
کہ آپ اس لیے پر موضوع پر شاید کوئی کتاب سنی ہی
نہ ہو اس میں بیسیوں ہزار دو سو کنواری اور بیاہی
عورتوں کی نفسانی فطری جذبات کے حالات خود انہی کے
قلم کے لکھے ہوئے امریکہ کی ایک پبلک عورت نے مجبور
کر کے کتابی صورت میں پیش کئے اور امریکہ میں ایک
بل پاس کرا دی ایک کارسمہ بھی ہو گیا ہے خدا جانے
کب تک یہ لوگوں کے مطالعہ میں چلے گی ہر وقت بند
ہونے کا خطرہ ہے اس لئے جلد منگا لیجئے اس کی
مقبولیت کا اندازہ اس سے فرمائیے کہ ۱۸ ہزار
دو ہزار فروخت ہو گئی قیمت عمدہ مصول ۷ ر

دوشیزہ کی جوانی

جب بہار پر آتی ہے تو اس کے جذبات کا عالم
اس کتاب سے ہو گا طوطا خ غیب کے نام سے مشہور ہے
اس میں وہ عجیب باتیں ہیں کہ آپ عورت
کی حیات معلوم کر کے مشدوہ رہ جائینگے ایک
نوجوان مرد جب شادی کی منزل میں قدم رکھے
تو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اگر وہ دوشیزہ
کے اندرونی جذبات سے آگاہ ہو کر اس کے باغ
حسن کی خوشہ چینی کرنگا تو یہ ہر یہ اجتماعات
دونوں کو ایک دوسرے کا دیوانہ بنا دیگی اور ایسی
استواری پیدا ہو گی جو دنیا کی تلخیوں سے متاثر نہ
نہ ہو گی بہت سی تصویریں ہیں قیمت عمدہ مصول ۱۲ ر

شاہی کوک شاستر

دیلیوں ہوں کے لئے تھا وہ اب عام ہو اس کتاب میں
رجوع الشیخ نے لذت کے حرخیہ عورت کو ایسے انداز
مدہ پیش کیا ہے کہ وہ لذتیں جو ایک جوان آدمی
کے ذہن میں علوتوں میں ہوتی ہیں شاید وہ ۶
کے پانگ بھی نہ ہوں اور ہا بیشمار نسخے عورت کے
وہ ہیں اور ہیں سے لذت حاصل ہو اور
اس طرح مرد کی قوت نہانی کو مزید طاقتور کرنے
کے لئے نسخے ملتے اور ہزار ہا دل گرفتہ ملتے ہیں اس
علاج کے سلسلہ میں حکما تا ہمل جو بیان ہوئی ہیں
وہ صدہا نمونوں لاکھوں مقویات تمرین تجدید سے
تا دہ مقوی بھی قیمت فوٹو ۱۲ ر عمدہ مصول ۷ ر

سہاگن کا سہاگ

سات سہیلیوں کا جھرمٹ سات مست شباب لیت
یاب راتوں کی لذت دہ داستانیں ان میں سب کچھ
ہے جو تخیل کی لذت میں ہو سکتی ہے سہیلیوں کی
پر لطف نوک جھونک حالات کچھنے کی خاص زبان سے
شبہ دری کی داستانیں ازدواجی زندگی کے اہم
ترین پوشیدہ راز غرضکہ سہاگن کی سہاگ رات کے
صفحات میں اپنے طرز کی اکیلی کتاب جو ہر نئی کہ
شادی کے بعد لیوں میں سات دلہنوں نے
بیان کیا ہے بڑی لذت یاب اور پر کیف
کتاب ہے مصنفہ حسین نوفوٹو ہیں قیمت عمدہ
جو لطف کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے

شب عروسی کے افسانے

لذت کا ہے وہ جوانِ ازدواجی زندگی کے تمام لوازم
بجا لانے میں کامیاب ہوئی ہے اس کا دوسرا نام عرس
ہے اس کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ عروسی لڈو کی طرح
ہنسی اور دلچسپ ہے یہ عروسی لڈو کی طرح ہی ہے
یہ کتاب حسین پر لذت اور مجلد جاذبی انگیز ہے
ہے شب عروسی کے متعدد افسانے ہیں ہر نئی دلہن
بنکر سامنے آجاتے ہیں جتنے افسانے ہیں اتنے ہی
طریق ہیں زندگی کی سب سے بہترات میں
مزے لوٹنے کے ہیں لفظ باتیں یا حکایتیں
ہی نہیں ہیں بلکہ کامیاب دلفریب زندگی کا لائحہ
عمل ہیں قیمت ایک روپیہ محصول ۱ ر

محبت کے پیغام

عاشق و معشوق کے خطوط یہ شراب محبت میں ڈوبی
ہوئی تمنائیں دلچسپ اور محبت سے بھرے خطوط
لکھنا کیا ہی بڑی بات ہے جو سچے عاشق یہاں ہیں اپنے
جذبات تشنہ کو تحریر میں لاتے ہیں ان کا ہر
خط کہ ہر ایک خط دلچسپ افسانہ کی طرح دلچسپ
اور محبت سے لبریز ہے ہر جملہ میں محبت کی داستان
پوشیدہ ہے اور نو لاکھ کی دیدہ زیب تصاویر
بھی ہیں یہ وہ مقبول کتاب ہے جس کی مقناطیسی
آفرینی اور سحر نگاہ نے ہزاروں بھٹکے ہوئے
خاوند و بیوی کے دل جوڑ دیئے ہیں۔
قیمت ۸ ر محصول ۷ ر کل ۱۴ ر

میاں بیوی کی نوک جھوک

اگر اس میں نمکیات ہیں اور پر لطف لذیذ
ہوں تو خانگی زندگی کا پر لطف بنا دیتی ہے اگر اس کی
بدمزگی نے ناک میں دم کر دیا ہے اور گھر کا گھر بے
لطف ہو گیا ہے تو گھر بار چھوڑ کر بے لطف
ہونے کی ضرورت نہیں میاں بیوی کی باتیں بھی
نامی کتاب منگا کر دونوں پڑھ رہے ہنستے ہنستے
پیٹ میں بل پڑ جائینگے یہ وہ تلمیحی تحریر
ہے کہ اس کی دیدار شکر تے ہی بیوی کا غصہ
فرو ہو جائیگا اس کے بعد میں اگر کبھی جھگڑا
ہوا تو ہمارا ذمہ بڑی دلچسپ کتاب ہے
قیمت صرف ۸ ر محصول ڈاک ۷ ر کل ۱۴ ر

یہ سب کتابیں حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

طبع کلمات:- وفتہ مولوی حمید یہ پریس دہلی

اگر آپ بالکل بوڑھے ہو چکے ہیں

اور آپکی بیوی بھی بڑھیا ہو گئی ہیں تو معجون مدگار غدود نہ منگائیے

اندھے ہو لگائیے اور بیٹا بیٹی اور پوتا پوتی میں جی بہلائیے مجھے افسوس ہوگا اگر آپ نے مجھ معجون مدگار غدود کو بلا کر زیادہ عمر کے بوڑھوں کی نیت ڈانوا ڈول ہونے کا باعث کیوں بنتا۔ یا آج یہ عہد کر کے ری الذمہ ہو جائیں کہ اپنے ارادہ سے کبھی ساٹھ برس سے آگے کی عمر والے کو معجون مدگار غدود نہیں دوں گا۔ معمر حضرات جسم کو مضبوط اور صحت کو بحال رکھنے کے لئے اپنی کیفیت لکھکر دوسری چیزیں مجھ سے طلب کر سکتے ہیں ساٹھ برے کے عمر والوں اور جوانوں اور نوجوانوں کو بھی معلوم ہو کہ معجون مدگار غدود صرف بوڑھے کرنے کی دوا ہے وہ کمزوری عام ہو یا خاص ہر کمزوری کو انشاء اللہ یہ معجون دور کر دے گی لیکن کوئی صاحب اسے کسی مرض کے علاج کے طور پر استعمال نہ فرمائیں مثلاً کثرت سے لوگ مبتلا ہوتے ہیں جریان میں اور معجون مدگار غدود منگا لیتے ہیں۔ میں صاف صاف اعلان کرتا ہوں کہ معجون مدگار غدود جریان کی یا کسی اور مرض کی دوا نہیں ہے جریان وغیرہ کے لئے میرے ہاں دوسری دوائیں تیار بہدف موجود ہیں حال نہ لیجئے اور وہ منگا لیجئے لیکن معجون مدگار غدود فقط وہ منگائیں جنھیں کوئی مرض نہ ہو اور جو مرض ہو اسکو رفع ہو چکا ہو بس قوت حاصل کرنے یا کمزوری کو روکنے کی ضرورت ہو کمزوری کو روکنے سے مراد حفظ ماتقدم ہے قوت باہ کے لئے خاص طور سے معجون مدگار غدود مفید ہے اور دل و دماغ گردہ شانہ۔ جگر معدہ کل اعضاء کو بھی قوت پہنچاتی ہے قوت باہ کے سلسلہ میں موجود کا دعویٰ ہو کہ ایک ہفتہ کے استعمال میں پیر صد سالہ نوجوانی کی کیفیت محسوس کرنے لگتا ہے اور حکیم سید فخر الدین مرحوم کے متعلق لکھا ہے دو لاکھ روپے کے قریب راجگان ہندوستان سے انھیں اس نسخہ کی بدولت ملے تھے اور نواب سالار جنگ اول نے صرف چار خوراکیں اس معجون کی کھا کر ڈیڑھ سو روپیہ ماہانہ حکیم سید فخر الدین مرحوم کا مقرر کر دیا تھا یہ واقعہ ۱۹۳۰ء کا ہے اور پسماندگان کو اس کا علم ہے اس طلسمی معجون کا نسخہ عالی جناب لقمان الملک حکیم ثابتہ صاحب طبیب خاص سابق حضور نظام کی عنایت و مہربانی سے اور حضرت خواجہ حسن نظامی کے لطیف مجھے مل گیا ہے معجون مدگار غدود معتدل دوا ہے جاڑے برسات گرمی ہر موسم میں کھائی جاتی ہے صبح نہار منہ اس معجون میں نہایت قیمتی چیزیں ڈالی جاتی ہیں مگر کوئی چیز نا جائز نہیں ہوتی نہ اس کے استعمال میں نقصان کا کوئی خطرہ ہے۔

سات خوراکوں کی قیمت چار روپے (للعہ ر) ہے (علاوہ محصول ڈاک) راقم واحدی

ملنے کا پتہ:- احمد مجتبیٰ برادرز نمبر ۱۷ کوچہ چیلان۔ دہلی

معجون مدگار غدود کی تعریفیں

آپ کا اشتہار دوبارہ معجون کا پلٹ مجھ کو جمیل میاں مہری نظر سے گذرا براہ مہربانی بذریعہ ولہ پیمون قیمتی مبلغ عہ بصیغہ وی پی پارسل پوسٹ بہ پتہ مندرجہ ذیل جلد ارسال فرمائیے بعد استعمال اگر مفید ثابت ہوئی اور طلب کیجا ویگی سردست یہ استخاتا منگوا رہا ہوں۔ معجون مدگار غدود جو اس سے قبل آپکے یہاں سے منگوائی تھی بعد استعمال مفید معلوم ہوئی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی تیار کردہ ادویات عام دواخانوں سے بہتر ہیں۔

اعجاز حسین خاں گورنمنٹ پنشنر معرفت بابو احمد حسین خاں پولیٹکل ایجنسی بھرتپور

۳۵ شلنگ ارسال خدمت ہیں۔ دوا مدگار غدود اور ایک شیشی خضاب روانہ فرما کر مشکور فرمائیں اور حساب سے مطلع فرمائیں فوارش ہوگی دوائی ایک ہفتہ کی آگے استعمال کی ہے دوائی واقعی فائدہ مند ہے۔

خاکسار عمر دین کڈائی کینیا۔ کولونی۔ افریقہ۔

معجون مدگار غدود سے مجھکو قدرے فائدہ ہے اپنے لفافہ کی پشت پر میں نے تحریر کر دیا تھا کہ سات خوراک اور بھیجیے گا غالباً آپ کی نظر سے نہیں گذرا مہربانی فرما کر جلد مرحمت فرمائیں۔ مرزا ایوب بیگ افسر مال دوائی ضلع نینی تال

میرے دوست نے آپ کے ہاں سے منگائی ہوئی معجون مدگار غدود کا استعمال کیا وہ اب قوت مردمی اور دل و دماغ کی طاقت میں نمایاں زیادتی محسوس کرتے ہیں واقعی معجون قابل تعریف ہے

محمد فضل الرحمٰن عفی عنہ از چنتامنی

کوئی پندرہ دن ہوئے آپ نے میرے چچا کے لئے جن کی عمر نوے سال ہے معجون مدگار غدود کی سات خوراکیں بھیجی تھیں میں دیکھتا ہوں کہ اس نے ان کو نہیں دیا لہٰذا براہ کرم چار تولہ معجون اور بھیجدیجئے یعنی سولہ روز کی خوراکیں۔

نجم الدین۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ (سند ۱۹۰۰ء)

معجون مدگار غدود استعمال کی قریب تہائی کے فائدہ معلوم ہوا۔ اب پانچ دیگر تین تولہ معجون بذریعہ وی پی بھیجدیجئے۔

بابو جوالا پرشاد محلہ لبنت پور گورکھپور

معجون مدگار غدود کی سات خوراکیں چار روپے میں ملتی ہیں۔

پتہ

احمد مجتبیٰ برادرز نمبر ۱۷ کوچہ چیلان دہلی

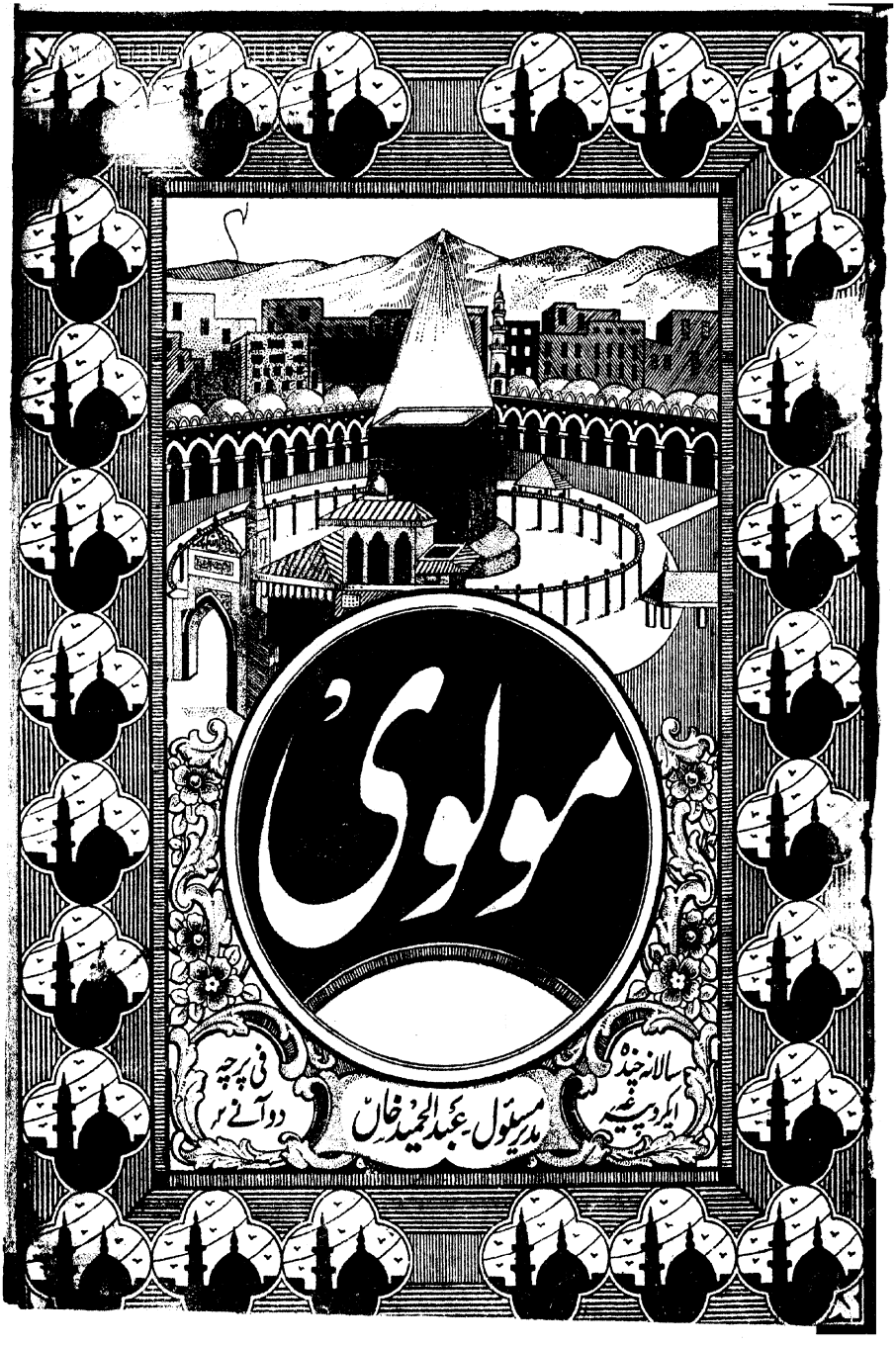
مولوی
سالانہ چندہ
ایک روپیہ
مدیر مسئول۔ عبدالحمید خاں
فی پرچہ
دو آنے

کارخانہ دواخانہ

فدائے ملک وملت حضرت مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب مرحوم

زیر سرپرستی مسیح الملک حکیم حبیب خاں صاحب خلف حضرت مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب مرحوم

فرید آباد (متصل دہلی) منتقل کرنے میں کون سے وجوہات کارفرما ہیں؟

وہ جذبات ہمدردی جو معالجے کے سینہ میں کلیام لیصونکے لئے موجزن ہوئے چاہئیں

تفصیل

۱۔ دواسازی کے لیے فرید آباد کی موجودہ آب و ہوا دہلی سے بہت زیادہ مفید و موثر ثابت ہو چکی ہے۔
۲۔ بڑی بڑی اور بہت سی مختلف جڑی بوٹیوں کے نباتات کو اپنے طور پر دواخانہ کے عملہ کی زیر نگرانی کاشت کرانے کا لاکھوں روپے کی بچت
۳۔ خام ادویات کو دلی کی چنگی سے بچانا۔
۴۔ اور اس طرح سے بہتر اور کم خرچ پر معجونات تیار کر کے جو کچھ بچایا جا سکتا ہے اسکو ۳ رفی روپیہ کی صورت میں مریضوں کو واپس

لہٰذا

اپنے دیرینہ دوستوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب مرحوم کے خاص الخاص تجربات تازہ ترین اور ۳ کی فی پیکٹ سے اس کا بنانا ہے بارہ مسرت حاصل کریں۔ مفصل حالات مرض کو مرض و ادویات سنجو ا کر ائیں مکمل فہرست تجربات مفت چیز دواخانہ ہٰذا کی دائمی ممبری کی درخواست کریں۔ ممبران کو ۳ رفی روپیہ ان کو واپس کیا جائے گا۔

اجملین ۱ عام کمزوری کو دور کرتا۔ اعصاب کو قوت دیتا، خصوصیت کے ساتھ اعصاب یعنی کہ قوی کرتا، خون صاف پیدا کر کے نئی زندگی اور قوت مردی کو اسباک کے ساتھ معراج کمال پر پہنچاتا ہے۔ مکمل علاج ۴۰ خوراک ۱ قرص کی شیشی قیمت پانچ روپے علاوہ محصول ڈاک

اجملین ۲ بے عنوانیوں غلط کاریوں اور کثرت ..... نے اگر جوان پیدا کر دیا ہو، ہتیاب سے قبل یا بعدہ قطرہ آتا ہو۔ نہایت درہ کمزوری نے ناکارہ کر دیا ہو تو یہ قرص زندگی کو زندگی کہلانے کا مستحق بنا دیں گے۔ جوانی سے نجات حاصل کرنے کی بہترین دوا ثابت ہوئی ہے۔ مکمل علاج چالیس قرص پانچ روپے علاوہ محصول ڈاک

طلا اجمل ۱ عضو مخصوص کو قوت کی کمزوریوں کو خواہ وہ بے عنوانیوں غلط کاریوں یا کثرت ..... کی وجہ سے ہوں دور کر کے طاقتور بنا دیتا ہے اور قدرتی طریقہ پر ایک خاص قوت اسباک پیدا کر کے قابل فخر مرد بنا دیتا ہے۔
قیمت مکمل علاج چار روپے علاوہ محصول ڈاک

طلا اجمل ۲ غلط کاریوں بے عنوانیوں اور کثرت ..... کی وجہ سے اگر رگ پٹھے ناکارہ ہو کر آپ بے کار بیٹھے ہوں تو اس طلا کو استعمال کیجئے اور قدرت خدا کا تماشہ دیکھئے کہ بہت جلد آپ کے تمام نقائص دور ہو کر آپ قابل فخر مرد بن جائیں گے۔
مکمل علاج کی قیمت چار روپے علاوہ محصول ڈاک۔

قرص آرام ہمیشہ کے واسطے قبض کو دور کرتے ہیں معدہ کو قوی کر کے اجابت باقاعدہ کرتے ہیں، بھوک بڑھاتے ہیں۔ خون صاف پیدا کرتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ صحت کو کامل دوام دیتے ہیں۔
چالیس قرص کی شیشی دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

پتہ یہ لکھئے

مینجر کارخانہ دواخانہ حکیم اجمل خان فرید آباد ضلع گوڑگانوہ متصل دہلی

ہم وہاں موجود ہوتے تو حمایت حسینؑ میں جان قربان کر دیتے

واقعہ شہادت امام حسینؑ پڑھ لینے کے بعد

تناوے فی صدی شیعہ تیس سنی بھائی ملیا رہو جائیں گے کہ اگر یہ منظر ہمارے سامنے ہوتا تو ہم ضرور اپنی جانیں قربان کر دیتے، اس لئے کہ فی الحقیقت یہ واقعہ ہی ایسا المناک ہے اور حمایت حق کا وہ فقید المثال کارنامہ ہے کہ دنیا اپنی آفرینش سے آج تک دوسرا ایسا واقعہ نہیں پیش کر سکی، باوجود اس شہرت دوام کے ہمارے ہزاروں بھائی اس اہم شہادت کی تفصیلات سے واقف نہیں، اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ عام طور سے شہادت کی کتابوں میں اصلی حالات نہیں ہیں، اور عام لوگ اس سے محض نابلد ہیں کہ یہ شدید ترین واقعہ آخر ہوا کس لئے۔ مولوی بن بھلے کر لاہور اس کی تفصیلات بہت مستند طریقے پر پیش کی ہیں جس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ سات دن کے بعد ایک پرچہ ہی دفتر میں باقی نہیں رہا، چنانچہ اس رتبہ بھی

محرم ۱۳۵۳ ہجری کا مولوی "شہید نمبر" ہوگا انشاء اللہ

اور تاریخ شہادت کا ایسا بے نظیر مجموعہ ہوگا، کہ شاید اس کو سرے کی دوسری کتاب آپ نے نہیں دیکھی ہوگی ماورایا اردو، اک شہادت نامہ ہوگا، کہ شاید ہی اتنا مؤثر بیان شہادت آپ نے پڑھا ہو اور اس کا اجر بھی انشاء اللہ ویسا ہی مل سکتا ہے جیسا کہ آپ کو میدان کربلا میں اتنا صرف مسرت تبدیل ہو گئی ہے، اگر آپ جانتے ہیں کہ حسین علیہ السلام کی شہادت احیاء اسلام کا موجب تھی، تو پھر آپکی

حسینؑ کی حمایت آج بھی آپ کر سکتے ہیں

حمایت یہ ہے کہ مستند واقعات شہادت کی تبلیغ کریں، تاکہ لوگ حمایت حق کے راستہ پر آجائیں، اور اس زمانہ میں حسین علیہ السلام کی حمایت یہی ہے

ہر نمازِ حسینؑ پر رو رو پڑھنے والو، حمایت حسین کا وقت آگیا ہے

۱۳۵۳ اور مولوی کے شہید نمبر کو ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچا دو، کیونکہ فی الحقیقت مولوی کا شہید نمبر ہی انشاء اللہ ہوگا، حق کی حمایت، باطل کی مذمت، خدا کی رضا، امتحان کی کامیابی، جان و مال

سب سے بہتر شہادت نامہ

اور آل و اولاد کی خدا کی راہ میں قربانی کا سب سے بڑا مظاہرہ واقعہ کربلا ہے، اور اس کا پورا پورا اور سچا حال مولوی کے شہید نمبر میں ہے **شہید نمبر** نئے شہادت کی تاریخ بنائے گا **شہید نمبر** وفات حسین تک کی اسلامی تاریخ ہے **شہید نمبر** واقعات کربلا کی بہت زیادہ مستند کتاب ہے **شہید نمبر** کا ایک منٹ بھی روئے بغیر پڑھنا ناممکن ہوگا، **اس لئے** یہ رسالے نہیں، مولوی کے لئے نہیں، سید، امام کے لئے، آل اطہار کے لئے آنکھیں اور صرف مولوی کا

ایک خریدار اور بنا کر اس کا پتہ بھجوا دیجئے، یقین فرمایئے کہ اس زمانہ میں حضرت امام کی بڑی حمایت ہے، اور صاحب مقدرت حضرات نے پچھلی مرتبہ بعد پا کر ایک نمبر منگا کر مجالس عزا میں مفت تقسیم کئے تھے، ایسے حضرات کو ایک روپے کے بارہ پرچے ملیں گے، شہید نمبر مفت کسی کو روانہ نہیں ہوگا، اس لئے مفت نامہ نگاریں، **شہید نمبر** کی فہرست مضامین سے اندازہ لگا لیجئے،

حادثہ فاجعہ کربلا	حضرت عثمان کی مخالفت	بزرگوں کی بزرگانہ لڑائی	ابن زیاد کا کاہنی اعلان	جنگ کی سولناکیاں اور امام کی شہادت
مخاصمت نسلی کی کرشمہ کاریاں	حضرت ابوذر غفاری	قاتلان عثمان کی کرشمہ کاریاں	مدنی ناما کو الوداعی سلام	آقا زادیاں غلام زادوں کے چنگل میں
بنو امیہ اور بنو ہاشم	گورنر مصر کا فتنہ	حضرت زبیر و طلحہ رضی کی شہادت	حضرت امام کا سفر کوفہ	قیامت خیز منظر کی قہر ناکیاں
ابو سفیان کی سیادت	مدینہ منورہ میں اجتماع	جنگ صفین	حرمین شریفین کو آخری سلام	فاطمی قیدی دربار یزید میں
بنی امیہ بنی ہاشم کی چوٹ پر	حضرت عثمان کے خلاف پہلی یلغار	فن حرب سے حضرت علی کی واقفیت	کوفہ میں یزیدی فوج کا پھیلاؤ	فضائے مدینہ میں کہرام
عہد رسالت اور بنی امیہ	خلیفہ اسلام پر دوسری یلغار	فریب کا المناک مظاہرہ	حضرت امام اور عمر سعد کی گفتگو	صاعقہ انتقام کی کڑک
نبی کریم کی جانشینی	مروان کی شرارتیں	خوارج کا ظہور	حضرت شہید کا قافلہ	قاتلان حسین کا انجام اور خدائی غضب
فضائل حضرت صدیق اکبر	مروان کا جعلی مکتوب	حضرت یزید کے خلاف سازش	اندوہ و مصائب کا ہجوم	سعادت و شقاوت کے بیدار کن مظاہر
آفتاب نبوت کا غروب	حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ	حضرت علی کی شہادت	صبح الم کی پہلی شعاع خونیں	منصب شہادت کی رفعت و بلندی
انصار کا حیرت خیز ایثار	داماد رسول کی بے گور و کفن لاش	حضرت امام حسن کی خلافت و تنہاوت	سر دار بنی طے کی پیش کش	عبرت گاہ عالم کا عبرت ناک تماشہ
حضرت صدیق کا انتخاب	حضرت علی کا خلوص و ایثار	اسلام میں خونناک بدعت کا ظہور	برق ستم و قہر کی تڑپ	شہدا کی لاشوں پر بے کسی کا سخین
حدیث قرطاس اور آغاز نزاع	حضرت علی کی خلافت	بیٹے کی بیعت اور باپ کی موت	جگر گوشہ بتول کی دعا	یہ بھی انسانی کی کرشمہ کاری
مسئلہ خلافت اور اسلام کا انتخاب	جنگ جمل	**روداد کربلا**	حضرت حر آستانہ امام پر	فضائل سید الشہدا
حضرت صدیق اکبر کی خلافت	لشکر علیؑ کی حرکت	کوفی حوصلوں میں ابھار	بتول کے نونہال میدان جنگ میں	فضائل آل اطہار
حضرت عمر و حضرت عثمان کی خلافت	حضرت علی تشویش و سعی	سید الشہدا کا عزم کوفہ	حضرت حر کی شہادت	عزیز خون کی طرز بہار
جلسہ انتخاب	حضرت عائشہ کی مخالفت	یزید کی معصیت کاریاں	بلغ رسالت کی ناشگفتہ کلی	**دیکھا** آپ نے کیا مولوی کا شہید
بنو امیہ کی سازش	حریف لشکر میں فساد	گلزار فاطمی کے دو پھول	خیر کربلا کی سمر آرائی	نیر ہی فقط ایک روپیہ کا ہیں سلام
انتظامی فیصلہ	دنیا کی سب سے مقدس جنگ	یزید پر سراسیمگی کا عالم	نزول میدان میں نزول اخیر	ہوتا جلدی خریدار ہوں اور نہ ملیں

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی

ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۸ | بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۲ ہجری | نمبر ۶

خطبہ

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر ولله الحمد
اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر ولله الحمد
اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر ولله الحمد

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان محمدا عبده ورسوله - اما بعد قال الله تعالى في القرآن المبارك وناديناه ان يا ابراهيم قد صدقت الرؤيا انا كذلك نجزي المحسنين - وقال الله تعالى لن ينال الله لحومها ولا دماؤها ولكن يناله التقوى منكم وقال الله تعالى لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون والصلوٰة والسلام على نبيه ورسوله محمد وآله واصحابه وازواجه وعلى عباد الله الصالحين يا معاشر المسلمين - اس رب کعبہ اور پروردگار ابراہیم کی حمد و ثنا کروجس نے اپنے بندے اور ہمارے آقائے نامدار تاجدار مدینہ کے جد امجد ابراہیم بن آذر کو امتحان و آزمائش میں ڈال کر ان کے اخلاص کو پرکھا اور پرکھ کر دونوں باپ بیٹوں ابراہیم خلیل اللہ اور اسمٰعیل ذبیح اللہ کو مدارج علیا سے سرفراز فرمایا اور اب امتحان میں پورے اترنے کے بعد قیامت تک کے لئے ان کی یاد گار قائم کر کے ان کی تہنیت ہم پر واجب کر دی سلام و درود سلام ہو اس نبی برحق پر جس کی بعثت کی دعا حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کر دیا وابعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم ايٰتك ويعلمهم الكتاب والحكمة ويزكيهم

برادران اسلام کامل سال بھر کے بعد وہ یوم سعید و مبارک آگیا جو ہزارہا برکتوں اور آسمانی رحمتوں کا گہوارہ ہے اور جو آج سے چار ہزار سال قبل کے دو برگزیدہ بندوں کے اعمال و اخلاص و افعال احسان کی یاد تازہ کرتا ہے جنہوں نے اسرار کے راستے میں اپنی سے زیادہ محبوب و عزیز متاع کو قربان کرنے پر رضامندی بلکہ ظاہر کر دی اور نہ صرف رضامندی بلکہ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے لخت جگر حضرت سیدنا اسمٰعیل کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے اپنے فرزند ارجمند کو زمین پر دے پٹکا قریب تھا کہ باپ اپنے بیٹے کو اللہ کی راہ میں قربان کر دے کہ غیرت خداوندی جوش میں آئی اور اخلاص ابراہیمی پر اس کی مہر تصدیق ثبت کر دی گئی کہ ونادیناہ ان یا ابراهيم قد صدقت الرؤيا انا كذلك نجزي المحسنين -

برادران اسلام - عید الضحیٰ جو ہر سال اپنا سایہ ہم پر ڈالتی ہے - اس لئے آتی ہے کہ ہم بھی اسی راہ پر چلکر خدائے ابراہیم کے اس الطاف و افضال کے مستحق بنیں جو فضل و عطا چار ہزار سال قبل خدائے رحمٰن و رحیم نے اپنے بندوں ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام پر نازل فرمایا تھا -

برادران اسلام ہم ہر سال عید اضحیٰ کے موقع پر قربانیاں کرتے ہیں مگر اس قربانی کی اصل حقیقت سے بہت کم لوگ واقف و آگاہ ہیں اور جو آگاہ بھی ہیں وہ قربانی کی حقیقی روح کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں حالانکہ قرآن حکیم میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ کی پوری تفصیل دیکر آگاہ کر دیا گیا ہے کہ قربانی کا کیا مطلب ہے اور کس قسم کی قربانی ہمیں کرنی چاہیئے اور وہ کونسی قربانی ہے جو بارگاہ الٰہی میں اجر و جزا کی مستحق ہے اور جو فضل و عطائے خداوندی کا دروازہ کھول دیتی ہے -

حضرات! قربانی جو آج ہم میں سے بہت سے لوگ کرینگے اس کی تاریخ یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ کے ایک فرزند کی دعا آپ کی وہ دعا قبول ہوئی اور خدا نے ایک بردبار فرزند کی بشارت دی وبشرناه بغلام حليم چنانچہ بڑا ہونے میں حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے اور جب وہ بڑے ہوئے اور سن رشد کو پہنچے تو حضرت ابراہیم نے خواب دیکھا کہ وہ اپنے فرزند کو ذبح کر رہے ہیں آپ نے صبح الہلا اس خواب کی کیا پرواہ نہ کی قربانی کی دوسری شب کو پھر سیدنا ابراہیم نے یہی خواب دیکھا اور صبح الہلا آپ نے اور زیادہ اونٹوں کی قربانی کی تیسری مرتبہ جب پھر آپ نے یہی خواب دیکھا تو آپ کو یقین ہو گیا کہ یہ خداوندی حکم ہے اور قربانی فرزند ہی کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ باپ اپنے بیٹے کی قربانی کرنے پر آمادہ ہو گیا سیدنا ابراہیم خواب کا سارا قصہ اپنے بردبار بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام سے بیان فرمایا اور کہا یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحك فانظر ماذا ترىٰ قال يا ابت افعل ما تؤمر ستجدني ان شاء الله من الصابرين اے پدر بزرگوار آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اسے پورا کیجئے اگر خدا نے چاہا تو آپ مجھکو صابروں میں سے پائینگے بزرگ و مقدس باپ نے بیٹے کا یہ جواب سنکر ان کو زمین پر پٹکا اور گلے پر چھری رکھدی قریب تھا کہ باپ کی چھری بیٹے کے گلے پر چلکر رشتۂ حیات منقطع کرے کہ قربانی کے مقبول ہونے کی بشارت قد صدقت الرؤيا

کی صورت میں دیگنی اور حضرت اسمٰعیلؑ کو اللہ نے بچالیا۔

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیمؑ کا امتحان لینا چاہا اور جب وہ اپنے جگر بند کی قربانی پر رضامند ہو گئے اور معلوم ہو گیا کہ اللہ کے لئے وہ اپنا سب کچھ حتیٰ کہ بیٹے کو بھی قربان کر دینے پر تیار ہیں تو حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح ہونے سے بچا لیا کیونکہ معلوم ہو گیا کہ سیدنا ابراہیمؑ بس اللہ ہی کے لئے ہیں ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین یعنی حج ونماز اور زندگی وموت سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے۔

اللہ اور اس کے بندے کے درمیان جو نازو نیاز کا واقعہ گذرا اس میں خدا کو حضرت ابراہیمؑ کی یہ ادائے فرزند نثاری پسند آئی اس لئے اس نے دین حنیف اور ملت ابراہیمی کے پیرو اور متبعین پر قیامت تک کیلئے سنت ابراہیمی واجب کر دی۔

برادران اسلام! آج جو قربانیاں ہم کرینگے وہ سیدنا ابراہیمؑ ہی کی سنت کی پیروی میں کرینگے مگر ہمیں صرف ایک جانور کی گردن پر چھری پھیرنے ہی کا حکم نہیں دیا گیا اور نہ تنہا ایک جانور کے حلال کرنے سے قربانی کا وہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے وتو کنا علیہ فی الاخرین کا مقصد یہ ہے کہ سیدنا ابراہیمؑ کی پیروی ہم پر فرض کی گئی ہے اس پیروی کے معنے یہ نہیں ہیں کہ صرف ایک جانور کو ذبح کر کے ہم فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں بلکہ ابراہیمی سنت کی پیروی کے یہ معنے ہیں کہ اللہ کے لئے اپنے دل کو غیر اللہ سے پاک کریں اور تمام ماسوٰی کی قربانی کر ڈالیں جس طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے راستے پیش کر قربان کر دیا تھا اسی طرح ہمیں اللہ ہی کے لئے اخلاص وصداقت سے اپنے دلوں کو معمور کریں اور اخلیل کی طرح غیر اللہ کی محبت دل سے نکال کر صرف اللہ کی محبت اور اس کی رضاجوئی کو دل میں جگہ دیں اور اللہ کی محبت کے سوا اپنی محبتیں بھی ہوں ان سب کے گلے پر چھری پھیر دیں حضرت ابراہیمؑ نے اولاد کو بھی اللہ کے حکم کے سامنے عزیز نہیں رکھا اور جب آپ کو یقین ہو گیا کہ قربانی کا حکم اللہ کی طرف سے دیا جا رہا ہے تو بیٹے کے گلے پر چھری پھیرنے میں ایک لمحہ کی بھی آپ نے دیر نہیں کی حالانکہ یہ وہی فرزند محبوب تھا جس کی آپ نے آرزو کی تھی اور جو بڑھاپے میں آپ کے ہاں پیدا ہوا تھا اور جس سے آپ کو حد سے زیادہ محبت تھی مگر اللہ کے راستے میں زن وفرزند کی کیا حقیقت ہے آپ نے اللہ کے حکم کے آگے گردن جھکا دی۔

پس اے برادران اسلام!

اگر ہم بھی قربانی کرنی چاہتے ہیں تو ہمیں اخلاص ابراہیمی اور تسلیم ورضائے اسمٰعیلی اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے اور جانور کے گلے پر چھری پھیرتے وقت اپنے نفس کو سامنے رکھنا چاہیئے قربانی کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہم گویا اس کا اعلان کرتے ہیں کہ اس کے بعد سے حضرت سیدنا ابراہیمؑ کی طرح ہم نے اسکی محبت کے سوا سب خواہشوں سب کی محبتوں اور سب کے اشتہار الفت کو دل سے نکال کر پھینکدیا اور اب اللہ کے سوا ہمارے دل میں کسی کی محبت باقی نہیں رہی اگر اللہ کے لئے قربانی نہ کی بلکہ محض نمود ونمائش کے لئے جانور ذبح کیا تو ایسی قربانی سے کیا حاصل ہوگا کیونکہ خداوند قدوس کا تو حکم یہ ہے کہ لن ینال اللہ لحومہا ولا دماءھا ولکن یناللہ التقوی منکم یعنی اللہ تک گوشت وپوست نہیں پہنچتا بلکہ تمہارا تقوی اور تمہاری پرہیزگاری اللہ تک پہنچتی ہے پس اگر ہماری قربانیاں تقوٰی اور پرہیزگاری سے خالی ہیں تو ان کا کیا ثواب حاصل ہو سکتا ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری قربانی مقبول بارگاہ الٰہی ہو تو خالصۃً لوجہ اللہ کرنی چاہیئے۔

برادران اسلام!

قربانی حصول ثواب اور نیکی کے لئے کی جاتی ہے اور نیکی وثواب اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک محبوب ترین شے اللہ کے راستے میں قربان نہ کی جائے چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالےٰ ہے کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی ہم اس وقت تک نیکی اور ثواب کو نہیں پہنچ سکتے جب تک اللہ کے لئے وہ چیز قربان نہ کر دیں جو تم عزیز اور محبوب رکھتے ہو۔ حضرت ابراہیم خلیل المرتبت نبی تھے اس لئے ان کو فرزند کی قربانی کا حکم دیا گیا تھا کہ فرزند سے بڑھکر اور کوئی چیز انسان کو عزیز ومحبوب نہیں ہوتی لیکن ہماری کمزوریوں کو سامنے رکھکر ہم پر آسانی وجہ نہیں ڈالا گیا اور جانوروں کی قربانی کا حکم دیا گیا مگر اس میں بھی نہ قربانی باعتبار ثواب اور نیکی کے زیادہ مرتب کی ہے جو عزیز ومحبوب ہو سوال یہ ہو سکتا ہے کہ جانور کی قربانی میں عزیز ومحبوب ہونے کا کیا سوال ہے جانور جانور سب برابر ہیں مگر نہیں ایک وہ جانور جسے آپ شوق سے پالیں اور اس کی خدمت کریں اس کی قربانی کریں اور ایک اسی وقت بازار سے خریدے ہوئے جانور میں بہت فرق ہو گا جس جانور کو بازار سے خرید کر آپ قربانی کریں گے اس سے آپ کو علاقہ اور واسطہ نہ ہوگا مگر جسے آپ پالیں اور شوق سے پالیں اور ایک عرصہ تک اس کی خدمت کرتے ہیں اس سے لازمی طور پر آپ کو ایک تعلق اور علاقہ پیدا ہو جائے گا اور اس کی گردن پر چھری پھیرنے میں آپ کا دل کہیگا اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو وہ عزیز ہے ایسے جانور کی قربانی یقیناً موجب بر و احسان اور باعث ثواب ہے یا مثلاً ان فرزند کے بعد انسان کو مال سب سے زیادہ عزیز ہوتا ہے اب اگر انسان زیادہ سے زیادہ دیکر جانور خرید کر اللہ اس کی قربانی کرے تو وہ قربانی کم قیمت کے جانور کی قربانی سے بہتر ہوگی اس لئے بھیڑ بکری یا بھینسہ کی قربانی گائے کی قربانی سے افضل ہے کیونکہ گائے میں سات حصے ہوتے ہیں اگر سات بکرے خریدے جائیں تو ان کی مجموعی قیمت گائے کی قیمت سے بڑھ جاتی ہے چونکہ بکروں کی قربانی میں مال زیادہ صرف ہوتا ہے اور مال انسان کو محبوب وعزیز ہوتا ہے اس لئے گائے کی قربانی ثواب میں بکروں کی قربانی سے کم ہوتی ہے۔

برادران اسلام!

آج ہم قربانیاں کرینگے یہ قربانیاں اللہ کے واسطے ہونی چاہئیں اور ہوشیار رہنا چاہیئے کہ کہیں خلیل اللہ کی سنت شرک نہ بن جائے اور بجائے ثواب کے عذاب میں ہمیں مبتلا نہ کر دے آپ کہیں گے کہ خلیل اللہ کی سنت شرک کیونکر بن سکتی ہے آپ حیران ہوں گے مگر فرد اسی چوک سنت خلیلی کو شرک بنا سکتی ہے یہ تو معلوم ہے کہ ہمیں قربانی کا حکم دیا گیا ہے وہ اللہ کے واسطے ہے اللہ کے سوا اور کسی کے لئے ہم قربانی نہیں کرسکتے اگر اللہ کے سوا کسی اور کے لئے ہم قربانی کرینگے تو وہ داخل شرک ہو جائے گی اب اگر ہم اپنے نفس کو خوش کرنے

کے لئے قربانی کریں تو یہ ایک قسم کا شرک ہوگا نفس کو کئی طرح پر خوشی حاصل ہوتی ہے صرف ایک طرح کی خوشی تو موجب ثواب ہے یعنی اللہ کے لئے قربانی کی جائے اور اس سے نفس کو خوشی ہو باقی دوسرے جتنے طریقے ہیں وہ یا تو ایک قسم کے شرک ہیں یا گناہ اور قربانی کے ثواب کو زائل کرنے والے مثلاً اپنے ہمسایوں اور عزیزوں میں نام ونمود اور عزت بڑھانے کے لئے قربانی کرنا اس سے نفس خوش ہوگا مگر یہ قربانی اللہ کے لئے نہ ہوئی اسی طرح کسی کی دل آزاری کے لئے قربانی کرنی تاکہ دوسرے کا دل دکھے اور اس کو صدمہ پہنچے یہ بھی اللہ کے لئے قربانی نہ ہوئی بلکہ ہندوؤں کی دل آزاری کے لئے ہوئی یہ بھی ایک قسم کا شرک ہوا کہ اللہ کو چھوڑ انسان کی دل آزاری کے لئے قربانی کی جائے۔ بلکہ قربانی کے وقت صرف خلوص نیت ہو یعنی محض رضائے الٰہی کے لیے کی جائے

پس اے برادران اسلام! اگر تم سنت خلیل کی پیروی کرنی چاہتے ہو اور اپنی قربانی سے ثواب اور نیکی حاصل کرنی چاہتے ہو تو صرف اللہ کے لئے قربانی کرو اور شیطان کی طرف دھیان بھی مت کرو نہ کسی کی دل آزاری کرو اور نہ دل دکھاؤ۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بہت سی قربانیاں اس پاک و مقدس جذبہ کے ماتحت بھی کہ ہوتی ہیں جس پاک جذبہ کی کارفرمائی سنت ابراہیمی کی پیروی میں اللہ تعالےٰ کو مطلوب ہے اور جس کی نسبت خلیل ابراہیم نے فرمایا ہے کہ وتوکلنا علیک فی الاخرین سنت ابراہیمی کا اتباع اس لئے ہم پر واجب کیا گیا ہے کہ ہم اپنے اندر جس قدر ہو سکے اللہ اور صرف اللہ پاک کے لئے ابراہیمی ایثار اور اسمٰعیلی تسلیم و رضا کا جذبہ پیدا کریں اگر اس میں ہم کو بالکل کامیابی حاصل نہیں ہوتی اور ہمارے دلوں کے اندر جذبۂ مقدسہ ابراہیمی کی کوئی شعاع جلوہ فرما نہیں ہوتی تو ہماری قربانیاں محض ایسی قربانیاں رہیں گی جن کی اللہ کے یہاں کوئی حقیقت اور وقعت نہیں۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد اقول قولی ھذا واستغفر ولا فانہ ھو الغفور الرحیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف الرحیم۔

خطبۂ ثانیہ

الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ محمد المصطفےٰ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد۔

اما بعد۔ درود و سلام ہو سید الکونین سردار دو عالم فخر بنی آدم محمد رسول اللہ پر اور آپ کے جملہ آل و اصحاب خصوصاً خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضؓ حضرت عمر فاروق رضؓ حضرت عثمان ذی النورین رضؓ اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پر جو دولت ابراہیمی کے درخشندہ ستارے تھے اور جو سنت ابراہیمی و خلیل کے سچے متبع تھے اور جنہوں نے اللہ کے لئے

میں اللہ کے لئے سب کچھ قربان کر دیا تھا اور حضرت خلیل اللہ کی پیروی میں اپنے دل کو غیر اللہ کی محبت سے پاک کر دیا تھا۔

اور درود و سلام ہو جملہ ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ پر جو صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے قربانی کرتی تھیں۔ اور درود و سلام ہو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا پر جو رسول اللہ کی لخت جگر تھیں۔

اور درود و سلام ہو حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ پر جنہوں نے اپنے نانا رسول اللہ اور جدامجد ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے نقش قدم پر چل کر اپنی جانوں کی اللہ کے راستے میں قربانیاں کیں۔

اور درود و سلام ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم چچاؤں حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ پر اور درود و سلام ہو آنحضرتؐ کے جملہ اصحاب پر وحنین و خندق و تبوک و بقیہ اصحاب عشرہ بشرہ پر۔

اور درود و سلام ہو ائمہ اہل بیت اور درود و سلام ہو ائمہ فقہ امام ابوحنیفہ رح امام مالک رح امام شافعی رح اور امام احمد حنبل رح پر جن کی سعی و کوشش سے قربانی کے مسائل ہمارے لئے آسان ہو گئے۔

اور درود و سلام ہو غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور خواجہ معین الدین اجمیری جو اتباع سنت خلیل کے ذریعہ اس جلیل القدر مرتبہ پر فائز ہوئے۔

اور اے اللہ تمام ہمارے اسلام و شاہان اسلام کی مدد کر اور ان کو طاقت و توفیق عطا فرما کہ وہ دین حنیف کو تقویت دیں اور قوت عطا کر کہ کفر کی طاقتیں سے مغلوب نہ ہوں اور دشمنان دین خدا اور اعدائے اسلام و مسلمین کو خاسر و ناکام رکھیں۔

اور اے اللہ تمام مسلمانوں کو توفیق عطا کر کہ وہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ کی پیروی کریں اور ان کے دلوں کو اخلاص ابراہیمی اور تسلیم و رضا اسمٰعیلی سے معمور کر دے ان کے دلوں سے غیر اللہ کی محبت نکال کر اپنی محبت ڈال دے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد عباد اللہ اذکروا اللہ وتوبوا الی اللہ فان اللہ ھو التواب الرحیم ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ اکبر واللہ یعلم ما تصنعون واقم الصلوٰۃ

ڈھائی ماہ میں انگریزی آجائیگی

اگر آپ ملک صاحب جیسے نیو انگلش ٹیچر کا روزانہ ایک سبق پڑھ لیں روزانہ ایک گھنٹہ محنت کی ضرورت ہو کسی استاد کی بھی حاجت نہیں

قیمت ۸ر محصول ڈاک ۱۴ر ضخامت ۲۰۰ صفحات

(منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے)

شذرات

حکومت ہند کا بجٹ

کسی ملک کا بجٹ اس کی اقتصادی اور سیاسی دونوں حالتوں کا آئینہ ہوا کرتا ہے اور ہر حکومت کا فرض یہ ہوا کرتا ہے کہ اس کا بجٹ متوازن ہو یعنی آمدنی کے برابر خرچ ہو یہ نہ ہو کہ آمدنی کم اور خرچ زیادہ ہو اور اس کو پورا کرنے کیلئے جدید ٹیکس لگا دیئے جائیں یا پرانے ٹیکسوں میں اضافہ کر دیا جائے یا پھر قرض لیکر خرچ پورا کیا جائے یہ سب صورتیں دیوالیہ پن کی ہیں اور ملک کی اقتصادی حالت کو خراب کرنے والی اور آخر کار اس ملک کو تباہی کے غار میں دھکیل دینے والی ہیں لیکن اگر بجٹ اس قسم کا مرتب کیا جائے کہ خرچ آمدنی سے کم ہو اور ٹیکس ملکی مصنوعات پر کم کیا گیا ہو اور خرچ ملکی مصنوعات اور پیداوار کی بجائے زیادہ تر غیر ملکی درآمد پر ٹیکس لگا کر آمدنی پوری کی گئی ہو تو ایسا بجٹ ملک کی خوش حالی کا آئینہ دار کہا جا سکتا ہے اور بجٹ کی خوبی خرچ کی مدیں ہیں ان کو یہی دیکھنا پڑتا ہے کہ کس قسم کے کاموں پر کس قدر روپیہ خرچ کرنے کی تجویز کی گئی ہے اگر فوج وغیرہ پر کم اور رفاہ عام کے کاموں پر زیادہ خرچ کیا جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ حکومت ہمدرد عوام ہے ورنہ نہیں۔

اب اس نظریہ کے ماتحت حکومت ہند کے بجٹ کو دیکھنا چاہئے اگر امسال کا بجٹ جو اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے اس اصول پر ٹھیک اترے تو اسمبلی کا فرض ہے کہ اس کو پاس کرے ورنہ مسترد کر دینا چاہئے اگرچہ موجودہ اسمبلی اگر بجٹ کو مسترد بھی کر دے تو اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے کیونکہ وائسرائے کو اختیار حاصل ہے کہ وہ محض اپنے حکم سے بجٹ کو پاس کر دے تاہم اگر اسمبلی صحیح فیصلہ کرے تو وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئی پھر ذمہ داری اس پر نہ رہے گی بلکہ وائسرائے پر عائد ہو جائیگی اور اگر غلط قسم کے بجٹ کو اسمبلی نے جس میں ہندوستان کے نمائندے موجود ہیں پاس کر دیا تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ خود ملک کے نمائندوں نے اپنے ملک کے ساتھ غداری کی۔

موجودہ بجٹ بالکل غلط قسم کا بجٹ ہے اور اس سے ملک کو نقصان پہنچنے کے سوا ذرہ برابر کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اگرچہ بظاہر متوازن بجٹ پیش کیا گیا ہے یعنی آمدنی اور خرچ برابر دکھلایا گیا ہے مگر اس کی حقیقت یہ ہے کہ بعض ملکی مصنوعات پر ٹیکس لگا کر ان کی ترقی خطرہ میں ڈالدی گئی ہے اور انگلستان کے کپڑے پر ۲۵ فیصدی ٹیکس کم کر کے بارچہ بافی کی دیسی صنعت کو نقصان پہنچایا گیا ہے بجٹ پر تفصیلی بحث تو مولوی کے صفحات میں ہو ہی نہیں سکتی لیکن ناظرین مولوی کو اس کا علم ہو جانا چاہئے کہ فوج کا سفید ہاتھی بدستور حکومت ہند کے بجٹ کی سب سے بڑی رقم عظیم رکھی گئی ہے اسی طرح وہ تمام اخراجات جن پر سالہا سال سے ہندوستان احتجاج کرتا چلا آتا ہے بدستور موجود ہیں اور ان پر ہندوستان کا روپیہ بیدریغ خرچ کیا گیا ہے یہ بجٹ بالکل حکومت نے اپنے مفاد کو پیش نظر رکھکر بنایا ہے جیسا کہ وہ ہمیشہ بناتی ہے اور ہندوستان کے مفاد کو نظر انداز کر دیتا ہے جیسا کہ وہ ہمیشہ کرتی رہی ہے اور ایک اجنبی و غیر ہمدرد حکومت کیا کرتی ہے۔

دیسی شکر پر محصول

مثلاً ہندوستان میں جس قدر شکر خرچ ہوتی تھی اس کا بڑا حصہ باہر سے آیا کرتا تھا حالانکہ نہایت آسانی کے ساتھ ہندوستان کی ضرورت کے مطابق ہندوستان ہی میں شکر بنائی جا سکتی تھی اگر حکومت ہند کا رویہ ہمدردانہ ہوتا چنانچہ سالہا سال کی چیخ و پکار کے بعد حکومت ہند نے یہ فیصلہ کیا کہ چھ سات سال تک وہ ہندوستانی شکر پر کوئی محصول نہ لگائیگی جس کا نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ دیسی شکر باہر کی آئی ہوئی شکر کا مقابلہ کر سکتی تھی اور نقصان کا کوئی اندیشہ نہ تھا یہ دیکھکر سرمایہ داروں نے شکر سازی کے کارخانے کھولنے شروع کر دیئے اور باہر کی شکر آنی کم ہو گئی اگر یہ صورت قائم رہتی تو بدیشی شکر کی درآمد چند دنوں کے بعد بالکل بند ہو جاتی اور پھر اس کا خطرہ باقی نہ رہتا کہ دیسی شکر کی صنعت تباہ ہو جائیگی مگر حکومت ہند نے اپنے وعدے کے خلاف دیسی شکر پر بھی محصول لگا دیا ہے اور اس طرح اپنے خزانہ کے بجٹ کی کمی پوری کی ہے اس کا نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ دیسی شکر کی صنعت خطرہ میں پڑ جائے اور تمام کارخانے فیل ہو جائیں اور اس سے ایک طرف کسانوں اور مزدوروں کو نقصان پہنچے اور دوسری طرف سرمایہ داروں کا سرمایہ تباہ ہو جائے جو آخر کار ہندوستان ہی کا ہے اور اس کی بربادی ہندوستان ہی کا نقصان ہے صرف اس سال کے بجٹ کی ایک غیر ہمدردانہ خصوصیت ہے اور اس سے اس بجٹ کی نوعیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ اسمبلی اس قدر ناکارہ ممبران پر مشتمل ہے کہ جو کچھ بھی حکومت پیش کرتی ہے جب تک کہ خود حکومت اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ چاہے یہ ممبران کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں کرتے اور حکومت کی پیش کردہ ہر تجویز پاس ہو جاتی ہے چنانچہ یہی اسمبلی اور یہی ممبران ہیں جنہوں نے آرڈیننسوں کو قانون کی شکل دیدی ہے اور کوئی ایسی تجویز نہیں ہے جو حکومت کی طرف سے پیش کی جاتی ہو اور وہ پاس نہ ہو جاتی ہو ایسی نالائق اسمبلی اور ایسے خود غرض ممبران اسمبلی سے یہ امید رکھنی فضول ہے کہ وہ اس غلط اور ہندوستان کے لئے مضر و مہلک بجٹ کو ٹھکرا دینگے اور اس کی تمام ذمہ داری اپنے کندھوں سے اتار کر وائسرائے کے کاندھوں پر ڈالدینگے چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ بعض صحیح قسم کے ممبران بھی غیر ذمہ دار ممبروں کے ساتھ مل کر وہ سب کرتی چلی جا رہی ہیں اور یہی معلوم ہے کہ آخر کار نقریباً یہی بجٹ بجنسہٖ پاس ہو جائے گا جو حکومت نے پیش کیا ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی علاج کیا ہے اس کا ایک ہی جواب ہے کہ آزمودہ را آزمودن جہل است جو ممبر ناکارہ نکل چکے پھر دوبارہ اس کو منتخب نہ کرنا چاہئے اور نئے امیدواروں میں سے اس امیدوار کو ترجیح دینا چاہئے جس کا طرز عمل جس کی زندگی خدمت خلق کے لئے موزوں ہو اور جس نے قومی و ملکی خدمت کی ہو یا اس راہ میں اس کی کچھ قربانیاں کچھ امتیازات رہے ہوں۔

کانگریس اور آئندہ انتخابات

کانگریس نے ۱۹۳۰ء میں کونسلوں اور اسمبلی کا بائیکاٹ کر دیا تھا اور کونسلوں و اسمبلی کے وہ تمام ممبران جو کانگریس کے ٹکٹ پر گئے تھے بنے کونسلوں اور اسمبلی سے استعفے دیدیا تھا اور ہزاروں نامزدگی کی تحریک میں شریک ہو کر جیل چلے گئے تھے اس وقت سے اب تک کانگریسی کونسلوں اور اسمبلی کا بائیکاٹ

ہی کئے ہوئے ہیں یہ بائیکاٹ کی پالیسی شاید اس زمانہ کے لئے موزوں کہی جا سکے جس زمانہ میں کانگریس کی تحریک سول نافرمانی جاری تھی اور اس کا زور تھا لیکن اب کہ وہ تحریک مختلف اسباب اور وجوہ کی بنا پر بند ہو چکی ہے کونسلوں اور اسمبلی کا بدستور بائیکاٹ جاری رکھنا کسی طرح موزوں پالیسی نہیں کہی جا سکتی اس کا ایک نتیجہ تو یہی نکل چکا ہے کہ آرڈی ننس قانون بن گئے دوسرا یہ نکل رہا ہے کہ بنگال گورنمنٹ اندا دہند نہایت سخت قسم کے قوانین دہشت انگیزی کے انسداد کے نام سے پاس کرانے جا رہی ہے جس سے عوام اور بے گناہ لوگوں کی جان غضب میں پڑ گئی ہے اس کے علاوہ یہی حکومت جو چاہتی ہے اسمبلی کے ذریعہ کرا دیتی ہے کانگریس کے بائیکاٹ کا نتیجہ یہ ہے کہ نہایت خود غرض لوگ اسمبلی اور کونسلوں میں پہنچ گئے ہیں اور اپنی اغراض کی وجہ سے حکومت کے چشم و ابرو کے اشارہ پر ناچتے رہتے ہیں اگر اس حالت کو جاری رکھنا ملک کے لئے مفید ہے تب تو خیر اور اگر موجودہ حالت ملک اور قوم کے لئے غیر مفید بلکہ مضر ہے تو کانگریس والوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی موجودہ تعطل اور اسمبلی وغیرہ کے بائیکاٹ کی پالیسی پر نظر ثانی کریں اور یہ فیصلہ کریں کہ آئندہ انتخابات میں وہ حصہ لینگے اور اسمبلی پر قبضہ کر کے اس لعنت سے اس کو نجات دلائینگے جو اس پر اب مسلط ہے اور ہندوستان کی پیشانی سے کلنک کا یہ ٹیکہ دور کر دینگے کہ ہندوستان ہی کے نمائندے اس کی غلامی کے بندھن مضبوط کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ ۲۰ مارچ کو کانگریسی لیڈروں کی ایک کانفرنس دہلی میں ہونے والی ہے جس میں موجودہ صورت حال پر غور کیا جائے گا اور یہ طے کیا جائے گا کہ یہی کیفیت قائم رہنے دی جائے یا اس میں کوئی ایسی تبدیلی کی جائے جو وقت اور زمانہ کے مطابق ہو اور جس کے ذریعہ ہم ملک کے اندر بیداری اور زندگی پیدا کر سکیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اب حالات نے ایسی شکل اختیار کر لی ہے کہ انتخابی اداروں کے بائیکاٹ کو جاری رکھنا نہ صرف غیر مفید بلکہ مضر ہے اور اب مقتضائے حالات یہ ہے کہ ان اداروں پر فوراً قبضہ کیا جائے اور صحیح قسم کے لوگ وہاں پہنچ کر حکومت کا مقابلہ کریں ہمیں یہ تو امید نہیں ہے کہ ہمارا نمائندہ ہی کونسلوں اور اسمبلی پر قبضہ کرنے کے حق میں ہو جائینگے لیکن اتنا اس قدر سمجھدار ضرور ہیں کہ جو کانگریس والے کونسلوں میں جا کر حکومت سے مقابلہ کرنے کی پالیسی کے حق میں ہیں ان کی مخالفت نہیں کرینگے کیونکہ وہ ایک سے زائد بار اپنے اس خیال کا اظہار کر چکے ہیں کہ کچھ نہ کرنے سے یہی بہتر ہے کہ کونسلوں میں جا کر لڑا ئی لڑی جائے اور یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ سول نافرمانی کے بعد جنگی پروگرام اگر کوئی ہے تو وہ یہی ہے کہ کونسلوں میں جا کر حکومت کا مقابلہ کیا جائے بہرحال موجودہ حالات میں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہنے سے یقیناً یہ بہتر ہے کہ اسمبلی میں جا کر حکومت سے لڑا جائے اس سے ملک میں ایک طرح کی بیداری اور زندگی پیدا ہو گی۔

بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب تک جدید ائیں سامنے نہ آ جائے اس وقت تک داخلہ کونسل کا سوال نہ چھیڑنا چاہیئے مگر یہ خیال اس وجہ سے غلط ہے کہ اگر انتخابات سے تہوڑے عرصہ قبل اس قسم کا فیصلہ کیا گیا تو پھر پوری طرح کونسلوں وغیرہ پر قبضہ نہیں ہو سکیگا کیونکہ جب تک کافی عرصہ پہلے تیاری نہ کی جائے اس وقت تک یہ توقع نہ رکھنی چاہیئے کہ پوری کامیابی حاصل ہو جائے گی اس لئے ضرورت ہے کہ ابھی سے فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ کونسلوں پر قبضہ کر لینا تو ضروری ہے مگر یہ فیصلہ نہ کیا جائے کہ وہاں جا کر توڑ پھوڑ کی پالیسی اختیار کی جائے گی یا تعمیر کی یہ فیصلہ جدید آئین کے سامنے آ جانے کے بعد کیا جائے۔

اس کے علاوہ ہماری تو یہ سنجیدہ رائے ہے کہ موجودہ اسمبلی پر آئندہ انتخابات کے موقعہ پر قوم پرستوں کو دوبارہ قبضہ کر لینا چاہیئے اگرچہ اس اسمبلی کے اختیارات کچھ بھی نہیں ہیں مگر پھر بھی ہیں اسی اسمبلی میں بیٹھ کر حکومت کو بتلا دینا چاہیئے کہ ہم کیا چاہتے ہیں اور قوم پرستوں کے نکلنے کے بعد جو بہبود گیاں اس اسمبلی نے کی ہیں ان پر خط تنسیخ کھینچ کر یہ ثابت کر دینا چاہیئے کہ موجودہ ممبران اسمبلی ملک کے حقیقی نمائندے نہیں تھے۔

بہرحال چونکہ موجودہ اسمبلی کا ایک تہائی انتخاب ہونے والا ہے اس لئے اس دفعہ اسمبلی پر قوم پرستوں کو ضرور قبضہ کرنا چاہیئے اور موجودہ ممبران نے ملک کے سامنے پر اپنی خود غرضیوں سے جو کلنک کا ٹیکہ لگایا ہے اس کو دھونے کی کوشش ضرور کرنی چاہیئے۔

مسٹر جناح اور مسلم لیگ

مسلم لیگ ایک عرصہ سے نہایت خیال جماعت بن چکی تھی اندل

تو اس کا نظام ہی حد درجہ کا غیر جمہوری ہے جس کی وجہ سے وہ کبھی صحیح معنوں میں مسلمانوں کی نمائندہ جماعت نہیں بنی لیکن اگر اس کو نظر انداز ہی کر دیا جائے تو جب سے مسٹر جناح نے اس کو چھوڑا اور مسٹر یعقوب صاحب مراد آبادی کے قبضہ میں لیگ آئی اس وقت سے اس کی حالت اور بھی ردی ہو گئی یعقوب صاحب کو سر کا خطاب دھیل کرنا تھا انہوں نے اپنی اغراض کی تکمیل کے لئے مسلم لیگ کو آلۂ کار بنا لیا یہ مقصد تب ہی حاصل کیا جا سکتا تھا کہ آزاد خیال اور قوم پرور مسلمانوں کو مسلم لیگ سے نکال دیا جائے چنانچہ یعقوب صاحب نے اپنی سکریٹری شپ کے زمانہ میں آزاد خیال اور قوم پرور مسلمانوں کو چن چن کر نکال باہر کیا اور حکام پرست و خود غرض لوگوں کو جن کی پبلک حیثیت کچھ بھی نہ تھی بھر بنا ڈالا اور ان کے ذریعہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے وہ سب کچھ کرا ڈالا جو حکومت چاہتی تھی اس طرز عمل کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلم لیگ کرزور بڑتی گئی یہاں تک کہ ایک مسلم لیگ کی دو مسلم لیگیں بن گئیں اور دو سال تک ملک میں دو مسلم لیگوں کے نام سے ذہنی کارروائیاں شائع ہوتی رہیں اور دونوں اپنے کو اصلی اور دوسری کو فرضی بتلاتی رہی ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا نکل سکتا تھا کہ مسلم لیگ بالکل ہی بے حیثیت اور بے حقیقت ہو کر رہ جائے چنانچہ یہی ہوا۔

تین سال کے بعد مسٹر جناح ولایت سے واپس تشریف لائے تو ہر طرف سے یہی صدائیں بلند ہونے لگیں کہ مسٹر جناح کو پھر سے مسلم لیگ کی رہنمائی قبول کرنی چاہیئے اور اپنی جاذب شخصیت سے اس کے اندر پھر سے جان ڈال کر اس کو ایک زندہ مسلم جماعت بنانی چاہیئے اس عرصہ میں آغا خاں نے یہ ترکیب چلنی چاہی تھی کہ مسلم لیگ کو اپنی نام نہاد مسلم کانفرنس میں ملا کر دیں مگر ان کو اس میں کامیابی نہیں ہوئی حالانکہ انہوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔

بہرحال جب مسٹر جناح سے زیادہ اصرار کیا گیا کہ مسلم لیگ کی صدارت قبول

فرمائیں تو انہوں نے اس شرط کے ساتھ صدارت قبول کرنی منظور کی کہ دونوں مسلم لیگیں اتفاق رائے سے مجکو صدر منتخب کریں۔ چنانچہ خوشی کی بات ہے کہ دونوں مسلم لیگوں نے مسٹر جناح کو صدر منتخب کر لیا اور دونوں مسلم لیگیں ایک ہوگئیں نیز مسٹر جناح نے یہ بھی شرط کی تھی کہ یعقوب صاحب جن ممبران کو نکال دیا تھا وہ ممبر بنائے جائیں۔ چنانچہ اب امید ہے کہ الیساہی ہو جائے گا اور مسلم لیگ پھر از سر نو ایک قابل توجہ جماعت بن جائیگی اور سرکار کا سایہ عاطفت اس کے سر سے اُٹھ جائیگا۔

واقعہ یہ ہے کہ گو مسٹر جناح ایک اعتدال پسند مدبر ہیں اور ہمیں ان کے بہت سے خیالات اور افکار سے اتفاق نہیں ہے مگر اس حقیقت سے کسی شخص کو انکار نہیں ہو کہ مسٹر جناح ایک ایماندار اور بے لاگ و بے غرض مسلم رہنما ہیں انہوں نے آج تک اپنی ذات کے لئے عہدے یا خطابات کوئی چیز طلب نہیں کی حالانکہ اگر وہ چاہتے تو بڑی سے بڑی چیز جو اب تک کسی ہندوستانی کو حکومت کی طرف سے مل چکی ہے مسٹر جناح کو وہ مل سکتی تھی مگر ان کی زندگی شاہد ہے کہ انہوں نے حکومت کی عطایا کی طرف کبھی التفات نہیں کیا۔ نہ کسی عہدے کے طلبگار رہے اور نہ کبھی کسی خطاب کے خواہشمند ہوئے حالانکہ ان کے آگے اور وہ لوگ جن پر مسٹر جناح نے دست شفقت رکھا وہ آج سر کے خطاب سے ملقب ہیں شائد محمد یعقوب یہ حضرت مسلم لیگ کے سکرٹری تھے اور مسٹر جناح نے ان کو نکالا ہیں کیا غرض یہ ہے کہ اگر مسٹر جناح چاہتے تو بڑے سے بڑا عہدہ اور بڑے سے بڑا خطاب ان کو آج سے سالہا سال قبل مل چکا ہوتا مگر انہوں نے ان چیزوں کی جانب کبھی التفات نہیں کیا اور مسٹر جناح مسٹر جناح ہی رہے اور ان کے چیلے سر ہو گئے ان وجوہ کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ مسٹر جناح ایک اہم شخصیت ہیں وہ ایک مضبوط سیرت کے انسان ہیں اور آجکل کے خود غرض رہنماؤں کی طرح نہیں ہیں ہمیں امید رکھنی چاہیئے کہ مسٹر جناح کی صدارت سے مسلم لیگ میں پھر جان پڑ جائیگی۔

بیرحم ساہوکار اور مظلوم کسان

کسانوں پر جو ہندوستان کی ریڑھ کی ہڈی ہیں

اول تو ویسے ہی لگان کا اس قدر بار ہے کہ تو بہ بھلی دنیا میں یہ کہیں سنیں گیا گیا کہ آمدنی کا دو تہائی کسی شخص سے لے لیا جائے خواہ کسی کا کوئی پیشہ ہو مگر پانچ دس پندرہ فیصدی سے زیادہ ٹیکس کسی سے نہیں لیا جاتا لیکن غریب کسان ہے اس کی گاڑھے پسینے کی کمائی میں سے دو تہائی لے لیا جاتا ہے ایک تہائی تو حکومت کے خزانہ میں چلا جاتا ہے اور ایک تہائی زمیندار کی جیب میں چلا جاتا ہے اسکے بعد جو کچھ بچتا ہے وہ ساہوکار کی نذر ہو جاتا ہے اور یہاں زمیندار نہیں ہیں ہاں حکومت ہی آدھے سے زیادہ لگان کی صورت میں وصول کر لیتی ہے حالانکہ انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ جس طرح اور طبقوں پر ٹیکس لگایا جاتا ہے یا مختلف قسم کی مصنوعات پر ٹیکس لگایا جاتا ہے اسی طرح آمدنی کو سامنے رکھکر کسانوں پر ٹیکس لگنا چاہیئے موجودہ طریقہ مالگذاری و لگان کا سخت ظالمانہ اور بیرحمانہ ہے بہرحال ایک طرف تو لگان ہی غریب کسان کی کمر توڑ دینے کے لئے کافی ہے اس پر مزید ظلم ساہوکار کا سود ہی فرضہ ہے

کسان کی جان کے لئے یہ بیرحم ساہوکار ایک ایسی بلا ہے کہ ان کو کسی طرح بخشنے ہی نہیں دیتی صرف پنجاب کے کسانوں پر اس قدر قرضہ ہے کہ اس کا سود نو کروڑ روپیہ سالانہ ادا کرنا پڑتا ہے یعنی حکومت جس قدر مالگذاری وصول کرتی ہے ساہوکار اس سے ڈیوڑھا سالانہ وصول کرتے ہیں یعنی حکومت کو ۶ کروڑ سالانہ کی آمدنی کسانوں کی زمینوں سے ہے اور ساہوکاروں کو نو کروڑ ہے اب اس سے اندازہ لگالیجئے کہ کس قدر فرض ہوگا یہ قرض اصل نہیں ہے بلکہ سود در سود بڑھکر یہانتک پہنچا ہے یعنی سود در سود اصل میں شامل ہوتا رہا اور قرض کو بڑھاتا رہا یہ اتنی بڑی رقم ہے کہ غریب کسان کبھی بھی اس قرض کے بار سے سبکدوش نہیں ہو سکتے سوائے اس کے کہ ان کے کھیتوں میں غلہ کی بجائے سونا چاندی پیدا ہو جائے۔

ہر ایک اچھی حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ایسی صورت میں کسانوں کی مدد کرے اور ان کو اس مصیبت سے نجات دلائے مگر یہاں چونکہ ایک اجنبی قوم حکمران ہے اس لئے وہ ابتک اس طرف متوجہ نہیں ہوئی تھی حالانکہ اسے بہت قبل اس مشکل مسئلہ کو حل کرنا چاہیئے تھا اس سلسلہ میں سب سے پہلی چیز یہ تھی کہ حکومت ایک قانون کے ذریعہ کسانوں پر سے اس قرض کو ساقط کر دیتی جن کا سود اصل رقم سے زائد بہا جن وصول کر چکے ہیں اور سوائے اصل رقم کے باقی وہ تمام رقوم سود در سود کے ظالمانہ طریقہ سے بڑھی ہے سب ناجائز قرار دی جاتی اور آئندہ کے لئے شرح سود مقرر کر دی جاتی کہ اس سے زائد شرح پر سودی قرض دینا جرم ہوگا اور اگر جرم نہ بھی ہو تو ناجائز ہوگا یعنی ناقابل وصول لیکن ان میں سے ایک کچھ نہیں ہوا اور نہ مستقبل قریب میں ایسی امید تاہم پنجاب گورنمنٹ کی توجہ اب کسی قدر اس طرف متوجہ ہوئی ہے اور سنا گیا ہے کہ کوئی قانون بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جس سے کسانوں کو مہاجنوں کے ظلم سے نجات دلانا مقصود ہے اگرچہ ابھی تک تفصیلات کا پتہ نہیں چلا مگر اتنا معلوم ہوا ہے کہ کوئی ایسی عدالت بنا دی جائے گی جو قرض خواہ اور قرضداروں کے جھگڑے کا فیصلہ کرے گی اور اس کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوگا لیکن ہمارے نزدیک اس سے مجموعی مشکل حل نہ ہوگی بلکہ اس کا حل اگر ہو سکتا ہے تو اسی طرح کہ ساہوکاروں کی وہ تمام رقوم ناجائز قرار دیدی جائیں جن کا سود اصل سے زائد وصول ہو چکا ہے اور یہ کہ کسانوں پر جس قدر اصل قرض ہے جو ساہوکار نے اپنی جیب سے دیا ہے صرف اس کو اس صورت میں واجب الوصول قرار دیا جائے کہ اس کا سود اصل کو زائد ادا ہو چکا ہو اور آئندہ کے لئے اس پر سود ناجائز قرار دیدیا جائے تاکہ وہ آگے نہ بڑھے اگر اس قسم کا قانون بنا دیا جائے تو کسانوں کی حالت کسی قدر سنبھل سکتی ہے ورنہ اور کوئی صورت نہیں ہیں امید ہے کہ حکومت ہندوستان تمام مقامی صوبجاتی حکومتیں اس طرف توجہ مبذول کریگی۔

ملازمتوں میں فرقہ وارانہ نمایندگی

اردو اخبار ہر ایک صوبہ میں اور صوبہ کے تمام سرکاری دفاتر میں یہ سوال اٹھتا رہتا ہے کہ ملازمتوں میں مختلف فرقوں کی تناسب آبادی کے لحاظ سے نمایندگی ہونی چاہیئے اور جب اس قسم کا سوال اٹھتا ہے تو ایک جماعت کی طرف سے اس کی مخالفت ہوتی ہے اور جو لوگ اس قسم کا سوال اٹھاتے ہیں ان کو فرقہ پرست کہکر بدنام کیا جاتا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ملازمتوں میں قابلیت ہی اصلی معیار ہونا چاہیئے اور

سوائے قابلیت کے کوئی دوسری چیز معیار نہیں بنائی جا سکتی مگر اسی کے ساتھ اس حقیقت کو فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ ہر ایک جگہ کے لئے علیحدہ علیحدہ امتحان نہیں ہو سکتا نہ ہر ایک جگہ کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ کی ضرورت ہے بلکہ ہر ایک شعبہ میں مختلف درجہ اور مختلف قابلیت کے آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے ہر ایک نوعیت اور صنف ملازمت کیلئے ایک معیار مقرر کر دینا چاہیئے مثلاً چپراسی انٹرنس پاس لیا جائے گا اب اس معیار کے مطابق ہر ایک فرقہ کی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے چپراسیوں کو بھرتی کر لینا چاہیئے اس طرح نہ تو متعلقہ کام میں کوئی حرج اور رکاوٹ پیدا ہوگی اور نہ کسی کو شکایت کا موقع ملے گا۔

اصل یہ ہے کہ کسی وجہ سے جو فریق پہلے سے ملازمتوں میں غالب آ چکے ہیں جب انکی تعداد میں دوسرے فریقوں کے آگے کی وجہ سے کمی واقع ہوتی ہے تو وہ شور مچانے لگتے ہیں اور ان کا شور مچانا ہی قدرتی ہے اور جو لوگ ملازمت حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں ان کا شور مچانا بھی قدرتی امر ہے لیکن سمجھدار اور منصف مزاج لوگوں کا فرض ہے کہ وہ صورت حال کو سامنے رکھکر ہر ایک فرقہ کے واجبی حقوق کی نگہداشت کریں اور محض یہ کہکر نہ ٹالدیا کریں کہ ملازمتوں کی تقسیم فرقہ وارانہ نہ ہونی چاہئے کا سوال پیدا کرنا فرقہ پرستی ہے کیونکہ یہ ایسی فرقہ پرستی ہے جو محض فرقہ پرستی کہتے رہنے اور اس کی مذمت کرتے رہنے سے نہیں جا سکتی بلکہ اس کے دور کرنے کی ایک صورت ہو کہ سب کے ساتھ انصاف کیا جائے اور کسی فرقہ کی کسی شعبہ میں اجارہ داری نہ قائم ہونے دی جائے۔

حکومت سرحد کی سنگدلی

فخر افاغنہ خان عبدالغفار خاں جو صوبہ سرحد کے سب سے زیادہ ہر دلعزیز رہنما ہیں اور جو اپنے بھائی ڈاکٹر خاں کے ساتھ ہزاری باغ جیل میں نظر بند ہیں ان کے بھتیجے خان عبید اللہ خان کو پندرہ سال کی سزا دیگئی تھی اور یہ سزا کسی قصور کی نا پر نہیں بلکہ جس طرح سارے ہندوستان میں دفعہ ۱۰۸ کی رو سے ضمانت طلب کی جاتی ہے اور اگر ضمانت نہ دینے کی صورت میں زیادہ سے زیادہ ایک سال کی سزا دی جا سکتی ہے اسی طرح کی ایک دفعہ کے ماتحت صوبہ سرحد میں ضمانت مانگی جاتی ہے اور ضمانت نہ دینے کی صورت میں تین سال تک کی سزا دیدی جاتی ہے چنانچہ اسی طرح خان عبید اللہ خاں شروع سے ملتان جیل میں مقید ہیں اور ملتان میں آتے ہی ان کو بخار رہنے لگا تھا یہاں تک کہ اس نے دق کی شکل اختیار کر لی۔ خان عبید اللہ خاں کسی اخلاقی جرم کے مرتکب نہیں ہوئے بلکہ سیاسی جرم ہی اس لئے انسانیت کا تقاضہ تو یہ تھا کہ جونہی دق کی شروعات ہوتی فوراً ہی حکومت ان کو فوراً رہا کر دیتی لیکن اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو بہتر آب و ہوا اور بہتر معالجہ کی سہولتیں مہیا کرتی مگر حکومت نے ایسا نہیں کیا پہلے ملتان سے سیالکوٹ تبدیل کر دیا تھا مگر اب پھر سیالکوٹ سے ملتان ہی کو تبدیل کر دیا گیا ہے اور ملتان جیل میں بھی ایسے واڈ میں ان کو رکھا گیا ہے جس میں تپ دق کے مریض رہتے ہیں جسکے معنے یہ ہیں کہ ان کو آن اطلاقی مجرموں کے ساتھ رکھا گیا ہے جو دق میں مبتلا ہیں ان تمام بے عنوانیوں اور زیادتیوں کے خلاف عبید اللہ خاں نے بھوک ہڑتال کر دی ہے جس کو آج پورا ایک مہینہ ہو چکا ہے ایک تپ دق کا مریض ایک مہینہ تک کچھ نہ کھائے اور سوائے پانی کے کوئی دوسری چیز پیٹ میں نہ جائے تو اس کا کیا حال ہوگا بہر حال اس بھوک ہڑتال سے عبید اللہ خان کی حالت اس قدر خطرناک اور نازک ہو گئی ہے کہ پنجاب اور صوبہ سرحد کی دونوں حکومتوں نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ واقعی حالت نازک ہے مگر اس سنگدلی کو دیکھئے کہ ہر صوبہ کی حکومت ان کو رہا کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور نہ انکو ملتان سے کسی بہتر مقام پر تبدیل کرنے کے لئے تیار ہے ایسی سنگدلی ہی کہ اس پر حکومت صوبہ سرحد کی جس قدر ملامت کی جائے تھوڑی ہے اگر خان عبید اللہ خاں کا اسی حال میں انتقال ہو گیا تو یہ ایسا کلنگ کا ٹیکا ہوگا جو صوبہ سرحد کی حکومت کی پیشانی سے کبھی نہ دور ہوگا اور اس سے صوبہ سرحد کے اندر اس قدر غم و غصہ کی آگ پھیل جائیگی کہ اس کا بجھانا دشوار ہو جائیگا اس لئے بہتر یہی ہے کہ حکومت سرحد جھوٹے اقتدار کا خیال ترک کر کے ان کو رہا کر دے۔

حکومت بنگال اور تحریک دہشت انگیزی

مولوی کے صفات پر بار ہا تحریک دہشت انگیزی کے متعلق اظہار خیال کیا جا چکا ہے اور ہمیشہ ہم نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ یہ تحریک کسی نقطۂ نظر سے بھی مفید نہیں ہے خود وہ لوگ جو دہشت انگیزی کو جائز قرار دیتے ہیں انکی بھی رائے یہ ہے کہ اس کے ذریعہ خود بخود سیاسی پروپیگنڈا ہوتا ہے اس سے زیادہ کے وہ لوگ بھی قائل نہیں ہیں اگر ان کے اس خیال کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تب بھی یہ کہنا بالکل صحیح ہوگا کہ اب جس درجہ پر ہندوستان کی سیاسی تحریک پہنچ گئی ہے اس درجہ میں دہشت انگیزی بالکل غیر ضروری ہی نہیں بلکہ مضر اور نقصان دہ ہے چنانچہ کھلا ہوا نقصان یہ ہے کہ انسداد تحریک دہشت انگیزی کے نام سے حکومت بنگال اندھا دھند تشدد سے کام لیکر ہر قسم کی سیاسی تحریک کو کچل رہی ہے بہر حال ہماری یہ مختصر رائے ہے کہ تحریک دہشت انگیزی کسی حیثیت سے بھی مفید نہیں ہے بلکہ سخت مضر ہے اس لئے ہم ہمیشہ نوجوانوں سے یہ اپیل کرتے رہتے ہیں کہ وہ اس غلط راستہ کو چھوڑ دیں۔

لیکن اسی کے ساتھ اس تحریک کے انسداد کے نام سے جو شدید قسم کا تشدد اور طرز عمل حکومت بنگال نے اختیار کر رکھا ہے وہ حد درجہ قابل اعتراض اور سخت غیر جمہوری و مستبدانہ ہے جو واقعی اس تحریک میں ملوث ہوں انکے ساتھ ضرور قانونی کارروائی کیجئے مطلق العنانی کو قانون بنا کر نہیں بلکہ عام قوانین کے ذریعہ۔ اور ایسے سخت گیر قوانین بنا کر ان سے کام نہ لیجئے جن سے بے گناہ بھی تکلیف اور اذیت پہنچے اور عوام کی آزادی نقل و حرکت پر پابندی عائد ہو اور اخبارات کا گلا گھونٹا جائے اس وقت بنگال میں جو کچھ حکومت کی طرف سے ہو رہا ہے وہ ہرگز قابل ستائش نہیں ہے۔

فیوض سبحانی

یعنی مقالات شاہ حبیبا فی سیدنا غوث الاعظم کے ارشادات و مقالات کی اہمیت حضور کے معتقدین کے لئے جس قدر اہم ہیں اس کا اقتضاء ہے کہ ان تعلیمات و ارشادات کو ہر مسلمان کے گھر پہنچا دیا جائے تاکہ حضور کی شخصیت کا اندازہ ہو سکے اس لئے مقالات غوث الاعظم بنگلا کو اپنے دوستوں کو ہر گھرانوں کے موقع بموقع تقسیم کرنی چاہیئے نیز جو فوٹو پاک کے نام پر یا حضور کی تعلیمات سے ناواقف ہیں ان کو خاص طور سے اس کتابچہ کا مطالعہ کرنا چاہیئے تاکہ بڑے پیمانہ پر ان کا احترام رائج ہو جائے یہ فتوح الغیب کا نہایت سہل اور دلنشیں ترجمہ ہے اس کو ہر عرصہ ہندوستان کا باشندہ بھیجہ سکتا ہے قیمت صرف ۱۰ عصول ڈاک ۱۰ کل ۱۵ ر

(حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے)

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۚ وَمَن قَتَلَهُ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ ۗ عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ ۚ وَمَنْ عَادَ فَيَنتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو اللہ تعالیٰ قدرے شکار سے تمہارا امتحان کرے گا جن تک تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچ سکیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ معلوم کرلے کہ کون شخص اس سے بن دیکھے ڈرتا ہے سو جو شخص اس کے بعد حد سے نکلے گا اس کے واسطے دردناک سزا ہے اے ایمان والو جنگلی شکار کو قتل مت کرو جبکہ تم احرام میں ہو اور جو شخص تم میں سے اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر بدلہ واجب ہوگا جو کہ مساوی ہوگی اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کردیں خواہ وہ پاداش دو جیدہ پایوں سے ہو بشرطیکہ بغرض کے طور پر کعبہ تک پہنچائی جائے اور خواہ کفارہ مساکین کو دیدیا جائے اور خواہ اس کے برابر روزے رکھ لئے جائیں تاکہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ چکھے اللہ تعالیٰ نے گذشتہ کو معاف کردیا اور جو شخص پھر ایسی ہی حرکت کرے گا تو اللہ تعالیٰ انتقام لیں گے اور اللہ تعالیٰ زبردست ہیں انتقام لے سکتے ہیں۔

تفسیر: مقاتل بن حیان نے کہا ہے کہ عمرہ حدیبیہ کی سال احرام کی حالت میں صحابہ کرام جارہے تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے مقاتل بن حیان اور مقاتل بن سلیمان دو مقاتل ہیں جن علماء نے مقاتل بن حیان کو ضعیف کہا ہے انہوں نے مقاتل بن سلیمان کے شبہ میں کہا ہے ورنہ یحییٰ بن معین ابوداؤد اور بہت سے علماء نے مقاتل بن حیان کی توثیق کی ہے یہ مقاتل بن حیان صحیح مسلم کے راویوں میں ہیں سفر حدیبیہ کے وقت شان نزول اس آیت کی خازن وغیرہ میں ہے حاصل اس شان نزول کی روایت کا یہ ہے کہ اس عمرہ کے سفر میں خلاف عادت امتحان کے طور پر ان صاحب احرام صحابہ کو بہت سے جنگلی جانور نظر آئے تاکہ معلوم ہوجاوے کہ ان جانوروں کے نظر آنے کے وقت انکھوں سے بن دیکھے عذاب الٰہی سے ڈر کر کون شکار کے ممانعت کے حکم کی پابندی کرتا ہے اور کون الٰہی پابندی نہیں کرتا پھر ایک شکار" اس کا مطلب یہ ہے کہ فقط جنگلی جانوروں کا ساتھ چھوٹے جانور ہاتھ سے پکڑے جاسکتے ہیں اس لئے نیزے کے ساتھ ہاتھ کا بھی ذکر فرمایا اگرچہ احرام کی حالت میں ہر ایک طرح کے ہتھیار سے شکار منع ہے لیکن عرب کے لوگ اکثر نیزے سے شکار کھیلا کرتے تھے اس لئے خاص طور پر نیزے کا ذکر فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم یا اللہ تعالیٰ کی جانچ پڑتال کا ذکر جہاں کہیں قرآن شریف میں آتا ہے اس کے یہ معنے ہیں کہ اپنے علم ازلی میں اللہ تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو جس طرح جانا اور جانچا ہے سنا دیا ہے اس کا ظاہر بھی اسی طرح ہوجاوے ورنہ ازل سے اب تک اللہ تعالیٰ کے علم اور جانچ سے کوئی چیز باہر کسی وقت نہیں ہے اب آگے فرمایا کہ اس شکار کی مخالفت کے حکم کے بعد جو کوئی اس کی پابندی نہ کرے گا اس کو عقبیٰ میں سخت عذاب بھگتنا پڑے گا صحیح بخاری صحیح مسلم میں ابوقتادہ کی حدیث ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ابوقتادہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے سفر سے پہلے کسی جگہ کچھ کام کو بھیجا تھا جہاں سے وہ بغیر احرام باندھے ہوئے آئے اور حدیبیہ کے لشکر میں آملے اترتے اتنے میں ان کو ایک گورخر جنگلی نظر آیا جس کو یکبارگی سے اپنے گھوڑے پر سوار ہوگئے اور اپنا نیزہ اور کوڑا لینا بھول گئے اس کے بعد انہوں نے چند دفعہ اپنے جان پہچان صحابہ سے نیزا اور کوڑا اٹھا دینے کو کہا لیکن احرام کے لحاظ سے ان صحابہ نے ابوقتادہ کی مدد سے صاف انکار کردیا اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں جو جانچ تھی اس میں صحابہ کرام کس قدر ثابت قدم رہے کہ خود شکار کھیلنا تو درکنار دوسرے شکاری کی مدد کی بھی انہوں نے جرأت نہ کی شروع سورہ کی آیہ غیر محلی الصید وانتم حرم کے موافق اگرچہ آیندہ کی آیہ کے نازل ہونے سے پہلے احرام کی حالت میں شکار مطلق تھا لیکن وہاں شروع سورہ کی آیہ میں یہ تفصیل نہ تھی کہ اگر حالت احرام میں کوئی شخص شکار کھیل بیٹھے تو اس کا کیا حکم ہے اس واسطے آیندہ کی آیہ میں تاکید کے طور پر شکار کی ممانعت کو دوبارہ ذکر فرما کر حالت احرام میں جو شخص شکار کھیل بیٹھے اس کا حکم بیان فرمایا اس حکم کا حاصل یہ ہے کہ احرام کی حالت میں اول تو شکار کی ممانعت ہے اس پر بھی احرام کی حالت کو یاد کرکے کوئی شخص شکار کھیل بیٹھے تو اس کی سزا یہ ہے کہ جس قسم کے جنگلی جانور کا شکار کیا ہے اسی قسم کی شہری چوپایوں میں سے ایک جانور جزیہ کر حرم میں اس کی قربانی کرے مشابہت کے لحاظ سے جنگلی اور شہری جانوروں کی دو قسم دو مصنف نے بیان فرمادیں گے یہ اس وقت کا حکم تھا اب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ نے بھی جو قسم داری اپیل دی ہے تو اس کے موافق عمل ہوگا مثلاً ہرن کی مشابہت بکری سے بلیہ چکی ہے تو اب اس میں جدید بیچ ٹھہرانے کی ضرورت نہیں ہاں جہاں ایسا نہ ہو وہاں جدید دو بیچ قرار دینے چاہئیں یہ قسم داری جب ٹھہر جاوے تو اکثر اسف کا یہی قول ہے کہ شکاری کو اختیار ہے کہ خواہ ان دانموں کی قیمت کا کوئی قربانی کا جانور خرید کر حرم میں اس کی قربانی کرے یا ان دانموں میں جس قدر محتاج پیٹ بھر کھانا کھا سکتے ہیں ان کو کھانا کھلا دیوے یا ہر مسکین کے کھانے کے معاوضہ میں ایک روزہ قرار دیکر مسکینوں کی تعداد کے موافق روزے رکھ دیوے یہ جنگلی اور شہری جانوروں کی مشابہت اکثر سلف کے تو یک پیدائشی صورت دیدت میں دیکھی جاوے گی جس طرح مثلاً ہرن

پیدائشی صورت و سیرت میں بکری سے مشابہ ہے جہاں یہ بات ممکن نہ ہو تو پھر قیمت کے اندازے کا کام لیا جائے گا اس مسئلہ میں سلف کا جو اختلاف ہے اس کی تفصیل بڑی لمبی کتابوں میں ہے آگے فرمایا احرام کی حالت میں شکار کھیلنے والے شخص کی یہ سزا اس نے قرار دی گئی ہے کہ بدلہ دینے کے کا خیانہ بھگت لیوے اور پھر ایسا کام نہ کرے ہاں اس سزا کے حکم سے پہلے جو کچھ ہو چکا وہ اللہ تعالے کے نزدیک قابل معافی ہے لیکن حکم سزا کے بعد جو کوئی سزا کا کام کرے گا اور اس دنیوی سزا کی کچھ اثر اس پر نہ ہوگا اور بڑا ظالم بنکر دنیوی سزا کے بعد بھی ایسا کریگا بدلہ کرے اس سے تو یہ نہ کریگا تو دنیوی سزا کے علاوہ اللہ تعالے ایسے شخص سے اور بھی بدلہ لیوے گا اور اللہ تعالے کے بدلہ لینے میں ایسا زبردست ہے کہ اس کے بدلہ لینے کی کوئی روک نہیں کر سکتا۔

معتبر سند کی سہل بن سعد کی حدیث مسند امام احمد کے حوالہ سے ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک چوٹا گانہ مثل ایک سوکھی لکڑی کے ہے اور بہت سے چھوٹے چھوٹے گناہ مثل لکڑیوں کے ڈھیر کے ہیں اور لکڑیوں کے بڑھیر میں آگ لگ جانے کا خوف ہے اس مضمون کی نسائی میں عبداللہ بن مسعود کی اور ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ کی بھی روایتیں ہیں حضرت عائشہؓ کی روایت کو ابن حبان نے صحیح کہا ہے یہ حدیثیں آیۃ ومن عاد فینتقم اللہ منہ کی گویا تفسیر ہیں آیتوں اور ان حدیثوں کو ملانے سے یہ مطلب پیدا ہوا کہ بے پروائی سے جو شخص گھڑی گھڑی حالت احرام میں شکار کھیلتا رہے گا اس کو عقبیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہیئے۔ ابو قتادہ کی حدیث جو اوپر گزری مسلم کی روایت میں یہ لفظ اس میں زیادہ ہیں کہ جب صحابہ نے اس ابو قتادہ کے بھیجے ہوئے گوشت کے کھانے کی اجازت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہی تو آپ نے اجازت دینے سے پہلے احرام والے صحابہ سے یہ بات دریافت کی کہ تم لوگوں نے شکار کے وقت شکار کے بتلانے کی یا اور کسی طرح کی مدد تو ابو قتادہ کو نہیں دی ان لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں ہم نے کسی قسم کی کوئی مدد ابو قتادہ کو نہیں دی اس جواب کے بعد آپ نے ان احرام والے صحابہ کو شکار کے گوشت کھانے کی اجازت دی اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح احرام کی حالت میں شکار کا کھیلنا منع ہے اسی طرح شکاری کی ہر طرح کی مدد بھی منع ہے احرام والے شخص کی خاطر سے غیر احرام والا کوئی شخص شکار مارے تو وہ گوشت بھی احرام والے شخص کو منع ہے چنانچہ معتبر سند سے مسند امام احمد اور ابن ماجہ میں ابو قتادہ کی جو روایتیں ہیں ان میں اس کا ذکر ہے۔

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٩٦﴾ جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ۚ ذَٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٩٧﴾ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٩٨﴾ مَّا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ

وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿٩٩﴾

(ترجمہ) تمہارے لئے دریا کا شکار پکڑنا اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے تمہارے انتفاع کے واسطے اور خشکی کا شکار پکڑنا تمہارے لئے حرام کیا گیا ہے جب تک تم حالت احرام میں ہو اور اللہ تعالے سے ڈرو جس کے پاس جمع کئے جاؤ گے اللہ تعالے نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دیا اور عزت والے مہینوں کو بھی اور حرم میں قربانی پہننے والے جانور کو بھی اور ان جانوروں کو بھی جن کے گلے میں پٹے ہوں یہ اس لئے کہ تم اس بات کا یقین کرو کہ بیشک اللہ تعالے تمام آسمانوں اور زمین کے اندر کی چیزوں کا علم رکھتے ہیں اور بیشک اللہ تعالے سب چیزوں کو خوب جانتے ہیں۔ تم یقین جان لو کہ اللہ تعالے سزا ہی سخت دینے والے ہیں اور اللہ تعالے بڑی رحمت اور مغفرت والے بھی ہیں رسول کے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ تعالے سب جانتے ہیں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہو۔"

تفسیر:۔ اوپر ذکر تھا کہ احرام کی حالت میں جنگلی جانوروں کا شکار منع ہے ان آیتوں میں فرمایا کہ دریائی جانوروں کا شکار حالت احرام میں بھی جائز ہے دریا کے لفظ کے معنوں میں یہاں نالے تالاب سب داخل ہیں کیونکہ ان سب جگہ کا مجمل شکار احرام کی حالت میں جائز ہے دریائی جانوروں میں سے کون کون سے جانور حلال ہیں یہ بڑا اختلافی مسئلہ ہے۔ جو مچھلی کسی طرح کے شکار میں مری ہوئی ہاتھ آوے اس کے حلال ہونے میں علماء کا اختلاف نہیں ہے ہاں جو مچھلی خود مر کر پانی کے اوپر آجاتی ہے اس کے حلال ہونے میں اختلاف ہے جس کی تفصیل ہر ایک مذہب کی فقہ کی کتابوں میں ہے۔ مسند امام احمد سنن اربعہ موطا وغیرہ میں ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریا کا پانی پاک ہے اور دریائی کا مردار جانور مثلاً مچھلی حلال ہے۔ بخاری ترمذی ابن خزیمہ وغیرہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے ان علماء کے قول کی بڑی تائید ہوتی ہے جو از خود مری ہوئی مچھلی کو حلال کہتے ہیں طعام کی تفسیر اکثر علماء نے اسی از خود مری ہوئی مچھلی کو قرار دیا ہے اور بعض علماء نے اطعام کی تفسیر اس مچھلی کو قرار دیا ہے جو نمک لگا کر سکھائی جاتی ہے جنگلی جانوروں کے شکار کی ممانعت تاکید کے طور پر اس سورہ میں تین جگہ آئی ہے پہلی آیت "غیر محلی الصید وانتم حرم" میں پھر آیت "یا ایہا الذین لا تقتلوا الصید وانتم حرم" میں اور پھر ان آیتوں میں اور پھر فرمایا کہ اے مسلمانو اللہ تعالے نے احکام کی نافرمانی سے ڈرکر کیونکہ حشر کے دن سر تک بدلہ دہی کے لئے ہمیں اللہ تعالے کے روبرو کھڑا ہونا پڑے گا سند بزار اور طبرانی کے حوالہ سے معاذ بن جبل کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو باتوں کی جوابدہی کے لئے ہر شخص کو قیامت کے دن اللہ تعالے کے روبرو پیش ہونا پڑے گا ان باتوں میں ایک تو تمام عمر کن کاموں میں مصروف رہا دوسرے یہ کہ جوانی میں کیا کیا۔ تیسرے یہ کہ روپیہ پیسہ کیونکر کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ چوتھے یہ کہ دین کی جو باتیں تجھ کو معلوم تھیں ان پر کیا عمل کیا۔ یہ حدیث آیت کے ٹکڑے واتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون کی گویا تفسیر ہے احرام حج یا عمرہ کی نیت سے کعبہ میں جانے کیلئے باندھا جاتا ہے اس لئے احرام کے اور احرام کے شکار کے ساتھ کعبہ کا ذکر بھی فرمایا۔

صحیح بخاری شریف اُردو

بسلد گذشتہ

کتاب الصلوٰۃ

باب جمعہ کے دن اس حالت میں کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو چپ رہنا چاہیئے اور اگر کوئی شخص اپنے پاس والے سے کہے چپ رہو تو اس نے بھی لغو حرکت کی اور سلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نا قل ہیں کہ جب امام خطبہ پڑھنے لگے تو منتہی کو چاہیے کہ چپ رہے

۸۷۲۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر جمعہ کے دن جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو اپنے پاس والے سے یہ کہے کہ چپ رہ تو بیشک تو نے لغو حرکت کی۔

باب - وہ ساعت جو جمعہ میں ہے جس میں دعا مقبول ہوتی ہے کتنی دیر باقی رہتی ہے۔

۸۷۳۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اس کو جو مسلمان بندہ پائے اور وہ کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہو اور امر سے کچھ مانگے تو اللہ اس کو وہ چیز ضرور دیگا اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس ساعت کی کمی بیان کرنے کے اشارہ فرمایا۔

باب - اگر نماز جمعہ میں لوگ امام سے دلجدہ ہو کر بھاگ جائیں، تو امام اور ان لوگوں کی نماز جو باقی رہ گئے جائز ہے۔

۸۷۴۔ جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ اس درمیان میں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ کچھ اونٹ شام کی طرف سے آئے جو غلہ لادے ہوئے تھے تو لوگ ان اونٹوں کی طرف متوجہ ہو گئے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی واذا راوا تجارۃ او لھوا انفضوا الیھا و ترکوک قائما۔

باب - نماز جمعہ کے بعد اور اس سے پہلے (نفل) نماز پڑھنا ثابت ہے یا نہیں

۸۷۵۔ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے دو رکعتیں اور بعد ظہر کے دو رکعتیں اور بعد مغرب کے دو رکعتیں اپنے گھر میں پڑھتے اور عشا کے بعد (بھی) دو رکعتیں پڑھتے) اور جمعہ کے بعد نہ پڑھتے تھے یہاں تک کہ اپنے گھر لوٹ آتے اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

باب اللہ عزوجل کا قول فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ (کیا مطلب ہے اس کا)

۸۷۶۔ سہل کہتے ہیں کہ ہم میں ایک عورت تھی جو اپنی نہر پر جو اس کے کھیت میں تھی چقندر بویا کرتی تھی پس جب جمعہ کا دن ہوتا تو وہ چقندر کی جڑیں اکھیڑتی اور انھیں دیگ میں ڈالدیتی پھر اس پر ایک مٹھی جو جنہیں وہ پیس لیتی تھی ڈالدیتی تو چقندر کی جڑیں اس کا گوشت بجاتیں اور ہم لوگ جب جمعہ کی نماز سے لوٹتے تو اس عورت کو جا کر سلام کرتے پس وہ اس کھانے کو ہمارے قریب کر دیتی اور ہم اسے چاٹ کر کھاتے تھے اور ہم اس کے اس کھانے کے سبب جمعہ کے دن کی آرزو کیا کرتے تھے۔

۸۷۷۔ سہل بن سعد سے یہی روایت (دوسری سند سے) مروی ہے اور اس میں اتنی عبارت زیادہ ہے کہ سہل نے کہا کہ ہم نہ قیلولہ کرتے اور نہ کھانا کھاتے مگر بعد جمعہ کے۔

باب - جمعہ کی نماز کے بعد قیلولہ کرنا (سنت ہے)

۸۷۸۔ حمید کہتے ہیں میں نے انس سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم جمعہ کے دن سورج نماز پڑھ لیتے تھے بعد اس کے قیلولہ کرتے تھے۔

۸۷۹۔ سہل کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جمعہ کی نماز پڑھتے تھے بعد اس کے قیلولہ کرتا تھا۔

نماز خوف

باب نماز خوف کا بیان اور اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا۔

۸۷۹۔ شعیب کہتے ہیں میں نے زہری سے پوچھا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے (کبھی) پڑھی ہے یعنی نماز خوف تو وہ بولے کہ مجھ سے سالم نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر کہتے تھے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نجد کی طرف جہاد کیا تو ہم دشمن کے مقابل جا پڑے پس ہم نے ان لوگوں کے لئے صف بندی کی پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھانے کھڑے ہوئے تو ایک گروہ ہم میں سے آپ کے ساتھ رہا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں کے ہمراہ ایک رکوع کیا اور دو سجدے بعد اس کے وہ لوگ رجوع آپ کے ساتھ نماز میں شریک تھے، اس گروہ کی جگہ پر چلے گئے جس نے نماز نہ پڑھی تھی اندھ آئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت ان کے ساتھ پڑھی اور دو سجدے کئے بعد اس کے سلام پھیر دیا پھر ہر شخص ان میں کا کھڑا ہو گیا اور اس نے ایک ایک رکوع اور دو دو سجدے اپنے واسطے کر لئے۔

باب - نماز خوف پیادہ اور سوار دونوں حالت میں پڑھی جا سکتی ہے، پیادہ سے مراد کھڑا ہوا آدمی۔

۸۸۰۔ ابن عمر سے مجاہد کے قول کے مثل منقول ہے جبکہ مسلمان اور کافر باہم کھڑے ہوئے بھڑ جائیں اور ابن عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی بات زیادہ روایت کی ہو کہ اگر دشمن اس سے زیادہ ہوں تو بھڑے اور سوار جس طرح ممکن ہو پڑھ لیں۔

باب - چاہیئے کہ نماز خوف (کی حالت) میں ایک دوسرے کی پاسبانی کرے

۸۸۱۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز خوف پڑھانے کھڑے ہوئے اور لوگ آپ کے ہمراہ ایستادہ ہوئے پس آپ نے تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ کے ہمراہ تکبیر کہی اور آپ نے رکوع کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے

ہمراہ رکوع کیا پھر آپ نے سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ہمراہ سجدہ کیا بعد اس کے آپ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے تو جو لوگ آپ کے ساتھ سجدہ کر چکے تھے اٹھ گئے اور انہوں نے اپنے بھائیوں کی پاسبانی شروع کی اور دوسرا گروہ آیا اور انہوں نے آپ کے ہمراہ رکوع کیا اور سجدہ کیا اور یہ سب لوگ نماز میں تھے مگر ایک دوسرے کی پاسبانی کرتا تھا۔

باب۔ قلعوں کے محاصرہ اور دشمن کے مقابلہ کے وقت نماز کس طرح پڑھنا چاہیئے اور اوزاعی کہتے ہیں کہ اگر فتح کے آثار ہوں اور لڑائی ہی نماز پر قادر نہ ہوں تو ہر شخص اپنی نماز اشارہ سے پڑھ لے اور اگر اشارہ پر بھی قادر نہ ہو تو نماز کو آخر وقت تک، موخر کر دیں یہاں تک کہ لڑائی تمام ہو جاوے یا امن ہو جائیں تو دو رکعتیں پڑھیں پھر اگر بالکل وقت ہی جاتا ہو اور قادر نہیں تو ایک رکوع اور دو سجدے کر لیں اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہوں تو تکبیر کہہ لینا ان کو کافی ہوگا اور وہ نماز کو امن حاصل ہونے تک موقوف رکھیں اور کھول ہی اسی کے قائل ہیں اور انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں شوستر کے قلعہ کے محاصرہ میں فجر کی روشنی کے وقت پہنچا اور لڑائی کی آگ بھڑک رہی تھی تو مسلمان نماز پڑھنے پر قادر نہ ہوئے لہٰذا ہم لوگوں نے نماز نہیں پڑھی مگر دن چڑھ جانے کے بعد (جب دن چڑھ گیا) تو ہم نے فجر کی نماز ابو موسیٰ کے ساتھ پڑھی پھر وہ قلعہ ہمارے لئے فتح ہو گیا انس بن مالک کہتے ہیں کہ اس نماز کے بڑے قضا پڑھ لینے کی غرض میں دنیا و مافیہا ہی اگر ملے تو مجھے خوشی نہ ہو۔

۸۸۲ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ خندق کے دن عمر بن خطاب قریش کو برا کہتے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بھی خدا کی قسم ابھی تک عصر کی نماز نہیں پڑھی جابر کہتے ہیں پھر آپ کلیحان کی طرف تشریف لے گئے آپ نے وضو کیا اور بعد آفتاب غروب ہو جانے کے عصر کی نماز پڑھی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

باب۔ طالب و مطلوب (دونوں کی) نماز سواری پر اور اشارہ سے (جائز ہے)

اور ولید کہتے ہیں کہ میں نے اوزاعی سے شرحبیل بن سمط اور ان کے ساتھ ذوالکلاع کی پشت سواری پر نماز پڑھ لینے کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک ایسا ہی حکم ہے جبکہ (نماز کے) فوت ہو جانے کا خوف ہو اور ولید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے استدلال کیا کہ آپ نے ایک مرتبہ صحابہ سے کہ کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے تاآنکہ بنی قریظہ میں (پہنچکر)

۸۸۳ ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ احزاب سے لوٹے تو ہم سے فرمایا کہ کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں (پہنچکر) تو بعض لوگوں کو عصر کا وقت راستہ ہی میں آگیا اور بعض لوگوں نے کہا کہ ہم تو پڑھ لیتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ہمارے منع کرنے سے یہ مقصود نہ تھا پھر یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی گئی تو آپ نے کسی پر خفگی نہیں فرمائی۔

باب۔ لڑائی اور لوٹ کے وقت تکبیر کہنا اور صبح کو اندھیرے میں جانا اور نماز پڑھ لینا (کیا ثابت ہے)

۸۸۴ انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھ لی بعد اس کے سوار ہو گئے پھر فرمایا کہ اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین پھر میرے لوگ گلیوں میں دوڑتے ہوئے نکلے اور کہنے لگے محمد اور لشکر (دانش نے بیان کیا کہ خمیس کے معنے لشکر) پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان پر غالب آئے تو آپ نے جنگ کے لوگوں کو قتل کر دیا اور بچوں عورتوں کو قید کر لیا (پھر جب تقسیم غنیمت ہوئی) تو صفیہ دحیہ کلبی کو ملیں اور آخر میں وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں پھر آپ نے ان سے نکاح کیا اور ان کی مہر ان کی آزادی کو آپ نے قرار دیا۔ عبدالعزیز نے ثابت سے کہا کہ اے ابو محمد کیا تم نے انس سے پوچھا تھا کہ آپ نے صفیہ کا کیا مہر باندھا تو ابو محمد بولے کہ آپ نے انہیں کو ان کا مہر بنایا تھا عبدالعزیز کہتے ہیں یہ کہکر ابو محمد مسکرائے۔

کتاب العیدین

باب۔ عیدین کے بارے میں اور ان کے زینت کرنے کے بارے میں کیا وارد ہوا ہے۔

۸۸۵۔ عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں کہ عمر نے ایک استبرق (یعنی ریشم کا بنا ہوا) کا جبہ بازار میں بک رہا تھا لے لیا اور اس کو لیکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ اسے آپ خرید لیجئے اس سے عید کے لیے اور قاصدوں کے لئے زینت کیا کیجئے تو ان سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو اس شخص کا لباس ہے جس کو آخرت میں کچھ حصہ نہ ہو پھر جس قدر اللہ نے چاہا کہ ٹھہرے رہے بعد اس کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک دیبا کا حلہ بھیجا تو عمر اس کو لیکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تھا کہ یہ تو اس شخص کا لباس ہے جس کو آخرت میں کچھ حصہ نہ ہو اور آپ نے مجھے یہ جبہ بھیجا تو ان سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو بیچ ڈالو اور اس سے اپنا کام نکالو۔

باب۔ عید کے دن بھری گھگا کھیلنا جائز ہے،

۸۸۶۔ حضرت عائشہ بیبی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے پاس دو لڑکیاں تھیں جو بعاث کے گیت گا رہی تھیں پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ رہے اور آپ نے اپنا منہ پھیر لیا پھر ابو بکر آئے اور انہوں نے مجھے ڈانٹا اور کہا کہ شیطانی آلات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف منہ کیا اور فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو پھر جب آپ غافل ہو گئے میں نے ان دونوں لڑکیوں کو اشارہ کیا وہ چل گئیں اور عید کے دن حبشی لوگ بھری گھگا کھیل رہے تھے تو میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے خواہش کی یا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تم دیکھنا چاہتی ہو میں نے عرض کیا ہاں تو آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا میرا رخسارہ آپ کے رخسارے پر تھا اور آپ یہ فرماتے جاتے تھے کہ کئے جاؤ اے بنی ارفدہ یہاں تک کہ جب میں تھک گئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ بس میں نے عرض کیا کہ ہاں آپ نے فرمایا تو جاؤ۔

لہ یہ عید کے لوگ مزدوری پیشہ کرتے تھے حضرت کو دیکھکر کہنے لگے کہ محمد اور حبشیوں یعنی عموماً لشکر کے آگے آگے سلام سے پہلے قبیلہ اوس وخزرج میں ایک جنگ عظیم ہوئی تھی جو پورے ایک سو برس تک قائم رہی پھر اسلام کے بعد اس جنگ کا سلسلہ ختم ہوا اور اسلام نے ان دونوں قبائل کو سینہ سپر کر دیا اسی جنگ کا نام بعاث ہے اکثر اہل عرب نے اس جنگ کے واقعات کو نظم کیا ہے ۱۲ منہ حبشیوں کو کہتے ہیں ۱۲

منہ طالب وہ شخص ہے جو کسی کا تعاقب کرتا ہو اور مطلوب وہ جس کا تعاقب کیا جاتا ہو۔

کتاب الفقہ

(السلسلہ گذشتہ)

کتاب الصوم

علمائے حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ اول تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک دفعہ رمضان تک میں طلوع آفتاب کے بعد ایک اعرابی نے آکر گواہی دی کہ میں نے چاند دیکھا تھا تو آپ نے حکم دیا جس نے کچھ کھایا ہے اس کو چاہیے کہ باقی حصہ روز میں کچھ نہ کھائے اور جس نے کچھ نہیں کھایا ہے اس کو چاہیے کہ روزہ رکھے (اس طرح گویا زوال سے پہلے روزہ کی نیت ہوئی) اور جو حدیث شافعی نے پیش کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قدر دیر میں نیت کرنے سے روزہ کی فضیلت کم ہو جاتی ہے یا اس سے مطلب یہ ہے کہ ماہ رمضان تو روزہ ہی کے واسطے ہے تو دن کے اول حصہ میں اساک اس نیت کی دلیل میں اگر چہ بعد میں کی جائے روزہ بن جائیگا مگر یہ نیت نصف روز سے زیادہ میں ہونی چاہیئے کیونکہ روزہ کے بڑے حصہ میں ہوئی تو گویا کل روزہ میں ہوئی) اور یہ اس وجہ سے ہے کہ روزہ ایک رکن واحد ہے یعنی کل روزہ صبح سے شام تک ایک مسلسل عبادت ہے اور نیت اس واسطے کی جاتی ہے کہ خدا تعالےٰ کے واسطے اس کو عبادت کے طور پر پیش کریں نہ اس کو بھوک پیاس ہی رہنے دیں۔ تو نیت جبکہ کل روزہ کے شروع میں نہ ہو سکے تو) روزہ کے بڑے حصہ میں کر لی جائے اور نماز اور حج کی اور بات ہے ان میں کئی رکن ہوتے ہیں لہذا شروع ہی میں نیت کی جاتی ہے کہ نیت سب ارکان سے پہلے ہو ہاں روزہ قضا کی اور بات ہے اس کے واسطے نیت رات سے ضرور ہے کیونکہ وہ دن روزہ قضا کے واسطے مخصوص تو نہیں ہے جس دن قضا کا روزہ رکھ رہا ہے جیسا کہ رمضان کے دن رمضان کے روزوں کے واسطے مقررہ ہیں تو اس طرح سمجھو کہ رمضان تو فرض روزوں کے واسطے مقررہ ہے اور ایام نفل روزوں کے واسطے تو ان ایام کو عارضی طور پر قضا رمضان کے واسطے مصروف کرنا پڑتا ہے تو ضرور ہوا کہ نیت رات سے کی جائے کہ اس دن کو قضا کے روزہ میں لگائے اب رہا یہ امر کہ اگر بعد زوال کے روزہ کی نیت کی جائے تو درست ہوگی یا نہ ہوگی تو چونکہ روزے کے بڑے حصہ میں واقع نہ ہوگی کیونکہ زوال کے بعد کا روزہ گذر چکا لہذا اظہر یہی ہے کہ روزہ درست نہ ہو یاد رہے کہ روزہ رمضان اور روزہ نذر کے واسطے وہ نیت معتبر ہے گی جو صبح سے زوال تک کی جائے اور مختصر قدوری اور جامع صغیر میں ہی بھی لکھا ہے کہ اگر زوال سے پہلے نیت کر لی جائے تو صحیح ہے کیونکہ روزے کے بڑے حصہ میں نیت واقع ہو جائے گی اور یہ کل دن پر حاوی ہوگی۔ اور نصف روز صبح صادق سے وقت استوا تک لیا جائے گا تو نیت وقت استوا سے پہلے ہونی چاہیئے پر یہ بھی یاد رہے کہ اس حکم میں مسافر اور متیم اور تندرست اور بیمار برابر ہیں لیکن امام زفر کہتے ہیں کہ مسافر اور بیمار کو رات سے نیت کرنی چاہیے۔

امام شافعی کے نزدیک فرض روزہ میں رات سے نیت کرنی شرط ہے۔

اگر نیت دن کے نصف پر یا اس کے بعد کی جائے تو روزہ رمضان و نذر معین میں جائز نہ ہوگی۔

اگر چہ دوران روزہ میں نیت دن میں بھی کرنی جائز ہے مگر افضل یہی ہے کہ نیت کو معین کرے۔

روزہ کی نیت رات سے کرنی افضل ہے کہ روزہ کا پہلا حصہ بھی نیت ہی سے شروع ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا صیام لمن لم یبیت الصیام من اللیل جو رات سے روزہ کی نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں ہے)

قضائے رمضان اور کفار رمضان اور کفارہ یمین اور نذر غیر معین کے روزہ کی نیت روزہ شروع کرنے سے پہلے ہی کرنی چاہیئے (یعنی طلوع صبح صادق ہی سے کرے)

قضائے رمضان اور کفارہ رمضان یا کفارہ یمین میں یہ شرط ہے کہ رات سے نیت کرے (اور آخر آدھے سے آخر وقت طلوع فجر کے قریب) اور نیت کو معین کرے (کہ کفارے یا قضا کے واسطے کرتا ہوں) اور نذر کے روزے کا بھی یہی حکم ہے مگر اس نذر کے روزہ کا جس میں دن معین نہ کئے ہوں۔ قضائے رمضان اور کفارہ کے روزوں کے واسطے رات سے نیت کرنی ضرور ہے کیونکہ اس کا وقت معین نہیں ہے۔ لہذا ضرور ہوا کہ روز سے پہلے اس روزہ کو معین کر دے۔

اگر فجر طلوع ہونے کے بعد قضا کے روزہ کی نیت کی تو قضا صحیح نہیں بلکہ یہ روزہ نفل ہو جائے گا اور اس کو توڑنے سے قضا لازم ہوگی

نفل روزہ کی نیت قبل دوپہر کرے نہ بعد دوپہر

دلیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اکثر صبح کو روزہ دار نہیں ہوتے تھے تو گھر میں اگر دریافت فرماتے تھے کہ کچھ کھانے کو ہے تو اگر کہا جاتا تھا کہ نہیں تو آپ فرماتے تھے تو پھر میں روزہ سے ہوں اور اگر کہا جاتا تھا کہ ہے تو آپ کھا لیتے تھے حالانکہ روزہ کی نیت کر چکتے تھے۔ (رواہ مسلم)

۱۔ امام مالک کا خیال یا امام مالک کے نزدیک روزہ نفل کے واسطے بھی نیت رات سے کرنی شرط ہے۔

دلیل۔ یہ پیش کی گئی ہے کہ رمضان کے علاوہ اور دنوں میں جو روزہ شروع ہے وہ روزہ نفل ہے (جیسا کہ رمضان میں مشروع روزہ روزہ فرض ہی) لہذا رمضان کے علاوہ اور دنوں میں اگر اساک کیا گیا تو وہ موخر نہ ہے گا آخری نیت کرنے پر جیسا کہ اساک رمضان کے دنوں میں آخری وقت کی نیت پر۔

اگر بعد زوال کسی روزہ کی نیت کی جائے اگر چہ وہ روزہ نفل ہی ہو جائز نہیں۔ شافعی کہتے ہیں کہ جائز ہے اور روزہ نفل صحیح رہے گا اور جس وقت نیت کرے گا اس وقت سے روزہ دار مانا جائیگا کیونکہ ان کے نزدیک روزہ نفل ابتدا پذیر ہے اور اپنی خوشی پر منحصر ہے اور ممکن ہے کہ بعد زوال ہی روزہ رکھنے کو دل چاہے لیکن شرط یہ ضرور ہے کہ اساک مشروع صحیح ہی سے ہو لیکن ہمارے علماء یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جس صورت میں کہ کوئی شخص روزہ نفل کی نیت کرے

صبح کے بعد اور نصف روز سے پہلے پہلے تو وہ روزہ دار شمار کیا جائے گا شروع دن سے کیونکہ روزہ ایک عبادت ہے اور اس کی فائدہ نفس امارہ کو زیر کرنا اور مارنا ہے اور یہ بات حاصل ہو سکتی لیکن اس امساک سے کہ صبح صادق سے شام تک رہے تو نیت اس کے واسطے اس کے بڑے حصہ میں ہونی چاہئے (یعنی اگر نیت زوال سے پہلے کی جائے اور نصف روزہ سے زیادہ میں نیت کی جائے گی تو بڑے حصہ میں ہوئی۔

اگر عورت نے دوران حیض میں روزہ کی نیت کی اور پھر صبح ہونے سے پہلے پاک ہو گئی تو نیت صحیح رہی اور روزہ ہو گیا۔

اگر رمضان میں دن کے اول حصہ میں کوئی شخص مرتد ہو گیا اور پھر مسلمان ہوا اور زوال سے پہلے روزہ کی نیت کر لی تو یہ روزہ صحیح رہے گا۔

نیت کے واسطے جو حکم ہے وہ مسافر اور مقیم اور بیمار اور تندرست سب کے واسطے امام زفر کے نزدیک بیمار اور مسافر کو رمضان کے روزہ کی نیت رات سے کرنی چاہیے۔

اگر رمضان میں رات میں یا دن میں بیہوش ہو گیا تو اگر زوال سے پہلے افاقہ ہو گیا اور نیت کر لی تو جائز ہے مجنون کی بھی یہی حکم ہے۔

اگر نماز پڑھ رہا ہو اور دل سے روزہ کی نیت کر لے تو صحیح ہے نماز فاسد نہ ہوگی۔

ایک روزہ میں دو نیتیں کرنیکا نتیجہ

اگر ایک ہی روزہ میں دو مختلف قسم کے روزوں کی نیت کی جو حکم میں یا فرض ہونے میں برابر ہیں اور ایک دوسرے پر ترجیح نہیں ہے تو دونوں باطل ہو جائینگے ہاں اگر ایک کو دوسرے پر ترجیح ہے تو جس کو ترجیح ہے وہی صحیح رہے گا

اگر قضائے رمضان نذر کی نیت کی تو روزہ قضائے رمضان کا ہوگا

" نذر معین نفل " " نماز معین " " "

" " کفارہ " " " " " "

" قضائے رمضان کفارہ ظہار " " قضائے رمضان " "

" قضائے بعض رمضان نفل " " " " نوافل

" کفارہ واجب " " " کفارہ واجب "

" کفارہ ظہار " کفارہ قتل " " نفل کا ہوگا بالاتفاق

" قضائے رمضان " " " " " "

" " کفارہ قسم " " " " "

الا اگر عرفہ کے دن عرفہ کے روزہ کی نیت یوم کرے اور قضا یا نذر یا کفارہ کے روزہ کی نیت یہی کرے تو بعض علماء کے نزدیک دونوں قسم کے روزے پورے ہوں گے۔ کذا فی الحموی۔

روزہ کا وقت کب سے کب تک ہے

روزے کا وقت طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل کہا اور پھر رمضان کی راتوں میں یہاں تک کہ صبح کی سفید لکیر سیاہ میں سے ظاہر ہو جائے پھر تم روزے کو رات تک" دو خطوں سے مطلب دن کی اندرات کی سیاہی (یعنی صبح صادق و صبح کاذب)

روزے کا صحیح وقت وہ وقت الصوم حین طلوع الفجر الثانی الی غروب الشمس یعنی طلوع فجر ثانی کے وقت سے غروب آفتاب تک علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ روزے کے شروع ہونے کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے پر ہے یا اس کے روشن ہونے پر۔

اوقات روزہ ونماز تراویح وسحری

روزہ کا شروع صبح صادق سے اور روزہ کا ختم آفتاب کے غروب ہونے پر ہے جبکہ مغرب کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے۔ نصف روزہ نصف روز نہیں ہوتا بلکہ نصف روز سے کچھ قبل نصف روزہ ہو جاتا ہے کیونکہ نصف روز تو طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے درمیان ہوتا ہے اور روزہ میں صبح صادق یا طلوع آفتاب بھی شامل ہے۔

تراویح کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جبکہ شفق آفتاب غروب ہو جائے یعنی جب عشاء کا وقت شروع ہو اور اختتام تراویح صبح صادق سے پہلے پہلے ہو۔

سحری کا وقت بھی صبح صادق کے نمودار ہونے تک ہے۔

رمضان میں روزہ کو کیا اخفائے روزہ لازم ہے؟

(۱) جو شخص رمضان میں علی الاعلان بلا عذر قصداً دن کو روزہ افطار کرے تو امام کو چاہیئے کہ اس کو قتل کرا دے۔ اسی طرح درمختار کے باب ما یفسد الصوم میں لکھا ہے ویؤاکل عمدا اشهرها بلا عذر علی الاعلان اور بیباکانہ تو قتل کر دیا جائے۔

(۲) مسافر اور مریض کے واسطے رمضان میں بالاتفاق ظاہر کھانا جائز ہے۔

(۳) حیض والی عورت کے لئے اس امر میں اختلاف کیا گیا ہے کہ رمضان میں ظاہر کھا دے یا پوشیدہ بعض کا خیال ہے کہ ظاہر کھائے مگر بعض کا خیال ہے کہ پوشیدہ کھائے

دن کے باقی حصہ کا روزہ

جس شخص کو رمضان میں صبح کے وقت ایسا عذر پیش آیا کہ روزہ کے واسطے مانع تھا (یا اس کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا مباح تھا) پھر وہ عذر زائل ہو گیا اور ایسی حالت ہوئی کہ اگر وہ حالت صبح کو ہوتی تو روزہ واجب ہوتا مثلاً نابالغ ایسے دن میں کسی وقت بالغ ہوا۔ یا دن میں کسی وقت کافر مسلمان ہوا یا مجنون کو افاقہ ہوا یا حیض والی عورت کو طہر ہوا یا مسافر اپنے گھر آیا اور روزہ رکھنے کے لائق ہو تو ان پر واجب ہے کہ جس قدر دن کا حصہ باقی ہے اس میں ممنوعات روزہ کو نگاہ رکھیں۔ عالمگیری۔

قاعدہ جس شخص پر روزہ صبح کے وقت واجب تھا اس لئے کہ وجوب کا سبب اور روزہ کی اہلیت موجود تھی اگر وہ روزہ دار نہ رہ سکا مثلاً کسی نے اس کا روزہ توڑ دیا یا شک کے روز صبح کو یہ سمجھا کیا پھر ظاہر ہوا کہ نہ رمضان کا دن تھا یا سحری کھاتے وقت یہ گمان ہوا کہ فجر طلوع نہیں ہوئی۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ فجر طلوع ہو چکی تھی تو ان پر واجب ہے کہ باقی دن روزہ دار دن کی مشابہت اختیار کریں اور جو چیزیں روزہ میں منع ہیں ان سے پرہیز کریں۔

(عالمگیری)

مقالات غوث الاعظم

(السلسلہ گذشتہ)

اور ان کے اندر وہ پریشانیاں زیادہ ہو جاتی ہیں اور اپنے حصہ کے علاوہ جو حصے کہ ان کی قسمت میں نہیں ہیں ان کی طرف محتاجی ان لوگوں کی بڑھ جاتی ہے اور جو حصہ کہ ان کے پاس ہیں وہ یہ لوگ (ان کو حقیر اور صغیر اور قبیح سمجھتے ہیں اور دوسروں کے حصہ کو اپنے قلوب میں بڑا اور اچھا دیکھتے۔ اور سمجھتے) اور ان کو طلب کرنے لگتے ہیں ان کی عمریں کند جاتی ہیں اور ان کی قوتیں سست ہو جاتی ہیں اور ان کے سن وسال بڑھ جاتے ہیں اور ان کے مال ختم ہو جاتے ہیں اور اُن کے جسم تھک جاتے ہیں اور ان کی چونا ناں غرق عرق ہو جاتی ہیں اور ان کے نامۂ اعمال سیاہ ہو جاتے ہیں گناہوں کی کثرت سے اور ان حصوں کی تلاش میں بڑے بڑے گناہوں کے ارتکاب سے اور احکام الٰہی کے ترک ہو جانے سے تو یہی وہ (دوسروں کے) یہ حصے نہیں پاتے اور ان کا انجام یہ ہوتا ہے کہ (دنیا سے خالی ہاتھ چلے جاتے ہیں نہ اور کہ رہتے ہیں نہ اُدھر کے۔ ظہر الدنیا والآخرہ دنیا کا یہی خسارہ اٹھاتے ہیں اور آخرت کا یہی انہوں نے ان چیزوں میں اللہ کا شکر ادا نہیں کیا جو ان کے حصے میں آئیں دیا تھا (اور اس طرح) اُن سے اللہ کی عبادت میں (وہ) مدد لیتے اور دوسروں کے حصوں سے جو چیز چاہتے تھے انہوں نے اس کو وہی نہیں پایا بلکہ (حاصل کرنے کی بجائے) انہوں نے اپنی دنیا و آخرت کو ضائع کر دیا بس یہ یہی (وہ) لوگ ہیں جو بدترین مخلوق ہیں اور ان دونوں سے عقل و بصیرت ہو لوگ جہل اور احمق ہیں اور حسیس ترین (اشخاص ہیں) جسے ہیں۔ اگر وہ قضا پر راضی رہتے اور عطائے پروردگار پر قناعت کرتے اور احسن طاعت محلی بجالاتے تو بیشک اُن کے پاس دنیا کے حصے سخی اور شفقت کے بغیر آجاتے ہیں اس کے بعد خدائے بزرگ کے جوار رحمت میں ان کو منتقل کیا جاتا پھر اس کے قریب وہ اپنی ہر مراد اور آرزو کو پا لیتے! اللہ تعالیٰ میں اور انہیں ان لوگوں میں کرے جو قضا پر راضی ہوئے اور اپنے سوال کو اس کے مطابق بنایا اور دنیا اور حفظ حال اور اُن چیزوں کی توفیق کے خواستگار ہوئے جن کو اللہ دوست رکھتا ہے اور جن سے کہ وہ راضی ہے۔

مقالہ چونواں

(زہد اور زاہد کی تعریف)

فرمایا: زہد آخرت کو چاہتا ہے اس پر واجب ہے کہ دنیا کو چھوڑ دے اور جو اللہ کو چاہتا ہے اس پر واجب ہے کہ آخرت کو چھوڑ دے بس (چاہتا ہے کہ) تو ترک دنیا آخرت کے لئے اور ترک آخرت اپنے پروردگار کے لئے کرے پھر جب تک اس کے قلب میں باقی رہے گی کوئی شہوت شہوات دنیا سے اور کوئی لذت لذات دنیا سے یا تمام اشیاء کی راحات میں سے طلب کسی راحت کی جیسے کہ ماکولی و مشروب اور ملبوس اور نکاح اور سواری اور سکونت اور حکومت اور ریاست کی (راحتیں) اور طلب فنون علمیہ سے کسی درجہ علم کی اور فقہ سے عبادات خمسہ کے ماسوا کی اور روایات حدیث کی اور روایات مختلفہ لغت قرآت کے ساتھ قرآت قرآن کی اور نحو اور لغت اور فصاحت و بلاغت کی اور (آرزو) زوال فقر و محتاجی اور حصول غنا و تونگری کی بلائیں اور آفتیں دور ہونے کی عافیت دائم آنے کی فی الجملہ نقصان کے جانے اور نفع کے آنے کی (تو ان میں سے کسی طلب و خواہش کے ہوتے ہوئے) وہ شخص دہرگز زاہد نہیں ہے کیونکہ ان اشیاء میں سے ہر ایک میں لذات نفس اور مواقعت ہوائے نفس اور راحت طبع اور محبت طبع ہے اور یہ کل چیزیں (ماقبل) دنیا ہیں جن میں وہ اپنی لقمۂ تر پیدا کرتا ہے اور ان (چیزوں) سے دنیا میں سکون بلمائیت حاصل ہوتی ہے بس دیکھ (کہ) یہ سزاوار ہے کہ ان سب کو قلب سے نکال دینے کی کوشش کرے اور ان کے (دل سے) دور کر دینے اور ان کی جڑ نکال دینے کے (اپنے نفس کی گرفت کرے تاکہ ان میں سے کسی چیز کی محبت (قلب میں) جیسے ارسے کی ٹھٹھلی جو سنے کے برابر بھی) باقی رہے اور اس (زاہد) کا زہد دنیا خالص ہو جائے جب اس کا زہد پورا ہو گیا تو غم اور پریشانیاں اس کے دل سے اور غمی اس کے باطن سے نکل جائیں گی اور آرام اور خوشی اور اللہ سے انس (یہ سب) آجائیگا جیسے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فخر فرمایا کہ زہد دنیا میں قلب کو اور جسم کو راحت دیتا ہے بس جب تک ان میں سے کوئی شے قلب میں باقی رہے گی اسی قدر غم اور پریشانیاں اور خوف و ترس (یہ سب) قائم رہیں گے اور ذلت اس کے لئے لازم ہوگی اور اللہ عزوجل اور اس کے قرب سے تہ برتہ اور کثیف حجاب (قائم) ہو گا اور یہ سب بے پردے نہیں ہٹیں گے جب تک کہ کمال درجہ زوال حب دنیا نہ ہو جائے گا اور پورا قطع علائق نہ ہو جائے گا اور (زہد دنیا کے بعد مومن) پھر زہد آخرت کو اختیار کرے اور (آخرت کے) بڑے درجے اور بلند منزلیں حور و غلمان اور قصر اور بالاخانے باغ اور سواری اور لباس اور زیور اور کھانا اور پینا اور ان کے سوا وہ چیزیں جو اللہ نے اپنے مومن بندوں کے لئے (جنت میں) مہیا رکھی ہیں (ہر گز طلب نہ کرے) اور اللہ سے اپنے عمل پر کسی اجر و ثواب دنیا و آخرت میں (قطعاً و قاطبتہً) طالب نہ ہو (تو) ایسی حالت میں پھر وہ اللہ کو اپنی جانب سے رحمت اور فضل کے طور پر اس کا پورا پورا دیتے والا پائے گا اور اللہ اُسے اپنا مقرب اور نزدیک تر بنا لے گا اور اس پر لطف فرمائے گا اور طرح طرح کے الطاف و احسان کے ساتھ اس سے اپنا تعارف کرائے گا جس طرح کہ اپنے رسل و انبیاء اور اولیاء اور خواص اور احباب عارفین کے ساتھ اس کی عادت جاری ہے اور بندہ (اُس وقت) اپنی آخر حیات تک ہر روز اپنے کام میں ترقی پر رہے گا۔ اس کے بعد آخرت میں ایسی چیزوں کی طرف منتقل کیا جائے گا جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی قلب بشر پر خطور کیا اور یہ ایسی چیزیں ہیں جن کے سمجھنے سے عقلیں کوتاہ اور عاجز ہیں اور جن کے (اظہار و) بیان سے عبارتیں قاصر ہیں۔

(+)

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

قبیلہ بنی نضیر کی ایک سازش

یہودیوں کا مشہور قبیلہ بنی نضیر قبیلہ بنو عامر کا حلیف تھا اور اور ہر مسلمانوں سے ہی ان کا معاہدہ تھا اس لئے جناب سرور کائنات صلعم نے یہ خود پہلو بنے کے بارے میں بنی نضیر سے صلاح و مشورہ کر لینا ہی ضروری سمجھا چنانچہ آپ خود ان کے محلہ میں تشریف لے گئے اور آپ کے ہمراہ حضرت ابو بکرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ بھی گئے۔ بات چیت ہی ہو رہی تھی کہ بنی نضیر بظاہر خوشامد رکھیں اور ہم لوگوں کو بلانے اور فراہم کرنے میں مشغول ہیں غرض یہ فریبی لوگوں کو فراہم کرنے اور بلانے کے بہانے ادھر ادھر ہو جائیں اور اپنی سازش میں مشغول ہو گئے۔

ان لوگوں نے آپ کو قلعہ کی منڈیر پر ایسی جگہ بٹھایا تھا کہ ایک بڑا پتھر دیوار کی طرح کھڑا ہوا رکھا تھا بنی نضیر کے لوگوں نے آپ کو یہاں بٹھا کر مشورہ کیا کہ اب آپ پر قلعہ پر چڑھ کر اوپر سے پتھر ڈھکیل دینا چاہیئے تاکہ محمد (صلعم) اپنے تینوں ساتھیوں سمیت اس کے نیچے کچلے جائیں چنانچہ اس سازش کے مطابق ایک شخص عمرو بن مخاش نے کعب اس ارادہ سے اوپر چڑھا کہ وہ پتھر گرائے مگر وہ اپنے ارادہ کو عملی جامہ نہ پہنا سکا تھا کہ خدائے قدوس علام الغیوب نے بذریعہ وحی حضورؐ کو یہودیوں کے اس منصوبہ کی خبر دیدی اور آپ فوراً وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے ساتھیوں کو لیکر مدینہ کو روانہ ہو گئے یہ دیکھکر یہودیوں نے آپ کو بلانا چاہا مگر حضورؐ نے فرمایا کہ تم لوگ مجھے قتل کرانا چاہتے تھے مگر میرے خدا نے مجھکو بچا لیا اب یہ بھی امید رکھتے ہو کہ میں تم سے بات چیت کروں یہودیوں نے اپنے اس فعل پر نہ اظہار ندامت کیا اور نہ اس سے انکار کیا غور کیجئے یہ لوگ کیسے بد باطن اور شورتی تھے اور اسلام کے خلاف کیسی کیسی شرارتیں کرتے تھے۔

بنو نضیر کا محاصرہ

مدینہ میں پہنچکر آپ نے یہودیوں کے نام پیغام بھیجا کہ چونکہ تم نے اپنے عہدنامہ کو اپنے ہاتھوں توڑ دیا ہے اس لئے اب تمہارے سے معاہدہ کر دگا انہوں نے عہدنامہ لکھنے سے صاف انکار کر دیا اس پر حضورؐ نے ان سے کہا کہ اگر عہدنامہ نہیں لکھتے تو دس دن کے اندر اندر جلا وطن ہو جاؤ اور کسی دوسری جگہ چلے جاؤ بنو نضیر نے اس سے بھی انکار کیا اور لڑائی پر مستعد ہو گئے۔ دنیا کا کونسا ایسا انسان ہے جو حضورؐ کے اس فعل کو ظالمانہ قرار دے اگر بجز تم یہودیوں کی شرارت اور اسلام دشمنی کے مقابلہ میں اس سے نیلہ نرم اور کوئی سلوک ہو ہی نہیں سکتا تھا غرض جب یہ لوگ کسی بات پر بھی رضامند نہ ہوئے تو چار و نا چار آنحضرت صلعم کو بھی لڑائی پر آمادہ ہونا پڑا اور آپ نے صحابہ کو لیکر ان پر چڑھائی کر دی مگر یہودیوں میں اتنی جرأت کہاں تھی جو فیسران اسلام کا مقابلہ کرتے وہ تو بس سازشیں ہی کرنا خوب جانتے تھے اس لئے بنو نضیر قلعہ میں محصور ہو گئے آپنے قلعہ کا محاصرہ کر لیا یہ محاصرہ پندرہ یوم تک رہا اسی محاصرہ کے دوران میں یہ کے منافقوں اور ان کے سردار عبد اللہ بن ابی نے یہودیوں کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر تم قلعہ سے باہر نکل کر میدان میں مسلمانوں کا مقابلہ کرو گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ میں ہم تم سب مل کر مسلمانوں کو قتل کر دینگے اور اگر تم جلاوطن ہونا قبول کر دگے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ہی جلاوطنی اختیار کرینگے۔

بنو نضیر جلاوطن ہو گئے

بنو نضیر کے حوصلے تو اس پشت پناہی سے بڑھ گئے مگر وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں کچھ نہ کر سکے آخر پندرہ دن کے محاصرہ اور مقابلہ کے بعد یہودی جلاوطن ہونے پر آمادہ ہو گئے۔ آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ اچھا اگر تم یہی چاہتے ہو تو سوائے ہتھیاروں کے تم اپنا تمام مال و اسباب لیجا سکتے ہو چنانچہ وہ اپنا تمام مال و اسباب اونٹوں پر بار کر کے لے گئے اور چلتے وقت خود ہی اپنے گھروں کو مسمار کر گئے اور یہاں سے جلاوطن ہو کر کچھ تو خیبر میں جا کر آباد ہو گئے اور کچھ ملک شام میں چلے گئے اب ان کا جو بقیہ مال و اسباب رہ گیا تھا وہ حضورؐ نے مہاجرین میں تقسیم کر دیا انصار میں سے صرف دو شخصوں حضرت ابو دجانہ اور سہل بن حنیف کو اس مال غنیمت میں سے حصہ ملا کیونکہ یہ بہت مفلس اور غریب تھے یہودیوں میں سے دو شخص یامین بن عمیر اور سعید بن وہب مسلمان ہو گئے اور اس غزوہ کا نام غزوۂ بنو نضیر مشہور ہوا اور یہ ماہ ربیع الاول ۴ھ ہجری یعنی جنگ احد سے پورے چھ مہینے بعد کا واقعہ ہے۔

بنو محارب اور بنو ثعلبہ کی شرارتیں

یہ دونوں قبیلہ غطفان کی شاخیں ہیں ان کے متعلق حضورؐ کو متواتر خبریں پہنچیں کہ وہ شرارتیں اور سازشیں کر رہے ہیں اور حملہ کی تیاریوں میں مشغول ہیں آپ اس حملہ کی مدافعت اور روک تھام کے لئے ان کے مقابلہ کو روانہ ہو گئے اور مدینہ میں حضرت عثمان بن عفان کو عامل مقرر فرما گئے اس مقابلہ میں آپ کے ساتھ چار سو صحابی تھے بنو محارب اور بنو ثعلبہ ایک نخلستان میں جمع ہوئے تھے جب انھیں اسلامی لشکر کی امد کا علم ہوا تو وہ منتشر ہو گئے اور آپ سے کوئی معرکہ انہیں ہونے پایا۔ اس غزوہ کا نام غزوہ ذات الرقاع ہے جو ماہ جمادی الاول ۴ھ میں واقعہ ہوا تھا اس غزوہ کا نام غزوۂ ذات الرقاع اس لئے رکھا گیا کہ پہاڑی اور پتھریلی زمین میں سفر کرنے کی وجہ سے اکثر صحابہ کے پاؤں زخمی ہو گئے تھے جس کی وجہ سے غازیان اسلام نے پاؤں میں کپڑے لپیٹ لئے تھے۔

۴ھ کے مشہور واقعات

حضرت زینبؓ سے نکاح

زمانہ جاہلیت میں کہ والوں میں جو انسانیت اور اخلاق سوز رسمیں تھیں ان میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ تبنیت کرنا اپنے لیپالکوں کو ایسا ہی سمجھتے تھے جیسا

نسبی بیٹوں کو جنہیں کہ میراث میں بھی وہ شامل تھے اس میں جو خرابیاں اور نقص تھے اس کے بیان کرنے کے لئے تو ایک دفتر درکار ہے اس لئے ہم اس کو نظر انداز کرتے ہیں ہاں اتنا ضرور سمجھ لیجئے کہ اسلام دنیا کے لئے امن وسلامتی اور اخوت ومساوات کا پیغام رحمت لیکر آیا تھا اور اس نے دنیا میں انسانی اخوت کو قائم کرکے انسانیت کبریٰ کی بنیاد بالاکر اٹھائی اس کی راہ میں سب بڑی رکاوٹ یہی رسم تبنّی کہ ایک تو مکہ والے اپنے سگے بیٹوں کو اپنا صلبی بیٹا سمجھتے تھے دوسرے وہ غلاموں سے نفرت کرتے تھے اسلام نے نسلی تفوق وغرور کو تو یہ کہکر خاک میں ملادیا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم یعنی تم میں سے بزرگ اور معزز تو وہی ہے جو متقی اور پرہیزگار ہو علمی حیثیت سے تو اسلام نے بزرگی کا یہ معیار پیش کرکے انسانیت کبریٰ کی بنیاد بالاکر دیا تھا مگر ضرورت تھی کہ اس علم کے مطابق عمل بھی کریں تاکہ تعلیم مکمل ہو جاتی اسلام دیگر مذاہب کی طرح باتونی مذہب تو ہے نہیں وہ تو علم کے ساتھ عمل بھی چاہتا ہے اور علم وعمل کی روشنی میں تمدن ومعاشرت انسانی کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرتا ہے اس لئے اس نے اس اصول مساوات کے مطابق بنی نوع انسان کے لئے ایک نمونہ بھی دیا اس اجمال کی تفصیل سنئے۔

حضرت زینب رسول کریم صلعم کی قریبی رشتہ دار تھیں ان کے ساتھ آپ نے اپنے آزاد کردہ غلام زید سے حضرت ثابت زینب کا نکاح کردیا تھا تاکہ غلاموں سے نفرت دور ہو اور مساوات کی ایک عملی نمونہ قائم ہو حضرت زید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلامی سے آزاد کرکے اپنا بیٹا بھی بنا لیا تھا اس شادی کا مکہ والوں میں بہت چرچا ہوا اور قوم کے رواج کے مطابق حضرت زینب زید کو آزاد شدہ غلام ہونے کی وجہ سے نفرت کرتی تھیں حضور سرور کائنات صلعم نے چند سمجھایا کہ کیا کوئی آدمی غلام نہیں ہو سکتا مگر ان کی نفرت کم نہ ہوئی اور خانگی کشیدگی دن بدن بڑھنے لگی چنانچہ زید نے تنگ آکر حضرت زینب کو طلاق دیدی اور رسول اللہ نے زینب کا رنج دور کرنے کے لئے خود ان سے نکاح کرلیا اور مکہ والوں کے اس رواج کو توڑ دیا کہ کسی کو بیٹا کہدینے سے وہ بیٹا بنجاتا ہے دیکھا آپ نے خدائے علام الغیوب نے اپنے حبیب سے اس نکاح کو کرا کر کیسی بڑی رسم کو توڑا ہے اور کیونکر غلامی کا استیصال کیا ہے مگر بڑا ہو اس تعصب اور کور باطنی کا کہ رسول اللہ کی آفتاب سے زیادہ روشن اور بے داغ زندگی میں اور کوئی بات تابل انگشت نمائی نظر نہیں آتی مگر آریہ اور عیسائی حضرت زینب کے نکاح پر اعتراض کرکے اپنی بے عقلی جہالت تعصب بے مغزی اور خبث باطنی کا ثبوت دیا کرتے ہیں اور اس طرح اپنے دل کی بھڑاس نکال لیا کرتے ہیں حضرت زینب کا اسی سال انتقال بھی ہو گیا۔

رسول اللہ نے عبرانی زبان سیکھنے کا حکم دیا

اسی سال رسول کریم صلعم نے حضرت زید بن ثابتؓ کو حکم دیا کہ وہ یہودیوں کی عبرانی زبان سیکھیں چنانچہ انہوں نے پندرہ دن میں یہ زبان سیکھ لی اس واقعہ سے ہمارے علماء کو عبرت حاصل کرنا چاہیئے کہ قرآن میں سے اکثر دوسری قوموں کی زبان سیکھنے کو معیوب سمجھتے ہیں یہاں حضور کے اس حکم سے غیر قوموں کی زبان سیکھنے کی سند لینی چاہیئے۔

اسی سال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہؓ سے نکاح کیا ان کے شوہر جہاد میں شہید ہو گئے تھے ان کو لاوارثی کی تکلیف تھی اس کے بعد ان کی تکلیف اور پریشانی جاتی رہی اسی سال ماہ شعبان میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور رسول اللہ کو آپ کی ولادت کی بے انتہا خوشی ہوئی اسی سال ماہ حرام ہوئی اسی سال عبداللہ بن عثمان یعنی آنحضرت صلعم کے نواسے نے بعمر چھ سال وفات پائی اس کی وفات کا سبب یہ ہوا تھا کہ مرغ نے آنکھ میں ٹھونگ مار دیا تھا جس کی تکلیف سے جانبری نہ ہو سکی اسی سال زینب بن زنیب کا انتقال ہوا اور فاطمہ بنت اسید یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ نے بھی اسی سال انتقال کیا۔

غزوۂ بدر صغریٰ

ابوسفیان جنگ احد میں یہ کہکر گیا تھا کہ ہم آئندہ سال مقام بدر میں مسلمانوں سے لڑائی کرینگے گویا یہ آئندہ سال کے لئے اعلان جنگ تھا جب مسلمانوں نے منظور کرلیا تھا منافقین مدینہ جو دن رات مسلمانوں کی بربادی کے منصوبے سوچتے رہتے تھے اور طرح طرح کی سازشیں کرتے رہتے تھے ان کو فکر ہوئی کہ کہیں ابوسفیان لڑائی کا وعدہ نہ بھول جائے یا پوری قوت کے ساتھ جنگ کی تیاری نہ کرے اس لئے انہوں نے نعیم بن مسعود کو مکہ بھیجا کہ وہ مکہ جاکر قریش کو اُکسا کر قرار دادیا دولائے اور ان کے دماغوں میں جوش انتقام بھر دے چنانچہ یہ مکہ میں پہنچا اور ابوسفیان کو جنگ کی طرف توجہ دلائی اس سال مکہ میں قحط سالی تھی ابوسفیان نے کہا کہ ہم جنگ کی تیاری میں مصروف ہیں مگر تم مدینہ جاکر یہ چال چلو کہ مسلمانوں سے ہماری زبردست جنگی تیاریوں کو کہدو تاکہ وہ ہماری عظیم الشان تیاریوں سے مرعوب ہو جائیں اور لڑکے مارے مدینہ ہی سے نہ نکلیں اگر تم نے یہ کام سرانجام دیا تو بہت بڑا کام کردگے جس کے صلہ میں میں تمہیں بیس اونٹ انعام دونگا۔ نعیم مدینہ میں پہنچا اور خوب بڑھا چڑھا کر قریش کی تیاریوں کا لوگوں کا حال سنایا ایک قنسق امر قلسلما یہ خبریں سن سن کر ذرا فکر مند ہونے لگے حضرت عمر فاروقؓ نے جب مسلمانوں کی اس کمزوری کا حال دیکھا تو آپ حضور سرور کائنات کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ کیا آپ خدا کے سچے رسول نہیں ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ کافروں کی تیاری کا حال سنکر گھبرائے ہوئے ہیں حضور علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ کچھ پرواہ نہیں اگر میرے ساتھ ایک بھی مسلمان نہ ہوگا تو میں حسب معمول اکیلا ہی کفار کے مقابلہ میں نکلوں گا۔

اس کے بعد آنحضرت صلعم نے جنگ کی تیاری شروع کردی اور آپ ڈیڑھ ہزار جاں نثار صحابہ کی جمعیت ہمراہ لیکر بدر کی جانب روانہ ہو گئے اور مدینہ میں علی ابن عبداللہ کو عامل مقرر فرما گئے اس مرتبہ آپ نے اپنے لشکر کا علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد کیا کل فوج میں دس گھوڑے تھے اور ہر جب ابوسفیان کو آنحضرت صلعم کی روانگی کا حال معلوم ہوا تو وہ اگرچہ لڑائی سے جان بچانا چاہتا تھا مگر چاروناچار اسکو نکلنا پڑا اور مکہ سے دو ہزار کا لشکر جرار لیکر وہ بھی چل پڑا مگر خشک سالی کی وجہ سے اس کے لشکر کو سامان خورد ونوش بھی کافی مقدار میں میسر نہ تھا اور سوائے ستو کے ان کے پاس کچھ نہ تھا اس واسطے اس لشکر کا نام جیش السویق مشہور ہوا۔

مسلمان اور قرآن

(سلسلہ گذشتہ)

ایک مسلسل کتاب جو خاص طور سے مولوی کیلئے لکھوائی جارہی ہے

مالی استحکام اور قرآن پاک

چونکہ تمام دنیوی امور میں دولت کی سب سے زیادہ کارفرمائی ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اساس عالم اسی پر قائم ہے اس لئے قرآن نے اس کے جائز حصول اور اس کی سودمندی پر بڑی مفید روشنی ڈالی اور ظاہر کیا کہ دینی اور دنیوی برکات بڑی حد تک اسی پر مبنی ہیں اور اسے فضول اور بیکار شے سمجھنا ضلالت ہے۔ چاہیئے ارشاد باری ہے ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط فتقعد ملوما محسورا۔ نہ تو اپنے ہاتھ کو اپنی گردن ہی میں باندھ رکھ اور نہ اسے بالکل کھول ہی دے کہ تو ملامت کیا ہوا درماندہ حال اور پریشان ہو کر بیٹھ جائے۔ یعنی نہ تو دولت کے معاملہ میں بخل اتنا تنگ دلی سے کام لے کہ تیرا ہاتھ کسی کو دینے ہی کے لئے نہ اٹھے اور پیسہ جمع کرتا اور بیکار اس کے انبار لگاتا چلا جائے اور اتنی دریا دلی پر اتر آ کہ بڑا بڑا ایسی ضرورتوں اور مصیبتوں کو ٹالنا اور تقسیم کرنا شروع کر دے اور خود پریشان اور مفلس ہو کر بیٹھ جائے۔

کتنی مختصر لیکن بہت تعلیم ہے اسراف اور دولت کی غلط اور بیکار فرمائی اور تقسیم و اسراف کے متعلق کیا اچھے اور بہتر نکتہ پیش کیا ہے نزول قرآن کریم سے پیشتر دنیا میں کوئی مذہب بھی دولت کو قابل وقعت نہ دیتا تھا بلکہ بیشتر یا تو مذہب تو دولت کو مٹا اور ایک غلاظت سمجھتے اور دولتمندوں کی تنقیص ہی کرتے رہتے تھے۔

متی انجیل ۶-۱۹ میں ہے کہ "اپنے لئے مال آسمان میں جمع رکھ جہاں کیڑا اور جھینگی اسے خراب کرے نہ چور اس پر ہاتھ صاف کرے جہاں مال ہے وہاں دل ہے" یعنی دنیا میں مال ہوگا تو دل دنیا میں لگا رہے گا اور اگر اسے آسمانوں پر جمع کرے گا تو دل وہیں خدا سے لگا رہے گا۔"

متی ۱۹-۱۶ میں ہے کہ "ایک دولتمند نے حضرت مسیح کے پاس رہنا اور ضمانی بادشاہت میں داخل ہونا چاہا۔ اسے حکم دیا گیا کہ تمام مال و اسباب لے ڈال تب میرے ساتھ ہو۔" یعنی مال و اسباب کی موجودگی میں ہی تو ان کے نزدیک بھی بادشاہت میں داخل ہی نہیں ہو سکتے۔ یہودیوں میں ہی تو ان کے نزدیک بھی دولت کو غلاظت حاصل ہے یہود و ہنود اور عیسویوں کی یہی اس بارے میں تعلیم ہے۔

قرآن حکیم نے دولتمندی کی تنقیص و مذمت تو کجا اسے ایک اعلیٰ درجہ کی نعمت قرار دیا اور ساتھ ہی فضل کے ساتھ سمجھا دیا کہ دولت ایسی چیز نہیں جسے بیدردی کے ساتھ ضائع کر دیا جائے یا بیہودہ خرچوں کی نذر کر دیا جائے لا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما یعنی دولت ایسی چیز نہیں جسے بیدردی کے ساتھ ضائع کر دیا جائے اور اسے بیوقوفوں کو دیدیا جائے۔ اسے تو خدائے قدوس نے تمہارے قیام و قوت کا ذریعہ بنایا ہے۔

اس طرح اس کی اہمیت اور اساسی و بنیادی عظمت واضح کر کے اس کے صرف و خرچ کا وہ بہترین اور مناسب و موزوں طریقہ بتایا جس کی صراحت پہلی آیت میں کی گئی ہے کہ نہ تو اتنی سختی کرو کہ تعفین اور ضرورتمندوں کو پائی نہ دیجائے اور اتنے اللے تللوں سے کام لیا جائے کہ کل خود محتاج ہو کر دوسروں کے دست نگر بن جاؤ پھر دولت کی تباہی و بربادی کے وہی اسباب ہیں یا تو ضرورت سے زیادہ خرچ کیا جائے یا بالکل بے ضرورت روپیہ اڑایا جائے ایک شخص کی ضرورت حیثیت کے لحاظ سے دس روپے میں پوری ہو سکتی ہے اور وہ اس کی تکمیل پر بارہ روپیہ خرچ کرے تو یہ اسراف ہے فضول خرچی ہے اس کے متعلق حکم ہے کہ:۔ کلوا واشربوا ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین کھاؤ پیو مگر فضول خرچی نہ کرو اس لئے کہ خدا ایسے قدوس فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا اس سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ جب حیثیت کھانے پینے کو منع نہیں کرتا اللہ تعالیٰ نے دنیا ہے تو ضرور فائدہ اٹھاؤ اور آرام کرو غریب ضرورت اور فضول ایک پائی خرچ نہ کرنا اس سے کہ روپیہ حیات دنیوی میں بہت اہمیت رکھتا ہے اور ایسی چیز نہیں ہے کہ اسے بیکار سا اور اس نعمت کو بے قدری کے ساتھ اڑایا جائے اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ دیکھو یہ بات اور یہ حرکت ہمیں پسند نہیں اس آیت کی فصاحت و بلاغت پر تبصرہ کرنے کو ایک دفتر چاہیئے غور تو کیجئے تین الفاظ ہیں مگر کتنے بھلے اور کتنے پر معانی کھا، پیو۔ فضول خرچی نہ کرو کوئی اشکال نہیں کوئی ابہام نہیں پھر مسلمان اس پر عمل پیرا نہیں ہوتا اور صرف اس ایک حکم ہی سے اعراض کا نتیجہ ہماری تباہی کی صورت میں مترتب ہو رہا ہے۔

ایک اور شخص جو بالکل بے ضرورت روپیہ خرچ کرتا ہے اور فضولیات لغویات اور فحاشات میں روپیہ اڑاتا ہے ظاہر ہے کہ یہ بہت بری اور ناشکری کی بات تھی اس لئے اس پر شدید ناراضگی کا اظہار کیا گیا اور حکم ہوا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین (یعنی ضرورت خرچ نہ کرو اس لئے کہ بلا ضرورت خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اللہ کا بہت ناشکرا ہے)

یہ کتنی اعلیٰ اور کتنی نفیس تعلیم ہے کیا کوئی اور مذہب اس ضمن میں قرآنی تعلیمات کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

قرآن اور دین و دنیا

قرآن کریم کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ دین اور دنیا، دونوں کی ترقیات کا خاصا من ہے اور روحانی اور دنیاوی ترقی کو متضاد نہیں قرار دیتا۔ عیسائیوں میں اس غلط تک روحانی ترقی کو غیر ممکن بتایا گیا ہے جب تک رہبانیت و تجرد کی زندگی اختیار نہ کی جائے بدھوں میں یہی فطری رہی کہ لازمۂ ترقی روحانیت خیال کیا گیا ہندوؤں میں یہی جب تک سنیاس نہ لیا جائے وہ روحانی مراحل ارتقاء ہی طے نہیں کر سکتے

غرض اسلام کے علاوہ جتنے اور مذاہب تھے انہوں نے تجرد اور رہبانیت کا دامن تھامے بغیر روحانی ترقی کی کوئی نظر دنیا کے سامنے پیش نہیں کی لیکن قرآن نے اس نیلگوں آسمان کے نیچے سب سے پہلے سب سے نئی راہ پیش کی اور روحانی اور دنیوی ترقی کو دوش بدوش رکھا افسوس ہے کہ استاد زمانہ اور قرآن کی حقیقی تعلیم سے نعد نے مسلمانوں میں روحانی اور دنیاوی دو طبقے پیدا کر دیے اس سے سب سے بڑا نقصان یہ پہنچا کہ طبائع ایک ہی عرف لگ کر ایک ہی قسم کے اشغال کی ہو کر رہ گئیں اور نوبت یہ پہنچی گئی کہ روحانیت کا حامل طبقہ صوم وصلوٰۃ عبادہ حیاضت اوراد و وظائف اور سبحہ مصلی کا ہو کر رہ گیا دنیا اور علائق دنیا سے علانیہ بے پروائی برتی جانے لگی اور چونکہ ان چیزوں میں نہ ہی نگ اور نہ ہی شان نمایاں تھی اس لئے دنیا والوں نے بھی اسے مقدس سمجھا اور کم فہموں کی طرف سے دنیا اور دنیاداری کی مذمت ہونے لگی۔

پھر مذمت کے بعد یہ کہا جانے لگا کہ دنیا مسلمانوں کے لئے ہے ہی نہیں بلکہ کافروں کے لئے ہے انھیں تو جو کچھ ملیگا جنت میں ملیگا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا اور دنیا کے شاغل سے تنفر بڑھنے لگا اور رفتہ رفتہ ابواب ترقی بند ہونے لگے مختلف آیات کے غلط تصریح کی جانے لگی عوام میں جو چیز اور جو خیال ایک دفعہ تقویت پکڑ جائے اس کا استیصال بہت دشوار ہو جاتا ہے تاہم اس وقت کے بھی بعض روشن دماغ اور ذی فہم علماء و صلحاء کو اس کا احساس تھا چنانچہ امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ :-

"دنیوی سامانوں کا انحصار دنیوی زندگی ہی پر ہے اس لئے اس کی مذمت ہرگز نہیں کی گئی اور چونکہ دنیا اور جس زندگی کی مذمت نہیں کی گئی ہے وہ کفار کی زندگی ہے کیونکہ ان کی زندگی اعمال صالحہ کی برکات سے خالی ہوتی ہے نیکوں اور مومنوں کی زندگی کو لہو و لعب کہیں نہیں قرار دیا جا سکتا۔

جس آیت میں حیات دنیوی کو لہو و لعب قرار دیا گیا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ کافروں کی زندگی بُری اور قابل مذمت ہے (حضرت ابن عباسؓ)

خدائے قدوس فرماتا ہے وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت یستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا (تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیا کرتے رہے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ان لوگوں کی طرح زمین کی خلافت و سلطنت ضرور عطا کرے گا جنھیں ان سے پیشتر عطا کی گئی تھی اور جس دین کو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے اس کو ان کے لئے جمع کرے گا اور خوف و خطر کے بعد انھیں امن و سکون عطا کرے گا)

ان الارض یرثھا عبادی الصالحون ان فی ھذا لبلغا لقوم عابدین الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر (خلافت و سلطنت کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے اس میں بیشک عابدین کو بشارت پہنچا دینا ہے اگر زمین میں ان کے قدم جما دیں تو یہ لوگ نماز ہی پڑھیں گے اور زکوٰۃ ہی دیں گے اور لوگوں کو جائز کاموں کے کرنے کا حکم دیں گے اور ناجائز کاموں سے روکیں گے)

للہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین عزت اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور مومنین ہی کے لئے ہے" وکان حقا علینا نصر المومنین (یہ حالوں کی امداد کرنا ہمارا فرض ہے) "انا لننظر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد (ہم دنیا میں ہی اپنے پیغمبروں اور ایمان والوں کی مدد کرتے ہیں اور روز حشر بھی ان کی مدد کریں گے)

للذین احسنوا فی ھذہ الدنیا حسنۃ ولدار الاخرۃ خیر ولنعم دار المتقین (جن لوگوں نے بھلائی کی ان کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور ان کی عاقبت تو اس سے کہیں بہتر ہوگی۔ فاثابھم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الاخرۃ واللہ یحب المحسنین (اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھی انھیں بدلہ دنیا اور آخرت میں بھی اچھا بدلہ دیا اور اللہ تعالیٰ بھلائی کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے)

ولقد مکناکم فی الارض وجعلنا لکم فیھا معایش قلیلا ما تشکرون (ہم نے تمھیں دنیا میں رہنے بسنے کے لئے جگہ دی اور اسی میں تمہاری زندگی اور بسر اوقات کے سامان فراہم کیے لیکن تم ان نعائم و مکارم کا شکر بہت کم ادا کرتے ہو) وامدادنکم باموال وبنین وجعلنکم اکثر نفیرا (مالوں اور بیٹوں سے ہم نے تمھاری مدد کی اور تم کو بڑھتے بڑھتے جتھا بنا دیا) یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات (اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے) ویجعل لکم اشھادا۔ مال اور اولاد سے ہم نے تمہاری مدد کی اور تم کو بڑھتے بڑھتے باغ لگائے اور لہریں جاری کیں۔ یا ایھا الذین امنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم وثبت اقدامکم (اے مسلمانو اگر تم خدائے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور دشمنوں کے مقابلے میں تمھیں مضبوط و ثابت قدم رکھیگا۔ واورثکم ارضھم ودیارھم واموالھم وارضا لم تطوھا اور اس نے تمہیں ان کے مال اور نیز اس زمین (خیبر) کا جس میں تم نے قدم تک نہ رکھا تھا تمہیں کو مالک بنایا۔ ولینصرن اللہ من ینصرہ (اور جو اللہ کی مدد کریگا اللہ بھی اس کی مدد ضرور کرے گا۔

آیات بالا سے واضح ہے کہ خلافت و سلطنت، مال و اولاد اور دنیوی عروج اقبال مسلمانوں کی روحانی ترقی کے نتائج کے طور پر حاصل ہوتے ہیں اور یہ چیزیں درحقیقت خدائے قادر کی طرف سے بہترین نعمتیں عطا ہوتی ہیں خدائے برتر و توانا جب اعمال صالحہ کے بدلے میں بندوں کو سلطنت و امارت مال و زر اور اقبال و عزت دینے کی بشارت دیتا ہے اور ایک جگہ تو قرآنی ادائے نماز اور ایتائے زکوٰۃ اور قیام صلوٰۃ کے صلہ میں سلطنت و امارت کے اعطا کی بشارت دی ہے اور پھر ایک روایت میں ان تمام چیزوں کو خدائے الٰہی کے نام سے موسوم کیا ہے اب غور کیجئے کہ آخر دنیاداری دنیا سلطنت و امارت دولت و مال اور اقبال و عزت کے سوا اور کیا ہے اگر واقعی دنیا ہی چیز ہے تو انھیں تو اللہ تعالیٰ اپنی نعمت بتا رہا ہے اور ان کے عطیہ کی بشارت دیتا ہے پھر کوئی کس طرح ان نعمائے الٰہی کی تنقیص کر سکتا ہے ان کی مذمت یا بالفاظ دیگر دنیا کی مذمت نعمائے ربی کی ناشکری ہے اور کوئی صواب اندیش انسان ہرگز اس کی برائی پر آمادہ نہیں ہو سکتا۔

پھر خدائے قادوس نے صالحین کو فتح و نصرت اور غلبہ عطا کرنے کا بھی قرآن کریم میں وعدہ کیا ہے اور واضح کر دیا ہے کہ اگر تم ایمان پر قائم رہے اور نیک عمل کرتے رہے تو سربلندی و سرفرازی تمہاری لعیب بنکر رہے گی (لاتھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔

فکر بلی ہے اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم الغالبون ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون ۵

یہ خدائی جماعت ہے اور آخر الامر اسی کی کامیابی حاصل ہوگی اور یہ ہی غالب رہے گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کا دوست ہو کر رہے گا وہی حزب اللہ میں شامل ہے اور یہی جماعت غالب ہوگی۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز وکان حقا علینا نصر المومنین وانا لننجنا لہم الغالبین خدا فیصلہ کر چکا ہے کہ ہم اور ہمارے پیغمبر ضرور غالب ہو کر رہیں گے بیشک اللہ تعالیٰ قوی اور زبردست ہے۔

ایمان والوں کی امداد کرنا ہم نے اپنا فرض قرار دے لیا ہے ہماری فوج ہی کامیاب ہوگی یعنی اسلام ہی غالب رہے گا۔ ذما آیت کے تیور ملاحظہ ہوں۔ ان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصابرین اگر تم میں سے مستقل مزاج اور ثابت قدم رہنے والے سو ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر اسی صفت وخاصیت کے افراد ایک ہزار ہوں گے تو وہ خدا کے حکم سے دو ہزار پر غالب ہوں گے اللہ تعالیٰ صابروں اور ثابت قدم جمے رہنے والوں کا ساتھی ہے۔

یہ کون کہہ رہا ہے آؤ سے دو عالم اور رب قدیر! اب اگر نا کام رہیں اور دنیا میں ہمیں کوئی اقبال مندی و نصرت نظیب نہ ہو تو اس میں ہمارا اور صرف ہمارا ہی قصور ہے اللہ تعالیٰ کا کہنا اور فرمانا کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔

پھر اور سنئے اسی لئے فرماتا ہے سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بما اشرکوا باللہ ہم عنقریب تمہاری ہیبت کافروں کے قلوب میں ڈالدیں گے اس لئے کہ ان کافروں نے شرک کیا ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وہ خدا ہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب رکھے۔ واذ قال موسی لقومہ یا قوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا وآتاکم مالم یؤت احدا من العالمین۔ فامنت طائفۃ من بنی اسرائیل وکفرت طائفۃ فایدنا الذین امنوا علی عدوھم فاصبحوا ظاھرین۔ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ بھائیو اللہ تعالیٰ نے تم پر جو احسانات کئے انھیں یاد کرو کہ اس نے تم میں بہت سے پیغمبر پیدا کئے اور تمہیں بادشاہت اور سلطنت عطا کی اور وہ نعمتیں عطا کیں جو دنیا میں کسی کو عطا نہیں کی گئی تھیں چنانچہ بنی اسرائیل میں سے ایک جماعت تو ایمان لے آئی مگر ایک جماعت برابر کفر برتتا رہی جو جماعت ایمان لائی تھی ہم نے اس کے دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی امداد کی اور آخر الامر کامیاب ہی رہی رہے۔ ولقد منا علی موسی وھارون ونجیناھما وقومھما من الکرب العظیم ونصرناھم فکانوا ھم الغالبین ہم نے موسیٰ اور ہارون پر بھی احسانات کئے اور انھیں اور ان کی قوم کو بڑی ہی مصیبت وغم سے یعنی فرعون کی غلامی سے نجات دی اور فرعون کے مقابلے میں ان کی امداد کی اور آخر کار یہی لوگ کامیاب اور غالب الزام وغالب رہے۔

الم یروا کم اھلکنا من قبلھم من قرن مکنا ھم فی الارض مالم نمکن لکم وارسلنا السماء علیھم مدرارا وجعلنا الانھار تجری من تحتھم فاھلکنا ھم بذنوبھم وانشانا من بعدھم قرنا آخرین کیا ان لوگوں نے اس امر پر غور نہیں کیا کہ ہم نے ان سے پیشتر کتنی ایسی قوموں کو ہلاک کر کے رکھدیا جن کی جڑیں ان کے ملک میں ہم نے ایسی مضبوطی سے استحکام کے ساتھ قائم کر دی تھیں کہ تمہاری ہی اپنی ایسی قومیں کی نہیں لگی تھیں ہم نے ان پر دریا سے موسلا دھار پانی برسایا اور نیچے سے پانی کے سوتے جاری کر دئے پھر ہم نے ان کے گناہوں کے سزا میں انھیں ہلاک و تباہ کر دیا اور جب یہ برباد ہو چکیں تو ان کی جگہ اور قوموں کو لیا۔ ان کے متعلق ایزد تبارک تعالیٰ فرماتا ہے کہ ولو ان اھل القری امنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکت من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذناھم بما کانوا یکسبون۔ اگر ان شہروں اور بستیوں کے رہنے والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم آسمانوں اور زمین سے ان پر برکات وحسنات کے دروازے کھول دیتے لیکن ان لوگوں نے سارے پیغمبروں کی تکذیب کی تو ہم نے انھیں ان کے افعال کی سزا میں پکڑ لیا۔

ان آیات میں ہی خدائے قدوس نے یہی واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے صرف یہی چاہتا ہے کہ وہ توحید و رسالت پر ایمان لائیں ان کے فرمودات کی تکذیب نہ کریں نیک عمل کرتے رہیں اگر وہ ایسا کرتے رہیں تو وہ ہر قسم کی نعمتیں ان پر نازل کرے گا سلطنت و امارت اور ہر نوع کے آرام انھیں دیگا اور اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو ان کا یہی نتیجہ دنیا ہوگا جو ان سے پہلی امتوں اور قوموں کا ہوا کہ ہلاک انھیں بہت بڑا افتخار حاصل تھا اور خیال و گمان ہی نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ کبھی برباد بھی ہو سکتی ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے انھیں سخت پکڑا تو ان کی آن میں تباہ کر کے رکھدی گئیں۔ دور کیوں جائیے خلافت امیہ خلافت بنو عباس خلافت امویہ ہسپانیہ خاندان غلامیہ و سلجوقیہ مسلمان ہی خاندان تھے ان کے عروج و اقبال کے زمانہ میں کون کہہ سکتا تھا کہ یہ مقتدار اور پرشکوہ فرمانروائیاں اتنی جلد تباہ و برباد ہو کر رہ جائینگی پھر یہ لوگوں کی تسبیح حکومت اور ریموں کی پرشوکت سلطنت کے وقت میں کون یہ حکم لگا سکتا تھا لیکن جب تک ان کے ارکان و اعضا کے اعمال اچھے رہے ان کا اقتدار قائم رہا جب ان کی بداعمالیاں حد سے فزوں ہو گئیں تو قہر الٰہی نے انھیں ایسا اور آج کوئی آنا نہیں نظر نہیں آتا کہ ان کی لحد پر کھڑے ہو کر کوئی چار آنسو بہانے والے بخلاف ازیں ایماندار دں اور اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے والوں کو اس نے پورا مدد و اقتدار عطا کر دیا فرعون جیسے باجبروت فرمانروا کے کہنہ کاروں پر بنی اسرائیل کے حالات تعمیر اللہ تعالیٰ تاکید کے ساتھ سنا لیں دے دیکھ لیتا اور فرماتا ہے کہ دیکھو ایمان و عمل کا دامن چھوڑنا جب تک اس پر کاربند رہو گے اس وقت تک عیش و کامرانی تمہارا ساتھ دیگی اور جب تم اس صراط مستقیم سے ہٹے تو اسی طرح برباد کر دئے جاؤ گے جس طرح تمہارے پہلی مقتدر قومیں برباد کی جا چکی ہیں وہ صاف و صریح الفاظ میں فرماتا ہے کہ فتح و غلبہ ہم انہی کو عطا کرتے ہیں جو سچے اور صالح مسلمان ہیں اور ہم سے ڈرتے ہیں پھر ان آیات میں مسلمانوں اور ایمان والوں سے جو وعدے کئے گئے تھے اور کافروں کو جو انتباہ ہوا تھا اس کا زندہ نتیجہ دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور چند سال ہی میں دیکھ لیا یہ وعدے کسی ابھرنے اور بڑھنے والی جماعت سے نہیں کئے گئے تھے بلکہ اس جماعت سے اس وقت کئے گئے تھے جو بہت قلیل بہت مغلوب اور اس وقت روٹیوں کو محتاج تھی اور اپنی جانوں کو لئے ادھر ادھر پریشان پھر رہی تھی اور جسے کہ رسول

ایک حملہ اور ایک یلغار میں ختم کر دینے کا وہ دعا عیہ کفار رکھتے تھے مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ ابھی چوتھائی صدی بھی نہ گزرنے پائی تھی کہ اس کا پرچم اقبال بڑے بڑے فرمانروایان ذی حشم کے محلات کے کنگروں پر لہرا رہا تھا اور ان کے غلبہ و فتوحات کی دنیا بھر پر دھاک بجی ہوئی تھی بیشک اللہ تعالےٰ کا وعدہ سچا ہے اور یہ جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو وہ چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ وہ بھی سچا، اس کا کلام بھی سچا اور اس کے وعدے بھی سچے اور اس کی وعیدیں بھی درست۔

سورۂ روم میں غلبۂ روم کی جو پیشگوئی انقلاب انگیز پیشگوئی کی گئی تھی وہ کس وقت کی گئی تھی اس وقت کی گئی تھی جبکہ خسرو پرویز بیخ کنی کرتا اور ملا دو ملایات کو مغلوب و مسلوب کرتا اور فتح و نصرت کے پھریرے اڑاتا چلا جا رہا تھا یہ پیشگوئی سننے کو کان ترستے تھے لیکن وعدہ لاشریک جو کہہ چکا تھا وہ بہرحالت میں ہونا اور ہو کر رہنا تھا اور وہی ہوا دس سال کے اندر اندر مداح ساسانی کا سمندر خاموش ہو گیا بڑھتے ہوئے قدم رک گئے اور پرویز شیرخوار قفس نصیب ہو کر مارا گیا اس کا اقتدار خاک میں مل گیا فقیر بیٹوں اور بے سرو سامان مسلمان کیانی سلطنت کے وارث ہو گئے اور اس کی ساری دولت اور ساری عظمتیں مسلمانوں اور صالح ایمانداروں کے قدموں پر لوٹنے لگیں اس سلسلہ عظیمہ کے آخری تاجدار یزدجرد نے اسی انقلاب سے متاثر ہو کر پوری حسرت و نامرادی کے عالم میں یہ کہا تھا ؎

زشیر شتر خوردن و سوسمار ۔۔۔ عرب را بجائے رسید است کار
کہ تاج کیاں را کند آرزو ۔۔۔ تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

اگر وہ اس وقت بھی حقیقت کی گہرائیوں پر نظر ڈالتا اور سوچتا سمجھتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ یہ نتیجہ ہے کیانیوں کی بداعمالیوں اور ایمان سے مسلمانوں کی نیکی اور جادۂ مستقیم پر گامزنی کا۔ ازل سے یہی ہوتا آیا ہے اور قیامت تک یہی ہوتا رہے گا بداعمال بندے اور قومیں تباہ ہوتی رہیں گی .....

..... صالح اور نیک اعمال بندے اور قومیں سرسبز ہوتی اور اللہ تعالیٰ کی سرفرازی ہوتی چلی جائیگی۔

غور کیجئے کہ خدائے برتر و توانا نے کن لوگوں کو نوازنے اور انعامو نیوازی اور وعدہ کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور کن امور کو موجب انعام و اکرام قرار دیا ہے۔ صرف صالح مومنین کو گویا ایمان و عمل پر یہ اجر عظیم عطا ہوتا ہے اور صرف نیک عمل مسلمان اس کے مستحق ہیں پھر دنیا ہی میں نہیں عقبیٰ میں بھی انھیں نوازنے کا صاف وعدہ ہے ترقی دنیا دی ہو یا روحانی ہو اس کے لئے شرط استعداد صرف ایمان و عمل ہے۔ کہیں خدا نے قدوس نے دولت، مال، زر، اولاد، اچھے لباس اور اچھی معاشرت کو بڑا نہیں بتایا اور نہ بتایا تو ایک طرف بلکہ جائز زینت کو بھی حلال کر دیا ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تو یہ حالت تھی کہ اگر آپ کسی دولتمند مسلمان کو بڑے حال میں میں رہتے اور بڑے کپڑے پہنے دیکھتے تو فوراً زجر کرتے۔ اسی طرح جب آپ نے دیکھا کہ کچھ ایسے مسلمان بھی پیدا ہو گئے ہیں جو دنیا کو یک گونہ ترک کئے بیٹھے ہیں اور صالمالہ ہر ادر فائز المیل ہیں تو آپ نے انھیں بھی انتباہ کیا خدائے قدوس نے پہلی عیسائیت کی رہبانیت کو برا بتایا اور فرمایا کہ یہ ان کی خود ایجاد کردہ رسم ہے۔

اسلام میں رہبانیت اور ترک دنیا کو حرام قرار دیا گیا تھا لیکن یہ مسلمانوں کی بدبختی تھی کہ انہوں نے دنیا کی برکت ملروع کر دی جس کی وجہ وہ دنیوی ترقیات کی طرف سے غافل ہوتے اور سب سے زیادہ متبرک گوشہ نشین بزرگوں ہی کی کی جائے گلی اس کی خمیازہ سب آج بھگت رہے ہیں ہر کتاب اللہ کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تو دنیوی ترقی کو العالم اور ایمان و عمل صالح کو بتائے اور مسلمان اس سے اعراض برتیں رب کریم نے تو ہمیں جس دعا کے مانگنے کی ہدایت کی ہے اس میں بھی دنیا کو مقدم رکھا ہے یعنی ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ رب قدیر ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت عطا کر اور آخرت میں بھی خیر و برکت عطا فرما اور دوزخ کی آگ سے ہمیں محفوظ رکھ۔ تمام آیات کی ترتیب یہی ہے دنیا کی ترقی، خیر و برکت تو وہ ہر چیز ہے جسے عمل نیک کے عوض میں خدائے قدوس نے عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ یہاں تک تو ہم نے قرآن کریم کی وہ آیات پیش کی ہیں جن میں دنیا وی ترقی و عروج کو مومنین کی علامت و نشانی قرار دیا گیا ہے لیکن اب ہم چند ایسی آیات پیش کرتے ہیں جن میں فقر و مسکنت کو غضب الٰہی بتلایا گیا ہے۔

اپنے بچوں کو غلط طریقہ تعلیم کے برے اثرات سے بچاؤ اور قاعدہ نوریہ بغداد

یسرنا القرآن

سے فی مدہ آٹھ آنہ

قاعدہ یسرنا القرآن کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ جیسے میں صرف دو گھنٹے کی روزانہ تعلیم سے نہایت آسانی کے ساتھ بغیر درد سری کے قرآن شریف ختم کر لیتا ہے اور بغیر ہجا کے رواں پڑھتا ہے اس قاعدہ کو پڑھانے سے بجائے طوطے کی طرح رٹ لینے کے بچہ میں آنکھوں سے دیکھکر پڑھنے کی لیاقت اور استعداد آتی ہے اس لئے وہ قرآن شریف کے علاوہ ہر ایک اعراب دار عربی تحریر کو پڑھ سکتا ہے اور اس کو اور دیگر اردو پڑھانا بالکل آسان ہو جاتا ہے اس طرح جو استاد یا مبتدی کو یا بوڑھا کر نابچوں کا تصور سمجھنے میں ان کی مار سے بچہ محفوظ رہتا ہے اور پڑھنے سے بھی نہیں جراتا تاعدہ بغدادی کی طرح یہ ایک نامکمل اور صرف ابتدائی قاعدہ نہیں ہے بلکہ اس قاعدہ میں قرآن شریف پڑھنے کے تمام قواعد درج ہیں کوئی قاعدہ باقی نہیں رہا۔ مختصر یہ کہ اس قاعدہ کو پڑھکر پھر قرآن شریف کو استاد سے سبقاً سبقاً پڑھنے کی حاجت نہیں رہتی اس قاعدہ کو پڑھ لینا گویا تمام قرآن شریف کو پڑھ لینا ہے۔ یہ قاعدہ بچوں کے علاوہ ان بڑی عمر والوں کے واسطے بھی مفید ہے جو قرآن شریف پڑھنے کے باریک قواعد سے ناواقف ہیں اور قرآن شریف کو صحیح نہیں پڑھتے اگر وہ قرآن شریف پڑھنا چاہیں تو ان کے لئے یہ قاعدہ عجیب چیز ہے۔

قیمت ایک جلد ۳ر (تین آنے) آٹھ جلد ایک روپیہ (عہ) ۵۰ جلد پانچ روپے محصول علیحدہ

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مسلمانوں کا مقصد حیات

کلام پاک میں انسان کی پیدائش کا مقصد ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی نہیں پیدا کیا جن اور انسان کو مگر اپنی عبادت کے لئے علمائے ظاہر عبدیت کے معنی محض رسمی طور پر نماز ادا کرنا اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا یا ایک گوشہ میں بیٹھکر تسبیح پڑھنا وغیرہ لیتے ہیں اور جس شخص نے پانچ وقت روزانہ جماعت کے ساتھ رسمی نمازیں ادا کرلیں اور رمضان میں روزے رکھ لئے اور باقی اوقات تسبیح پڑھنے میں بسر کردیئے اس نے گویا اپنا فرض عبدیت کما حقہٗ ادا کردیا۔ اب اس کو اپنا اور کوئی انسانی فرض ادا کرنے کی ضرورت نہیں لیکن "لیعبدون" یعنی فرائض عبدیت ادا کرنے کے یہ معنی صحیح نہیں ہیں کیونکہ اگر انسانی زندگی کا مقصد محض رسمی نماز روزہ ہوتا تو کلام مجید میں انسانی زندگی کی رہنمائی کے واسطے روزہ اور نماز کے احکام کے علاوہ دیگر احکام جن نہ ہوتے مگر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کلام مجید میں نماز و روزہ کے احکام کے ساتھ دیگر احکام بھی موجود ہیں جو احکام نماز کے مقابلہ میں زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں جیسے نکاح و طلاق تقسیم ترکہ، عہد و میثاق تعلقات باہمی قوانین جنگ، اکل شرب اور سزائے جرائم وغیرہ کلام مجید میں مختلف شعبہائے زندگی کے متعلق تفصیلی احکام کا موجود ہونا اور نماز کے متعلق بوجہ تفصیل کا نہ ہونا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ان کے فرائض منصبی نماز کے تفصیلی ارکان سے کم اہمیت نہیں رکھتے اس سے ہمارا مرکز یہ مقصد نہیں ہے کہ نماز روزہ اور تلاوت وغیرہ غیر ضروری چیزیں ہیں بلکہ ہمارا مرکز اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یہ عبادات انسان کو نیک زندگی بسر کرنے کی طرف راغب کرنے کے ذرائع ہیں نہ کہ اس کی زندگی کا مقصد چنانچہ کلام مجید میں اس کو اس طرح واضح کیا گیا ہے اتل ما اوحی الیک من الکتاب واقم الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر (ترجمہ) کتابوں سے جو کچھ تم پر ظاہر کیا گیا ہے اس کو پڑھو اور نماز کو قائم رکھو تحقیق نماز فحش اور بدی سے بچاتی ہے اور تحقیق خدا کا ذکر نہایت بڑی چیز ہے اور اسی طرح روزے کے احکام میں فرمایا یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات (ترجمہ) اے ایمان والو روزہ تمہارے لئے فرض کیا جیسا کہ تم سے قبل لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم برائیوں سے کچھ کچھ متقی بن جاؤ۔ ان دونوں آیتوں میں نماز اور روزے کا مقصد بتا دیا گیا ہے کہ یہ تم کو فحش بدی اور برائیوں سے بچانے کے ذریعہ ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ ان فی زندگی کا مقصد فحش بدی اور برائیوں سے بچنا ہے یعنی نیکی کی زندگی بسر کرنا ہے اور نماز روزہ اس مقصد کے حاصل کرنے کے دو ذریعے ہیں نماز اور روزے کے متعلق ہم تفصیلی بحث علیحدہ علیحدہ نماز اور روزے کے عنوان سے کریں گے اس لئے ہم اس مقام پر "لیعبدون" کے معنی کو دیگر عقلی اور نقلی دلائل کے ذریعہ سے روشنی میں لانے کی کوشش کریں گے۔

کائنات میں جتنی چیزیں پیدا کی گئی ہیں خدا نے ان کی پیدائش کا ایک مقصد مقرر کیا ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے قوانین فطرت بنائے ہیں اور ہر ایک چیز ان قوانین فطرت کے مطابق اپنے مقصد آفرینش کی تکمیل کی طرف کوشاں ہے مثلاً چاند، سورج، ستارے، درخت، پانی، ہوا وغیرہ ہر ایک اپنے مفوضہ کام میں مصروف ہے چاند، سورج اور ستارے چونکہ ہم سے اتنی دور ہیں کہ ہم کو ان کی اندرونی حالت کا ابھی پورا علم حاصل نہیں ہوا ہے لیکن درخت، پانی، ہوا وغیرہ سے قریب تر ہیں اس لئے ہمیں ان کے متعلق کم از کم اتنا ضرور معلوم ہو گیا ہے کہ وہ کس قانون کی پابندی کرتے ہیں مثلاً پانی کے واسطے یہ قانون ہے کہ وہ گرمی سے بھاپ کی شکل میں تبدیل ہو کر اوپر کی طرف اڑتا ہے اور وہاں ٹھنڈا ہو کر مختلف صورتوں میں نیچے مجتمد ہو کر پھر زمین ہی کی طرف گرتا ہے اسی طرح درختوں کے متعلق یہ قانون فطرت مقرر ہے کہ وہ زمین ہوا اور پانی سے اپنی خوراک حاصل کریں اور سورج کی گرمی سے بڑھیں اور پھولیں پھلیں اور یہ دونوں چیزیں یعنی پانی اور درخت بالآخر حیوانی زندگی کے واسطے مفید ثابت ہوں لہٰذا درخت اور پانی کے واسطے خدا کی عبادت یہی ہے کہ وہ ان قوانین فطرت کی جو ان کے واسطے مقرر کردیئے گئے ہیں ہمیشہ پابندی کرتے ہیں۔

چنانچہ کلام مجید میں ان چیزوں کی قوانین فطرت کی پابندی کو سجدہ اور تسبیح وغیرہ کے الفاظ سے ظاہر کیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہوا النجم والشجر یسجدان ستارے اور درخت سجدہ کر رہے ہیں" اور فرمایا واللہ یسجد ما فی السموات وما فی الارض من دابۃ یعنی جو کچھ آسمان زمین میں چلنے والی شے ہے خدا کو سجدہ کر رہی ہے اور سورہ یٰسین میں فرمایا کل فی فلک یسبحون یعنی آسمان کی تمام چیزیں تسبیح پڑھ رہی ہیں۔

ان آیات میں ستاروں اور درختوں اور آسمان زمین کے درمیان جتنی چیزیا ہیں ان سب کے لئے خدا نے سجدہ اور تسبیح کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور ظاہر ہے کہ ان چیزوں کا سجدہ یا تسبیح سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ وہ اپنے اجزائے ترکیبی کے امتزاج و اختلاط کے اثرات و مظاہرات کو قوانین فطرت کے ماتحت کامل طور پر ظاہر کر رہے ہیں اسی طرح انسان کے لئے بھی اپنے اجزائے ترکیبی کے امتزاج و اختلاط کے اثرات و مظاہرات کو قوانین فطرت کے ماتحت کامل طور پر ظاہر کرنا اس کی طبیعت کا مقتضا ہے لیکن اتنا فرق ضرور ہے کہ دیگر اشیاء میں چونکہ تعقل اور قوت ارادی نہیں ہے اس لئے وہ اپنے اجزائے ترکیبی کے تاثرات کو موقع اور محل کے اعتبار سے ظاہر کرنے پر قادر نہیں ہیں یعنی ان کے واسطے یہ ناممکن ہے کہ وہ کبھی ان تاثرات کو ظاہر کریں اور کبھی نہ کریں وہ موقع اور بے موقع ان کے ظاہر کرنے پر تکوینی مجبور ہیں اور اس لئے ان کا ان اثرات کو موقع اور بے موقع ہر وقت اور ہر جگہ ظاہر کرنا سجدہ یا تسبیح یا عبودیت ہے مگر چونکہ انسان کو عقل اور قوت ارادی بھی عطا ہوئی ہے اس لئے اس کے واسطے اپنے اجزائے ترکیبی کے تاثرات کو عقل کی رہنمائی کے ماتحت ظاہر کرنا اس کے لئے سجدہ یا تسبیح یا عبادت ہے مثلاً آگ کے اندر ایک روی کا غذ یا ایک ہزار روپیہ کا نوٹ یا ایک

زندہ انسان ڈال دیئے جائیں تو وہ بیموں کو جلا دے گی وہ ایک ہزار روپیہ کے نوٹ کی قیمت یا انسانی جان کی کوئی برداہ نہیں کرے گی کیونکہ اس میں تعقل اور قوت ارادی نہیں ہے اور اس کا یہ فعل ضد اگنی فرمانبرداری یا عبادت میں شامل ہے اسی طرح انسان کے اجزائے ترکیبی کا یہ اثر ہے کہ اس کو بھوک اور پیاس لگتی ہے اس کو اپنے بھائی کو مصیبت میں مبتلا دیکھکر ہمدردی پیدا ہوتی ہے اس کو اپنی بہادری اور فیاضی کے دکھانے کی خواہش ہوتی ہے لیکن اگر وہ اپنی بھوک اور پیاس بجھانے کے لئے دوسروں کی چیزیں زبردستی استعمال کرے یا اپنی بہادری فیاضی اور بہادری کی خواہشات پوری کرنے کے لئے کسی واجب القتل قیدی کو قید خانے کی دیوار توڑکر چھڑا لائے اور اس کو اپنی حفاظت میں رکھے تو اس کا یہ فعل عبادت میں شمار نہیں کیا جا سکتا البتہ اگر وہ جائز طریقوں سے اپنی قوت بازو کے ذریعہ سے اپنی روزی تلاش کرتا ہے یا کسی کمزور اور بے گناہ انسان کو کسی ظالم کے ظلم سے بچاتا ہے تو اس کے یہ تمام فعل عبادت میں شمار کئے جائیں گے کیونکہ اس کے اول الذکر افعال عقل کی رہنمائی کے ماتحت سرزد ہوئے اور آخر الذکر عقل کی رہنمائی کے ماتحت سرزد ہوئے۔

بہر حال جب بجان چیزوں کے اجزائے ترکیبی کے امتزاج کے تاثرات خدا کے نزدیک سجدہ یا تسبیح یا الفاظ دیگر عبادت بحال کے جاتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ جاندار مخلوق اور جاندار انسان کے اجزائے ترکیبی کے امتزاج کے تاثرات کو بھی خدا کے نزدیک سجدہ یا تسبیح یا عبادت خیال نہ کئے جائیں دیگر جاندار مخلوق اور انسان کے اجزائے ترکیبی میں سوائے عقل کے اور کوئی فرق نہیں تو لازمی طور پر ان دونوں مخلوق کی عبادت میں بھی سوائے اس کے اور کوئی فرق نہیں ہو سکتا کہ اول الذکر کا اپنے طبعی رجحانات اور فطری خواہشات کو بغیر عقلی اور طبیعی فکری طریق پر بے تکلف پورا کرنا عبادت ہے اور آخر الذکر کا ان کو عقل و شعور کی رہنمائی کے ماتحت پورا کرنا عبادت ہے عقل انسانی اسی بات کو تسلیم کر سکتی ہے اور یہی کلام مجید کی مذکورہ بالا آیتوں سے بھی ثابت ہوتا ہے ورنہ ستاروں اور درختوں اور جو کچھ زمین و آسمان کے درمیان ہے ان کے واسطے سجدہ اور تسبیح کرنے کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ بالکل بے معنی ہو جاتا ہے اس لئے ہم کو لازمی طور پر یہی ماننا پڑے گا کہ جس طرح سے سجدہ اور تسبیح کے الفاظ دیگر بجان اور جاندار مخلوق کے فطری اور طبعی افعال کے واسطے بطور استعارے کے استعمال ہوئے ہیں اسی طرح سے انسان کے ان فطری طبیعی افعال کے واسطے جو اس سے عقل سلیم کی رہنمائی کے ماتحت سرزد ہوتے ہیں یہی الفاظ یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ مثلاً صالح اور محسن اور متقی وغیرہ استعمال ہوئے ہیں اور ان تمام الفاظ کا یہی مطلب ہے کہ انسان اپنے اجزائے ترکیبی کے امتزاج کے تاثرات کو عقل کی رہنمائی کے ماتحت ظاہر کرے اور چونکہ تمام قدرتی صناعی اور اشیاء وغیرہ فطری طور پر اپنی حالت کو بے نقص اور مکمل رکھنے کی کوشش کرتی ہیں تاکہ ایک دوسرے کے ساتھ اثر افرینی اور اثر پذیری کا عمل صحیح طور پر جاری رکھ سکیں مثلاً ہوا اسی وقت مکمل ہوتی ہے جب اس کے تمام اجزائے ترکیبی جیسے آکسیجن نائٹروجن کاربنک ایسڈ گیس اور پانی بخارات وغیرہ ایک خاص نسبت کے ساتھ ہوا میں موجود ہوں اسی وقت وہ صاف ہوا کہلاتی ہے اور اسی وقت حیات انسانی کے واسطے بہترین تصور کی جاتی ہے چنانچہ ہوا فوا کتنی غلیظ کر دی جائے وہ ہمیشہ صاف ہونے کی کوشش کرے گی اور خلا میں پھیل کر صاف ہو جائے گی یہی کیفیت پانی کی ہے کہ وہ اپنے آپ کو صاف کرنے کے لئے گھروں کی نالیوں میں سے نکل کر نالوں کی راہ سے ہوا دریا میں شامل ہو کر صاف ہو جائے گا اور پھر تبخیر و انجماد کے ذریعہ سے اپنی مکمل حالت میں زمین پر آئیگا اسی طرح انسان کا بھی یہی فرض منصبی یا حق عبودیت ہے کہ وہ اپنی حالت کو مکمل بنانے کی کوشش کرے تاکہ اپنے قرب و جوار کی ذی حیات اور غیر ذی حیات مخلوق کے ساتھ اثر آفرینی اور اثر پذیری کا عمل صحیح طور پر جاری رکھ سکے جو کہ دیگر عناصر اور اشیاء وغیرہ کے اجزائے ترکیبی قصص مادی یا جسمانی ہیں لہذا ان کا ہر ایک فعل بغیر ارادے اور بغیر شعور کے ہوتا ہے اور اس لئے نفع کے ساتھ نقصان پہنچاتا ہے لیکن برخلاف اس کے انسان کے اجزائے ترکیبی میں علاوہ مادی یا جسمانی اجزائے دماغی اور اخلاقی اجزا بھی شامل ہیں اس لئے جب تک انسان اپنے مادی یا جسمانی اجزائے علاوہ دماغی اور اخلاقی اجزا کو بھی خاص مناسبت کے ساتھ مکمل بنانے کی کوشش نہ کریگا اس وقت تک وہ مکمل انسان نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جیسا کہ ابھی ثابت کیا گیا ہے ہر ایک چیز اسی وقت مکمل ہوتی ہے جبکہ اس کے تمام اجزائے ترکیبی ایک خاص مناسبت کے ساتھ اس کے اندر موجود ہوں اور جب انسان اپنے تمام اجزائے ترکیبی کو مکمل بنا لیگا تو یہ لازمی بات ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کر لیگا اور اس کا ہر فعل انسانی جماعت کے فائدے کے واسطے نہ ہوگا لہذا انسان کو اپنی جسمانی دماغی اور اخلاقی تینوں قسم کی قوتوں میں کمال حاصل کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ جماعت انسانی کا بہترین رکن اسی وقت بن سکتا ہے جبکہ اس کی یہ تینوں قسم کی قوتیں مناسب کمال حاصل کریں تاکہ ایک قوت دوسری قوت سے رہنمائی حاصل کر سکے اور ایک دوسرے کی رہنمائی کے ذریعہ سے ان سے وہی اعمال سرزد ہوں جو جماعت انسانی کے زیادہ سے زیادہ افراد کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچا سکیں۔

اگر کسی جماعت انسانی یا ایک ملک کے باشندوں کے اکثر افراد کا اس کلیہ پر عمل ہے یعنی ان کی جسمانی دماغی اور اخلاقی حالتیں مناسب طور پر ترقی یافتہ ہیں اور وہ اپنی جماعت کے زیادہ سے زیادہ آدمیوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی کوشش کرنا ہی اپنا مقصد آفرینش اور خدا کی عبادت تصور کرتے ہیں تو قانون فطرت یا مشیت الٰہی کے مطابق وہی جماعت انسانی یا قوم عزت اور حکومت کے ساتھ دنیا میں قائم رہے گی اور جس قوم کے اکثر افراد کا عمل اس کے خلاف ہے وہ قوم یا تو اول الذکر قوم کی غلامی کرے گی یا فنا ہو جائے گی۔ یورپین اقوام کے اکثر افراد کا اس کلیہ پر عمل ہے اور ان کی جسمانی، دماغی اور اخلاقی حالتیں مناسب طور پر ترقی یافتہ ہیں اور وہ یہی نوع انسان کے فائدہ کے واسطے رات دن نئی نئی قسم کی ایجادوں سمجھوں اور تحقیقاتوں میں اپنی جانیں قربان کرنا مقصد آفرینش اور خدا کی عبادت تصور کرتے ہیں تو قانون فطرت یا منشاء الٰہی کے مطابق وہی قومیں آج عزت کی زندگی بسر کر رہی ہیں، دنیا پر حکومت کر رہی ہیں چنانچہ کلام مجید میں یہ بات نہایت واضح طور پر بیان کر دی گئی ہے ان الذین امنوا والذین ھادوا والنصٰری والصابئین من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وعمل صالحا فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ترجمہ کوئی انسانی جماعت خواہ وہ یہود ہو یا نصاریٰ ہو یا صابی ہو اگر اس کا خدا اور روز جزا پر ایمان ہے اور اس کے اعمال صالح ہیں تو اس

کو اس کے رب کی طرف سے بڑے بڑے اجر دیئے جائینگے اور اُس کے ناسطے نہ کوئی خوف ہے اور نہ رنج ہے"

اس آیہ کریمہ سے ظاہر ہو گیا کہ اجر صرف عمل صالح کا ملتا ہے اور عمل صالح کی تعریف سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ انسان اپنی جسمانی، دماغی اور اخلاقی قوتوں کو معیار زمانہ کے مطابق مکمل بنا دے اور اپنے قرب و جوار کی ذی حیات اور غیر ذی حیات مخلوق کے ساتھ انتہا آفرینی اور تربیری کا عمل صحیح طور پر جاری رکھے یا بالفاظ دیگر زیادہ سے زیادہ مخلوق کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے بعض لوگ اس جگہ یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ اس آیت میں بوعدہ اوفوا بعھدی نے اجر دینے اور خوف و رنج سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے اس کا تعلق اس دنیا سے نہیں ہے بلکہ آخرت سے ہے تو ایسے معترضین کی تشفی کے لئے ہم کلام مجید کی دوسری آیتیں پیش کرتے ہیں جن میں اسی دنیا میں اجر دینے کا وعدہ فرمایا گیا ہے یثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ویضل اللہ الظٰلمین یعنی اسلاف سے پختہ قول کے ساتھ ایمان داروں کو حفظ امن کے ساتھ اس دنیا میں قائم رکھتا ہے اور آخرت میں بھی قائم رکھیگا لیکن جو ظالم ہیں ان کو خاکمراہ رکھتا ہے اس آیت میں تو صاف الفاظ میں اسی دنیا میں حفظ امن کے ساتھ قائم رکھنے کا وعدہ ہے اور اگر اس آیت سے بھی تسلی نہ ہو تو ایک دوسری آیت میں یہ بات بالکل صاف کر دی گئی ہے کہ جس قوم کے عمل صالح ہوں گے وہی قوم اس دنیا میں حکومت کرے گی چنانچہ ارشاد فرمایا۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم یعنی تم میں سے جو لوگ خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں ان کے ساتھ اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ ان کو زمین پر خلیفہ (بادشاہ) بنائے گا جیسا کہ ان سے قبل خلیفہ بنایا" اس آیت سے تو اس بات کے یقین کرنے میں کسی قسم کی شبہ کی گنجائش ہی نہیں رہتی کہ عمل صالح کا اجر اسی دنیا میں ملتا ہے اور وہ حکومت کی شکل میں دیا جاتا ہے اور حکومت ہی کی شکل میں دیا گیا ہے اور پھر دوسری آیتوں میں کلام مجید نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ جو قوم عمل صالح نہیں کرے گی یقیناً ہلاک ہو جائے گی اور اس کی جگہ دوسری قومیں لیگی جیسا کہ ارشاد ہوا انہ جعلنا کم خلٰئف فی الارض من بعد ھم لننظر کیف تعملون یعنی پھر ہم نے ان کی تباہی کے بعد تم کو زمین پر خلیفہ بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو؟ اور پھر اس کے بعد دوسری آیت میں تبلایا کہ اگر تم بھی عمل صالح نہ کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے ۱۰ الذی خلق الموت والحیوٰۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا یعنی اس نے موت و حیات کے قانون کو اس لئے جاری کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ تم میں سے کون عمل صالح کرتا ہے یعنی کہ وہی قوم ہلاک ہو گی جو عمل صالح نہیں کرے گی جیسا کہ فرمایا فھل یھلک الا القوم الفاسقون یعنی کیا سوائے خاسق قوم کے کوئی اور قوم بھی ہلاک ہو سکتی ہے"

ایسی صاف اور بین آیات کی موجودگی میں کوئی محمد اور مسلمان جو کلام مجید کو الہامی کتاب مانتا ہے اور اس کو اپنی رہنمائی کا ذریعہ بنانا چاہتا ہے اگر نہیں کہہ سکتا کہ کلام مجید میں انسان کی پیدائش کے مقصد کو جو "لیعبدون" کے لفظ سے ظاہر کیا گیا ہے اس کے معنی رسمی عبادات نہیں بلکہ عمل صالح ہے بنا بریں کلام مجید سے یہ بات ثابت ہے کہ انسانی زندگی کا مقصد عمل صالح ہے اور جن لوگوں نے عمل صالح کئے خدا نے ان کو اس دنیا میں حکومت دولت اور عزت بخشی اور آخرت میں اجر دینے کا وعدہ فرمایا اور جو عمل صالح کرینگے خدا ان کو حکومت اور عزت بخشے گا اور آخرت میں بھی اجر دیگا اور جو اس کے خلاف کرینگے وہ تباہ و برباد ہو جائینگے تو پھر ہمیں اس بات کے یقین کرنے میں کونسی دشواری ہو سکتی ہے کہ مذہب ہماری اسی دنیا میں رہنمائی کے لئے آیا ہے اور ہم کو وہ اصول بتلاتا ہے جو جماعت انسانی کی اجتماعی ترقی اور بہبودی کے واسطے فکر نا گزیر ہیں اور جن کو مذہب کی اصطلاح میں نیکی عبادت، احسان، اتقا یا عمل صالح کہتے ہیں اور جن کی خلاف ورزی کو ہلاکت لازم آجاتی ہے

ہم اس مقام پر انسان کی اجتماعی ترقی اور بہبودی کے صرف چند ابتدائی اور بنیادی اصول پر بحث کریں گے سب سے پہلا اصول انسانی ترقی کا یہ ہے یعنی مل کر کام کرنا ہے اگر کسی جماعت انسانی کے اندر افتراق و انشقاق ہے تو وہ جماعت زیادہ عرصے تک اپنی ہستی قائم نہیں رکھ سکتی قانون فطرت یا احکام الٰہی کے مطابق اس کو نیست و نابود ہو جانا چاہیئے چنانچہ کلام مجید نے اس اصول کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا یعنی خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو اور تفرقہ مت ڈالو لیکن کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ اس کا خدا کے اس حکم پر عمل ہے جو عمل صالح یا مقصد آفرینش کی محض ابتدائی کڑی ہے آج وہ قوم جس کا شیرازہ ہمیشہ بکھرا رہا اور جس کی بدولت وہ ہمیشہ ہیر دنی اقوام کی محکوم رہی اپنے تفرقہ کو مٹانے کی کوشش کر رہی ہے اور ایک مرکز پر مجتمع ہو رہی ہے لیکن برخلاف اس کے مسلمانوں کی جماعت میں روز نئے سے فرقے پیدا ہوتے جاتے ہیں جو ایک دوسرے کی تکفیر و تکذیب کرنا ہی عمل صالح اور فرض عبدیت سمجھتے ہیں اور اس طرح سے اپنے مرکز سے دور ہو کر اپنی طاقت کو کمزور کر رہے ہیں اور برابر خدا سے اجر کے متوقع بھی ہوتے ہیں حالانکہ کلام مجید نے صاف الفاظ میں یہ فرما دیا ان اللہ یامر بالعدل والاحسان یعنی اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ دوسروں کے ساتھ انصاف اور احسان کرو اور ہم اس کے خلاف دوسروں کے ساتھ محض ناانصافی ہی نہیں بلکہ ظلم کرتے ہیں۔

عمل صالح کی دوسری کڑی علم حاصل کرنا ہے اور چونکہ علم ہر زمانہ میں ترقی کر رہا ہے اس لئے کوئی انسانی جماعت جب تک وہ اپنے زمانہ کے تمام علوم حاصل نہ کر لے گی اور ان سے فائدہ نہ اٹھائے گی اس وقت تک وہ اپنی ہستی کو عزت کے ساتھ قائم نہیں رکھ سکتی مگر گنتی اسلام کے ناصرا علم کو محض منقولات یا ان معقولات کے اندر محدود سمجھتے ہیں جو چوتھی یا پانچویں صدی ہجری تک دیگر زبانوں سے عربی زبان میں منتقل ہو چکے تھے گویا تو پ بندوق کے زمانہ میں وہ اپنے پرانے تیر و تلوار کے کام چلانا چاہتے ہیں اور موٹر کار اور ہوائی جہاز کا مقابلہ چھکڑے اور اونٹ گاڑی سے کرنا چاہتے ہیں ظاہر ہے کہ ان فرسودہ اور زنگ آلودہ آلات سے وہ دور حاضرہ کی کشمکش حیات میں کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں کلام مجید میں علم کو نیکی سے تعبیہ کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا یعنی جس کو حکمت دی گئی اس کو بڑی نیکی دی گئی اور پھر سورہ آل عمران میں فرمایا ان فی خلق السموٰت والارض واختلاف اللیل والنھار لاٰیات لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم

ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ماخلقت هذا باطلا
یعنی بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات دن کے اختلاف میں البتہ نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے جو ذکر کرتے ہیں اللہ کا کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹ پر لیٹے اور غور کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار یہ جو کچھ تو نے پیدا کیا ہے بے فائدہ نہیں ہے، اس وقت تک جس قدر علوم انسان نے حاصل کئے ہیں سب کے سب کواکب و سیارگان کی اشکال و حرکات کے مشاہدے کرنے اور ان پر غور و فکر کرنے اور جس قدر کرہ ارض پر مظاہر قدرت ہیں ان سب کے مطالعے اور تجربات کے ذریعہ سے حاصل کئے ہیں اور آیت مذکورہ بالا میں یہی راز ظاہر کیا گیا ہے کہ مظاہر قدرت پر بروقت غور و فکر کرو اور اس کے ذریعہ سے نئی نئی معلومات حاصل کرو اس سے تم کو خدا کی عظمت و شان کا یہی یقین حاصل ہوگا اور فائدے یہی حاصل ہوں گے اور یہ خیال نہ کرو کہ یہ سب چیزیں بیکار ہیں تم جس قدر ان پر غور و فکر کرو گے اور جس قدر ان کے متعلق تحقیق و تفتیش کرو گے اسی قدر تمھیں ان کے نئے نئے خواص اور نئے نئے استعمال معلوم ہوں گے اور اسی قدر تم اُن سے زیادہ فائدہ اٹھاؤ گے کیونکہ تمام چیزیں تمہارے ہی فائدہ کے لئے بنائی گئی ہیں جیسا کہ فرمایا هوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا یعنی جو کچھ دنیا میں ہے خدا نے تمہارے واسطے پیدا کیا ہے چنانچہ خلافت بنی امیہ اور بنی عباسیہ کے زمانہ میں مسلمانوں نے اس ارشاد ربانی کی پوری تعمیل کی اور اس کے ذریعہ سے جو کچھ ترقی انہوں نے کی وہ آج کسی سے پوشیدہ نہیں ہے مگر خلفاء بنی عباسیہ کے آخر زمانہ میں مسلمانوں میں مذہب اور عبادت کا مفہوم محض چند مقررہ رسموں میں تبدیل ہوگیا اور علوم کا حاصل کرنا کفر و الحاد سمجھا جانے لگا اسی زمانہ سے ان کی پستی کا آغاز ہوگیا۔

عمل صالح کی تیسری قسم تنظیم ہے۔ تنظیم سے مراد یہ ہے کہ کسی جماعت انسانی میں جو شخص اپنی جماعت کی صحیح رہبری کی اہلیت رکھتا ہو اس کو اپنا رہبر بنا کر باقی تمام جماعت اس کے احکام کی متفقہ طور پر پیروی کرے، تاریخ ہم کو بتلاتی ہے کہ دنیا میں انہی قوموں نے ترقی کی ہے جنہوں نے ایک قابل رہبر کے ماتحت اپنے اندر ایک مکمل تنظیم قائم کرلی ہے۔ انسان کے علاوہ ہم بعض ان جانوروں میں بھی ایسی تنظیم پاتے ہیں جو انسان کی طرح ایک اجتماعی زندگی بسر کرتے ہیں شہد کی مکھی کو دیکھئے کہ وہ اپنے ایک سردار کے ماتحت کس قدر منظم زندگی بسر کرتی ہے جس سے اس کی لطافت اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ زنبور جیسے جانوروں کا تو ذکر ہی کیا ہے بعض اوقات اشرف المخلوقات انسان بھی اس کی تنظیم سے ایسا عاجز آجاتا ہے کہ اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا چنانچہ اخبارات میں اس قسم کی خبریں اکثر شایع ہوتی رہتی ہیں کہ فلاں مقام پر فلاں شخص کو شہد کی مکھیوں نے ہلاک کر دیا یہ تنظیم ایسی ہی چیز ہے کہ کمزور ترین ہستی کو بڑی سے بڑی طاقت رکھنے والی ہستی پر غالب کر دیتی ہے برخلاف اس کے کوئی جماعت تعداد میں کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو ایک چھوٹی سی منظم جماعت کا مقابلہ نہیں کرسکتی اور یہ وہ واقعات ہیں جو روزمرہ ہمارے مشاہدہ میں آتے ہیں چین کتنی بڑی سلطنت ہے اور اس کی کتنی بڑی آبادی ہے لیکن اس میں نہ تو یکجہتی ہے اور نہ تعلیم ہے اور پھر اس پر ایک منظم کے ماتحت

ہی نہیں ہے لہٰذا جاپان جیسی چھوٹی سی منظم سلطنت نے اس کو کس قدر ذلیل کر رکھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصول تنظیم ایک جماعت (قوم) کی بقا کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ یکجہتی اور تعلیم اور بنا بریں کلام مجید میں تنظیم کے متعلق یہ حکم نازل ہوا ہے ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل (یعنی تحقیق اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت ان کے سپرد کرو جو اس کے اہل ہیں نہ لوگوں کے درمیان انصاف کریں) اس آیت کا صاف الفاظ میں یہ مطلب ہے کہ قوم کی رہبری اور سرداری جو ایک قسم کی امانت ہے وہ ایسے لوگوں کے سپرد کرنی چاہیئے جو اس کی اہلیت رکھتے ہیں۔

یہ ہیں وہ زبردست اصول جو اسلام نے مسلمانوں کی قومی زندگی کے استحکام اور ترقی کے واسطے پیش کئے یعنی یکجہتی علم اور تنظیم اور یہ تینوں اصول گویا "لیعبدون" کی اجمالی تفسیر ہے اور وہی شخص مومن کہلائے جانے کا مستحق ہے جو علم حاصل کرکے اپنی جبلی، دماغی اور اخلاقی حالت کو مکمل بنا کر ایک تنظیم کے ماتحت کسی جماعت انسانی کے ساتھ جماعت انسانی کے زیادہ سے زیادہ افراد کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتا ہے جیسا کہ فرمایا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم یعنی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل عزت وہ ہے جو سب سے زیادہ نیکی کی زندگی بسر کرتا ہے ان اصول کے علاوہ اور جو کچھ کلام مجید میں احکام نواہی کے طور پر احکام صادر ہوئے ہیں وہ سب مذکورہ بالا مقاصد کی تکمیل کے تفصیلی ذرائع ہیں۔ بہرحال جس انسانی جماعت کے اکثر افراد ان مذکورہ بالا اصول کو اپنی زندگی کا مقصد یا نصب العین بناتے ہیں وہی صالح ہیں اور "یعبدونی" کی صحیح طور پر پیروی کرتے ہیں اور وہی خانوین فطرت یا کلام الٰہی کے مطابق اس دنیا میں امن و خوشی پیدا کرنے اور حکومت کی شکل میں اجرا پانے کے مستحق ہیں اور فطرت میں یہی اجرا پانیکی یہ وہ حقیقت ہے جس سے کوئی انصاف پسند انسان انکار نہیں کرسکتا اور جس کی تصدیق کلام مجید ان لفاظ میں کرتا ہے وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (یعنی اگر تم حقیقت میں مومن ہو تو تم سب غالب آؤ گے) پس معلوم ہوا کہ انسان کی زندگی کا مقصد عمل صالح ہوتا ہے اور عمل صالح کے ذریعہ سے ہی انسان اس دنیا میں سرخرو ہوتا ہے اور امن و خوشی اور عزت و حکومت کی زندگی بسر کرتا ہے کیونکہ یہ تو عمل صالح کا محض مادی معلول ہے روحانی خوشی جو انسان کو اس سے حاصل ہوتی ہے وہ خدا کا دیدار ہے چنانچہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا (یعنی جو چاہتا ہے کہ اپنے رب کا چہرہ دیکھے اس کو چاہیئے کہ عمل صالح کرے)

اب اس سے زیادہ اور کیا روشن دلیلیں اس بات کے ثبوت میں دی جا سکتی ہیں کہ انسانی زندگی کا مقصد عمل صالح کرنا ہے جس کو خدا نے لیعبدون کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور جس کی تعلیم تنبیہ کلام مجید میں جا بجا موجود ہے۔

اسلام کا ایک رکن اعظم

از جناب مولوی عبدالعزیز صاحب

عید الضحیٰ کا تکمیل حج پر امتنان مسرت کا عملی اظہار ہوتا ہے اس لحاظ سے گویا عید الضحیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیفی کی یادگار ہے۔ عید الضحیٰ کے ذریعہ عالم مسلمان جشن مسرت منا کر خلیلی جذبات کے حصول کی کوشش کرتے ہیں اور حج کے ذریعہ الہادی اور ذبیح استطاعت مسلمان ابراہیم خلیل اللہ جیسے معمار کے مقدس ہاتھوں کے بنائے ہوئے مرجع امام مکہ معظمہ کی زیارت سے دلوں میں سلام ابراہیمی اسلام علیہ التحیۃ والسلام کی محبت بالعظمت دلوں میں پیدا کرتے ہیں۔

ہر ملک ہر قوم اور ہر زمانہ میں دستور رہا ہے کہ مقدس مذہبی مقامات کی زیارت سے روحانی مسرت اور خیر و برکت حاصل کی جائے اور مذہبی بزرگوں کی یادگار منائی جائے کیونکہ مذہبی خیالات کو زندہ رکھنے اور بزرگوں کی یادگار کو دستمبر و زندگار رکھے بجائے کسی اس سے بہتر اور کوئی صورت نہیں کسی قوم کی مذہبیت اور اخلاق و روحانیت کے جو ہر ہمیں کہتے ہیں وہ کہیں فوق و خرق اور انہماک مسرت کے ساتھ مذہبی خیالات کو زندہ رکھتی اور مذہبی بزرگوں کی یادگار کو قائم رکھتی ہو جب تک کسی قوم کی مذہبی زندگی اور شیفتگی کا اندازہ لگانا چاہو تو سب سے پہلے یہ دیکھو کہ وہ مذہبی خیالات کے زندہ رکھنے اور مذہبی بزرگوں کی یادگار منانے میں کس قدر سرگرم ہے۔

امور بالا کو ذہن نشین کر لینے کے بعد اب اسلام کی رہنمائی اور شارع عظمت کو دیکھو کہ وہ اس بارہ میں کیا انتظام کرتا اور کیا تعلیم دیتا ہے سنو اور غور سے سنو کہ حج اسلام کا ایک رکن اعظم ہے اور ایسی عظیم البرکت عبادت ہے جو جامعہ اسلامیہ کی اساس و بنیاد ہے اس کے شعائر و مناسک میں محبت و انقیاد الٰہی کی بہ روح کارفرما ہے جو اسلام کی جان اور ایمان کا دماغ ہے۔

حج کی فرضیت اور اس کی اہمیت و عظمت

نماز و روزہ اپنی اپنی جگہ نہایت ہی اہم اور چشمہ خیر و برکت عبادتیں ہیں اور تصفیہ باطن کی روح پرور صورتیں ہیں مگر صرف بدنی عبادتیں ہیں بدن کو اپنا عیش و آرام قربان کرنا پڑتا ہے مالی قربانی کی سعادت سے محروم ہیں اور نہ کوئی صرف مالی عبادت ہے جو انقیاد جسمہ کی لذت اطاعت سے نا آشنا رکھے حج کی یہ خصوصیت اور عظمت ہے کہ وہ بدنی اور مالی دونوں طرح کی عبادت کا مجموعہ ہے چونکہ اس میں جان مال دونوں کی قربانی ہے اسلئے حج جہاد کا مشابہ اور ہم پلہ ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے حج ہر مستطیع مسلمان پر عمر میں صرف ایک بار فرض ہے اور اس سے زیادہ کی توفیق ہو جائے تو وہ نور علیٰ نور کا مصداق ہے چنانچہ اللہ پاک فرماتا ہے:

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا

اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے اس پر جو اس تک راہ پا سکے۔

مسلم میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے ہمارے بیچ میں خطبہ پڑھا اور کہا کہ اے لوگو حج تم پر فرض ہے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہر سال آپ خاموش رہے اس نے تین بار یہی سوال کیا آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور یہ تم سے نہ ہو سکتا۔

ایک اور روایت میں ہے:۔

والحج مرۃ فمن زاد فتطوع | حج عمر میں ایک بار فرض ہے جو اس سے زیادہ کرے وہ نفل ہے۔

اسی طرح حج کی فرضیت اور اسکی اہمیت و عظمت کے بیان سے قرآن و حدیث مملو ہیں اور قرآن و حدیث نے مسلمانوں پر حج بیت اللہ کو فرض کر دیا ہے۔

تارکین حج اطاعت شعار اور سچے ایماندار کے لئے تو قرآن کی ایک آیت یا رسول اللہ کی ایک حدیث کافی ہے مگر بے عمل اور نافرمان مسلمان کے لئے سارا قرآن اور احادیث کا تعلم و تفکر بیکار ہے دیکھئے پنجوقتہ نمازوں کے پڑھنے کا حکم قرآن مجید میں کم و بیش سات سو جگہ آیا ہے مگر پھر بھی ہمارے مسلمانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اسی طرح فرضیت حج قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے قطعی طور پر ثابت ہے مگر بے عمل نافرمان اور سرمایہ دار مسلمان پھر بھی حج بیت اللہ کا فرض نہیں ادا کرتے ایسے لوگوں کے لئے قرآن حکیم نے یہ وعید سنائی ہے۔

ومن کفر فان اللہ غنی عن العلمین اور جو نافرمانی کرے تو اسی کا نقصان ہے کیونکہ خدا تو تمام عالم سے بے نیاز ہے یعنی جو کوئی اس بات کو نہ مانے کہ حج بیت اللہ فرض ہے تو اللہ کو کچھ پرواہ نہیں کیونکہ وہ تمام جہان سے بے پرواہ ہے اگر خدا کے نافرمان باغی اور مال کے پجاری مسلمان حج نہیں کرتے تو نہ کریں مگر قیامت کے روز تو اس سرمایہ پرستی اور نافرمانی کا مزہ مل ہی جائے گا۔

ضحاک سے روایت ہے کہ جب حج کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل اسلام یہود، نصاریٰ صابئین مجوس اور مشرکین سب کو جمع کیا اور فرمایا کہ حج اللہ نے تم پر فرض کیا ہے پس تم حج کیا کرو مسلمانوں نے تو اپنے رسول کے اس حکم کو بسر و چشم منظور کر لیا اور باقی ادیان کے لوگوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم کعبہ پر اعتقاد نہیں رکھتے ہم نہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے اور نہ اس کا حج کریں گے اس پر خدا نے مذکورہ بالا حکم نازل فرمایا۔

اب جو مالدار مسلمان توفیق ہوتے ہوئے حج نہیں کرتے ان کو غور کرنا چاہیئے اور فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ وہ مذکورہ بالا ادیان میں سے کون سے دین میں داخل ہونا چاہتے ہیں اگر وہ مذکورہ بالا وعید کو ڈرانا نہ سمجھیں کہ تو لرز جائینگے اور اپنے نافرمانی کے عذاب کی لعنت سے چلا اٹھیں گے ایسے مسلمانوں کو حضور کا یہ ارشاد ہی ذہن نشین کر لینا چاہیئے:۔

ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو کوئی ظاہری حاجت رکاوٹ ڈالے یا کسی ظالم بادشاہ نے یا کسی سخت مرض نے نہ روکا ہو اور وہ بے حج کئے مر گیا ہو تو اس کو اختیار ہے خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔

یعنی جو شخص حج کی استطاعت رکھتے ہوئے حج نہ کرے اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، آہ ان مسلمانوں کی قیامت کے روز کیا حشر ہوگا جو تجوریوں

اور زندہ مردہ پیروں کی زیارت بڑے ذوق نیاز مندی کے ساتھ کرتے ہیں رسم و رواج میں ہزاروں روپے برباد کر کے گھر پھونک تماشہ دیکھتے ہیں جو ہو و لعب میں اپنی دولت پانی کی طرح بہا دیتے ہیں جہاں انگریزی حکام کی جوتیاں اور ضعیفوں کے لئے اپنے سینے کے بند کھولدیتے ہیں اور جو اللہ کا لوائف کرنے میں عالم کی قہر پرلات مار دیتے ہیں مگر حج کرتے ہوئے موت آتی ہے۔

مکہ معظمہ کی فضیلت و بزرگی

کہ معظمہ دنیا میں وہ پہلا گھر خدا کا ہے جہاں سے ہدایت و سعادت کا چشمہ پھوٹا۔ جسے ابراہیم خلیل اللہ اور اسمٰعیل ذبیح اللہ جیسے بزرگ معماروں کے ہاتھوں بننے کا شرف حاصل ہوا تھا ؎

اسی کو ازل میں مشیت نے تاکا ؎ کہ اس گھر سے ابلے گا چشمہ ہدیٰ کا

اور یہی وہ مقدس گھر ہے جسکی شان میں اقبال مرحوم فرماتے ہیں ؎

دُنیا کے بتکدے میں پہلا وہ گھر خدا کا

اللہ پاک فرماتے ہیں ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین۔ بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہی ہے جو مکہ میں ہے وہ برکت والا ہے اور جہان والوں کے لئے ہدایت ہے۔

حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ لوگوں کی عبادت کیلئے سب سے پہلے کونسا گھر بنایا گیا؟ آپ نے فرمایا کہ مسجد الحرام۔ پھر اس کے بعد بیت المقدس کسی نے پوچھا ان دونوں کے درمیان کتنے دنوں کا وقفہ ہے آپ نے فرمایا چالیس سال کا۔

بیت المقدس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی پیدائش سے ایک ہزار سال پہلے بنایا تھا جس کا زمانہ خانہ کعبہ کی تعمیر سے چالیس برس بعد ہے۔

عرض پہلی بات تو خانہ کعبہ کی فضیلت میں اسرپاک نے یہ بیان کی ہے کہ وہ دنیا کے بتکدے میں پہلا گھر خدا کا ہے دوسری بات یہ کہ اس میں خدا نے بڑی خیر و برکت رکھی ہے باوجودیکہ وہ ایسے بیابان میں ہے جہاں سر سبزی شادابی اور دلچسپی کا کوئی سامان نہیں لیکن ہر قسم کا میوہ اور ہر قسم کے پھل وہاں کھنچے چلے جاتے ہیں لوگوں کے دل اس کی طرف مائل ہیں دنیا جہان کے منہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور دنیا میں سب سے زیادہ اسی جگہ خدا کا ذکر ہوتا ہے۔

مکہ کیلئے حضرت ابراہیمؑ کی دُعا

اس سے بڑھکر اس گھر کی خیر و برکت اور ہدایت کیا ہو سکتی ہے کہ من دخلہ کان اٰمنا جو اس کے اندر داخل ہو جاتا ہے وہ قتل اور لوگوں کی ایذا رسانیوں سے امن میں ہو جاتا ہے تمام قبائل خانہ کعبہ کی تعظیم و تکریم پر اتفاق رکھتے تھے اسکو خدا کا گھر جانتے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں وحشی عربوں کی قتل و خونریزی کی کیفیت تھی اس سے تاریخ اسلام جاننے والے بخوبی واقف ہیں انسان کی جان لینا ان کے لئے معمولی بات تھی ذرا سی بات پر قبیلے کے قبیلے کٹ مرتے تھے ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کا جانی دشمن تھا مگر باوجود اس بھیڑیے پن کے خانہ کعبہ کی تعظیم اور امن بحال رکھنے کی یہ ہمت نہ پڑتی تھی کہ خانہ کعبہ کے اندر اپنے باپ بھائی کے قاتل سے قصاص نہ لے سکے غرض خانہ کعبہ کی تعظیم اول دن سے چلی آتی ہے اور اس کی حرمت پر سب کا اتفاق رہا جو چیز سب کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں صرف خانہ کعبہ ہی جو باالاتفاق امن اور تعظیم کی جگہ ہے اور جہاں خدا کی عبادت سب سے زیادہ ہوتی ہے اور یہ سب کچھ ابراہیم خلیل اللہ کی دعا کا اثر ہے آپ نے دعا کی تھی:-

"اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی بعض اولاد کو تیرے بزرگ گھر کے پاس ایک ایسے جنگل میں لا بسایا ہے جہاں کھیتی باڑی نہیں ہوتی اے ہمارے پروردگار یہ بسنے اس لئے کیا ہے کہ یہ لوگ یہاں نماز کو قائم کریں سو تو ایسا کر کہ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل ہوں اور بعض پھلوں سے روزی پہنچا تاکہ یہ شکر کریں۔"

اس دعا کی قبولیت کا عالم دیکھئے کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کی عقیدت و نیاز مندی کا مرجع ہے اور دن رات میں شاید ایک منٹ بھی ایسا نہیں گذرتا ہوگا کہ لوگ اسکی طرف منہ کئے نماز نہ پڑھ رہے ہوں

مکہ کی وجہ تسمیہ

ثابت ہوا کہ مکہ کی فضیلت و بزرگی خیر و برکت اور ہدایت عامہ شمار سے باہر ہے اور خانہ کعبہ کو حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے جن کی یاد ہر سال عید الضحیٰ کے موقعہ پر منائی جاتی ہے۔ مکہ کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ یہ "مک مے" مشتق ہے جسکے معنے اژدھام کے ہیں چونکہ مکہ میں حج کے دنوں میں طواف کے لئے لوگوں کا اژدھام رہتا ہے اور موڑ سے موڑنا پھیلنا ہے اسلئے اسے مکہ کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ کہ کو مکہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ظالموں کے ظلم کو دفع کرتا ہے چنانچہ جب کبھی کسی ظالم نے بدی کی نیت سے مکہ پر چڑھائی کی خدا نے دانیں اس کی گردن توڑ کر رکھدی خواہ وہ سلطان تھا یا فوج

مکہ کی امنیت پر اعتراض

ہم نے مکہ کی امنیت اور حرمت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس پر بظاہر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر یہ سب کچھ صحیح ہے تو اس کا کیا جواب ہے کہ خود حضور صلعم نے مکہ کو تلوار کے زور سے فتح کیا سلطان ابن سعود کی حکومت سے پہلے بہت سے حاجیوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیئے گئے اس کے علاوہ بہت سے عمال و حکام نے اپنے اپنے عہد میں ظالمانہ جبر تعدی کیں حتیٰ کہ بعض نے خانہ کعبہ پر منجنیق تک لگا دیا اور اس کی بیحرمتی کی۔

اول اعتراض کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک لمحہ کے لئے بھی خانہ کعبہ کی حرمت نہیں توڑا فتح مکہ کے روز آپنے عام منادی کرا دیئی تھی کہ جو شخص اپنے گھر میں داخل ہو کر اس کا دروازہ بند کر لیگا اس کو امن ہے اور جو ابوسفیان کے گھر میں آجائیگا اس کو بھی امن ہے اس سے بھی زیادہ یہ کہ جب ابوسفیان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انصار کے علمبردار سعد بن عبادہ کا یہ قول بیان کیا کہ "آج کا دن لڑائی کا دن ہے اور آج کعبہ کی حرمت تڑوائی جائیگی" تو حضور نے فرمایا "سعد نے غلط کہا آج کا دن وہ دن ہے جس میں خدا تعالیٰ کعبہ کی عظمت و حرمت کو قائم کریگا اور آج کا دن وہ دن ہے جس میں کعبہ پر نیا غلاف چڑھایا جائیگا" دوسرے اعتراض کے جواب میں علامہ عینی معمری فرماتے ہیں کہ "خانہ کعبہ میں داخل ہونیوالے شخص کے امن میں ہونے کے یہ معنے نہیں کہ لوگ اس کو ایذا پہنچانے پر قدرت نہیں پا سکتے بلکہ اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ خدا نے ان کے دل میں اس کی تعظیم کا اعتقاد بٹھا دیا ہے اور بدظالم جو کارروائی کرلے ہیں وہ اُسے جائز نہیں سمجھتے بلکہ اور گرفتار ہونیکی طرح اسے بھی گناہ خیال کرتے ہیں۔ بہرحال کعبہ کی حرمت و عظمت برقرار ہے۔

حضرات آپ نے خانہ کعبہ کی فضیلت و بزرگی معلوم کر لی اب اندازہ لگائیے کہ وہ مسلمان کیسا خوش قسمت ہے جسکو اس مقدس گھر کی زیارت نصیب ہو اور بیت اللہ کے طواف سے اپنے ایمان کو تازہ کرے حقیقت میں ایسا مسلمان اس قابل ہے کہ اس کے جوتوں کو سر پر رکھا جائے کیونکہ اس کے جوتے جو دوڑتے ہیں جن پر بیت اللہ

کی خاک لگی ہے اور یہ مقدس و ممتاز زمین مس ہوئی ہے جس پر خدا کی رحمت کی موسلا دھار بارش ہوئی۔

۱۱ مسلمانو! اگر تم نے ابتک خانہ کعبہ کی زیارت نہیں کی تو تم بہت بڑے بدبخت اور نامراد ہو تمہارے سینے جب اسلام سے خالی ہیں تم اپنے خدا کے نہیں بلکہ دولت اور عیش و آرام کے پجاری ہو اور تمہاری دولت قیامت کے روز تمہیں سانپ بچھو بنکر ڈسے گی اگر تمہیں بصیرت و عرفان سے کچھ بھی حصہ ملا ہے تو اس گھر کی زیارت کو سر کے بل جاؤ جس کو ابراہیم خلیل اللہ نے بنایا اور جہاں سے تمہیں ہدایت ۱۱ ۱۱ ۱۱ اور تم شفیع عاصیان کی امت میں شمار ہو کر بہتر حق امت کہلاؤ۔

حج کے فرض ہونیکی پانچ شرطیں ہیں۔ اسلام۔ عقل۔ بلوغ۔ امن طریق۔ استطاعت زاد راہ و سواری۔ صحت ضروری دعاوی۔ قصوروں کے لئے خاوند یا دوسرے محرم کا ہونا۔ حج کرنے کے تین طریقے ہیں قران۔ تمتع۔ افراد۔ قران کے معنے ہیں کہ میقات سے حج و عمرہ دونوں کے لئے ایک ہی دفعہ نیت کر لینا۔ تمتع یہ ہے کہ میقات سے تو صرف عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ پہنچکر طواف وسعی وغیرہ کرکے احرام کھولڈالے اور پھر مکہ سے حج کا احرام باندھے۔ افراد یہ ہے کہ میقات سے صرف حج کا احرام باندھے۔

قران افضل ہے یا تمتع؟ اس بارہ میں علماء کا اختلاف ہے لیکن اقوی قول یہ ہے کہ جو ہدی اپنے ساتھ لیکر گئے اس کے لئے قران افضل ہے اور جو ہدی نہ لے اس کے لئے تمتع افضل ہے اب اوقات حج ہی سن لیجئے۔ عمرہ کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں جب جی چاہے اور جتنی بار زیارت سے فیضیاب ہوسکے مگر حج کے اوقات معین ہیں اول یوم التروئیہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ۔ دوسرے یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ تیسرے یوم النحر ایام تشریق یعنی ۱۱-۱۲-۱۳ ذی الحجہ۔

مقامات حج

وہ مقامات جہاں حاجی حج کے اعمال و مناسک بجالاتے ہیں یہ ہیں مکہ۔ منیٰ۔ وادی۔ محسر۔ مزدلفہ۔ وادی عرنہ اور عرفات مکہ تو مشہور معروف ہے۔ منیٰ مکہ سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے یہاں بہت سے مناسک حج ادا ہوتے ہیں اس مقام کا نام منیٰ اسلئے رکھا گیا ہے کہ یہاں ان بہت بہایا جاتا ہے اور یہ حدحرم میں داخل ہے۔ وادی محسر۔ یہ حدحرم میں تو داخل ہے مگر شاعر میں نہیں ہے یہاں چونکہ اصحاب الفیل ہلاک ہوئے تھے اور ان کے ہاتھی تھک کر بیٹھ گئے تھے اس لئے اس کو وادی محسر کہتے ہیں اور یہ منیٰ اور مزدلفہ کا برزخ ہے۔ مزدلفہ یہ منیٰ اور عرفات کے درمیان قریباً نصف راستہ پر واقع ہے یہ حرم ہی ہے اور سنگریزے مانہ لاف کے سنے اجتماع اور تقرب کے ہیں یہاں چونکہ سب حاجی جمع ہوتے ہیں اس لئے اس کا نام مزدلفہ رکھا گیا۔ وادی عرفہ یہ حدحرم سے خارج ہے اس جگہ ۹ ذی الحجہ کو زوال تک قیام کرنا اور نماز ظہر و عصر ملا کر پڑھنا مسنون ہے۔ عرفات۔ یہ مکہ سے تقریباً تین فرسخ ہے اور حدحرم سے باہر ہے اس جگہ کی حاضری حج کا رکن اعظم ہے اگر کوئی وقت مقررہ پر یہاں نہ پہنچ سکے تو اس کا حج نہیں ہوتا۔

مواقیت احرام، مناسک حج اور طریقہ حج چونکہ عام کتابوں میں موجود ہیں اس لئے ان کے بیان کرنیکی چنداں ضرورت نہیں

حج کے فضائل

حد شمار سے باہر ہیں اسلام کی یہ وہ اہم عبادت ہے جسکے فضائل بیان کرنے کے لئے ایک دفتر درکار ہے گو یہ مختصر اور مفوض عبادت آنحضرت صلعم سے صرف اتنی فضیلت بیان کردینا کافی ہے کہ حاجی اپنے اہل و اعمال کے فوز جلیل جذبات کے حصول کی کوشش کرتے ہیں اس سے بڑھکر حج کی فضیلت اور کیا ہوگی تاہم فضائل حج میں کثرت کے ساتھ احادیث آئی ہیں ذیل میں ایک پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم سے کسی نے پوچھا کہ بہترین عمل کونسا ہے؟ فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا اس نے پوچھا اس کے بعد فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اس نے پوچھا اس کے بعد فرمایا حج مقبول۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو محض اللہ کے لئے حج کرے اور اس میں جلع اور فسق و فجور سے محترز رہے تو ایسا گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ سے عمرہ کے تمام پہلے گناہ معاف ہو جاتے اور حج مقبول حج کا ثواب جنت ہے۔

حج میں اللہ پاک نے بہت سے دینی و دنیوی فوائد رکھے ہیں جنکے حصول کے بعد مسلمان صحیح معنوں میں دین و دنیا کے مالک بن سکتے ہیں مگر بہت کم ہیں ایسے حاجی جو حج کے فوائد کی حقیقت سے واقف ہوں مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ حج کوئی معمولی عبادت نہیں اس میں بیشمار دینی سیاسی تمدنی اور فوائد مستتر ہیں اسلام کانفرنس کے ذریعہ ایک بڑا شاندار علاوہ دیگر روحانی فوائد و برکات کے یہ بھی ہے کہ وہ میدان عرفات میں تمام دنیا کے مسلمانوں کو پیغام محبت پہنچائے پھر ان بیرونی کو ملاوے بیگانوں کو یگانہ بنادے اور تمام عالم اسلامی میں رابطہ دینی کو مضبوط کرے، مختلف قوموں مختلف نسلوں مختلف زبانوں مختلف رنگوں اور مختلف ملکوں کے اشخاص کو دین خاص کی وحدت میں شامل کرے۔

اسلام کا شاندار اور مایہ ناز اصول مساوات ہے جسکے اثر سے آج دنیا کی ساری قومیں مسحور ہیں صرف مذہب اسلام ہی ہے جو بنی نوع انسان میں عملی جملی رنگ میں مساوات قائم کرکے ان نیشنل کی کایا پلٹ کر ہی ہے باقی تمام دنیا کے مذاہب اس شاندار تعلیم سے نا آشنا محض ہیں سوا حج سے یہ مقصد بخوبی حاصل ہو جاتا ہے۔ حج کے دنوں میں بڑے میر و غریب ایک شاہ و گدا ایک ہی لباس میں ایک ہی حالت میں ایک ہی جگہ پر اور ایک ہی خیال میں خدائے واحد کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور تمام امتیازی نقوش مٹ کر اخوت و مساوات کا ایک محور کن نظارہ دنیا کے سامنے ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں حج سے سیر و سیاحت تجربہ اکتساب معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اس سے باہم تعاون و تناصر کا مقصد بھی حاصل ہوتا ہے جس پر مسلمانوں کا سیاسی اقتدار اور شوکت اسلام موقوف ہے جبھی تو یورپ والے حج سے بہت زیادہ فوائد ہیں اور اس کو اپنے ائمہ اقتدار میں لے آنا چاہتے ہیں۔

یہ تو تھے دنیوی فوائد باقی دینی منافع ان سے بدرجہا بڑھکر ہیں مثلاً کفارہ ذنوب اور دخول جنت۔ اللہ جل شانہ مسلمانوں کو عقل و بصیرت عطا فرمائے کہ وہ ان دینی و دنیوی فوائد و منافع سے متمتع اور مستفید اور پھر وہ حج کے ذریعہ شوکت اسلام و نیز ہر مسلمانوں کی مرکزیت اور جمعیت استوار ہو اور وہ دارین میں فائز المرام ہوں۔

آمین یارب العالمین آمین۔

خلیل اعظم کا ایثار

(از نوشتہ مولوی سید عبدالرؤف صاحب ناظم کتبخانہ انیریہ دہلی)

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد الحمد للہ الذی ھو رب الحج والضحی والصلوٰۃ والسلام علی عبدہ ورسولہ محمد المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

دین حنیف کے علمبردار خوش ہو جاؤ کہ یہ مبارک و مقدس مہینہ ذی الحج کی عید قربانی کی عید اور سال کے آخری مہینہ کی عید کا مہینہ عید الضحی کے دن تمہیں ایثار و قربانی اور فدویت و جاں سپاری کے ایسے ایسے شاندار و بصیرت افروز اسباق ملیں گے کہ روح وجد کرنے لگے گی اور سینے میں سلامی جذبات جوش مارنے لگیں گے۔

آپ نے عشق و محبت کی بہت سی داستانیں سنی ہونگی لیلیٰ مجنوں کی تپش و بیقراری کے مناظر دیکھے ہوں گے شیریں و فرہاد کی ولولہ انگیز داستانیں و سرگذشتیں مزے لے لیکر پڑھی ہونگی اور اسی طرح بہت سے فراق و وصال کے مناظر محبت و مودت کے مظاہرے قلب کو تڑپا دینے والے واقعات اور محبت و فدائیت کی یاد بھی جاگتی تصویریں دیکھی ہونگی مگر آپ نے محویت و فنائیت اور اطاعت و انقیاد کی وہ تصویر بھی دیکھی ہوگی جو مرد و عورتوں میں جانی ڈال رہی ہے جس کی کہرائی کشش روحانی جاذبیت، شگفتگی اور لربانی بروح انسانی شیفتہ و فریفتہ ہے جس پر حقیقت شناس قلب کھنے والی ہستی ہزار جان سے قربان ہے اور جس کی دلفریبیوں پر دنیا کی تمام دلکشیاں اور دلفریبیاں نثار ہیں۔

اے لذت دل سے ناآشنا مسلمانو! کبھی تم نے خیال بھی دوڑایا کہ عید الضحی کے روز کس کی یادگار مناتے ہو اور کیوں ایک جگہ جمع ہو کر رب بے نیاز کے حضور میں سجدہ ریز ہوتے ہو؟ آہ! تم نے سب کچھ سوچا مگر یہی نہیں سوچا جسکے سوچنے سمجھنے میں تمہاری زندگی اور ترقی تھی۔

آؤ میں تمہیں وہ داستان اطاعت و انقیاد سناؤں جس کو سنکر تم کسی اور ہی دنیا میں پہنچ جاؤ گے اور اندھے قلب کی آنکھیں کھل جائینگی اور آؤ میں تم کو اس شمع تنویر اور شمع نور کے قریب لیجاؤں جس کو اس مادہ پرست دنیا میں ابراہیم خلیل اللہ اور اسمٰعیل ذبیح اللہ کے ہاتھوں نے جلوہ پذیر کیا تھا جو چار ہزار برس سے افق عالم پر ضیا ریز ہے جس کی تجلیوں سے کرۂ بادل کب نور کر رہے ہیں جسکی نورانی شعاعیں پردہ ہائے ظلمت کو پارہ پارہ کر کے مادی اندھیوں کی رہبری کر رہی ہیں اور جسکی تنویر سراب کی چمک دمک کو گرد آلود کر کے حقیقی روشنی کی تہ تک پہنچا رہی ہے۔

اے عشق حقیقی کی لذتوں سے بے خبر انسانو! آؤ دل کے کانوں سے سنو حقیقت ہیں نظروں سے دیکھو گے پہلے دل کی آنکھیں وا کر لو اور مردہ دلوں سے غفلت کا پردہ دور کر دو اس کے بعد حقیقت کی عینک لگا کر عالم روحانیت میں آجاؤ اور عالم لاہوت کی سیر کے مزے لو۔

ولادت مسیحؑ سے دو ہزار سال قبل کی دنیا

اس پر ہر ہی دنیا نے مادیت اور روحانیت کے عروج و زوال کے بارہا بہت سے مناظر دیکھے ہیں لیکن ولادت مسیحؑ سے دو ہزار سال قبل کی حالت کچھ اور ہی تھی سنئے:۔

عرب میں دریائے فرات کے ساحل پر ایک شہر "اُور" آباد ہے جسکے تہذیب و تمدن کا سکہ تمام دنیا پر بیٹھا ہوا ہے انسان شرف المخلوقات پر تمام بدعتیاں گمراہیاں نظر فریب کی کجیاں جہالت و وحشت کی گمراہیاں اور نفس کی سرکشیاں مسلط ہیں اور وہ گمراہی و سرکشی کی طغیانی میں بہا چلا جا رہا ہے عرب میں ایک زبردست قوت قوم کا تخت پھیلا ہوا ہے اور تاج سلطنت ایک نفس کے بندے گردن کشی کے سر پر غرور پر رکھا ہوا ہے جس کا نام نمرود ہے۔

آجکل کی طرح ہر طرف تہذیب و ترقی کا دور دورہ چاہے، خانہ بدوشی و تمدن کی پکار ہے بڑی بڑی فوجیں لڑی فوت و شوکت کے اظہار کے لئے آراستہ ہیں بڑی بڑی کوٹھیاں اور شاندار عمارتیں اپنی دلفریبی سے جاذب توجہ بنی ہوئی ہیں ہر طرف علوم و فنون کے درس ہو رہے ہیں اور سنگ تراشی و بت تراشی نے ہر گھر کو کدہ اور معبدان باطل کا مصدر بنا رکھا ہے۔

ایک طرف تو مادی شان و شوکت کا یہ عروج ہے کہ تہذیب و تمدن علوم و فنون، ترقی و تقدم، صنعت و حکمت اور دولت و حکومت کا سیلاب امڈا پڑا ہے، دوسری طرف ٹھیک اس زمانہ کی طرح اخلاق و روحانیت کا فعل عام ہو رہا ہے، اب و سعادت کے چشمے خشک ہو چکے ہیں نیکی اور پاکیزگی کی کھیتیاں پامال اور ویران ہو چکی ہیں امانت دیانت کے باغوں میں خاک اڑ رہی ہے عدل و انصاف کے خزانوں پر ظلم و استبداد نے قبضہ کر لیا ہے، مادی حکومت نے روحانی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کر رکھا ہے خالق و معبود سے سرکش بندوں کا رشتہ ٹوٹ چکا ہے اور وہ گردنیں جو اکیلے اور بے خدا کے حضور میں جھکنی چاہیئے تھیں وہ مصنوعی اور جھوٹی خدائیوں کے سامنے خوشی سے جھکی ہوئی ہیں گمراہ اور بدبخت انسان ستاروں اور سیاروں کو خدا بنائے بیٹھا ہے اور حقیقی انسانیت اس پر لعنت و ملامت کے تیر برسا رہی ہے۔

اب ذرا تخیل کی دنیا سے حقیقت کی دنیا میں آجائیے اور کلدانیوں کا حال سنئے جن کی تہذیب و ترقی کا اس زمانہ میں اسی طرح شہرہ اور چرچا تھا جس طرح آج انگریزی تہذیب و تمدن کا۔

کلدانیوں کا تہذیب و تمدن

پُر رونق شہر "اُور" کلدانیوں کی پایہ تخت تھا جس زمانہ کا حال میں بیان کر رہا ہوں اس زمانہ میں کلدانیوں کی سلطنت عروج پر تھی ان کو اپنے تہذیب و تمدن علوم و فنون، رفیع الشان عمارتوں اور بے مثل

جو بیلیوں پر بڑا ناد وغیرہ تھا اس خاندان کے سلاطین آگ میں پکی ہوئی مٹی کی تختیوں پر اپنے خزانین تعزیرات، مذہبی عقائد اور احکام کندہ کرواتے تھے اور یہ پتھروں پر بھی ان کے عقائد منقوش تھے۔ کلدانی حضرت ہودؑ کی شریعت کے متبع اور دعویدار تھے اور ان کو اپنا نبی تسلیم کرتے تھے۔

حضرت ابراہیمؑ کی ولادت باسعادت

مذکورہ بالا فضا اور اس قوم میں اس پاک اپنے ایک خاص بندہ کو پیدا فرماتے ہیں جو آنکھیں کھولتے ہی پکار اٹھے ہیں:-

"میں تمہاری ان باطل پرستیوں اور گمراہیوں سے بیزار ہوں میں ظاہر فطرت کا پجاری نہیں بلکہ فاطر السموات والارض کے سامنے سر جھکانیوالا ہوں" جھوٹوں اور باطل پرستوں کے اندر ایک سچ کی اس آواز نے ایک تہلکہ ڈال دیا اور قلوب وارواح کی دنیا میں یہ آواز صداقت گونج اٹھی۔

حضرت ابراہیمؑ حضرت نوحؑ کے دوسرے بیٹے "وقلح" سے پانچویں پشت میں پیدا ہوئے آپ کے والد کے اسم گرامی کے متعلق علمائے اسلام میں اختلاف ہے چنانچہ حضرت امام رازیؒ کے نزدیک آپ کے والد کا نام "آذر" تھا مگر علامہ آلوسی حنفی صاحب تفسیر روح المعانی کی تحقیق یہ ہے کہ آپ کے والد کا نام "تارخ" تھا اس باب میں یہی بات صحیح ہے کہ آپ کے والد کا نام آذر نہیں بلکہ تارخ تھا آذر مشرک اور تارخ موحد تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے آذر کو راہ راست پر لانیکی کوشش کی اور سمجھایا کہ وہ بتوں کی پوجا نہیں بلکہ اپنے خالق ومعبود رب العالمین کی بندگی وعبادت اختیار کرے۔

حضرت ابراہیمؑ اور باپ کو دعوت حق

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ ان حضرات نے تبلیغ کا کام سب سے پہلے اپنے گھر سے شروع کیا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنے باپ کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی اور آپ نے بڑے ادب نہایت موثر ودلنشیں اور دلنشیں پیرایہ میں بت پرستی کی تردید کی اور ضلالت کی دعوت دی ارشاد ہے:-

یابت لم تعبد مالا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا	اے باپ کیوں پوجتا ہے جو نہ سن سکے نہ دیکھ سکے اور نہ تجھ کو کچھ نفع پہنچا سکے۔
یابت انی قد جاءنی من العلم مالم یاتک فاتبعنی اھدک صراطا سویا۔	اے باپ مجھ کو ٹھیک خدا کی طرف سے وہ علم ملا ہے جو تجھ کو نہیں ملا تو میرا کہا مان میں تجھے سیدھے رستہ پر لگا دوں گا۔
یابت لا تعبد الشیطن ان الشیطن کان للرحمن عصیا	اے باپ شیطان کو نہ پوج کچھ شک نہیں کہ شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے۔
یابت انی اخاف ان یمسک عذاب من الرحمن فتکون للشیطن ولیا ط	اے باپ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمان کی طرف سے عذاب پہنچے پھر تو شیطان کا یار بن جائے؟

بجان امر کیسے سیدھے سادے اور دلنشین الفاظ ہیں جن کے نقطہ نقطہ سے سعادت ودرایت کا نور ابل رہا ہے اور جس کا نقطہ نقطہ صراط مستقیم کی طرف ہدایت ورہنمائی کر رہا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کے نورانی وعظ سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے

جناب باری تعالیٰ کا مقصود اس عرب کو الزام دینا ہے جو کہتے تھے کہ ہم کسی آسمانی آواز اور عقل وضمیر کی پکار سننے کے لئے تیار نہیں جو ہمارے آبائی مذاہب کے خلاف ہو اور ہم کسی آسمانی مذہب کے لئے اپنے آبائی مذہب اور باپ دادا کی تقلید نہیں چھوڑ سکتے اس کے مقابلہ میں گویا اللہ پاک نے ان کے جواب میں فرمایا کہ اگر تم اپنے باپ دادوں کی تقلید ہی کرنے پر مصر ہو تو تمہارے باپ دادوں میں حضرت ابراہیمؑ ہی تو تھے جو بہت زیادہ اعلیٰ واشرف اعلم وکمل اور عاقل ودانا تھے ان کی تقلید کرتے دیکھو انہوں نے کس طرح اپنے آبائی مذہب کی دھجیاں بکھیر دیں کیونکر آبائی تقلید کی زنجیروں کو توڑا انہوں نے کیسے بت پرستی سے نفرت وبیزاری کا اظہار کیا کس حق پرستی کے ساتھ حق وصداقت کے مقابل اپنے باپ کے دین کو ترک کیا اور کس خوبصورتی کے ساتھ اپنے باپ کو سمجھایا۔ پس بھولو! تم جو اپنے بزرگوں کی تقلید کے مدعی ہو دعوی یہی تمہارا جھوٹا ہے محض ہٹ دھرمی ضلالت پسند اور گمراہ لوگ ہو اور تمہارا کوئی اصول نہیں اگر تم اپنے اس دعوے میں ہی سچے ہو تو اپنے سب سے بڑے بزرگ حضرت ابراہیمؑ کی تقلید کرو یہ کیا کج فہمی اور گمراہی ہے کہ بدوں کے اعمال وافعال کو بھی دلیل ٹھہراتے ہو اور نیکوں سے اجتناب کرتے ہو۔

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذکورہ بالا اقوال سے ثابت ہوا کہ دلیل کا اتباع فرض ہے اور بلا دلیل اور تدبر اپنے باپ کی بھی تقلید نہیں کرنی چاہیئے تبلیغ پہلے اپنے گھر سے شروع کرنی چاہیئے حق وصداقت کے مقابلہ میں باپ تک کا ادب اور رشتہ کرنیکی چیز نہیں اور جب تک ایک مسلمان آبائی مذہب اور بے دلیل تقلید اور رسم ورواج کی مضبوط زنجیروں کو توڑ کر احکام شرع پر نہ چلے اپنے اسلام کا ثبوت نہیں دے سکتا۔

مسلمان وہ ہے جو دلیل کا اتباع کرے

پس مذکورہ بالا تفصیل سے ثابت ہوا کہ حقیقت میں سچا مسلمان وہ ہے جو حق وصداقت کے مقابلہ میں باپ کی بھی پرواہ نہ کرے اور رسم ورواج وآبائی تقلید کی زنجیروں کو توڑ کر فرمانی احکام پر چلے آج کتنے حنفی مسلمان ایسے ہیں جو اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیتے ہیں اور دلیل کی اتباع کرتے ہیں جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ جس مذہب نے دنیا میں علم وعقل کا نور پھیلایا باغی وآوارہ مسلمانوں کو نجات دلائی رسم ورواج کے بتوں کو پاش پاش کیا آبائی تقلید کے قلعوں کو مسمار کیا اوہام وبیجا باتوں اور عقیدوں کی تخم ریزی کی اور اپنے متبعین کے قلوب واذہان کو مجلی ومصفی کیا اس مذہب کے (نام لینے والے اوہام وخرافات آبائی تقلید رسم ورواج اور خلاف عقل باتوں کی کھیتی میں دستے ہوئے ہیں اور اپنے مذہب کو بٹہ لگا رہے ہیں۔ اگر کسی مسلمان کے متعلق یہ احتمال بھی اصلاح کی کوشش کی جائے اور اس دعوت حق دی جائے، احکام شرع کی پابندی کی طرف بلایا جائے اور شرک

بدعت سے روکا جائے تو مشرکین مکہ کی طرح جواب ملتا ہے کہ کیا پہلے مسلمانوں کو علم و عقل نہ تھی آج ہی نئے نئے محقق مفتی اور اسلام پر چلنے والے پیدا ہو گئے ہم نے تو یہ بات پہلے کسی عالم اور مفتی سے نہیں سنی اور ہم تو اپنے باپ دادا ہی کے طریقے اور روش پر قائم رہیں گے۔

مسلمانو! اگر واقعی تم دین حنیف کے متبع اور علمبردار ہو تو دلیل کا اتباع کرو اور فلسفہ و اوہام سے اپنے قلوب کو صاف کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا جواب

غرض حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر چند بت پرستی کی تردید کی اور ہر چند اپنے والد ماجد کو سمجھایا کہ وہ بتوں کی پوجا نہ کرے بلکہ اپنے پالنے والا کی بندگی اختیار کرے مگر جب قلب و دماغ پر آبائی تقلید کے پردے پڑ جاتے ہیں اور انسان باپ دادوں کے طریقوں پر اندھا دھند چلنے کی ٹھان لیتا ہے تو پھر کوئی نصیحت اثر نہیں کرتی اور عقل و ضمیر کی کوئی آواز نہیں سنی جاتی بلکہ خدائی آواز گمراہی اور ضلالت میں اور زیادہ سختی اور استحکام پیدا کر دیتی ہے چنانچہ آنحضرت کے والد نے ان ہدایات کے جواب میں پرلے درجہ کی شقاوت ہٹ دھرمی اور بیحیائی سے کام لیا۔ قولہ تعالیٰ۔

قال اراغب انت عن الھتی یا ابراھیم ولئن لم تنتہ لارجمنک واھجرنی ملیا۔

اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے اگر تو اس سے باز نہ آیا تو میں تجھ کو سنگسار کر دوں گا اور مجھ سے ہمیشہ کیلئے کنارہ کش ہو جا۔

ذرا ملاحظہ فرمائیے ایک طرف سے تو یہ نرمی اور دلسوزی ہے جو آپ نے ملاطفہ فرمائی اور دوسری طرف سے یہ سختی درشتی اور سخت کلامی ہے اور احسان فراموشی انسان کیا اس مجمع اعظم اور مہر و محبت کی بیحدردی کا یہی صلہ اور انعام ہے اس سچا نفس مقدس وجود کے تیرے سامنے جام صحت پیش کیا مگر تو نے نفرت سے ٹھکرا دیا۔

پیارے ابراہیم خلیل اللہ کی زبان سے فنا و بقا کا دلکش مناظرہ

ایک حقیقت شناس قلب رکھنے والی مبارک و سعید ہستی کی یہ داستان (جو حضرت کس قدر دلفریب اور دلکش ہے کہ وادیٔ معرفت کے انوکھے سیاح و فاضل سکالر موحدان اور علمبردار ایمان عاشقان الٰہی کے سرتاج جناب ابراہیم علیہ السلام نے ہوش سنبھالتے ہی اپنی حقیقت بیں نظروں سے فنا و بقا کو یعنی کہ دنیا کے تمام ماہرین فلسفہ نفسیات کو حیران و ششدر کر دیا۔ آپ کی نظری یا پاکیزگی غیر مخدوش دماغ مستقیم نظر اور حقیقت آشنا قلب کی نورافشانی تو دیکھئے کہ جب آپ نے ہوش سنبھالا ان کفر و شرک کی عالمگیر تاریکی میں حقیقت تک پہنچنا چاہا تو دنیا اپنی پوری رعنائی و دلربائی کے ساتھ آپ کے سامنے آگئی چاند اور ستاروں کی نورافشانیوں نے اپنے آپ کو پیش کر دیا اور نور بصیرت کے سامنے مادی ظلمات کی چادر پر گئی مگر حضرت ابراہیم کی حقیقت شناس نظر بھلا کہاں رکنے والی تھی مادی ظلمات کے پردوں کو تار تار اور فریب نظر و کید تخیل کے پہاڑوں کو پاش پاش کرتے ہوئے اپنی قوم کو یہ اعلان توحید دیا۔

فلما جن علیہ اللیل رای کوکبا قال ھذا ربی فلما افل قال لا احب الافلین فلما رای القمر بازغا قال ھذا ربی فلما افل قال لئن لم یھدنی ربی لاکونن من القوم الضالین فلما رای الشمس بازغۃ قال ھذا ربی ھذا اکبر فلما افلت قال یا قوم انی بریٓ مما تشرکون ۝

جب اس پر شب کی تیرگی چھا گئی تو تارے کو دیکھا کہا کہ یہ میرا رب ہے جب وہ ڈوبا غروب ہو گیا تو کہا کہ میں ڈوبنے والوں کو دوست نہیں رکھتا پھر جبکہ چاند جگمگاتا ہوا دیکھا تو کہا یہی میرا رب ہے پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہا کہ اے پروردگار تو مجھے ہدایت نہ دیگا تو میں گمراہوں میں سے ہو جاؤں گا پھر جب سورج کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا یہی میرا پروردگار ہے یہ سب سے بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو آواز بلند کہا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں کہ جن کو تم شریک مانتے ہو۔

جملہ مادیات کی نورافشانیوں اور دلفریبیوں کی موجودگی میں تجلیات الٰہی کا اقرار کرنا اور عارضی روشنیوں سے نور حقیقی تک پہنچنا کچھ آسان کام نہ تھا مگر اس فلسفہ نفسیات کے حل کرنے والے نونہال دماغ نے چٹکی بجاتے ہی یہ کام کیا۔ فنا کو بقا کا پایہ وہ راز معرفت ہے جسے گرویدگان حقیقت پر سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آشکارا کیا فنا سے بقا کو پانا ہی وہ عشق حقیقی ہے جس کی لذت عاشقان الٰہی سے پوچھو دنیا و مافیہا کو بھول جاؤ گے اور روح مستانہ وار جھومنے لگے گی غرض آپ نے تمام مادی چیزوں سے بیزاری کا اظہار کر کے حضرت وحدہ لاشریک سے اپنی گرویدگی اور یکسوئی کا اعلان کر دیا۔

انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔

میں سب طرف سے پھر کر اور سب سے کٹ کر صرف ایک خدائے وحدہ لاشریک کا ہو گیا جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور میں مشرکین میں سے نہیں۔

اللہ اللہ حق و صداقت کی کیسی علمبرداری ہے کتنی بلند آہنگی کس قدر عالی حوصلگی اور قوت عزم ہے کہ عقل انسانی عش عش کر اٹھتی ہے اے علمبردار حق و صداقت اور اے عاشقان الٰہی کے سرتاج بے انتہا درود و سلام ہو تجھ پر تو نے وحدت الٰہی اور کلمہ توحید کی وہ بلند اور مستحکم عمارت تعمیر کی جو دنیا کے بقا تک فنا کا منہ نہ دیکھ سکے گی اور جہاں سے کفر و شرک میں پھنسی ہوئی روحوں کو پاکیزگی و طمانیت کی وہ لازوال دولت مل رہی ہے جس کے مقابلہ میں قارون کے خزانے ہیچ اور خزف ریزے ہیں۔ اللھم صل علی حبیبک وخلیلک دائما وسلم۔

عبدیت الٰہی انتہائی فداکاریوں کی اور غم آزمائیوں کے روپ میں

عبدیت کے رشتہ کی انتہائی ادائیں ہمیشہ قربانیوں فداکاریوں جاں سپاریوں اور غم آزمائیوں کے روپ میں ظاہر ہوتی رہی ہیں انبیا علیہم السلام اور خدا کے پیاروں کی مقدس زندگیاں اور تاریخ بتلاتی ہے بس خدا کے برگزیدہ اور پیارے بندے کا جذبہ عشق و محبت الٰہی جتنا زیادہ قوی اور صادق ہوا

اور جس کا علاقہ بندگی و عبدیت جس قدر زیادہ مضبوط و مستحکم ہوا اسی قدر آزمائش و ابتلا مصائب و شدائد اور قربانی و ایثار کا ہجوم اس پر ہوا۔ دنیا میں جس قدر و عبدیان بندگی و عبدیت اور علمبردارانِ حق و صداقت ہوئے ہیں ان سب کو جس مراتب تعلق و بندگی خوب خوب جانچا اور پرکھا گیا ناز خدائی نے ہمیشہ ان سے کٹھن، سہت شکن اور فگار کن راہ قطع کرائی قدرت نے ہمیشہ ان کو مصائب آلام کے ہجوم میں ثابت قدم رہتے دیکھنا چاہا ہے اور ان کے سرگروہ کو خنجر تیز کے نیچے دیکھنا پسند کیا ہے۔

جب ایک بندۂ عشق و محبت کا علاقہ اپنے محبوب حقیقی سے مستحکم و مقبول ہو جاتا ہے تو پھر بارگاہ کبریائی میں سوائے جان مال اور اولاد کے اور کوئی تحفہ قبول نہیں کیا جاتا بلکہ اپنے نفس اور خواہشات نفس کی گردن پر کامل انقیاد کی چھری چلائی پڑتی ہے اور پھر سب کچھ اس راہ میں قربان و نثار کر دینا پڑتا ہے۔

کمال بندگی و عبدیت کا راز غرور شرف عبدیت ہے

اسی میں ہے کہ خدائی علاقوں اور انہی تعلقات میں مٹ مٹ کر اور رگڑ رگڑ کر خاک و خون میں ملے اپنے گوشت و استخوان کو حوالہ پر آگ سوزی و ذبح مصیبت و ذلت کرے اور ہر محبت و تعلق جان آفرین کے نذر کر دینا لمحہ انداز میں اس شعر کو پڑھے ؎

نہ شود نصیب ہشمن کہ شود ہلاک تیغت ۔۔۔ سزد ستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی
جان دی دی ہوئی اسی کی تھی ۔۔۔ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہ راز بندگی اور فلسفہ شان کبریائی نرا تخیل ہی تخیل نہیں بلکہ یہ حقیقت کبریٰ ہے جس پر تاریخ عالم شاہد عدل ہے مگر یہ راز باریک فکر دل تیز و نظر روشن و ماغوں کے سمجھ لینے و زبانوں سے بیان کر دینے اور بیان کو حسن خطابت سے مرصع بنا دینے کا نہیں بلکہ اس راز بندگی اور فلسفہ شان خدائی کے لئے روحوں کے تڑپتے ہوئے خدا یانہ اعمال اور وجودوں کے منتشر و آشفتہ بجائے دفتر قطعات جسم نمایاں کرنے کی ضرورت ہے اس راز سے کچھ وہی آشنا ہو سکے ہیں جس کے دل مصفے اور روحیں جلا ہیں۔

آپ نے ابتک جو کچھ سنا اور جتنا مضمون پڑھا اگر اس کو عملی دنیا میں دیکھنا ہو اور اگر اس کا مجسمہ و پیکر عمل دیکھنا ہو تو آؤ عمل عید الاضحیٰ کا پڑھ شرف اتہائیں اور اسی عید کے حقیقی داعیات عمل اور روح کمال میں ان مبارک و مقدس صورتوں کا جلوہ ڈھونڈھ نکالیں اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی مقدس سیرت میں مذکورہ تخیل کو عمل کے آسمان پر دیکھیں۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا دعوی اسلام آزمائش و ابتلا کی کسوٹی پر

پیارے خلیل اللہ نے اپنے محبوب و معبود حقیقی کی لگن اور عشق و محبت میں اعزا چھوڑ دیئے اقربا سے منہ موڑ لیا وطن اور قوم سے بیزار ہو گئے اور آبائی تعلیمہ کے قعر ضلالت سے ایک ہی چھلانگ میں وحدت الٰہی اور کلمہ توحید کی بلند سطح پر جا بیٹھے اور دعوی کر دیا انا اول المسلمین میں پہلا مسلمان ہوں اور میں ہر طرف سے ہٹ کر محض ایک ہی ذات وحدہ لاشریک لہ کا ہو گیا ہوں یہ دعوی آسان نہ تھا بلکہ اپنے آپ کو حوالۂ رسنج و محن کرنا تھا ضلالت علماء الیوم کے نزدیک تو پہلے ہی مقعد اور مسلمہ تھا مگر سیر اخلیل حقیقت میں صرف میراثی ہو رہا ہے اور تمام مادی تعلقات کو ایک حقیقی جذبہ کی نذر کر دیا ہے۔

مگر جو کہ ارمیان اسلام اور عشق و محبت الٰہی کے دعویداروں کے سامنے ایثار و قربانی کی وہ برتنی جاتی تصویر کھینچی تھی جو مرحلہ پیکروں میں جان ڈالدے اور قلوب دار واح کی دنیا میں ایک کہلبلی اور کھرام مچا دے اور آپ قیامت تک کے لئے عاشقان الٰہی کے لئے نمونہ بن جائیں اس لئے کمال عبدیت اور خلیلیت کا اقتضاء تھا کہ آپ پر مصائب و آلام رنج و محن اور ابتلا و آزمائش کا ایسا ہجوم ہو کہ قلوب انسانی چیخ اٹھیں اور سینوں میں اضطراب و بیقراری کی آگ لگ جائے چنانچہ ایسا ہوا تھا اور ہو کر رہا کیا آپ نے سنا نہیں ؎

شنیدستم آں شعلہ است کہ چوں برفروخت ۔۔۔ ہر چہ ہز معشوق باشد جملہ سر سخت

آخر اس بڑھی دینانے قلبی کلفتیں شعلۂ محبت اور جذبات عشق الٰہی کے محیر العقول اور ولولہ انگیز مناظر دیکھے۔

شعلۂ عشق آتش نمرود کی شکل میں

دیکھنے والوں نے یہ بھی دیکھا اور سننے والوں نے یہ بھی سنا کہ اسی جذبہ عشق الٰہی نے آتش بغض و عناد کے ساتھ مل کر آتش نمرود کی شکل اختیار کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تکلدہ نمرود کی سرپھلک لپٹوں میں ڈالدیا گیا۔ ظاہری آنکھوں نے دیکھا کہ آگ کی لپٹوں نے آپ کا استقبال کیا لیکن باطنی آنکھوں اور روشن دل نے معلوم کیا کہ وہ جھلسا دینے والی اور جسم کو خاک سیاہ کر دینے والی آگ نہ تھی بلکہ گلزار فانوار الہی اور گلستان راحت و آرام تھا۔

بھلا جذبہ عشق الٰہی کے سامنے بچاری آگ کی کیا پیش جاتی تھی اور اسکی کیا مجال تھی کہ آپ کے جسم کا ایک بال بھی جلا سکے اگر گستاخ بنے اور آگ کچھ شرارت کرتی تو قیامت آجاتی اور یہ آگ آتش جہنم میں جھونک دی جاتی لہٰذا ارشاد باری ہوا:-

قلنا یانار کونی بردا وسلما علی ابراھیم | اے آگ! ابراہیم پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا

یہی ہوا کہ آتش نمرود نے انداز گلستان پیدا کر لیا اور مسلمانوں کو سبق دیدیا۔

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایماں پیدا ۔۔۔ آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

قربانی کی انتہائی منزل

اب قربانی کا وہ تیسرا منظر اور انتہائی منزل بھی سامنے آگئی جس کے بعد خلعت خلت عطا ہونیوالا تھا اور اعمال اخلاص و فداکاری کا ابدیت کی سند لینے والا تھا یہی منزل تو وہ منزل تھی جس میں کہیں شفقت مادری راہ عشق میں حائل ہوتی کہیں رحمۃ للعالمین خوف انحراف فرزند کی آزمائش تھیں اور یہی وہ منزل تھی جہاں رضا و خوشنودی الٰہی کا تمغہ ملنے والا تھا اور آپ پر اور آئندہ آنیوالی نسلوں پر رحمت و فضل کے دروازوں کا فتح مخصر تھا۔

الغرض محب کا اشارہ ہوا کہ جان نکال اور عزت و آبرو سب کچھ دیکھ چکے تمام مادی تعلقات کو قطع کر دیا اور دنیا دی محبت کو ذبح آتش کر دیا صرف ایک لخت جگر نور نظر بڑھاپے کی آرزو کوہ وقار پیکر تسلیم صادقوں کے سرتاج پیارے اسمٰعیل باقی رہے اگر عشق و محبت اور سلطان ہونے کا دعوی ہے تو یہ

آخری محبوب چیز بھی دیدو۔ جگر دیکھے لختِ جگر لاؤ اپنے بدن کو آگ میں جھونک چکے اب اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بھی زیرِ خنجر رکھدو غرض لختِ جگر کو قربان کردینے کا حکم ہو اگر وہ بھی بصورتِ خواب لیکن اے عقل و خرد کے پرستار و ادائے حکمِ خدا میں چون وچرا کرنے والو محض اشاروں پر اپنی قربانیوں اور جاں سپاریوں کی بنیاد رکھنے والے اور فلاح و بہبود کا ذریعہ سمجھنے والے قلب سے اس کا حل پوچھو کہ ایک محبوب کا اشارہ اور دلگیر کا ایما سچے عاشق کے لئے اُصادق عجب کے لئے مستحکم قربان کا کام دیتا ہے دیکھنے والو غور سے دیکھو اور عزت کی آنکھوں سے دیکھو کہ حقیقی جذبات کے سامنے مادیت و بعدیت کے اشکنجہ ہائے الفت ٹھنڈے پڑ گئے اور رضائے الٰہی کی جاوید نعمت کی خواہش شفقت پدری کی فانی الفت پر غالب آگئی اور معصوم بچے اور دل کے سہارے کو خدائی بشارت سنادی۔

یا بنی انی اری فی المنام اے عزیز بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے انی اذبحک فانظر ماذا تری کہ گویا تجھے اللہ کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں پس تیری کیا رائے ہے"

آخر اسمٰعیل ہی اسی باپ کا بیٹا تھا جس نے دنیائے قربانی کو آباد کیا وہ کون تھا ابراہیم کا لختِ جگر خلیل اللہ کا قرۃ العین گلزارِ خلت کا نونہال اور گلدستہ رسالت کا دربار بھول جس کی خوشبو سے اطاعت وانقیاد کے پھولوں کو مہکایا خدائی بشارت اور اشارہ الٰہی کے سامنے گردن اطاعت . . . . . .

. . . . . جھکا کر عاشقان ایثار پیشہ کو یہ سبق دیا۔

یا بت افعل ما تؤمر ستجدنی ان اے پدر بزرگوار آپ کر گذریئے جس کے لئے الشاء اللہ من الصابرین۔ آپ مامور ہیں انشاء اللہ تعالیٰ میں عابدوں

اللہ خدا کی راہ میں قربان ہونے کا نہ اضطراب ہے نہ بے چینی نہ خوف ہے نہ اندیشہ ہے اور نہ ہراس خدا کے منظورِ نظر ہو جانے پر فخر و ناز ہے اور قربانگاہ حق کی طرف قدم بڑھانے کا بے پایاں جذبہ ہے اگر باپ ہو تو ایسا اور بیٹا ہو تو ایسا جس پر کی نسلِ انسانی نماز ہے اور انسانیت کا سر غرور آسمان سے ٹکرا رہا ہے ملت مسلمہ کے نونہالو اور مسلم نوجوانو! سکھو خدا کی راہ میں مزاحمتیں آسمان عزت پر آفتاب و ماہتاب بلکہ چمکو گے اور دوسری قوموں کے نوجوان تمہاری پرستش کریں گے بچوں والو ذرا دیکھو تو سہی نہ کیا باپ تھا جو اپنے لختِ جگر کو ذبح کرنے پر آمادہ ہے عشقِ الٰہی کا جنوں دم بھرنے والو اور مکار و صوفیو غور تو کرو قابلیت اور بعدیت کی الفت میں کیسی سخت معرکہ آرائی ہوئی اور روحانیت کے مقابلہ میں مادیت نے کیسی ذلیل شکست کھائی۔

بچوں کی اندھی محبت میں کفریہ و فسر کیہ اعمال کرنے والی اور خدا کو بھول جانے والی ماؤ! آؤ اور قربانگاہ عشق کا تماشہ دیکھو بڑھیا ماں پر پیار اپنے آنکھوں کا تارا ایک دواعی نظر ڈالتا ہے اور حسرت بھری زبان حال سے ماں کو قربانگاہ حق کی قربانی کی عزت سے باخبر کرتے ہوئے مادرانہ جذبات سے صبر و سکون کی التجا کرتا ہے اور رضاء الٰہی کے حصول کے لئے خواہش و تمنا کا خاتمہ کرتے ہوئے قربانگاہ حق کی طرف چلدیتا ہے۔

خدا کا سب سے بڑا باغی

اور نوع انسان کا قدیمی ٹیشن ابلیس لعین جب دیکھتا ہے کہ ان دونوں مقدس

ماں باپ نے اپنے فرزند سعید کو ہزار مسرت و اطمینان قربانگاہ حق کی طرف بھیجدیا تو کلیجہ پر سانپ لوٹ گیا کہ ہائے یہ متقدس انسان دنیا میں ایثار و قربانی کی بنیاد رکھنے والے پیکرِ ان عمل نبی نوع انسان کے سامنے یوں سعادت کونین اور میں بیٹھا ہوا دیکھتا رہوں اپنے قدیمی پیشہ رہزنی اور گمراہی پر کمر بستہ ہو گیا پہلے باپ کے دل میں محبت پدری اور شفقت فرزندی کا جوش ابھارا پھر اولادوں سے آنکھیں ٹھنڈا رکھنے والی ماں کے سامنے بیقرار آرزوئیں و امیدیں پیش کیں اور پھر بیٹے کے سامنے متعات و لذائذ دنیا وی کے خنگوار مناظر جوانی کی امنگیں اور انسانی جذبات اور موت کے خوفناک منظر پیش کئے مگر بادۂ توحید سے سرشار یہ حکما الٰہی پر قربان ہو جانے والوں کے سامنے کچھ پیش نہ گئی دونوں باپ بیٹوں نے فرمانِ حق کی راہ لی اور یہ لعین غائب و خاسر ہو کر پہاڑیوں میں جا چھپا۔

جب بندہ کا تعلق اپنے معبود سے استوار ہو جاتا ہے دلِ محبوب حقیقی کی محبت قبضہ کر لیتی ہے اور ایک انسان بادۂ توحید سے سرشار ہو جاتا ہے تو پورا ابلیس لعین کی اس کے سامنے دال نہیں گلتی اور ہمیشہ یونہی منہ کی کھانی پڑتی ہے۔

راہِ حق میں ذبحِ عظیم کا ولولہ انگیز منظر

عید قربان منانے والو اور دین حنیف کے علمبردارو! ذرا بصیرت کی آنکھوں سے دیکھو اور دل کے کانوں سے سنو اسمٰعیل کی محبت کا دیوانہ اور اللہ کا خلیل امتثالِ امر الٰہی کے لئے کمربستہ ہے اور فرزند سعید قربان ہو جانے کے لئے سر بکف ہے اللہ کا خلیل اپنے لاڈلے معصوم بچے اسمٰعیل کو بھیڑ بکری کی طرح زمین پر لٹا دیتا ہے ہاتھ میں خنجر تسلیم و رضا ہے اور دلیس شفقت پدری کا سر قلم کر دینے کی بیتاب تمنا اور سرِ اسمٰعیل کے سامنے باپ کا دلفریب بھولا اور مقدس چہرہ اور بوڑھی ماں بتا لا کیا تو نے کبھی ایسا جگر دوز منظر دیکھا؟ اور اُو مادیت جواب دے کیا تو نے کبھی ریحانیت کا یہ ولولہ انگیز سماں دیکھا؟ ہرگز نہیں۔ پس اولادِ ذبیح مسلمان! تو ہی بتلا کیا تو بھی راہِ حق میں اسی جذبہ کو قربان کر سکتا ہے: ہرگز نہیں اگر تو ہر سال عید الضحیٰ سے قربانی کا یہی جذبہ اور سبق حاصل کرتا تو کائنات ارضی و سماوی کی کنجیاں تیرے قدموں میں ہوتیں اور تو بن ذبیح اللہ خود ذبیح ہوتا۔

الغرض بیٹے کو خدا کی راہ میں بھاڑ دینے والے باپ کے دلیس شعلۂ محبت پدری کے بھڑک اٹھنے کا خیال ہے راہ قربانی میں مختر نزل ہو جانیکا خوف دامنگیر ہے اور محبت و شفقت کے سمندر میں موجِ طغیانی کا اندیشہ اسلئے آنکھوں پر پٹی باندھ لیتا ہے اور نہایت تیزی و بستدری کے ساتھ زمزمۂ نماز کے گلے پر آبدار چلا دیتا ہے دنیاوی محبت و شفقت چلا اٹھی کہ۔ . . خدایا آج تیرے خلیل نے مجھے اس بری طرح ذبح کر کے رکھدیا زمین و آسمان میں زلزلہ آگیا، راہِ حق سے منحرف ہو جانے والے جذبہ کی آنکھیں پھٹ گئیں زمین پر بسنے والے حیوانات نباتات اور جمادات کو اس حقیقی اور سچی قربانی کو دیکھکر شکستہ ہو گیا، عالم افلاک میں ایک قیامت خیز ہنگامہ برپا ہو گیا، ملاء اعلیٰ کے رہنے والے مقدس کروبیوں میں ایک کہلبلی مچ گئی اور ساکنان ارض و سما نے متفق اور یکزبان ہو کر خلیل نجا یا کہ اے رب قدیر و اے غنی حمید تیرا خلیل تیری محبت کے نشے سے چور ہو کر اپنی تمام عمر کی دولت لٹکائے دیتا ہے

اور معصوم بیٹے کے گلے پر خنجر تسلیم و رضا چلائے دیتا ہے

اور جب انسانیت اور خلیلیت نے خود عظیم پانی تو رحمت کبریائی جوش میں آئی اور شیت ایزدی کی ذرہ نوازی نے آگے بڑھکر ہاتھ تھام لیا اور آواز آئی۔

یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین

اے ابراہیم! تم نے اپنے خواب کو پورا کر دکھایا ہم احسان و اخلاص والوں کو یونہی بدلہ دیا کرتا ہوں۔

تسلیم و رضا کی اس بیتابانہ آرزو اور شوق شہادت میں چونکہ قوموں کی حیات ابدی کا راز مضمر تھا اس لئے رستہ قربانی کی بنا کرنے والے کو ذبح عظیم کا خطاب دیکر ہمیشہ الیاس اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا شوق شہادت پورا نہ ہونے پایا۔

آپ نے ذبح عظیم کا منظر دیکھ لیا اب یہ بھی معلوم کر لو کہ انفرادی و اجتماعی تعمیر میں قربانی کی کیا ضرورت و اہمیت ہے۔

بقائے حیات کا حقیقی راز

سال کے سال عید قربان سے مسلمانوں کو جو سبق ملتا ہے اس کو مسلمانوں نے سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش نہیں کی اگر سمجھا تو صرف یہ کہ اس سے مقصود فقط یہ بات ہے کہ ہم ایک جانور کو اللہ کی راہ میں قربان کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں اس لئے ضروری ہے کہ ہم قربانی کا مفہوم و مطلب بیان کریں۔ اصل قربانی نام ہے خدا تعالیٰ کے لئے دنیاوی تعلقات کو منقطع کر دینے کا جس کا اثر دنیاوی زندگی میں کوشش جد و جہد عالی ہمتی بلند خیالی، صلہ و برد باری اور سکینت ہے اور یہی چیزیں بقائے حیات اور فلاح انسانی کا ٹھوس بنیاد ہیں اسلام نے ان کو بہترین صفات حسنہ قرار دیا ہے اور ان پر عمل پیرا ہونے کو بقائے زندگی کی اولین اور آخری شرط قرار دیا ہے گویا یہ سمجھنا چاہیئے کہ حیات انفرادی و اجتماعی کی بہترین ضمانت اس جذبہ قربانی یا جذبہ جہد پر موقوف ہے۔

عید قربان منانے والے مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ قربانی اس کائنات میں کامیابی اور غائز المرامی کی سب سے پہلی اور سب سے آخری منزل ہے عمل کا کوئی گوشہ کاروبار کا کوئی دائرہ اور ترقی و معاشرت کا کوئی میدان ایسا نہیں جس حصول مرام کی سب سے بڑی شرط قربانی نہ ہو گویا یوں سمجھیئے کہ یہ کائنات کا نظام قربانی کی بدولت چل رہا ہے موقعہ نہیں بر بنا میں بیشمار شواہد و نظائر پیش کر کے بتلاتا کہ دنیا کا کارخانہ کیونکر قربانی کی بدولت چل رہا ہے مختصر طور پر آنا جان لیجئے کہ عمل و عمل کے ہر دائرہ میں آپ کو یہی حقیقت جلوہ گر نظر آئیگی اور ہر جگہ آپ دیکھیں گے کہ زندگی کی سب سے ضروری اور عام ترین شے قربانی ہے۔

قربانی دینے کا مدعا کیا ہے

عید اضحیٰ ابراہیمی و اسماعیلی قربانی کی یادگار ہے اور "ذبح عظیم" کی عملی تصویر ہے اور ہر سال ایثار ابراہیمی کی یادگار منائی جاتی ہے لیکن ہر مسلمان کے لئے سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ کیا محض گوشت کی تقسیم اور خون کا بہانا اس یادگار کے منانے کے لئے کافی ہے کیا عید الضحیٰ کے تمام حسن کا مقصود و مدعا محض یہ ہے کہ امت مسلمہ ہر سال اچھے اچھے کپڑے پہن لے اور گوشت کھالے؟ ہرگز نہیں۔ اصل غرض و غایت اس حسن

سے یہ تھی کہ اس روز تمام فرزندان توحید اس روح ایثار و قربانی سے کسب فیض کریں جس کا منظر اعلیٰ کے وہ بندوں نے آج سے ہزار سال پیشتر منیٰ کی پہاڑیوں میں دکھایا تھا اور اس روح ایثار و قربانی سے کسب فیض کرنا کیوں ضروری ہے؟ اس لئے کہ یہی روح قوموں کی تعمیر جماعتوں کی تنظیم حزب اللہ کی تقویت و استحکام کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ پس مقصود قربانی اصل واقعہ کے ساتھ قریبی مشابہت حاصل ہونا ہے اگر یہ مشابہت حاصل نہیں ہوتی تو تمام گوشت خوریاں اور خوش بدنصیبیاں بیکار اور لایعنی ہیں۔

قربانی دینے والو! اور اللہ کی راہ میں ایک جانور کے گلے پر چھری چلانے والو کان کھول کر سن لو کہ رب بے نیاز تمہارے گوشت و خون کا بھوکا نہیں بلکہ وہ کسی اور ہی چیز کا خواہاں ہے سنو۔

لن ینال اللہ لحومھا ولا دمائھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم

اللہ تک تمہاری قربانیوں کا گوشت و خون نہیں پہنچتا بلکہ اس تک تو صرف تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

وہ تو صرف تقویٰ کا خواہاں ہے اس کے دربار میں صرف اسی کی پوچھ ہے اور اس کے بغیر تمام اعمال بیجان ہیں تقویٰ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے احکام کی دلی شوق و رغبت کے ساتھ پابندی اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربانی و ایثار کا وہی جذبہ جس کی سب سے بڑی نمائش حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے کی تھی دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیئے کہ کلی طور پر خدا کا ہو جانا اور اس کی راہ میں سخت سے سخت رنج و محن کا خندہ پیشانی کے ساتھ مقابلہ کرنا مقصود تقویٰ ہے۔

الغرض عید الاضحیٰ کی قربانی گوشت خوری اور سیلان خون کا نام نہیں بلکہ اس کا مدعا یہ ہے کہ ہر قربانی دینے والے کے دل میں یہ حقیقت اور جذبہ پورے طور پر بیٹھ جائے کہ جس طرح وہ آج ایک جانور کو خوشی خوشی اللہ کی راہ میں قربان کر رہا ہے اسی طرح بوقت ضرورت اپنی گردن خدا کی راہ میں کٹانے کے لئے تیار ہو گا اگر قربانی کرنے والے میں ایثار و فدویت کی یہ روح پیدا نہیں ہوتی تو حقیقت میں اس کی قربانی قربانی نہیں۔

اسلامی ارکان اور روح ایثار و قربانی

مسلمانوں کو سال کے سال صرف قربانی کے ذریعہ ایثار و فدویت اور جہاد فی سبیل اللہ کا سبق نہیں دیا جاتا بلکہ قوموں کی زندگی کا یہ سرمایہ اسلام کے ہر رکن اور ہر حکم میں پایا جاتا ہے اگر آپ ذرا غور سے کام لیں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ مسئلہ توحید میں نماز باجماعت میں اور عیدین وغیرہ وغیرہ ہر عقیدے اور عبادت میں ایثار و فدویت اور جہاد فی سبیل اللہ کی روح کارفرما ہے اور اسلام نے اپنے پیروؤں کے لئے اس سرمایہ اندوختہ کا بڑے سے بڑا سامان جمع کر دیا ہے مگر افسوس کہ مسلمان اس دولت سے نا آشنا اور ایثار و قربانی کی قدر و قیمت سے بے بہرہ ہو گئے آج ان سے بڑھکر کوئی قوم ان حصار نفس ضروریہ حیات سے محروم نہیں یہی وجہ ہے کہ وہ غلام و محکوم اور پست و ذلیل ہیں۔

جس قوم کی زندگی کا دستور العمل یہ ہو کہ اس کو نخوت و تکبر اور قدم قدم پر

قربانی، ایثار، خدمت اور جہاد کا سبق ملتا ہو سخت سے سخت جسمانی تکالیف و شدائد برداشت کرنے کے قابل بنایا جاتا ہو اس کو اٹھتے بیٹھتے جہاد کی ایک مؤثر دعوت ملتی ہو اسے تعالیٰ کے سوا ہر شے سے بے پروا، ہر خطرے سے مخلوق اور ہر اندیشے سے فارغ ہو جانا کیا خیال و دماغوں میں مستحکم کیا جاتا ہو اور جس قوم کے بچے ان اصول حیات اور فلاح انسانی کی آغوش میں پرورش پائیں اس کے استقبال کے لئے دنیا کی کونسی کامیابی فائز المرامی، سربلندی اور برتری بڑھکر اپنے دروازے نہ کھولیگی مگر آہ کہ مسلمانوں نے حقائق اسلامیہ اور اسلام کے بتلئے ہوئے اصول حیات پر نہ چلنے کی قسم کھالی بقائے حیات اور فلاح انسانی کے وسائل و ذرائع سے انہیں بیزار کر لیں شریعت اللہ کو بالائے طاق اٹھا کر دھر دیا اور اسکی اسلام کی روح حقیقی سے بالکل بے بہرہ ہو گئے، اسلئے خوار و زبوں ہیں خدا کرے وہ عید الاضحیٰ کے ساتھ نئی اور حقیقی زندگی کا پیمان استوار کریں۔

عید الاضحیٰ سنا دیا اور اسلام کے دعویدارو! اس پیغام حیات کو خود سمجھو، عمل پیرا ہونیکی کوشش کرو اور دوسرے مسلمانوں کو بھی کارندہ و حقیقی مسلمان بنانے کی کوشش کرو۔ مسلمانوں کو ہر سال قربانی کے ذریعہ جہاد کا سبق دیا جاتا ہے اور بقائے حیات و فلاح انسانی کا حقیقی راز ذہن نشیں کرایا جاتا ہے اور بتلایا جاتا ہے کہ مسلمان کو اللہ کی راہ میں اپنی عزت و آبرو، جان و مال سب کچھ قربان کرنیکے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔ یہ ہے وہ پیغام حیات جسکو سمجھ اور جس پر عمل کر کے مسلمان زندہ اور کامیاب ہو سکتے ہیں اور دنیا کو ایک ڈوبتے ہوئے بیڑے کو کنارے لگانے کا سماں دکھا سکتے ہیں۔

پس جب آپ قربانی کے دنیوی اور روحانی نتائج و فوائد اور برکات و اثرات سن چکے تو اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس قربانی کے اس قدر حیرت انگیز نتائج و ثمرات ہوں تو اس کی اہمیت و عظمت کا کیا ٹھکانا ہوگا ظاہر ہے کہ قربانی کی ضرورت بھی اسی قدر اہم بعد اشد ہوگی میں سمجھتا ہوں کہ قربانی ایک ایسی اہم چیز ہے جو انسانوں اور حیوانوں کے درمیان ایک حد فاصل خاص کرتی ہے اسی کے ذریعہ انسانوں کا عمل ان کو معراج کمال تک پہنچاتا ہے اور قربانی ہی انسانیت کی غرض و غایت ہے۔

قربانی کا فلسفہ

قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کیا وجوہ ہیں قربانی کو قرار دیا گیا ہے اور ابتدائے آفرینش سے دنیا کی زندگی اور ترقی اسی پر منحصر ہے سو بغور سنئے کہ یہ عالم متقلب ہے تغیر و حوادث کا آماجگاہ ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ جوہر القلاب ہے تغالون قدرت اور علم اصول یہ ہے کہ دنیا کی ہر ایک چیز موجودہ اور ناقص و نامکمل حالت سے نکل کر دوسری حالت اور بہتر و مکمل صورت اختیار کرنے کی متمنی ہے مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ موجودہ حالت کو امکانات آئندہ کی خاطر چھوڑ دے اور اپنے آپ کو خطرات و مصائب کے حوالہ کر دے طبعی دنیا کی کیفیت یہ ہے کہ کسی چیز کا وجود ہی پیدا نہیں ہوتا جب تک اس کی اندر کئی ایک چیزوں کی حالت میں تغیر نہ کیا جائے۔ ایک چیز بگڑتی ہے اور دوسری بنتی ہے غرض فطرت کی ہر چیز کا ارتقا اس ایک مرکزی اصول کے ماتحت ہے۔

میں نے اس اصول ارتقاء کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کی ہزاروں مثالیں دی جا سکتی ہیں اور بیشمار شواہد و نظائر پیش کئے جا سکتے ہیں مگر میں خوف طوالت نظر انداز کر کے آگے بڑھتا ہوں۔

عید قربان جذبات ابراہیمی کی یادگار ہے

میں نے ناظرین کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مختصر سوانح حیات ابراہیمی قربانی، ایثار اسمٰعیل و قربان کی حقیقت لکھی ہے اب آئیے اور سمجھ لیجئے کہ چونکہ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام شریعت کی بنیاد انبیاء و ابراہیمی پر تعمیر کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے اس لئے آپ نے ہی اپنی امت کو حصول رضا الٰہی کی خاطر قربانی کی یاد تازہ کرائی تاکہ امت محمدیہ کے ہر فرد سے صدق و اخلاص ابراہیمی اور ایثار و قربانی اسمٰعیلی کی خوشبو آئے اور ہر کلمہ گو کا نور ایمان ابراہیمی نور سے مشابہ ہو جائے پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ قربانی کرتے وقت جذبات ابراہیمی کا خیال رکھیں کیا نہیں دل کے پاکیزہ جذبات کا نام تقویٰ ہے جو اسلام کی جان ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں محبوب و مقبول ہے۔

اگر مسلمان عید قربان کو جذبات ابراہیمی کی تازہ یاد تازہ کر دیں اور اللہ کی خوشنودی سے ابراہیمی قربانی کی خوشبو آنے لگے تو شمع الٰہی پر پروانہ وار نثار ہونے کے لئے دل و جان اور ظاہر و باطن سے تیار ہیں اور نور ایمان سے ان کے سینے لبریز ہو جائیں تو حضرت حق جل مجدہ ان کی پشت پناہ ہوں گے باری تعالیٰ ان کی تائید و نصرت فرمائیگے زمین و آسمان کی رحمتیں، برکتیں اور سعادتوں کے خزانے ان پر کھول دیں گے پھر ایسے سرفروش خدا کیا ان اسلام جس میدان زندگی و ترقی میں قدم رکھیں گے کامیابی و فائز المرامی ان کے قدم چومیگی ہر میدان میں فتح و نصرت کا سہرا انہیں کے سر ہوگا دنیا کی کوئی قوم ان کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکیگی اور ان کا شمار دنیا کی غالب اور کامران قوموں میں ہوگا پھر نہ دنیا میں چالیس کروڑ ہندی چالیس سو ہی ہوں گے تو ان سے زمین و آسمان تھرا جائیگے مسلمانو! آؤ اس عشرہ ذی الحجہ کو بکیات و تہلیلات، ذکر الٰہی اور قربانیوں کے ذریعہ نئی اور حقیقی زندگی کے ساتھ منائیں جذبات ابراہیمی کی یاد تازہ کریں اپنے معبود خالق کے ساتھ پیمان اطاعت استوار کریں مسلمانوں کی تعلیم دین حقہ کی سربلندی کیلئے ایثار و قربانی کریں تفرقہ اور فتنہ و فجور کی نحوستوں اور غلاظتوں سے آزاد اور پاک ہو جائیں کہ دین ضعیف ہی ہے فرقہ بندی اور تکفیر و تفسیق کے مجادلہ کو بالکل میٹ کر دیں کہ مسلمانوں کی سربلندی، کامرانی کا راز اسی میں مضمر ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا مصمم ارادہ کر لیں دین و ایمان کی انتہا یہی ہے کہ وجاهدوا في سبيل الله حق جهاده هو اجتباكم وما جعل عليكم في الدين من حرج ملة ابيكم ابراهيم هو سماكم المسلمين من قبل وفي هذا ليكون الرسول شهيدا عليكم وتكونوا شهداء على الناس فاقيموا الصلوٰة واٰتوا الزكوٰة واعتصموا بالله هو مولاكم فنعم المولىٰ ونعم النصير۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسی طرح جہاد کرو جو جہاد کرنے کا حق ہے اسی لئے تم کو برگزیدہ کیا اور دین میں تمہارے لئے کوئی تنگی نہیں یہ تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے اسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے پیشتر سے اور اس قرآن میں تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ ہو پس قائم کرو زکوٰۃ اور اللہ کی رسی مضبوطی سے پکڑ لو وہی تمہارا مولا ہے پھر کیا ہی اچھا مولا اور کیا ہی اچھا مددگار۔ مسلمانو! ان ہدایات فاخرہ کی آوازہ گوش بنو اور دین و دنیا کے مالک بن جاؤ کہ عید قربان کا یہی سبق ہے اور یہی صراط مستقیم ہے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد۔

فلسفۂ یادگار

(از جناب مولوی شریف احمد صاحب مراد)

شدیم خاک ولیکن ببوئے تربت ما
تواں شناخت کزیں خاک مردمے خیزد

دنیا میں ہر قوم نے اپنے ماضی کے مشاہیر و اکابر کی تعظیم کی ہے ہمیشہ انھیں اور ان کے کارناموں کو سراہا ہے اور نہ صرف سراہا ہے بلکہ ان کی یادگاریں تہذیب کی میں اور اس انداز و فہم پر کی ہیں کہ آنیوالی نسلیں انھیں بھولنا ہی چاہیں تو نہ بھول سکیں اور ان کے قلوب کی غفلت اگر ان کی انظار اور نگاہوں کو ادھر سے ہٹانا بھی چاہے تو نہ ہٹ سکے بڑے بڑے حوادث و واقعات کا دامن بھی بڑے بڑے انسانوں ہی کی ذات سے وابستہ رہا ہے ہر جگہ اور ہر دور میں یہ یادگاریں موثر سمجھی گئی ہیں اور اسی مقصد نے انسانوں کی جماعتوں اور جماعتوں کے دماغوں کو آمادہ کیا کہ وہ اپنے مشاہیر کی یادگاروں کو مجسموں، میلوں، تہواروں اور عمارتوں کی صورت میں منتقل کریں اور اس لئے منتقل کریں کہ انھیں دیکھتے ہی اور ان کے سامنے آتے ہی آئندہ نسلوں کے قلوب میں اپنے مشاہیر اور ان کے کارناموں کی یاد تازہ ہو جائے۔

ابتدائی زمانوں میں جبکہ تمدن و تہذیب نے کوئی قابل ذکر ترقی نہ کی تھی انسانوں نے اپنے مشاہیر کی یاد کو قومی روایات کی صورت میں یاد رکھا شاعروں نے اپنے کارناموں کو نظر کیا کہ نظم آسانی سے یاد رہ جاتی ہے۔ عرب و یونان میں یہی ہوا۔ ہندوستان میں انھیں بھاٹوں کے لفظوں اور پرلطف قصوں کی صورت دی گئی کچھ ہوا لیکن جہالت و وحشت بھی یہ گوارا نہ کر سکی کہ مشاہیر وقت کا نام زبانوں سے اتر جائے اور جنھیں وہ تمدنی بھر یاد کرتے اور سراہتے رہے انھیں ان کی نسلیں بھول جائیں جب تمدن نے چند اور قدم آگے بڑھائے تو مشاہیر کے کارنامہ ہائے عمل کتبوں کی صورت اختیار کرنے لگے اور اس کے بعد انھوں نے تحریری لباس اختیار کر لیا۔

عقول محدودہ تھیں اور دانائی نے ابھی تک پاؤں نہیں پھیلائے تھے دماغوں کی دسترس بھی کوتاہ تھی اس لئے جب انسانوں میں کوئی بڑا انسان پیدا ہوتا تھا اور اس میں ان کی نگاہیں زبردست اور حیرت انگیز خاصیتیں مشاہدہ کرتی تھیں تو ان کا تخیل فوراً انھیں مافوق العادۃ قوتوں کا حامل قرار دیکر انسانیت سے بالاتر بتا دیتا تھا اور عجیب عجیب باتوں کو ان سے منسوب کر دیتا تھا اس تخیل طرازی نے بہت تک ترقی کی کہ مشاہیر کو دیوتاؤں کا مثنیٰ قرار دیا گیا اور رفتہ رفتہ ان کے کارناموں نے ایسی صورتیں اختیار کر لیں کہ ان کی یادگار بجائے فائدہ کے الٹا نقصان پہنچنے لگا ان کے کارناموں کی طرف سے تو نظریں ہٹ گئیں ادھر ان کی ذات سامنے آگئی اور آئی بھی دیوتا اور اوتار بنکر۔

یادگار و اں کا اصلی و حقیقی مقصد تو یہ تھا کہ ان کے کارنامہ ہائے عمل کے اتباع کا شوق دلوں میں پیدا ہو لوگ ان کی پیروی کر کے بڑائی اور عظمت حاصل کریں لیکن ہوا یہ کہ ان کی پرستش شروع ہو گئی گنیش جی کا سر ہاتھی کا بنا دیا گیا ہنومان جی کو بندر بنا دیا گیا علانیہ کہا اور پڑھا جانے لگا کہ خدا

بزرگ کے تیر میں یہ طاقت تھی کہ وہ ایک ایک پرواز میں ہزار ہزار کوس گرتا اور گھائل کرتا تھا، خدا جی ایک سانس میں آگ لگا دیتے تھے خدا سوامی میں یہ طاقت تھی کہ وہ ایک ایک پرواز میں ہزار ہزار انسانوں کو داب لیتے تھے، خدا حضرت کی قوت کا یہ عالم تھا کہ جملہ صدہا انسانوں کی مجموعی طاقت سے حرکت بھی نہ کر سکتی تھی اُسے انھوں نے بیک حرکت انگشت کھینچکر دو ٹکڑے کر دیا ظاہر ہے کہ یہ طاقت ہر انسان اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا اور جو چیز انسانیت کی طاقت سے بالا ہے اس کی تتبع کا شوق کیا خاک پیدا ہو سکتا ہے جو عمل انسانیت سے بالاتر سمجھا جائے اس پر دوسرے عمل ہی کیا کر سکتے ہیں گویا جو چیز ایک مفید مقصد کے لئے تخلیق ہوئی تھی وہ بالکل بیمصرف ہو کر رہ گئی۔

قومی روایات ایک اجنبیت اور نامانوسیت افسانہ بنکر رہ گئیں اور جن مشاہیر کے بوتے نسل انسانی کے سامنے آئے وہ مشاہیر ہی بالاتر انسانیت سمجھے گئے اور ان کے کارنامے ہی ناقابل عمل ٹھیرے لہٰذا یہ لٹریچر بیکار اور بیسود ہو گیا تہذیب و تمدن کی لعنتیاں آج کتنی ہی بڑھ جائیں لیکن دنیا بدھ اسلام کا یہ احسان ہمیشہ رہیگا کہ اس کے فرزندوں نے دنیا والوں کو بتایا کہ تاریخ اور افسانہ میں کیا فرق ہے اور ماضی کے حوادث و واقعات پر کس طرح تبصرے کئے جاتے ہیں۔ روایت کا اصول بھی مسلمانوں ہی کی ایجاد ہے غرض ہی وہ چیز ہے جسے جملہ اقوام متمدنہ نے مشاہیر پرستی کے نام سے موسوم کیا ہے؟ اور یہی وہ چیز ہے کہ ہر قوم اپنی قومیتوں کے بڑے بڑے عجائبات معلوم ہائے قومی شہادگی یادگار کبھی متقود نہیں ہونے دیتی اور حقیقت یہی ہے کہ اقوام میں روح عمل پیدا کرنے کے لئے یہ چیز بیحد ضروری ہے۔

نامداران قوم کے مناقب

ہم نے الندلکھا کہ لالہ کے جھری کتب خانہ میں وہ انشیل جو کہ مسلمان مشاہیر قوم کے مناقب و محاسن کندہ تھے عرب جاہلیت نے اپنے سلسلۂ انساب کا ایک جزو بھی ضایع نہ ہونے دیا اور ذوالحجہ اور رمضان میں اسلاف کے مفاخر و محالی کی داستانسرائی قائم کی مصریوں نے ایسے مینار بنائے جو ہزارہا سال کی مدت گزر جانے پر بھی اپنی تعمیر اولین کی طرح محکم و استوار ہیں یہی نہیں پھر ان کے اندر اپنے اپنے مشاہیر اور نامداران قوم کی لاشوں کو حنوط کر کے محفوظ کر دیا ہندوستان نے مہابھارت کے ذریعہ کو قومی روایات میں داخل کر دیا اور ذالملیک کی سحر نوازیوں نے نسلی مفاخر کی روح کو پژمردگی سے بچایا یا اقوام قدیمہ کے یہ تمام اعمال صرف اسی حقیقت کے لئے تھے کہ اسلاف و مشاہیر کی یاد زندہ و قائم رکھی جائے۔

کوئی مسافر بھی بحر اوقیانوس کی موجوں پر سفر کرتا ہوا ساحل امریکہ سے گذرے تو نہ دور سے واشنگٹن کے مجسمے کو دیکھکر پکار اٹھے گا کہ یہ امریکہ کا ہیرو اور نئی دنیا کا نامور فرزند تھا اس کی عظمت اس کے قلب میں گھر کر جائیگی اور اگر وہ امریکی ہے تو اس کا قلب فخر و انبساط کے جذبات سے لبریز ہو جائیگا۔ اعظم پور کے جس بڑے شہر میں قدم رکھیے اور ان کی محکوم نئی آبادیوں کے جس قطعہ میں جائیے

آپ کو وہاں کی نہ صرف شاہراہوں پر بلکہ تمام بڑے بڑے باغوں اور پارکوں میں بھی سنگی بت ایک عجیب شکوہ و شان سے نظر آئینگے جانسن کے آثار اب بھی ہر شخص دیکھ سکتا ہے میدان میں بھی آپ کو یہ کتبہ نظر آئیگا۔ پاک میرینی نے یہاں اپنا بچپن گذارا تھا۔ شیکسپیر کا مولد اب تک قائم ہے۔ ملٹن کی میز بھی یادگار بھی ہوئی ہے۔ یہ سب کچھ کیا ہے؟ مشاہیر پرستی کی ایک دلفریب اور خوشنما شکل اور جو پہلے محض قومی بتوں اور افسانہ طرازیوں کے ذریعہ قائم کی جاتی تھی

قیام یادگار کا حقیقی مقصد

لیکن یہاں یہ نکتہ نہ بھولنا چاہیئے کہ اس یادگار قائم کرنے کا مقصد حقیقی یہ ہرگز نہ تھا کہ کسی نام کو فراموش نہ ہونے دیا جائے یا کوئی واقعہ گلدستہ طاق نسیاں نہ بن جائے دنیا اصلی غرض بھول گئی ہے مغز نگاہوں سے اوجھل ہوگیا اور قشر پر نظر رہ گئی مدح تک کسی کی نظر نہ گئی اور جسم کو سب حقیقت سمجھ بیٹھے۔ تہ تک پہنچنے والی نظریں سطح پر اٹک کر رہ گئیں مقصد یہ تھا اور حقیقتاً یہی تھا کہ جو عزائم مہمہ نتائج عظیم اعمال حسنہ اور بعائر رموز اعظم جلیلہ ان مشاہیر اور مومنوں کی زندگی سے وابستہ ہیں اور جن کی یاد اور جن کے تذکرے کے اندر قوموں اور ملکوں کے لئے سب سے زیادہ موثر عبرت عمل مرکوز و پنہاں ہے ان کی یاد ہمیشہ قائم رہی جائے اور ایسے ذرائع بہم پہنچائے جائیں جو ان اعمال حسنہ کے نمونوں کو آئندہ نسلوں کی نظر سے اوجھل نہ ہونے دیں۔

کیونکہ اگر مقصد محض کسی کے نام کو فراموش ہونے دینا اور کسی واقعہ کو نہ بھولنا ہی ہوتا تو اس کے لئے کسی خاص حادثہ و واقعہ اور کسی ممتاز نام کی ضرورت نہ تھی ہر انسان کی یادگار قائم کی جاسکتی تھی نیک و بد کا امتیاز فضول اور بالکل فضول تھا کوئی ضرورت نہ تھی کہ سر ملی رام چندر جی کو تو یاد رکھا جاتا اور راون کی طرف کوئی نظر التفات بھی نہ دیکھتا۔ قیصر کو تو دفعت دی جاتی اور بیروٹس کو گوشہ خمول میں ڈالدیا جاتا کارتھیج کے مشہور ہنی بال کو تو یاد رکھا جاتا اور ٹیٹس کے لئے آنکھ سے ایک آنسو بھی نہ نکلتا یہ کوئی ضرورت نہیں کہ جو بڑا ہو وہ اچھا ہی ہو شر بھی بہت اچھی ہی سکتی ہے لعدبرسی ہی بڑے ہونے میں تیمور، چنگیز، ہلاکو، نیرو، بخت نصر، غزنوی کب کسی سے کم ہیں خسرو پرویز کی جلالت شان کس سے کمتر تھی لیکن اسے دیار بار بھولتی جاتی لیے اور نوشیرواں کا نام زبان زد خلائق ہے یونان کے بیشمار اور کثیر فرمانروا دں میں سے کسی کو بھی نہ تا نہ یاد نہ رکھ سکا مگر سکندر کو نہ صرف یونان بلکہ پوری دنیا عزیز سمجھتی ہے۔

نبی امیہ جیسی سیر میں کبھی نہیں جیسے نمونہ بنایا گیا نہ وہ ولید ہے نہ ہاشم صرف عمر بن عبد العزیز ہی کی ذات گرامی ہے آخر یہ کیوں ہوا اور کس لئے ایک وہ ہستی ہی کو منتخب کیا جارہا ہے اس لئے اور محض اس لئے کہ ان کی ذات اور ان کے نام کے ساتھ اعمال حسنہ کی شہرت وابستہ ہے اور جن کے اتباع اور پیروی سے نسلیں معراج کمال پر پہنچ سکتی ہیں اور اوج و علو کی بلندیوں پر فائز المرام ہوکر نام پیدا کر سکتی ہیں۔

پھر یادگار بھی انہی ہستیوں اور انہی مشاہیر کی مفید اور سود مند ہو سکتی ہے جن کے کارنامہائے عمل اتباع و تقلید کے قابل ہوں نہ وہ جن اعمال ماثورہ العاقبۃ صورت اغتیار کر گئے ہوں مثلاً رامائن ہی میں لکھا ہوا ہے کہ ہنومان جی سری رامچندر جی کے لئے ہمالیہ پہاڑ پر بوٹی تلاش کرنے گئے شرط یہ تھی کہ بوٹی طلوع آفتاب سے پیشتر پہنچا دی جائے وہاں جو پہنچے تو بوٹی نہ ملی انہوں نے ہمالیہ ہی کو اپنے کندھے پر اٹھا لیا آفتاب جو نکلنے لگا تو انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اسے اپنے منہ میں ڈال لیا اور ہمالیہ کو کندھے پر اور آفتاب کو منہ میں لئے ہوئے وہ سری رامچندر جی کی خدمت میں پہنچ گئے۔ یہ کوئی کارنامہ کارنامہ نہیں سہارے ہاں یہی ادبیائے کرام سے کرامات و خوارق عادات منسوب ہیں لیکن فرزندان توحید کے یہاں جو سیر میں لکھی گئی ہیں ان میں انھیں کوئی جگہ نہیں دیگئی اور نہ انھیں کسی دلی و قلب وغیرہ کی عظمت کا معیار بنایا گیا بلکہ صاف کہدیا گیا کہ یہ چیزیں درحقیقت میں بھی کوئی رفیع درجہ نہیں رکھتیں بلکہ نسبتاً بہت ادنیٰ درجہ ہے ابتدا میں نہیں ابتدا ہی میں ان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے لیکن قدیم لٹریچر میں جب کسی مشہور ہستی کا نام آتا ہے تو اس کا تمام تر انفوذ خفہ عظمت اسی قسم کی افسانہ طرازیاں اور خوارق عادات نہیں قطعاً غیر ممکن اور ناقابل قیاس کارنامہ ہائے عمل ہوتے ہیں اور انھیں بڑھکر یا ان کی یادگاریں بنکر کسی کے دل میں ان کے اتباع کی شوق کیا تصور بھی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر واضح ہو جاتا ہے کہ یادگاروں کے قیام کا جو طریقہ دنیا میں قائم ہوا اس سے افراد کی یادگار مقصد نہ تھی بلکہ ان کے بہترین اعمال کی یادگار کا قیام پیش نظر رہتا تھا تخصیصیں اور حادثوں کی یادگار نہ تھی بلکہ ان سچائیوں کی یادگار تھی جو وہ اپنے اندر رکھتے تھے۔

ذات کی بڑائی

ذات کی بڑائی اور کبریائی ایزد تبارک تعالیٰ نے صرف اپنے ہی لئے رکھی ہے اس میں اس کا کوئی ہمسر و شریک نہیں بڑا ایک ہی ہے اور ایک ہی ہو سکتا ہے ہزار کانوٹ اصلاً کیا حیثیت رکھتا ہے محض ایک ناقابل حیثیت پرزہ کاغذ ہے اس کی قدر اس کی ذات کی قدر نہیں بلکہ ان الفاظ اس عبادت اور ان دستخطوں کی قدر ہے جو اس پر ثبت ہے اس پر یہ الفاظ عبارت ثبت نہ ہوتی تو یہ روپی بازار میں کے قابل بھی نہ تھا قرآن کریم سنتی بزرگ جلیل چیز ہے کیوں؟ محض اس لئے کہ اس پر وحی ربانی مرقوم ہے اسی نے اس کی قیمت بڑھا دی ہے اس کی تعظیم کرادی اسی نے اسے بلند جگہ دی ورنہ اصلاً کاغذ تو زیادہ سے زیادہ تین چار آنے اقیمت پا سکتا تھا اور وہ بھی بالکل پٹا اور صاف ہونے پر کوئی اس کی تعظیم نہ کرتا اور اسے ردی کی جگہ ہی کام میں لایا جا سکتا تھا اور اس میں سوا ہی بندھکر فروخت ہو سکتا تھا۔

انسان انسان ہونے میں سب برابر ہیں ایک سڑک پر جھاڑو دینے والے خاکروب برقیلی ہواؤں کے اندر ہمارے گھر میں پانی بھرنے والے سقے آفتاب کی تیز اور جھلسا دینے والی دوپہر میں دن بھر ہل جوتنے والے نیم برہنہ کسان اور نیز کوئلہ میں سیر تی میں ذاتی حیثیت سے آخر فرق کیا ہے؟ دونوں بندے ہیں، دونوں ہاتھ پاؤں رکھتے ہیں اور دونوں چلتے پھرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان دونوں میں خاص امتیاز نظر آتا ہے ایک انتہائی پستیوں اور ذلتوں کی ٹھوکروں کا شکار ہے اور دوسرے کے سامنے اسی جیسے لاکھوں انسانوں کی گردنیں خم اس کے لئے ساری عزتیں اور ساری نعمتیں موجود ہیں اسی وجہ سے کہ پہلا جہاں تھا وہیں رہا اور دوسرے نے خود کو محاسن اخلاق سے آراستہ کر لیا اور انہیں نے اس کی خیمت بڑھا دی اور عزت کا تاج اس کے سر پر رکھا گیا۔ حضرت بلال رضؓ اگر طریق جاہلیت ہی پر رہتے تو ان میں اور ایک عام میں کونسی چیز وجہ امتیاز

رہتی اور دنیا انھیں بہت جلد بھلا دیتی لیکن خدا پرستی، عشق ربانی، کمال روحانی اور ان کے استقلال عدیم المثال نے انھیں غلام سے آقا بنا دیا۔

اب غور کیجئے اور سوچیے کہ عزت و شہرت حضرت بلالؓ کی ذات کی ہے یا ان کی خدا پرستی ان کے استقلال اور ان کے عشق ربانی کی ان کی ذات ذاتی حیثیت سے کیا قابل دقعت بھی جو بات ان کی ذات میں فطری طور پر موجود تھی وہ تمام انسانوں میں پائی جاتی تھی کس کے دو ہاتھ نہیں کس کے دو پاؤں نہیں کس کو بولنا نہیں آتا کوئی چیز ہی وجہ امتیاز نہیں، وجہ امتیاز بنے ان کے اوصاف حمیدہ الٰہی کے متبع کی ضرورت ہے الٰہی کی یاد گار قابل ہونی چاہیئے اور الٰہی کی تقلید کر کے نسلیں کمالات حاصل کر سکتی ہیں عزو جاہ و ارتقا حاصل کر سکتی ہیں شہرت پا سکتی ہیں مختصر الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ صرف "عمل" ہی بڑا ہو سکتا ہے اور اسی کی بڑائی سے اس کے حامل کے اندر بھی اضافی اور نسبتی بڑائی آ جاتی ہے پس ساری بڑائیاں ساری عظمتیں اور سارا احترام و شرف جو دنیا میں کیا جا سکتا ہے وہ یا تو خدا کے لئے ہے یا پھر خدا کی سچائی اور اس کے قرار دیئے ہوئے اعمال حسنہ کے لئے ہے خود انسان کی ذات کا اس میں کوئی حصہ نہیں ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کا یہی مطلب ہے اور الحمد للہ رب العالمین کے یہی معنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ صاف الفاظ میں فرماتا ہے یریدون ان یحمدوا بما لم یفعلوا۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف و توصیف ان اعمال کے لئے کی جائے جو انہوں نے نہیں کئے .....

..... یعنی لوگ اپنے نشۂ پندار میں اسی امر کے آرزو مند رہتے ہیں کہ کریں تو کچھ بھی نہیں لیکن ان کی تعریف ضرور کی جائے دیکھ لو دنیا میں کیا ہو رہا ہے، اقتدار والوں کی آرزوئیں کیا ہوتی ہیں امرا کیا چاہتے ہیں جنھیں خدا نے دو اعمال حسنہ" کی توفیق دی ہے وہ تو اپنی تعریف سے بے نیاز ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم کوئی چیز نہیں کوئی حیثیت نہیں رکھتے ہمارے اندر کوئی چیز قابل تعریف ہے ہی نہ وہ فطری نہیں ذاتی نہیں اللہ کی توفیق سے حاصل ہو گئی ہے اس پر ہمیں خود خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے نہ کہ خود اپنی تعریف کے متمنی ہوں اور جن کے پاس کوئی اندوختہ عمل نہیں ہوتا وہ تعریف و ستائش کے خواہاں رہتے ہیں کرتے کچھ نہیں اور چاہتے سب کچھ ہیں ہوتا کچھ نہیں اور قلب میں آرزوئیں پرورش کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔

مشاہیر پرستی

مشاہیر پرستی ایک عالمگیر حیثیت اختیار کئے ہوئے ہے لیکن جو چیز مقصد کے اعتبار سے نہایت مہلک پر در سعادت بخش عظیم المنفعۃ اور اہم حیثیت تھی اسی میں دنیا نے غلطی کی اور شدید غلطی کی ہے اللہ تعالیٰ قریب تمام قوموں نے اس راہ میں ٹھوکر کھائی ہے ایسی ٹھوکر جس نے ہدایت کو ضلالت اور نعمت کو حرمان عظیم بنا دیا انسان کی کوئی نئی خاص اور استثنائی نہیں بلکہ یہ ایک اور عالمگیر غلطی ہے کہ وہ ہر چیز کو اس کی روح کے لئے اختیار کرتا ہے لیکن آگے چل کر وہ اس کے جسم کی پرستش کرنے لگتا ہے مشاہیر پرستی کا بھی اصل مقصد تو اعمال حسنہ کی یاد اور نیکی و صداقت کے علمی نمونوں کو پیروی و اتباع کے لئے قائم رکھنا تھا لیکن بجائے بالعموم یہ نکلا کہ اعمال کی یاد تو مٹ گئی اور بعض اشخاص کی شخصیتیں اور ناموں کی پوجا ہونے لگی بعض ذریعہ مقصود بالذات بن کر رہ گیا اور رفتہ رفتہ نوبت یہ پہنچ گئی اور حقیقت سے اس قدر بعد اور نسیان ہو گیا کہ ہر شخص محض نام کی عظمت و پرستش ہی پر قانع ہو گیا اگر یہی ہوا ہے کہ اعمال کی جگہ افراد اور اسمار کی پرستش محض نے دو تین ہی نسلوں کے بعد انسان کو بت پرست بنا دیا ہے اور مشاہیر پرستی دنیا میں بہت زیادہ بت پرستی کا باعث ہوئی ہے۔

بنی اسرائیل نے کیا کیا پتھر مٹی ہی کی پرستش شروع کر دی عرب جاہلیت میں حالانکہ اہل عرب اللہ کو اللہ کہتے اور اللہ جانتے تھے بیت اللہ شریف کو خانہ خدا سمجھتے تھے پھر بھی انہوں نے اس کے اندر بت رکھے ان کی پرستش شروع کی اور اس شدت سے کی کہ یہ اللہ کو بھول گئے اور انہی کو خیر و شر کی قوتوں کا حامل سمجھنے لگ گئے عیسائیوں میں نہ صرف حضرت عیسیٰؑ بلکہ صلیب تک کی پوجا شروع ہوئی ہندوؤں نے تو ہی شیو بھی سری رام چندر جی اور سری کرشن جی کو پوجنا اور ان کے بتوں کے سامنے سر خم کر دینا شروع کر دیا اسلام میں بھی پہلے پہل زیارت قبور سے اسی کا منع کیا گیا تھا کہ کہیں یہ امت بھی اگلی امتوں کی طرح قبور کی پوجا شروع نہ کر دے فاتحین کرام کو اس سلسلہ میں ہمارے خیالات کا علم ہے ہم ایک سے زیادہ بار یہ لکھ چکے ہیں اور اس پر زور دے چکے ہیں کہ مزارات کو تسخیر فاتحہ حصول عبرت اور کسب تعلیم کے لئے جانا تو اتنی بڑی برکت و سعادت کا باعث ہے لیکن حاجت روائی کے لئے جانا حتو صناعام لوگوں کا مستحسن نہیں ہو ہم جانتے ہیں اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ اولیائے کرام کا تصرف بعد انتقال و وصال بھی قائم رہتا ہے اور قبور سے فیض پہنچتا ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اولیائے کرام و نیا میں لوگوں کی مرادیں پوری کرنے اور ان کی حاجتیں برلانے اور ان کی دعائیں کرنے کے لئے مخلوق دمبعوث نہیں ہوئے تھے اسلئے مبعوث ہوئے تھے کہ وہ امت رسول کو گمراہی و ضلالت سے نکالیں انھیں حق کو سچی حق فروزی اور خدا پرستی کی تعلیم دیں اور ان کی روحانی تکمیل کریں۔

ان کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں بے شک اولیاء اللہ دعوات بزرگ ہوتے ہیں اور ان میں ابد تک کے لئے اتنی قوتیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ وہ جو چاہیں وہ ہو جائے اور جو کرنا چاہیں اسے کر ڈالے لیکن یہ قوتیں اور یہ کمالات انھیں کوئی قابل پرستش چیز نہیں بنا دیتے وہ بندے ہیں اور ہر حالت میں بندے ہیں اور یہ قوتیں بھی اُن میں اسی وقت تک قائم رہ سکتی ہیں جب تک کہ ان میں عبدیت کاملہ کے جوہر ہیں یہ سب چیزیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں اصل چیز وہی ہے جس کے متعلق ہم نے اشارہ کیا تھا جو لوگ کسی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہوں یا جنھیں روحانیت میں کوئی دخل حاصل ہو جو شخص بالطبع کسی امر میں اعتقاد مضبوط ہو اسے اختیار ہے کہ وہ صاحب مزار کے سامنے اپنی احتیاج بھی پیش کرے اور اس سے اپنا درد دکھ کہہ لے کہ اس کے لئے گمراہی کا خطرہ نہیں مگر یہ سب کچھ ہی بصیغہ راز ہی رہنا چاہیئے عوام کی آنکھیں تو ہوتی نہیں نظر محدود ہوتی ہے اور وہ مزارات پر جا کر منتیں ماننا شروع کر دیتے ہیں جس سے گمراہی کے اندیشے پیدا ہو جاتے ہیں اور مرکز توحید کی طرف سے ان کی نگاہیں برابر ہٹتی چلی جاتی ہیں۔

قرآن کریم اور یادگار

قرآن کریم نے اس حقیقت کو ایک جامع لفظ اسوۂ حسنہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اسوہ کسی شخص کسی وصف کسی خاصہ اور کسی عمل کے ایسے نمونے کو کہتے ہیں جسے اس کی پیروی اور نقل کے لئے سامنے رکھ لیا جائے اور یہ مقصود ہو کہ اس کی سی باتیں، اس کی سی فکر اور اس کا سا عمل اپنے اندر بھی پیدا ہو جائے تعلیم محض بیکار ہے جب تک اس تعلیم کے زندہ نمونے بھی دنیا کے سامنے نہ ہوں اس حقیقت پر کوئی عمل پیرا ہو یا نہ ہو لیکن اس سے انکار کسی کو بھی نہیں ہو سکتا کہ جو اثر قبائح انسانی پر انسانی نمونہ عمل کا پڑتا ہے وہ محض سنی سنائی تعلیم سے ہرگز نہیں ہو سکتا اخلاق کی کتابیں اب بھی ہر جگہ ہیں عدالتیں اور عدالتوں کا قانون آج بھی ہر جگہ نافذ العمل ہے حکام کی حکیمانہ نصائح سے دفتر کے دفتر سیاہ پڑے ہیں لیکن ان کا اثر کہیں نہیں ہوتا جرم کی کثرت کیوں روز افزوں ہے عدالتوں کا شمار نیکیوں سے کیوں بڑھتا جاتا ہے اس لئے اور محض اس لئے کہ تعلیم تو موجود ہے مگر اس تعلیم کا کوئی نمونہ سامنے نہیں۔

غور کیجئے اور بصیرت کی آنکھ کھول کر دیکھئے کہ یہی قرآن تو تھا جس نے قرون اولیٰ کے فرزندان توحید کو فرش مذلت سے اٹھا کر عرش عزت پر بٹھا دیا تھا غلاموں کو بادشاہ بنا دیا تھا اور شہزادیوں اور قتار باندیوں کو فرشتے اور بروں اور بت پرستوں کو خدا بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ اب تو ان ہی سے حدیث بھی ہے تفسیر بھی ہے فقہ بھی اور صدہا ہزار دیگر مذہبی اور اخلاقی کتب کا ذخیرہ بھی موجود ہے لیکن کیا بات ہے کہ اب نہ کوئی بلال پیدا ہوتا ہے اور نہ زبیر آور نہ کوئی صہیب پیدا ہوتا ہے اور نہ سلمان یہی ناکارہ اس وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی تعلیم کا ایک زندہ و متحرک نمونہ موجود تھے اور تعلیم اور تعلیم نمونہ دونوں کی کارفرمائی نے گنتی کے ماہ و سال میں عرب کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔

اس کے بعد جوں جوں نمونہ ہائے تعلیم کا رنگ ہلکا ہوتا گیا تعلیم کی بے اثری بیان ہوتی گئی اور آج یہ حالت ہے کہ مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہیں اور اسلام چند رسمیات کے مجموعہ کا نام ہو کر رہ گیا ہے دنیا میں ایک نہیں اس کی صدہا نظیریں موجود ہیں کہ جن بزرگوں کی زندگی کے اندر زندگی کا بہتر نمونہ موجود تھا اور جن کے اعمال حیات اسوہ کا حکم رکھتے تھے انہوں نے نمونہ کو بھلا کر نہ صرف یہ کہ افراد بلکہ اقوام و امم کے اعمال کی دنیا کو پلٹ کر رکھ دیا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت خلق کے لئے صرف کتابوں اور شریعتوں ہی کے نزول و صدور پر اکتفا نہیں کی بلکہ ان کے ساتھ انبیاء و رسل کا عملی نمونہ بھی ڈھالا دیا جس تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی لوگوں کو تعلیم دیتے تھے اس کا عامل پیکر خود ان کی مقدس زندگی ہوتی تھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم کے اخلاق و اعمال کے متعلق استفسار کیا تو آپ کان خلقہ القرآن فرما کر اسے مطمئن کر دیا یعنی اگر تم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و اعمال معلوم کرنا چاہتے ہو تو قرآن پڑھو۔

کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں کہ اگر ایک طرف قرآن نازل کیا گیا تو دوسری طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا عملی پیکر بنا کر بھیجا گیا گویا خود اور نقل دونوں موجود تھے چراغ ہی نہا اور پراغ کی روشنی ہی جس میں ایک کا تعلیم اور دوسرے کا عمل نام پڑا اسی لئے کتاب کے ساتھ سنت کی پیروی لازمی قرار دی گئی دونوں اہم ہیں دونوں ضروری ہیں اور دونوں مرسل من اللہ ہیں دونوں کتاب اللہ

اعمال مقدسہ کی یادگار

اعمال مقدسہ کی یادگار بھی یہی اسوۂ حسنہ تھا یعنی جن لوگوں نے کسی پاک اور اعلیٰ عمل کا بہترین نمونہ اپنی زندگی میں پیش کیا ہے ان کی یادگار باقی رکھی جائے تاکہ انکی یاد کے ساتھ ان کے اعمال کی یاد بھی تازہ ہوتی رہے اور اس کا نفع انسانوں کو ہو۔ امور کی طرف دعوت دینے والے "مشاہیر پرستی" و "بتا کی ایک قدیم و مہیب رسم تھی قرآن کریم نے پہلی مرتبہ اس کی حقیقت واضح کی اور اس کی تردید آویزش کو علیحدہ کر کے اس کی روح کو لیا اس نے یادگاروں کے لئے اینٹ اور چونے کی عمارتوں کے قیام کو روا نہیں رکھا بت بنانے اور سمجھے تعمیر کرنے کی مذمت کی کہ یہ دامن انسانیت کا ایک گھناؤنا داغ ہے۔ اس نے میلوں اور قومی تقریبوں کے قیام کو جائز رکھا اور اس نے جائز نہیں رکھا کہ یہ چیزیں نہیں خطرہ ہیں رسوم پرستی کا ذریعہ نہ بن جائیں یادگار کی معنویت مفقود ہو جائے اور حقیقت پرستی کی راہ سے لوگ بھٹک نہ جائیں مختصر یہ کہ اسلام نے تذکار و یادگار کے ان تمام رسمی اور ضلالت آمیز طریقوں سے انکار کر دیا جو عام دنیا میں رائج تھے سوال ہو سکتا ہے کہ جب قرآن نے بتوں مجسموں عمارتوں میلوں اور قومی تہواروں ہر چیز کو تو ناموزوں قرار دیا پھر اس نے خود اس کے قیام کے لئے کیا کیا کہ شاہد اسلام کے اعمال حسنہ کی یادگار کی اہمیت سے تو اسے بھی انکار نہیں۔

سنئے اس نے ایک خاص اور مضبوط اعتقاد بنا کر دلوں کی بہنائیوں میں راسخ کر دیا ایک دعا بتلا دی اور حکم دیدیا کہ اسے دن اور رات میں پانچ مرتبہ دربار خداوندی میں حاضر ہو کر بکوئی اور توجہ کے ساتھ پڑھا کرو اور یہی نہیں کہ پانچوں وقت پانچ دفعہ پڑھا کرو بلکہ ان اوقات میں جتنی رکعتیں بھی پڑھو ان میں سے ہر رکعت میں پڑھو اور اللہ تعالیٰ کی تحمید و تقدیس کے بعد اس سے التجا کرو۔ کہا اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين یعنی اے رب قدیر و ازلی تمام کائناتوں اور تمام بقاؤں کا مستحق تو ہی ہے تو ہی تمام دنیاؤں اور تمام مخلوقات کو رزق دینے ضرورتیں بہم پہنچانے اور پالنے والا ہے تو اتنا مہربان ہے کہ صدہزار خطاؤں کو بھی معاف کر کے اپنے آغوش رحمت میں لے لیتا ہے صد درجہ مہربان اور کرم کرنے والا ہے تو ہی روز قیامت مخلوق کل کی صورت میں سر بزرگ پر جلوہ گر ہو گا اور اپنے بندوں کے اعمال کا محاسبہ کرے گا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے امداد چاہتے ہیں تو ہمیں سیدھی راہ چلا ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے اپنے انعام و اکرام کی بارشیں برسائیں ان لوگوں کے راستہ پر نہ چلا جن پر تیرا قہر عتاب ہوا جو گمراہ ہو گئے۔

غور کیجئے کیا آپ کو یہ نہیں بتلایا اور سکھایا جا رہا کہ تمہیں سچائی صداقت شجاعت سیر چشمی اور کریمانہ اوصاف عطا کر بلکہ صرف اس پر اکتفا کی جاری ہے کہ تو اسے معبود برحق ہمیں بتائے انعام یافتہ بندوں کے راستہ چلا کتنا جامع و مانع لفظ ہے جس جملہ خوبیاں اور تمام اوصاف شامل ہیں قرآن کریم ہی کی سورہ فاتحہ میں ہیں صراط الذین انعمت علیہم کا لفظ بھی یہ ہی بتا دیا گیا کہ جب ہماری زبان سے صراط الذین انعمت علیہم کا لفظ نکلے تو تخیل میں کون بزرگ ہیں انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین اجمالاً کہے ہی سمجھے ہیں اور لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کا بھی یہی مطلب ہے ملت حنیفی کے مؤسس اولین حضرت ابراہیم کے لئے بھی یہی لفظ استعمال کیا گیا تھا لقد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین

مشاہیر بھی لوگ ہو سکتے ہیں اور انہی کی تقلید و پیروی کر کے انسان دارین کی سعادت حاصل کر سکتا ہے اور حقیقت میں یہی یادگار ہے اور یہی مشاہیر پرستی کی حقیقت ہے جسے دنیا کی جملہ اقوام نے تلاش کیا ڈھونڈا لیکن نہ پا سکیں۔

اسلام نے "مشاہیر پرستی" کو یا ضرور مگر اس کے تمام زوائد و اباطیل کو چھوڑ کر لیا "مشاہیر پرستی" کی اصل حقیقت کو سامنے لایا وہ کیا ہے؟ اور وہ یہی اور صرف یہی ہے کہ لوگوں کو نیکی کی تحریک ہو اور نیکی یادگار و تجھکان کے اندر بھی انہی جیسے کام کرنیکا جوش پیدا ہو نہ یہ کہ شخص ان کے ناموں کو زندہ رکھا جائے قرآن نے انبیاء اور صلحاء کے تذکروں اور قوموں کے قیام کی طرف سے نظریں ہٹا کر ان انسانوں کی طرف توجہ دلائی جو انعام یافتہ تھے یعنی جو انسان راہِ سعادت اختیار کرنا چاہتا ہو اسے چاہیئے کہ وہ انعام یافتہ لوگوں کی یاد کو ہر روز اپنے سامنے لائے اور ان کے عقائد و اعمال کے نمونے کو کبھی فراموش نہ کرے یہ وہ نادر و زرگار طریقہ تھا جو تمام انسانی سعادتوں کا ضامن تو ضرور رہا لیکن خطرات وسواس سے بالکل پاک تھا اور جس کی کوئی نظیر کوئی قوم آج تک پیش نہ کر سکی اور نہ کر سکے گی۔

رواداری ملی اسلام کی شان

کہا جا سکتا ہے کہ جب تک تعین اعمال نہ ہو کسی کا نام سامنے نہ آئے اس وقت تک قلب میں کوئی جوش اور کوئی ولولہ پیدا نہیں ہو سکتا ضرور مگر شکگین ولیکن یہ کافی ہے کہ ان کے کارنامہ ہائے عمل کی یاد تازہ ہو جاتی ہے لیکن حضرت ابراہیمؑ کے اسوۂ گرامی کے ساتھ ان کی قربانیوں حضرت موسیٰؑ کے نام کے ساتھ الٰہی سرفروشانہ جدوجہد حضرت محمد صلعم کے نام نامی کے ساتھ ان کے عدیم النظیر خلق عظیم حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نام کے ساتھ ان کے صدق و وفا حضرت عمرؓ کے ساتھ انکی رعایا پروری و احتساب حضرت جعفر طیارؓ کے نام کے ساتھ ان کی خدا پرستی و جانبازی اور حضرت زبیرؓ کے ساتھ ان کی حق نوازی و سعادت اندوزی کی یاد تازہ نہیں ہو جاتی دنیا کے وہ کون سے اعمال حسنہ ہیں جو انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین کی گرانمایہ زندگیوں میں موجود نہیں پھر قرآن کریم میں کونسی ہدایت نہیں کہی گیا قصص قرآنی درحقیقت "العبت علیہم" کی تفسیر ہیں ان چاروں جماعتوں میں سے ہر جماعت کے اعمال صالحہ جامعیت کے ساتھ تشریح و صراحت کے ساتھ بیان کر دیئے گئے ہیں۔

پھر اسلام کی یہ رواداری دیکھئے ملاحظہ کیجئے کہ دنیا کی ہر قوم اپنے ہی بڑوں کو یادگار رکھنا مستحق سمجھتی ہے امریکہ میں آپ کو امریکن مشاہیر ہی کے مجسمے نظر آئینگے کسی جگہ میں نپولین کے مجسمے نہ ملیں گے انگلستان میں گوئٹے کا کوئی پیکر سنگی دیکھا نہ دیگا فرانس کی فضا میں ملٹن کی کوئی یادگار موجود نہیں روس میں لنکن ہی کے بت ملیں گے، جرمنی میں آپکو والٹیر اور روسو کی ایک تصویر بھی نہ ملیگی جاپان میں کسی ایک یورپین، یورپ میں کسی ایک ایشیائی ہندوستان میں کسی ایک ترکی اور اطالیہ میں کسی ایک امریکی کا اسٹیچو بھی نہ دیکھو گے اور دیکھو گے کس طرح جگہ دنیا کی کوئی قوم بھی دوسری قوم کے بڑوں اور بزرگوں کو قابل اتباع نہیں سمجھتی گوئٹے ڈانٹے ہومر، نپولین، نٹشے اور شکسپیئر عالمگیر شہرت کے انسان تھے لیکن ان کے اپنے ملک کے سوا کسی اور ملک میں کہیں اور کسی جگہ بھی کوئی یادگار نظر نہ آئے گی یہ کتنی تنگ نظری اور کوتاہ بینی ہے۔

اسلامی طریقہ یادگار

لیکن اسلام ربع مسکوں کی تمام بڑائیوں اور جملہ اعمال حسنہ کو اپنی پیروی و تقلید کے لئے منتخب کرتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ ان کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو اور سب کے بڑے کاموں، بڑی نیکیوں اور بڑی اولوالعزمیوں کو چراغ ہدایت سمجھو حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہی کے نہیں اسلامیوں کے بھی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نہیں فرزندان توحید کے بھی۔ انبیاء اور شہداء سے اسلامی عقائد کے مطابق کوئی ایک خوبی بھی تو ان نہیں بہت ممکن ہے کہ سری کرشن جی اور سری رامچندر جی بھی نیک انسان ہوں مگر قرآن کریم میں ان کا نام نہیں لیا گیا لیکن یہ تو بتا ہی دیا گیا ہے کہ کوئی قوم مسلمین سن اللہ سے خالی نہیں رہی۔ مسلمان اسی وسعت کی تلاش میں متعصب اور تنگدل نہیں وہ ہر قوم کے بزرگوں کی تعظیم کے لئے مامور ہیں اور ان کی روزمرہ کی دعاؤں میں ہر نیک بزرگ کی توفیق التقلید کی التجا موجود ہے اس کے علاوہ ایک اور امتیاز بھی ہے وہ یہ کہ مادی یادگاریں تو سال میں ایک مرتبہ یا زیادہ سے زیادہ چند بار خیالات کو اس طرف منتقل کرا سکتی ہیں اور لوگ اکثر بے خیالی میں ان پر سے گذر جاتے ہیں لیکن اسلام نے اپنے پیروؤں کو مجبور کیا ہے کہ دن رات کی ہر نماز میں پوری یکسوئی توجہ اور عاجزی کے ساتھ انھیں یاد کریں اس سے بہتر یادگار کے قیام اور اس سے استفادہ و استفاضہ کا بہترین طریقہ کون ہو سکتا ہے بدقسمت ہیں وہ مسلمان جو اس طرف توجہ نہیں کرتے نماز سے غفلت برتتے ہیں اور اس دعا کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔

سید الشہداء کی یادگار

دنیا جانتی ہے کہ اسلاف پرستی ہی کی بنا پر شدید سے شدید مخالف اور ہمارے قوم کے مجسمے بنائے اور تیار کئے جاتے ہیں اور انھیں اسی لئے نصب کیا جاتا ہے کہ ان کے ذریعہ خواص و عوام کو ہیئت شاہیر کی یاد دلائی جائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی ہدایت ملے۔

اسٹیچو یا مجسمہ کی تیاری و نصب کا طریقہ کوئی نیا طریقہ اور جدید رسم نہیں تاریخ شاہد ہے کہ حضرت نوح کے زمانہ میں بڑوں اور ناموروں کے متعدد مجسمے تیار ہو چکے تھے اور نہ صرف تیار ہو چکے تھے بلکہ ان کی علانیہ پرستش بھی شروع ہو گئی تھی جیسا قسم کی مادی یادگاروں کے قیام کا ایک لازمی نتیجہ تھا اس زمانہ کے بعد بھی ہر ملک اور ہر قوم میں جاری رہا۔

آخر عصر ویران کا دور آیا اور ان ممالک نے ان مجسموں پر تمدن و تہذیب کا آب و رنگ چڑھا کا انھیں اور بھی شاندار اور نظر فریب بنا دیا یہ جو کچھ آپ کو آنکھوں بلاد و امصار میں نظر آرہا ہے اور تہذیب و تمدن کے دیوتاؤں کی جو نمائش دنیا میں مجسموں کی شکل میں ہو رہی ہے اس میں یونان ہی کی قدیم تہذیب کا عکس نمایاں ہے مصر میں اہرام اسی جذبے نے بنوائے ہندوؤں کی مذہبی سطح پر بھی تصویروں اور بتوں کی جو نمائش نظر آرہی ہے اس میں بھی بڑی حد تک اسی کی جھلک ہے یہ تو صرف اسلام ہی تھا جس نے سب سے پہلے دنیا میں اس عمل کی جڑ پر ایک کاری ضرب لگائی لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہی اسلام جسے "مشاہیر پرستی" کے مقابلہ اور بیخ و بن سے اکھیڑ دینے کا ذمہ دار تھا اسی کے پیروؤں نے حضرت سید الشہداء امام حسین کی یادگار کا اتنا بھونڈا اور تباہی خیز طریقہ اختیار کیا جس پر انھیں ہمیشہ ہنستے اور اپنے افسوس کرتے رہے۔

تعزیہ داری کی حقیقت

(نوشتہ جناب مولانا مرادصاحب ارہردی)

تعزیہ داری کی وبا ہندوستان میں عام ہے اور ہر سال اس پر مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ برباد ہو جاتا ہے گو اسے مذہب سے کوئی تعلق نہیں لیکن اسے مذہبی حیثیت ہی دیدی گئی ہے اور مذہبی شان ہی سے منائے ہیں اور کسی کو یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ یہ رسم خلاف شعائر اسلام ہے اور اس سے دین و دنیا کے خسران عظیم کے سوا اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا دنیا جانتی ہے کہ ایک دو دن نہیں پورے دس دن تک تعزیہ داری کا شور رہتا ہے کہیں نہیں نکلتی ہے کہیں علم کہیں کٹوڑہ نکلتا ہے اور کہیں تخت، بانس کی کھپچیوں اور کاغذ کی پتیوں پر ہزار ہا روپیہ غارت کر دیا جاتا ہے۔

ہماری آج تک سمجھ میں نہیں آیا کہ تعزیہ داری میں احترام کا کونسا عنصر موجود ہے نہ ہمارا تو اس کی کوئی اصل نہیں، رسماً اس کی حیثیت ایک بدعت سے زیادہ خیال نہیں کی جا سکتی یہ صریحاً ایک بت پرستی ہے اگر کوئی فرق ہے بھی بشرطیکہ اسے فرق کہا جائے تو یہ ہے کہ بت دیوتاؤں اوتاروں رشیوں اور نامووروں کی سنگین مورتیں ہیں اور تعزیئے اور الم مقبرہ دل مزاروں اور نیزوں کی نقل۔ نقل کی حیثیت سے دونوں برابر ہیں بلکہ دونوں کو کہا جاتا ہے، مرادیں دلوں سے مانگی جاتی ہیں، منتیں دونوں کی مانی جاتی ہیں چڑھاوا دونوں پر چڑھتا ہے۔ یہ حضرت سید الشہداء کی یادگار ہے یا بت پرستی اور یہ جاہل بزرگ خود اسے اچھی نظر سے دیکھ سکتے ہیں اور اس بدعت کے جاری کرنے والوں سے خوش ہو سکتے ہیں۔

تعزیہ داری کی تاریخ

مشہور کیا ایک حقیقت ہے کہ تعزیئے ہیں اور نقل ہی ایسی جسکے متعلق یہ تصور کر لیا گیا ہے کہ ان میں ان کی روح مظہر موجود ہوتی ہے اگر بتوں میں کرامات و خرق عادات تسلیم کئے جاتے ہیں تو تعزیوں میں بھی بالکل یہی صورت ہے اگر بت انسانوں ہی کے تراشے ہوئے ہوتے ہیں اور انسان ہی ان اپنی بنائی ہوئی چیزوں میں کرامات کے وجود کو مانتے ہیں تو تعزیوں کی بھی بعینہٖ یہی صورت ہے۔

اب سنئے اس کی اصل نہ عہد رسالت سے ہے اور نہ زمانہ صحابہ سے اور نہ وقت شہادت حضرت امام حسینؓ سے بلکہ کئی صدیاں گزر جانے اور خلافتہائے امیہ و عباسیہ کا تخت اقبال الٹ جانے کے بعد اس کی بنا قائم ہوئی ہے تاریخ داں افراد واقف ہیں کہ سلطان تیمور کس شان و سطوت کا شہنشاہ تھا مسلمان ضرور تھا لیکن علماء و فضلاء کی قدر اس کے دل میں چنداں نہ تھی مذہب و مذہبیات کی بھی بے پروائی برتتا تھا اور فوجی مقاصد کے مقابلہ میں کسی چیز کو اہمیت نہ دیتا تھا اہل لشکر کی دلدہی و دلجوئی کو ہمیشہ مقدم رکھتا تھا لشکر میں ہر فرقہ و ہر خیال کے لوگ موجود تھے اور نہ صرف لشکر میں شیعہ بھی موجود تھے بلکہ اس کے امراء و وزراء میں اور بیگمات میں بھی ان کی کچھ تعداد موجود تھی وہ دور مسلمانوں کے اقبال کا دور تھا نادر و جواہر کے انبار لگے ہوئے تھے روپیہ پیسہ کی کمی نہ تھی شیعہ حضرات ہر سال کربلائے معلےٰ کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔

رفتہ رفتہ تیموری فتوحات کا دائرہ ارض ہند تک وسیع ہو گیا اور ان کے باعث لشکر کے ہندوستان میں قیام اور سلطنت و جنگ کے انتظام کے باعث یہ ضرورت داعی ہوئی کہ تمام وزراء و امراء اہل لشکر اپنے اپنے مرکز میں موجود رہیں اور سالانہ کربلائے معلےٰ کا جانا موقوف کر دیں چنانچہ احکام نافذ ہو گئے تیمور بڑے لحنطنہ کا بادشاہ تھا کس کی مجال تھی جو اس کے احکام کی خلاف ورزی کرتا تاہم جب دلوں میں ایک آگ ایک دفعہ سلگ گئی تو اس کا بجھنا مشکل ہو جاتا ہے شکایات بڑھنے لگیں شکوے شروع ہو گئے سلطان تیمور تک بھی شیعوں کے اس اضطراب کی خبریں پہنچ گئیں تیمور کو اہل لشکر کی دلجوئی ہی منظور تھی اور وہ انھیں زیارت کی اجازت نہ دے سکتا تھا۔ آخر اس کے تدبر نے شکووں کی آگ کو فرو کرنے کی یہ تدبیر سوچی کہ بڑے بڑے نامور ایرانی کو کربلائے معلےٰ بھیجکر روضہ امام شہید کی ایک تصویر منگوائی جائے اور پھر اس کے مطابق اس کی ایک نقل بنا کر لشکر میں رکھدی جائے تاکہ وہ اس کی زیارت کر کے زیارت کربلائے معلےٰ کا ثواب لشکر ہی میں بیٹھے بٹھائے حاصل کر لیا کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور شیعہ حضرات اس نقل کی زیارت کو کربلائے معلےٰ کی زیارت سمجھنے اور باعث ثواب خیال کرنے لگے۔

بعض نے یہ لکھا ہے کہ سلطان تیمور خود کربلائے معلےٰ گیا گھوڑے سے اتر کر پیادہ پا چلا زیارت کی تبرک لایا جب یہ کربلائے معلےٰ کے قریب پہنچا گھوڑے سے اترا ہے اور ادب و احترام کے باعث اس نے پیادہ پا چلنا شروع کیا ہے اس وقت چند وزراء نے منع کیا کہ ایسا نہ کیجئے اسی وقت فراق سے غال دیکھی گئی تو سامنے آیا فاخلع نعلیک آگئی یہاں ہمیں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ تیمور مذہب سے کتنا ہی بے پرواہ سہی لیکن وہ اولیاء اور شہداء کے تصرفات و فیوض کا بہت معترف و قائل تھا جہاں جاتا تھا وہاں کے بزرگوں کی مقابر کی ضرور زیارت کرتا تھا اور قریب کھڑے ہو کر دعا مانگتا تھا سلطان بایزید بلیدم کے مقابلہ کو روانہ ہوتے وقت بھی اس نے ایسا ہی کیا تھا مرنے تک اس کا یہی طریقہ عمل رہا اس کی اس عادت و عقیدت کے پیش نظر یہ خیال درست نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے محض شیعوں کی دلدہی اور پالیسی کے طور پر کربلائے معلےٰ میں ہیکل تعظیمی طریقہ اختیار کیا اس کی یہ قدیم اور پرانی عادت تھی جب وہ تمام بزرگوں کے مزارات کی تعظیم کرتا تھا تو کوئی وجہ نہیں کہ کربلائے معلےٰ میں اس سے کسی عقیدت کا اظہار ہوا اسے محض ایک پالیسی خیال کیا جائے۔

ہمارے نزدیک اس کے اس فعل و عمل میں دونوں امور شامل تھے اس کی اعتقادی ذہنیت اور شیعوں کی دلدہی۔

بہرکیف اس نے یہ فعل کتنی ہی عقیدت و محبت یا مصلحت و تدبر کے پیش نظر کیا ہو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ آگے چل کر ایک بہت بڑے فتنہ اور زبردست فساد کا سبب بن گیا ہر غریب کہ سلطاں بہ پسندد بہ راست، ایک مشہور مقولہ اور مسلم حقیقت ہے جو فعل کسی فرمانروا کی طرف سے پسندیدگی یا استحسان کی سند حاصل کر لیتا ہے رعایا بھی نادانستہ طور پر اسے سراہنے اور اچھا سمجھنے لگتی ہے تیمور خود

روضۂ حضرت سید الشہداء کی نقل کی زیارت کرتا اور اسے باعث ثواب سمجھتا تھا اس کے اس فعل پر عمل کی تقلید فرزار دامرار کی طرف سے ہوتی لازمی تھی پھر حضرت سید الشہداء کی مظلومی جملہ فرقہ ہائے اسلام کے نزدیک مسلم تھی اور شیعہ وسنی دونوں ان کی عزت وحرمت ومحبت کو جزو ایمان سمجھتے تھے اس لئے وجہ اختلاف ومعارضت تو ہو ہی نہیں سکتی تھی البتہ بروئے شریعت اس طریقہ کو بدعت اور خلاف اسلام ضرور کہا جا سکتا تھا جمہور علماء کو کوئی وقعت نہ دیتا تھا اس کا نتیجہ جو ہونا چاہیے تھا وہ ہوا رفتہ رفتہ عوام ہی اسی رنگ میں رنگ گئے اور شہر بہ شہر قصبہ بہ قصبہ سید الشہداء کی نقل محرم کے دلوں میں زرک جمشام کے ساتھ نکلنے لگی جس کا نام تعزیہ پڑ گیا گھر گھر تعزیے بننے کوچہ کوچہ سے انکلے ذہن طبائع نے اس میں گوناگوں ایجادیں کیں جو کفر وشرک کی صورت اختیار کرتی گئیں سید الشہداء آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور شہید تھے مزامات اولیائے کرام کا مقصد مسلم تھا چونکہ تعزیے بھی روضہ ہی کے نقل تھے یاروں نے اس سے بھی کرامات منسوب کر دیں ان پر چڑھاوے چڑھنے لگے ان کی زیارتیں باقاعدہ طور پر ہونے لگیں ان سے مرادیں مانگی جانے لگیں اُن سے کرامات منسوب ہوئیں اور اُن کے آگے سر جھکائے جانے لگے اور یہ وبا اُچٹک کی طرح ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے ایک بات اور بھی ہے کہ عوام ہنگامہ پرست ہوتے ہیں تعزیہ داری میں ایک ہنگامہ بھی تھا اور ایک رونق بھی پھر پھلا عوام اسکی طرف کیوں متوجہ ہوتے شیعوں نے تو اسے مذہبی صورت دیدی مگر سنیوں نے بھی اغماً گاہاً سے سمجھا جنھیں اللہ تعالےٰ نے چار پیسے دیئے تھے انھیں اپنی دولت کے خروج کرنے اور انہیں اپنی امارت کی شان دکھانے کا ایک موقعہ ہاتھ آگیا۔

جب ایک رسم ایک دفعہ ملک میں پھیل جاتی ہے تو پھر اس کا انسداد آسان امر نہیں ہوتا اس کے بعد ہر صدی میں ایسے بزرگ پیدا ہوتے رہے جنہوں نے اسے بند کرانے کی انتہائی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے اور اس لئے نہ ہو سکے کہ شیعہ اُسے اپنا مذہبی اعتقاد سمجھ چکے تھے وہ اسے دھوم دھام کے ساتھ نکالتے تھے انکا دیکھا دیکھی دوسرے مسلمان بھی بڑھتے قدم اٹھاتے رہے رسم اور پھر مذہبی شان کی رسم بند کرانا کوئی مذاق نہ تھا طوطیوں کو ہی تو جو ہوئی مگر جمہوریہ رسم فرہب بن چکی تھی تو گویا اب اُسے رکوانا ایک مذہبی مداخلت کے مترادف تھا اس لئے وہ بھی خاموش ہو رہیں ملک میں شیعہ عنصر نہ ہوتا تو وہ کچھ کرتے بھی لیکن عوام کی بھڑکتی اور تعزیہ داری کی مقبولیت ومحبت کے مقابلہ میں آنا بہت دشوار کام تھا اور کوئی آسانی سے اس کا حریف نہ بن سکتا تھا۔

شیعہ اور تعزیہ داری

شیعہ بھی نہیں سمجھا جا سکتا ہے کہ شیعہ رشیعہ نہ تھا اگر نہ کوئی بزرگ تھا اور نہ اس کا کوئی فعل عامۃ المسلمین کے لئے جاذبین سکتا تھا لیکن بن گیا اور اس کی بدولت تماشے اور ہنگامہ پسند یوں نے اُسے مقبولیت عام کی سند عطا کر دی لہٰذا شیعہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ کوئی مذہبی چیز ہے جو کچھ ہوا خدا وہ ایک ضرورت کے لئے ہوا تھا اور جب ضرورت رفع ہو گئی تو اسے بھی بند ہو جانا چاہیئے تھا مگر جہالت سامنے آگھڑی ہوئی اور ایک وقتی ضرورت کی چیز کو دوامی صورت دیدی گئی اور انتہائی بے دینی کے ساتھ طلاق عاقبہ یک جا نے لگا کہ یہ مذہبی رسم ہے۔

کہا جا سکتا ہے کہ ہم فرقہ سنت والجماعت طریق پر ہیں اسلئے اس خیال کا اظہار کر رہے ہیں مگر خود شیعی کتب وہی کہہ رہی ہیں جو ہمارا نکتہ نظر ہے تعیش مرتفع کربلا کے مصنف شیعہ ہیں ان کی تحقیق یہی بھی ہے کہ تعزیہ داری کی رسم کا موجد کوئی شیعہ نہیں تیمور ہے جس نے مضر دنیا اس رسم کو جاری کیا مذہبی رسم تو داری ہو سکتی ہے جو مذہب ہو اور نہ مذہب کے ساتھ ساتھ پیدا ہوئی ہو۔

مولوی خیرات احمد وکیل ایک شیعہ بزرگ ہیں آپ نے اپنی کتاب نور ایمان میں تعزیہ اور اس کے متعلقات پر تفصیلی نظر ڈالی ہے اور اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ تعزیہ روضۂ حضرت سید الشہداء کی نقل ہے اور اس کی غرض یہ ہے کہ ہم لوگ چونکہ دور رہتے ہیں اسلئے تعزیے کے دیکھنے سے روضۂ مبارک اور واقعات کربلا یاد آئیں گے اور جہانتک ہو سکے گا واقعۂ مظلوم کے مصائب یاد کر کے عزاداری وسوزخوانی کریں گے پھر لکھتے ہیں کہ "اگر تمام اعمال محرم موقوف کر دیئے جائیں تو کیا اس کے چند برس کے بعد عوام الناس شہادت امام اور ظلم لشکر یزید سے بالکل ناواقف نہ ہو جائینگے۔

ہم ابتداء میں کہہ چکے اور بتا چکے ہیں کہ یا دگاروں کے قیام کا فلسفہ کیا ہے؟ دنیا نے اسے کس صورت میں لیا اور کس طرح گمراہی میں پڑ گئی اور اسلام نے اسے لیا تو کس بہتر اور نرالے طریق پر لیا چاہے نزدیک ... جو کچھ کہا گیا ہے یہ سب سمجھ میں آسکتا ہے کہ تعزیہ کا نتیجہ یہ آگیا سے بھولکر بڑھا جاتا تو یہ کہیں صاحب کے قلم سے یہ الفاظ نکلتے کہ اعمال محرم کے موقوف کر دینے سے چند سال میں عوام الناس شہادت امام کو بھول جائینگے" اسلام کے نزدیک یادگار کا یہ طریقہ ہی سرے سے غلط ہے جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں ان خلاف شرع طریقہ ہائے یادگاری کی لعنت ہے جو آج ہندوستان پر مسلط ہے نہ ہی بات کہ اس طرح سال میں ایک فعہ یاد ہی کر لیا تو کیا ہوا بہتر تو یہ ہے کہ ہر روز یاد کیا جائے یہ اسی طریق سے ممکن تھا جو اسلام نے اپنے پیروؤں کو سکھایا اور جس کی طرف سورہ فاتحہ میں اشارہ موجود ہے۔

سنی اور تعزیہ داری

یہ بھی سہی شیعہ بھائی تو تعزیہ داری سے مقصد امام حسین اور مظالم لشکر یزید کو یاد کرتے ہیں مگر سنی کیوں ایسا کرتے ہیں کیا انھیں بھی ضرورت ہے کہ وہ ان مظالم کو یاد کریں اور نقل روضۂ امام حسین کو بازاروں میں لئے پھریں جو کچھ ہو مانا تھا وہ تو ہو چکی لنگر نہ دینا جو کچھ کیا اس کے نتائج دو دو سری دنیا میں بھگت رہا ہوگا اور بھگتیگا ہم پر سید الشہداء کی جو یاد فرض ہے وہ نماز کے ذریعہ کر سکتے ہیں لیکن سنی تعزیہ وار ہیں بتائیں تو کیا ان کا یہ بھی کوئی فرض ہے کہ یہ کسی کے مظالم ہی یاد کرتے پھریں اور اس کا مانہ کریں ہمارے ہاں تو یہ چیزیں قطعاً ناجائز ہیں ظاہر ہے کہ اگر سنی ایسا کرینگے تو اُن کے اقتدا میں اپنے ہی بھائیوں کی طرف سے نفرت پیدا ہوگی شیعہ بھائیوں کا تو مقصد ہی یہ ہے کہ وہ ان کی طرف سے نفرت پیدا کریں اور اگر وہ چار قدم اور آگے بڑھ جائے تو بلا تکلف کہا جا سکتا ہے کہ وہ یہ نفرت یا دلا کر اپنے فرقہ کو بڑھائیں اور دوسرے کو ظالم ثابت کریں تو سنی لوگ کیوں ان کے فسر کریں ہوتے اور اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارتے ہیں اُن کے اعتقاد کی رو سے کسی کے خلاف نفرت پیدا کرنا ہی ناجائز ہے وہ ہی کی آڑ میں اپنا ایمان ہی خراب کرتے ہیں اور شرک وبت پرستی کی معصیت کے بھی مرتکب ہوتے ہیں۔

ماتم وعزا

عشرہ محرم میں کیا ہوتا ہے نہ صرف یہ کہ وہم دھام کے ساتھ تعزیئے اور امام نکلتے ہیں بلکہ زور شور کے ساتھ ماتم کیا جاتا ہے نوحہ خوانی ہوتی ہے مرثیئے پڑھے جاتے ہیں اور عورتیں اپنی چوڑیاں نکتہ توڑ ڈالتی ہیں سینہ کوبی ہوتی ہے

اور جتنے آنسو بہائے جا سکتے ہیں بہاتے جاتے ہیں۔

شیعہ بھائی نہ صرف یہ کہ ماتم کرتے اور ماتم سوگوار اللہ رسول اور اہلبیت ہیں بلکہ آپ سے بہت بڑے ثواب کا باعث سمجھتے ہیں اور ساتھ ہی یزید اور شمر یزید پر لعنت بھی بھیجتے ہیں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ وہ جس پر لعنت بھیجتے ہیں یہ سب کچھ اسی کی ایجاد ہے اور اس رسم کی سب سے پہلی بنا اسی کے گھر میں پڑی تھی جس پر صدیوں سے بلا ریب لعنت بھیجی جا رہی ہے لیکن کیا شیعوں کو یزید پر لعنت کرنا چاہیے کہ وہ ایک دشمن اور لعنتی کی رسم کو اختیار کریں اور قیامت تک اس کی پیروی و اتباع کا تہیہ کر لیں کیا کوئی شیعہ صاحب بتا سکتے ہیں کہ ان کے اعتقاد کے مطابق جو شخص فاطمہ حسین علیہم السلام کا اول درجہ کا دشمن ہو اس کی بنا کردہ رسم پر اس سختی کے ساتھ عمل درآمد کرنا کہاں تک روا اور باعث ثواب ہو سکتا ہے اگر کہا جائے تو ہم شیعوں کی مستند کتابوں کا حوالہ دیکر ثابت کر سکتے ہیں کہ ماتم نوحہ خوانی کی اولین مؤسس یزید اور صرف یزید ہی تھا "جلاء العیون" میں ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں کہ جب اہل بیت اطہار کا قافلہ کوفہ سے منازل طے کرتا ہوا دمشق پہنچا تو یزید کی ہوی ہندہ دختر عبدالسر بن عامر بتیاب و بیچین ہو گئی اس سے ضبط نہ ہو سکا وہ اہل بیت اطہار کی مظلومی اور بیکسی و مصائب کا رونا کاٹ پیٹ دیکھا غم کے انگاروں پر لوٹنے لگی اور اس کی یہ حالت ہوئی کہ برہنہ سر برہنہ پا وہ مجلس یزید میں چلی آئی یزید گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھا وہ خود اس سانحہ عظیم سے بیحد متاثر تھا اور عجلت سے بڑھا اس کے سر پر کپڑا ڈالا دلاسا دینے لگا کہ جا گھر میں جا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند اور سخت جگر پر نوحہ خوانی اور گریہ وزاری کر کیونکہ اس زیادتی نے اس کے معاملہ کیں عجلت و زیادتی کی درجہ میں اس کے قتل پر راضی نہ تھا۔

پھر لکھتے ہیں کہ جس وقت اہل بیت اطہار یزید کے محل میں داخل ہوئے تو انھیں انتہائی قلق ہوا کلیجے منہ کو آ گئے۔ شرط غم ہیں یزید کی گھر والیوں نے زیور اتار پھینکے ماتمی لباس پہن لیا اور اسی وقت نوحہ خوانی اور گریہ وزاری شروع کر دی جس کا سلسلہ مسلسل تین روز تک قائم رہا خود یزید کے ہاتھ میں ایک رومال تھا رو رہا تھا اور آنسو بہ رہے تھے جنھیں وہ اس رومال سے برابر پونچھتا جا رہا تھا۔

"تاریخ الخمیس" جیسی مستند کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ اس نے اہل بیت اطہار کے متعلق حکم دیا کہ انھیں میرے محل میں پہنچا دو اور ہندہ بنت عامر کے پاس بھیجا جب یہ سب اندر گئیں تو اندر سے صدائے گریہ و ماتم بلند ہوئی جس کی آواز باہر تک پہنچتی تھی یزید کے ہاتھ میں ایک رومال تھا جو اس سے وہ اپنے آنسو پونچھتا جاتا تھا اس نے یہ بھی حکم دیدیا کہ خواہ یہ یہیں رہیں یا مدینہ منورہ چلے جائیں چنانچہ بعد کو یزید نے انھیں باآرام تمام مدینہ منورہ بھیجدیا "جلاء العیون" ہی میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب یہ تمام قافلہ مدینہ منورہ جانے لگا تو شام میں جتنے قریش و بنو ہاشم تھے انہوں نے ماتم کی اجازت چاہی یزید نے منظور کر لیا اور سب نے مل کر زور شور سے ماتم کیا یہ دوسرا ماتم تھا جو یزید کی اجازت سے شام میں ہوا۔

ماتم عاشورہ اور مختار ثقفی

اب تک جو دونوں ماتم ہوئے وہ یزید سے متعلق تھے اس کے بعد جو شخص اپنے انصباط کے ساتھ لیکر کھڑا ہوا وہ مختار ثقفی ہے اس نے سب سے پہلے کہ دس عاشورہ محرم کے روز ماتم کی رسم نحوم کی بنا رکھی اساس قائم کی جناب امیر کی کرسی اور تابوت سکینہ کی عزت و پرستش شروع کرائی یہ جب کسی جگہ پر جاتا تو یہ اس کرسی اور تابوت سکینہ کو صف اول میں رکھتا اور لشکر والوں سے کہتا کہ بڑھو اور بہت جرأت کے ساتھ لڑو تمھیں ضرور نصرت یکتا یابی نصیب ہوگی اس لئے کہ تمہارے درمیان یہ تابوت سکینہ بنی اسرائیل کی طرح ہے اس میں خود حضرت نبی سکینہ موجود ہیں جسکی وجہ سے ملائکہ تمہاری اعانت و امداد پر نازل ہوں گے چونکہ مختار ثقفی بزعم خود حضرت امام حسین کے شہید کرنے والوں سے انتقام لینے کے لئے کھڑا ہوا تھا اس لئے لوگوں میں ایک جوش بھی تھا ایک طرف تو فوج کی اکثریت جوش کا عالم دوسرے اس تیسرے اعتقاد کا نشہ اعلان عام کی سادہ لوحی نے اسے بہت جلد قبول کر لیا اور جوش میں عواقب پر کسی کی نظر نہ گئی اس طرح تابوت کی رسم عام ہو گئی اور عاشورہ کے روز ماتم بھی ہونے لگا حالانکہ یہ کسی درجہ حقیقت حضرت امیر کی کرسی نہ تھی بلکہ جیسا کہ علامہ مہر مستانی نے بھی لکھا ہے کہ یہ ایک پرانی کرسی تھی جس پر عطار نے خوب آرائش کر کے اور ریشمی غلاف چڑھا کر یہ مشہور کر دیا تھا کہ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے توشہ خانہ سے ملی ہے "تحفہ اثنا عشریہ" میں اتنا اور لکھا ہے کہ یہ کرسی جناب امیر کی نہ تھی بلکہ اسے طفیل بن جعدہ کسی روغن فروش کی دوکان سے اٹھا لایا تھا" اس میں ماتم عاشورہ کی ایجاد کے متعلق بھی یہی لکھا ہے کہ اس کی موجد مختار تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ شخص نہایت چالاک تھا اور اس سے ایسی کام سرزد ہوئی تھیں کہ عوام اس سے شدید ناراض ہو گئے تھے "جلاء العیون" پڑھیے صاف لکھا ہے کہ یہ مختار ہی تھا جسکے گھر میں سب سے پہلے حضرت مسلم بن عقیل پناہ ہوئے لیکن عرب کی روایات کا اس نے کچھ احترام نہ کیا اور نہ حضرت مسلم کی اس نے کوئی امداد کی بلکہ الگ کھڑا ہوا تماشہ دیکھتا رہا ہی نہیں بلکہ اس سے اور بھی شدید اور نفرت انگیز حرکات کا صدور ہوا"

"مجالس المومنین" میں مرقوم ہے اسی نے اپنے چچا سعد بن مسعود سے کہا اور "نہ دیکر کہا کہ آپ حضرت سید الشہداء کو کسی طریقہ سے پکڑ کر یزید کے حوالہ کر دیجئے حضور کو جو صدمہ و ضرر پہنچا اس میں اس کا زبردست ہاتھ تھا جناب امیر کے لخت جگر سید الشہداء اسی کے ہاتھ سے شہید ہوئے جس کی وجہ سے حضرت امام زین العابدین اس سے مدت العمر ناراض رہے اور اس قدر خفا تھے کہ جب اس نے چالیس بار آپ کو لبطور نذرانہ پیش کئے تو آپ نے انھیں بھی قبول نہ کیا اس سے حضرت سید الشہداء کی امامت سے بھی انکار کر دیا تھا اس نار ضگی اور عوام کے غلط سے اس کا اثر دور کرنے کے لئے کہ اس پر ہر نماز کے بعد لعنت بھیجی جاتی تھی اس نے مختلف صورتیں اختیار کیں کبھی کرسی کا مظاہرہ اور کبھی تابوت کا ساتھ ہی تکبیر تشریق کہنا شروع کر دیا ہر نہ ہر بھی تھی کہ وہ انھیں جنگ میں الجھائے اور اپنے عمل کے یہ ثابت کرے کہ وہ اہلبیت کا مخالف نہیں ہے اور ان کا انتقام لینے کے لئے کھڑا ہوا ہے چنانچہ اس کا یہ مقصد پورا ہوا اور اس سے لوگوں کو گویا کہ عہد وفا بھی لیا چنانچہ حضرت امام باقر کے ایک معاہدت منعقد کر کے علانیہ کہا جانے لگا کہ مختار کو برا نہ کہو کہ اس نے ہمارے قاتلوں سے بدلہ کیا ہمارے شہداء کا بدلہ لیا اور مصیبت و اخلاص میں ہماری مالی امداد کی (توضیح المقال)۔

ماتم و شبیہ کی تنظیم

اب تک جو کچھ ہوتا رہا اس میں پھر بھی عمومیت اور باقاعدگی نہ تھی اور اس چیز نے مانگیر حیثیت اختیار نہ کی تھی کچھ تو اس لئے کہ وہ عہد پھر ایک مبارک عہد تھا اور لوگ ماتم و شبیہ کو خلاف شریعت سمجھتے تھے اور کچھ اس لئے کہ ابھی ایسا ہونا نہ ہونا برابر

کا پرتو اقبال نصاب میں ابھر رہا تھا دونوں سطوت و جبروت کے حامل تھے اور سلاطین و شیوخ کو دعوت حکومت سمجھ کر سر اٹھانے دیتے تھے لیکن استداد زمانہ سے یہ صورت قائم نہ رہی نیز عباسیوں کی اقتدار کمزوری سے بدل گیا اور یہ حالت پیدا ہوئی کہ سریر حکومت بغداد پر جو خلیفہ متمکن ہوتا تھا اس کی حیثیت ایک کٹھ پتلی سے زیادہ نہ ہوتی تھی اور وہ اشارے کے اشارہ جنبش و ابرو پر رقص کرتا رہتا تھا۔

دیلمی خاندان کو اپنی معارف پروری اور علمانہ سطوت کے لئے تاریخ اسلام میں مشہور ہے اور اس نے اپنے عہد اقبال میں ملت کو بہت فائدے پہنچائے تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کی شیعیت نے نقصان بھی بہت پہنچایا خلفائے عباسیہ پر اس خاندان کا زبردست (اقتدار مستولی) ہو گیا تھا اور اس کے فرمانروا ہی خلفاء کے پردے میں فرمانروائی کر رہے تھے ان کے برسر اقتدار آنے سے بغداد میں شیعہ سنی کشمکش نے نہایت ہولناک صورت اختیار کر لی تھی آخر معز الدولہ دیلمی نے حکم دیدیا کہ بغداد میں عشرہ محرم نہایت شکوہ و شان اور دھوم دھام سے منایا جائے چنانچہ سب ماتم جاری ہو گیا اور تبرا وغیرہ بھی شروع ہو گیا (تاریخ ابن خلدون)

"کامل ابن اثیر" میں لکھا ہے کہ معز الدولہ دیلمی نے حکم دیا اور بڑی سختی کے ساتھ حکم دیا کہ ۱۰ محرم الحرام کو تمام بازار اور سارے کاروبار بند رہیں کوئی خرید و فروخت نہ کرنے پائے لوگ کمبل کا لباس پہنیں عورتیں بال کھولے ہوئے اور گریبان چاک کئے ہوئے فوحہ کرتی اور سینہ پیٹتی ہوئی باہر نکلیں اور مختلف گروہوں میں تقسیم ہو کر زور شور کے ساتھ ماتم کریں مرد بھی نالہ و شیون میں حصہ لیں چنانچہ محرم ۳۵۲ھ سے جو ہی ہوا۔ تمام مورخ اس امر پر متفق ہیں کہ تمام شیعوں کی باقاعدہ بنا معز الدولہ ہی نے ڈالی۔ سید امیر علی مرحوم نے بھی "اسپرٹ آف اسلام" میں صاف لکھا ہے کہ معز الدولہ ہی وہ پہلا شیعی فرمانروا تھا جس کے حکم کے ماتحت دنیائے اسلام کی تاریخ میں پہلی دفعہ باقاعدگی و تزک کے ساتھ ماتم ہوا دکانداروں تک کو کھانا پکانے اور خرید و فروخت کرنے کی ممانعت کر دی گئی اور عاشورہ کے دن تمام بازار اور کاروبار بند رہے۔ ماتم حسین رضؓ ہوا اور عورتیں برہنہ سر اور پریشان موئی ہوا ہوں پر ماتم کرتی ہوئی گلیں عید غدیر بھی اسی تیاری کی ایجاد ہے اب حکومت کی قوت پشت پناہی کو موجود تھی خوف کس کا تھا لوگوں کے حوصلے بڑھ گئے اور عاشورہ کے روز شدت و شکوہ سے ماتم ہونے لگا ماتم و سوگواری کی رسم اسی تاریخ اسی سنہ اور اسی عہد کی یادگار ہے۔

اس کے بعد تیمور کے زمانہ میں اس رسم کے ساتھ تعزیہ داری کی رسم نے ملکر اس عمل کو بیحد اثر کر دیا۔ اب جو دنیا کی الم تخلیت کشور و عشرہ کی رسوم طالع ہیں یہ رفتہ رفتہ ایجاد و مارخ ہوتی گئیں اور آجتک ان کا سلسلہ بدستور موجود ہے۔

اندوہ و غم کے خسائر اخلاقی

ہر شخص کو علم ہے اور اس میں کوئی اشکال بھی نہیں کہ نوحہ ہی سے ایسا عمل و رسم کو حاصل ہو سکتی ہے جو غد رہنے کے ساتھ پیدا ہو تمام سنی و شیعی قواعد تاریخ و کتب اس امر پر شاہد ہیں کہ عشرہ محرم میں جو کچھ ہوتا ہے اسے عہد رسالت سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہو سکتا ہے پھر یہ ایسی چیز ہی نہیں جسکے متعلق شریعت خاموش ہو ماتم و شیون شریعت اسلام میں قطعی حرام ہے۔ حرام وہی چیز ہوتی ہے جو نقصانات سے لبریز ہو اس لئے اب دیکھنا یہ ہے کہ ماتم و شیون کے ذمائم و نقصانات کیا ہیں؛ یہ کہ اس سے انسان کا قلب کمزور ہوتا ہے اعصاب پر اثر پڑتا ہے، صحت کو نقصان پہنچتا ہے اور ایک عام افسردگی طاری ہو جاتی ہے دوسرے سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اس سے انسان کی ہمت ٹوٹ جاتی ہے اور اس کی روحانی و اخلاقی قوتوں کو شدید ضرر پہنچتا ہے۔

انسان کسی چیز کے گم ہو جانے اور اس سے محروم ہونے ہی پر روتا ہے یا وہ شدید مصائب پر اکثر ہمت ہارنے لگتا ہے۔

اسلام ہمیں بتاتا ہے کہ موت کوئی ایسی چیز نہیں جس پر ماتم کیا جائے یہ ایک یقینی چیز ہے اور دار فنا سے دار بقا کی طرف انتقال کا نام ہے کوئی متنفس ہی امر الٰہی کے بغیر مر نہیں سکتا ہے اس کے بندے ہیں بندوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ نہ آقا کے امر پر ماتم شیون کی صف آراستہ کریں اللہ کی چیز تھی اس نے لیلیٰ اس پر مناسب عزم کہا تک روا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ ہی نے سکھایا اور بتایا ہے کہ ایسے مواقع پر ہمیں کو چاہیئے کہ وہ انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھکر صبر کریں جسکے معنے یہ ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اب رہ گیا قلبی صدمہ جو جدائی اور مفارقت دائمی پر قدرتاً عود کرتا ہے یہ قابل معافی ہے مگر حکم یہی ہے اور اجر اسی پر ملتا ہے کہ انسان اسے شیت ایزدی سمجھکر صبر سے اور جذاع فزع میں مصروف نہ ہو یہی شہدا کی موت! یہ تو ایک انعام الٰہی ہے حضرت امام حسین کی کتنی بڑی خوش نصیبی اور علی مرتضیٰ تھی کہ آپ کو درجہ شہادت نصیب ہوا اور ایک بلند مرتبہ پر فائز ہوئے کیا یہ رنج و اندوہ کا مقام نہیں کہ اللہ تعالیٰ تو ان پر اپنے انعام و اکرام کی بارش کرے اور ایک درجہ بلند عطا فرمائے اور ہم اس پر اظہار حزن و ملال کریں یا مشکری و ناسپاسی کا ایک انتہائی المناک مظاہرہ نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا محبان اہل بیت یہ چاہتے ہیں کہ حضرت سید الشہداء کو یہ مقام رفیع نصیب نہ ہوتا۔ اور جو چیز وہ بڑا ہوا اگر شہادت کوئی اچھی چیز ہے تو اس پر تشیون و ماتم فضول چیز ہے محبت کا اقتضا تو یہ ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کیا جائے اگر یہ کہا جائے کہ کسی کو نفس شہادت پر رنج و اعتراض نہیں بلکہ اس کی تلخی انگیز نوعیت اور اہل بیت اطہار کی مظلومی و مصائب پر رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہیں تو یہ بھی کوئی وجہ موجہ نہیں ہو سکتی اسلئے کہ قرآن کریم میں اللہ جل جلالہ فرماتا ہے کہ ہم انسان کو خوف و ہراس فقر و فاقہ نقصان اموال و جان اور ثمرات باغ و کاشت کے مختلف طریقوں سے آزمائینگے اور جو لوگ اس سلسلہ میں آنے والے مصائب و نوائب پر صبر کرینگے اللہ نزول مصائب کے وقت کہیں گے کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی سے رجوع کرتے ہیں تو ہم اس پر بڑی نعمت اور بڑا ثواب عطا کریں گے حضرت سید الشہداء اور اہل بیت اطہار کی مصائب قابل رفیع تھا اتنی ہی بڑی ان کی آزمائش ہوئی اور ایسی ہوئی کہ آزمائش کے تمام ذرائع ملک اب ان پر بیک وقت ختم کر دیئے گئے دنیا جانتی ہے کہ یہ وہ گروہ الٰہی عجوبہ آزمائشوں میں پورے اترے انہوں نے انتہائی مصائب برداشت کئے مگر اف نہ کی اور راضی برضا رہے اگر اس میں غائیت مقصود ہوتی تو یہ آسانی ہو سکتے تھے اور نہ صرف ہو سکتے تھے بلکہ ان کے لئے احترام و آرام کے جملہ سامان میسر و فراہم ہو سکتے تھے لیکن انہوں نے اس

آزمائش وابتلا سے بچنا اور جانبری کرنا گوارا نہ کیا وہ حق کی حمایت کیلئے کمربستہ ہوگئے اور اس راہ کے دلدوز مصائب کو جس صبر و استقلال جس شکر و استغنا جس آن بان اور جس شکوہ و ایثار سے انہوں نے برداشت کیا وہ انہی کا حصہ تھا ان کے ماحول اور پیروؤں کو تو اس پر ناز ہونا چاہیئے اور آگے بڑھ کر کہنا چاہیئے کہ ہم اُس بزرگ جلیل کے پیرو ہیں جو صرف بہتر نفوس کی مختصر جماعت کو لیکر ستر ہزار سے لڑ گیا حق و راستی کے مقابلہ میں اُس نے کسی امنده و مرگمان اور نرخ و نقصان کی ذرہ برابر اعتنا نہ کی دلیرانہ بڑھا، دلیرانہ لڑا، دلیرانہ مصائب اٹھائے اور دلیرانہ جان جاں آفریں کے سپرد کر گئے حق تو یہ ہے کہ صبر و استقامت شجاعت و اولوالعزمی، قربانی و ایثار، تسلیم و رضا اور للہیت و خلوص کے وہ متعدد المثال و عدیم النظیر مظاہر دنیا کے سامنے پیش کر گیا جن کی مثال کائنات ارضی میں تا قیام قیامت ڈھونڈھے بھی نہ ملیگی۔

ان مجاہدین اسلام اور دلیران ملت کے پیروؤں کے لئے یہ زیب و تباہ ہے کہ ان کے مصائب اور ان کی عالی فروز قربانیوں پر ماتم و شیون کرنے بیٹھ جائیں دل کا کڑھنا اور کسی کے مصائب و نوائب پر کڑھنا اور چیز ہے اور اس پر ہاڑ پٹخ مارنا، سینہ کوبی اور چاک گریباں و تار تار نامہ و دیگر اگر اس حقیقت پر ہمارے عقیدہ بھائی بھی خالی الذہن ہو کر غور کریں تو اس کے ذمائم اُن کے سامنے ہی بیک نظر آجائیں لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ جو رسم ایک ضد ایک جوش اور ایک اتفاق کے طور پر شروع ہوتی تھی اُسے مذہبی رسم کا درجہ عطا کر دیا گیا ہے اور اب اس سے دامن چھڑانا مشکل ہے۔

صدیاں گذر گئیں کہ یہ بدعت ہندوستان میں زور شور کے ساتھ جاری ہے اور کسی طرح بند ہونے میں نہیں آتی۔

ہمارے نزدیک جب تک اس کے انسداد کے لئے دانشمانہ سعی و جہد کا رشتہ نہ سنبھالا جائے گا اور چند جلیل القدر بزرگ قربانیوں کے لئے تیار نہ ہو جائینگے اس وقت تک اس کا استیصال مشکل کیا بلکہ غیر ممکن ہے اس سلسلہ میں اولین کام یہ ہونا چاہیئے کہ سنیوں کو روکا جائے اور پوری کوشش دستی کے ساتھ روکا جائے جب اسلام کا یہ بیٹا بڑا فرقہ اس رسم کے پنجہ سے نجات پا چکیگا تو بہت ممکن ہے کہ شیعہ بھائی بھی اس کی نوعیت سے آگاہ ہو کر اسے ترک کر دیں گے کیونکہ تعزیہ داری کی رونق کے اصلی باعث سنی نہیں اور ان کی شمولیت ہی اُس کے تزک و احتشام کا باعث بنے ہوئے ہیں۔

ماتمی نظارے

وہ منظر کتنا اندوہناک بلکہ کتنا شرمناک و مضحک ہوتا ہے جبکہ عین دوپہر کے وقت تمازت آفتاب میں ماتمیوں کی ایک جماعت برہنہ سر اور برہنہ پا اور برہنہ جسم اپنا کولھے اور سینہ پیٹتے اور حسین حسین کہتے ہوئے نکلتے ہیں اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کی جاتی بلکہ ہر جلوس کے ساتھ چند افراد آہنی زنجیریں بھی ہاتھ میں لئے ہوئے ہوتے ہیں جن میں تیز و نشتر لگے ہوئے ہوتے ہیں تھوڑی تھوڑی دیر چل کر اور ٹھہر کر ایک ایک ماتمی بڑھتا ہے اور حسین حسین کہکر اس زنجیر کو زور زور سے اپنی پشت پر مارتا اور اس سے لہولہان کر لیتا ہے دنیا والے اس مضحک تماشہ کو دیکھتے اور ہنستے ہیں کہ اچھے خاصے معقول اور مہذب لوگ اس وقت مجسمہ وحشت بنے ہوئے ہیں چہرے پر خاک ہے سینہ سرخ پڑا ہوا ہے بال کھلے ہوئے ہیں ایک لنگوٹی کے سوا جسم پر کوئی کپڑا نہیں ہے اور پشت کے زخموں سے خون بہ رہا ہے۔

اسلام دنیا میں لغویات اور لایعنی رسوم کو دور کرنے آیا تھا اس نے بال نوچنے چیخنے رونے پیٹنے کرنے اور ہر قسم کے پر شور ماتم کو حرام قرار دیا تھا، ہندو، عیسائی، یہود اور دیگر غیر مسلم اقوام ان کی کوئی نہیں مرنے والوں کے ماتم میں ایک بیہنگا منہ شیون قائم کر دیتی تھیں، یہ سر اور چہرہ کے بال نوچ کر بھیانک بنا لیتے تھے عورتیں فریاد سے دیوانی ہو جاتی تھیں اور ہمسایوں تک مرنیوالوں کے گھر میں سے نالہ و شیون کی صدائیں بلند ہوتی رہتی تھیں اس کے مقابلہ میں اسلامی طریقہ کتنا مہذب اور کتنا شائستہ تھا اور اس سے کتنی ضد اب شستی مترشح ہوتی ہے جنازہ جا رہا ہے تو ایک سکوت اور خاموشی چھائی ہے اور مرنے والے کے گھر جائیے تو یہ سوگ و تار سکون کی تصویر بنے بیٹھے ہیں نہ کوئی شور ہے اور نہ ہنگامہ نہ چیخ ہے نہ پکار نہ بال نوچے جا رہے ہیں اور نہ ہین ہو رہے ہیں بہت ہوا تو آنکھوں سے چند قطرات اشک ٹپک کر رہ گئے اور بس کتنا مہذب اور کتنا شائستہ طریق تھا اور اسلام نے کتنے بہترین آئین سکھائے تھے۔

آج ہی دنیا میں شائستہ اور غیر شائستہ دونوں قسم کی قومیں موجود ہیں اور دونوں میں اموات بھی ہوتی ہیں وحشیوں اور تہذیب نا آشنا اقوام میں جب کوئی موت ہوتی ہے تو گویا ایک طوفان ماتم برپا ہو جاتا ہے اور مہینوں ایک شور اور سوگ کا سلسلہ قائم رہتا ہے جس اور افریقہ کی وحشت مآبوں کو نظر انداز کر دیجئے کہ یہ وحشی باتیں ہیں آپ اپنی ہمسایہ قوم ہندو ہی کے آن طبقوں کے دساتیر ماتم پر ایک نگاہ ڈال لیجئے جو تعلیم و تمدن میں اپنا نمونہ ہیں بلاشبہ ہیں ماتم سینہ کوبی شور بکا گریہ و زاری، بھیدا اور چیخ و پکار کے وہ مناظر نظر آئینگے کہ آپ کو غم اور تنفر پیدا ہو جائیگا اس کے مقابلہ میں آپ انگلستان، امریکہ اور جرمنی وغیرہ میں دیکھئے تو آپ کو دوسری دنیا دکھائی دیگی۔

مرنے والے کا غم سب ہی کرتے ہیں ہر سینہ میں دل اور دل میں محبت ہوتی ہے لیکن وہاں آہ کا کوئی شور اور کوئی شیون نظر نہ آئیگا ہر آنیوالا اور تعزیت کی رسم ادا کرنے والا آخر خاموش بیٹھ جائیگا البتہ اس کے ازبر پر ایک سیاہ کپڑا مائلی نشان کے طور پر ضرور بندھا ہوگا بس یہی ہے ان کی تعزیت اور یہی ان کی مدد دنیا، ان کے یہاں اسے بھی معیوب سمجھا جاتا ہے کہ ایک تو مرنے والے کے غم میں مرنے والے کے اعزا و اقارب کا جگر آپ ہی پاش پاش ہو رہا ہے سیلاب اشک امڈا رہا ہے دل و دماغ ہو اور صحت بری طرح متاثر ہو رہی ہے اس پر آپ جا کر اور اس کے چرکے لگائیں شغل ہوئے دل کو بچائیں کریں اور سکون پائی ہوئی طبیعت میں ہیجان پیدا کر دیں اور انصاف ہے بھی ٹھیک ہمدردی یہ نہیں کہ روتے ہوئے کو اور رلایا جائے اور غمزدہ دل کو مزید غم دیا جائے عزیز و احبا یہ غم بٹانے کے لئے ہوتے ہیں نہ کہ غم بڑھانے کے لئے کچھ ہو ہم نے تو "مرزدگان" کا نام "جیوان" اور جیوان کا نام "مرزد" رکھ لیا ہے ہمارے ہاں تو ثواب یہ سمجھا جاتا ہے کہ ایک لمحہ کے لئے جگر کی آگ کو بجھنے نہ دیا جائے اور ایک ثانیہ کے لئے بھی دل بیقرار سکون پذیر نہ ہو اور ہو تو اسے یاد دلا دلا کر آنسو بہا بہا کر بادیا دلایا جائے اور رلایا جائے جتنی مدت و وقت ماتم عزا میں صرف کیا جاتا ہے اور جتنا فون شیون و فریاد میں جلایا جاتا ہے اس کا عشر عشیر بھی اگر ان کے اسوۂ عمل کے اتباع میں جلایا جائے تو اس سے صدہا مترتب گونہ فوائد مترتب ہو سکتے ہیں ایمان قوی دل میں قوت اور حوصلہ بھی وہ چیزیں ہیں جو کسی ملت کی نجات کا ذریعہ بن سکتی ہیں اور یہی وہ مبتغی ہے جو شہادت کا ملہ حضرت شبیر رضؓ ہمیں دے رہی ہے۔

مسائل قربانی وعید الضحیٰ

(نوشتہ حضرت مولانا مولوی شیخ محمد ریاست علی صاحب قدوائی قادری خیر آبادی)

حضور رسالتمآب سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یوم نحر یعنی عید الضحےٰ کے دن کوئی عمل انسان کا اللہ تعالےٰ کے نزدیک قربانی سے زیادہ پیارا نہیں ہے اور تحقیق قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں کھروں بالوں سمیت آئیگا اور قربانی کرنے والے کی نیکیوں کے ساتھ وزن کیا جائے گا پس اس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائیگا۔

اور فرمایا کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی قبولیت کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے پس چاہیئے کہ قربانی نہایت خوشی اور فراخدلی کے ساتھ کرے اس کو ایک قسم کا بوجھ اور زیان اور نقصان نہ سمجھے۔

اور فرمایا کہ اپنی قربانی کے جانوروں کو خوب کھلا پلا کر موٹا تازہ کرو کیونکہ بمنزلہ وہ پل صراط پر تمہاری سواری کے کام آوینگے۔

اور ارشاد فرمایا کہ جو کوئی قربانی کرنے کی مقدرت ہو اور پھر بھی وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہمارے ساتھ نماز پڑھنے عیدگاہ میں بھی نہ آوے۔

مسئلہ قربانی ہر مسلمان مقیم صاحب نصاب ذی استطاعت پر کہ جسکے پاس ۷½ تولہ سونا یا ۵۲½ تولے چاندی ہو یعنی ایسا شخص ہو کہ اس پر زکوٰۃ فرض ہوا واجب ہے قربانی کرنے میں مال نصاب کا مثل مسئلہ زکوٰۃ کے سال بھر قائم رہنا شرط نہیں ہے **مسئلہ** اگر کوئی شخص مال نصاب کے موجود ہونے پر بھی قربانی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے مگر شریعت اسلام نے اس کو تکلیف نہیں دی ہے اگر جی چاہے کرے ثواب ہے نہ جی چاہے نہ کرے نہ عذاب اور گناہ نہیں **مسئلہ** نابالغ یتیم صاحب نصاب کی طرف سے اس کا ولی قربانی کر سکتا ہے **مسئلہ** جس شخص کو قربانی کرنا ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ یکم ذی الحجہ سے قربانی کرنے تک نہ حجامت بنوائے نہ ناخن ترشوائے بعد قربانی یہ کام کرے مگر یہ کام فرض، واجب اور سنت نہیں ہے اگر ان پر عمل کریگا ثواب کا مستحق ہوگا ورنہ گنہگار نہ ہوگا۔ **مسئلہ** جو شخص قربانی کرنے کا مقدور نہیں رکھتا اس کو چاہیئے کہ یکم ذی الحجہ یعنی چاند دیکھنے کے بعد سے عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنے تک نہ حجامت بنوائے نہ ناخن کٹوائے بعد نماز کے سر منڈوائے اور ناخن کٹوائے تو اس کو قربانی کا ثواب ملیگا۔ **مسئلہ** قربانی اپنے گھر کے سب لوگوں کی طرف سے کرنا ضروری نہیں ہے لیکن کرے تو جائز ہے **مسئلہ** اگر کسی شخص نے اپنے کسی مرے ہوئے عزیز کی طرف سے بلا وصیت کے خواہ ماں باپ ہی ہوں قربانی کی تو جائز ہے اور اس میں سے خود بھی کھا سکتا ہے اور اگر مرنے نے وصیت کی ہے تو اس میں سے کھانا منع ہے تمام گوشت فقراء و مساکین کو تقسیم کر دینا چاہیئے **مسئلہ** جو لوگ صاحب نصاب تو نہیں ہیں مگر وہ قربانی کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں مگر فرض اد ہار لیکر خواہ فرض سودی ہو یا بلا سود کسی طرح کا ہو قربانی کرنا جائز نہیں ہے نہ ضرورت ہے **مسئلہ** قربانی ذی الحجہ کی دسویں تاریخ بعد نماز سے لیکر ۱۲ ذی الحجہ سورج غروب ہونے سے پہلے تک ہو سکتی ہے اس کے بعد نہیں اگر کسی معقول وجہ سے بارہ تاریخ غروب آفتاب سے پہلے تک قربانی نہ کر سکا تو اب وہ قربانی کا جانور یا جانور کی قیمت خیرات کرے قربانی کا ثواب پائیگا۔ **مسئلہ** جس شہر میں عید الضحیٰ کی نماز ہوتی ہو وہاں کے رہنے والے قبل نماز پڑھنے کے قربانی نہیں کر سکتے ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ نماز پڑھنے کے بعد قربانی کریں۔ مگر جو لوگ دوسری جگہ سے نماز پڑھنے آتے ہیں اور ان کے یہاں نماز نہیں ہوئی بعد طلوع آفتاب نماز پڑھنے سے پہلے قربانی کر سکتے ہیں اس کے بعد نماز کے واسطے جائیں **مسئلہ** چونکہ بقر عید کے دن مثل عید الفطر کے صبح سے بقرہ عید تک کچھ کھانا پینا منع ہے اس لئے جو شخص نماز پڑھنے کے بعد قربانی کرے اس کو چاہیئے کہ پہلے جو کچھ کھائے وہ قربانی میں سے کھائے اور اگر وہ تا ریخ قربانی نہیں کر سکتا تو جو چاہے کھائے پیئے (سوا حرام چیزوں کے) **مسئلہ** بکرا بکری مینڈھا بھیڑ وغیرہ۔ دنبہ ایک سال کا ہونا چاہیئے اگر مینڈھا یا دنبہ جو عمر میں ایک سال سے کم ہے مگر بوجہ اپنی فربہی کے ایک سال کا معلوم ہوتا ہے تو قربانی کیا جا سکتا ہے۔ نر ہو یا مادہ گائے بیل بھینس بھینسا دو سال کا اونٹ نر ہو یا مادہ پانچ سال کا ہونا چاہیئے اس سے کم عمر کے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ **مسئلہ** ان مذکورہ جانوروں کے سوا اور کسی جانور کی اگرچہ وہ ذبیحہ ہوں، قربانی جائز نہیں **مسئلہ** بکرا بکری، مینڈھا، بھیڑ، دنبہ اور دنبی ایک راس ایک ہی شخص کی طرف سے ہو سکتی ہے اگر گائے بیل بھینس، بھینسا اونٹ اور اونٹنی میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں مگر سب کی نیت قربانی ہی کی ہو حصہ کی گوشت لیکر فروخت کرنے کی نیت نہ ہو ورنہ کسی کی بھی قربانی نہ ہوگی سب حصہ داروں کی قربانی باطل ہو جائیگی البتہ اگر کوئی شخص بہ نیت عقیقہ شامل ہونا چاہے تو اس کو شریک کیا جا سکتا ہے **مسئلہ** قربانی کے تمام شریک دار گوشت کا تول کر تقسیم کریں، اندازاً یا دہریوں پر چھٹی ڈال کر تقسیم کرنا جائز نہیں ہوگا **مسئلہ** قربانی کا گوشت (خواہ حصہ کا ہو یا پوری راس کا) تین حصوں میں تقسیم کرکے ایک حصہ محتاجوں فقیروں مسکینوں ہمسائوں میں تقسیم کرے اور دو حصوں میں خود بھی کھائے اور اپنے عزیزوں دوستوں کو بانٹے **مسئلہ** قربانی کا جانور خوب موٹا تازہ ہونا چاہیئے کوئی اعضا اس کے خراب نہ ہوں بیمار، کمزور، لاغر، انگڑا ہو جو ذبح تک نہ جا سکے یا کانا اندھا کان ناک، دم، سینگ، تھن یا کوئی اور عضو تہائی سے زیادہ کٹا ہوا نہ ہو یا جس کے کان یا خانت سرے سے پیدا ہی نہ ہوئے ہوں یا بھیڑ بکری دنبی کا ایک تھن اور گائے بھینس اونٹنی کے دودھ تھن خود سوکھ گئے یا علاج سے سوکھا دے گئے ہوں اور ان سے دودھ نہ اتر سکتا ہو اس قسم کے تمام جانور دنبی قربانی درست نہیں لیکن اگر کوئی جانور پیدا منڈا ہو یا کسی جانور کا اس قدر سینگ ٹوٹا ہو کہ اندر کا گودا نہ نکلا ہو تو ایسے جانوروں کی قربانی درست ہے اور خصی جانور بھی قربانی کیا جا سکتا ہے **مسئلہ** قربانی اپنے ہاتھ سے کرنا چاہیئے اگر خود نہ کر سکے تو کسی اور کو قربانی کرنے کی اجازت

ئے اور جب وہ ذبح کرے تو شخص کو سامنے کھڑا رہنا چاہیے بغیر اجازت یا سامنے موجود ہوئے کے قربانی جائز نہیں **مسئلہ** گھر کے پالے ہوئے جانور کی قربانی میں بہ نسبت مول کے جانور کی قربانی کے ثواب زیادہ ہے لہذا جہاں تک ممکن ہو گھریلو کا پالا ہوا جانور قربان کرے زیادہ ثواب حاصل کرے **مسئلہ** قربانی کے جانور کو بھوکا پیاسا ذبح نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کو کھلا پلا کر ذبح کرنا چاہیے **مسئلہ** جو شخص قربانی کا جانور ذبح کرے اس کو باوضو ہو کر ذبح کرنا چاہیے اور جانور کو تھانے والا بھی باوضو ہو **مسئلہ** ذبح کرتے وقت جانور کو بائیں پہلو پر قبلہ رُخ لٹائے اور ذبح کرنے والا اپنا داہنا پاؤں اس کے شانے پر رکھ کر قربانی کی دعا پڑھکر بسم اللہ اللہ اکبر کہتا ہوا تیز چھری سے جلد ذبح کر دے اور جانور کا تھانے والا بھی اللہ اکبر کہتا رہے **قربانی کی دعا** یہ ہے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ - بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ **مسئلہ** بعد قربانی ذبح کرنے کے اگر قربانی اپنی طرف سے کی ہو تو، یہ دعا (اس طرح) پڑھے اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِكَ اِبْرٰهِیْمَ وَحَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اور اگر کسی دوسرے ایک شخص کی طرف سے قربانی کی تو یہ دعا اس طرح پڑھے اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِكَ اِبْرٰهِیْمَ وَحَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اور فلاں کی جگہ نام قربانی کرنے والے اور اس کے باپ کا لے اس طرح پر کہ جیسے (عبد الرحیم ابن عبد الکریم) غرضکہ اسی طرح پر جو قربانی کرنے والے کا نام اور اس کے باپ کا نام ہو لے **مسئلہ** بزنصاب کو مزدوری گوشت یا کل کی قیمت میں سے نہیں دینا چاہیے۔ البتہ بطور دوستانہ یا بطور مناجی کے گوشت دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ غریب اور محتاج ہو **مسئلہ** قربانی کی کھالوں کی قیمت مسجد کے کسی کام میں صرف نہیں ہو سکتی کیونکہ مسجد کسی کی ملکیت نہیں ہو۔ کھال کی قیمت تو ایسے لوگوں کو دینا چاہیے جو اس کا مالک ہو کر جب مرضی خود صرف کر سکے۔ پس مناسب ہے کہ فقیروں۔ محتاجوں۔ یتیموں۔ مسکینوں اور محتاجوں بیواؤں کو دیدینا چاہیئے قربانی کے جانور کی بچا ہوا دانہ۔ چارہ اور رسی بھی خیرات کر دینا چاہیے۔ **شبہ** چونکہ اسلام نے ہمیں زمانداری کا سبق پڑھایا ہے اور کسی کی دل آزاری کو جائز نہیں کہتا اور نہ اسلام میں نام و نمود اور ریاکاری درست ہے اس لئے کوئی قربانی کے جانوروں کو آبادی سے ہٹا کر آراستہ و پیراستہ کر کے مذبح کو نہ لیجائے کیونکہ اس سے ریاکاری کا بھی ثبوت ہوتا ہے اور نام و نمود کا بھی اپنے وطن کی دل آزاری بھی ہوتی ہے اور زمانداری بالکل غائب ہو جاتی ہے اور محض جہالت کی وجہ سے کشت و خون اور ہلاکت کے اسباب پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے اور خواہ مخواہ کا جھگڑا مول لینا ہے اللہ تعالیٰ

ئے اگر قربانی میں سات آدمی شریک ہوں اور انہیں میں کا ایک شخص ذبح کرنے والا ہو تو بجائے لفظ منی کے میرا کہے جو جمع کا صیغہ ہے ئے اگر ایک غیر شریک جیسے فرحد کی طرف سے کرے تو جتنے شریک ہوں اتنی ہی دفعہ پڑھے اور ہر شخص کا نام لے

قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ترجمہ اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال، خرچ کرتے رہو اور اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور لوگوں سے احسان کیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ دوستوں کے ساتھ بھلائی کرنے والوں (رہبت) دوست رکھتا۔ اسلام نے اپنے متبعین کو سوائے مدافعانہ جنگ کے جارحانہ جنگ کرنے کی اجازت نہیں دی یعنی جنگ میں اپنی طرف سے ہرگز کبھی اجازت نہیں دی اگر کوئی اور شخص تم سے جنگ چھیڑ دے تو تم اس سے جو ابا اور جنگ دفع کرنے اور اپنے کو بچانے کے واسطے جنگ کر سکتے ہو اور نام و نمود اور ریاکاری کے متعلق بروایت حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد موجود ہے کہ جس نے نماز پڑھی دکھانے کو اس نے شرک کیا اور جس نے روزہ رکھا دکھانے کو اس نے بھی شرک کیا اور جس نے صدقہ کیا دکھانے کو اس نے بھی شرک کیا پس ہر مسلمان کو ایسے کاموں سے بچنا چاہیئے کہ جس میں شرک کے شبہ کا بھی احتمال ہو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو نیک توفیق عطا فرماوے۔

چونکہ اوپر سے بیان قربانی کا چلا آرہا تھا اس لئے اسی سلسلہ میں میں نے قربانی کے مسائل بیان کر دیئے اس کے بعد اب میں کچھ احکام اور مسائل عید الاضحیٰ کے بیان کرتا ہوں توفیقی اللہ و ایاکم۔

عید قربان کو عید الاضحیٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں قربانی کی جاتی ہے اور عربی لغت میں اضحیہ اس جانور کو کہتے ہیں جو ایام قربانی میں اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے پس اسی نسبت سے اس کا نام عید الاضحیٰ ہو گیا جو لوگ اس کو عید الضحیٰ کہتے ہیں وہ غلط کہتے ہیں (عید الضحیٰ کے معنے ہیں صبح کی عید) تو عید الفطر بھی صبح ہی ہوتی ہے اس کو بھی عید الضحیٰ کہنے میں مجھ مضائقہ نہ ہونا چاہیئے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ دونوں عیدوں کے نام نسبتی ہیں اور اسی نسبت سے ان کے نام رکھے گئے ہیں مثلاً رمضان شریف کے بعد والی عید میں چونکہ فطرہ (یعنی صدقہ فطر) دیا جاتا ہے اس وجہ سے اس کا نام عید الفطر ہوا اور عید قربان میں قربانی کی جاتی ہے اس میں بکری بکرا گائے بغیرہ قربان کئے جاتے ہیں جن کو عربی میں اضحیہ کہتے ہیں اس وجہ سے اس کا نام عید الاضحیٰ یا عید قربان یا بقرہ عید ہو گیا عرب میں یہ مثل یعنی کہاوت بولی جاتی ہے فضحی فلان بشاۃ او بقرۃ من الاضحیۃ یعنی فلاں شخص نے قربانی کی بکری یا گائے ذبح کی پس اس عید الاضحیٰ کو عید الضحیٰ نہ کہنا چاہیئے کیونکہ وہ ایک مہمل اور بے معنی بات ہے عید الاضحیٰ سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔

مسئلہ جس شخص عید الفطر کے دن حجامت بنواتا ناخن ترشواتا قربانی کرنے والے ان دونوں باتوں کو کر لیں، غسل کرے مسواک کرے عمدہ پاک صاف جب مقدور کپڑے پہنے سر اور داڑھی کے بالوں میں تیل لگائے کنگھی کرے آنکھوں میں سرمہ لگائے کپڑوں میں خوشبو یعنی عطر وغیرہ لگائے عید گاہ بالضرورت مجبوری عید گاہ نہ ہونے کی وجہ سے شہر یا محلہ کی مسجد میں یا جو جگہ نماز کے واسطے مقرر کی گئی ہے جاتے وقت راستے میں بآواز پڑھتے جانے کے واسطے باوجود مقتدر کے پیدل جانا چاہیئے وقت راستے میں بخلاف عید الفطر کے بلند آواز سے تکبیر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد پڑھتے ہوئے جانا کہ تکبیر عید گاہ کے اندر کہنا موقوف ہو

ایک راستہ سے عیدگاہ جانا اور دوسرے راستہ سے مکان کو واپس آنا وغیرہ یہ باتیں سنت ہیں اسی طرح یہ تمام باتیں عید الاضحیٰ میں بھی سنت ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں فرق صرف اتنا ہے کہ عید الفطر کے دن نماز سے پہلے کچھ میٹھی چیز کھا لینا چاہیئے مگر عید الاضحیٰ کے دن تا وقتیکہ نماز نہ پڑھ لے کچھ بھی کھانا جائز نہیں چاہے قربانی کرے یا نہ کرے دونوں کے واسطے ایک ہی حکم ہے عید الفطر کے دن عیدگاہ جاتے وقت راستہ میں مذکورہ بالا تکبیر آہستہ آہستہ کہنا چاہیئے لیکن عید الاضحیٰ میں آواز کے ساتھ کہنا چاہیئے عید الفطر کی نماز بغیر معقول شرعی عذر دوسرے دن نہیں ہو سکتی لیکن عید الاضحیٰ کی نماز بغیر کسی عذر کے ذی الحجہ کی ۱۰ تاریخ سے لیکر ۱۲ تاریخ تک ہو سکتی ہے یا کل جائز ہے۔

عید الفطر شوال کی پہلی تاریخ کو ہوتی ہے اور یہ عید ذی الحجہ کی ۱۰ تاریخ کو منائی جاتی ہے اور اس عید کا نام وجہ صدقۂ فطر دینے کے عید الفطر نام ہے اور اس نام کی وجہ تسمیہ یہ بھی ہے کہ لوگ رمضان شریف کے پورے مہینے کے روزے رکھ رہے تھے وہ لوگ اس عید کو روزہ افطار کرتے ہیں اس وجہ سے اس کا نام عید الفطر ہوا اور عید الاضحیٰ میں چونکہ قربانی ہوتی ہے اور قربانی کے جانور کو اضحیہ کہتے ہیں اس وجہ سے اس عید کا نام عید الاضحیٰ یا عید قربان یا بقرہ عید ہو گیا ان اختلافات کے سوا دونوں عیدوں میں کوئی فرق نہیں ہے **مسئلہ** جس طرح عید الفطر کی دو رکعت نماز اور اس کا خطبہ (اولی ہو یا ثانی) سننا واجب ہوا اسی طرح عید الاضحیٰ کو بھی نماز اور خطبہ واجب ہے بغیر خطبہ سنے ہوئے عیدگاہ سے جانا نہ چاہیئے ورنہ آدھا ثواب ملیگا اور جس وقت خطبہ ہونے لگے بالکل خاموش ہو کر سنے بات کرنا منع ہے بلکہ اگر کوئی دوسرا شخص باتیں یا کانا پھوسی کرنے لگے تو اس کو آواز سے منع بھی نہ کرے ہاں اشارہ سے منع کرنے میں مضائقہ نہیں اگر دور ہونے کی وجہ سے خطبہ سنائی نہ دیتا ہو تب بھی خاموش رہنا چاہیئے خطبہ سننے کا ثواب برابر ملیگا **مسئلہ** نماز عیدین (یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کے لئے جماعت شرط ہے بغیر جماعت کے جائز نہیں اگر کسی کو ایک جگہ نماز نہ ملے تو دوسری جگہ تلاش کرے پھر بھی نہیں ملے تو اس نماز کی قضا بھی نہیں ہے۔ البتہ اگر تین چار آدمی کو کہیں نماز نہ ملی ہو اور ان میں سے کسی میں نماز پڑھانے اور خطبہ پڑھنے کی قابلیت ہو اور ابھی نماز کا وقت بھی باقی ہے تو علاوہ اس جگہ کے جہاں نماز ہو چکی ہے دوسری جگہ جماعت سے نماز دوبارہ پڑھی جا سکتی ہے **مسئلہ** عید دین کی نماز کا وقت طلوع آفتاب کے بعد سے دوپہر ہونے کے پہلے تک ہے اس درمیان میں جس وقت چاہیئے پڑھی جا سکتی ہے بہ نسبت نماز عید الفطر کے عید الاضحیٰ کی نماز ذرا جلدی ہونا بہتر ہے کیونکہ جو لوگ قربانی کرنے والے ہیں ان کو کھانے وغیرہ کی دیر ہوگی اس لئے کہ وہ اپنی قربانی کے گوشت میں سے کچھ کھانے لہذا قربانی کرنے کے بعد گوشت پکانے میں بہت عرصہ ہو جائے گا **مسئلہ** سال میں پانچ دن ایسے ہیں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ ایک عید الفطر کا دن اور ذی الحجہ کی دس تاریخ بقر عید کے دن۔ اور اس کی ۱۱ تاریخ ۱۲ تاریخ اور ۱۳ تاریخ غرضکہ ان تاریخوں میں روزہ حرام ہے۔ البتہ یکم ذی الحجہ سے ۹ ذی الحجہ تک روزے رکھے جا سکتے ہیں بلکہ ۹ ذی الحجہ یعنی عرفہ کے دن کے روزہ کا بہت ثواب ہے لیکن چونکہ نفل کا ایک روزہ رکھنا یہودیوں سے مشابہت ہے کیونکہ وہ ایک ہی روزہ رکھتے ہیں لہذا مسلمانوں کو دو روزے ایک آٹھ تاریخ کا اور دوسرا ۹ تاریخ کو عرفہ کو رکھنا چاہیئے **مسئلہ** عیدگاہ یا جو جگہ نماز کے واسطے مقرر ہو وہاں بعد نماز فجر کے سوا قضا سنت و فرض وغیرہ کسی کی نماز نفل پڑھنا جائز نہیں ہے۔

تنبیہ نماز عیدین کے نیز مسبوق وغیرہ کی نماز کے طریقے بذریعہ رسالہ مولوی ہاشم شہان ۱۳۵۲ھ ہجری میں عرض کر چکا ہوں لہذا اس کو مزید معلومات کے واسطے دیکھنا چاہیئے **مسئلہ** ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی فجر سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک جن کو ایام تشریق کہتے ہیں ہر نماز فرض باجماعت کے بعد یہ تکبیر کہنا چاہیئے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد۔

تاریخ اسلام حصہ ۵

مصنفہ مولوی عبد الرحمن صاحب مشتاق امرتسری

حصہ ۱۔ پہلی جلد ۲۹۰ صفحات کی ہے اس سنہ عیسوی سے ایک صدی پہلے سے حالات لیکر وفات رسول تک ختم کیا ہے ہر واقعہ مستند کامل اہم مقالات یہ میں ملک عرب کی تاریخ و حالات خیر القرون حضور کی مفلوبیت جوانی رسالت اسلام کی پہلی نشین ہجرت کے بعد کے ہر سال کے واقعات غزوات و سرایا مراسلات بعوث معجزات اسلام۔ اسلام کی دینی تعلیم دینی جزیہ خطبہ وداع۔ وفات ازواج مطہرات۔ قیمت عمر محصول ڈاک ۹ رکعت

حصہ ۲۔ اس میں حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان ذی النورین و حضرت علی کے عہد خلافت کے تمام حالات درج ہونے کے علاوہ مسئلہ خلافت کی تشریح کرتے ہوئے خلافت کے اصول خلافت کے احکام خلافت کے نشانات غرضکہ خلافت کی کل تاریخ قلمبند کی گئی ہے علاوہ ازیں اس میں ترقی اسلام اور ملکی فتوحات کے مشرح حالات بیان کرنے کے بعد مسلمانوں میں نزاع و اختلافات کے اسباب و حالات بتدون و خلافت راشدہ کے عہد سلطنت کے جغرافیائی حالات بھی ہیں ۸۸ صفحات قیمت ۱۲ محصول ڈاک ۸ رکعت

حصہ ۳۔ یہ جلد خلفائے بنی امیہ کے نام سے مشہور ہے جبکہ شروع میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے عہد خلافت سے دست بردار ہونے کے وجوہات حضرت امیر معاویہ کے تخت نشینی تا واقعہ شہادت کے تاریخ حالات حضرت معاویہ کی خلافت اور خلافت بنی امیہ کا آغاز امیر معاویہ سے لیکر خاندان بنی امیہ کے ۹۲ سالہ عظمت باہمیت اسلامی حکومت اور فتوحات نیز فلسفۂ عروج و زوال حجاز سندھ افریقہ فلسطین و اسپین بسلسلہ ہونے کے مستند و مفصل حالات درج ہونے کے علاوہ قلمرو اسلامیہ کی وسعت کا جغرافیہ ضخامت ۱۲۸ قیمت ۸ محصول ۷

حصہ ۴۔ یہ جلد خلفائے عباسیہ کے نام سے مشہور ہے اس میں بنی امیہ سے بنی عباس میں خلافت منتقل ہونے کے اسباب اور خاندان بنی عباس کے خلیفہ اول عبد اللہ ابو العباس سفاح بن محمد کے عہد خلافت ۱۳۲ھ سے لیکر ۶۵۶ھ تک خلفائے عباسیہ کا دور حکومت حجاز مستقر الی مصر کے آخر سلطنت حجاج بن یوسف اور محمد بن قاسم کی فتوحات سندھ و راجگان سندھ تاریخ اور اسلامی دنیا کے تمام مبسوط اور مشرح حالات ہیں گویا یہ پورے آٹھ سو سال کی اسلامی تاریخ ہے ۹۶ صفحات ہیں قیمت صرف ۸ رکعت محصول ۷ رکعت ۱۲

حصہ ۵۔ اس میں خاندان عباسیہ کے آخری خلیفہ اور خاندان عثمانیہ کے سلطان سلیم کو خلافت تفویض کرنا اور موجودہ تقسیم تک تمام خلفائے عثمانیہ کا عہد حکومت موجودہ ترکی سے دول یورپ کی رشیہ دوانیاں جنگ طرابلس جنگ بلقان یورپ ترکی کے حصے بخرے مفصل حالات ۴۴ صفحات قیمت دس آنے محصول ۸ رکعت **یہ پانچوں حصے مجلدیں ہیں** اور سب کی بجائے جلد اور کامل کی قیمت (دیہہ) محصول ڈاک عہ رکعت للہ جلد نہایت اعلیٰ چمڑے کی۔ پتہ:- **دفتر مولوی حمیدیہ پریس۔ دہلی**

اشارات عبرت

(از حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی مدیر اعلیٰ ترجمان القرآن)

گذشتہ ماہ دسمبر کی ابتدا میں امریکہ کے قانون تحریم خمر کی تنسیخ کا باقاعدہ اعلان ہو گیا اور تقریباً چودہ برس کے بعد نئی دنیا کے باشندوں نے "پرہشکل" سے "تری" کے صدود میں قدم رکھا جمہوریہ امریکہ کی صدارت پر مسٹر روزولٹ کامیاب ہوئے خشکی پر تری کی فتح کا پہلا اعلان تھا اس کے بعد اپریل ۱۹۳۳ء میں ایک قانون سے ۳۲ فی صدی الکحل کی شراب کو جائز کیا گیا اور چند مہینے نہ گذرے تھے کہ دستور جمہوریہ امریکہ کی اٹھارویں ترمیم ہی منسوخ کر دی گئی جس کی رو سے ریاستہائے متحدہ کے حدود میں شراب کی خرید و فروخت درآمد و برآمد اور ساخت و پرداخت حرام قرار دی گئی۔

قانون کے ذریعہ سے اخلاق و معاشرت کی اصلاح کا یہ سب سے بڑا تجربہ تھا جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی اٹھارویں ترمیم سے پہلے کئی سال تک اینٹی سیلون لیگ رسائل و جرائد خطبا، قصاید یہ سب کے لبنٹرن، سلیما اور بہت سے دوسرے طریقوں سے شراب کی مضرتیں اہل امریکہ کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کرتی رہی اور اس تبلیغ میں اس نے پانی کی طرح روپیہ بہایا اندازہ کیا گیا ہے کہ تحریک کی ابتدا سے لیکر ۱۹۲۶ء تک نشر و اشاعت پر ساڑھے چھ کروڑ ڈالر صرف ہوئے اور شراب کے خلاف جس قدر لٹریچر شایع کیا گیا وہ تقریباً ۹۰ ارب صفحات پر مشتمل تھا۔

اس کے علاوہ قانون تحریم کی تنفیذ کے مصارف کا جس قدر بار گذشتہ چودہ سال میں امریکی قوم کو برداشت کرنا پڑا ہے اس کی مجموعی مقدار ۵۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ بتائی جاتی ہے اور حال میں ممالک متحدہ امریکہ کے محکمۂ عدل نے جنوری ۱۹۱۰ء سے اکتوبر ۱۹۳۳ء تک کے جو اعداد و شمار شایع کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قانون کی تنفیذ کے سلسلہ میں ۲۰۰ آدمی مارے گئے ۳۵۳۴ ۵۳ قید کئے گئے ۱۷۰۰۰۰۰ پونڈ کے جرمانے عائد کئے گئے اور ۴۴۰۰۰۰۰ پونڈ مالیت کی املاک ضبط کی گئیں۔

جان و مال کے یہ ہولناک نقصانات صرف اس لئے برداشت کئے گئے کہ بیسویں صدی کی اس مہذب ترین "قدر" کی کامیابی کا آفتاب علم و دانش نصف النہار پر پہنچا ہوا ہے ام الخبائث کی بیشمار روحانی، اخلاقی، جسمانی اور مالی مضرتوں سے آگاہ کیا جائے اور محفوظ رکھا جائے لیکن تحریم سے پہلے کئی سال اور تحریم کے بعد کئی سال کی مسلسل کوششیں جن میں حکومت امریکہ کی طاقت بھی شریک تھی امریکی قوم کے عزم راسخ کے آگے ناکام ہوگئیں اور "تاریخ عالم کا سب سے بڑا اصلاحی مجاہدہ آخر کار بے سود ثابت ہوا۔"

تحریم خمر کی یہ ناکامی اور قانون تحریم کی یہ تنسیخ کچھ اس وجہ سے نہیں ہے کہ شراب کی جو مضرتیں اس قانون کے وضع کرنے اور دستور جمہوریہ میں اٹھارویں ترمیم کے منظور کرنے کی باعث ہوئی تھیں وہ اب حقیقتوں سے بدل گئی ہیں یا کسی نئے علمی انکشاف نے ان خیالات کو غلط ثابت کر دیا ہے جو پہلے قائم کئے گئے تھے برعکس اس کے آج پہلے سے بھی زیادہ وسیع و کثیر تجربات کی بنا پر اسے حقیقت تسلیم کی جاتی ہے کہ قحبہ گری، زنا و لواطت، چوری، تار بازی قتل و خون اور ایسے ہی دوسرے اخلاقی مفاسد اس ام الخبائث کے قریب ترین رشتہ دار ہیں اور مغربی اقوام کے اخلاق صحت، معیشت اور معاشرت کی تباہی میں اس کا بڑا حصہ ہے لیکن اس کے باوجود جس چیز نے آج حکومت امریکہ کو اپنا قانون تالیس لینے اور حرام کو حلال کر دینے پر مجبور کر دیا وہ صرف یہ ہے کہ اہل امریکہ کی عظیم اکثریت کسی طرح شراب چھوڑنے پر راضی نہ ہوئی اور دنیا بھر کی بیلک جس کے دوستانے اب سے چند برس پہلے یہ چیز حرام کی تھی اب اس کو حلال کرنے پر اصرار کرنے لگی۔

جہاں تک ہم کو معلوم ہے خماری کے نقصانات سے کسی بڑے سے بڑے حامی شراب نے بھی کبھی انکار نہیں کیا اور نہ کبھی مخالفین تحریم نے شراب کے محاسن کی کوئی ایسی فہرست پیش کی ہے جو ان قبائح کے مقابلہ میں کچھ بھی وزن رکھتی ہو جس وقت امریکن کانگریس کے سامنے رائے عام کی تائید سے اٹھارویں ترمیم پیش ہوئی تھی اس وقت خشکی اور تری کے درمیان پوری طرح موازنہ کر لیا گیا تھا اور انہی تمام مضرتوں اور خرابیوں کا لحاظ کرتے ہوئے کانگریس نے دفعہ ترمیم منظور کی تھی ۴۶ ریاستوں نے اس ترمیم کی توثیق کی تھی، دارالنیوٹن اور محکمۂ شماریات نے اس ترمیم کے مطابق قانون تحریر پاس کیا تھا یہ سب کچھ امریکی قوم کی مرضی سے ہوا اور جب تک تحریم کا معاملہ محاذ اور زبان تک رہا قوم خوش خوش اس کی تائید کرتی رہی مگر جونہی کہ یہ تحریم عالم معاملہ میں آئی تمام امت امریکہ کا رنگ بدل گیا۔ ام الخبائث کے بچے کھچے پہلی رات بسر کرتے ہی دنیا کی سب سے زیادہ متمدن، ذی ہوش، ذی علم، صاحب ذوق اور ترقی یافتہ قوم دیوانی ہوگئی اور اس نے جو شراب جنون میں وہ حرکتیں شروع کر دیں جن سے شبہ ہوتا تھا کہ یہ قوم مشرقی شاعری کے خیالی عاشقوں کی طرح فی الواقع اپنا سر پھوڑ ڈالے گی۔

اجازت یافتہ شراب خانوں کے بند ہوتے ہی تمام ملک میں لکھو کھا غیر شراب خانے قائم ہو گئے جن میں قانون کی گرفت سے بچکر شراب بیچنے بلانے بیچنے اور خریدنے کے عجیب عجیب طریقے اختیار کئے جاتے تھے کسی شخص کا کسی دوست یا غیر کے کسی خفیہ شراب خانے اور اس کے مقررہ اشارے کا پتا بتا دینا ایک خاص مہربانی کا فعل سمجھا جاتا تھا پہلے حکومت ان شراب خانوں کی تعداد ان کی شرابوں کی نوعیت اور ان میں آنے جانے والوں کے حالات کی نگرانی کر سکتی تھی مگر اب وہ اس کی نگرانی کے حدود سے آزاد تھے اس لئے

ان کی تعداد قبل تحریم کے اجازت یافتہ شراب خانوں سے کئی گنی زیادہ ہو گئی ان میں ہر قسم کی بدترین شراب فروخت ہونے لگیں جو صحت کے لئے ضار ہیت درجہ مضر تھیں اور ان میں کمسن لڑکوں اور لڑکیوں کی آمد و رفت بہت زیادہ بڑھ گئی جس کے ہولناک نتائج سے ریاستہائے متحدہ کے اہل فکر میں عام اضطراب بپا ہو گیا۔

اٹھارہویں ترمیم کی برکت سے امریکہ میں شراب کی قیمت پہلے سے کئی گنی زیادہ ہو گئی اس طرح سے فروشی کا پیشہ ایک بڑا منفعت پیشہ بن گیا اور ہزاروں لاکھوں آدمی یہی کاروبار کرنے لگے خفیہ مے خانوں کے علاوہ بکثرت کھلے کھلے مے خانے بھی بے روک ٹوک پیدا ہو گئے جگہ جگہ پھرتے چلتے مے خانے بھی یہ لوگ مدرسوں، دفتروں، ہوٹلوں، تفریح گاہوں سے لے کر لوگوں کے گھروں تک پہنچکر شراب بیچنے اور نئے نئے گاہک پیدا کرنے لگے کم سے کم اندازہ یہ ہے کہ زمانہ قبل تحریم کی بہ نسبت بعد تحریم کے زمانہ میں امریکہ کے فروشوں کی تعداد دس گنی زیادہ ہو گئی۔

شہروں سے گذر کر دیہات تک میں یہ کاروبار پھیل گیا تھا اور گاؤں گاؤں شراب کشید کرنے کے خفیہ کارخانے قائم ہو گئے تھے تحریم سے پہلے امریکہ میں عرق کشی کے اجازت یافتہ کارخانوں کی تعداد کل چار سو تھی تحریم کے بعد سات سال کے اندر ۳۷۴۳ کارخانے گرفتار ہوئے ۳۱۹۳۸ بھٹیاں پکڑی گئیں۔ پھر بھی شراب فروشی کے کاروبار میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی بلکہ تحریم کے ایک سابق کمشنر کا اندازہ ہے کہ ہم کل کارخانوں اور بھٹیوں کا صرف دسواں حصہ بمشکل پکڑ سکے۔

اس طرح شراب کی مقدار میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا تخمینہ کیا گیا ہے کہ تحریم کے زمانہ میں امریکہ کے باشندے ہر سال بہ گردن گلین شراب پی جاتے تھے یہ مقدار استعمال قبل تحریم کی مقدار سے بہت زیادہ ہے۔

پھر جو شراب اس قدر کثیر مقدار میں استعمال کی جاتی تھی وہ حد درجہ خراب اور مضر صحت تھی اطباء کا بیان ہے کہ اس چیز کو شراب کے بجائے زہر کہنا زیادہ صحیح ہے اس کے حلق سے اترتے ہی معدے اور دماغ پر اس کے زہریلے اثرات مترتب ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور وہ دن تک اعصاب اس سے متاثر رہتے ہیں اس کے نشے میں انسان کسی خوش باشی اور خوش فعلی کے مطابق کا نہیں رہتا بلکہ اس کی طبیعت عربدہ جنگامہ آرائی اور ارتکاب جرم کی جانب مائل ہو جاتی ہے۔

اس قسم کی شرابوں کی کثرت استعمال نے اہل امریکہ کی جسمانی صحت کو تباہ کر ڈالا مثال کے طور پر شہر نیویارک کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ تحریم سے پہلے ۱۹۱۰ء میں جہاں الکحل کے اثر سے بیمار ہونے والوں کی تعداد دو سو (۲۰۰) تھی وہاں ۱۹۲۶ء میں بیمار ہونے والوں کی تعداد گیارہ ہزار اور مرنے والوں کی تعداد ساڑھے سات ہزار تک پہنچ گئی ان کے علاوہ جو لوگ بالواسطہ شراب کے اثرات سے متاثر ہو کر ہلاک یا زندہ درگور ہو گئے ان کی تعداد کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح جرائم خصوصاً بچوں اور نوجوانوں کے جرائم میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا۔ امریکہ کے جیلوں کا بیان ہے کہ ہمارے ملک کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی کہ کبھی اتنی تعداد میں بچے بحالت نشہ گرفتار ہوئے ہوں جب کم سنی کی جرائم کی تعداد حد سے بڑھ گئی تو اس کی تحقیقات کی گئی اور ثابت ہوا کہ ۱۹۲۰ء سے نوجوانوں کی میخواری اور عربدہ جوئی میں سال بسال زیادتی ہوتی جا رہی ہے حتیٰ کہ بعض شہروں میں ۸ سال کے اندر دو سو فی صدی اضافہ ہوا ہے ۱۹۳۳ء میں امریکہ کے گاڈ فرے لارکنل موسائٹی نے بیان کیا کہ اس وقت امریکہ کے ہر قید آدمیوں میں سے ایک آدمی جرائم پیشہ ہے اور ہر سال قتل کے جرائم میں ساڑھے تین سو فی صدی اضافہ ہوا ہے۔

غرض چودہ سال کے اندر امریکہ میں تحریم خمر کے جو نتائج ظاہر ہوئے انکا خلاصہ یہ ہے کہ قانون کا احترام دلوں سے اٹھ گیا اور پولیس کے ہر طبقہ میں خلاف ورزی قانون کی بیماری پھیل گئی۔

تحریم خمر کا اصل مقصد بھی حاصل نہ ہوا بلکہ اس کے برعکس یہ چیز حرام ہونے کے باعث اس سے بھی زیادہ پی جانے لگی جتنی حلال ہونے کے زمانہ میں پی جاتی تھی۔

قانون تحریم کی تنفیذ میں حکومت کا اور خفیہ طریقہ سے شراب بیچنے میں رعایا کا بیحساب مالی نقصان ہوا۔ اور اس کے معاشی حالات تباہ ہو گئے۔

اس پر مزید امراض کی کثرت صحت کی بربادی، شرح اموات میں اضافہ، اخلاق عامہ کا فنا، سوسائٹی کے تمام طبقات خصوصاً نوخیز نسلوں میں فساد، نام اور قبائح کا کثیر شیوع ہونا اور جرائم میں غیر معمولی ترقی۔

یہ نتائج اس ملک میں حاصل ہوئے جو بیسویں صدی کے روشن ترین زمانہ میں مہذب ترین ملک سمجھا جاتا ہے جس کے باشندے اعلیٰ درجہ کی تعلیم یافتہ ہیں جن کے دماغ علم و حکمت کی روشنی سے منور ہیں جو اپنے نفع و نقصان کو سمجھنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔

یہ نتائج اس حالت میں ظاہر ہوئے جبکہ کروڑہا روپیہ صرف کر کے اور کئی ارب رسالے اور کتابیں شائع کر کے تمام قوم کو شراب کے نقصانات سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔

یہ نتائج اس کے باوجود ظاہر ہوئے کہ امریکی قوم کی ایک بڑی اکثریت تحریم کی ضرورت کو تسلیم کر چکی تھی اور تحریم کا قانون اس کی مرضی سے پیش اور پاس ہوا تھا۔

پھر ان نتائج کا نکلنا ایسی حالت میں ہوا جبکہ امریکہ کی عظیم الشان سلطنت بیسویں صدی کی بہترین تنظیم کے ساتھ کامل چودہ سال تک شراب نوشی اور شراب فروشی کا قلع قمع کرنے پر تلی رہی۔

جب تک یہ نتائج ظاہر نہ ہوئے تھے حکومت اور رعیت دونوں کی اکثریت شراب کو حرام قرار دینے پر متفق تھی اس لئے شراب حرام ہو گئی مگر جب معلوم ہوا کہ قوم کسی طرح شراب چھوڑنے پر راضی نہیں ہے اور زبردستی شراب چھڑانے کا نتیجہ پہلے سے بھی خراب نکلا ہے تو اسی حکومت اور رعیت کی اکثریت نے شراب کو حلال کر دینے پر اتفاق کر لیا۔

اب ذرا ایک نظر اس ملک کی حالت پر ڈالئے جو اب سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کے تاریک ترین زمانے میں سب سے زیادہ تاریک ملک شمار ہوتا

نہ ہا شندے عجائبِ علم و حکمت کا نام و نشان نہیں تمدن و تہذیب کا پتہ نہیں پڑھے لکھوں کا شمار انگلیوں پر ہو اور وہ بھی ایسے کہ آجکل کے کم سواد بھی ان سے زیادہ علم رکھتے ہوں گے، موجودہ زمانے کے تخلیقی اختراعات اور وسائل یکسر مفقود حکومت کا نظام بالکل ابتدائی حالت میں اور اس کوئی قائم ہوئے چند سال سے زیادہ نہ ہوئے تھے باشندوں کا حال یہ کہ شراب کے عاشق ان کی زبان میں شراب کے تقریباً ڈیڑھ سو نام پائے جاتے ہیں میں کی مثال شاید دنیا کی کسی زبان میں نہ ملے گی یہ شراب کا ساتھ ان کے عمر معمولی شغف کا ثبوت ہے اور اس کا مزید ثبوت ان کی شاعری ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی اور لازمۂ حیات سمجھی جاتی تھی۔

اس حالت میں وہاں شراب کا مسئلہ پیش ہوتا ہے اور رسول خدا سے پوچھا جاتا ہے کہ اس کے بارہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ خدا کا ارشاد ہے:۔

یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما

تجھ سے شراب اور جوے کے بارہ میں سوال کرتے ہیں ان سے کہدو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگ کچھ فائدے بھی ہیں مگر ان کا گناہ ان کے فائدہ سے زیادہ ہے:۔

یہ کوئی حکم نہ تھا بلکہ شراب کی حقیقت بتائی گئی تھی کہ اس میں اچھائی اور برائی دونوں موجود ہیں مگر برائی کا پہلو غالب ہے اس تعلیم کا یہ اثر ہوا کہ قوم کے ایک گروہ نے اسی وقت سے میخواری چھوڑ دی تاہم اکثریت بدستور شراب کی دلدادہ رہی۔

پھر دوبارہ شراب کے بارہ میں حکم پوچھا گیا کہ بعض لوگ نشے کی حالت میں نماز پڑھتے اور غلطیاں کر جاتے تھے اس پر رسول خدا نے اپنے خدا کی طرف سے یہ حکم سنایا:۔

یا یھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون

اے ایمان لانے والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ نماز تم کو اس حالت میں پڑھنی چاہیے جبکہ تم جان سکو کہ کیا کہہ رہے ہو۔

یہ حکم سنتے ہی لوگوں نے مے خواری کے لئے اوقات مقرر کر لئے اور عشا و فجر اور ظہر کے درمیان یا عشا کے بعد شراب پی جانے لگی تاکہ نشے کی حالت میں نماز پڑھنے کی نوبت نہ آئے یا نشہ کی وجہ سے نماز نہ ترک کرنی پڑے۔

مگر شراب کی اصلی مضرت ابھی باقی تھی نشے کی حالت میں لوگ فساد برپا کرتے تھے اور خون خرابے تک کو بہت پہنچ جاتی تھی اس لئے پھر فرمائش کی گئی کہ شراب کے بارے میں صاف اور قطعی حکم بتایا جائے اس پر ارشاد ہوا۔

یا یھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واحذروا فان تولیتم فاعلموا انما علی رسولنا البلغ المبین۔

اے ایمان لانے والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے یہ سب شیطان کی ساختہ و پرداختہ گندگی ہیں ہمارا تم اس گندگی سے پرہیز کرو امید ہے کہ اس پرہیز سے تم کو فلاح نصیب ہوگی شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعہ سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تم کو خدا کی یاد اور نماز سے روک دے تو کیا یہ معلوم ہو جانے کے بعد اب تم باز آؤ گے اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی بات مانو اور باز آجاؤ اگر تم نے سرتابی کی تو جان رکھو کہ ہمارے رسول کا کام صرف اتنا ہے کہ پیغام کو صاف صاف پہنچا دے۔

یہ حکم آنا تھا کہ وہی شراب کا رسیا اور درخت مذ کے عاشق جو اس چیز کے نام پر جان دیتے تھے یکایک اس سے نفور ہو گئے۔ تحریم شراب کی منادی سنتے ہی شراب کے مٹکے توڑ دیئے گئے مدینے کی گلیوں میں شراب کے نالے بہ گئے ایک محفل میں مے نوشی ہو رہی تھی اور دس گیارہ اصحاب شراب کے نشے میں چور تھے اتنے میں بلال کے منادی کی آواز ان کے کان میں پہنچی اور اسی نشے کی حالت میں حکم خدا کا یہ احترام کیا گیا کہ فوراً شراب کا دور رک گیا اور مٹکے توڑ ڈالے گئے۔ ایک اور شخص کی داد دیجئے ہے کہ نہ شراب پی رہا تھا نہ شیشہ سے پیالہ لگا ہوا تھا کسی نے آکر تحریم خمر کی آیت پڑھی فوراً پیالہ اس کے لبوں سے الگ ہو گیا اور پھر ایک قطرہ بھی حلق کے نیچے نہ اترا اس کے بعد جس کسی نے شراب پی اس کو جوتوں، لکڑیوں لات گھوں سے پیٹا گیا پھر چالیس کوڑوں کی منادی گئی پھر اس جرم کے لئے اسی کوڑوں کی سزا مقرر کر دی گئی نتیجہ یہ ہوا کہ عرب سے میخواری کا نام و نشان مٹ گیا الا ماشاء اللہ اور پھر اسلام جہاں جہاں پہنچا اس نے قوموں کو آب خشک اور پرہیزگار بنا دیا حتیٰ کہ آج بھی جبکہ اسلام کا اثر بہت ضعیف ہو چکا ہے دنیا میں کہ زمین انسان ایسے بستے ہیں جو کسی قانون تحریم اور کسی نظام تعزیری کے بغیر شراب سے کلی اجتناب کرتے ہیں مسلمان قوم میں اگر مردم شماری کر کے دیکھا جائے کہ میخوارون کی تعداد کافی صدی اوسط کیا ہے تو شاید یہ قوم اب بھی دنیا کی تمام قوموں سے زیادہ پرہیزگار پائی جائے گی پھر اس میں جو لوگ شراب پیتے بھی ہیں وہ بھی اس کو گناہ سمجھتے ہیں دل میں اپنے فعل پر نادم ہوتے ہیں اور رب اغفر ذنوبنا کہتے و تائب ہو جاتے ہیں۔

عقل و حکمت کی مملکت میں آخری فیصلہ تجربہ و مشاہدہ پر منحصر ہوتا ہے یہ فیصلہ کبھی جھٹلائی نہیں جا سکتی اب آپ کے سامنے ایک تجربہ امریکہ کا ہے اور دوسرا تجربہ اسلام کا دونوں کا فرق بالکل ظاہر ہے اور یہ آپ کی کام ہے کہ ان کا تقابل کر کے اس سے سبق حاصل کریں۔

امریکہ میں برسوں تک شراب کے خلاف تبلیغ کی گئی کروڑوں روپیہ اس کی مضرتوں کے اعلان و اشتہار پر صرف کیا گیا فن طب سے اعداد و شمار کی شہادتوں سے عقلی استدلالات سے اس کے جسمانی اخلاقی معاشی نقصانات اس طرح ثابت کئے گئے کہ ان سے انکار نہیں کیا جا سکتا تصویروں کے ذریعہ سے شراب کی مضرتیں برائی العین شائع کرائی گئیں اور پوری کوشش کی گئی کہ لوگ خود اس کی خرابیوں کے قائل ہو کر اس کو چھوڑ دینے پر آمادہ ہو جائیں پھر سب سے بڑی قوم کی نمائندہ جماعت کانگریس نے اکثریت کے ساتھ اس کی

تحریم کا فیصلہ کیا اور اس کے لئے قانون پاس کیا گیا پھر حکومت نے (اور اس حکومت نے جو اس وقت دنیا کی عظیم ترین طاقتوں میں سے تھا) اس کی خرید و فروخت ساخت پرداخت دامد و برآمد کو روکنے کے لئے اپنی ساری قوتیں صرف کر ڈالیں مگر قوم (باستثنا بعض قوم جہاں وقت تعلیم یافتہ اور روشن خیال قوموں کی صف اول میں ہے) اس کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئی اور جب قوم آمادہ نہ ہوئی تو چودہ پندرہ برس کی قلیل مدت ہی میں قانون حرام کو پھر حلال کرنا پڑا بے پر مجبور ہو کر پھر

دوسری طرف اسلام میں شراب کے خلاف کوئی پروپیگنڈا نہیں کیا گیا نہ شراب کی ہر ایک پیسہ ہی صرف نہ ہوا کوئی انٹی سیلون لیگ قائم نہیں کی گئی اللہ کے رسول نے بس اتنا کہا کہ اللہ نے تمہارے لئے شراب حرام کر دی ہے اور جونہی کہ یہ حکم اس زبان سے نکلا تمام قیمہ شراب سے بازآ گئی اور ایسی بازآئی کہ جب تک وہ اسلام کے دائرہ میں رہی اس کا لطف کبھی کسی طرف سے تری کی جانب تجاوز کرنا ممکن نہیں ہے پھر یہ تحریم ایسی تحریم نہیں ہے جس کو کسی تحلیل سے بدلا جا سکتا ہو اگر تمام عالم کے مسلمان باتفاق شراب کی تائید میں ووٹ دیں تب بھی یہ حرام کبھی حلال نہیں ہو سکتا۔

آپ اس عظیم الشان تفاوت کے اسباب پر غور کریں گے تو اس سے چند ایسی باتیں معلوم ہوں گی جو نہ صرف شراب کے معاملہ میں بلکہ قانون و اخلاق کے تمام مسائل میں اصول کلیہ کا حکم رکھتی ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ انسان حیات انسانی کی تنظیم میں اسلام اور دنیوی قوانین کی اساس سراسر انسانی رائے پر ہے اس نے وہ نہ صرف اپنے کلیات بلکہ ہر ہر جزئیہ میں دوام باخواص کی رائے کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہیں اور انسانی رائے کا دارومدار عوام کی ہوا و خواص کی، حال یہ ہے کہ وہ ہر آن انسانی امیال و عواطف خارجی اسباب و عوامل اور علم و عقل کے تغیر پذیر احکام سے دچار ضروری نہیں ہے کہ ہمیشہ صحیح ہوں، متاثر ہوتی رہتی ہے ان تاثرات سے آراء و افکار میں تغیر واقع ہوتا ہے اس تغیر سے لازمی طور پر اچھے اور برے صحیح اور غلط جائز اور ناجائز حرام اور حلال کے معیارات بدلتے رہتے ہیں اور ان کے بدلنے کے ساتھ ہی قانون کو بھی بدل جانا پڑتا ہے اس طرح اخلاق اور تہذیب کا کوئی پائدار مستقل ناقابل تغیر معیار قائم ہی نہیں ہونے پاتا انسان کا بنایا ہوا قانون پر کھلا رائی کرتا ہے اور قانون کا کنون انسانی زندگی پر اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی نوشت آدمی موٹر چلا رہا ہو اور اس کے ناآزمودہ کار ہاتھ بیقاعدگی کے ساتھ اسٹرنگ کو کبھی ادھر کبھی ادھر گھما رہے ہوں اس کی ان بیقاعدہ گردشوں کی وجہ یہ ہوگی کہ موٹر کی حرکت بھی بے قاعدہ اور غیر مستقیم ہوگی وہ استقلال کے ساتھ کسی ایک متعین راستہ پر نہ چل سکے گی اور جب وہ اڑی ترچھی رفتار سے چلے گی تو خود چلانے والے حضرت ہی پیاس کا اثر پڑ جائے گا کبھی وہ دیوار سے راستہ بر ہوں گے اور کبھی ٹیڑھے راستہ پر کہیں کسی گڑھے میں جا گریں گے کہیں کسی دیوار سے ٹکرا بیٹھیں گے اور کہیں ٹیب وفرز کے دھچکے کھا بیٹھیں گے۔

بخلاف اس کے اسلام میں قانون و اخلاق کے کلیات تمام تر اور جزئیات بیش تر خدا اور رسول کے مقرر کئے ہوئے ہیں انسانی رائے کو ان میں ذرہ برابر دخل نہیں ہے اور جزئیات میں کسی حد تک دخل ہے بھی تو وہ صرف اس قدر ہے کہ زمانہ کے تغیر پذیر حالات کا لحاظ کرتے ہوئے ہم ان کلی احکام اور جزئی نظائر سے جو موقع بہ موقع جزئیات مستنبط کرتے رہیں جن کو ائمہ اصول شرع کے مطابق ہونا چاہیے اس آخری وضع قانون کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس اخلاق اور تہذیب کا ایک مستقل اور غیر تغیر پذیر معیار موجود ہے ہمارے اخلاقی و مدنی قوانین میں قوموں کا نام و نشان مٹ نہیں ہو سکتا ہاں کل کا حرام آج حلال اور کل کا پھر حرام نہیں ہو سکتا یہاں تو جو حرام کر دیا گیا وہ ہمیشہ کیلئے حرام ہے اور جو حلال ہو وہ قیامت تک حلال ہے۔

اس میں ایک دوسرا اہم نکتہ بھی ہے دنیوی طاقتیں انسانی زندگی کے لئے ضوابط بنانے اور اخلاق معاشرت اور تمدن کی اصلاح کرنے کے لئے ہمیشہ اس کی محتاج رہتی ہیں کہ ہر جزئی معاملہ میں پہلے عوام کو اصلاح کے لئے راضی کریں پھر عمل کی جانب قدم بڑھائیں ان کے قوانین کی ہر دفعہ اپنے نفاذ کے لئے عام اطلاق کی رضا پر منحصر ہوا کرتی ہے اور جس اصلاحی یا تنظیمی قانون کا نفاذ عوام کی رضا کے خلاف کر دیا گیا اسے بعد از خرابہائے بسیار شیخ کرنا پڑتا ہے یہ نہ صرف امریکہ کا تجربہ ہے بلکہ تمام دنیا کے تجربات اس پر شہادت دے رہے ہیں اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیوی قوانین و حقیقت اصلاح اخلاق و معاشرت کے معاملہ میں قطعاً ناکارہ ہیں کیونکہ جن بگڑے ہوئے لوگوں کی وہ اصلاح کرنا چاہتے ہیں انہی کی رضا پر جو لا محالہ اس بگڑی ہوئی ذہنیت ہی کے زیر اثر ہے ان کا نفاذ منحصر ہے۔

اسلام نے اس اشکال کو ایک دوسرے طریقہ سے حل کیا ہے اور آپ غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ اس مشکل کا حل بجز اس کے اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا معاشرت اور اخلاق کے مسائل کو چھیڑنے اور قوانین شریعت کی اطاعت کا مطالبہ کرنے سے پہلے انسان کو یہ دعوت دیتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر ایمان لے آئے یہ بات یقیناً انسان کی رضا پر منحصر ہے کہ وہ ایمان لائے یا نہ لائے مگر جب وہ ایمان لے آیا تو اس کی رضا و عدم رضا کا کوئی سوال باقی نہ رہا اب خدا کی طرف سے اس کا رسول جو حکم بھی دے اور خدا کی کتاب جو قانون بھی مقرر کرے وہ اس کے لئے واجب الاطاعت ہے اس ایک اصل الاصول کے قائم ہو جانے کے بعد شریعت اسلامی کے تمام قوانین اس پر نافذ ہو جاتے ہیں اور کسی جزئی یا کلی مسئلہ میں اس کی رضا مندی یا ناراضا مندی کا دخل نہ ہوگا یہی چیز ہے کہ امریکہ میں جرائم کی روک تھام کے صرف اور بے نظیر تبلیغ و اشاعت اور حکومت کی زبردست کوششوں کے باوجود نہ ہو سکا وہ عالم اسلامی میں خدا کی جانب سے رسول خدا کی صرف ایک منادی سے ہو گیا۔

تیسری سبق آموز بات یہ ہے کہ کوئی انسانی جماعت خواہ کتنی ہی علوم و فنون کی روشنی سے پہرہ ور ہو اور خواہ عقلی ترقیات کے آسمان ہی پر کیوں نہ پہنچ جائے اگر وہ الٰہی قوانین کی تابع فرمان نہ ہو اور ایمان کی قوت نہ رکھتی ہو تو کبھی ہوائے نفس کے جنگل سے نہیں نکل سکتی اس پر خواہشات نفسانی کا غلبہ اتنا شدید رہے گا کہ جس چیز پر اس کا نفس مائل ہوگا اگر اس کی مضرت میں اگر آفتاب سے بھی زیادہ روشن کر کے دکھا دی جائیں اگر اس کے خلاف سائنس و لیبنی پرستدلال عقل کے معبود کو بھی گواہ بنا کر لایا جائے اگر اس کے مقابلہ میں اعداد و شمار کی بھی شہادت پیش کر دی جائے دجوہ و حکمت کی نگاہ میں ہرگز جچ نہیں سکتی، اگر اسکی طرفداریاں تجربہ و مشاہدہ سے بھی ثابت کر دی جائیں تب بھی وہ کبھی اپنے نفس کے معشوق کو نہ چھوڑے گی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان میں حاسۂ اخلاق پیدا کرنا اور اس کے ضمیر کی نہ صرف تشکیل کرنا بلکہ اس میں اتنی طاقت بھر دینا کہ وہ نفس پر غالب آ جائے علم و حکمت کے بس کی بات ہے اور نہ عقل و خرد کی یہ کام بجز ایمان کے اور کسی چیز کے ذریعہ سے انجام نہیں پا سکتا۔

مشرق و مغرب کا زبردست تصادم

محاربات صلیبی

عہد وسطیٰ کے اہم ترین واقعات میں محاربات صلیبی کو خاص شہرت و اہمیت حاصل ہے یہ وہ مذہبی جہاد ہیں جو یورپ کی طرف سے شام پر کی گئیں اور جن میں مغرب یہ کہ مشرق و مغرب کا یہ ہولناک تصادم ہوا جو لگ بھگ ارض مغرب کے جلیل القدر تاجداروں کو مشرقی فرمانرواؤں سے باہم آویزش کا موقع ملا بلاد ہوئیں اور تیرہویں صدیوں میں صلیبی جنگوں کا یہ سیلاب لاکھوں کی تعداد میں اہل یورپ سے مشرق تک امڈا اور ایک مدت مدید تک اس نے دنیائے دین عظیم الشان براعظموں کو جنہائے مصائب و مہائب بنائے رکھا چونکہ اس جنگ میں ہزارہا انسان کا خون دریا بنکر بہا مشرق و مغرب باہم ٹکرائے اور مغرب کی جہات عمومی پر اس کا زبردست انقلابی اثر پڑا اس لئے تاریخ یورپ ہی میں نہیں بلکہ تاریخ عالم میں ان جہات کو ایک شہرت خطیر اور اہمیت تام حاصل ہوئی۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے انتقال کے بعد ہی ساتویں صدی میں عربوں نے شام فتح کر لیا تھا اور بیت المقدس جو عیسائیوں کا مذہبی مرکز ہے اُن کے قبضہ و تسلط میں آگیا تھا ہم عرب ان مقامات کا پورا ادب و احترام کرتے تھے ڈاکٹر جیمس ہاروی رابن سن مشہور امریکی مورخ نے بھی اپنی تاریخ یورپ میں اس کا اعتراف کیا ہے اور غیر مبہم الفاظ میں لکھا ہے کہ مسلمان عیسائی مقامات مقدسہ کے عزت و احترام میں عیسائیوں کے برابر کے شریک تھے اور عیسائی زائرین کو یہاں آنے اور بلا روک ٹوک عبادت کرنے کی اجازت حاصل تھی۔

مسلم فرمانروائیوں کا انحطاط

ملت اسلام کا ایک سرفروش طبقہ سلاجقہ ترک، میدان میں آیا یہ وہ وقت تھا کہ خلافت عباسیہ کے قوی مضمحل ہو چکے تھے بغداد کے سریر حکومت پر ایک شاہزادہ برائے نام متمکن تھا سلاجقہ نے الملک بہ طرف اپنا تسلط جمانا اور اپنے اقتدار کو بڑھانا شروع کر دیا اور شام و عراق میں سیاہ سفید کے مالک بن گئے مصر میں فاطمی حکومت کا آفتاب اقبال پر خط استوا سے ہٹکر مائل غروب ہو چکا تھا اور ان کی حکومت کا ستارہ ڈوب رہا تھا اس بر طرہ یہ کہ سلاجقہ اور ان میں مذہبی اختلافات نے قصے چھڑ گئے اور سلاجقہ کتنے ہی دلیر اور بہادر ہوں لیکن ظاہر ہے کہ باہمی اختلاف کمزوری اور ضعف کا باعث ہوتا ہے ان حالات نے اسلام کی جو توجہ دشمنان اسلام کی سرکوبی کی طرف مبذول ہونی چاہیئے تھی وہ زیادہ تر فاطمیوں کے مقابلہ میں صرف ہونے لگی جس سے عیسائیوں کو تقویت مل گئی۔

سلاجقہ تھے تو مان اسلام سرفروشی اور خدمت ملت کا جذبہ پورے عروج پر تھا اس لئے وہ اس کمزوری کو پہلی نہ پاسکے اور ان کی غیرت حالت کا دامن برابر وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا حتیٰ کہ انہوں نے آگے بڑھکر روی فرمانروا کو سخت شکست دی اور ایشیائے کوچک پر بھی قابض و مسلط ہو گئے اس فتحمندی کے سلسلہ میں چونکہ ان کا قبضہ قلعہ نیسیا پر بھی ہو گیا تھا جو قسطنطنیہ کے عین مقابل دوسرے کنارہ پر واقع تھا اس لئے عیسائیوں میں ایک کھلبلی سی مچ گئی اور خطرات کی ایک جیتی جاگتی تصویر ان کی نگاہوں کے سامنے آکھڑی ہوئی شہنشاہ الیکزیس (۱۰۸۱ء تا ۱۱۱۸ء) ایک طاقتور فرمانروا تھا اس نے تخت نشین ہوتے ہی اس خطرہ کے استیصال اور سلاجقہ کے اخراج کی سعی کی لیکن اسے بہت جلد معلوم ہو گیا کہ فقط کا مقابلہ کوئی آسان کام نہیں (تاریخ امیر علی)

تاریخ عالم کا مؤثر خطبہ جنگ

اقوام یورپ اور بالخصوص مغرب کی فضیہ و تسلط پہلے ہی کانٹے کی طرح کھٹکتا تھا اور وہ یہ دیکھکر انگاروں پر لوٹتے رہتے تھے کہ ارض مقدس اور حضرت عیسیٰ کا گہوارہ زندگی مسلمانوں کے زیر حکومت میں شامل ہے گو بقول ماہنس اتھوس یہاں ہر قسم کی آزادی حاصل تھی لیکن تعصب اس امر کا روادار نہ تھا کہ مسیحیوں کے نجات دہندے کی قبر بیدین مسلمانوں کے نجس ہاتھوں میں ہے ادھر ملکہ تیس نے سلاجقہ کی پامالی کو اپنے لئے کارِ خیر سمجھکر پوپ اربن دوم سے امداد کی التجا کی ادھر ایک راہب صاحب بطرس ۱۰۹۳ء میں زیارت سے لوٹا کر ان کی خدمت میں پہنچے اور پوپ اربن کے مفوضہ مصائب کی داستان الم انگیز اس درد کے ساتھ پیش کی کہ پوپ کی سوکھی آنکھیں بھی آنسوؤں سے تر ہو گئیں پوپ نے مارچ ۱۰۹۵ء میں اٹلی کے شہر پیاسنزہ میں ایک مجلس منعقد کر کے حضرت مسیح کا وہ پیام جو حضرت کو بطرس راہب کے ذریعہ موصول ہوا تھا عیسائی دنیا کو سنایا۔

نومبر ۱۰۹۵ء میں بمقام کلیرمانٹ واقع فرانس میں ایک دوسرا اجتماع ہوا یہ اجتماع تاریخ میں ایک لاثانی شہرت کا سرمایہ دار ہے اس میں پوپ اربن دوم نے ایک معرکہ آرا تقریر کی جس کے دوران میں فرمایا کہ:۔

"فوجی سردار اور سرفروش سپاہیو! باہم آویزش کے مشغلہ کو ترک کر دو اٹھو اور اب اپنے ہم مذہبوں کی امداد کے لئے مشرق کی طرف روانہ ہو جہاں گستاخ ترکوں نے اودھم مچا رکھا ہے اگر جلدان کی خبر نہ لیگئی اور روک تھام نہ کی گئی تو وہ اپنی حکومت خدا کے بڑے بڑے خاندانوں پر اور زیادہ وسیع و قوی کر لیں گے میں کہتا ہوں اور ہر سمت سے کہتا ہوں کہ ہمارے شائع مخفی کے مقبرے پر جس ہاتھوں کا قبضہ ہے تمہارے مقامات مقدسہ کو یہ مسلمان نہ صرف یہ کہ مذاب و ناپاک کر رہے ہیں بلکہ اسے حقارت کی نگاہ سے بھی دیکھتے ہیں جاؤ اور اسے آزاد کراؤ۔"

ساتھ ہی آپ نے جوش دلانے اور جذبات بھڑکانے کے بعد یہ ترغیبی الفاظ بھی ارشاد کئے کہ:۔

"فرانس کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنی ساری اور پوری آبادی کے لئے اتنا پیداکرنے سے قاصر ہے جتنا کہ اس کی ضروریات زندگی کے لئے کافی ہو بخلاف اس کے ارض قدس اور مقدس سرزمین کی زرخیزی کا یہ عالم ہے کہ وہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہ رہی ہیں اور تمام ضروریات زندگی کی کثرت اور بھرمار ہے۔ چلو چلو تیار ہو جاؤ بیت المقدس کی شاہراہ پر قدم ڈال لو شریر قوم سے ارض قدس کو چھین لو اور اسے وہاں نیچکر اپنے قبضہ میں لے آؤ۔"

پوپ اربن نے خانہ جنگی میں مصروف اور عام لوگوں ہی سے اس جنگ مذہبی میں شرکت کی استدعا نہیں کی بلکہ غارتگر اور لٹیرے دل اور مجرموں کو بھی طلب کرکے کہا کہ:- "اب یہ سلسلہ بھی انھیں اور حضرت عیسےٰ کے سپاہی بنجانیں گنہگاروں سے کہا کہ "یہی سفر تمہارے گناہوں کا کفارہ بنجائیگا" ایک تو زمانہ دوسرا پھر پوپ کی شخصیت اور اس پر ایسی زبردست برق ریز اور ولولہ انگیز تقریر نے نہ صرف اس اجتماع عظیم بلکہ سارے یورپ میں اک آگ لگادی۔

پوپ اربن کا جوش مذہبی حاضرین نے بلند آواز میں کہا کہ "یہی خدا کی مرضی ہے" پوپ بہت موقعہ شناس اور نفسیات انسانی کا ماہر تھا اس نے فوراً کہا کہ بس یہی جملہ صلیبی جنگجوؤں کا رہنما رہنا چاہیئے مشرق کی طرف روانہ ہونے کے لئے جو افراد کمربستہ ہوئے ان میں ضرور کثرت بہادر اور مذہبی انسانوں کی تھی لیکن ایسے ایسے رئیس بھی تھے جو مزید دولت کی طمع میں چل کھڑے ہوئے تاکہ شام پہنچکر وہاں اپنی کوئی ریاست قائم کرسکیں یا جو لٹے نئی منڈیاں اور نیا میدان ہاتھ میں آنے کے شوق میں رخت سفر باندھ لیا بھگوڑے اور گھر کی ذمہ داریوں سے گھبرانے والوں کو تو ساتھ ہونا ہی تھا مجرم ہی اپنے گناہوں کی باوکشش اور اپنے جرموں کی سزا سے بچنے کے لئے لشکر میں شامل ہوگئے۔

دیندار مسلمانوں کی طرح دیندار عیسائیوں کا یقین کامل تھا کہ اگر اس جنگ میں مارے گئے تو سیدھے جنت میں جائینگے کلیسا کی طرف سے شریک جنگ ہونے والوں کے لئے قرضوں کا سود معاف کرادینے اور اپنی جائداد کو رہن رکھدینے کا بھی اعلان ہوا ان کے بال بچے کلیسا کی حفاظت میں لے لئے گئے اور جس نے انہیں تکلیف دینے اور ستانے کی کوشش کی اُسے فوراً خائن البلد کردیا گیا اس سے آپ اندازہ لگاسکتے ہیں کہ یورپ میں مسلمانوں کے خلاف کتنی زبردست روح دفعتاً پیدا ہوگئی اور اس یلغار نے کس قدر ہردلعزیزی کی اہمیت حاصل کرلی۔

پہلی صلیبی جنگ یورپ والے جنگ صلیبی جنگجوؤں کی تعداد کا اندازہ پانچ لاکھ بتاتے ہیں لیکن سید امیر علی ان کی تعداد ساڑھے تین لاکھ بتاتے ہیں لیکن سید امیر علی ان کی تعداد ساڑھے تین لاکھ بتاتے ہیں اس میں یورپ کے بڑے بڑے جانباز شہزادے اور امرا بھی شامل تھے آخر یہ سیلاب عظیم مذہبی جذبہ سے سرشار مشرق کی طرف روانہ ہوا جس وقت ہنگری پہنچا تو ان کی وحشت جوش اور بہیمانہ حرکات سے تنگ آکر اہل ہنگری نے اس لشکر پر دھاوا بولدیا اور بہت سے صلیبی جنگ جو ہمیں ٹھہکانے لگ گئے کچھ ترکوں نے تلوار ولوں پر دھر لئے لیکن چونکہ جوش مذہبی تھا اس لئے عقید تمند گروہ صدہا قسم کے مصائب گرسنگی فاقہ کشی اور سفر و علالت کی تکالیف اٹھاکر ارض قدس تک پہنچ جانے کی برابر سعی کرتا رہا۔

نئی مصیبت یہ پڑی کہ جب یہ لشکر جوں توں کرکے قسطنطنیہ پہنچ گیا تو یونانیوں سے اس کی مخالفت ہوگئی گو ان دونوں میں مذہبی اشتراک موجود تھا مگر نسلی اعتبار سے یہ ان صلیبیوں سے اتنے ہی دور تھے جتنے کہ ترکوں سے بڑے بڑے سردار ضرور موجود تھے مگر سب لشکر تربیت یافتہ تو نہ تھا مذہبی جوش سے لوگ دیوانے بنے ہوئے تھے مزاجوں میں خونخواری اور اکھڑپن کے ساتھ غرور بھی پیدا ہوگیا تھا یہ بھلا کسی کا احترام و ادب کیا ملحوظ رکھتے والے تھے ایک سردار نے شہنشاہ الیکزیس کے ذیل دل احترام کرنے کا حلف اٹھانے سے انکار کردیا اس پر اس نے حکم دیدیا کہ گولہ ڈھرنے لگے لشکر پر حملہ کردیا جائے یہ لشکر دارالحکومت کے حالی موالی میں فروکش تھا اس سے انھیں اور نقصان پہنچا ان صلیبیوں کے وحشیانہ مظالم کا تصور کچھ اس مثال سے ذہن میں قائم ہوسکتا ہے کہ یونانی ہنگری، آسٹریا کے ہم مذہب تھے مگر یہ جہاں ہوکر گذرے گئے وہاں کے باشندوں کو اس درجہ تختہ مشق ستم بنایا کہ وہ ان پر حملہ کرنے پر مجبور ہوگئے دور کیوں جایئے شہنشاہ الیکزیس کی لڑکی کی خود نوشتہ تاریخ کے اوراق اُن کے ظلم و جبر کے شاہد ہیں یہ تاریخ اُس نے اسی زمانہ میں لکھی تھی اس نے ان صلیبیوں کے ظالمانہ طرز عمل پر سکھنی ٹالی اندیشی طرح واضح کیا ہے کہ یہ لوگ بھیڑیوں سے بدتر تھے۔

رومی شہنشاہ کا اضطراب

شہنشاہ الیکزیس نے انھیں بلایا تو اس لئے تھا کہ وہ ان کی امداد سے ایشیائے کوچک کو دوبارہ فتح کرے اور سلاجقہ ترک کو پسپا ہونے پر مجبور کرکے نکالدے مگر اس نے دیکھا کہ اس لشکر کے سردار اپنے داغوں میں نیا سودا لئے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کی سلطنت کے اندر اپنی جداگانہ ریاستیں قائم کرلیں۔ نیز وہ اس شہنشاہ کو بھی اپنا مفتوح ہی سمجھنے لگے تھے اور اس کا بالکل احترام نہ کرتے تھے اسلئے وہ ان سے بہت بیزار ہوا اور یونانیوں کو بھی ان سے گونہ تعلق نہ رہا آرمینیوں نے البتہ ان کی امداد کی شہزادہ انطاکیہ کو فتح کرنے میں گذ گیا اس کے بعد ہی سرداروں میں جنگ شروع ہوگئی۔ نارمن بوہیمنڈ اور کاونٹ آف ٹولوس کے مابین مفتوحہ شہروں پر قبضہ رکھنے کے بارے میں شدید ہنگامہ برپا ہوا جس میں اول الذکر کامیاب ہوا اور موخر الذکر فریب طرابلس کے سواحل پر ایک ریاست قائم کرنے کے کام میں مصروف ہوگیا۔

مسلمان تو خیر بیدین ہی کہلاتے تھے مگر ان دینداروں میں بھی وحشت و بربریت اور قتل و نہب کے جو مظاہرے کئے گئے وہ حد درجہ بہیمانہ تھے ۱۰۹۹ء کے موسم بہار میں ہزارہا عیسائی بیت المقدس پر چڑھ دوڑے مسلم فرمانروا اپنی مختلف لڑائیوں اور کمزوریوں کا شکار ہوئے تھے غریب شہر والے جہاں تک ہوسکا انہوں نے ان محاصرین کا مقابلہ کیا اور پورے دو ماہ تک بیچارگی کے ساتھ لڑتے رہے جب عیسائی کسی طرح شہر کو فتح نہ کرسکے اور انھیں رسد پہنچنے کا بھی کوئی امکان باقی نہ رہا تو ایک طرف تو انہوں نے مصریوں کو امن دینے کے وعدے کرکے اور دوسری طرف جافہ پر جنوا سے کچھ جہاز بروقت پہنچ گئے اس لئے کہ یورپ میں اب تک ایک عظیم الشان جوش پیدا ہوا تھا آخر بروقت تمام شہر کو فتح کرلیا۔

صلیبی جنگجوؤں کی وحشت و بربریت اس جنگ میں صلیبی جنگجوؤں نے جس وحشت و بربریت اور ظلم و سفاکی کا ثبوت دیا اس کے ذکر سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں صلیبی لشکر کہیں جا بجا مردہ جانور فروخت ہوئے اطمینان ہے کہ ہر چوپہ پر انسانی گوشت کی ہانڈیاں چڑھیں اور ان وحشیوں نے مسلمانوں

کے گوشت پکا پکا کر کھائے گلی کوچوں میں مسلم خون کی ندیاں بہ گئیں۔ جو شائع آیا قتل عام جامع عمر اور گھر میں گھس گئے زن و بچہ اور چھوٹے بڑے سب کا صفایا کر دیا تمام مورخ اس امر میں متفق ہیں کہ ایک مسجد اقصیٰ کے صحن میں بیک وقت ستر ہزار مسلمان شہید کر ڈالے گئے جو سوار مسجد کے جلو خانے تک گئے ان کے گھوڑے گھٹنوں گھٹنوں تک اسلامی خون کے دریا میں غرق تھے۔

ڈاکٹر جیمس ہاروی رابنسن مشہور امریکی مورخ نے بھی لکھا ہے کہ صلیبی جنگ جیوں کی خون آشامی مسلم امر تھی اور انہوں نے باشندگان شہر کو بیدریغ قتل کیا۔

شام میں لاطینی سلطنت کا قیام

بیت المقدس کی فتح کے بعد یہاں چار لاطینی ریاستیں قائم ہو گئیں ایڈیسا انطاکیہ طرابلس کے گرد و پیش کا ملک اور بیت المقدس: یہ بیت المقدس کی لاطینی سلطنت نوے برس تک قائم رہی اور اس میں نو فرمانروا ہوئے ۱۱۸۷ء میں اس کی خاتمہ ہوا۔

ان فتوحات کی خبر سنکر صلیبیوں کا ایک اور سیلاب ۱۱۴۷ء میں یورپ سے چلا لیکن یہ راستہ ہی میں فنا ہو گئے اور بہت ہی کم بیت المقدس تک پہنچ سکے گو اس لاطینی سلطنت کی وسعت تقریباً ۵۰۰ میل طویل اور ۵۰ میل عریض تھی لیکن سلاجقہ کی خانہ جنگیوں نے انہیں ان کے اخراج کی طرف متوجہ ہی نہ ہونے دیا۔ یہاں تارک الدنیا تاجروں کے طبقے جنگی حیثیت حاصل کر کے مسلمانوں کے لئے وبال جان بنے رہے۔

دوسری صلیبی جنگ
مسیحیوں کی ناکامی

شہر ایڈیسہ مشرق میں عیسائیوں کا ایک اہم سرحدی مرکز تھا پچاس برس کے بعد علاؤالدین ایلک نرشی ۱۱۴۴ء میں اسے فتح کر لیا ۱۱۴۶ء میں یہ مجاہد انتقال کر گیا اور تخت حلب پر اس کا فرزند رشید نورالدین محمود متمکن ہوا عیسائیوں نے اس انقلاب کی اطلاع پاکر مسلمانوں کی محافظ فوج کو قتل کر دیا اور شہر کے فرزندان توحید پر قتل، نہب کا بازار گرم کر کے محلے کے محلے صاف کر ڈالے نورالدین برق و باد کی طرح اٹھا اور اٹمکہ شہر کو پھر فتح کر لیا اس فتح و نصرت سے یورپ کے بڑے ہوئے جوش کو اور بڑھا دیا اور جہاں پہلے پادری بطرس کھڑا ہو گیا تھا وہاں اس دفعہ سینٹ برنارڈ میدان میں اترا اور اس نے اپنی بے نظیر فصاحت سے ہر طرف جوش کے طوفان پیدا کر دیئے

کانراڈ سوم شہنشاہ جرمنی بھی میں شریک ہونے پر رضامند نہ تھا سینٹ برنارڈ خود اس کے دربار میں پہنچا تقریر کی اور روئے سخن کے احوال و واقعات کی ایسی خوفناک اور مؤثر تصویر اس کے سامنے پیش کی کہ نہ کا منہ کھل گیا اور شرکت مہم پر رضامندی کا اظہار کیا۔ تاجوں کا سب سے بڑا طبقہ اس پر دیگنڈے میں سینٹ برنارڈ کا دست و بازو رہا۔ غرض لوئی سابع شہنشاہ فرانس مع ملکہ ایلینار اور شہنشاہ جرمنی نولاکہ صلیبیوں کا جرار لشکر لیکر اس طرف روانہ ہوئے لیکن اس لشکر کی حالت کیا تھی سنو اور ایک فرنگی مورخ آڈو آف فرینگ کی زبان سے سنو وہ لکھتا ہے کہ:-

"اس صلیبی لشکر میں رنگروٹوں کی کثرت ضرور تھی لیکن تمام شرانگیز عناصر بھرے پڑے تھے تمام چور ڈاکو بدمعاش اور لٹیرے اس میں شامل ہو گئے"

اب بھی کچھ شک ہو تو آپ خود سینٹ برنارڈ کی شہادت پڑھیئے تو جو اس مہم کا محرک اور مبلغ تھا وہ لکھتا ہے کہ:-

"اس انبوہ کثیر میں شریر الفس مذہب کی توہین کرنے والوں، قاتلوں لٹیروں، زنا، عیاشیوں اور بدمعاشوں کے بہت کم اچھے لوگ شامل تھے یہ وہ عناصر تھے جن کا یورپ سے کل جاناہی مفید تھا اور فلسطین میں جا کھسنا بہتر ظاہر ہے کہ اس اخلاق کے لوگوں سے کچھ اچھی توقعات وابستہ نہیں کیجا سکتیں جن جن راستوں سے یہ ٹولا کہ کا سیلاب گزرا اپنے پیرائے کی تمیز کئے بغیر تباہی اور بربادی پھیلاتا گیا۔ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں یہ جنگ فوجی نادیہ نگاہ سے شدید نقصان اور تکلیف دہ ناکامی پر منتج ہوئی اور یہ لوگ خائب و خاسر واپس گئے۔

تیسری صلیبی جنگ
سلطان صلاح الدین کی شہرۂ آفاق جنگ

رفتہ رفتہ واقعات نے پلٹا کھایا اور ملت اسلام کا پیکوت اور دینائے روحانیت کا تاجدار سلطان صلاح الدین ابوبی سریر آرائے حکومت ہوا اس نے دیکھا کہ عیسائیوں نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے اور یورپ کا جوش سیلاب عظیم بنکر اسلام کو مشرق سے مٹانے کی فکر میں لگا ہوا ہے اس لئے یہ دلیر و جری سلطان خدائے برتر و توانا کا نام لیکر اٹھا اور عیسائیوں سے کئی خونریز معرکوں کے بعد ۱۱۸۷ء میں بیت المقدس فتح کر لیا اس سے پرستاران صلیب میں ایک ہلچل مچ گئی اور تین جلیل القدر فرمانروا۔ فریڈرک اول شہنشاہ جرمنی فلپ آگسٹس شہنشاہ فرانس اور رچرڈ اول شہنشاہ انگلستان بذات خود جنگ پر تیار ہو گئے بیت المقدس کی طرف بڑھنے کا ٹنٹ بہری اور اسی پایہ کے بہت سے دیگر امرا بھی شریک مہم تھے۔ ادھر تو یہ سر و سامان اور افواج کی یہ کثرت تھی اور ادھر تنہا ایک صلاح الدین جس کی حکومت محض دو چار ہی صوبوں تک محدود تھی لیکن اس پایہ کا فرمانروائے اسلام نے اس شوکت و جلالت سے پر بچے اس سحر نگار اور سنیوں شہنشاہوں کا مقابلہ کیا کہ ان کے چھکے چھڑا دیئے اور ہزار ہا عیسائیوں کی خاک و خون میں لٹا دیا کیا تمام لشکر کا سامان کرتا اب کو لڑاتا اور موقع بے موقع پہنچکر دشمنوں کے ہتھوں کو ملیا میٹ کرتا یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی اور عیسائی اخلاق کا موازنہ اور مقابلہ کیا جائے۔

مسلم و عیسائی تعلیم کے صحیح پیکروں کا مقابلہ

ظاہر ہے کہ عشق و جنگ میں ہر قسم کی بداخلاقی روا رکھی جاتی ہے لیکن اسلام نے ہر حالت میں ان فی اخلاق کو عام سطح سے بلند رکھنے کی سعی کی ہے اور حکم دیا ہے کہ

جنگی حالت میں بھی عورتوں بچوں، بوڑھوں، ضعیفوں اور نہتوں سے نبرد غیر عسکری لوگوں کو نہ ستانا، زراعت اور باغوں کو برباد نہ کرو۔ سلطان صلاح الدین ایوبی، چونکہ اسلامی تعلیمات کا سچا نمونہ تھا اس لئے آپ نے ہر حالت میں اسلامی احکام کی پاسداری کی عیسائیوں نے بیت المقدس فتح کرنے کے بعد قتل عام کا بازار گرم کیا تھا اور خوب تباہی مچائی تھی مسلمانوں کا گوشت پکا پکا کر خوب کھایا تھا ہر چولھے پر ان کا گوشت ہانڈیوں میں چڑھا تھا گلیوں اور کوچوں میں خون بہا تھا لاشوں کے ڈھیر لگ گئے تھے لیکن جب سلطان صلاح الدین ۲۷ اکتوبر ۱۱۸۷ء مطابق ۲۷ رجب ۵۸۳ھ میں جمعہ کے روز ایک زبردست معرکہ کارزار کے بعد بیت المقدس کو فتح کیا تو ایک قطرہ خون بھی نہ گرنے دیا کسی کو دکھ نہ دیا کسی کو نہ ٹوکا اور جنہوں نے شہر سے نکلنا چاہا انھیں مال و اسباب سمیت نکلنے دیا وہ کتنا مؤثر نظارہ تھا کہ جب سینکڑوں عیسائی اپنا اسباب اور مال اپنے سروں پر رکھے اپنے غلام و اقارب کے ساتھ سلطان کی جان مال کو دعا دیتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔

سلطان ان کے نکلنے کے وقت خود موجود تھا تاکہ کوئی مسلمان بیجا صدمے کے جوش اور انتقام میں کسی پر ہاتھ نہ اٹھا سکے جنہوں نے شہر میں رہنا گوارا کیا انھیں شہر میں رہنے دیا مہاجرین میں سے جو لوگ گرفتار ہو گئے تھے وہ بھی باپ بھائیوں اور بیٹوں کی سفارشوں پر رہا کر دیئے گئے سب سے زیادہ اثر انگیز نظارہ وہ تھا کہ سلطان کی آنکھیں پرنم ہو گئیں یہ دیکھ کر کہ بیٹے اپنے ضعیف اور اندھے باپوں کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر دروازے سے نکل رہے تھے۔

سلطان نے اس پر خدا کے برتر و توانا کا شکر ادا کیا اور سجدہ میں گر پڑا اسلئے کہ اسے تعلیمات اسلامی کی صحیح پیروی کا موقعہ ملا، یہی نہیں ان آخری مجاز میں سے بھی اس کا سلوک نہایت شریفانہ رہا جس وقت پرچہ بہار ہوا ہے تو سلطان نے اسے ہر قسم کی طبی امداد بہم پہنچائی اور برف کا سرد پانی بھجوا تا رہا، پوپوں کی شہامتیں نظر انداز کر دو تاریخ یورپ کا مؤلف خود اس امر کا معترف ہے کہ مسلم اور عیسائی محاربین کے تعلقات نہایت شریفانہ تھے اور سلطان ان شہنشاہوں کے جذبات کا پورا احترام رکھتا تھا۔

یہ تیسری جنگ پورے پانچ سال تک جاری رہی یورپ کے ان فرمانرواؤں اور زبردست تاجداروں نے اپنی پوری قوتیں بیت المقدس فتح کرنے کی کوشش میں صرف کر دیں لیکن وقت مقابلہ پر سلطان صلاح الدین تھا اس لئے ان کی کوئی پیش نہ گئی تمام فوجیں تباہ ہو گئیں، فریڈرک شہنشاہ جرمنی تو ڈوب مرا، فلپ شہنشاہ فرانس ناکامی کا داغ اپنی پیشانی پر لئے ہوئے یورپ واپس گیا، رچرڈ شہنشاہ انگلستان نے کچھ مدت وضع داری کو نباہا آخر مجبور اس نے سلطانی اخلاق سے فائدہ اٹھایا اور مصالحت کی استدعا کر کے صلح نامہ مرتب کر لیا اس صلحنامہ کی رو سے عکہ، یافہ اور صور تو عیسائیوں کے قبضہ میں رہنے دیئے گئے باقی تمام شہر جس میں عیسائیوں کے مقامات مقدسہ بھی شامل تھے مسلمانوں ہی کے قبضہ میں رہے۔

بقیہ صلیبی جنگیں اس واقعہ بیت المقدس پر ۸۵ برس تک مسلمانوں کا قبضہ و تسلط رہا۔ مختلف جنگیں ہوتی رہیں۔ سلطان صلاح الدین کی انتقال ہو گیا ۱۱۹۳ء ۵۸۹ھ میں فریڈرک ثانی شہنشاہ جرمنی نے سلطان مرحوم کے بھتیجے ناصر الدین ملک الکامل سے ایک صلحنامہ مرتب کیا اور اس کی بعقلی اور بے تدبیری سے استفادہ کر کے بیت المقدس اور چند دیگر شہر حاصل کر لئے جو کام کوئی جنگ سے نہ کر سکا تھا وہ صلح سے انجام پذیر ہو گیا۔ آخر ۱۲۲۹ء ۶۲۶ھ میں ملک الکامل کے بھتیجے ملک الناصر نے بیت المقدس اور تمام دیگر شہروں کو فتح کر لیا اس وقت سے لیکر ۱۲۴۴ء ۶۴۲ھ تک یہ مقدس سرزمین مسلمانوں کے قبضہ میں رہی اور عیسائی مایوس ہو کر بیٹھ گئے۔

درمیانی زمانہ میں صلیبیوں کی لڑائیاں مصریوں سے ہوتی رہیں اور یہ شام اور مصر میں شکست کھا کر برابر بھاگتے رہے اور آخر میں جو صلہ ہار کر بیٹھے وہ صلیبی گذر چکی تھیں یورپ فرش ذلت سے اٹھکر عرش عزت پر متمکن ہو چکا تھا اور تہذیب و سائنس کی روشنی نے مذہبی معتقدات کو بہا کر دیا تھا اور عام طور پر کہا جاتا تھا کہ وہ دور جہالت گذر گیا وہ تعصب ختم ہو گئے اب یورپ انصاف پرست ہے اور اسے اپنی ترقی سے کام رہ گیا ہے لیکن یکایک ۱۹۱۴ء میں جنگ طرابلس اور ۱۹۱۲ء میں جنگ بلقان کے شعلے بھڑکے اس وقت پھر افروختہ صلیبی جذبات میں روح پیدا ہوئی لیکن ترکی کے چند صوبوں کو علیحدہ کر کے بہر مردہ ہو گئی اس کے بعد محاربہ عظیم کا تھوڑا گرم ہوا ۲۱-۱۹۱۴ء کو بجلی گرا کی شریف مکہ نے بغاوت کا اعلان کیا اس پر پھر صلیبی روح عود کر آئی ۲۹-۱۹۱۷ء جون میں جنرل ابنی نے محاذ بیت المقدس کی کمان اپنے ہاتھ میں لی اور جنوب سے بڑھکر ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو بیروت پہنچ گیا۔ نومبر کے مہینے میں عزہ، عسقلان اور یافہ لیکر ۸ دسمبر کو بیت اللحم اور ۹ دسمبر کو بیت المقدس کے دروازہ پر آپہنچا۔ اور ۱۱ دسمبر ۱۹۱۷ء کو شہر میں داخل ہوا۔

اس پر نہ صرف ہلا نہ بلکہ تمام یورپ میں بڑی مسرت کا اظہار کیا گیا اور لارڈ جارج نے جنرل ابنی کی فتوحات کو صلیبی فتوحات قرار دیکر اس پر بہت زیادہ اظہار تفاخر کیا۔

عیسائیت اور تلوار

ہمیں تو یورپ شمشیر کے ذریعہ اسلام پھیلانے کو یورپین مورخ و مذہب شمشیر لکھنے اور کہنے سے نہیں شرماتے لیکن غور کیجئے کہ یہ گیارہ لڑائیاں کس مقصد عظیم کے لئے لڑی گئیں اور کس جرم پر مسلمانوں کے خلاف یورپ کی مجتمع قوت آگے بڑھتی اور خرمن امن و امان کو جلاتی رہی کیا یہ لڑائیاں ملک گیری کے لئے لڑی گئیں استعماری مقاصد کے لئے لڑی گئیں اشاعت تہذیب کے لئے لڑی گئی نہیں اور ہرگز نہیں ان کے لڑے جانے کا قصد یہی اور صرف یہی تھا کہ اس فرمانروا کو جس پر شہزادہ امن حضرت عیسیٰ، گنہگاروں کے کفارہ کے لئے مصلوب ہوا تھا مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیں جنگ کا باعث محض راہب پطرس اور سینٹ برناڈ کے الفاظ اور دردناک مگر فرضیہ قصہ ہے جعلی سلم تھا اس کے بعد فرانس کے کلیرمانٹ میں پوپ اربن ثانی کی وہ سرکردگی اور ہلڈ بلڑ خلیہ تقریر بھی جسکے لفظ لفظ میں مذہب و مذہبیت کی روح اور عیسائی قلوب کی تڑپ بھری ہوئی تھی یہ تقریر دنیا میں ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہے اور اس اعتبار سے خاص اہمیت کی سرمایہ دار ہے کہ اس نے وہ اشتعال جوش پیدا کیا جس نے

تمام یورپ کے اندر قیامت خیز آندھیاں اٹھا کر دیں اور پوری مسیحی دنیا مسلمانوں کے خلاف کھڑی ہوگئی۔

دو سو برس تک بیت المقدس کے گرد و نواح میں ہزارہا مسلمانوں کا خون بہا اور عیسائیوں کی چوتھائی جانیں گئیں ان کا "سہرا" عیسائیت ہی کے سر ہے اور اس کا ذمہ مسلمان نہیں مسیحی ہے۔ یورپ نے ضرور مسلمانوں کو ان جنگوں میں خاک و خون کے اندر لٹایا اور فتل و غارت سے ملک کا ملک تباہ کر کے ڈالدیا۔ لیکن اُسے یہ ضرور محسوس ہوگیا کہ "جس شہزادہ امن" کے نام پر انہوں نے دنیا میں بدامنی اور فساد پھیلایا یا اس کا سایہ عاطفت مسلمانوں ہی کے لئے مخصوص رہا اور عیسائیوں کو قدم قدم پر شکستیں اور شرمناک تباہیاں اٹھانا پڑیں۔

فرزندان اسلام کی جرات و جلادت

آج مسلمان کتنے ہی گئے گذرے ہوں تباہ حال ہوں برباد ہوں، ان کے سروں پر افلاس و نکبت کا سایہ چھایا ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ جب بھی [illegible] رہے انھوں نے دنیا کو دکھا دیا کہ [illegible] جانبازی و سرفروشی سرفرازی و [illegible] وہ [illegible] آزمائی میں ارض عالم پر کوئی قوم ان کی مدمقابل پیدا نہیں ہوئی اور [illegible] ہے تاریخ کی شہادت موجود ہے کہ مسلمانوں نے کبھی شاذ ہی اپنی مجموعی طاقت سے دنیا کی کسی قوم کے خلاف یلغار کی ہوگی لیکن اس سینکڑہ صد سالہ دور میں بارہا ان پر قوموں کی طرف سے مجتمعانہ یلغاریں اور یورشیں کی گئیں اور ان کی مجموعی طاقت نے نہیں جزوی اور نرمی طاقت نے ان کا استیصال کر کے رکھدیا قرن اول میں عرب کی ساری کفر دوست طاقتیں مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں اور ان سب کو پچھاڑ کر جم گیا اس کے بعد یورپ ان پر ٹوٹ پڑا اور ارض مغربیہ کی چولی کے بادشاہ لاکھوں انسانوں کے ذبح کرنے کے بعد [illegible] کی طرح ان پر آ پڑے لیکن ایک ایک صوبے کے صوبیدار نے ان [illegible] دینے بڑے بڑے فرمانرواؤں کا ذکر نہیں یہ صوبی صوبیداروں یا مختصر قطعات ارض کے مسلم تاجداروں کی قوت تھی جس نے ان کے نرخرے آب کر کے رکھدیئے۔

چنگیزی فتنہ اور اسکی اولاد کی یورشیں کتنی خوفناک اور کس درجہ [illegible] تھیں ان ظالموں کی جرات اور بڑھنے کی طاقت سے ساری دنیا کانپ اٹھی تھی سارے ایشیا پر چھا گئے تھے اور ایک تہائی یورپ انہوں نے اپنے قدموں کے نیچے ڈال لیا تھا لیکن اسی آسمان کی شہادت ہے لو اور اسی آفتاب و ماہتاب کی شعاعوں سے پوچھ لو کہ کن طاقتوں نے انھیں شکستیں دیں یہ ہندوستان اور مصر کے "غلاموں" کی محدود قوت خداداد تھی جنہوں نے ان کے منہ پھیر دیئے اور آن پر واضح کر دیا کہ دنیا میں شکستیں بھی کچھ حقیقت رکھتی ہیں اور مسلمان اگر مقابلہ کی ٹھان لیں تو پھر سارا عالم بھی ان کے سامنے ہیچ ہو کر رہ جاتا ہے۔

ہندوؤں کی مجموعی طاقت سے تصادم

سلطان محمود غزنوی سلطان شہاب الدین غوری اور محمد بن قاسم کے مقابلے میں پورے ہندوستان کی طاقت آگئی۔ لیکن کوہ اسلام سے ٹکرا کر خود ہی پاش پاش ہوگئی آخری دور میں مرہٹے جیسے جاں باز قوم اپنی سرفروش اور ڈسپلینی کی تمام روایات کو ساتھ لے گئے تین لاکھ سورماؤں کو پانی پت میں لے آئی اس کے ساتھ جو جان نثار راجپوت سب ہی فرقوں کے راجے مہاراجے تھے لیکن احمد شاہ ابدالی کے ۷۰ ہزار بے سروسامان لشکر نے انھیں روئی کی طرح دھنک کر پھینک دیا اور کلغیوں اور نشانوں کا پتہ نہ لگا ہوں تک ان کا تعاقب کرتے چلے گئے اور یہ ثابت کر دیا کہ کوئی ٹھکرا یہ مانہ رہا جس سے اس شکست پر نوحہ و ماتم کی صدا بلند نہ ہوئی ہو۔

خدائی وعدہ غلط نہیں ہو سکتا قرآن کریم میں خدائے قدوس نے مسلمانوں سے وعدہ کر لیا ہے کہ اگر تم سچے مسلمان بنے رہے اور اسلام کے اصولوں کی پیروی کی تو تم ہی دنیا کے فرمانروا اور خلیفہ و خالی بنکر رہو گے اور دنیا والے تمہارے ہی متبع رہیں گے مسلمان اسکے شیر ہیں اور آج یہ کتنے ہی گرے ہوئے سہی ہوں لیکن جب اٹھ کر پڑے ہوتے ہیں تو ان کا مقابل دنیا میں کوئی ڈھونڈے نہیں ملتا دور کیوں جاتے ہو اسی زمانہ میں غازی عبدالحمید مرحوم غازی انور پاشا اور آقائے رضا شاہ کے کارنامہ ہائے حیات پڑھ لو اور مولانا محمد علی مرحوم کے سوانح حیات مطالعہ کرو اور ترکان احرار کی سرفروشیاں دیکھو۔ سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ مسلمانوں سے اسلام رخصت ہو رہا ہے اور یہی ان کی پسماندگی کا واحد سبب ہے اگر مسلمان آج سچے مسلمان بنجائیں اور اسلام اور قرآن کریم کو اپنا رہبر بنالیں اور خدا کے فرمانبردار بندے بن جائیں تو دنیا پھر ان کی لونڈی ہوگی۔ مسلمانوں کو کسی نے برباد نہیں کیا اور نہ ان کو کوئی طاقت برباد کر سکتی ہے افسوس کہ وہ خود ہی بڑے اسلام سے ہٹ کر برباد ہوئے ہیں۔

تاریخ حریت

کا وہ المناک و دردناک باب ہے جو سوسو برس تک ہر اہل حریت کے لئے موجب گریہ و بکا بنا رہا ہے اور جس نے اسلام کو حیات تازہ بخشی ہے پورے استناد اور دردناک طرزبیان کے ساتھ آئندہ

مولوی کا شہید نمبر

پر مولوی شہید نمبر کی صورت میں آپ کے سامنے پیش ہوگی، اور انشاء اللہ یہ نمبر بھی مسلمانوں کو حیات تازہ بخشے گا۔ اگر آپ رسول خدا کے آخری پیغام "حب آل بیت" کو پہونچانے ہوں، اور اگر آپ کی نمازوں میں اب تک اللھم صل علی محمد و علی آل محمد شامل ہے، تو آل محمد کے اب حیات پرور اسلامی کردار کی اشاعت کو اپنا پہلا فرض اور اہم خدمت، اہل بیت سمجھنا چاہئے، اور مولوی کے جدید خریدار بنکر اس پرچہ کی اشاعت کرنی چاہیے

غوث الاعظم نمبر نماز نمبر صراط نمبر اور تعلیم بالید پرچے صرف ایک روپے میں ملتے ہیں۔ تو پھر کیا ہر صاحبی ایک ایک چونڑوں دس دس بھائیوں کو آمادہ خریداری نہیں کر سکتا ہے۔ ضرور کر سکتا ہے بلکہ اس کے دل میں حکم خدا، پیام رسول اور حب اہل بیت کی لگن ہو، شہید نمبر کے دلچسپ مضامین پڑھ کر جھاڑ کے آمادہ ہو جاتے ہیں، لیکن کیا ان کے کارنامہ کی دشمنوں کو عداوت ہے، پھر کتنے مجاہدین ہیں جو اس جہاد میں شریک ہونے شہید نمبر سے ہی مولوی کا سالہ شہر [illegible] اس لئے اسی پرچہ سے خریداری شروع کرائیے، شہید نمبر نمونہ میں علیحدہ قیمت ہے [illegible]

جہد للحیات

(جناب قیسی)

ایک کاروانِ زندگی کے تجربات

ضبط کروں میں کب تک آہ — چل رے خامہ بسم اللہ

دہلی ۱۷ ستمبر ۳۴ء

پیارے زاہد۔

ایک عظیم الشان شہر کا آفتاب ایک جوہیں سالہ میانہ قامت، معقول صورت نوجوان کو طلوع آفتاب سے غروب تک تلاش معاش میں دربدر ماما مارا پھرتا ہوا دیکھ رہا ہے آفتاب آہستہ آہستہ اپنی مسافت طے کر کے پردۂ مغرب میں روپوش ہو جاتا ہے سوختہ سامان نوجوان مایوسانہ قدموں کے ساتھ لوٹ کر تہکا ہارا اپنے حجرۂ تاریک میں آکر پڑ رہتا ہے۔

یہ عظیم الشان شہر دارالسلطنت دہلی ہے۔ اور وہ برگشتہ دچیران نوجوان۔ تمہارا کلیم۔ صرف کلرکی کی امید اور اتنی مصیبت توبہ۔ توبہ۔

میں نے تم سے چلتے وقت وعدہ کیا تھا کہ وقتاً فوقتاً تمہیں اپنے حالات سے مطلع کرتا رہوں گا چنانچہ میں پہلی فرصت سے فائدہ اٹھا کر تمہیں مخاطب کر رہا ہوں۔ دن بھر کی کوہ گردی کے باعث اگرچہ بدن سے خستہ ہو رہا ہوں لیکن دماغی حزن نے دل کی رگ رگ کو بے ترتیب کر دیا ہے جس کا لازمی نتیجہ بے خوابی ہے اور میں بیخوابی کے ان لمحات کو تمہیں خط لکھنے بہترین مصرف میں لا رہا ہوں!

میں نے دنیا کے دریائے بے پایاں میں اپنی کشتی حیات کو کچھ شیریں امیدوں اور خوشگوار توقعات کے ساتھ نہیں چھوڑا ہے۔ یہ خراب آباد گیتی کبھی میرے لئے راحتوں اور مسرتوں کا سرچشمہ نہیں بنی عشرت کے دیوتا کی تبسم آمیز عنایت مجھ پر کبھی نہیں ہوئی نہیں معلوم ہے میری زندگی کیسی دشواریوں میں بسر ہوئی ہے کن حالات میں میں نے اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری کیا اور کن تفکرات کے ہجوم میں میں نے ایم۔ اے کیا۔ ظاہر ہے کہ مجھ جیسے خوگر آلام کا دل ناکامیوں سے قبل نہیں سکتا کیونکہ میری زندگی کی ساری تعمیر ہی ناکامیوں پر ہے اس سے میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں تنوطی ہوں نہیں برخلاف اس کے مجھ میں رجائیت کا مادہ ضرورت سے زیادہ ہے میں تو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ناکامی صرف اسی وقت زیادہ جانکاہ ہوتی ہے جبکہ ہم خواہ مخواہ غیر مدلل طفلانہ توقعات قائم کر لیتے ہیں اور یہ کہ جب تن رہبہ داغ داغ "ہو تو نہ مرہم کی گنجائش ہوتی ہے نہ ان داغوں میں کسی جدید داغ کا اضافہ کوئی نمایاں احساس پیدا کر سکتا ہے۔ غالب کا کتنا پر اثر شعر ہے

رنج کا خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج — مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

اس جذبہ کی ایک غیر مکمل نشر تیع کرنا ہے جس کی اگر مزید وضاحت چاہتے ہو تو اس شعر میں تلاش کرو ؎

سختی کشانِ عشق کی پوچھے ہے کیا خبر — ہم لوگ رفتہ رفتہ سراپا الم ہوئے

یہ تھا وہ خط جو مجھے اپنے مدت سے بچھڑے ہوئے ناکام و نامراد دوست نے روانہ کیا تھا۔

کلیم شروع ہی سے ہونہار تھا لیکن تھا بدقسمت ہمیشہ سے بدنصیب! مقدر کا آہنی پنجہ، تقدیر کی فولادی گرفت! خدایا کیا فی الحقیقت کسی ایسی تباہ کن قوت کا دنیا میں وجود ہے؟ کیا در اصل کارزار زندگی میں عجز و شکست بیچارے بے قصور و بے قوف ہے؟ میدان جنگ میں تو ہم قوی دل زور آور بازو اور عمدہ اسلاح سے شکست کو زیر کر سکتے ہیں پھر کیا اس جبیون کی جنگ میں ہم زبردست داغ اور غیر متزلزل صحت کی مدد سے جیت حاصل نہیں کر سکتے کر سکتے ہیں بشرطیکہ "مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آسان ہو گئیں" کے بعد ہی ہم "احساس آسانی" کے لئے زندہ رہ سکیں۔

کلیم نے بارہ سالہ تعلیمی مدت کسی ہو ہم مستقبل اور آئندہ کے خوشگوار سراب میں پھنک کر ختم کر دی تھی اس کا خیال تھا کہ کوئی معقول ملازمت نہ ملی تو گئی گذری کلرکی تو کہیں گئی نہیں لیکن اب نہ محسوس کر رہا تھا کہ اس کا سی دفتر میں کلرک ہونا بھی اسی قدر دشوار ہے جس قدر دلی کا بادشاہ بننا۔ زمانہ شباب میں عین زمانہ شباب میں اس سے محبت کی پری بھی رو ٹھ گئی ہاں مایوسی کی دائمی اور بدنصیبی کی چڑیلوں سے اس کی روز ملاقات ہوا کرتی تھی۔

اس کے بعد اس کا دوسرا خط تھا:۔

میں تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ روح و قلب میں احساس رنج "مرے کو مارے شاہ مدار" کے مصداق ہے حساس لوگ اسی وجہ سے پامال الم ہو کر جلد اپنی زندگی ختم کر لیتے ہیں میری حساسیت سے تم خوب واقف ہو لیکن تو غالباً میرے اس ارتقار پر اظہار حیرت کرو گے کہ بیہم کامیوں کے باوجود میرا دل امید کا اشک شوئی کی ذلیل خدمت سے اب تک محفوظ ہے۔ رنج و احساس کرنا ضرور ہو لیکن اس کے ثقل کو زیادہ برقرار نہیں رہنے دیتا میں اپنے اندر ایسی قوت پیدا کر رہا ہوں جس سے اس کمزندی پر ہی غالب آسکوں اور میرے اعصاب میری عزیز میرے دل و دماغ لفظ رنج و محن سے اسی قدر نا آشنا ہو جائیں جس قدر ایقان کفر سے نابلد ہے لیکن دشواری ایک یہ ہے کہ وہ قوی ترین جس "وہ غضبناک خواہش جس کے لئے کسی نے لفظ "شہوت" وضع کر کے اپنی بہت ہی معقول دکھ دہی کا ثبوت دیا ہے اپنی تباہ سابقی میں اپنی سیاہ کارانہ ترغیبات میں، اپنی ابلیسانہ تحریص میں اسی قدر تند ہے جس قدر ایک مرد مجرد کے اندر اس کو ہونا چاہیئے پھر اس کی سکون گیری کے ذرائع میرے لئے اس قدر سہل الحصول ہیں کہ ایک چڑیا کو پکڑنے کے لئے تو دام درکار ہے اور یہاں "بے دام" دہا عتبار ہر زندہ شی، کی چنداں ضرورت نہیں۔ لیکن اگر حضرت منظلہ العالی اعلان جہاد کر شب زفاف کے لطیف لطف کو ٹھکرا سکتے ہیں تو میں بھی "فراغ دماغ" اور امکان معصیت کے باوجود اس مزیدار مزے کی جانب سے منہ موڑے بیٹھا ہوں داد دینے کی چنداں ضرورت نہیں میں تمام انسانی اضطراریات کو ٹھکرا رہا ہوں

چند روز کے بعد فرمانبردار سکے کہ کلیہ فوق الانسان بن گیا عزیز دوست! بہیں جوگ، نفس کشی، تصوف وغیرہ کے ڈانڈے آکر مل جاتے ہیں مگر تصوف جوگ انسان کو معطل کر دیتے ہیں دیا انسان کے علاوہ اسکو کچھ اور بنا دیتے ہیں) اور میرا طریق عمل مجھے ہاکارہ فیض رساں ہستی بنا دیگا۔

معاف کرنا میں نے بڑی خشک بحث کا آغاز کر دیا۔ شہوانی باتیں کرتا کرتا ادھر ادھر کھسک گیا تو ایک اور ہمارے غیر مساعد معاشرہ کی زنگین داستان یہ تو تم سے پہلے سمجھ لو کہ میں اس میں بھی ناکام ہی رہا کیونکہ ناکامی نامرادی وغیرہ سے تجربے کے حصہ میں آئی ہوئی تھیں۔ میں نے بھی لیکن اُن کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ مایوسی کو شکل کچھ عرصہ تک تو وہ فرعون صفت ملکہ کی طرح مجھے ستاتی رہیں مجھے خوب خوب پامال کیا مگر میں بھی اُن سے کنیزی کا دم بھرتا ہی رہا۔ ہاں تو میں تم کو اپنے معاشقہ کی داستان سنا رہا تھا۔ اچھا سنو میں شہر کا نام نہیں بتاؤنگا بہر نوع وہ ایسی بستی تھی جو ایسے معاشقہ کے لئے زیادہ پر لطف مواقع فراہم کرنے کا دعوہ نہیں کر سکتی تھی مجھے ایک کارخانہ میں عارضی جگہ مل گئی تھی بھائی سرکیوں دھنستے ہو ایم اے کر کے اگر کارخانہ میں نوکری کی تو یہ غضب ہو گیا۔ آپ بھی عجیب آدمی ہیں۔ کارخانہ میں نوکری نہیں کرتا تو کیا کرتا دفتر کی کلرکی سے تو یا پھنس ہو ہی چکا تھا اجی اہی آپ اور زیادہ تاسف کرینگے بند کیجئے کلرکی بھی تو بغیر تنخواہ کے آیا آپکے خیال شریف میں ؟ ایں جانب بغیر تنخواہ کے نوکر تھے جناب!

مالک کارخانہ کی دو حسین و نوجوان لڑکیاں تھیں اور ان بنت سے گرفتار قفس طوطیوں نے ابھی آزادی حاصل ہی کی تھی ہر نوع ہنوز ان کو شعور پرواز بھی نہ تھا کارخانہ کے نوجوان منیجر صاحب جنھوں نے

"کتب خانۂ چند کالج بشست"

کی ذرا بھی زحمت نہ فرمائی تھی بڑے زور سے بڑی لڑکی پر مٹے ہوئے تھے تنخواہ دو سو روپے ماہوار ملتی تھی تعلیم بالکل پت تھی ذاتی اصول کچھ نہیں رکھتے تھے ہر پڑھے لکھے انسان کے سامنے مرعوب ہو جاتے تھے ادیبوں کی صحبت تھی (جو کبھی تعلیم کا لازمی نتیجہ تھی) ان باتوں سے تم شخص کے کردار نہ سیرت کا خود اندازہ لگا لو شہوانی جذبات کا جہاں تک تعلق ہے تمام بنی نوع اس میں مشترک ہیں لیکن اس کے طریقہ استعمال میں مشترک نہیں ایک انسان بہیمت کو بہیمت کے طور پر استعمال کرتا ہے اور ایک بہیمت پر بھی انسانیت کو غالب رکھتا ہے مقصد یہ ہے کہ منیجر صاحب خالی از حسن اطوار مگر پرزور کیسے لے اس حسینہ پر مفتوں تھے اور اس کے نوالی رجحانات دیں نے نوالی الطاف قصداً نہیں کہا ہے) حاصل کرنے میں کسی قدر کامیاب ہو گئے تھے۔

زاہد مجھے یہاں دو پول نصیحت کے بلکہ اصلاحی کہہ لینے دو میں کوئی مصلح نہیں ہوں لیکن بہادری سوشیل کمزوریوں سے ایک نوع کا نتیجہ ضرور نکال لیا کرتا ہوں خیر تو گفتگو اس پر ہے کہ بے پردہ خواتین لذت بے پردگی سے کچھ اس قدر مغلوب ہو جاتی ہیں کہ وہ ہر سطحی خوشگوار واقعہ سے (جس کے پیٹ میں خواہ خوار بھرے ہوئے ہوں) لطف لینے کی کوشش کرنے لگتی ہیں۔ انجام بینی کا مادہ جو کمزور تر ہوتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک لغزش معصوم ایک بیقاعدہ اقدام (جس سے بچنا ناگزیر ہوتا ہے) ان کی زندگی اور اُس سے متعلق زندگی کو تباہ کر دیتا ہے۔ پورپ میں ابھی عورتیں مردوں کے کردار پر شبے میں غلطی کر جاتی ہیں جس کا نتیجہ بہت جلد بالکل طلاق نکل آتا ہے لیکن وہ پھر بھی زندگی کے عمیق مقاصد کو سمجھنے کی کسی قدر صلاحیت رکھتی ہیں اور اپنا کچھ نہ کچھ باقاعدہ اصول حیات بھی رکھتی ہیں (خواہ وہ طلب تعیش ہی ہو) مگر ہندوستانی خواتین جو کوئی باقاعدہ اصول زندگی نہیں رکھتیں اور جن پر محض جذبہ تقلید کا تسلط ہوتا ہے بہت زیادہ نقصان اٹھاتی ہیں "آرزو کے تبدیلی" کے دو نتیجہ ہیں اچھے اور بُرے اور بُرا نتیجہ زیادہ مکمل ہے جس کی وجہ میں ابھی ظاہر کر چکا ہوں عام مشاغل و احساسات میں تمام انسان برابر ہیں لیکن قومی تاثرات میں اختلاف ہے فرانسیسی زیادہ حساس ہوتے ہیں اور انگریز کم اسی طرح ہندوستانی عورت درد آشنا زیادہ ہوتی ہے اور حقائق آشنا کم پھر چونکہ اثر گیری میں اپنی ایک نمایاں شان رکھتی ہے ہر قسم سرے راہے اس پر اپنا اثر ڈالتی ہو اور وہ سب کا اثر قبول کر کے ایسی نجاتی ہے جیسے بچوں کے حساب کی کاپی جس پر بیک وقت سوالات ہی درج ہوتے ہیں ہندسے ہی ہوتے ہیں الف بے تے بھی ہوتی ہے اور عجیب و غریب شکلیں بھی ہندوستانی عورتوں کو بے پردگی کی تعلیم دینے کے حامی حضرات کو لازم ہے کہ پہلے وہ ان کے اندر حقیقی نسائیت کو جگائیں ان کو صحیح معنی میں عورت بنا سکھائیں ان کو پہلے وہ باتیں بتائیں جو بوازمات نسائیت میں سے ہیں ورنہ وہ ایک مکمل رقاصہ ایک ناقص مغنیہ اور ایک آوارہ بے پردہ عورت کے سوا کچھ نہ بن سکیں گی ذرا سوچنے کی بات ہے پوربین عورت نے موجودہ تعیشات کتنے عرصہ کے بعد اختیار کئے ہیں اور اس سے قبل اپنی شخصیت زندہ رکھنے کے لئے وہ کن کن نسوانی ضروریات میں درک و تمام حاصل کرنے کی سعی کرتی رہی ہے جب وہ کامیاب ماں (جیسی کہ وہ دنیا میں مشہور ہے) ایک صلح کار منشیہ اور اتنا لیق اطفال ہستی بننا سیکھ چکی تو اس نے ان تعیشات (رقص و سرود) کی جانب توجہ کی (چونکہ رقص و سرود زیادہ لذت بخش (منفعت بخش نہیں) اور کرنا مند انگیز ہے) اس نے اپنی زندگی کے اہم مقاصد کو فراموش کر کے اپنے کو بعیش ہی کی دلعادہ بنا لیا) لیکن اگر اب بھی ضرورت پڑے تو وہ اپنے کو قابل ماں و شاید اچھی بیوی تو نہیں، ثابت کر سکتی ہے اب دیکھئے ہندوستانی خواتین کو وہ ایک دم بغیر تکمیل نسائیت کے اُن مدارج تک پہنچ جانا چاہتی ہے جن تک پہنچنے میں یورپ کی عورت نے تقریباً ایک صدی تک کشمکش جاری رکھی تھی آپ خود سوچ لیجئے کہ اس سعی بیجا کا کیا نتیجہ ہوگا وہ وہی غیر مکمل رقاصہ ناقص مغنیہ اور بے پردہ آوارہ عورت بنی رہ جائے گی۔

خیر تو اس سعی خراشی کا مقصد یہ تھا کہ نازدار مالک کارخانہ کی صاحبزادی منیجر صاحب کی کم علمی ان کے پست کردار اُن کے رکیک خیالات اور ان کی بے اصولی زندگی کو اپنی غیر مکمل نسائیت کی وجہ سے نہ سمجھ سکی کرنے لگی ان کی کشش التفات (اگرچہ خفیف ہی سہی) پہ یاد رکھو کہ ایک بُرا مرد پھر عورت کو خوش کر سکتا ہے لیکن ایک بُری عورت مرد کو بالکل خوش نہیں کر سکتی لیکن اس کے ساتھ ہی عورت جب اپنے کو مرد کے سپرد کرتی ہے تو سمع اپنی تمام ذات کے سپرد کرتی ہے مرد اپنی ذات کا کچھ حصہ محفوظ رکھکر اپنے کو عورت کے آغوش محبت میں دیتا ہے چنانچہ منیجر صاحب نے اپنی برائیاں چھپا کر نازو کے سامنے اپنی ذات

ایسی قابل محبت بنا کر پیش کی تھی کہ وہ ان کو قابل التفات سمجھنے لگی غدرت نے عورت کی مذکورہ بالا کمزوری کی حفاظت کے لئے اس کو ایک آلہ سنجنا یا ہو وہ یہ کہ وہ مرد سے سچ مچ محبت کرتی ہو اور جب سچ مچ کے محبت کرتی ہو تو وہ لازوال ہوتی ہو۔ منیجر صاحب نازو سے مردانہ سرگرمی کے ساتھ رجیسی کہ مرد کی عادت ہے وہ بہت جلد مائل بہ محبت ہو جاتا ہے، محبت کر رہے تھے اور نازو اپنے نسوانی پندار سے ان کی محبت کو جانچ رہی تھی (جس کو میرے غلطی سے التفات سے تعبیر کیا ہے) یہ تھے ان دنوں کے تعلقات جب میں کارخانہ میں داخل ہوا تھا۔

تم کو معلوم ہے زاہدا کہ میں نے صناع حقیقی کے ہاتھوں بنائے جانے والے عام لوگوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ وقت لیا ہے اس کے تم یہ رہا معترف رہ چکے ہو لگا ہیں خواہ نسوانی ہوں خواہ مردانہ مجھ تک پہنچتی ضرور ہیں اور بالخصوص نسوانی آنکھیں تو میری دور تک متعاقب رہتی ہیں چنانچہ نازو کی حسین آنکھیں بھی کئی دن سے میرا برابر تعاقب کیا کرتی تھیں جن کی ساحری قوت نے مجھے چند یار لڑکھڑا دیا تھا۔ چند روز بعد اس کو دلکش آنکھوں میں مجھے شیریں ایک حسین راز کی جھلک میں مجھے نظر آنے لگا تھا ایسا راز جس کو اگر نازو اپنے کسی محبوبانہ طرز سے افشا کرنے کی کوشش کرتی تو تعلیمی کیفیات اس کا حامل ہوتا اور اگر میں اس راز کو کسی خواب سبک میں تبدیل کر دیتے پر قادر ہوتا تو اس کی قیمت شاید ۔۔۔ شاید محبت ہوتی تم میرے ہو۔ میرے رفیق ہاں میں نے اس لڑکی کو از خود چاہنا شروع کر دیا تھا میں اس کو اس وقت سے دل دے چکا تھا جب اس نے ایک نگاہ غلط انداز ہی مجھ پر نہ ڈالی تھی۔

پریم یا محبت کی تشکل کو کوئی نہ کوئی آئینہ دے سکتے ہیں نہ آہیں ان کو جلا سکتی ہیں میں اشک و آہ سے اپنے کو محفوظ رکھنے کی امکانی کوشش کرتا رہتا تھا اور نازو کے نگاہی پیام کو ایک خود ساختہ ہیجی کے ساتھ اپنی آنکھوں کی پیالیوں میں جمع کر لیتا تھا اکثر بعد آنکھوں ہی کی راہ سے اس کو پی جاتا لیکن اس پر ہمیشہ یہ ثابت کرنیکی کوشش کرتا کہ اس پریم رس کو میں نے پھینک دیا ہے۔

محبت اپنی مخصوص سحنی کے ساتھ مجھ کو اپنے ہمراہ قبر میں لے گئی تھی چنانچہ اب میں جس قسم کی محبت کا بالعد مذہب کہا رہا تھا وہ بالکل دنیاوی اور مادی قسم کی تھی وہ محبت جو شاعر کے دماغ میں سے جست لگا کر ایک اکھڑ فلسفی کے دماغ میں جا پہنچی ہو نازو حسن مع اپنی زیبائی و رعنائی کے ایک لایزال خیال کی قیمت میں کہاں نہ تھی۔ رہا تقدس تو اپنے عنفوان شباب میں ہر بھی ایسی مقدس محبت کے بہت خواب دیکھ چکے تھے اب تو ایک بیوی کی ضرورت تھی اور بیوی بھی دولتمند! اگر بفرض شرعی ہمکل کے ہی یہ عشق رسوا کار کسی حسین کا فرہ کو میرے آغوش اشتیاق میں پہنچانے کا ذمہ کر سکتا تو مجھے احتراماً اس کے عہدہ کا پاس کرنے میں دریغ نہیں ہو سکتا تھا۔

نازو کچھ عرصہ کے بعد معاندانہ انتخاب ہندوستانی عورت کی طرح اس کشمکش میں پڑ گئی کہ پوزیشن اور شخصیت حسن مردانہ پر مرجح ہے یا موخر۔ اول الذکر پر اس کے سامنے منیجر صاحب کی نئی نئی پوزیشن موجود تھی اس کے ساتھ مردانہ مطالب کی بہت کچھ کمی کے ساتھ ان کا نازو کے ساتھ طرز عمل ہی موید تھا کہ وہ کچھ میرے آدمی نہیں ہیں ادھر ہم تنہا اپنے حسن صورت کے ساتھ نازو کا مگر اور دل تھامے نسوانی فیصلہ کی دنیا میں حلق چھول رہے تھے علامات جہاں تک معترض محبت میں آسکتی ہیں میں نے ان کا مظاہرہ نازو کے سامنے کچھ اچھا نہیں کیا تھا لیکن اس کے باوجود اس کی پر اضطرابی لگا ہیں میرے فراخ سینہ، میرے وجیہ چہرے اور میرے بلند و بالا قد کی اس طرح مشاطگی کیا کرتی تھیں گویا وہ نازو کو لبھانے کے لئے کسی آرام دہ اور مناسب ترین کار الفت کو میرے حصہ جسم میں منتخب کر چکی تھیں۔ ہوس ۔۔۔ آہ! ہوس کا ذکر ہی کی ہوس کاری سے مقابلہ تھا! ہاں زاہد! ہن آنکھوں میں پہلے پہل مقدس محبت کی تجلیات کا اندازہ لگایا کرتا تھا وہ دراصل ہوا و ہوس کی تندستی کا خمار تھا! لیکن طاعاشا بدہ ہے میں نے اس کی ان حریص لگاہوں سے ڈر کر ہمیشہ عالم ارواح کی پاک ترین روح سے پناہ مانگی بجائے اس کے کہ میرا دل اس کی ان شوخانی نگاہوں سے گھبرا اٹھتا میں لرز جاتا تھا ایسی عورت کا دوسرا نام ناگن ہے۔ جب کمل بے پردہ عورت جب حفاظت کا اقدام کرتی تو اسی تمہ کی حرکت اس سے سرزد ہو گی پر ہے میں تو یہ کام یہ غلطی معیوب ہی نہیں ہے اس لئے اس کا ذکر فضول ہے۔

"آپ کو کیا تنخواہ ملتی ہے؟" نازو نے ایک روز دریافت کیا میں متواتر دو گھنٹہ کام کر کے پسینہ سے شرابور ہا تھا نازو کے والد ہی اس کے ہمراہ تھے لفظ تنخواہ پر دو چار بار چونکنا پڑا۔ پہلی دفعہ غریب مزدوروں کی حالت سے بیخبر اشرف عورت انسان کی آنکھوں میں آنسو کے رحم کی موج خفیف دیکھی نہ تنخواہ ان کو ملتی ہی کہاں ہے یہ تو تین ماہ سے بغیر تنخواہ کے کام کر رہے ہیں" نازو کے دولتمند باپ نے میری جانب جھک کر کہا "ابھی کل سے تمہارے آٹھ آنے روزانہ مقرر کئے" مالک کارخانہ نے اپنے رحیمانہ فیصلہ پر خود ہی ناز کرتے ہوئے کہا میں جھک کر آداب بجا لایا نازو کی آنکھیں پہلے تو مجھے (میری مفلسی معلوم کر کے) حقارت سے دیکھنے لگیں اس کے بعد ان میں سے وہی انعمی کی سادہ لہر لیکن زہر شیریں نمودار ہونے لگی "یہ بہت بڑا لکھا آدمی ہے ہمارے کارخانہ میں سب سے زیادہ خوانہ" مالک کارخانہ چلتے وقت اپنی بیوی سے کہتے جا رہے تھے۔ نازو نے ایک بار پھر کسی جلد سے دیکھے کر دیکھا اس بار نگاہی کو میں نے لہادت استغنا اپنی سیٹی کی لے میں گم کر دیا۔

"آپ خوب انگریزی پڑھے ہوئے ہیں نہیں ہی سبق پڑھا دیا کیجئے نا" ایک روز نازو کی یہ مختصر تحریر مجھے ملی میں نے رقعہ کی پشت پر صرف "مشکل ہے" لکھ کر حامل رقعہ کے ہاتھ واپس روانہ کر دیا اس کے بعد تقریباً ایک ماہ تک کے لئے میں اس کی رسیلی آنکھوں کے رسیلے پیامات سے محروم رہا لیکن چند روز بعد التفات کی بات بعید از فہم طاقت نے پھر ایک بار اس محرومی کو دور کر دیا۔

واقعہ یہ ہوا کہ ہیڈ کلرک اور منیجر صاحب کسی انگریزی مسودہ کے لئے کئی روز سے دیکھ رہے تھے لیٹن ڈوپ کا مضمون نہیں بن رہا تھا آخر نازو کی یاد دانی پر ہماری طبلی ہوئی ہم اپنے اعضاء اس دوحوصلہ شکن کام سے لگے ہوئے تھے اور پسینہ میں شرابور ہو رہے تھے چنانچہ اسی حالت میں اپنے کثیف کپڑے اور غلیظ پیر لیکر دفتر میں گھس پڑے۔

"یہ صاف کر لو ذرا" منیجر صاحب نے جو کہ ٹ پر ہی ٹوکدیا۔

"غلط بات ہے۔ بلا کیوں تہا" ہم نے ذرا نازسے کہا جانتے تھے کہ اس وقت ان لوگوں کو ہماری شدید ضرورت ہے چنانچہ کروٹ بدلے جس قدر بھی کئے جائیں۔

"آجانے دو۔ آجانے دو۔ ہاں ہاں ان کو آجانے دو" باپ اور بیٹی نے اپنی بھاری اور سریلی آواز میں کہا۔"

میں مالک کارخانہ کے داہنی طرف جا کھڑا ہوا۔ نازو اُن کی کرسی کی پشت تھامے فدا مفت کا کاغذ پر جھکی ہوئی تہی انہوں نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا چنانچہ میں کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا

تم نے ذلیکو اور گامانی کشتی دیکھی تہی؛ بس میں بھی اس وقت کرسی پر گامانا بنا ہوا بیٹھا تھا میرا گریبان کہلا ہوا تہا جس میں سے میرے پرگشت اور فراخ سینے کی سفید جلد جس پر سینہ اور جسم کے اندر کے چند چکنے تضادات نے ایک جھلملا پالش کر دیا تھا صاف نظر آرہی تہی ہاتھ ہا ہوں تک گرد آلودہ تھے جن میں سخت کام نے چند بڑی بڑی خراشیں پیدا کر دیں تھیں جن کی وضع مرہم کے عوض خاک اور مٹی سے کر لی گئی تھی۔

بجلی کا پنکھا جب میرا پسینہ خشک کر چکا تو میں نے اپنی پوسیدہ آستین سے پیشانی پر سے میل کی تہ کو صاف کیا اور ہتھیلیوں پر سے بھی میل کی تہیاں اتارنے لگا ہیڈ کلرک اور منیجر صاحب پر دیر ائٹر صاحب کی نگاہ سے گر چکے تھے اور میں اپنے اسباب کی مدد سے بلندی کی جانب بڑھتا چلا جا رہا تھا لیکن اس ایک لغزش نے جو کہ صرف فنس نوجوان محبت کہتے ہیں مجھے پھر پست کر دیا اگرچہ محبت کوئی شے ہے تو بہت ہی ذلیل شے ہے۔ یہ بخت انسان کو کبھی پنپنے نہیں دیتی اس کے قانون میں کنجائش نہیں کہ انسان بیک وقت کامیاب زندگی کا مالک بھی بنا رہے اور محبت بھی کرتا رہے۔

نازو کی ایک ذرا سی غلطی نے میری اس وقت کی فارغ زندگی کو منتشر کر دیا۔ ہوا یہ کہ ایک دن میں خلاف معمول جمعہ کے دفتر میں طلب کیا گیا۔ میں اپنی عادت کے مطابق مطمئن دل اور پرسکون دفتر سے کمرے میں داخل ہوا لیکن وہاں کے سین نے میرے رونگٹے کھڑے کر دیئے۔ نازو کے ہاتھ میں ایک موٹا سا بید تہا اور ان کی آنکھیں غصہ سے باہر نکلی ہوئی تھیں چہرے کے عضلات تنے ہوئے تھے اور نازو ایک پر پیدہ قمری کی طرح اُن کے پیروں میں قربان ہوئی زار و قطار رو رہی تہی یہ نظارہ مجھے آتا دیکھ کر نہ تو مرتعش ہوئے نہ خائف بلکہ لگے میں خدا جانے کس خیال سے متحمل سا ہو گیا۔

کمرہ میں اس وقت پھر باپ بیٹی کے اور کوئی نہ تھا میز پر پھیلے ہوئے کاغذوں کے اوپر ایک طویل عبارت کا خط پڑا ہوا تھا جس پر دیر ائٹر صاحب کی نظریں پڑتی تھیں اور وہاں سے اکتساب غیظ کر کے نازو پر ابل پڑتی تھیں میرے آتے ہی انہوں نے غیر معمولی گرجدار آواز میں چند کلمات نفرت ادا کئے جن کو وفور غصہ میں اس قدر جلد جلد کہا گیا کہ میں ٹھیک طور پر ان کو نہ سمجھ سکا اس کے بعد انہوں نے میز پر رکھے ہوئے خط کو براہ راست میرے منہ پر پھینک مارا اور کف اگلتے ہوئے بولے "یہ ہے تمہاری تعلیم ہے جس پر تم نے مجھ سے روپیہ لیا تھا اسی لئے تم نے اسکول چھوڑا تھا؟ اسی لئے تم نے اسکول چھوڑا تھا؟

محبت نامہ لکھا تھا جس میں پہلے تو اپنی نسوانی کاذب حیا کی گرفت کے ماتحت جھجکتے جھجکتے میری سرد مہری کی شکایت کی تھی اس کے بعد آگے جاکر جذبات کی رو میں ایسی بہی کہ خدا کی پناہ۔ ایک کوہ آتش فشاں تھا کہ پھٹ پڑا ایک سیلاب تھا کہ الٹ پڑا مجھے خوب برا بھلا کہنے کے بعد اس نے نہایت علاوت سے محبت کی دعوت دی تھی اور آخر میں مشورہ فراری! خط مجھ تک پہنچانے سے قبل غفار حامل نے نازو کے باپ کو دیدیا تھا جس کا نتیجہ اس وقت پیش نگاہ تھا۔

خط کو غور سے پڑھنے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ نازو خود مجھے اپنی محبت میں پھانس رہی تھی نہ کہ میں نے قاصد اقدام کیا تھا مہر مشورہ اس کی جانب سے تھا مہر مجبور اس کی پیش کردہ تھی محبت بھی اسی کی پیش کردہ تھی لیکن سر پھرے والدین اپنی جھوٹی عیت کی حفاظت کرنے کے لئے اس موقع پر مردہی کو مطعون کیا کرتے ہیں۔ عجیب لطف تھا، جب محترم پروپرائٹر صاحب نے اپنی قرۃ العین کو آزادی بخشدی تھی تو اس کے معاشقہ پر استبداد قائم رکھنا کیوں جائز سمجھتے تھے؟ یہ تو وہی مثل ہوئی ع

خوان نعمت چیدہ اند منع سائل کردہ اند

ابھی تو ان کو بہت سے سائلین ہوس کار سائلیں سے سابقہ پڑنے والا تھا میں تو پھر بھی بیگانہ تھا!

اگر میں اپنے مقدمہ کی ذرا وکالت کرتا تو بآسانی تمام الزامات سے اپنے کو بری ثابت کرسکتا تھا لیکن اس کے بعد نازو کی پوزیشن جس قدر نازک اور قرین تباہی ہو جاتی اس کا اندازہ تم خود لگالو چنانچہ میں نے تمام جرم الفت کو اپنے سر لینے کا تہیہ کر لیا اور کذب کی بارکت قوت کے ذریعہ نازو کی شخصیت اور اس کے نسوانی وقار کی ان الفاظ سے حفاظت کی:۔

● بیشک مجھ سے غلطی ہوئی اس غلطی پر آپ جس قدر برافروختہ ہوں کم ہے میں بہت آوارہ صحبتوں میں بیٹھکر اپنا چال چلن تو نہیں لیکن عادتیں بگاڑ چکا ہوں میرے حریص دل نے آپ کی بیگانہ صاحبزادی پر ڈورے ڈالنے کی خود جرأت کی تھی اس میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے آپ مجھ سے ناراض ہوں یا خوش مکالیں مار لیں پھلیں میں نے ہی نازو کو خط لکھا تھا۔ فرار.....

"بس ایک لفظ نہیں۔ تو۔ تو۔ تم۔ بہت۔ ذ۔ و۔ بد معاش ہو نکل جاؤ میرے کارخانہ سے اسی وقت چلدو" نازو کے والد نے میرے الفاظ سے غصہ ہوکر کہا۔

"بہت اچھا۔ یہ چلا لیکن گذارش ہے کہ اس غیظ انگیز واقعہ کے جس قدر تاریک اثرات آپ محسوس کریں جس قدر اس حرکت کو آپ رکیک و سفیہانہ سمجھ سکیں سمجھ لیجئے اور ان سب کا بار میری گردن پر بڑے زور سے رکھدیجئے لیکن نازو کے متعلق کوئی خیال۔ برا خیال قائم نہ کیجئے" یہ الفاظ کہتا ہوا میں چلدیا دفعتاً عجیب غم آلود سسکیوں کی آواز آئی اور کمسن لجہ میں نازو بولی۔ ابا کلیم بہت اچھے آدمی ہیں" "چپ ابا کی بچی" پروپرائٹر صاحب نے غصہ میں اپنی بیٹی کو مار بیٹھی بنا کر کہا۔

خدا کا شکر ہے زاہد کہ نازو کی زندگی تباہ نہ ہوئی منیجر صاحب اس کی شادی ہونے والی تھی چنانچہ اس واقعہ سے باخبر ہوکر وہ بھی مجھے نفرین کرنے لگے اور نازو کے متعلق کوئی برا خیال قائم نہ کرسکے نازو اپنی خون تمنا کھا اور ہم ایک دوقلندر بیوی کے ہاتھ سے چلے جانیکا ماتم کرتے ہوئے رخصت ہوئے یہ تھا ہمارا معصوم و مذموم دونوں قسم کی معاشقہ سکاش نازو نے مجھ سے تقدس مآب محبت کی ابتدا کی ہوتی اس میں نہ تو اس کو اتصال کی اس قدر عجلت ہوتی نہ میرے صائب خیالات میں تذبذب کی کمزوری پیدا ہوتی۔

خیر جناب ہم کارخانہ سے دھکے کھاکر نکلنے کے بعد بہت دنوں تک ادھر ادھر خاک چھانتے پھرے زاہد اگر انسان ہر سمت سے خالی الذہن ہوکر اپنے کو ایک ایسی سطح تک بلند کرنے میں کامیاب ہو جائے جہاں احساس پستی معدوم ہو جائے تو اس کے اندر کئی قوتیں پیدا ہوسکتی ہیں۔ میں پست سہی نکما سہی بعطل سہی لیکن ڈھیٹ اتنا ہو گیا ہوں کہ اب پامالیوں کو خاطر میں نہیں لاتا ہوں بھی اب رنج و غم سے اکتانے کے عوض گرداب بلا میں کود جایا کرتا ہوں اور پھر خود آلام کی جھکولوں سے اس طرح لطف لیتا ہوں جس طرح ایک ہاتھی کسی گرمے میں چھوٹی چھوٹی مچھلیوں سے کاٹے جانے میں لطف لیتا ہے لیکن اتنا بڑا جثہ پیدا کرنے کے لئے اور اپنے کو اس قدر سن بنانے کے لئے بڑی ریاضت کی ضرورت ہے۔

ہماری ڈھٹائی کی ایک حکایت سنئے پیسے جیب میں ختم ہو چکے تھے شام کو صاف فاقہ نظر آرہا تھا سوچ رہا تھا کہ کیا کروں ایک جوتے والے کی دکان پر پہنچا اور سلام علیک مار۔ انہوں نے بغیر اپنے کام سے سر اٹھائے کچھ گنگنا دیا۔

"نوکری چاہتا ہوں" میں نے اظہار مدعا کے طور پر کہا

"معاف کرو بابا آگے جاؤ" انہوں نے مجھے فقیر سمجھکر کہا۔

"معافی کیسی؟ میں آپ سے بھیک مانگ رہا ہوں بچہ" میں نے ابرو پر بل ڈال کر کہا۔

"تو پھر؟" دکاندار نے پہلی بار اپنی چندھیائی آنکھوں سے مجھے دیکھکر پوچھا۔

"میں تو نوکری چاہتا ہوں"

"نوکری کہاں" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"کیوں کیا دینا سے رحلت کر گئی" میں نے کہا۔

"نوکری وکری یہاں نہیں ہے"

"آپ کو معلوم ہے کہ میں ایم۔ اے پاس ہوں" میں نے سینہ تان کر کہا۔

"ہوگے" اس مختصر جواب سے انہوں نے میری تذلیل کرتے ہوئے کہا

"ہوگے کیا معنی؟ ہوں جناب۔ اس وقت ہوں" میں نے شور مچاکر کہا۔

"شور نہ مچاؤ۔ بھاگ جاؤ"

"کیا لیکچ! میں نے چند خوبصورت جوتوں کی طرف نظر جماکر کہا۔

"جاتے ہو یا نہیں۔ ہو شرط کہ گردن ناپی جائے تمہاری" انہوں نے بگڑکر کہا۔

"اچھا چلدیئے۔ لیکن اس وقت سے ڈریئے جب میں یہاں کا حکمران ہوکر آؤں گا" یہاں سے باعزت رخصت ہوکر میں ایک مراد آبادی بوتن والے کی دکان پر گیا۔

"تسلیمات بندہ نوازہ"

"آیئے" دکاندار نے مجھے لگاک سمجھکر بیٹھنے کی دعوت دی

"کوئی وہ چیز بھی ہوگی آپ کے ہاں از قسم نوکری" میں نے رک کر حرف

مطلب کہا۔

"دھی!" انہوں نے میرا مطلب نہ سمجھ کر دریافت کیا۔

"خدا پانی پیوں گا" میں نے بات کا پہلو بدل کر کہا۔ انہوں نے لڑکے کو آواز دی جو پانی لیکر فوراً آگیا۔

"یہ جناب کا صاحبزادہ ہے؟" میں نے دریافت کیا۔

"آپ ہی کا ہے" انہوں نے ارشاد فرمایا۔

"میرا؟ میرا؟ خدا نہ کرے۔ مجھے زیادہ کانٹوں میں نہ گھسیٹئے اسی طرح میں ناکردہ گناہ مالک کارخانہ کی صاحبزادی سے کچھ تعلقات کے شکوک کی بنا پر نکالا لگا ہوں اب آپ بھی مجھ پر خواہ مخواہ چھڑا....."

"نفنگا کہیں کا۔ اٹھ یہاں سے" دکانار نے بگڑ کر کہا۔

"یہ چلے" غرض ہم یہاں سے بھی رخصت ہوئے اس کے بعد تم کو معلوم ہے میں نے کدھر کا رخ کیا!

ایک طوائف کے کوٹھے کا بھی جان مصوف استراحت تھیں میں نے کہا سنتی ہو! وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی اور مجھ شکستہ حال کو اس طرح دیکھنے لگی گویا میں اس کی عدت سے بچھڑا ہوا بھائی تھا۔

"آپ دیکھ کیا رہی ہیں؟" میں نے پوچھا

"کہئے آپ کا مقصد کیا ہے؟" انہوں نے دریافت کیا۔

"ہم پڑھے لکھے تو ہیں نہیں۔ نوکری چاہتے ہیں۔ ذرا مجھے نوکر رکھکر دیکھئے کیسے کیسے یار ساؤں کو گانٹھ کر لاتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے ملک میں چند ایسے شریلے جوانوں کی ایک جماعت موجود ہے جو علانیہ داد عیش دینے سے شرماتی ہے اور ایک رہبر کی متلاشی ہے جو ان کو اس دلچسپ منزل تک چپکے سے پہنچا دیا کرے میں اس قسم کی خارت نہایت عمدگی سے انجام دے سکتا ہوں ہاں تو تنخواہ کیا دیتی آپ مجھے؟"

"بخشو مجھے۔ میں نے تم جیسے بہت سے لفنے چلا دیئے ہیں مجھے جانے دیجئے چلدہ یہاں سے ورنہ کلو میاں سے ایسا پٹوا دوں گی کہ صورت نہ پہچانی جائیگی۔"

"لا حول ولا قوۃ۔ اس میں خفا ہونے کی کیا بات تھی یہ تو ایک معاملہ داری کی بات چیت تھی" میں کلو میاں سے خوف کھا کر زینہ سے نیچے اترتے ہوئے کہا کہ اگر زیادی کے مکان پر پٹ گئے تو ہمیشہ کے لئے گئی عزت چنانچہ وہاں سے بھاگے۔

سرائے میں آکر میں نے سب سے پہلے تو اپنے والدین کو برا بھلا کہا اس کے بعد کالج کے تمام اساتذہ پر تبرہ بھیجا۔ پھر حکومت کو کوسا۔ لعنت ہے اس تباہ کن نصاب پر جو عجیب اندھیر ہے آج ہندوستان میں ہر احمق قوم کو اپنی اپنی درسگاہ کھولنے کی فوجداری ہے جس میں وہی یونیورسٹیوں کے کلرک گریجویٹ کے علاوہ اور کوئی معقول تعلیم نہیں ہوتی آتا خیال تو کسی درسگاہ کھولنے کا نہیں آتا اجتماعی طور پر ہندوستان میں ابھی ایک بھی مہتمم بالشان دارالحرفت نظر نہیں آتا جہاں پست نوجوان ہندی کچھ سیکھ کر روٹی کما سکیں اگر میں بھی تو وہ یہی لوگوں نے فرقہ وارانہ چند چھوٹی چھوٹی حرفت گاہیں کھول رکھی ہیں جن کا مقصد ملک کے ذہین بیکاری نہیں ہے بلکہ اپنی آمدنی و تجارت ہے حکومت کو کیا غرض کہ وہ اپنے وبال اپنے سر مول لے وہ جب دیکھتی ہے کہ یہ قوم غلامی ہی میں خوش ہے صناع و دستکار نہیں بننا چاہتی اگر لے دیکر مصنوعات ملکی اور اس کے چند چھوٹے کارخانوں کا وجود ہے تو یورپ میں ہے جو غریب ہندکے ۳۰ کروڑ افراد کو صناع بنانے کے لئے بالکل غیر کافی ہیں میں نے اپنی عمر کے قیمتی سال انگلستان کی یونیورسٹی کی غیر سود مند سند لینے میں برباد کئے اگر ملک میں کوئی قانون دارالحرفت ہوتا اور پگرا نقدر عرصۂ عمر میں اس میں صرف کرتا تو آج یوں گلی کوچہ میں تبلاش معاش مارا مارا نہ پھرتا۔

مسٹر برونے جو ہندوستانی مصنوعات کا یورپ میں سب سے پہلا ناجر ہے اپنے عجیب و غریب کارناموں کو بڑے مزے سے بیان کرتا ہے وہ بھی بدقسمتی سے گریجویٹ ہے اس نے اپنی زندگی کی ابتدا پھیری والے سے کی تھی اس کے بعد بمبئی میں کسی دکان پر ۱۵ روپیہ ماہوار کا ملازم ہوگیا تھا اور بڑھتے بڑھتے اب اپنے موجودہ مراتب تک جا پہنچا۔ یورپ شینوں کی ساحرانہ کرشمہ سازیوں سے اس قدر تنگ آگیا ہے کہ ہاتھ کی بنی ہوئی چیزوں کو وہ دست قدرت کا پیارا تحفہ سمجھتا ہے۔ مسٹر برونے کہتا ہے میں نے چند ڈری کے دو پٹے انگلینڈ میں ۲۰ تلہ فروخت کئے کہ ہندوستان ان کی فراہمی میں عاجز آگیا تھا کہتا تھا کہ کیدن ایک بہت معروف ایکسپریس میری دکان پر آئی جس کو بہت سی اشیا میں نے تحفۃً پیش کیں اور دو چار چوڑیاں کے دو پٹے بھی دیئے جن کو اس نے پسند تو بہت کیا لیکن ان کی مصرف نہ سمجھ سکی میں نے اس سے درخواست کی کہ ان کو وہ کسی تماشے میں ایک بار ضرور استعمال کرے چنانچہ ایکٹریس نے درمان تماشہ میں سونے وقت اس کو اوڑھ لیا بس پھر کیا تھا سونے وقت چوڑیاں دوپٹہ اوڑھنا انگلینڈ میں فیشن ہوگیا سارا لندن میری دکان پر امنڈ پڑا۔ اسی طرح ایک مرتبہ ایک کارخانہ دار نے مراد آبادی اگالدان میرے پاس انگلینڈ روانہ کر دیئے کہ میں ان کو بھی یورپ میں فروخت کر دوں انگلینڈ والے پان تو کھاتے نہیں ہیں سمجھ میں نہ آتا تھا کہ ان کا کیا کروں آخر ایک تدبیر سمجھ میں آئی ان کو ہندوستانی گلدان کے نام سے فروخت کیا اور اس قدر نفع کہ دوکان میں ایک بھی نہ رہا اور تو اور زاہد اس شخص نے ایک ستم ظریفی یہ کی کہ منھ کے پیڑے دوں کو ہندوستانی جا کلیٹ کہہ کر خوب بیچا۔ انسان میں کام کرنے کا ڈھنگ ہونا چاہیئے وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

اب میں چہار سمت سے مایوس ہو چکا تھا۔ آخر میں نے سوچا کہ مری کیوں نہ جاؤں لیکن ہمت مرداں نے کہا کہ ہر تیری بلا یہ بزدلوں کا شیوہ ہے چل اٹھ کام کر میں تیری مدد کرونگی چنانچہ میں جوتا سینے کے اوزار اور پالش کی ڈبیاں لیکر ایک فوج کی چھاؤنی کے قریب جا پہنچا اب میں کوئی کام کیا میابی کی توقع اور مایوسی کے خوف کے ماتحت نہیں کیا کرتا تھا بلکہ اس لئے کرتا تھا کہ مجھے کرنا ہے کام کو ایک مشغلہ (دلچسپ شغلہ جس کا دوسرا نام فرض بھی ہو سکتا ہے) سمجھ کر کرتا تھا میں جو توں میں جس عزم و ارادہ سے ٹانکے لگاتا تھا وہ میری قوت ارادی کی استواری کا ضامن ثبوت ہوا کرتے تھے میرے ہر کام سے حوصلہ استواری عزم و ثبات ہویدا تھا کسی کام کو بیگار کے طور پر نہیں کرتا تھا گورے اپنے جوتوں پر پالش کراتے تو اس خوبصورتی سے کرتا کہ میں گویا میں پہلا اسی نے ہوا تھا جوتے اس عمدگی سے سیتا کہ میرے لگائے ہوئے ٹانکے کبھی نکلے گا نام نہ لیتے میرے ارادوں کے اس مبارک ثبات نے آخر ناکامیوں کو ایسا ذلیل

کیا کہ انہوں نے پھر مجھے اپنا منحوس چہرہ دکھانے کی جرأت نہیں کی۔

زاہد تم کب کرو گے ایک ماہ کے بعد جو میں نے اپنی کمائی کا جائزہ لیا تو وہ ساٹھ روپے سے کچھ اوپر تھی پھاؤڑی کے نام گو سے مجھ سے بہت خوش تھے اور خوب دل کھول کر اجرت دیتے تھے پھر میری انگریزی کی اعلیٰ قابلیت سے ایسے مرعوب سے تھے کہ اوقات فرصت میں بھی میرے پاس آکر بیٹھ جایا کرتے تھے میں نے دوسرے مہینے میں سو روپے سے کچھ زیادہ کمایا اب تو یہ فیڈ امیری آمدنی بڑھنے لگی۔

مجھ پر اس وقت ایسا نشہ دولت تھا جس میں مجھے احساس شخصیت کچھ نہ رہا تھا میں اپنی تعلیم کے زعم باطل کو اپنے نسلی تفاخر کو سب کو بھلا دیا تھا انسان ماں باپ کے جینے سے شریف و ذلیل نہیں ہوتا ہے بلکہ اس عالم اسباب میں اگر اس کو خود سب کچھ بننا پڑتا ہے۔ چند نہ دسمبر سنائی طلبا شریف صورت موچی کو عجب سے دیکھتے تھے اور مذاق بھی اڑاتے تھے مگر میں پرواہ نہیں کرتا جانتا تھا کہ انشاء اللہ یہ وقت ان پر بھی ایک روز آئیگا پیشہ بذات خود کوئی ذلیل نہیں ہے یہ تو پیشہ والے ہیں جو اپنی حرکات سے اس کو بدنام کر دیا کرتی ہیں۔ تم دیکھو گے کہ جسقدر فیض رساں ادارے کام کے پیشے ہیں مثلاً بھنگی، بہشتی، نائی، دھوبی، موچی، کمہار، قصائی وغیرہ سب ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جو ان پیشوں کے لئے ہرگز موزوں نہیں پیشوں نے ان لوگوں کو ذلیل و مدقاش نہیں بنا رکھا ہے بلکہ ان کی اپنی جاہلانہ حرکات نے ان پیشوں کو رسوا کر دیا ہے۔

میں اس وقت اس سطح تک پہنچ گیا تھا جہاں ماضی کے تمام الم انگیز اثرات مستقبل کی پر فریب تو قعات اور حال کے پر صعوبت احساسات میرے لئے کچھ نہ رہے تھے میں نے اپنی پہلی زندگی کو ایک بدسیاہ داغدار رفتہ کتاب کی طرح گرد میں ڈال دیا تھا میں اس زمانے میں شاذ و نادر دوستوں اور عزیزوں کے خطوط طوعاً و مطلقاً پڑھا نہیں کرتا تھا جانے اپنے باپ کی پنشن، اپنے پنشنیل تار وغیرہ کا کچھ احساس نہ رہا تھا۔ زاہد! جو موچی ہو جاتا ہے یعنی اس کے تمام احساسات فنا ہو جاتے ہیں میں نہ ہی اسی قسم کا ایک مردہ تھا جو بہ اعتبار سے مرا ہوا تھا لیکن کام کرنے کو زندہ تھا ایک متحرک مردہ تھا جو کام کر تا رہتا تھا ایک حقیقی موچی کی جو اپنے کام میں لگی رہتی ہے خواہ اس سے جو سیلہ خواہ اس کو سر بلند ملے۔ لیکن یہ حالت زیادہ نہ رہی اس دور جدید کے بعد میرے اندر اس کسب نو کے اثرات پیدا ہونے لازمی تھے ورنہ میں واقعی ایک "اسٹی مشین" ہی بنا رہا جا تا مجھے اپنے پیشے میں کمال حاصل کرنا تھا میرے اندر تفوق کی سرگرمی پیدا کرنے کی ضرورت تھی اور مجھے اب ایک باقاعدہ مستقبل کا پروگرام بنا کر شاندار آئندہ کی توقعات باندھنی تھیں اپنے اس دور جدید کے ابتدائی مدارج تک میں سب کچھ بھلا چکا تھا چنانچہ اس "بہمہ فراموشی" کا انعام اب مجھے ملنا شروع ہو گیا تھا اس کے ساتھ ہی مجھے احساس مستقبل ہونا شروع ہوا جس نے میرے سرگرم کارادوں کو کامران بنا دیا۔

دفاتر کے محکمے کے لوگ میرے سامنے سے گذرتے تھے جن کے بشروں سے فضلال، تکدر، تکان اور بیزاری کے آثار ہویدا ہوتے تھے، جو ترقی کی بلند ترین شاہراہ کو دفتر ہی کی دنیا تک محدود کر چکے تھے میری دنیا۔ میری کارکردگی کی دنیا ان سے وسیع تر تھی میں سب کچھ کرنے کے لئے آزاد تھا اور وہ صرف ایک کام، وہ بھی سو سو طرح کی پابندیوں کے ساتھ کرنے پر مکلف تھے۔

اوقات فرصت میں میں نے جو تے بنانا بھی سیکھ لیا تھا اور چھ ماہ کی شدید محنت سے اس قدر ہوشیار کاریگر ہو گیا تھا کہ میرے بنائے ہوئے جوتے دیکھ کر لوگ دنگ رہ جاتے تھے وہ جوتے نہیں تھے بلکہ میرے عزم و ارادہ کے نمونے تھے جن کو لوگ تعریف سے پیروں میں ڈالتے تھے اور میں کہ میں پیروں میں پامال ہوتے دیکھ کر صرف اس وجہ سے خوش ہوتا تھا کہ میں نے انسان پر پیروں کی جانب سے قبضہ کرنا شروع کیا تھا۔

اب میں اپنی تمام کامرانی و کامیابی کی طویل داستان تم کو کہاں تک سناؤں تین سال میں میں نے جوتے کے زور سے اس قدر روپیہ کمایا کہ خود ایک بہت بڑی فرم کا مالک بن گیا۔ اس فرم کو قائم ہوئے آج دس سال ہو گئے جس میں تقریباً دو سو آدمی کام کرتے ہیں اور جس کا واحد مالک یہی تمہارا حقیقی بھائی ہے جو تمہارے سامنے بیٹھا ہوا کلیہ ہے خدا کے فضل سے روپیہ بھی بہت ہے اور آباد بھی ہے میں نے راہا یہ عہد کر لیا ہے کہ اپنے بچوں کو ہرگز ہرگز اسکول یا کالج میں داخل کر کے ان کی عمر برباد نہ کروں گا اگر کالج میں داخل کرا دیا تو زاہد کے والد کا کارخانہ، جوتے والے کی دکان اور طوائف کا کوٹھا ان کا بھی منتظر رہے گا۔

حقانیہ بنائے لاالٰہ حسینؓ

کون حسین؟ سرودانہ داد دست در دست یزید" کون حسین "حقانیہ بنائے لاالٰہ حسین، آپ صرف یہ ہی معلوم کر لیں، کہ حسین کون تھے اور کیا تھے تو آپ کے رنگ خوردہ ایمان جلی اور مصفا ہو جائیں، بھی نہیں آپ کی سیاسی زندگی میں انقلاب ہو جائے اور مختصر یہ کہ آپ صحیح معنوں میں مسلمان ہو جائیں۔ حضرت حسین علیہ السلام کی اسلام پرور مجاہدانہ سعی آئندہ مولوی کے پرچہ شہید نمبر میں دیکھئے، ایک روپے کا تو صرف یہ ہی اکیلا پرچہ ہے، اور سو روپے کے ہر خریدار کو سال بھر میں شہید نمبر، رسول نمبر، غوث الاعظم نمبر، غازی نمبر، مسیح نمبر اور عدد معلوم کتنے نمبر ملتے ہیں۔ ایک روپیہ سالانہ چندہ ہی کچھ چندہ ہے جس میں بس و بیش ہے،

ہر نماز میں اللھم صل علی آل محمد پڑھنے والو اگر ایسا ہی ہے تو آل رسول پر درود بھیجنے ہو، مجھیں خبر بھی ہے کہ آل رسول کون تھے اور کیا تھے، ذرا مولوی کو اپنے نام جاری کرا لیجئے اور دیکھو، اس کا شہید نمبر تم کو سب کچھ بتلا دے گا۔ اگر آپ نے مولوی ابھی تک مستقل نہیں خریدا ہے تو بیع ہی ایک روپیہ بیع کر شہید نمبر سے اس کو جاری کرا لیجئے،

وصیت رسول اور حب اہل بیت کے دعویدار مسلمانوں مولوی کے شہید نمبر کو ہر درود پڑھنے والے تک پہنچا دو۔ اگر تمہیں حب اہل بیت کا دعویٰ ہے تو حب اہل بیت کا ثبوت دو جب موقع نہیں ملا تو اب ہے، اور حب حسینؓ کی بھی ہے کہ اس کا ثبوت دو یا بعد شہید نمبر سے ہی خریدنا شروع کر دیجئے، جب آل اطہار کا سچا ہوا اس سے بہتر دوسرا نہیں ہے۔ **اللھم صل علی محمد و آل محمد**

ایور ریڈی کاغذ والا چوب قلم مترجم قرآن مجید بالتفسیر مجلد چرمی پشتہ

عام طور سے قرآن شریف کا کاغذ ردی ہوتا ہے اس لئے کہ چکنا دیسی کاغذ اس سے سوا دُونی قیمت کا ہوتا ہے اور وہ کاغذ لگانے سے قرآن شریف کی قیمت بہت بڑھ جاتی ہے اس کے باوجود بالاخر بہترین کاغذ والا قرآن شریف اس لئے ہی آرا، اس کا کاغذ ایسوری فنش ہے اور تقطیع فلسکیپ سائز ہے، اب آپ ہیں سے فلسکیپ کا کاغذ ہر شخص کے کام میں آتا ہوگا، اور اچھا اور بُرا کاغذ سب کے ذہن میں ہوگا، اب قصد کیجئے کہ بہتر سے بہتر کاغذ فلسکیپ جو ہو سکتا ہے دیا اس قرآن شریف کا کاغذ ہے، چاہئے تو یہ تھا کہ اس حالت میں اس کا ہدیہ بھی اسی نسبت سے بہت زیادہ ہوتا، لیکن حمیدیہ پریس کی خصوصیت یہی ہے کہ وہ بہتر سے بہتر اور نفیس سے نفیس قرآن شریف ناظرین کو سستے سے سستے ہدیہ میں فراہم کرے اس لئے اس قرآن شریف کا ہدیہ بھی بہت کم رکھا ہے اس کی ضخامت ۸۳۰ صفحات مدنی تقطیع ہے یعنی فلسکیپ کاغذ کا تقریباً ایک ریم کا کاغذ ایک قرآن شریف میں لگا ہے، اور اس کاغذ کی قیمت آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ اچھا کاغذ ۲ روپے فی ریم ملتا ہے

ابتدا میں ۱۰ صفحات کا مقدمہ بھی ہے جس میں مضامین قرآنی کی مکمل فہرست ہے، ترجمہ تحت اللفظ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے اس ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ ہر ہر لفظ کے الگ الگ معنی معلوم ہو جاتے ہیں اس سے عربی زبان سے بھی خاصی واقفیت ہو جاتی ہے، حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن ہے،

صدیہ مجلد چرمی پشتہ تین روپے صولڈاک ۱۰ عدد

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

چوب قلم بڑا ایجنوہ

مترجم و مجلد خانشہ

یہ سوا روی سے نصف تقطیع کا پنجسورہ ہے پنجسورہ کے ۸۰۸ صفحات ہیں، چوب قلم ہے، مترجم ہے، حسب ذیل سورتیں اور ادعیات اس میں ہیں سورہ یٰسین، سورہ فتح، سورہ رحمٰن، سورہ واقعہ، سورہ ملک سورہ نوح، سورہ مزمل، سورۃ الضحیٰ، سورہ کہف، سورۃ تغابن یہ دس سورتیں ہیں جن کے ابتدا میں خواص و اعمال ہیں، پھر ہفت سیکل متیم بخش فضل، دعائے یاسی، دعائے تعلیمین، دعائے تپ اور متفرق دعائیں، اس کے بعد دعائے کرسی العرش ہے پھر درود اکبر، نودہ نہ اسمائے باری تعالیٰ، اسمار الحسنیٰ، اسناد درود شریف، دعائے دفیعہ وبا، دعائے حاجات وغیرہ

یہ جلی قلم کا دوسرا سب ہے جو آسانی سے پڑھا جا سکتا ہے، خوبی یہ ہے کہ باوجود اتنے صفحات ہونے کے بہت سستا ہے، مثال تو فرمایئے ۸۰۸ صفحات کی ضخامت، خانشہ مترجم، مجلد منبطہ اور قیمت فی جلد صرف چھ آنے صولڈاک مدروس جلد مجلد صرف تین روپے اس سے زائد کوئی رعایت نہیں دس جلد کا محصول میرا ہوگا حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

نصف ہدیہ میں معجز نما قرآن مجید لینے کا ایک اور نادر موقعہ ہے

پہ، اب بھی منگالیجے، اب دہلی کی تقریباً ہر دوکان وہ کمپنی میں ختم ہو رہا ہے اگر محرم میں نیا آڈیشن نہیں آیا، جو بیشا ہر ہست و شوار ہے، تو پھر یہ قرآن شریف نصف ہی نہیں پوری قیمت پر بھی مشکل سے ملیگا، یہ وہ وہ مشہورہ معروف قرآن شریف ہے جو بلا مبالغہ ۲ لاکھ روپے کا ہدیہ ہو چکا ہے اور اس کی طلب بڑھ ہی رہی ہے، اسمیں دو ترجمہ ہیں اول ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے اور دوسرا حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا، اور تفسیر تو اتنی مکمل، پر از معلومات اور جامع ہے کہ اسوقت کسی قرآن مجید اتنی تفسیر نہیں، ابتدا میں سو صفحات کا ایک مقدمہ ہے جسمیں عجیب وغریب قرآنی معلومات ہیں۔ پہ ہیئت مجموعی جب یہ قرآن شریف مجلد چرمی مناسبہ سائنے ہوتا ہے تو کسی طرح عقل باور نہیں کرتی کہ اس کی لاگت پانچ روپے سے ذرا بھی کم ہوگی، اب جب اتنی صفات کے ساتھ اس کا ہدیہ مجلد چرمی کا لی ڈھائی روپے کہا جائے، تو پھر تعجب بھی ہدیہ ہو وہ تھوڑا ہے، اور چور کن ارزان ہے، قیمت مجلد بمحصولڈاک ایک روپیہ کل ہے، صرف دو سطروں کا منونہ

موت کے وقت فرشتے

ابن ماجہ باب ذکر الموت میں ابوہریرہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان کی موت کا وقت ہوتا ہے اسکے پاس فرشتے آتے ہیں، اگر وہ آدمی نیک ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے نفس پاکیزہ جو کہ بدن پاکیزہ

الْكِتٰبَ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا					
لکھے ہیں سے	سائنگ	کہ جب آویگے ان کے پاس بھیجے ہوئے ہمارے	قبض کرتے ہوئے انکو	کہیں گے	
ل جائیگا یہاں تک کہ جب ان کے موت کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے انکی جان قبض کرنے آویں گے				تو کہیں گے کہ	
اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَ					
کہاں ہیں جنکو تھے تم	پکارتے	سوائے	خدا کے	کہیں گے	کہوئے گئے ہم سے اور
وہ کہاں گئے بھلی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے				وہ کہیں گے ہم سے سب غائب ہو گئے	

بڑی تقطیع کا ایک ترجمہ والا قرآن شریف ۱/۸ عمدہ مجلد چرمی

حیرت ناک رعایت، ڈیڑھ روپیہ میں ترجمہ والا قرآن شریف جس کے حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن ہو، ابتدا میں معلومات قرآنی کے لیے ایک مقدمہ بھی ہو، علی قلم بھی ہو مولوی رسالہ کے صفحہ سے بڑا صفحہ ہی ہو، کاغذ بھی خوب دبیز، خوب سفید ہو، چھپائی بھی صاف ہو، کتابت بھی خوبصورت ہو اور خانہ بھی ہو، پختے پتھر کی جلد بھی ہو، اور پھر ڈیڑھ روپے میں بھی ہو آپ ہی بتلایئے کہ ہر شخص کیوں نہ رغبت میں رہ جائے، یہ قرآن شریف تو مقدم سب سستے قرآنوں سے بڑھ گیا جارہے تو حفظ ایک قرآن پر خدا کی ہی جاتے ہیں، پھر کھانی، چھپائی کاغذ جلد سب کا تجربہ تو کیجے حیرت خیز ہے، رمضان شریف سے ابتک سب سے زیادہ ہدیہ ہوئے ہیں یہ **ہدیہ مجلد چرمی** پختہ ڈیڑھ روپیہ محصولڈاک ۱۴ر پانچ جلدیں سات روپے کی آگے بھی اسی حساب سے، پانچ جلدوں کا محصولڈاک تین روپے دس آنے ہوتا ہے اس لیے پانچ یا زائد ریل کے ذریعہ طلب فرمایئے، ریل کے لیئے قیمت اور ہر زائد خرچہ کا منی آرڈر کیجیے، صرف ایک سطر سے کا منونہ قلم اور ترجمہ کے اندازہ کے لیئے

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰي مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا				
اور پیروی کرتے ہیں اس چیز کی جو پڑھتے تھے شیطان		اوپر وقت	سلیمان کے	اور نہیں

یعنی پیروی کرنے اپنی دین اور کتاب کا علم چھوڑ دیا علم جھوٹی فال نکالنے کی، سو لوگوں میں وہ وقت ڈالا ہے ایک حضرت سلیمان کے عہد میں آدمی اور الخ

بچوں کیلیے چوقلم بلا ترجمہ الگ الگ الفلاح والا بہت ہی سستا

قرآن مجید اس کا قلم بلا مبالغہ اتنا ہی جلی ہے

کتابت اس زیادہ شاندار ہے، صرف قلم کا اندازہ اس سے کر لیجئے، تقطیع ۱۲ انچ طویل اور ۱۰/۱۰ انچ عریض ہے گویا مولوی سے ڈیوڑھا صفحہ ہے، سنید کاغذ ہے بہت صاف چھپا ہوا، بچوں عورتوں، کمزور نگاہ طلبہ مردوں کے لیئے ایسا سستا اور اچھا دوسرا قرآن شریف نہیں، چونکہ الفاظ الگ الگ ہیں اس لیئے بڑی آسانی سے صحیح پڑھا جا سکتا ہے ابھی چھپ کر آیا ہے رمضان میں آتا تو اب تک ختم بھی ہو جاتا، اب بھی آیندہ رمضان تک کیا معنی اس سے بہت پہلے ختم ہو جائے گا، آخر میں علاوہ خارج وفرات کے بیان کے اصطلاحات اللہ کا کامل درج ہے، **ہدیہ مجلد چرمی** پختہ صرف ایک روپیہ محصولڈاک ۱۳، ایک میں یا سو روایت مطلق نہیں، خدا لگتی کہئے اتنا سستا ہدیہ کبھی سنا یا کہیں دیکھا ہے، یہ آپ کے مولوی کا ہی کارنامہ ہے

تمام قرآن شریف ملنے کا پتہ:۔ دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

دینی معلومات مجلد

یہ تین سو چالیس صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے مستند کتاب ہے، امام ابو یوسف تلمیذ امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز العقائق کا آسان سلیس اور مدلل ترجمہ ہے، یہ کتاب ام فقہ کہلاتی ہے، اور جس قدر فقہ کی اور کتابیں ہیں وہ سب اسی سے اخوذ ہیں، اس میں طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح و طلاق، عتق، ایمان، معاشرت، بیع و شری، الباس، شکار، ذبیحہ، دیوانی و فوجداری دینی قوانین، زراعت، تجارت، صنعت حکومت غرضکہ کوئی ضروری حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی ضروری حکم نہ ہو، قیمت مجلد سوا روپیہ محصول ڈاک ۱۰

فلاح دین و دنیا

آپ کے اسلامی کتب خانہ کی برادر ایک زبردست اسلامی اور سائنٹیفک پیشکش جو اسلامی نقطہ نظر کو سائنس کی روشنی میں پیش کرنے کی پہلی کوشش ہے، اور جس میں دس ہزار سے زیادہ دینی اور دنیاوی مسائل ہیں جن میں ایک دنیا دار اور ایک دین دار کی دینی اور دنیاوی ضرورت کی ایسی کوئی معلومات نہیں ہے جو موجود نہ ہو، یہ کتاب بہترین سامان جیسے غریب ملک میں بھی بیس ہزار روپے سے زائد کی فروخت ہو چکی ہے، میں نہایت مکمل دینی تعلیم ہے جس گھر میں یہ کتاب ہے وہ بھی ایک زبردست عالم ایک زبردست دنیادار اور ایک دانشمند فلاسفر موجود ہے، قیمت صرف تین روپے محصول ڈاک ۱۰ ر

نماز کی پانچوں کتابیں مجلد

یہ کتابیں زنانہ حاضرہ کی ذہنیت اور نہ سمجھی کو مدنظر رکھ کر لکھوائی گئی ہیں اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں، کہ سال بھر میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں (۱) نماز کی حقیقت و فلسفہ عجیب و غریب کتاب ہے (۲) ترتیب نماز اسیں نمازیوں اور بے نمازیوں کی جزائیں اور سزائیں ہیں (۳) نماز کی کتابیں اسیں تمام نمازوں کے پڑھنے کی ترکیب ہے (۴) نمازیوں کی کہانیاں یہ کتاب پڑھو کر نماز پڑھنے کی خوب رغبت ہوتی ہے (۵) عقائد کی کتاب اسیں آمنت باللہ کی تفسیر ہے یہ سب کتابیں میرے کی ہیں ایک ساتھ منگانے میں مجلد ایک روپیہ محصول ڈاک ۱۰ ر کل ۱ر

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بفرض کے حکم کی پابندی ہے لیکن باطن میں اس کے ہزاروں خواص مخفی ہیں جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں۔ اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں رہ جائیں گے، کہ نماز جیسے ان فانوں کی ابھی حضور کو کس حد تک پورا کرتی ہے اس کے علاوہ اس کتاب میں ہر ضرورت کی علیحدہ نماز درج ہے اور بتلایا گیا ہے کہ نماز ہی حل مشکلات ہے اور نماز ہی نماز دنیا و دنیاوی فائز المرامی نصیب ہو سکتی ہے ایک بہت اچھا مصری عالم کی کتاب ارشاد الصلاۃ کا اردو ترجمہ ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت صرف ۱ر محصول ۱ر

تفسیر سورہ مجلد

نماز پڑھتے ہو، خدا کی حضوری پانچ وقت نصیب ہوتی ہے، مولا سے راز و نیاز ہوتے ہیں لیکن ہم خبر نہیں کہ ہم نے کیا کہا اور اس نے کیا سنا، مقررہ حرکتیں کیں، سنہ پر ہاتھ پھیرے اور مصلی تہ کر دیا، نماز میں عام طور سے جو صورتیں پڑھی جاتی ہیں انکی تفسیر ہے، یہ تفسیر پڑھنے کے بعد نماز پڑھنے کا لطف آجائیگا، کیونکہ ہر وہ کلمہ نماز پڑھتے میں ذہن نشین ہو گا جو اس کتاب میں ہے، واقعہ یہ ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی نماز نماز ہو جائے تو پھر یہ سورہ کی تفسیر ضرور پڑھ لیجئے، ۲۴۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے، قیمت صرف آٹھ آنے محصول ڈاک

تفسیر ام الکتاب مجلد

اس تفسیر کی تفسیر کے مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم اسی سے شروع ہوتی ہے کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جس کو یہ صورت یاد نہ ہو، لیکن آپنے یہ سوچا بھی کہ اسمیں کیا کیا معارف ہیں اس کتاب میں الحمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ پورے دو سو صفحات میں ملے ہیں اولیاء اللہ کی وہ وہ مکاشفیں اور نکات لطیفہ ہیں، کہ آپ دیکھ آئیں گے حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی حنفیہ غفائد کی آئینہ دار ہے اور اسمیں صدہا اعمال بھی ہیں۔ ۲۰۰ صفحات کی قیمت بھر تھی اب حمیدیہ پریس دہلی سے ۱۲۰ صفحات کی ہو گئی ہے قیمت مجلد دس آنے محصول ڈاک ۱۰ ر کل ۱ر

تفسیر اعوذ باللہ مجلد

یہ کتاب زیادہ تر شیطان ہی سے اور شیطان کی سوانح بھی اسمیں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کی بہت فصاحت کیساتھ تفسیر ہے، شیطان کے ہتھکنڈے قرآن شریف کے اندر جس قدر آیات ہیں انکی تفسیر اور مطالب کا بیان، شیطان کی سرائے عمری، آدم علیہ السلام کی تخلیق، شیطان کی دشمنانہ قوت، شیطان کی مکاری اور نرس سازیاں تفصیل حکایات ان میں سے مطالب ہم فہم ہو گئے ہیں آنحضرت اور صحابہ کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی گئی ہے جس سے خاص کیفیت پیدا ہو گئی ہے قیمت مجلد دس آنے محصول ڈاک ۱۰ ر کل ۱ر

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے، جبکہ بغاوت و طغیان کا زمانہ ہے قدم قدم پر مذہب کے لئے عملی دلائل مانگے گئے ہیں، یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے اور یہ تفسیر علماء عربی مصری کی تفسیر القرآن سے منتخب ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ہر بھی ایمان لے آتا ہے، صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم ہے اور مفصل ہے، ایک ایک لفظ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، گویا یہ بہت بڑی تفسیر کا عطر ہے اس کتاب میں نفس رسالت کی بہت عجیب بحث ہے، قیمت آٹھ آنے محصول ڈاک ۱ر

معجزہ نما پچھورہ مجلد

جدید ڈیزائن سوا سفید اڑاب یہ ایڈیشن بھی تیار ہو رہا ہے پہلا پچھورہ ۱۹۲ صفحہ کا تھا اور یہ ۲۴۰ صفحہ کا ہے، اسمیں ہفت روزہ مناجات میں خاندان شاہ کے علاوہ اور بہت سی دعائیں جدید شامل ہوئی ہیں، ترجمہ انفعلی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب اور خواص و فضائل و اعمال سورہ یٰسٓ و قرآن مذ حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی مولوی سے نصف کا فائدہ چاہتی ہیں بہت اچھا ہے اسمیں حصن حصین موجود ہیں، سورہ یاسین، سورہ فتح، الواقعہ، ملک، مزمل، کہف، خلق ناس ضحیٰ، کافرون، قل شریف وغیرہ مجلد ۱۲ محصول ۱ر

جواہر القرآن مجلد

قرآن پاک وہ دولت ہے جس سے امراض روحانی کو شفا حاصل ہوتی ہے قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی دلچسپ اور ہر دلعزیز دنیا کی کتاب نہیں ہے اسکے لئے کسی کو بزرگ کوئی ذریعہ نہیں بتلاتے ہم صاحبین ہر اس شخص سے دعا میں خواہش کرتے ہیں کہ جواہر القرآن کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ فرمایا ہے کہ وضو کر کے قبلہ رو ہو کر ۳ مرتبہ درود شریف ۳ مرتبہ استغفار ۳ مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر اپنے لئے اور اپنے والدین کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا مغفرت کرے پھر شروع کرے، ۲۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی ہے اردو ظلم میں بہت ہی موثر ہے ہر دعا کے شروع میں دعا کا ترجمہ اور اوقات مخصوصہ کی تعریف اور ہر دعا کے بعد اسکے فضائل و خواص اور اعمال ہیں، ۲۰۰ صفحات کی مجلد کتاب ہے قیمت ۱ر محصول ۱ر

مناجات مقبول مجلد

۱۹۲ صفحہ کی مجلد کتاب ہے ترجمہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی، دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول سے آخر تک اردو ظلم میں بہت ہی موثر ہے ہر دعا میں دعا مانگنے کا طریقہ اور اوقات مخصوصہ کی فضیلت اور ہر دعا کے بعد اسکے فضائل و خواص اور اعمال ہیں، ۲۰۰ صفحات کی مجلد کتاب ہے ترجمہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی، دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول سے آخر تک اردو ظلم میں بہت ہی موثر ہے ہر دعا میں دعا مانگنے کا طریقہ اور اوقات مخصوصہ کی فضیلت اور ہر دعا کے بعد اسکے فضائل و خواص اور اعمال ہیں، ۲۰۰ صفحات کی مجلد کتاب ہے قیمت ۱ر محصول ۱ر

ہفت رنگ عکسی پچھورہ

اپنے ہاتھوں پر رنگا رنگ کی تصویریں چھپی ہوئی دیکھی ہونگی ویسے ہی کاغذ پر سات رنگ میں یہ پچھورہ چھپا ہے اور ٹائٹل پر سونے کا نگین کام ہے، کاغذ دلائی آرٹ پیپر ہے، چھپائی متن کی خوب سیاہ ہے ترجمہ کی چھپائی سرخ ہے خاکی جگہ زرد رنگ کے تصویری نقاط ہیں ہر صفحہ پر ہفت رنگ بیل ہے جسمیں بہت ہی خوشنما نقوش ہیں، پڑھو ورق کے بیچ میں روشنی چھنکی کا فائدہ ہے کہ چھپائی آپ سے آپ برقرار رہے، آخر میں دعائے عرش بھی ہے جلد ہی اگر دیکھنے تو معلوم ہو کہ ہر ہر صفحہ کی آپنے ایک ایک پچھورہ ہر گز نہ دیکھا ہو گا تقطیع اس صفحہ کی نصف قیمت ۱۲ محصول ڈاک ۱۰ ر

آداب عبادت

جنت الاسلام علامہ محمد غزالی کی کتاب کا آسان و سلیس ترجمہ جس میں آداب پاکی، نیند سے بیدار ہونا، پاخانہ جانا، وضو کے آداب، غسل کے آداب، تیمم، سحر کا وقت، طلوع آفتاب سے زوال تک کے آداب، نماز خانداں کے آداب، سونے کے آداب، امامت و اقتدا کے آداب، جمعہ کے آداب روزہ کے آداب، گناہوں سے اجتناب، کامیابی دل کی، مصیبتوں کا بیان، خدا کے ساتھ آداب محبت و معاشرت، نیز مخلوق کے ساتھ معاملات کا بیان اس میں ہے۔ اطاعت کے آداب، گناہوں سے بچنا، اور خلق سے نہ ملنا، قیمت ۴ر

نماز و مسائل جمعہ

مسلمانوں کے ہفتہ روزہ اجتماع دینی کا خلاصہ نماز جمعہ کے متعلق پوری مذہبی سیاسی اور معاشرتی فصلوں مولوی سید نذیر الحق صاحب مصنف کتب الاسلام کی لکھی ہوئی کتاب اور اس کتاب سے مسلمانوں کی معلومات میں ایک بیش بہا اضافہ ہوگا، اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اندازہ ہوگا کہ جمعہ کی فضیلت کیا ہے اور نماز جمعہ کی شرکت، خطبہ اگر اس کو صحیح ترتیب اور اصول سے ادا کیا جائے تو کس درجہ ہماری قومی ترقی کا موجب ہو سکتا ہے اس کے علاوہ نماز جمعہ کے پڑھنے میں مسائل ہیں، یہ کتاب تو ایسی ہے کہ ہر مسجد مقدرت مفت تقسیم کریں، قیمت ۴ر

بہشتی زیور کامل مجلد

کامل مجلد ہے اور نقشہ مفتیہ کا پورا انتساب اس کے کیا ہوا ہے، حصہ الف، بے تے اور کچھ حصہ ثا کا حصہ وضو، طہارت اور نماز کے مسائل حصہ ثا کا حصہ غسل، قرآنی حصہ طلاق، نکاح، مہر و دلی، عدت وغیرہ حصہ نہم معاملات، حقوق، معاشرت، حصہ اصلاح حصہ اصلاح باطن، تہذیب اخلاق، حصہ اصلاح رسوم مروجہ شادی وغمی، حصہ نیک بیبیوں کی کہانیاں (حصہ ضروری) اور ضمیمہ بلوغ حصہ ضروری بالغین، حصہ اور مردوں کے لیے خاص خاص مسائل ہیں یہ سب ایک جگہ مجلد میں ضخامت ۹۰۰ صفحات قیمت مجلد جرمی دو روپے محصول ۱۴ر

قرآنی دعائیں موثر

آپ کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی اس لیے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں، اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں، تو پھر خدا کے فضل سے آپ کی ہر دعا مقبول ہے اگر آپ بے اولاد ہونگے تو صاحب اولاد ہونگے، فراق کشیدہ ہیں تو صاحب وصال ہونگے پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائیں گے، مختصر کہ آپ کے ہر مرادی کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں، کیونکہ اس طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک کی برکت ہی مجرب و دعائیں ہوتی ہیں، بہت ہی مقبول و موثر کتاب ہے۔

قیمت صرف آٹھ آنہ کتاب مصولڈاک ۱ر کل ۱۴ر

اوراد و وظائف مہمہ و مہمات

جب سب طرف سے مایوسی ہو جاتی ہے اور دنیا کی سب امیدیں ٹوٹ جاتی ہیں، انسانی تدبیر و تدبیر ہو کر بیٹھ جاتی ہے، راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جاتی ہیں پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے جو انسانی تمام کا آخری ذریعہ ہے یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں رحمان اور تنہا وزمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں، فقر کی کرامات اور اوراد و وظائف میں مضمر ہیں ان میں بہت ضروری مہمات جو ہر جگہ جہاں گفت کو ہے، ہزارہا بار یہ چھپ چکی ہے قیمت دس آنہ محصولڈاک ۱ر ہر کل ۱۲ر

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جو پھر آپ قابو جاتے ہیں، وہ دل کسی کا ہو، مرد کا ہو، عورت کا ہو، خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو، دوست کا ہو، آقا کا ہو، مخدوم کا ہو، چھوٹے کا ہو، بڑے کا ہو، ہم ہو، عوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر سکتے ہیں، اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر اس پر عمل کریں تو آپ کامل بن جائیں۔ احباب کا شکر کرنا، زن و مرد کا مطیع کرنا، آقا و افسر پر قابو پانا، مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لیے معمولی بات ہے ایک نہایت دلچسپ عجیب و غریب کتاب ہے ہزارہا بار فروخت ہو چکی ہے، قیمت ۱۲ر

فالنامہ ناصری قیافہ

پہلا اڈیشن اسی صفحات کا تھا، انگلش نیا اڈیشن سینکڑوں کتب اور اس علم فالنامہ کا اور اضافہ ہو کر ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہو کر ہم شروع کے نے سے پہلے اس طریقہ پر ہو کہ اتخارہ کریا کریں، کہ اگر اس کا انجام ٹھیک نہ ہو تو اس کو ترک کر دیا جائے اس میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی تالیف تحارہ قرآنیہ کا ترجمہ ہے اور اس کے علاوہ قرعہ الانبیاء، فالنامہ بزرگان، فالنامہ اولیاء کرام فالنامہ غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ، فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے، یہ فالنامہ بہت ہی مقبول ہے اس لیے ٹھیک جواب ملتے ہیں جو کسی دوسرے فالنامہ میں نہیں ملتے قیمت ۸ر محصول ۱۰ر

مجموعہ اعمال قرآنی مجلد

آیات فرقانی مع ادعیہ ماثورہ مناسب لاثانی مذہب مختصر شاہ اشرف علی صاحب حضرت مولانا کے تبحر علمی اور واقفیت اسرار ربانی کا کون قائل نہیں ہے آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو یکجا کیا ہے اور دینی و دنیاوی ضروریات میں ایک بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی ہے جس کا ماوا اس کتاب میں نہ ہو، امراض کی مختلف بلیات کی دفاع ہے، مہمات کی بہت ہی کشائش رزق ہے حب کو شیخ ہیں، تسخیر کے نقش ہیں، ۱۰ صفحہ کی کتاب ہے، مجلد ہے کاغذ اعلیٰ ہے، اصلی قیمت ۱۲ر ہے، اب رعایتی ۸ر ہے محصولڈاک ۱ر

شرح مثنوی مجلد

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں ہے ہی وہ کتاب ہے جو رائج عالم تصوف کی جان ہے ہی وہ کتاب ہے جو شرک نہ ہا اس طریقت کو ہم صرفت بالغی ہے، یہی وہ کتاب ہے جس سے ہمارے بزرگوں نے تصوف شرق سے غرب تک اور نہار بہ جنوب تک پہنچا یا ہے ہی ہے کوئی صوفی صافی ایسا نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو، صوفیوں کو اس کی ضرورت، فاضلوں، پڑھے لکھوں اور فقیروں اڈیٹروں کو اس کی ضرورت ظرفکہ ہر قسم کے لوگوں کو یہ گھڑی اس کی ضرورت ہے ضخامت ۵۰۰ صفحات مجلد کتاب قیمت ۴ر محصولڈاک ۸ر

مقالات غوث پاک

سیدنا غوث الاعظم کے ارشادات و مقالات کی اہمیت حضرت کے معتقدین کے لیے ہیں ضد اہم اور قابل تقلید ہے اس کا اقتضا ہے کہ ان تعلیمات و ارشادات کو ہر مسلمان کے گھر پہنچا دیا جائے تاکہ حضور کی شخصیت کا فیض ہر کے اس لیے مقالات غوث الاعظم منگا کر چھپوائے اور غوث پاک کے نام لیوا ستقرر کی تعلیمات سے واقف ہوئے بغیر نہ رہ سکے، کوان ہی نہیں سکتے۔

یہ فتوح الغیب کا حاشیہ سلیس ترجمہ ہے، جو اس ہند میں ہر گھر آسانی سے پڑھا جا سکتا ہے، قیمت بہت کم ہے ۲۰۰ صفحات ہیں، اصل قیمت صرف ۸ر آپ نے مصولڈاک صرف ۱ر

گھر کا مولوی مجلد

یہ وعظ کا بے نظیر کتاب ہے حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی مرتبہ ہے اس میں ایک سو سات وعظ ہیں جس میں تمام امراض و صافی، حرص، حسد حب دنیا، بکبر و چوری، تہمت، بدگمانی، بخل، قطع، ضعف فارغی، زبان، زنا، اولاد خرشکہ ترتیب جاہ تمام حوائج انسانی کے متعلق سو واعظ اور نذکات شامل نیز اکثر واعظ انعام الٰہی اور برکات ایزدی، اخلاق کے متعلق ہی ہیں ہے وعظ ہیں، اگر اس کتاب کے منگا کر ہر ہفتہ ایک وعظ فصیر اگاؤں کے مسلمانوں کو جمع کے ایک ایک وعظ بیان کر دیا جائے تو بہت ہی اچھا ہو، قیمت ڈیڑھ روپیہ محصولڈاک ۱ر

باره مجالس مجلد

وعظ کی آسان اردو میں سب سے پہلی کتاب ہے میں حب ذیل بارہ مجلسیں ہیں، (۱) ہستی باری تعالیٰ (۲) توحید کے پر دلائل (۳) توحید الٰہی، (۴) نبوت و رسالت (۵) ختم نبوت (۶) فضائل رسول (۷) اسوۂ رسول لازم (۸) محبت رسول (۹) فضائل و اخلاق و شمائل صاحبت (۱۰) اسلامی وحدت (۱۱) اسلام میں عزت کے حقوق (۱۲) واقعات کربلا، یہ بہت ہی مقبول کتاب ہے اور آسان وعظوں میں سب سے بہتر کتاب ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ بہت تو پڑھی اور سنی جانے والے بھی آسانی سے پڑھ لیتے ہیں، قیمت مجلد ۱۲ر محصولڈاک ۱ر

محمد سراج الدین کی دعا سے طالب دعا

تبلیغی ملفوظات خواجہ اجمیری

اپنا نام ملک التاریخ سلطان الاولیا خواجہ معین الدین ابو سجزی کی سوانح حیات ہے، اس کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا ذکر ہے اور خواجہ کاکی اور خواجہ اجمیری کے تعلقات کا تذکرہ پھر خواجہ کاکی کے کارنامے ہے، جس میں خواجہ اجمیری کی بھی حسنہ کے حالات قلمبند کئے ہیں یا یوں سمجھئے حضرت خواجہ اجمیری سے متعلقات ہیں اور ان سب عجیب و غریب عارفانہ حقایق ہیں، اور عجائبات، تعلقات، معاملات ہر چیز غریب تبصرہ ہے، کہ پڑھ کر روح وجد کرنے لگتی ہے ۱۲، صفحات قیمت چھ آنے محصول ڈاک اہر

خطبات دین محمدی

مجلد چرمی ہے یہ وہ مقبول عام حنفی خطبے ہیں جو ہر شب چھ ماہ میں سولوی کے ذریعے سے جدید ۱۰۰ مسجد میں پڑھے جاتے تھے یہی وہ خطبات ہیں جن کے پڑھنے اور سننے پر علماء سنت والجماعت متفق ہیں کیونکہ ان سے بڑھ کر اچھے خطبے نہیں ہیں، پھر خطبے کے متعلق وعظ میں اور آخر میں نظم و نثر خطبہ نمازی اس کتاب کے شایع ہونے کے بعد مسلمانوں کی بہت بڑی ضرورت رفع ہوگئی اس کتاب میں ہر ماہ کے پانچ خطبے ہیں، اس کے علاوہ دو خطبے عید بن کے ہیں بہت فصیح و بلیغ انداز بیان ہے خطبہ تین طرح کے ہیں، اردو عربی، اردو اور دونوں قریب قریب ہیں، ۲۰۰ صفحات

شہید کربلا

اس کتاب میں شہادت امام حسین علیہ السلام کے پیچھے واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لے کر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہے نہ یہ کی تحت نثر فنی سے اس درد ناک باب کا اختتام ہوتا ہے، حضرت امام حسن کو زہر دیا جانا، ترک دعن امام مظلوم کی روانگی، کوفیوں کی شرارت ظالموں کا معصوموں تک کو چن چن کر جام شہادت پلانا اہلبیت پر مظالم، یہ کتاب کربلا کی نہایت دردناک تاریخ ہے اور آخر میں حضرت خواجہ حسن نظامی کے تاثر کے مرثیے خفتہ کے ہیں، قیمت ۸ر محصول ہر

الفاروق مجلد

کیا اسلاف تھے اور کیا ہم ہیں، جاننا ہو الفاروق میں کیا ہے، اسی خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مفصلات ہیں، یہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جنکا نام زمین پر پھیلا ہوا ہے، ہو نو شیروانی کی خوشبو روایات عادل پر مشتمل عمر کر نیوالوں کو اس عادل فاروق کے حالات پڑھ لو، جب معلوم ہوگا کہ عدل کسے کہتے ہیں، سادات سادات کے سوسائٹی والو ذرا اس جلیل المرتبت صحابی کی شان سادات تو دیکھو بیت المقدس میں شانہ نہ داخل ہو گر کس طرح غلام سوار اور کافا بھاگ بردار جمہوریت کے سب سے بڑے بادشاہ کے حالات پڑھیں ۲۰۰ صفحات

امام ابوحنیفہ مجلد

کے حالات پڑھنے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہیں کیونکہ جن کی نسبت وہ فخر کرتے ہیں، ان کے حالات سے بے خبر رہنا نہایت ہی ناموزوں ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے، امام صاحب کے حالات علمی کارناموں، مناظروں اور دقیقہ رس مسائل کے معلوم کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے، فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں، جس سے آدمی ششدر رہ جاتا ہے اور حقیقت میں امام موصوف کا یہ امتیاز فن بھی ہے ۲۰۰ صفحات قیمت مجلد آٹھ آنے محصول ڈاک ۸ر

پانچ برگزیدہ صوفی مجلد

۱، امام غزالی، تصوف کے سچے بڑے علمبردار اور واقف اسرار نہانی بزرگ کے حالات قیمت ۸ر

۲ مولانا روم، جلیل القدر مثنوی مہت ذوان در زبان پہلوی صد سوانح عمری و انتخاب مثنوی قیمت ۸ر

۳، حافظ شیرازی وہی شیراز کا صاحب عرفان غزلوں کے دیوان کا فارسی صحیح ترین قیمت ۸ر

۴ شیخ سعدی جن کی گریا گلستان بوستان ایک دنیا ہی مہک رہی ہے ان کی سوانح حیات قیمت ۸ر

۵ ایرخسرو، نوخر الذکر صوفی صافی طبعی زندگی بہت پر عرفان ہے قیمت ۸ر یہ ہے کتابیں علامہ شبلی کی تصنیف ہیں اور پانچوں مجلد سوا روپے میں ملیں گی

بڑی سوانح عمری رسول مقبول

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان صحت تاریخ، خوبی کاغذ، صفائی طباعت کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے، تاریخ عرب اور میلاد رسول سے لیکر وفات تک کے حالات بشرح و بسط درج ہیں اس کتاب میں عاشق رسول مصنف نے ایسے والہانہ انداز میں لکھا ہے، کہ اس کا مطالعہ بے حد لطف افروز ہے، کتابت کتابت وہ ہے یوں تو آپ نے رسول مقبول کی عمدہ سوانحعمریاں پڑھی ہونگی لیکن اس کا مطالعہ آپ کی حیات دینی میں نئی جوش پیدا کرے گا، ۲۵۶ صفحات قیمت اصلی بیر رعایتی ۱۲ر محصول ڈاک ۸ر

میلاد اکبر معہ نعت جدید

حضرت اکبر پیر جی کا وہ مقبول عام میلاد نامہ جو عاشقان رسول کے لئے خرجان تیار ہتا ہے یہ ایسے والہانہ انداز میں کہا گیا ہے، کہ ہر پڑھنے والا اور سامع وجد میں جھومنے لگتا ہے جدید اڈیشن میں بہت ہی دلفشیں اور موثر نعتوں کا اضافہ کیا گیا ہے اور مصنف نے اور جدت کی ہے کہ تمام میلاد کے سلسلہ میں علمائے مصر و ہند کے فتاوی بھی اس میں شامل کر دیئے ہیں، اس کی ضخامت ایک سو چھتیس صفحات ہیں، گویا ایک ورقہ اوراق محبت رسول کا صحیفہ ہے اس کی قیمت چھ ۱۲ر تھی، اب ہمارے یہاں ۴ر ہے محصول ڈاک

شاہ جیلان

یہ سیدنا پیران پیر پیر میران شاہ جیلان غوث پاک کی سوانح عمری ہے جو ابن غوث الاعظم مولانا سید تیز الحق صاحب نے لکھی ہے، آپ غوث پاک کے پوتے ہیں، اس لئے آپکی معلومات خاندانی و روایت ہے اسمیں جو فیل گیارہ مجالس ہیں، (۱) فضیلت غوث (۲) پیدائش (۳) ولایت و غوثیت (۴) حلیہ مبارک لباس و معاشرت (۵) آپکا تحصیل علم، ریاضت عبادات مجاہدات (۶) آپکا طریقہ، (۷) آپکی فضیلت و برتری تمام اولیا پر و پردہ بتعلیمات غوث الاعظم (۹) کرامات (۱۰) جہادات (۱۱) اندواج و اولاد نہایت ۲۰۰ صفحات، قیمت ۴ر محصول ہر

کفرستان کے تین ولی

۱ حضرت خواجہ معین الدین، آپکی پیدائش ہندوستان میں، آپ تبلیغی سرگرمیاں، کرامات ساحروں سے مقابلہ، یہ علاوہ فی دین اللہ فوج جا

۲ حضرت بابا فرید گنج شکر آپ کے خاندان کے حالات لقب کی وجہ، خواجہ بختیار کاکی سے عقیدت چلہ، تبلیغ دین، کرامات کا ظہور، اور عبرت خیز حالات

۳ حضرت صابر کلیری، آپ کے ابتدائی حالات مجاہدات، مرشد کا شکر تسلیم کرنا، اور خود نہ کہنا سایہ کا لقب پانا، فرقہ خلافت حاصل کرنا کلیر تشریف لے جانا اور جلالی کرامات کا ظہور

تینوں کی قیمت صرف ایک روپیہ محصول ہر

ولیوں کے حالات مجلد

مولوی عبدالرحمن صاحب شوق امرتسری کی لکھی ہوئی کتاب بچوں اور عورتوں کے لیے ۱۷۰ صفحات بہت اچھی چھپی ہوئی ہے، اس میں حضرت فیل وولیوں کے حالات ہیں، خوث پاک، حضرت اویس قرنی حضرت خواجہ معین الدین، حضرت علاء الدین صابر خواجہ حسن بصری، حضرت مالک دینار، حضرت خواجہ فرید گنجشکر، حضرت امیر خسرو، حضرت خواجہ محمد یہ الٰہی، حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر حضرت بایزید بسطامی، حضرت بہلول دانا، حضرت ابراہیم ادہم، حضرت سلم، حضرت ابوداؤد ان پاپہ، قیمت چھ آنے محصول چھ آنے

تین دینی کتابیں مجلد

۱۔ ۲۶۰ پیغمبروں کے حالات بہت آسان زبان میں ہیں ناکہ سب بچے عورتیں کم پڑھے لکھے مرد بہت آسانی سے پڑھ لیں کاغذ چھپائی بہت اعلیٰ ۸۰ صفحات

۲ اقوال الرسول) بچوں عورتوں اور کم پڑھے لکھے مردوں کے لیے مصلح سنہ کی مفید ترین احادیث کا صحیح ترجمہ روزمرہ کی باتیں ۹۶ صفحات

۳ عقائد حنفی) حجۃ الاسلام، امام محمد غزالی کی کتاب العقائد کا بہت آسان طریقہ پر ترجمہ کیا ہے کہ بچے اور عورتیں بھی سمجھ لیں

تینوں کتابیں اچھی مجلد ہیں الگ الگ بھی بکتی ہیں قیمت رباعی مجلد، دس آنے محصول ۷ (آہ)

پانچ مقدس ہستیاں

۱۔ سرتاج انبیا یعنی رسول کریم کی سوانح عمری آسان زبان میں دلچسپ انداز بیان میں ۹۶ صفحات

۲۔ صدیق الرسول، رفیق رسول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کے حالات نہایت دلچسپ و موثر ۹۶ صفحات

۳۔ فاروق الاسلام حضرت عمر فاروق کی پر لطف زندگی کے حالات عورتوں اور بچوں کی سمجھ کے موافق

۴۔ جامع القرآن، عورتوں اور بچوں کی دلچسپی کو ملحوظ رکھ کر حضرت عثمان کے حالات لکھے گئے ہیں

۵۔ سرتاج زہرا، حضرت علی اور حضرت خاتون کے حالات اور ان میاں بیوی کے تعلقات ۔

سب ایک جگہ مجلد ۳۴۰ صفحات قیمت ۱۲ محصول

سات تاریخی کتابیں

یہ سات مذہبی و تاریخی کتابیں ہیں جن میں صدہا برگزیدہ مذہبی خواتین کے حالات ہیں اور متعدد مشاہیر خواتین کی اخلاقی زندگیاں جس ہر مذہب کی عورتیں شامل ہیں خصوصاً مسلمان شہزادیوں کے حالات بہت نتیجہ خیز ہیں، زیب النساء، نور جہاں شہزادی بلقیس کے حالات بہت مفصل چند مخصوص، اخلاقی قصے خواتین کے بھی ہیں جن میں خدا پرست بیوی کا قصہ بہت مفید ہے یہ سب کتابیں ۲۵۶ صفحات کی ہیں، زبان بہت نیتر، کاغذ چھپائی اعلیٰ اور سب ایک جگہ مجلد ہیں، قیمت دس آنے محصول اک ۔

زنانہ بستہ مجلد

دس علمی پہلوؤں کا گلدستہ یا دس بیش بہا کتابیں

(۱) اسم اللہ کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب (۳) کھیل کی کتاب (۴) کھیتے کی کتاب (۵) تاش کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) تندرستی کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب (۹) پردے کی کتاب (۱۰) اصلی جہیز

یہ کتاب جس مضمون پر شروع کی ہے اس کو مکمل کر دیا ہے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کاموں سے واقف ہو جائے اور ساتھ ہی مذہبی معلومات سے بیگانہ نہ رہے اپنی بچی کو ضرور یہ کتاب پڑھایئے سب کتابیں ایک ہی جگہ مجلد ہیں، قیمت فی جلد مجلد ایک روپیہ

چار تعلیم نسواں

عورتوں اور بچوں کے لئے بے نظیر المعانی اور دلچسپ سیٹ

۱۔ اللہ پاک کی صفتیں، انبیوں، پیغمبروں کے حالات مقدس عورتیں، مذہبی خواتین ۳۲ صفحات

۲۔ اللہ کے احسانات، نبیوں کی مقدس حدیثیں اور کارنامے، عورتوں کی خصوصیات، مذہبی ۴۸ صفحے

۳۔ ایمان، اسلام، قرآن، موسم کے حالات زمین سے اگنے والی چیزیں، اور اضافی سبق ۶۴ صفحے

۴۔ تعلیم، طریقہ زندگی، لباس، زیور، جہانداری دیانت اور صحابیات کا طریق زندگی ۱۱۲ صفحات

یہ چاروں کتابیں ۲۵۶ صفحات کی ہیں اور ایک جگہ مجلد ہیں، قیمت رباعی دس آنے محصول ۔

اسھل القرآن قاعدہ

یہ قاعدہ طبعی ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینے میں صرف دو تین گھنٹہ کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح رٹنے کی ضرورت نہیں بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں، ابتدا میں حروف تہجی کے لحاظ سے پچاس شبیہا کی تین تقاویر ہیں، اس کے بعد الف، بے پھر دو حرفی، سہ حرفی، چہار حرفی اور پنج حرفی الفاظ اور اس کے معانی درج ہیں تاکہ الفاظ کے ساتھ ساتھ معانی پر بھی عبور حاصل ہو، آخر میں قرآن شریف کی چند سورتیں بھی ہیں قیمت صرف ۴

سلسلہ تعلیم الاسلام

مجلد

جس کو مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کے لئے علامہ حضرت مفتی محمد اللہ صاحب نے تالیف فرمایا اس کے پانچ حصے ہیں اول قاعدہ ہے اس کے بعد پہلا حصہ، اس میں عقائد کا ابتدائی حصہ، طہارت دوسرا حصہ، اس میں عقائد کی تفصیل نماز کا بیان تیسرا حصہ، اس میں عقائد کی اپنی باتیں روزہ نماز چوتھا حصہ اس میں حج اور حقوق العباد وغیرہ ایک ان سائل کی تعداد تین لاکھ چون ہزار شمار ہو چکی ہے اور شاید ہی کوئی کتب خانہ ایسا ہو جہاں یہ سلسلہ نہ ہو یا نہیں جتنے سائز میں چھپتا ہے ہم چھاپتے ہیں اور ایک ہی جگہ مجلد ہیں قیمت عامی مجلد ایک روپیہ

فارسی بول چال مجلد

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سکھانے والی کتاب یہ فارسی بول چال ہے جسے پنجاب یونیورسٹی سے علم فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کئے ہوئے دو فاضل حضرات نے سالہا سال کی عرقریزی کے بعد فارسی زبان کو اردو میں ڈھالا ہے شروع کتاب میں فارسی کے حروف الفاظ کو گریمر کے لحاظ سے اردو کیساتھ درج کیا ہے، اس کے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں لکھ کر ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے عرضیاں، چٹھیاں، تیمارداری اور مبارکبادی تعزیت وغیرہ کے نمونے، اردو میں ترجمہ کیا ہے رباعی قیمت صرف ۱۲ محصول اک ۔

عربی کا بہترین استاد

بول چال کی زبان سکھانیوالی قرآن پاک کا مفہوم سمجھانیوالی بے نظیر کتاب یہ کتاب بہت عربی سکھانیوالی کتابوں کا مطالعہ کر کے وہ خامیوں سے صرف صفا کا مجموعہ ہے فاضل مرتب نے اس قدر سہل انداز میں اس کو مرتب کیا ہے کہ بغیر استاد کی مدد کے تھوڑی سی دماغی اجتماع کے ساتھ ایک سبق دو تین روز میں ذہن نشین کر لے تو عربی بول سکتا ہے اس کے ابتدا میں آسان صرف و نحو ہے جس میں ایک گردان بھی رٹنی نہیں پڑتی اور مرزبانی استعمال پر چرچا کی گئی ہے اس کتاب کے پڑھنے کے بعد آسان عربی کی کتابیں خود بخود پڑھ لی جاتی ہیں قیمت صرف ۱۲

۲۰۰ صفحات

نیو انگلش ٹیچر

ایک مہینے کا کورس

انتیس سبق کا مجموعہ ہے اور انداز بیان ایسا دلچسپ گویا جادو سر چڑھ رہا ہے، اے، بی، سی، ڈی پڑھنے والا اگر غور اور سمجھ سے ایک سبق اور زبانہ پڑھ لے اور یاد کر لے تو تیس دن دو چھوٹی چھوٹی جملی لکھ سکتا ہے اتنا مختصر کورس اور کسی کتاب کا نہیں ہے، چونکہ یہ حال میں چھپی ہے اس لئے قابل مصنف نے بڑی محنت اور عرق ریزی کی ہے جس کو مدنظر رکھ کر مرتب کیا ہے، اگر محنت اور دماغ سوزی ہو تو واقعتاً ایک مہینہ میں اچھی طرح ضرورت کے لائق انگریزی آجاتی ہے، یہ علمی کتاب ہے خیالی نہیں قیمت صرف باہ آنے محصول اک ۔

پریکٹیکل انگلش ٹیچر

مصنفہ پروفیسر سید احمد ترمذی، ایم اے ٹی ٹی، ایم، ایس، سی اس کتاب میں آٹھ باب ہیں باب علم الصوت، انگریزی حروف کیونکر ترکیب چلتے ہیں، باب صرف و نحو یعنی فقرے کیونکر بنتے ہیں باب ۳ قانون (متعلق فعل متعدی لازمی کی) ہے باب ۴ لغت پڑھانا، باب ۵ فقرے بنانے اور سمجھنے کے اصول، باب ترجمہ کرنے کی صورتیں، باب اردو سے انگریزی بنانا (باب) خلاصہ کتاب وغیرہ صرف اس کتاب سے ایک ماہ میں انگریزی لکھنی پڑھنی آجاتی ہے، یہ علمی کتاب ہے خیالی نہیں قیمت صرف باہ آنے محصول اک ۔

یہ سب کتابیں مینجر رسالہ مولوی محمد یعقوب پریس دہلی سے منگائیے

اسرارِ صنعتِ مجلّد

جیلد بندی پر نئی نئی کتابوں سے آپ مضطرب ہوں اور معاش کی کوئی راہ بہم ہو۔ تو آئیے تو ایک روپیہ خرچ کر کے یہ کتاب منگا لیجیے، اس کے بعد اپنی جیب کا جائزہ لیجیے، اگر آپ کسی بڑے شہر میں ہیں تب بھی اور چھوٹے سے قصبہ میں جب بھی یہ کتاب آپ کی نگہبانی مدد کرے گی، آپ کا چھوٹا سا سرمایہ جو بھی ہوگا، اسی کے مطابق یہ کتاب کام بتا دیگی، نوٹ کیجیے اس کتاب کے ذریعہ سے آپ ایک روپیہ سے لے کر ہزاروں تک اپنا سرمایہ فائدہ رسان طریقہ سے لگا سکتے ہیں، صرف صحیح انتخاب اور مستقل شرط ہے قیمت مجلد دس کتے، محصول ڈاک ۱ر کل عہ

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے جس میں مصنف نے خلق خدا کی بھلائی کے لیے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام صحیح صحیح تجربہ کر کے درج کئے ہیں، اسمیں صابون سازی کے ہر قسم کے طریقے، ہر قسم کے شربت، اچار مربے وغیرہ کے خاص نسخے، ڈالڈا گھی کے، دانتوں کا صاف کرنا مصنوعی تیز عطر وغیرہ وغیرہ کا کام پوٹ پالش رنگ بنانا، سیاہیاں بنانا، شیشہ جات، جادو کے کام، آتشبازی بنانا، فوٹوگرافری، انگریزی صاف کرنا وغیرہ فنون کے طریقے درج ہیں اس کتاب کو خرید کر اسمیں بتائی ہوئی دھندے سے لگ گئے اور آپ کے نفع کے حساب میں قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۱ر

استاد مرغی خانہ

یہ جدید اصلح مرغیوں کی تجارت اور انکی پرورش سکھانیوالی تین سو صفحے کی کتاب ہے اور اسمیں ۱۲ مضامین ہیں علاوہ مرغیوں کی پرورش کے کبوتروں اور بطوں کی پرورش و نگہداشت کی راہیں بھی اس کتاب کے ذریعہ ملتی ہیں، یہ نام پہلی کتابوں سے بہتر کتاب ہے کیونکہ اس کا ہر بیان تجربہ کے بعد لکھا گیا ہے، سینکڑوں مرغیوں کے حالات بھی ہیں جو ستر سے اوپر وقت تک نئی قسم کی ولایت سے آئی ہیں یا جدید انیسل ہیں، تمام بیماریوں کے علاج ہیں اور ہر موسم وار ترکیب پرورش ہے بہت کارآمد و مفید کتاب ہے قیمت سوا روپیہ محصول ڈاک ۸ر

استاد موٹر کار

اس کتاب کے دو حصے ہیں، پہلا حصہ معلم موٹر کار ۳۶۲ صفحات دوسرا حصہ انانیق موٹر ۱۹۰ صفحات اشتہار میں مضامین تین چار صفحوں میں آئیں، مختصر یہ ہے کہ یہ کتاب پاس ہو۔ تو پھر ولایت تک موٹر کی صداقت کی اس سے زیادہ تفصیل کسی اور کتاب میں نہ ملیگی اس کو موٹر ڈرائیونگ اسکول سمجھ لیجئے، ہر موٹر کا ہر حصہ کی موٹر مشین سے آگاہی اس کتاب سے ہو سکتی ہے علاوہ یہ ہے کہ موٹر ایکسیڈنٹ تک کا تو حیرہ اس میں موجود ہے اس کتاب کو یہ امتیاز ہے کہ اردو میں لکھی گئی اور انگریزوں تک میں مقبول ہوئی اصلی قیمت ۱۲ر قیمت رعایتی ۱۰ھائی روپے محصول ڈاک ۱ر

مجربات طبی

مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم و افلاطون الزمان جناب حکیم نورالدین صاحب بمبروری کے شاگرد رشید اور طب پنجاب یونیورسٹی کے سند یافتہ فاضل اجل طبیب نے سالہا سال کی محنت و عرقریزی سے مرتب کیا ہے، یہ وہ کتاب ہے جسمیں فاضل مصنف نے سینکڑوں کل امراض کا مفصل حال اپنی تحقیق کامل طریقوں کا علاج بہت ہی سہل طریقہ سے لکھا ہے جس سے ہر شخص بلا کسی حکیم کی امداد کے خود بخود بتا سکتا اور اپنے خویش و اقارب کا علاج کر سکتا ہے ۱۹۳۶ء کی ریت ہے بہتر کتاب ہے اور بہت مقبول و موثر ہے قیمت ۲ر محصول ڈاک ۸ر

غیر بوں کا ستا علاج

ایسا تو ہر جگہ اپنے روپوں کے زور پر علاج کرا ہی لیتے ہیں، غریبوں میں اتنا تو کہاں ان کو تو جائز طریقے بھی خرچ کرنے گراں ہیں یہ کتاب منگا کر آپ غریب کی بڑی خدمت کر سکتے ہیں اس کتاب میں کوئی دوا کے نسخے ہیں وہ نسخے گھر میں تیار کر لیں اور غریبوں کو مفت تقسیم کر دیں افضل الناس من خدمۃ الناس "رسول کریم کا فرمان ہے یہ کتاب ایسی ہے کہ ہر ضرورت ہی ہر گھر میں رہنی چاہئے کیونکہ اگر علاج کی ضرورت بھی نہ پڑے تو فقط حفظ الصحت کی تمام مفرحی کی آمد سے محفوظ رہیے ۲۸۰ صفحے کی کتاب قیمت ۸ر محصول ڈاک ۸ر کل عہ

صحت النساء

عورتیں جہاں شباب میں مردوں کے لیے لذت کا سبب بنتی ہیں وہ بڑھاپے میں مردوں کے لیے ایک مصیبت بن جاتی ہیں اور ان حفاظتوں کا اکثر نہیں رہتی ہیں اس کا کچھ ہی صلہ مردوں کو نہیں ملتا بلکہ عورت کی ہو سکتا کی عورت کی اندرونی تکالیف کی پروا بھی نہیں کرتی، اور بیویوں کی جہالت اکثر اوقات ذاتی خرابی کا لحاظ نہ کرنے سے بعض اوقات جان کی بازی لگا دیتی ہے صحت النساء وہ کتاب ہے جو عورتوں کو امراض خصوصہ کے نہ صرف علاج بتاتی ہے بلکہ اگر مرد و عورت اس کا مطالعہ کر کے اس کی ہدایات ذہن نشین کر لیں تو بہت سے مرض سے سابقہ ہی نہ پڑے قیمت ۲ر محصول ڈاک ۸ر

آلیق انشا نویسی

یہ کتاب اس موضوع سے لکھی ہے کہ طلبا مضمون نویسی کے قواعد سے واقف ہو جائیں اور مختلف قسم کے مضامین لکھ سکیں جو مضامین اردو امتحانات میں اکثر آتے ہیں یا زمانہ حال کے لیے ضروری سمجھے گئے ہیں وہ آسان لکھے گئے ہیں، پہلے اسمیں ہدایات ہیں، پھر انشا کے اصول ہیں اس کے بعد بعض مضمون کے ابتدا ہیں ایک مثال کے کہ یہ مضمون اس طرح شروع کرنا چاہیے، محیل خاکہ بالتفصیل کہ تمہید، مخالف پہلو اور خاتمہ، غرض کہ مضمون نویسی کے سلسلہ میں یہ کتاب گویا جادو ہے جو ایک ہی تین مضمون لگا بندھا ہے تو صفحات قیمت چھ آنے محصول ڈاک ۱ر

مرنے سے پہلے

جو رہے بڑا کام کرنا ہے وہ گناہوں سے توبہ ہے اور مرنے کے وقت کی کسی کو خبر نہیں اس لیے آپ کتاب **توبہ** منگا کر پڑھ لیجے اس سے آپ کو توبہ کی حقیقت توبہ کے فوائد، توبہ کا اثر، توبہ کی ضرورت، توبہ کا علمی ثبوت، توبہ کے بعد کے حالات توبہ کرنیوں کی جائے، توبہ ہی تمام ادیان سے بہتر مسلمانوں کے پاس علیۂ خدا فوندی ہے یہ سب باتیں اس کتاب سے معلوم ہو جائیں گی، مزا یہ حال ضرور پڑھیگا ہاں کتاب کو پڑھ کر اوراس پر عمل کر کے سچے توبہ پیشہ پیشہ کی رحمت ہے، اور ابدی جنت، بہت مقبول کتاب ہے قیمت صرف دس آنے محصول ڈاک ۱ر

مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے

یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حال معلوم کرنے کے لیے ہر انسان بے چین ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اس کتاب میں ہے مختصر فہرست مضامین یہ ہر جا فلسفہ دوزخ، فلسفہ دوزخ، نتائج، حقیقت موت، حیاوت، سکرات موت، تکفین جسم سے روح کی پرواز حضرت آدم کی وفات، ایمان و کفر نیک روحیں علیین ابرار و مقربین، بُرا خاتمہ، بُری روحیں سجین، کفار کی اطوار، سوال و جواب، نکیرین کا برزخ، عذاب و ثواب، قبر کا عذاب، تجہیز و تکفین وغیرہ ہے ہتھوڑہ عصر ہو جو اولیاء اللہ نے بعد وفات لوگوں کو بتائے، قیمت ۱۲ر محصول ہر

جادو بیانی

یہ وہ نسخہ ہے جس نے حکومتیں بدلدیں، لڑائیوں کے رُخ پھیر دیں ہندستہ مجمع کو شعلہ بار اور بھڑکے ہوئے تند بیتر کو برف کر ڈالا، جادو بیانی کوئی بنوت نہیں جو نہ مل سکے، آپ کے الفاظ بھی جادو بن سکتے ہیں یہ تیر ہو سکتے ہیں نشتر بن سکتے ہیں اور ایک طرف صلح کے دل کے پار ہو سکتا ہے، کتاب جادو بیانی منگائیے اس کو پڑھیے اس کی ہدایتوں کی پیروی کیجیے اور دیکھیے کہ دنیا کے عظیم خطیبوں کا انداز تقریر کیا تھا، تھوڑے دن پختہ دوستوں میں مشق کیجیے پھر میدان میں نیکر باہر نکل آئیے، قیمت ۷ر محصول ہر

دہلی کا دسترخوان

کی ایک ممتاز خاتون کی تحریر کردہ کھانا پکانے کی بہترین اتنائی کس قدر جلد مقبول ہوئی کہ صرف ہوگئی، دہلی کا دسترخوان وہ سہل اور آسان کھانا پکانے کی کتاب ہے جس سے چھوٹی چھوٹی بچیاں نافہم عورتیں اور مرد بھی آسانی کے دموں میں لچھے کھانے کھا لیتے ہیں اور پکا لیتے ہیں، یہی وہ کتاب ہے جو ہندو اور مسلمانوں دونوں میں مقبول ہوا روزانہ خاصی تعداد میں فروخت ہو رہی ہے اسمیں باورچی خانہ کا انتظام، ہر قسم کی سلیقہ کھانا پکانے کا مہذب طریقہ بھی بتلائی گئی ہے، سچ تو یہ ہے کہ یہ خاوند کی تسخیر کا عامل ہے، قیمت ۸ر محصول ہر

یہ کتاب ہر کتب فروش کے پاس دستیاب ہے اگر نہ ملے تو طالب ذیل سے طلب فرمائیے

کتاب الاسلام خریدنے کے ہی لیئے سب سے زیادہ روپیہ کیوں درکار ہوتا ہے

اس لیئے کہ وہ مذہبی معلومات کی سب سے بڑی کتاب ہے اس لیئے کہ مولوی کے اجارہ میری زندگی کا مقصد یہی ہے کہ اسلامی معلومات سے ہندوستان کے ہر مسلمان کو بہرہ ور کر دوں اس لیئے کہ اردو زبان میں آج تک شائع نہیں ہوئی اس لیئے عالم اسلامی کی بہترین مذہبی و فدائی عنصر کا اسی لیئے کہ مقتدر علماء کی جانفروش کوشش اور کثیر ترین مطالعہ کا نتیجہ ہے اس لیئے کہ اس میں ضروریات دین کے سلسلہ کی ایک بات بھی نہیں چھوڑی گئی ہے اس لیئے کہ اس کو پڑھکر ہر طالب شخص یہ جان جاتا ہے کہ یہ اعتبار کیا کہ تھا کہ افراد اسلام میں ایسی خوبیاں کہ وہ بہت سستی کتاب ہو بلکہ بہت زیادہ قیمت ہونی چاہیئے کہ مسلمان کے گھر میں کتابوں کی الماری مواعظ کا مدرسہ زیادہ شوق و اولاد کا ذوق اسی اور صرف اسی کتاب سے پورا ہو سکتا ہے اس لیئے کہ وہ صرف چار روپے کی ہے اس سے زیادہ نہیں ہے بلکہ نہیں اس سے نصف بھی اسلامی معلومات کی کسی اور کتاب یا کتابوں سے حاصل نہیں کر سکتے۔

آخر اس میں کیا خصوصیات ہیں

ہماری یہ بات جو ہمنے کہی ہے کہ قبل چھپی کتاب نہ جو سوسائٹی نے لیا ہی کی ہو ہمکی اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ زر اسی خرچ سے تو بالکل میں، لیکن سب سے پہلے آپ کو یہ بتلا دیا جائے کہ مذہب کسے کہتے ہیں، مذہب دنیا میں کیا ہے، مذہب کی تعداد، مذہب کا معیار کیا ہے، دنیا کو مذہب کی کیا ضرورت ہے، مذہب ہی کیوں لازم ہے کیا فرق ہے، دنیا کے مشہور مذاہب کون کون سے ہیں اور کب سے ہیں اور کی بالا تیاز خصوصیات کیا ہیں اسلام کیسے مذہب کے معیار پر پورا اترتا ہوا ہمیں اسلام کہتے ہیں اسلام و دنیا میں کیا ہے اور کیسی ہے کہ باقی رہنے کی صلاحیت ہو دوسرے مروجہ مذاہب پر اسلام کو کیوں فوقیت ہے اسلام اور اس کی مخالفت پر جو اعتراض ہوئے ہیں کے جواب میں اسلام و کافی تعلیمات کے متعلق غیر مسلموں کی کیا رائے ہے اور اسلام کی اہم تعلیمات کیا ہیں کہ مسلمان کس حد تک ان پر عمل پیرا ہیں اسلام کی، اہم تعلیمات کن کتابوں میں ہو اور وہ کتابیں کب اور کیسے بنیں ایک قدر اہم مباحث اس کتاب کے ابتدا میں ہیں جو ۴۰ صفحات میں آئے ہیں (۲) پھر عقائد کا بیان اور اس میں زراہی نوٹی بات عقائد کی نہیں چھوڑی گئی (۳) پھر طہارت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ کا بیان ہے جہاں تک کہ یہ سب بیان ۳۶۰ صفحات میں آ گئے ہیں (۴) پھر معاملات، نکاح، طلاق، حقوق کا بیان ہو رہا ہے۔ کھانا پینا، لباس، اسراف، ہدایات اوامر و نواہی ہیں (۵) پھر اسلامی اخلاق تو اب یہاں تک ان بیانوں میں ۴۰ صفحات پر ہوئے ہیں (۶) پھر اسلامی تصوف، ریاضیات، مجاہدات، اعمال و اوراد و اشغال اور وظائف ہیں غرضکہ یہ سارا بیان ۱۲۰۰ صفحات میں آئے ہیں اب ذرا دیکھئے کہ آپکے ذہن میں کوئی بات بھی اسلامی معلومات کی ایسی رہ گئی ہو جو اس کتاب میں نہ ملے **واقعہ یہ ہے کہ پورا اسلامی کتب خانہ اس ایک کتاب میں ہے**، تو کیا مسلمان مرنے کے بعد اس کتاب کا پڑھ لینا کچھ ضروری ہے، اور اس حالت میں کہ اتنی بڑی کتاب صرف چار روپے میں مل جائے۔

میرے متعلق تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ اپنی مدحت جانبشانی اور سمی کو سراہتا ہے لیکن انکے متعلق کیا فرماتے ہیں جنھوں نے اس کتاب کو پڑھا اور سمجھا ہے

محمود یا رحمتگ بہادر جنگو پہ بڑی مسرت ہوئی، الحمد للہ آپ موجودہ فرسودگی سے بالا تھلے، بڑی ضرورت اس کتاب کی تھی، آپ نے اسلام کی بڑی خدمت کی۔

سید حسن شاہ جلالی فیض آباد، ایکلمات تو عقل طلاق گریز یا، ہمی کی کتاب ہے کہ ایک ایک ورق، دوسری طرف مجاہدات دیاضات کو پڑھ بڑے بڑے اولیاء کا نقصہ نگاہ رہا ہے، میں نے ایسی کامل کتاب کبھی نہیں پڑھی، میں نے عقائد حقانی کو پڑھتے پر آمادہ کروں گا الخ

جلال سقیمی کاندھلہ تحقیقات مرغوب کن، دلائل نیچر، عبارات مبسوط، معاملات پرشکوہ، ریاضات مجاہدات ایک فقیہ کامل کے ہے، ایکھ جزاں ہمہ دانہ تو تنہا داری الخ

چودھری ظفر دین چک نمبر ۱۰۳ لاجواب دل و لاثانی تحریر، میں نے کتنا ہی یہ کتب بینی میں خراب کیا اور جو کتاب دیکھی وہ سطحی، کتاب الاسلام پڑھنے کے بعد دوسرے قلمیہ کی کیفیت ہے وہ بیان نہیں کر سکتا۔ مجھے تو اب یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے میں مسلمان ہی نہیں تھا اور عنقریب صرف نام کا۔ خدا تعالیٰ ہر مسلمان کو اس کتاب کے پڑھنے کی توفیق دے۔

ایم۔ ایس۔ کنی ٹیلی چرچ کتاب الاسلام کا مطالعہ ہر مسلمان کے لیئے ضروری ہو خوشی کی بات ہے کہ مالابار میں بھی اس کتاب کو خوب ذوق سے پڑھا گیا۔ اردو زبان کا رواج بالکل نہیں ہو ورنہ میں بہت کوشش کرتا، ایک جلد اور بھیجئے تیچ کسی نہ کسی کو دیدوں گا۔

یہ سب وہ حضرات ہیں جنھوں نے ازخود بلا میری درخواست کے اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا، آخر اس میں کونسی کوشش ہے جو لوگوں کو اپسر آمادہ کرتی ہو۔ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ابھی حال میں چھپا رہا ہے۔ اور ایک ماہ میں تین سو کتابیں فروخت ہو گئیں، پہلا ایڈیشن تین مہینے میں صرف ایک سو کے ذریعہ ختم ہو گیا تھا۔

حامد علی خان نسیکہ آنولوی رہے نصیب آپ کے کہ آپ نے کتاب الاسلام شائع کی، میں تو اس کو اپنی زندگی کا حاصل سمجھتا اگر یہ موقوف نصیب ہوتا، کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے کامل نہیں اکمل ہے۔ ابتدائی ابواب تو بہت ہی عجیب و غریب ہیں۔ آپ نے بہت اچھا کیا میرا خیال ہے کہ شائد اور دو میں یہ پہلی کتاب ہے اس میں جتنا ذخیرہ ہے کسی دوسری کتاب میں شاید کیا یقینی نہیں ہو سکتا چوتھ زیادہ سو روپے چند جلدیں خرید کر تقسیم کر دیتا۔ واللہ المستعان

مولوی عبدالغفار مولوی گنج سلہٹ پانچ کتابیں حسب ذیل پتہ پر بذریعہ ریل بھیج دیجئے۔ اکثر ہی سوالوں کا جواب رہتا ہے، پھر بھی میں نے کتاب الاسلام شکائی نئی اور یہاں کے سوا ہی صاحبان کو دکھلائی، پانچ آدمی تو آمادہ ہو گئے میری رائے کے کتاب ہی میں ایسی ہے۔ کوئی نہیں ہے، مگر ہمکے لٹریچر میں ایسا میٹریل ملتا ہے لیکن وہاں پر صحت کی جگہ کا نہ کتاب ہونی ہے آپ نے کوئی ۴۰ میں سمندر بند کیا ہے میری رائے کے کپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں۔

بابو شیر محمد ترپتی گارڈ اپنے دوستوں میں صرف مجھے ہی مذہبی کتابوں کا شوق ہے۔ آپ کا رسالہ تو بہت ہی بھائیوں کو دلواچکا ہوں اب کتاب الاسلام کی کوشش میں ہوں۔ بڑی اچھی کتاب آپنے شائع کی بعضہ ضمناً ابتدائی حصہ تو بالکل اور کھا ہے

ضخامت بارہ سو صفحات قیمت فی جلد مجلد چار روپے محصول ڈاک ۱۴ ارحمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ہمالیہ پہاڑ جہاں سونے چاندی کی لوہے کی کانیں ہوتی ہیں وہاں ان کا ست لیکر عنایت پروردگار سے یہ سلاجیت پیدا ہوتا ہے کہ ہم ایسے دشوار گذار مقامات سے ۴۴ سال سے منگا کر طب و وید کی طریقہ سے صاف کرتے ہیں جو کہ ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے جسکے ہزار ہا سارٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہیں۔

اکسیر اعظم

اصلی سلاجیت اصلی

حکیم و ڈاکٹروں نے متفق ہو کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ دنیا بھر کی ادویات میں شدھ سلاجیت کی برابر ہر قسم کے جراثیم کو دفع کر کے طاقت دینے والی کوئی دوا نہیں ہو سکتی استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان بنجاتے ہیں دو چار خوراک ہی میں فائدہ نظر آجاتا ہے دن بدن بڑھتی اور کمزوری یکلخت غائب ہو جاتی ہے ہر قسم کی دماغ جہان کمزوری و خواب میں احتلام ہونا فوراً بند ہو جاتا ہے۔ پیشاب کا ساقط ہونا کا جانا پیشاب میں شکر کا جانا بار بار پیشاب آنا شانہ کی کمزوری مثانہ کی کمزوری گردہ کا درد ہتھکاوٹ، اعضائی کمزوریاں سرکا درد چکر آنا۔ پاگل پن، مرگی وغیرہ ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتے ہیں اور نئی دوا کو طاقتور بناتا ہے اسکے استعمال سے بڑھاپن پیدا ہوتا ہے دل و دماغ اور جسم میں طاقت آنکھوں میں روشنی بدن میں پھرتی چہرہ پر رونق آجاتی ہے۔ ایک ہی خوراک سے پیشاب کی جلن، ٹرک سلی گرمی دور ہو جاتی ہے حساب دن استعمال کرنے سے نئے پرانے سوزاک کو آرام ہو جاتا ہے ایسے ہی خونی بادی بواسیر کو بھی دور کرتا ہے ہر قسم کے ریاتی درد کو اور ہاتھ پاؤں کمر پسلی کا درد پرانی چوٹ کا درد یعنی جسم کی ہر تکلیف کو اور ورم نزلہ زکام کھانسی کف دمہ، آب ورق، بدن، پیلا پڑ جانا، پیٹ اور سانس کی بیماری کو دور کرنے کی خاص طاقت اور اثر رکھتا ہے اس کے اوصاف پر ثنائی اور مصری طب و حکمت کی بڑی بڑی کتابوں میں لکھے ہیں دنیا میں کوئی تجاری ایسی نہیں ہے کہ جس کی دفع سلاجیت میں نہ ہو زنانہ عورتوں کی کمزوری اور پیشاب کے ساتھ سفیدی آنے کو دور کرنے کی خاص دوا ہے۔

ترکیب استعمال ہر سال جو شخص کہ سے کہ ہماری سلاجیت کو ایک ماہ میں پانچ تولہ کھا تا رہے گا تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچکر ہمیشہ تازہ اور تندرست رہیگا اور عمر بھی زیادہ ہوگی چھ ماہ کے بچوں سے لیکر بوڑھوں تک کو یہ بلا قیمت بھیجی جاتی ہے اور قیمت بھی بغرض فائدہ ہر خاص و عام بہت کم رکھی گئی ہے۔

پانچ تولہ کی قیمت سوا دو روپے (بھر)، دس تولہ کی قیمت سوا چار روپے للہ بیس تولہ کی آٹھ روپے محصول ڈاک

ملنے کا پتہ ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور

تصدیق ہماری سلاجیت کی صداقت میں کہ ریویو نیچرل مصر کے سند یافتہ جناب مفتی حکیم سید مولانا فاضل علی صاحب از ہر یونیورسٹی مصر فرماتے ہیں کہ آپ کا سلاجیت جیسی دافع طور پر بھی استعمال کی بابت اکثر مریضوں کو استعمال کرایا جو بڑی مسرت کے ساتھ مجھ ہمالیہ ڈپو ہردوار کو سپرد کیا ہوں کہ آپ کا صاف شدہ سلاجیت فی الواقعہ بہت مفید اور بہتر ہے جو ہر جگہ ہر موسم میں سوزاک قدیمہ اور قدیم از قسم قدیمہ میں پائی جاتا اور سچ الکلیہ غرض کہ امراض مثانہ کے لئے بہترین چیز ہے۔

مولوی ۱۸ ۲۹۲۵۰۵

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔